

اِنَّ هٰذَا تَذَكُّرٌ فَرَسْنَا تَحْتَ اِلَٰهِكَ سُبْحٰنًا
وَعَظَمًا سَمَاءِ نِيَوَالِي وَاعْظَمًا نِيَوَالِي نِهَالِيَتِ مَوْثَرِ اَوَّلِ شَيْءٍ كَمَا

وعظ سابع



تمام امراض روحانی کا بہ نظیر علاج اسلامی تعلیمات کا موثر تذکرہ صلیح اور
اکابرین ملت کے فیض اولیائے عظام کی دل میں اتر جانے والی نصیحت و عظمیٰ
طور سے جمع کی گئی ہیں جن سے قلوب انسانی کا تزکیہ ہوتا ہے۔

مؤلفہ ۱۹۲۰ء

حضرت مولینا مولوی حاجی احمد علی صاحب
سرکارِ دولت مددِ اصفیہ

باخدا اجازت مولانا ممدوح

حسب نہیں ہو سکتا خالد بن حبیب پبلشر نے

توجہ کرتے ہیں۔ اور
اسلامی کونینیں سمجھو یا سمجھ کر اس کی قیمت پر سین و جلی میں چھپوا کر شائع کر

تقریظ ابنِ شوقی منشی سید الدین صاحب کین دہلوی حلیہ و مصلیٰ

انکی دو حالتیں ہیں۔ اندرونی و بیرونی حالت کو جسمانی اور اندرونی حالت کو روحانی کہتے ہیں۔ بیرونی حالت
یعنی احکام ظاہری سے ہے جس کو عرف عام میں شریعت کہا جاتا ہے۔ روحانی حالت کا تعلق صفائی
نفس سے ہے جب تک خیالاتِ زہد و خیر خواہشات نفسانی۔ اور اخلاقی ذمہ سے دل صاف نہ ہو
بیانی حالت درست نہیں ہو سکتی۔ اور جب تک روحانی حالت درست نہ ہو تو محض ظاہری دہستی
مندی نہیں ہے بلکہ ایک قسم کی ریاکاری ہے مثلاً ایک شخص زبان سے کلمہ تو جیسے پڑھتا ہے رسالت
قریبے مگر دل سے اس کی نفسِ باطن نہیں کرتا علما مظاہر کے نزدیک وہ مسلمان ہے۔ تمام
اس شریعت اس پر نافذ نہیں ہے مگر علم باطن اس کو پہنچ جیتے ہیں۔ اسی طرح ایک شخص
کلمہ پڑھتا ہے۔ جہادِ جسم۔ صفائی لباس۔ ظاہری ارکانِ نماز کو پابندی کے ساتھ ادا کرتا
ہم و قعود۔ رکوع و سجود سب درست ہیں مگر دل متوجہ الی اللہ نہیں ہے۔ اور ساتھ ہی بعض
کے کسب و نگہ۔ آزار رسانی خلقِ خدا سے پاک نہیں ہے۔ ایسی نماز اہل باطن کے نزدیک
حقیقتِ نماز نہیں ہے گو علما ظاہر اس سے معترض نہ ہوں کیونکہ ان کے احکامات
فی ظاہر سے تعلق ہیں۔

اس شخص روزہ رکھتا ہے۔ مگر بات بات پر لوگوں سے چھکے۔ تاہم دل میں طرح طرح کے خیالات
دیر آ رہے ہیں بعض وقتا دیکھتے ہیں فساد سے دل صاف نہیں ہے۔ مزاج میں چڑچڑاہٹ ہے
اسی کسی کی حرکت خلاف طبیعت دیکھی اور اس سے دستِ درگسیبان ہوا۔ ظاہری صورت
لاد و اوروں کی بنا رکھی ہے۔ اور شاید یہی بات ظاہر کرنے کے لئے کہیں روزہ و اچوں ہر ایک
سے روزہ جگرتا ہے ایسا روزہ درحقیقت روزہ نہیں ہے۔ اسی طرح اور تمام باتوں کو سمجھ
ہوتا ہوتا ہے۔ جب تک انسان کی ظاہری اور باطنی دونوں حالتیں درست نہ ہوں اور تقا
حسب نہیں ہو سکتا اور تقا ہی نہ ہو سلام کا حاصل ہے۔ جو لوگ ظاہری حالت پر زیادہ
توجہ کرتے ہیں۔ اور باطنی حالت سے بے خبر رہتے ہیں وہ حقیقت میں حاصلِ شریعت
اسلامی کو نہیں سمجھتا۔ اچھے گراں پر کار بند نہیں ہیں۔

انسانی زندگی کا مقصد اصلی اتصال بذات اجسم یا دیر درجہ بدرجہ روحانی ترقی سے حاصل ہوتا ہے۔
 یا ایکھالا انسان لائق کادام اتی دیکتا حاکم لقیہ (ایسی انسان کو اپنے رب کی طرف کشاں کشاں چلا
 کر اپنے رب تک کھلاسنے چاہیگا) اس نسبت شریعت میں بالوفا و احتسابی کا بیان ہے۔
 جیسا کہ افعال و ملک و خیالات ذمیرہ سے تصدیق باطن نہ ہو گا روح مکدر رہے گی۔ اور یہ نکتہ ذرا کے عابد و باریق میں ہو گا
 اور اس کی درجہ بدرجہ ترقی رک جائیگی۔ بہر حال کہ وہ تھکھتھکے کے ذریعہ پر قابو نہ ہو سکے گی اور اس سے انسان کا
 حاصل زندگی فوت ہو جائے گا۔

ظاہری اور سنی یعنی احکام شریعت کی پابندی کے ساتھ روحانی ترقی کرنا اصول اسلام ہے۔ اسلام دونوں حالتوں کی
 درستی کے ساتھ وصول الی اللہ کی رہبری کرتا ہے اور فعلیہ کے لیے پرفان اسلام کو دیتا ہے۔ وہ دنیا میں
 اور دوزخ میں رہتا ہے۔ اور مقصود زندگی یعنی اتصال بالواجب (بجائے) نیک انسان کو ہر سانی پہنچا دینے کا وسیلہ بن
 جاتا ہے۔ بخلاف دوسرے مذاہب کے کہ انہی تعلیم اس مرحلہ میں بہت کم ہے۔ قاصر ہے۔
 میرے محب بے ریا۔ صادق الوداد مولوی احمد سعید صاحب ہمیشہ زندہ مولوی جمیع الدین صاحب مرحوم
 مولود اور سرکار عالی نظام نے اسی موضوع کو پیش نظر رکھ کر یہ کتاب تحریر کی ہے۔ اور وہ ایک حد تک ان میں کامیاب
 ہوئے ہیں۔

اس میں نتیجہ و فہمی تمام محبوب روحانی کبیر بخل۔ ریا جسد و حرص اور تمام صفات حسہ۔ انسان۔ اخلاص۔ اصلاح
 وغیرہ وغیرہ کو شرح بیان کیا ہے اور ایسے طریقے سے تحریر کیا ہے کہ دل پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ افعال ذمیرہ سے نفرت
 اخلاق حسہ سے رغبت پیدا ہوتی ہے۔ ہر بیان فشر زدن دل ہے تمثیلوں اور مختصر اخلاقی حکایتوں نے کتاب کو اور
 بھی چار چاند لگا دئے ہیں۔ اور اس کی دلچسپی کو بوجہ بڑھایا ہے۔ ممکن نہیں کہ آپ کسی بیان کو شریعت کریں اور
 بے ختم کے کتاب ہاتھ سے رکھیں۔ عبارت صاف نہایت آسان کہ معمولی لیاقت کا آدمی جو صرف اردو
 پڑھ سکتا ہو اس کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ بیان شیریں و دلچسپ کہ مستقبض طبیعت بھی شگفتہ ہو جاتی ہے اور تفریح کا
 سامان لائق آماج غرض ہر پہلو کو کتاب لاجواب و تصنیف قلب کا آلہ ہے۔ ہر دان منزل مقصود کی رہبر و گم گشتگان
 ہادیہ منالک کو راہ راست پر لانیوالی ہے۔

بڑی خوبی ہے کہ انسانی ظاہری و باطنی دونوں حالتوں کی اصلاح ساتھ ساتھ کی ہو جائے تصدیق قلب کا بیان ہر وہاں
 ضروری مسائل شریعہ کو بھی بالتفصیل بیان کر دیا ہے اور جو باتیں دوزخ و پیش آتی ہیں ان کے متعلق تمام مسئلے اور جواب
 درج کر دئے ہیں۔ ہر مسلمان کے پاس اس کا ہونا ضروری ہو مولانا ایک نہایت پاک طینت کا آدمی ہیں مولانا کی
 صفاتی طبیعت اور پاکیزہ دلی کی کیفیت اس کتاب کے فقرے فقرے اور لفظ لفظ سے عیاں ہو رہی ہے۔ یہ تالیف ثانی
 تیسرا ایسی یادگار باقی رہی اور ان کا ان کے نامہ اعمال میں درج ہوتا ہو گا۔ ہم اس کے تقدیم
 کر مولانا اس کا وہ سلسلہ جس پر جو پڑھ کر شریعت کے کمال کو پہنچا دے گا اس کا اجر ہے۔
 احمد المذنب
 سعید الدین عقی
 مولانا عقی



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حمد و ثناء پر جس پاک پروردگار کے لئے کہ ہم کو توفیق دی اپنے ذکر کی اور راہ بتائی اپنے فکر کی یا اہی درود و سلام
بہر نازل کر خاتم النبیین شفیع المذنبین رسول میں پیر اور ان کے اصحاب ابرار و امثال الہمارا در سب پر اور اس عاجز کو
وینا میں اتباع الناصیب کرا و جشر میں ان کے خادموں میں منسوب کرا آمین آمین یا اللہ العالمین۔

یا ایہا الذین امنوا! عبود و صابرو! و رابطو! و اتقوا! اللہ! لعلکم تفلحون۔ اے ایمان والو! صبر کرو اور راہ میں
ایک دوسرے کو صبر دلاؤ اور ہام ملے رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو شاید تم اپنی مراد کو پہنچو۔

انما المؤمنون اخوة و الصالحون اخوة! و اتقوا! اللہ! لعلکم ترحمون۔ سو اس کے نہیں کہ سب مسلمان! پس میں بھائی
بھائی میں تو اپنے بھائیوں میں صلح کرو اور اللہ کے غضب سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے
یا ایہا الناس! ما نخلقکم من ذکر و انثیٰ جعلکم شعوبا و قبائل لتعارفوا۔ ان اگر تم کو اللہ تعالیٰ نے خلق کیا اللہ عظیم شہید۔ اے
لوگوں! ہم نے تم کو نہ ذر و مادہ سے پیدا کیا اور تمہارے کنبہ اور قبائل بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو
تم میں سے سب سے بزرگ اللہ کے نزدیک وہی ہے۔ جو سب سے زیادہ متقی ہو بیشک اللہ جانتے
اور شہددار ہے۔

اللہ رسول اللہ صلعم المؤمنون کل و احملان اشکی عینہ! شکی کھنڈہ فرمایا! آنحضرت صلعم نے کہ تمام مسلمان شاک
ہم واحد کے ہیں۔ اگر اس کی آنکھ میں درد ہو تو تمام جسم پہ چین ہو جاوے اگر اس کے سر میں شکایت ہو تو
کل بدن پیکل ہو جائے۔

فرمایا نبی کریم نے المؤمن المؤمنون کا لہذا ان لیشد بعضہ بعضا ثم شیک بین اصحابہ یعنی رسول اللہ صلعم نے فرمایا
مسلمان مسلمان کے لئے مثل بنیاد ہے۔ کہ سکا دوسرا حصہ دوسرے کے ساتھ ہو جہاں اٹھانے میں مدد کرنا ہی
ہر ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ میں ڈال کر بنایا اس طرح ۵

و لست بہم الا اتفاق خمیسند
بے دولتی از اتفاق خمیسند
فرمایا رسول اللہ صلعم نے جو شخص بقدر ایک بالشت کے بھی گروہ سے الگ ہوا تو گویا رسن اسلام اس سے
نی گردن سے نکال دیا۔

مرث صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابیوں نے کہا کہ تم کہا تے ہیں مگر بیٹ نہیں بھرتا آپ نے فرمایا شاید تم
الگ کہا تے ہوئے کہا ہاں آپ نے فرمایا اگلے ہو کر اور خدا کا نام لیکر کہاؤ اس سے برکت ہوگی یا اور
تم سیری۔ اور فرمایا اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے جو شخص گروہ سے الگ ہوا لگ دوزخ میں گیا۔
فرمایا کہ گروہ کی پیروی کرو جو شخص گروہ سے علیحدہ ہوا دوزخ میں گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شاوریم فی الامر اور لوگوں سے مشورہ کر۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت کو حکم ہوا اصول اسلام یہ ہے کہ اتفاق رکھو و امر ہم شوری یعنی حکام مشورہ سے آپس کے ہوتا ہے۔ یہ مؤمنین کی شان میں آیت ہے کہ مومن سب اتفاق سے کام کرتے ہیں۔

لا تظلمون الخیر حتی تؤمنوا ولا تؤمنوا حتی تباہرشت میں نہیں جاؤ گے جب تک ایمان نہ لاؤ اور ایمان لانا اس وقت سچی جائیگا جب آپس میں محبت اور دوستی رکھو گے۔

در کوع مع الراکمین۔ رکوع کرو ساتھ رکوع کرینو والوں کے ہاں کبھی ایسی مطلب سب ملکر ایک کام کو کر دے یہ حکم اسلام سبق دیتا ہے کہ نماز میں بیچگانہ ہم حملہ کی مسجد میں جمع ہوں اور ہر کو سب کا دکھ درد معلوم ہو پھر ہر وقت میں ایک روز جمعہ کو ہم سب شہر والے ایک جگہ جمع ہوں تاکہ شہر بھر میں جو کوئی نئی بات ہو اسکی واقفیت ہو جاوے اور سب ملکر اسکا تذکرہ کریں اسی طرح سال میں دو دفعہ عید گاہ میں جمع ہوں اور سب اہل شہر اور پاس پاس کے گاؤں اور قصبہ کے لوگ جمع ہوں اور دین کے امورات شہر والوں سے گانوں والوں کو پہنچے اور وہ اپنے مقام پر جا کر تبلیغ کریں اسی طرح عمر بھر میں حج ایک دفعہ فرض کیا کہ شہر شہر ولایت ولایت سب جگہ کے باشندے جمع ہوں۔ اور آپس میں اتحاد دہرے اور جو مسائل وغیرہ معلوم ہوں وہاں سے اپنی جگہ اگر کانڈ کر کے کہیں تاکہ تبلیغ اسلام ہوتی رہے۔ اور آپس کا اتحاد بڑھتا جائے۔ اور اسلام کا بول بالا ہو اور جو کام اسلام کے لئے مضرت ہوں۔ اس سے بچیں اور جو کام اسلام کیلئے مفید ہوں اس پر عمل درآمد ہوں۔

حکایت ایک مرتبہ چند جوانوں کی کے جال میں آپس سے سب کو فکر ہوتی کہ کیا کرنا چاہیے اور کونسا جیلہ کر لے یہ ہم سب کے سب شکاری کے ہاتھ سے سچ جائینگے الگ الگ ہر ایک انہیں سے بہانے کی غرض سے اڑتے مگر کامیاب نہیں ہوتی تھی سب نے یہ ارادہ کیا سب متفق ہو کر اڑنا چاہتے تھے شاید ایک ہی وقت سے حال ہلکا ہو جائے بہانے کہ سب کے سب ایک ہی سہاڑے اڑیں اور سب کی ایک جانی قوت سے حال ہلکا ہو گیا اور سب کے سب لگنے اور اپنے مطلب میں کامیاب ہو نکلے۔ حاصل یہ کہ اتفاق ایک ایسی زبردست چیز ہے جس سے ناممکن کام بھی امکان میں آجاتا ہے۔

حکایت اکبر شاہ جب ضعیف ہو گیا اور اسنے جانا کہ میں اب نہیں جیونگا سب امیروں کو جمع کیا اور ریشمی ڈوری سے تیروں کا رٹھا ایک جگہ کر کے ہاند ڈاڑ اور باری باری سب کو دیا کہ اسکو توڑو اور سب نے لیا اور اپنی ساری طاقت انکے توڑنے میں صرف کی مگر وہ ایسا مضبوط تھا کہ کوئی بھی اسکو توڑ نہ سکا سب کی قوت کا گونہ ہوتی اسکے بعد بادشاہ نے اسکی ریشمی ڈوری کو جس سے وہ تیر دکھا تھا بندھا دیا اور اتفاق سے کانکر علیہ علیہ علیہ کھڑا ہوا اور سب کو ایک ایک تقسیم کر کے حکم کیا انہیں توڑو والو امیروں نے بات کی بات میں سب تیر کو توڑ ڈالا ایک بھی باقی نہ چھوڑا یہ دیکھ کر بادشاہ اور اسنے ملکر بیٹھے اور سب کو اپنی طرف متوجہ کر کے فوٹے لگے میرے معزز امیروں اتفاق کی طاقت تھے وہی جب تک تیریں ایک دوسرے کو اٹھی نہ دیں جو تیں جنس ہم جسے کوئی بھی نہ توڑ سکا جب دن آوا

ایک ہی وقت میں جمع ہوں

ایک ہی وقت میں جمع ہوں

نور دی گئی نہ لجا ہو گئیں تو تم نے انہیں ایک بھی نہ ہوڑا سب تیر توڑ ڈالے ہیطرح تم بھی اتفاق کی دوری سے بندھے رہو گے تو کسی دشمن کو یہ طاقت نہ ہو گی کہ تمہارے غالب آسکے اور سلطنت کو نقصان پہنچا سکے لیکن جب الگ الگ ہو جاؤ گے تو سلطنت تباہ ہو جائیگی پھر تمہارے کیا ہونے جب پڑیاں جگ گئیں کیمت پہنچ مل بھیجے کالج تاکہ نہ دینے آئے لاج ای سعید اتفاق کی صورت بغیر ایک طرف متوجہ ہوئیے نہیں ہوتی لہذا غلام میں یکا یکیت کی صورت میں لائیکیلے جہت کعبہ کو لازم کیا ہے اور گھر میں نماز پڑھنے کا ثواب ایک حصہ ہے اور مسجد میں محلہ کی دس اور جامع مسجد میں پانچ سو اور خانہ کعبہ میں ہزار۔

تقریر جناب مولوی محمد عبدالرحمن صاحب راسخ بلوی مرحوم و معذور۔

رسی سے یہ میں شب کو لوجھا تو بوجہ سہارتی ہو گیا کیا مندھے ہیں ہزار کچھ سو نہایت ہے لاکھ جگہ ترا سہارا تو صرف کبھی جو انگلی میں اور سوال کی بھی ہو چھینکا بلوں میں کہیں ہی ہوئی ہی امریوں میں تو کہیں نہ ہو گیا ہر گھوڑے کی باگ چتر ہو گئے اوٹوں کیلئے پتے قیام پیا دولاب میں تو جو دولی میں یہ بات ہو گیا یہ زود کیا ہوا کہنے لگی اتحاد ہے بے غمی ورنہ کہاں کی میں تو اتنا سو تاروں سے ملنے تن لگی میں رشتے وہ جو ہے کہ نہ لگی میں

احسان ان اللہ یا مبرا بالعدل والاحسان وایشلو ذی القربی واینبی عن الغشاء وایلکوا السی یطعمکم لعلکم تذکرون اللہ تعالیٰ العاف کا اور احسان کر نیکا اور رشتہ وارد ہو دینے کا حکم کرتا ہوا درجیہ اور برے کاموں سے اور سرکشی و تکبر و غفلت کرتا ہوا درجہ نصیحت کرتا ہوا شاید کہ تم یاد رکھو۔

ان السبع الذین اتقوا الذین ہم حسنوا۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو افاق اختیار کرتے ہیں اور نیز ان لوگوں کے ساتھ ہے جو بہلائی کر نیوالے ہیں۔

ہل جزاء الاحسان الا الاحسان یعنی کیا بدلا ہے۔ یعنی کر نیکا سوا نیکی کرنے کے۔

لا یریل بالجنۃ مثلاً ولا عاقی ولا من غیرہ نہیں داخل ہوگا جنت میں احسان جتنا نیوالا اور والدین کی نافرمانی کر فیرو اور ہمیشہ شراب پینے والا۔

مگر حمید حماد سنہ حضرت عائشہ نے پوچھا یا رسول اللہ! کسی کیا چیز جو جس سے انکار کرنا جائز نہیں آپ تو فرمایا کہ پانی اور نمک اور آگ انہوں نے پوچھا کہ پانی کو ہم جانتے ہیں مگر نمک اور آگ کی کیا وجہ ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حمید! جس نے آگ کی گودیا وہ تمام چیز صدق کی جو اس آگ نے پکائی اور جسے کسی شخص کو نمک دیا گویا وہ کما چیز صدق کی ہیں نہیں نمک ڈالا گیا اور جسے کسی مسلمان کو پانی پلایا جہاں پانی کی سیاب نہیں تو گویا غلام آزاد کیا اور جس نے مسلمان کو ایسی جگہ پانی پلایا جہاں پانی نہ ملتا ہو گویا زندہ کیا اسے اسکو۔

ایضاً اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ شخص اچھا ہے جو اپنا احباب کیساتھ اچھا سواد پڑوسیوں میں چاہدہ شخص ہے جو پڑوسی کے ساتھ اچھا ہو یعنی اس سے اچھا پاتاؤ کرے۔

ایضاً ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! جو کس طرح معلوم ہو کہ میں اچھا کرتا ہوں یا نہ آپ نے فرمایا جہاں اپنے

تقریر جناب مولوی

احسان

ہمسایوں سے سنو کہ وہ کہتے ہیں تو نے بہلا کیا تو بیشک تو نے بہلائی کی اور جب ہمسایوں نے سنو کہ وہ کہتے ہیں بڑا کیا تو بُرا ہو۔

حکایت تھی زمیندار نے اپنی میر کر ٹیکیلے ایک چمن بنایا تھا ہاں اس کی لگی تھی، ہمیشہ بھولوں کی سپرد اور جانوروں کے چھچھے سے بھلایا کرتا تھا ایک روز اس نے جال میں ایک بلبل کو پکڑا اور بچہ سے میں بند کر کے چمن میں رکھا بلبل نے کہا مجھے تو نے کس لئے پھریں میں قید کیا اگر میری خوش آوازی کے سبب یہ قید ہو تو میرا گھونسل خود دماغ میں رکھا ہو اور جو کوئی اور باعث ہو تو بچو اس کا گلا کر زمیندار نے کہا تیرے اچھلنے کو دے اور چونچ بچوں کے صندوق سے اوراق کل منتشر ہوتے تھے اور میں ان کے صندوق سے سہتا تھا اسلئے میں نے جملہ گڑھ قاتر کیا ہو بلبل نے کہا کہ غور تو کیجئے تو نے اس قدر گناہ پر ہم ایک گل کو پریشان کیا ہو قید کیا تو نے میرے دل کو ستایا اور پریشان کیا تو تیرا کیا حال ہو گا زمیندار نے کہا اس بات نے محال فرمایا اور اس کو فوراً چھوڑ دیا بلبل نے اس کی شکریہ ادا کی میں کہا کہ اس وقت کی جڑ میں ایک آفتابہ اشتر فیوٹا ہے اور پھر نکال دے یہ بدلا تیرے احسان کا جو زمیندار نے اس کو ہمو کر نکال لیا اور کہا تیرے گلا آفتابہ پتر زریں کا ہے اور زمین کے اوپر کا حال نظر نہ لایا بلبل نے کہا کہ جب تقدیر پر خوشہ ہوتی ہو تو نہ آنکھ رو شنی ہوتی ہے نہ عقل فائدہ دیتی ہو حکم الہی کو کسی کو سر نہ تابی نہیں اور انسان ہو کر احسان کا بدلہ نہ دے وہ سخت مذموم ہے۔

اور احسان کر کے جتنا بد بہت بُرا فعل جو نہایت مذموم ہو کوئی سلیم الطبع اس کو پسند نہیں کرتا جیسو کلاس حکایت ہے ہمیشہ اس کا **حکایت** ایک نیا نوشتہ تانی کے ہمراہ اپنی سسرال کو چلا رہا میں اس کو خیال ہوا کہ تانی کے پاس چلے جاتی ہو یہ اس سے دینا کیا لیں ان سے تانی سے کہا کہ اگر با تو نو ایک بات کہجوں تانی نے جواب دیا میں اس کو حکم کروا لی بات نہ مانو گا تو کسی مانو گا وغیرہ نہ تانی نے کہا اتنے سسرال میں نہیں تم اپنی چادر بچھے دید و پھر رستے میں یا گھر پر اگر واپس لے لینا تانی نے اس بات کو منظور کر لیا اور اپنی چادر تار کر دہلا کر دیدی جب سسرال کے گھر پہنچے اور وہاں جا کر بیٹھے گئے تو کچھ ناخجائ آدمیوں نے دہلا میاں کی بابت تانی سے پوچھا کہ بیو کن صاحب ہیں تانی نے بڑی پھرتی سے جواب دیا کہ وہاں میاں ہی تو ہیں مگر ان کے پاس چادر میری جو سب آدمی اس بات کو سن کر مسکراؤ مگر وہاں میاں کو بہت غصہ آیا جب وہ لوگ اٹھ کر چلے گئے تو انہوں نے تانی سے کہا کہ تو بڑا ہو قوف آدمی ہو چادر آدمیوں میں بے عزتی کرتا ہو چادر کی بابت تجھے کسی نے پوچھا تھا خبر دیجھ چادر کا سر گرد نہ کرنا تانی نے کہا جہاں میری یہ خطا معاف ہو ہو ہاں اس قصور نہ ہو گا دوسری دفعہ تجھے آدمی پھر آئے اور انہوں نے بھی یہی بات پوچھی تانی نے کہا وہ وہاں میاں تو ہی ہیں مگر ان کے پاس جو چادر ہو چھپا میں اس کا ذکر نہیں کرتا وہ وہاں میاں کی دفعہ بہت ہی بگڑے اور کچھ دیر تک کہو کے سو گھونٹ پیٹے ہو جب یہ سب آدمی چلے گئے تو تانی سے کہا کہ آخر تو مجھ سے ہوائی ہو سی باز نہیں آیا ہر سو کہو کے چادر کا سر گرد نہ کرنا دوسری بات کو یاد رکھنا وہاں میاں کی وہاں خوش تو تھک تانی کو اچھی طرح تاکید کر دی یہ اس کا چادر کا سر گرد نہ کرنا مگر تہوڑی دیر کے بعد جب کہ آدمی آکر بیٹھے گئے اور انہوں نے بھی وہی بات پوچھی تو تانی نے پھر بھی کہہ دیا

کہ جناب و دوہا سیال تو یہی ہیں ذاتی اتنی بات کہ کرک گیا، اور پھر سوچ کر کہا خیر عباد بھی انہیں کی سی ہی۔
اسی سعید اچھا پن اسی کو کہتے ہیں اسطرح احسان کر کے جتنا نالایہا ہو کہ کیا کرنا یا بد جانا ہی اسی طرح جو لوگ
احسان کر کے یا قرض حسنتہ دیکھ بہت ترش روئی ہو تقاضا کر کے ہیں انکو بھی ثواب میں کمی ہو جاتی ہے
جہاں تک ہو ملائمت بہتر ہی چاہیے۔

اخلاق نیک ایک یعنی خلق عظیم حسند و اخلاق کم اچھے اخلاق حاصل کرو۔ والذین عقدت
ایمانکم قالو ہم نصیبہم۔ جن لوگو نے تمہاری عہد بندی ہوئے ہیں انکو انکا حصہ دیدو
ان میں خیار کم احکم اخلاق تم میں بہتر وہ ہو جسکے اخلاق بہت اچھے ہیں۔
لا یرحمہم اللہ من لا یرحمہ الناس۔ اللہ رحم نہیں کرتا جو آدمیوں پر رحم نہ کرے۔

ترجمہ۔ حدیث رحم کرنا والوں پر رحمان دہر بانی کرتا ہے رحم کرو اس پر جو زمین میں رحم کرے گا تیرے جو آسمانوں میں ہے
اے سعید جتنا ملے ہے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا اخلاق نیک کی ہو اور اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے
ایک نعلی خلق عظیم اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مجھے اس واسطے بھیجا ہوتا احسان اخلاق کو پورا کر
دوں اور فرمایا ہے میری چیز تراز و اعمال میں جو رکھی جاوے خلق نیک ہو ایک شخص حضرت کے پاس آیا دادائیں
جانب سے پوچھا میں کیا سوچو فرمایا خلق نیک ہائیں جانسے تو آکے یہی بات پوچھی آپ اسکو اسطرح فرماتے تھے
آخر بوسے کیا مجھے معلوم نہیں کہ یہ ہے کہ تو غصے میں نہ آئے تھے کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا سب اعمال میں بہتر
کیا ہے فرمایا خلق نیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ مجھے نصیحت کیجئے فرمایا کہ جہاں کہیں تو رہے خدا کی در
معرض کیا اور کیا ہے ہر ایک برائی کے بعد بدائی کرنا اسکو مٹا دے پھر کہا اور کیا ہے فرمایا لوگوں کے ساتھ خوش
خلق ہو ملا کرو اور فرمایا کہ جسکو حق تعالیٰ احسن سیرت و صورت دیوے اسکو دوزخ سے بچا دیگا اور حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہا ایک عورت صائمہ اللہ اور قائم اللیل ہے پر بد عوفی سے پرہیز نہ کرنا ستائی فرماتے لگے اسکی حکم
دوزخ میں ہے اور فرمایا کہ عوفی بد عبادت کو یوں تباہ کرتی ہے جیسا سر کہ شہد کو بگاڑتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
یوں مناجات کرتے تھے یا الہی میری صورت اچھی بنا اور میری سیرت بھی اچھی کر اور دعا لکھے یا الہی تندرستی
اور عافیت اور نیک عوفی مجھے دے کسی نے حضرت سے پوچھا حق تعالیٰ جو بندہ کو دیتا ہے کیا چیز بہتر ہے فرمایا خلق نیک
اور فرمایا خلق نیک گناہ کو یوں نیست کرتا ہے جیسا آفتاب برف کو۔ عبد الرحمن سرہ نے کہا میں حضرت کے پاس
حاضر تھا فرماتے لگے کل کی رات میں ایک نادر تماشا دیکھا ایک شخص کو دیکھا میری امت کا زانو پر بڑا تھا اسکے غلام
کے درمیان ایک حجاب تھا خلق نیک آیا اور اس پر دے کو اٹھا دیا اور خدا کی درگاہ میں پہنچا دیا اور فرمایا ہے کہ بندہ
خلق نیک کے سبب سے درجہ قائم اللیل اور صائمہ اللہ ہر کا پاؤں لگا اور آخرت میں اسکا مرتبہ بڑا ہو گا اگرچہ عبادت کم
کی ہو اور حضرت کے اخلاق کے سبب سے بہتر تھے۔

نقل ہے کہ ایک ن عورتیں آپ کے نزدیک شہور کرتی تھیں جب امیر المومنین عمارؓ نے ہاگائیں حضرت عمرؓ سے

خودوں تم مجھ سو ڈرتی ہو اور حضرت سید نہیں کرتی ہو۔ بولیں تم حضرت کی نسبت تند خوئی رکھتے ہو بت حضرت فرمائے لنگو
ابن الخطاب قسم یہ اس خدا کی قسم کہ ہاتھ میں میری جان ہے کہ جب شیطان مجھے ایک راستے میں دیکھتا ہوا چھوڑ کر مجھ
جہان باقی تیری صحبت سے۔

ابن معاذ نے کہا کہ بد خوئی ایسی معصیت ہے کہ اس کے ساتھ کوئی عبادت نفع نہ دے گی اور نیک خوئی ایسی
عبادت ہے کہ اس کے ساتھ کوئی معصیت ضرر نہ دے گی۔

نقل ہے جب حاتم طائی کے قبیلے کے لوگ قید ہو کر حضرت کی خدمت میں آئے عرض کی آپ مناسب سمجھیں تو ہمیں
رہا کر دیں اور عرب کے قبیلوں کو ہم پر نہ ہنسائیں میں اپنی قوم کی معزنی بیٹی ہوں میرا باپ اپنی قوم کی حمایت
جو تا قید ہو کر چھوڑ دیا کرتا تھا ہوا کہ ہم کو یہاں سے بھرتا تھا انکو نکال کر یہاں رہنا تھا اس قدر سختی خدمت کیا کرتا تھا کہ
میں شخص اس کے پاس آتا تھا مقدور کہ وہ اس کی حاجت رو کرتا تھا اس کا نام اٹھاتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ یہ ایسا نادر بھی صفتیں ہیں تیرا باپ اس کا نام اس کے لئے سمجھ کر تم کی تیری قوم کو بھڑکایا کہ اللہ تعالیٰ اچھے
اخلاق کو دوست رکھتا ہے یہ نہ کرنا چاہئے ایک اصحابی نے عرض کی کہ کیا اللہ نیک اخلاق کو دوست رکھتا ہے آپ نے
فرمایا بخدا کہ بہشت میں وہی داخل ہو گا جو نیک اخلاق ہو گا۔

نقل ہے کہ ایک یہودی نے حضرت کو ایک دفعہ السلام علیک کہو کہ السلام علیک کہا جسے معنی ہیں تم پر ہوت
آئے اسم اللہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جوابی بیوی تھیں انہوں نے غصہ ہو کر کہا جیسے معنی یہ
ہوئے ہیں تمہیں پر ہوت اور لعنت ہو اپنے انکو اس سخت کلامی سے منع کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک نام رفیع
وہ رفیع یعنی نرمی کو پسند کرتا ہے۔ ایک روایت ہے فرمایا ای عائشہ نرمی اختیار کر اور بد گوئی سے بچنا آپ ہمیشہ نرمی
نے کلام کرتے تھے کسی کو سخت سست نہ کہتے تھے ہر حال قابل لحاظ سیرت انسانی ہے۔

حکایت حضرت رسول کریم پر ایک یہودی کا چہرہ قرصہ آتا تھا ایک دن اس نے اگر سخت اتفاق کیا آپ نے نرمی اور
اخلاق سے جو اہدیا کہ اب جلد آپ کا روپیہ دیدیا جائیگا مگر وہ غضبناک ہو کے یہود کو گئی کرنے لگا اور کہا کہ ہالو خاندان
کا خاندان ہی ناوہند ہی یہ سکر محابہ کو رام کو سخت غصہ کیا حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر مجھے مجلس نبوی کا احترام نہ ہوتا تو
میں اس یہودی کو شیش کرتا۔ یہ سکر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو روکا اور حضرت عمرؓ نے فرمایا
کہ اس معاملہ میں قصور تو میرا ہے کہ میں نے قرض داہمیں کیا مگر آپ اللہ سے دہمکاتے ہیں اچھا اب تم ہی اس کا قرض
ادا کرو چونکہ تمہارے الفاظ اسویرج پہنچا لہذا اس کو زیادہ رقم دیدو یہ سنتے ہی یہودی ایمان لے آیا اور کہا کہ
میں نے اپنی کتاب میں نبی موعود کی ہی علامت پڑی ہے کہ اس سے جو جوں سختی کجا بیگی وہ نرمی سے پیش آئیگا۔

استحارہ چار شنبہ چیشنبہ جمعہ کی شب کو نازعشت اور عیناوی امور سو فراغت پالینے کے بعد تین دفعہ بسم اللہ
الرحمن الرحیم اور لام فتوح مع بسم اللہ ستر بار پڑھ کر اپنے منہ اور سینے پر دم کرے اور جناب ماری میں ہا کرے کہ
خداوند تعالیٰ فلاں ام میں جو ہونا ہی مجھ کو اب میں یا پیدا دی میں یا فیذیعہ ہا فم مجھے معلوم کر اے زان بعد

داعی عالم کی ولادت کو سید الداعی اور صاحب علم کو داعی

دعائے تہنیت یہودی

دعائے تہنیت یہودی

استحارہ المذبح

ابراہیم علیہ السلام ہیں ہوسماکم المسلمین۔

اسلام کی پانچ بنیادیں ہیں ایک گواہی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ دوسرے نماز تیسرے روزہ رمضان۔ چوتھے زکوٰۃ۔ پانچویں حج۔ ہر ایک کا الگ الگ کر کیا ہے اور جو کوئی کسی ایک امر کو انہیں سے بلا عذر ترک کرتا ہے وہ مسلمان نہیں رہتا مسلمان بننا ہی شکل امر ہے۔ ای دل تو دینی مطیع و رحمان نشدی بنو کر وہ خوش نشان صوفی نشدی و شیخ نشدی و دانشمند بنو ایں جلد نشدی ولی مسلمان نشدی۔ دین اسلام ایسا دین ہے کہ یہ قیامت تک قائم رہیگا اور اسلام ہمیشہ غالب رہیگا اسلام تمام نیکیوں کی اصل ہے جو دین اسلام میں داخل ہوا وہ حق تعالیٰ کے نقل عافیت میں آگیا پس اس کے اعمال حسنا اور معاملہ اسکا نیکو خدا کے غفار سے ہے کہ یہ نیکی قبول گناہ معاف اور کفر تمام بدیوں کی جڑ ہے اس سے زیادہ کوئی گناہ نہیں۔

اور اسلام میں رہبانیت نہیں کہ دنیا میں جد و جہد نہ کرے ہاتھ پاؤں سمیٹ لے اور دوسروں پر اپنا بار ڈالے خدا کا حکم ہو کہ دنیا کی زندگی کیلئے زبردست جد و جہد کرنی چاہیئے کسی کا دست بگڑہ ہے دوسروں کی خدمت کو اپنا فرض سمجھے۔ آپ کمانے اور نہ کھانا کھائے اور نہ کھوکھلائے اور نہ معول مقررہ پر خدا کی عبادت بھی کرے اسلام رہبانیت کا دشمن ہے اور اس خلاف فطرت کام کو کبھی جائز نہیں رکھتا اس میں شک نہیں کہ ایک سو فی حاصل کر نیکی کے خلوت اور عزت نشینی بھی ضروری ہو مگر ہر شخص اس کا اہل نہیں ہو سکتا رہبانیت خلقی قانون کے خلاف ہے کیونکہ اسکا انسان صرف عبادت ہی خالی مطلوب نہیں کہ فرشتوں کی طرح تسبیح و تحلیل میں مصروف ہو سکے جیسے اپنے آنحضرت صلعم عبادت کرتے تھے اور یہودیوں وغیرہ بھی آپ کی نہیں اس طرح پر اسلام میں عبادت کر نیکی حکم ہی انسانی نسل کے پرہیزگاروں میں کی نہ ہو جیسا کہ ترغیب نکاح سے معلوم ہوتا ہے بیان مسند میں دیکھو۔

اسلام میں توحید و رسالت کا بڑا اور بڑا توحید اسلامی قالب کی روح و اس کے جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کوئی مکان کا خالق ہی ذات صفات میں اپنی مثال نہیں رکھتا انسان اور کائنات کا دورہ دورہ میں کوئی نہ کوئی نقص اور عجیب مگر اس کی ذات ان باتوں سے مبرا ہے وہی پاک ذات اپنے علم اور ارادہ کے لحاظ سے کوئی کی تمام چیزوں پر قابض ہے اور اسکو بنانے اور بگاڑنے کا اختیار ہے خدا ازلی وابدی ہو مگر نہ کوئی اس کی ابدیت کی انتہا پاتا ہو نہ اولیت کی تہاہ پاسکتا ہو وہ ہمیشہ ہی ہے اور ہمیشہ ہیگا وہ تمام ظاہری ازل کا جاننے والا ہے اسکی بہت سی مخلوق ایسی ہے جو ہماری نگاہوں سے چھپی ہوئی ہے اور ہکوا اکثر باتوں کا علم نہیں دیا گیا ہے وہی عقیدہ ہے جس پر عمل کر نیسے مومن کامل رہتا ہے جو خدا کیسا ہتہ شریک ٹھہراتا ہے اسکو راہ راست ہاتھ نہیں آتی۔

رسالت خدا نے لکھا ہوئی کثرت بدیوں کا انبار دیکھ کر تاریک جہالت کے ذیال نو میں کسی نہ کسی بنی کی اصل کیلئے بھیجا ہے اور انبرکت میں نازل ہوئی ہیں جتنا بچہ انجیل زیور نوریت قرآن یہ سب اسمانی نکل ہیں توحید و رسالت ایسا کھو مستحکم کرتی ہے رسول کی نبوت خدا وحدانیت اسلامی احکام کی تعمیل پر انسان کو رغبت لاتی ہے۔ ہر ایک کام شروع کر دنیا آسان ہو مگر ثابت قدمی سے اسکو پورا کر دیکھنا ناممکن ہے ہر کام کے آغاز میں جد و جہد

کئی مصیبتیں سہارا ہوتی ہیں مگر جو ثابت قدم ہیں ان کے لیے یہ سب پر فتح پاکر کامیابی کا منہ دیکھتے ہیں۔
اسلام سہلی نہیں کھیل نہیں دیتا، لوہے کے جڑی ہیں اگرچہ ہم جیسے بدنام کنندہ بہت ہیں مگر نیکو نام چند مسلمانوں کی اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ازادیش کی ہو اسلام میں مصائب کا طہا کر ثابت قدم رہتی والوں کے دفتر کے دفتر میں ای سعید مگر تجھ کو شوق ہے تو قصص الانبیاء و تذکرہ الاولیاء دیکھ مرد تو مرد و عورتیں جھگو کہہتے ہیں کہ عورت کی بساط ہی کیا انہوں نے وہ کارنامے کہاے ہیں کہ اس وقت کے مرد و نیکے ناک کان کاٹے ہیں اگرچہ اس طرح کی بہت سی حکایات ہیں مہیشے منورہ از خرد و اسے ہمیشہ کرتا ہوں۔

نقل ہے کہ ایک مشاطہ فرعون کی بیٹی کے سر میں چھپی کر رہی تھی اتفاقاً کنگھی اسکے ہاتھ سے گر گئی اسنے بسم اللہ کہہ کر آبشاری لڑکی کے کپا یہ نام تو میرے باپ کا ہے مشاطہ نے کہا یہ نام اس خدا کا ہے جو پروردگار تیرا اور تیرے باپ کا ہے نہ وہ بھی کیا قدرت ہے کہ یہ نام رکھا جائے لڑکی نے یہ حال اپنے باپ سے کہا فرعون نے مشاطہ کو بلا کر کہا کہ تواس عقیدے سے باز آ اور میری خدائی پر اقرار کر مشاطہ نے کہا استغفر اللہ یہ کیا بات ہے میں کس بات تک اس کلام حق کو چھپا یا تھا اب جو ظاہر ہو گیا اس کا شکار کرنا دین کو دنیا کے عوض بیچنا ہی ہے مجھ سے ہرگز نہ ہو گا اپنے دین حق کو چھوڑ دوں فرعون نے کہا ای مشاطہ تیرے حقوق خدمت مجھ پر ہیں میں یہ نہیں چاہتا کہ تو ہلاک ہو تو اپنے کو خراب و بدنام نہ کر لہٰذا یہی کرنا چاہی کہ آگاہ نے کہا جان کا نکت ہونا قبول ہو اور اس عقیدے سے پہرنا گوارا نہیں اس مردود نے حکم کیا کہ اس کے ہاتھ پاؤں باند کر طوق و زنجیر لگائیں ڈاکٹر اس صورت سے قید خانہ میں ڈالو تب اسکے دل میں جوش آیا اور روئی اور کجا الہی جھگڑ میں دست رکھوں اور دشمن کی قید میں پڑوں ہاتھ آواز دی کہ اے مشاطہ آدم نے میری دوستی کا دعویٰ کیا میں اس کو سرخ و سحر و جنت میں مبتلا کیا اور اس طرح نوح کو بلائے طوفان میں ایوب کو آلام جسمانی میں اور ذکر کیا کو مصیبت آرا میں اور اباسیم کو تکلف آتش خرد میں گرفتار کیا ای مشاطہ مخلوق دوست کہتی ہے راحت پہنچاتی ہے اور جھکوں دست رکھتا ہوں جنت ملا میں گرفتار کرتا ہوں لوگ اپنے دوستوں کو بھانا اور کپڑے اور مکان اور عیش دیتے ہیں اور پس اپنے دوستوں کو بھوکا اور تنگ اور اہل عیال سے جدا لکھتا ہوں اس نے زبان شوق سے عرض کیا مصر عہ جان چاہئے بلا سے ہر تڑا دیات نہ جائے بے دوسرے دن فرعون نے اس سے بھاری کو بلا کر کہا ای مشاطہ دیکھ اب بھی اس کلام سے باز آ اپنی قیمتی ہر رحم کر نہیں تو ہاتھ کا لگ کر تیری آنکھیں نکلواؤ گا وہ ٹیکھت سر اٹھا کر لولی ای ملعون یہ ہاتھ تیری خدمت بجالائے ہیں اسی قابل ہیں کہ کاٹے جائیں اور آنکھوں نے تیری صورت ہمیشہ دیکھی ہے لائق نکالتے کے ہیں تب اس ملعون نے غضبناک ہو کر حکم دیا کہ ایک دیگ میں تیل بھر کر آگ پر رکھ دو جب وہ دیگ خوب جوش میں آئی تب ملعون نے ایک بٹیا اور پانچ بیٹیاں اسکی بلوائیں اور ایک کے بال بکڑ کر اس دیگ میں ڈال دیے دوسری بیٹی رو کر پٹ گئی اور کھما اسی ماں بچک بچالے اسنے کجا ای بیٹی بے صبری ہو کر اللہ تعالیٰ سے کہتا ہے الغرض اس طرح ایک ایک کو دیگ میں ڈالنا شروع کیا ایک لڑکی اسکی دو بڑی اسکی گود میں تھی۔

جب اسکو بھی چھین کر باک ڈیگ میں ڈالیں تب اسکی محبت مادی جوش میں آئی اور رونے لگی یہاں تک کہ فرشتے بھی اسکے ساتھ روتے تھے اور دعا کرتے تھے کہ الہی اس بندے پر رحم کر اور ہر گھوٹکے کے اسوقت اسکی مدد کریں حکم ہوا اے فرشتو چپ رہو تم ہمارے اس بزرگ کو یاد واقف ہوانی اعلم ان العلون فرشتے خاموش ہونے جیسا اسلڑکی کو بھی دیگ میں ڈال دیا تب وہ لڑکی دیگ میں زبان فصیح بکھنے لگی کہ اے ماں میری یہاں بہنوں ڈاپنے دوست کی ملاقات حاصل کی اب تو بھی جلدی آجکتے ہیں کھجیب اسکی چھوٹی لڑکی شیر خوار کو دیگ میں ڈالا تو خوشامد شک اس سے بھگی کہ تمام مکان معطر ہو گیا پھر جب نوبت اس مشاطہ کی آئی وہ ملعون بچہ نگارے مشاطاب بھی میر گہر نامان ورا قرار کر لے اور اپنے عقیدے سی باز او بکھلے سی سمبکت تیری اولاد کا یہ حال ہوا اگر کو میری خدائی کا قرار کر لے کہ تیری جان بھی بچے اور بچا خلعت اور جاگیر اسکے عو قوت میں عنایت کیوں نہ ہو لی کہ لے ملعون یہ وقت میرے دوست کی ملاقات کا ہے اور اسکا سلام اسوقت یہ واسطے سنتی ہو تیری خلعت اور جاگیر کی میرے سامنے کیا حقیقت ہے اور اسنے نگاہ کی تو جواب آسمانوں کے اسکے اے سی الہم گئے تھے کیا کہتی ہے کہ شاق عرش علی سیدہ العزیز الرحیم بخلاف لڑکیاں اسکو دیکھتے ہی بخود ہو گئی اور از خود رقتہ ہوئی اور شیشا دیدار الہی کا اسکے دلیں اور بھی زیادہ ہوا الغرض اس ملعون نے پہلی ہاتھ پاؤں اسکے کٹوائے پھر اٹھیں بھلو اتیں پھر اسنے بندہ نبی خدا کر کے دیگ میں ڈال دیا جب تک جان بھی الہ الدہ ہی کرتی تھی تھا یونہیں کہا ہے کہ قیامت کے دن حقتعالے فرشتوں سے فرمایا کہ کہو ان لوگوں سے جنہیں نے جان مال ہماری راہ میں نثار کیا ہے اگر باغ و لکھن چاہتو ہو تو یہ جنت مع حوروں و فلماں کے موجود ہے اور سخت مرصع حاضر ہے اور لباس پر تکلف اور عطریات اور سامان راحت اور آسائش کے مہیا ہیں اور سب طرح کی نعمتیں اور دیدار الہی بھی نصیب ہو گا۔

ان مشاطہ قبریں جنت کی خوشبو آتی ہے جیسے علی الد علیہ وسلم معراج میں تشریف لے جا رہی تھیں تو انکو خوشبو خوشگوار آئی آپ نے کہا ای اخی میرے کیا جنت الہی حضرت جبریل نے کہا کہ فرعون کی مشاطہ کی قبر یہ جنت کی خوشبو کی آئینہ آ رہی ہیں۔

اور قیامت کے دن سب مخلوقات صف در صف حاضر ہونگے جو لوگ خدا سے برتر کو واحد اور بے مانند جانتے تھے اور احکام خدا اور انبیاء پر عمل کرتے تھے وہ لوگ سایہ ابرو نایت الہی میں آرام کی بیٹھے ہونگے اور ہر ایک کو محلے بہشت کے تقسیم کچا میں گے تقدیر الہی یافتہ اور مرتبہ کے یہ انکار تہہ جو اسلام میں ثابت قدمی سے مصائب برداشت کرتے ہیں اسلام پر ثابت قدم ہیں والدین جادہ و قیدانہ ندیم بدلنا والہمہ الحنین یعنی جو لوگ ہمارے رستہ میں گوش کر گئے ہم ضرور راستہ دکھائیں گے اور بیشک اللہ بیکو نکارونکے ساتھ ہے۔

نقل ہے کہ عمرو کی ایک بیٹی شی نہایت بد صورت باوجود اس جاہ و حشم کے کوئی اسکا بھائی نہایت دلچسپی میں قبول نہیں کرتا تھا جب وقت ابراہیم خلیل اللہ کو آگ میں ڈال دیا لڑکی کو شہر چڑھی ہوئی دیکھتی تھی پھر بچہ کو حکم ہوا اور اسے بہشتوں اور آسمانوں کے کھول دیا واد طبق نور کے طیارہ کو عمرو کی بیٹی ہمارے دوست کو دیکھنے کو آئی ہے میں نے اس صلہ کی جا کر اسے منہ پر اپنا ایک پر پیر وہ کہ صورت اسکی بدل جائے اور نہایت خوب صورت ہو جائے پھر بچہ کو علیہ السلام

نے جا کر اسکے منہ پر اپنا ایک ہتھیرا دیا کہ وہ حسن و جمال میں پیشانی ہو گئی کیا نہ کہتی ہو گی کمال گزارا اور ایک سخت صریح پر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور بنان خوش آواز ہر طرف پھیلے کر رہے ہیں۔ یہ وہ کہ کہنے لگی کہ لایق عبادت اور پرستش کے وہ خدا ہی کہ جس نے اوزر دست پر آگ گلزار گزری اور یہ باپ میرا سخت گمراہ ہو گیا کہ وہ دعویٰ خدائی کرتا ہی اور تمام خلق کو گمراہ کر رہا ہے شبہ سزاوار آتش جہنم و بعد اسکے منہ سے بے اختیار لالہ اللہ ابراہیم خلیل اللہ نکلا یہ کہ کہہ کر ہی ہو گئی ضرور مردود نے اسکو بائیں حسن و جمال میں کہا حیران ہو کر پوچھنے لگا تو کون ہے وہ بولی کہ خاک بر سر کہ دعویٰ خدائی کرتا ہو اور اپنی بی بی کو نہیں پہچانتا خدا عزوجل بی بی بی بی نہیں رکھتا وہ لازم بشریت ہی پاک ہو ضرور کہ کہا کہ میری لڑکی نہایت بد شکل تھی تو میری لڑکی نہیں اسے کہا کہ تو میرا باپ نہیں حکم خدا کے کچھ کچھ نہایت نہیں پہچانتا اس راہ سے مارے نے غضبناک ہو کر حکم دیا کہ بی بی الگ میں والدہ جب اسکو آگ کے نزدیک لے گئے وہ کہنے لگی تم میری پاس دو رو میں خود آگ میں چلی جاؤ گی جس شوق سے کہ حاجی لوگ طواف کعبہ کھاتے ہیں وہ بھی لپٹ کر جاتی ہوئی آگ میں چلی گئی اور جبرئیل اور میکائیل آگے آگے جاتے تھے جب حضرت ابراہیم کے پاس گئی آپ نے پوچھا کہ یہ کون ہے فرشتوں نے کہا ضرور کی بی بی آپ نے پوچھا کہ ہوئی اور اسکی توحید کی قابل ہو کر ایمان لائی سمان اللہ جو اللہ کی آیتوں میں پورا ہوتا ہو انگوشت اور حرمت اور اسکے دوسلوں سے قسی یعنی اسکے پیغمبر و پیغمبران لانا یہ عذاب آخرت سے نجات پاتا ہو اور ضرور کی لڑکی کی زبان سے جو لفظ چھر کا نکلا تھا اللہ تعالیٰ نے چھر کو زلجہ ضرور کو ہلاک کیا اور جہنم میں پہنچایا۔

مشاطہ کے قتل کا واقعہ سارا بی بی آسیہ دیکھ رہی تھیں اور ہر وقت شہادت اس را خدائی بی کے ملائک آسمان سے نازل ہونا اور روح مبارک کو جنت کے کفون میں لپیٹ کر لپچانا سب نظر آ رہا تھا محبوب کے گھر کے۔ زمین نظر آ گئے (فرشتہ) اور جواب آسیہ کے درمیان واٹھ گیا جوش محبت الہی کا پیدا کیا بقول شخصے عشق و شگ جہاں پہنچتا بی بی آسیہ پیاری کی کیا تاب طاقت تھی کہ وہ چھپا سکتی تھیں فرعون کہیں آسیہ کے پاس بیٹھا ہے سوختہ حضرت آسیہ نے باؤ ازلہ فرمایا اسی خدیت تو نے اسی نیک عورت کو قتل کر دیا فرعون نے کہا کہ شاید بچے بھی دیسا ہی جنون ہوا ہی حضرت آسیہ نے کہا اسے فرعون مجھے جنون نہیں نہیں اس خدا کو ماننی والی ہوں جسے مشاطہ ماتی تھی اور وہ ایسا وہ ایسا خدا نہیں ہو بلکہ وہ زمین آسمان اور تیرا ہی ہے جب فرعون نے بے سنا تو آپ کے کپڑے بھاڑ دے اور آسیہ کے متعلقین رشتہ داروں کو بلایا اور یہ کہا کہ اسے سبھاؤ کہ یہ کیوں اپنی جان کی دشمن ہوئی ہے متعلقین نے بی بی آسیہ کو سبھاؤ کہ ایسا کہ فرعون خدا کی نافرمانی ٹھیک نہیں ہے آسیہ نے فرمایا کہ اگر فرعون مجھے ایک تاج ایسا بنا دے کہ سورج اسکے آگے آگے ہو اور چاند مجھے ہو اور ستارے میری پیچ میں ہوں جب بھی میں خدائی حقیقی کو نہ چھوڑی فرعون نے حکم دیا کہ جاؤ آسیہ کو چوبندہ کر دینی بی کو زمین پر لٹایا ہاتھوں پر دلی میں میٹھیں جو میں اور چھائی پر آگ کا طبق پھر رکھ دیا اور یہ کہا اور بھی زیادہ عذاب کو دیکھا ورنہ اُس خدا کو چھوڑ دے آسیہ نے کہا اسے فرعون اگر تو عذاب کر گیا میرے جسم کو لیکن خدائی محبت میرے دلے کہ نہ ہو گی اسے فرعون

اگر تو میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گا ہر خون کے قطرے کے بدلے میں عشق الہی اور زیادہ ہو گا ہر بارہ جگر کے
 عیوضِ محبت الہی بہتری نیکی پر اکہنا ملاست کہ ناگوں کا اوپر اوپر جا اور محبوب کی محبت دل کی تہ میں بوابِ حالت یہ ہو
 کہ خون میں نہاٹی ہوں طبعِ آگ کا سینہ پر رکھا ہو مگر عشقِ مولیٰ کی آگ اور زیادہ بجھ کر جلتی جاتی ہے اتنے میں حضرت موسیٰ
 علیہ السلام کو خیر لگی کہ تاجِ آسیہ کے عشق کا امتحان ہو گیا اسی پوچھی آئی آسیہ نے بکارا اسی موسیٰ نے اس کے عشق میں
 یہ ارغوانی جوڑا پہنا ہی یہ حالت بنائی یہ تو تینا وہ وہ محبوب (خدا لا تعالیٰ) اب بھی مجھ سے راضی ہوا یا نہیں حضرت موسیٰ
 نے فرمایا اسی آسیہ یہ سانوں آسمان کے ملائک تیرے انتظار میں ہیں اور ربِ العزت ملائک سے فرما رہا ہے کہ یہو ہماری
 عاشقِ بندہ الہی ہوتی ہیں اور کیا کیا تکلیفیں اٹھا رہی ہیں مگر ہماری محبت زیادہ ہوتی جاتی ہو اسی آسیہ ملائک سے
 جو تیرا چاہی آسیہ نے مانگا تو یہ مانگا کہ ملا اپنے پاس ملائے اپنے سایہ رحمت میں بہو گی جگہ کے لئے دیدارِ سی شرف
 کر کے حکم ہو جو پرنس کو اسے جبرئیل یا دہماری بند کو جنت میں اٹھالا حضرت جبرئیل آئے اور آسیہ کو سب طرح
 کے فروغی عذابوں سے الگ کر کے اٹھا کر آسمان پر لے گئے یہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام میں ثابت قدمی کر دکھائی ہو۔
فصل ہو کہ جب کہ اسلام کا شروع زمانہ تھا اور لوگ مشرف باسلام ہوتے جاتے تھے اور جو اسلام کی مشرف ہوتے تھے
 کافر مسلمان پر قابو پا کر سخت تکلیف دیتے تھے اس ہی زمانہ میں ابو جہل کی خادمہ جحکانام (شاید) گرائی تہ سببتا ابو جہل
 کے وہ قابول میں تھیں ابو جہل یہ چاہتا تھا کہ اس کا دل پر سختی کر کے انکو اسلام کی دولت سے محروم کر دی اس مقصد کیلئے
 اس نے یہ معمول کر رکھا تھا ایک سال خوب گرم کر کے ان کے سینہ پر رکھتا تھا اور کھتا تھا کہ خیر تمہاری اس ہی میں کہ اس نے
 دین کو چھوڑو وگرنہ اسلام میں ایسی ثابت قدم نہیں کہ گرم پتھر سینہ پر رکھتے تھے اور وہ وعدہ لا شرک لہ کے گا
 مانتی تھیں وہ اس عذاب کو بھرتی تھیں اور اسلام سے نہیں پھرتی تھیں انکا ایک شیر خوار لڑکا تھا اس کی دہک دہکائی
 کہ اس دین کو چھوڑ دو ورنہ اس بچے سے کاتبہ دہو بیٹھو وہ عورت ہو کے اس مقصدیت پر صبر کرتی تھیں اور یہ
 دیکھ سہتی تھیں ایک روز ان کے بچے کو گرم پتھر جو کہ ان کے سینہ پر تھا اس کو اس زور سے پٹکا کہ وہ جان شیریں کو تو
 بکھڑا دیا وہ صبر ہی کرتی رہیں اسلام سے گرا نہیں پھر اس کی تکلیفیں سہ سہ کر شہید ہو گئیں مگر اسلام سے نہیں پھریں
فصل ہو کہ ایک یہودی کی عورت بڑی حق پرست تھی اور خداوند اس کا سیاہ دل سے گرم کنبہ تھا ایک دفعہ اس نے اپنے
 پیار و سنے یہ قدم کھاس کے مشورے سے ایک بڑا گڑا کھودا سمیں تین ان آگ روشن کی بعد اس کے سب اپنے پیار و سنے
 جمع کر کے اس عورت بیک سیرت کو بلا کر کچا تو ہر دم خدا خدا کہتی تھی اس گڑے میں گھس جا اگر تو سچی ہوگی تو
 رنج جائیگی اور چھوٹی ہوگی تو بل جائیگی وہ سچے خدا پر سچا پھر وہ رکھتی تھی بسیم اللہ الرحمن الرحیم کہ کے اس میں کو دہری
 اس وقت جل جلی آگ اس کی آتھ تابا یعنی سچ بھائی نے آتش حسد اور عداوت کی بلکہ پھر اس کے اوپر تین دن
 آگ جلاتی اور منہ گڑے کا باز کر دیا تین دن کے بعد کہو کہ لڑکھا تو دہکونی نماز پڑھتی تھی پھر سب حیران ہو گئے اور
 تو یہ کر کے ایمان لائے کہ بیشک اس سچی عورت کا دین بچا ہے۔

(اس کی عورت کی ثابت قدمی اور ایمان کا سبب تھا)

(ان کا تہ ایک یہودی کی)

استغفار کا بیان سچ محمد ربک استغفر پس تسبیح کر ساتھ حمد ربکے اور مغفرت چاہا اس سے یہ خطا

اللہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کپاہی تو ایسی تھی کہ وہ زیادہ ہو گیا کہ آپ تو معصوم تھے باوجود معصوم ہونے کے آپ کو مخاطب کیے ہماری تہنیت معصود ہی اور حضرت نے فرمایا ہے کہ میں ستر بار استغفار کرتا ہوں۔
 والذین اذا فعلوا فاحشۃً او ظلموا نفسہم ذکر اللہ فاستغفروا الذلوب ہم جن لوگوں نے کام بُرے کئے اور ستم کئے
 نفسوں اپنے پر یاد کریں اللہ کو پھر بخشش چاہیں اس سے اپنے گناہوں کی۔
 ومن لعل سوغ او ظلم نفسه ثم استغفر اللہ و یجد اللہ غفوراً رحیمًا جس نے عمل کیا برا ظلم کیا نفس پر اپنے پھر مغفرت
 چاہی خدا اسی کو پادیا اللہ کو بخشنے والا رحم کرنے والا مبین مسعود رضی اللہ عنہ نے کپاہی قرآن شریف میں دیا ہے
 ہیں تو شخص گناہوں کے بعد دو نو کو پڑھیں اور استغفار کریں اس کا گناہ بخشا جاوے گا جتنے ایک دو کا ہند سہ سے
 (ح) لعل داغ و داغ و داغ الذلوب الاستغفار۔ ہر دور کی دوا ہے اور درد گناہ کی دوا استغفار ہے۔
 لعل شے جو جیلہ و حیلہ الذلوب الاستغفار۔ ہر چیز کا حیلہ ہے اور گناہوں کا حیلہ استغفار کا پڑنا ہے۔
 الاستغفار باکل الخطایا کما تامل النرا الخطب استغفار کجا جاتا ہے گناہوں کو اس طرح جیسے آگ لکڑی کو۔
 کثرة استغفار بکثر الرزق کثرت استغفار کی زیادہ کرتی ہے روزی۔
 الاستغفار عما الذلوب خدا کی بخشش چاہنا گناہ کو مٹا دیتا ہے۔
 استغفروا فان لم تستغفروا فلن یغفر اللہ۔ ترجمہ استغفار کرو اور اگر استغفار نہ کرو گے تو ہرگز بخشے نہ جاوے گا
 ترجمہ۔ جو استغفار کرے گا اس کا ہر غم رفع ہوگا اور ہر ایک تنگی سے وہ نجات پاوے گا اور رزق اس کا ایسی کجی سے پہنچے گا
 جہاں سے سان و گمان نہ ہوگا اور فرمایا حضرت نے خوشحال اس کا جو گناہ کری اور شیوہ دل استغفار کرے۔
 ای سعید استغفار کے معنی خدا سے امرزش طلب کرنے کے ہیں۔
 اور حضرت نے فرمایا جو سوچے وقت تین بار کہے استغفر اللہ الذی لا الہ الاہو الحی القیوم اس کے سارے گناہ ہم بخش دے
 اگرچہ بہتایت میں کف و دریا اور ریگ و اواں اور برگ و درختان کے برابر ہوں اور یوں بھی ارشاد ہوا ہے کہ جس سے
 خواہش نفسانی ہو کوئی گناہ صادر ہو گیا تو بعد طہارت کدہ رکعت نماز ادا کری اور استغفار کری اللہ تعالیٰ اس کا
 گناہ بخش دے گا اور یہی استغفار ہے جو اوپر لکھا ہے تین دفعہ پڑھے۔
 روایت ہے کہ ایک شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور بولا کہ تیرے بھوتہ دست کرنا
 درویش عاجز ہو گیا ہوں میری تدبیر کیا ہے حضرت فرمایا تیرے بھوتہ نہیں مملوۃ ملائکہ اور تسبیح طلق جس سے وہ روٹی
 پاتے ہیں بولا وہ کہا ہے یا رسول اللہ فرمایا سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم و بحمدہ استغفر اللہ سو بار پڑھا کر ہر
 روز نماز صبح کے آگے اور نماز صبح کے بعد تادنیاتیری طرف متوجہ ہو اگر کو چاہے یا نہ چاہے اور حق تعالیٰ ہر کلمے
 سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو قیامت تک تسبیح کرے گا اور اس کا ثواب مجھے حاصل ہوگا۔
 حضرت ابو ہریرہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ استغفار کیونکر پڑھا کریں تو آپ نے فرمایا استغفر اللہ الذی لا الہ الا
 ہو الحی القیوم و اتوب الیہ اور اس استغفار کا بہت ثواب ہے استغفر اللہ الذی لا الہ الا الحی الامم من حج الذل

والانام را و نیز اسکا بھی بہت ثواب ہے استغفار اللہ میں فرمائی کہ ہا سربا و ہر با و کیر با و صغیر با و قدیر با و جدید با و
 و اتوب الیہم اعفر لی ہر گنہگار یا ارحم الراحمین رسول خدا نے فرمایا ہے جب خدا سے چاہا کہ آدم کی توبہ قبول ہو
 اس وقت آدم نے خاند کہہ کا سات دفعہ طواف کیا پھر در کحت نماز پڑھی اور خدا نے کعبہ کے مقابل ہوئے کے رخ
 مانگی اور حکم ہوا کہ تمہاری اولاد میں سے جو کوئی یہ دعا پڑھے اسے بھی گناہ معاف ہونگے وہ دعا ہے یا اللہم انک تعلم سر
 و علانیتی فاقبل معذرتی و تعلم حاجتی فاعطنی سوائی تعلم ما فی نفسی فاعفر لی ذنوبی الیہم انی اسألك ان تاتوا
 ایا نبیاً شرفی و اسألك یقیناً صادقاً حتی اعلم انہ لن یصیبی الا ما کتب لی و رصاہ بما قسمت لے۔

نقل ہے کہ آدم علیہ السلام کو اپنے بیدار رہتے ہوئے کیا اور سب فرشتوں نے سجدہ کر لیا اور اپنے چہرے اور رت میں رہتی
 کا حکم کیا انہوں نے صرف ایک گستاخی کی (اخوانی شیطانی سے) کہ ایک کھانسی پتیر بلا اجازت کہا لی تو یہ آواز آئی
 کہ جو کوئی نافرمان ہو ہمارے ہمسائے میں رہی اور فرشتوں کو حکم ہوا کہ ایک آسمان سے دوسرے تک اپنی حد
 سے باہر نکال دو یہاں تک کہ فرشتوں نے ارشاد کے موافق زمین پر گر لیا اور دو گز تک روئے توبہ استغفار
 رہنا طلبنا انفسا و لم تغفروا و ترجمنا لکون من الخسیر یعنی ای ہمارے پروردگار ہم نے اپنی جان پر ظلم کیا تو ہم کو
 نہ بخشید گا اور ہم نہ فرما دیا تو ضرور ہم کو نالایا بنوا لو نہیں ہو جائینگے اور فرمایا حضرت علی (علیہ السلام) نے کہ آدم سے یہ
 گناہ سرزد ہوا تو آپ پریشان تھی بسبب نازل ہونے عتاب الہی کے انکو یاد کیا کہ مجھ کو جو وقت خدا تعالیٰ نے
 پیدا کیا تھا اور روح خاص میرے اندر ہو گئی تھی اس وقت میں نے اپنے سر کو عرش کی طرف اٹھایا تھا اور اسجھ لکھا
 دیکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پس آپ نے دعائیں کہا اسلک کنی محمد ان غفر لی حق تعالیٰ نے انکی بخشش
 کی اور وہی بھی کہ محمد کو کہا ہے جاننا تو نے تو انہوں نے تمہارا جو اعراض کیا اللہ نے فرمایا اے آدم محمد سب سے
 ہے پہلا توبہ گری اور تیری اولاد میں سے ہر ایک کو تا استغفار آدم کا گناہ معاف ہوا۔

نقل ہے کہ حضرت نوح نے اپنی رسالت میں بہت کچھ تحمل کیا کچھ میں حضرت نوح جب اپنی امت کو نصیحت فرما
 تے تو وہ بے ایمان کیوں کرتا پتھر سے مارنے لگے کہ اے نبی بد مذہب کیسا ہے تمہارا خدا میرا خدا ہے میرا خدا ہے میرا خدا ہے
 اس طرح سب سے توبہ کی مشقت اٹھائی فقط ایک کلمہ سچو عرض کیا تھا یعنی انکا بیانی کا فرق حاجت تھی میں سوار
 ہوتے ہیں اور وہ بیٹا نہیں سوار ہوا وہی نکلا اسکے لئے آپنے دعائی اسچر ہوا کہ جس کا حال مشکو معلوم ہوا اسکا
 پسیدم موت پوچھو تم مشکو نصیحت کرتے ہیں کہ جاہلو نہیں شامل مت ہو روایت ہے کہ اس بات کی شرم سے حضرت
 نوح نے چالیس برس تک اسمان کو شرم سے نہ دیکھا پشیمان ہوتے ہوئے پشیمانی توبہ واستغفار ہوا اور حضرت
 نوح نے اپنی قوم کو کہا استغفر و یکم انہ کان غفارا۔

اور حضرت ابراہیم سے باوجود عقلت اور نبوت کے ایک لغزش ہوئی اسپر اتنا گمراہ اور عاجزی کی اور بکرا۔

۱۔ جبیم اپنی عید کر کے باہر شہر کی گئی تو پتھر پھونکے توڑا اور بڑے بٹ کے کندہ پر شہر رکھ دیا اور قوم پوچھا کہ آپے درگاہ تھی
 ہوا اسے تو کیا اس نے بٹ سے لٹا دیا ہوا کیا ہے تمہارا خدا ہے کہ تمہارے گناہوں کی توبہ قبول ہو جائے یا اللہم انک تعلم

نوح علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام

۲۔ کافرانہ کی توبہ فرمایا کہ میری ہر غرض کہ یہ دعائے مسلت آمیز اپنے گناہوں میں خطا اور لغزش کو اپنا زاری کرے

والذی اطلع ان یغفر فی خطیۃ یوم الدین یعنی میں بسو طع رکھتا ہوں کہ قیامت میں میری خطا سے درگزر دے کہتے ہیں کہ کئی دن تک وہ نے بہت تباہی اٹھائی تھی حضرت جبریلؑ کو انکے پاس بھیجا اور فرمایا کہ اسے براہیم تو کبھی دوست کو دیکھا کہ اسنے اپنی دوست کو آگ عذاب دیا تو حضرت ابراہیمؑ نے حضرت جبریلؑ کو کہا کہ نبی میں اپنے گناہ یاد کرتا ہوں اسوقت اسکی دوستی بھول جاتا ہوں۔

حضرت ابراہیمؑ غلیل الدنہ نے رب العزت سے دریافت کیا خداوند انوکھی گھنگار کو دوست رکھتا ہے فرمان ہوا ہے میرے غلیل میں بخشش چاہئے واسے گھنگار کو دوست رکھتا ہوں۔

حضرت موسیٰؑ کہ اسے غصے میں ایک گھونسا مار نیچے سوا کوئی خطا صادر نہیں ہوتی یعنی بنی اسرائیل کا ایک آدمی فرعون کی قوم میں سے ایک شخص ہوتا ہے کہ اتنا اپنے فرعون کو ایک گھونسا مارا تاہا نہ مر گیا اسپر اتنا دے کہ اسے استغفار کیا خدا تعالیٰ نے درگاہ میں عرض کیا رب انی ظلمت نفسی فاغفر لی اور رب میں نے اپنی نفس پر ظلم کیا مجھکو معاف حضرت یونسؑ کو اللہ تعالیٰ نے شہر ستودہ کی طرف بنی کے کے سچا ہانکے لوگوں نے تانا تاپا اسے وعدہ عذاب الہی کا کر کے چلے گئے اگرچہ اس وعدہ پر عذاب آیا مگر آپ پر عتاب ہوا کہ بلا اجازت ہمارے تھے وعدہ کیوں کیا آپ اس شرم سے کہ شاید عذاب نہ آئے اور میں شرمندہ ہوں وہاں سے بہا گئے وہیں رہا ایا جہاز پر چڑھ جہاز پر

کھانے لگا لوگوں نے کہا کوئی غلام اپنے مالک کو بہا گا اور اس میں سوار ہے اپنے گناہ وہیں ہوں لوگوں کو اعتبار نہ آیا نبی فرمادے لا الہ الا ہی کہ نام تکلا تبا لکچہ باند بگرد رہا میں ڈال دیا پھیلنے لے نکل لیا تین دن اسکے پیٹ میں رہا اور وہیں اپنے عرض کیا لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔ میں نے کوئی معبود مگر تو ہی تو پا کر ہے اور میں ظالموں میں سے ہوں فرشتوں نے انکی آواز سنتی ہی عرض کی کہ یا الہی کسی خدا آگاہ کی آواز ان حالت

جنگ کسی آتی ہی اللہ تعالیٰ نے ارشاد کیا کہ یہ آواز میرے بندہ یونسؑ کی ہے پھر فرشتوں نے انکی شفاعت کی باوجود اسکے نام انکا بدل دیا اور بعد اسکے ذوالنونؑ فحلی والا پکارا حضرت یونسؑ کا یہ استغفار لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین اور اس آیت کی تفصیل تیس دعا کے کیا نہیں ناظرین ملاحظہ فرماویں۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عزیر ترین خلقت میں انکو ارشاد فرمایا ہے فسبح بحمد ربک استغفر ان سب عنوان یہ ظاہر ہے کہ استغفار بہت کثرت سے کرنا چاہئے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم را انکو اتنا قیام کہتے تھے کہ پانی مبارک ورم کرتے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ خدا تعالیٰ نے آپکے پیچھے اگلے گناہ معاف کر دی ہیں پھر اسکا کیا سبب تھا جو ایسا کیا میں نے گراں بندہ بنیوں۔

ای سجدہ نیوکار دیکھنے لے لغزش بھی ایک کرم ہے کیونکہ خطا و پیرنگاہ کر نیسہ دلیس خوف الہی پیدا ہوتا ہے اور خوف الہی کا نتیجہ ہر کران المؤمنین فی جنت و ہر کئی مقعدہ حق عند ملک متدبر یعنی خدا سے ڈرنے والے استغفار کرتے ہوئے باغیوں ہر وہیں اس بادشاہ کے پاس پہنچے جو زور و آرمقہ و روالا ہے اور جو دلیس خوف الہی رکھتے ہیں وہ گناہوں سے متنبہ ہو کر تائب ہو جاتے ہیں اور جو خوف نہیں رکھتے ہیں مگر رہتے ہیں۔

اجنب

حضرت موسیٰؑ کا لفظ

حضرت یونسؑ کا لفظ

حضرت موسیٰؑ کا لفظ

حضرت نے فرمایا عائشہؓ اگر تو کسی گناہ سے ملامت زدہ ہو تو خدا سے آمرزش طلب کر کے بندہ گناہ کو لیتا ہی اور پھر خدا سے آمرزش چاہتا ہی خدا تعالیٰ اسکو بخشنے دیتا ہی اور اپنے فرمایا ہی جو گناہ زیادہ کرے آمرزش بھی زیادہ چاہی یعنی استغفار بہت بڑا اگر قسم ہی مجھ کو اس خدا پر پاک نبی کے غم کی جان اس کے قبضہ میں استغفار گناہوں کو ایسا جلا دیتا ہی جیسے سوکے لکڑی کو آگ جلا دیتی ہے۔

نقل ہے کہ شیطان نے اتنی سزا برس تک عبادت کی بہانہ کہ میں پر ایک قسم کی جگہ باقی نرمی کہ جس پر اپنے سجدہ نہ کیا ہو اگر صرف ایک حکم خدا تعالیٰ کا نہ مانا سپر اپنے دروازے سے بھی نکال دیا اور اسی سزا پر کسی عبادت اس کے منہ پر ماری اور قیامت تک اسکو لعنت کی اور ہمیشہ کا عذاب اس کے لئے تیار کیا اور اس کا خوف اور فرشتوں اتنا ہوا کہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا کہ غانہ کعبہ کا پردہ اٹھ میں لئے ہوئے عرض کرتے تھے یا نبی میرا نام مت بدلنا اور میرا جسم متغیر کرنا آدم علیہ السلام نے اس سے اس خطا کا اقرار کر کے استغفار کیا گناہ معاف ہوئے اور شیطان نے گناہ کی معافی نہ کرائی اور استغفار کی ضرورت رہا تاکہ وہ گناہ درجہ ان کیست بگڑے اس شخص کے گناہ نیکو چون زینت بگڑے من بدگم تو بد مکافات ہی پس فرق میان من و تو چیست بگڑے۔

اوی سعید گناہ سے معصوم نہیں اور وہ اپنے گناہ کا اقرار کرتے ہیں اور استغفار کرتے ہیں اور شیطان نے استغفار نہیں کی اس طرح جو کوئی استغفار کرے اللہ تعالیٰ اس کا گناہ معاف فرما دیگا۔

اوی سعید لغزش انبیاء کی اگرچہ ظاہر میں گناہ کی شکل میں ہوتی ہے لیکن اس کے اندر عیب وادہ حکمتیں ہوتی ہیں اور تو اس پر طعن کرے وہ ان اسرار اور محنتوں سے واقف نہیں مصرعہ خطائے نیرنگان مگر متن خطاست پڑا اور فرمایا خاتم نے جو کوئی صبح کی ناری پہلے سبحان اللہ و بحمد سبحان اللہ العلیٰ العظیم و بحمد استغفر اللہ و انوب الیہ پڑھے گا حقیقتاً میری کلمہ کی عوض ایک ایک رخت بہشت میں لگائیگا اور اس کے ہر تپہ پر ایک فشتہ پیدا کریگا اور بیج بکریگا اور اس کا ثواب اس تبتہ کے نامہ اعمال میں لکھا جاوے گا اور فرمایا جو کوئی سوتے وقت تین بار استغفر اللہ الذی لا الہ الا ہوا ہی التیوم انوب الیہ پڑھے گا اس کے گناہ اس کے بختے جاوے گی اگرچہ کتنے ہی ہوں اور فرمایا کہ اٹھتے بیٹھتے پھرتے چلتے کھاتے پیتے بازار میں جاتے استغفار فرماتے ہو کہ خدا کی رحمت سے دور نہ ہو جاوے۔

اور فرمایا کہ جو کوئی ہر نماز کے بعد اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَ الْاٰلِ وَالتَّوْبِ وَذُنُوبَ السَّوْءِ وَالْجُرْیْمِ پڑھے گا حقیقتاً اسکو بخش دیا اگرچہ صف قتال (جہاد) سے پہلا ہو اور فرمایا کہ جس کو غم بہت ہوا اسکو لازم ہے کہ استغفار بہت پڑھے۔ اور فرمایا کہ حضرت نے بتاؤں تھا بے درد کو اور کسی دو اکہا مال حضرت بتاؤں مجھے اپنے فرمایا درو تہارا گناہ ہی اور وہ انتہائی استغفار پڑا اور فرمایا کہ ہر نماز کے بعد ستر بار استغفار پڑھے حقیقتاً اسے سائے گناہ بخش دی اور اس کے مرنے پہ جنت میں اس کا لکھا نام ہی دکھائے فرمایا جو گناہ کرتا ہی اور استغفار کر لیتا ہے وہ ایسا ہو جاتا ہی جسے اسے کوئی گناہ نہیں کیا اور فرمایا استغفار رزق کو پڑھتا ہی ملا قاری علی رحمۃ اللہ

شیخان علی استغفار (ک)

(فتاویٰ استغفار)

نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ مومن کا رزق استغفار پڑھنے سے بڑھ جاتا ہے تو اسکی وجہ یہ ہے کہ جب یہ کبھی کسی گناہ کوئی گناہ کرتا ہے اور اس کے لئے کوئی کفارہ نہیں ہے تو اس کا رزق اس کے گناہ میں آجاتا ہے جس سے اسکی وجہ معاش میں تنگی ہو جاتی ہے یہ استغفار کرنے سے ملتا ہے اور گناہ کی معافی چاہنے لگتا ہے تو اسوقت یہ استغفار اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے اور رزق کشادہ ہو جاتا ہے۔

اور فرمایا کہ جو کوئی استغفر اللہ الذی لا الہ الا ہوا الحی القیوم غفار الذنوب التوب الیہ پڑھنے سے تمام گناہ اس کے بخشید جاویں اور فرمایا کہ جو کوئی استغفر اللہ الذی لا الہ الا ہوا الحی القیوم غفار الذنوب التوب الیہ دس سو بار پڑھے تو وہ جہنم میں داخل ہو گا اور فرمایا کہ جو کوئی استغفر اللہ من کل ذنبی سبحان اللہ و بحمدہ ہر صبح کو دس بار پڑھے گا حق تعالیٰ اس کا حشر متقیوں کے ساتھ کرے گا۔ یہ استغفار آنحضرتؐ نے حضرت فاطمہؑ کو سکھایا تھا تاکہ وہ ہر روز پڑھا کریں استغفر اللہ الذی لا الہ الا ہوا الحی القیوم واستعظم استغفر اللہ تو لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے توبہ الیم جو کوئی تین مرتبہ اس استغفار کو پڑھے گا وہ اسکی ماں باپ بخشے جائیں گے۔

اور سید الاستغفار یہ ہے اللہم انت ربی لا الہ الا انت خلقتنی و انت عبدک و انت اعبدک و حدک استعظمت و اعوذ بک من شر ما صنعت ابوء لک بنفک علی و ابوء لک بذنبی فاغفر لی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت اسکو پڑھے گا اور مر جائے گا۔ ہمیشہ ہی ہو گا۔

وَأَمَّا مَوْلَا الْعِبَادِ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور نہیں حکم ہوا انکو مگر اسکا کہ عبادت کریں اللہ تعالیٰ کی خاص کریندے ہوں دین کو۔

ان اللہ عزوجل لا یقبل من الاعمال الا ما کان خالصاً یعنی بہ وجہ اللہ تعالیٰ ان اعمال کو قبول کرتا ہے جو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہوں اور ان سے صرف اللہ ہی کی رضا مندی مطلوب ہو۔

ان العباد اصل فی العلامۃ فاحسن فیہ الیسیر فاحسن قال اللہ تعالیٰ ہذا نجدی۔ جو آدمی سب کے سامنے بھی نماز اچھی طرح پڑھتا ہے اور تنہائی میں بھی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا بندہ ہی ٹھیک ٹھیک۔

اصل انما امرت ان عبد اللہ مخلصا للدين۔ تم کہہ دو ای محمد کہ جب کو حکم دیا گیا ہے کہ خالص اللہ ہی کی منگی کرو۔ رجائ صدق و اللہ علیہ یعنی خالص بندے وہ ہیں جو اللہ سے عہد کرتے ہیں اسکو صدق سے پورا کرے ہیں لیکن العاصد قین عن حدیثہ کہ آدمیوں سے صدق کی بابت سوال کیا جائیگا۔

اپنی طاعت میں صرف اللہ تعالیٰ کے تقرب رضا کا قصد کرے اور مخلوق کی خوشنودی رضا مندی یا اپنی کسی نفسانی خواہش کے قصد کو نہ ملنے دینا یہی اخلاص ہے اسی سعید اخلاص کے معنی میں کہ نیت میں کسی شے کی آمیزش نہیں ہو محض حقتائے کی ذات مقصود ہو حقتائے نے اپنی بندہ کو فرمایا ہے کہ میری بھید و تہہ ایک بھید ہے اور اس بھید کو اپنے دوست بندے کے دل میں رکھا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ

کو مخاطب کر کے فرمایا یہی ایمان و اخلاص کیسا ہے، ہنوز اعمال ہی تجھ کو کفایت کر گیا، معروف کرتی اپنی کو کوٹے سے مارتا تھا اور کہتا افسوس اخلاص کہا کرتا تھا، اسی پائے اور ابو سلیمان نے کہا تڑوہ شخص دیکھتے ہی چوتھا عمر میں ایک بار قدم اخلاص پہلا اور اسمیں رضائی الہی کے سہرا و کچھ نہیں ہا اور ابو الیوب سجستانی نے کہا یہ نیت میں اخلاص اصل نیت سے زیادہ دشواری اور آدمی کے اعمال کی سفت لیتے ہیں اور بعد ہر دلی رغبت ہوا سیطرہ دیکھتے ہیں اور بزرگان دین نے کہا یہ کہ کوئی کام اخلاص سے زیادہ مشکل نہیں اگر ساری عمر میں ایک عمل ہی اخلاص سے ہو تو نجات کی امید ہے۔

نقل یہ کہ حضرت علیؓ کو ام الدردہ کسی کفازہ کو زیر کر کے اور اسے سینہ پر بیٹھا کر جاتے تھے کہ شربت موت کا پلاویں تو کچھ نہیں دیکھا کہ آپ اس کی سیدہ تری اور متعجب ہو کر کہا کہ کیا بچے قابو میں آیا ہے میری قتل کیوں بازیت کیا ہے خالص اللہ سمجھے واصل جہنم کا قصد نہ تاجب تو نے میری جبری پرہیز کو دیا اس سبب سے نفس کا معاملہ کیا اخلاص نہ با اس نسبت میں نے تیری قتل سے ہاتھ روک لیا مگر وہ مسلمان ہو گیا ہر کام میں اخلاص شہر ہے۔

روایت یہ کہ حضرت عثمانؓ جب مسلمان ہوئے تو اپنے چچا ابن العاصؓ کی پوری سی ماندہ دیا اور ان کی تکلیف پہنچائی اور کہا کہ جہور اتنے اپنی دین اپنی باپ نے دیکھا اور اختیار کیا نہ وہ دین نہ پاس نہ کر، لہذا جس جگہ جگہ نہ پہنچا تو اس دین کو جس جگہ حضرت عثمانؓ نے نہیں چھوڑا گا میں یہ دین جہنم کا لکھنے لکھنے نے انکا انصاف سے ثابت قدم اور معشوقہ انکو کجول دیا انکو آپ اللہ کے ناس بندہ نہیں بت میں آپ کا فی جنتیہ نہیں سمجھیں اور آپا لہب ذو النورین کی یہ لوگ میں خالص اخلاص والے۔

حضرت علیؓ علیہ وسلم نے ہمیں یونہی اتفاق سے بطور خوش طبعی کے خلیفہ ثانی ہو کر پہنچا کہ اللہ و رسول کو کتنا جانتے ہو کجا ماں باپ سے زیادہ کہا اپنی جان اسمیں ذرا تو وقت کیا تا تو جہانگیر بنی ہو اللہ کی راہ میں شہید ہو نہی دعا ہی کرتے رہی اور اللہ نے انکی دعا قبول کی اور جو کہا ہوا وہ کر دیا یا اپنی شہید ہونے اور اپنے بیٹی کی شریعت پر بیٹے کی بیہوشی اور اسلام پر باپ کو فدا کیا یہی لوگ تھے خالص اخلاص والے۔

حضرت علیؓ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کوئی کام ایسا تو نہیں جو حضرت علیؓ علیہ وسلم کرتے ہوں اور میں کرتا ہوں عائشہ نے کہا کہ حضرت صلعمؓ آپس میں دن میں سنا ہوا اگر اس طرف جایا کرتے تو آپ نے کہا اچھا علو انوا و میں ہی جاؤ گا غرض اس طرف تشریف لیگئے تو غار میں ایک آدمی کو دیکھا کہ نہایت ضعیف ہے اور انکو نے معذوری اور دین پر کوڑھی سب کوڑھی نے پاؤں کی آہستہ سنی فوراً منہ چیلادیا یہ دیکھ کر خلیفہ اولؓ کا لگان درجہ یقین کو پہنچا اسی وقت انکی سی تھوڑا سا علو انکا کوڑھی کے منہ میں رکھا یا علو اہا تے ہی وہ ایک مرتبہ سر سے پاؤں تک کانپ گیا پھر منہ بنا کر مشکل کی سخت آواز میں بولا کیا تم مر گیا حضرت صدیقؓ نے سکوت کے بعد جواب دیا کہ ہاں اس شقیق امت نے وفات پائی کوڑھی نے پوچھا تم کون ہو؟ خلیفہ نے کہا میرا نام ابو بکر (صدیقؓ)

اخلاص حضرت علیؓ

اخلاص حضرت عثمانؓ

حضرت محمدؐ کا اخلاص

حضرت ابو بکرؓ کا اخلاص

ہو چکے مسلمانوں نے اپنا امام اور خلیفہ رسول بنا لیا ہے یہ جو اپنے ہر حضرت ابو بکر نے کوڑی ہو چکا کہ میں سمجھتا ہوں کہ رسول آپ ہی کے کھانچو مصلوالات تھے اور اسی بنا پر تقلید الرسول میں نے بھی ایسا ہی کیا اب تمہاریوں کہ میرا خیال غلط تو نہ تھا کوڑی نے کچا تمہارا خیال بہت صحیح ہے لیکن قنیت نہ ہوئی تھی وہ جو کھلانے میں غلطی ہو وہ طریقہ تھے نہیں برتا ہاں اسی محمد کے جانشین میں جب منہ پہلا تانا تو تمہارا بی اپنی زبان پر کھکھیرے منہ میں گرا دیتا تھا اور جسم کو جسم نہیں ملتا تھا تھے جو انگلی سے اور انگلی کے لچکائی سے خاکو اذیت دی اور میں سمجھ گیا کہ محمد کو اللہ نے دنیا سے اٹھایا پس مسلمان نہیں ہوں نہ خاکو محمد کی نبوت پر کچھ ایسا یقین تھا لیکن آج یہ دیکھ کر اسکے جانشین اور اسکے اصحاب کس استقلال اور غلوں کیساتھ اپنی رسول کے قدم قیام چلتے ہیں شریعت محمدی کی اشاعت میں للہیت کیساتھ سرگرم ہیں انکی نبوت کا پورا یقین آگیا جس کے ساتھ اچھے ہوں وہ ضرور اچھا ہی وہ ضرور پیغمبر تھا یہ کھکھوڑی نے باہ از بلند کلمہ طیبہ پڑھا اور حضرت صدیق کے ہاتھ پر ایمان لایا یہ اس کے اخلاص کی دلیل ہے۔

تقل یہ کہ نبی اسرائیل میں ایک عابد تھا اس کی سن پایا کہ فلا فی جگہ ایک رخت کی لوگ اس کی پرستش کرتے ہیں عابد نے میں آیا اور تبر کا نہ پر کھی اور چلا تا اس درخت کو کاٹنے والے اشارہ راہ میں ابلیس نے لڑائی آدمی کی صورت سے ملا اور پوچھا تو کہاں جاتا تو اس کی مٹا نے درخت کو کاٹنے جانا ہوں ابلیس بولا تو جاننا کی عبادت کہ وہ تیرے واسطے اس کام سے بہتر عابد بولا میں ہرگز نہ جاؤنگلا ہی میری عبادت ہی ابلیس نے کہا تمہیں جانے نہ دنگلا اور عابد نے لڑنے لگا اس ابلیس کو زمین پھٹا اور اس کی چھاتی پر سوار ہوا ابلیس بولا میں ابلیس میں ایک بات کہتا ہوں عابد نے تو قنیت کیا تب ابلیس نے کہا اے عابد خدا کے ہزاروں پیغمبر ہوئے ہیں اگر خدا کو اس درخت کو اکبر تر منظور ہو تا تو ان پیغمبر کو حکم کرتا اور جنگو بھی حکم نہ کیا یہ کام ست کر عابد کہا ابلیس کہ دنگا تب ابلیس نے کہا جانے نہ دنگلا پھر دو نو لڑنے لگے دوسرے باہری عابد نے ابلیس کو پھارنا ابلیس نے کہا چھوڑ دے میں ایک دربان کہتا ہوں اگر پسند نہ آئے تو اس وقت جو تیرا چاہی سو کو عابد نے ہاتھ پہنچ لیا ابلیس نے کہا اے عابد تو درخت میں ہو اور لوگوں سے تیری معاش ملتی ہو اور اگر تجھ سے پاس پیسے ہوں اور تو اس کو اپنے کام میں خرچے اور دوسرے عابد و غیر نفقہ کرے درخت کو کاٹنے سے کہیں بہتر ہو کیونکہ جو بت پارت ہے وہ دوسرا درخت لگا دے اور انکو کچھ نقصان نہ ہوگا اس خیال سے باز آ اور میں ہر صبح تیرے پیچھے نیچے دو دینار رکھا کو عابد نے خیال کیا کہ ابلیس سچ کہتا ہے کہ ان دیناروں سے ایک دینار یا دو کام میں اور دوسرا اور دنے درخت اکبر تر ہے تیرے حکم نہیں ہوا اور پیغمبر نہیں ہوں پیغمبر کا کام حاجت گزار سے اس سے ہی مال ہے اپنے ہر آباد و سہنے میں دے دن اس کو ملے لیکن بولا خوب ہوا میں درخت کو قنیت نہ کیا جو قنیت بولا کچھ نہ پایا تھے اگر تبر اٹھا کر پہلا ابلیس کھانے آکر پوچھا تو کہاں جاتا تو کہا درخت کو کاٹنے جانا ہوں بولا جو بت کہتا ہے تو والدہ تو درخت میں کاٹ سبک لگا تب دونوں لڑنے لگے ابلیس نے عابد کو

زمین پر بھاڑا اور وہ اسکے سامنے چڑیا سا تھا ابلیس نے کہا چلا جائیں تو ابھی تیرا سر کا ٹوٹکا غائب نہیں کیا مجھے
چھوڑنے سے تاج چلا جاؤں پہلا اتنا کہہ دے کہ کس کی پہلے دو بار میں چہرہ غالب ہوا تھا اور اب تو چہرہ غالب ہوا
ابلیس نے کہا اول تو خدا واسطے غصے میں آیا تھا تب خدا نے مجھ کو تیرا مغلوب کیا اور جو کوئی چہرہ کام اخلاص
سے خدا کی واسطے کرتا ہی اسپر سارا زور نہیں چلتا اور اس دفعہ تم نے دنیا کی واسطے غصہ کیا اور جو شخص ہوا
وہ ہوس کا تابع ہو وہ ہم پر غلبہ نہ کر سکے گا۔

نقل ہے کہ ایک لونڈی بد صورت کالی حبشن ہارون رشید کی مصاحبہ تھی ہارون رشید اس سے محبت زیادہ
رکھتا تھا ایک دن ہارون رشید کے لیے تکلف مصاحبوں نے عرض کیا کہ حضور کو ایسی مکر وہ صورت کی لونڈی
کی کیوں محبت ہوتی ہارون رشید یہ بات سنا اس وقت خاموش ہو رہا مگر موقعہ کا منتظر رہا ایک دن اتفاق کر
وہ سالے مصاحب عورت مرد ہارون رشید کی مجلس لڑکی میں جمع تھی بیاختہ ہارون رشید نے فرمایا کہ آج ہم
نہایت خوشی میں بیٹھتے ہیں کہ جو چیز میرے محل میں جسکے پسند ہو وہ اسپر ہاتھ رکھ دے وہ چیز اسو دیدہ نگاہ
حکم سکر ہر ایک نے اپنی اپنی پسندیدہ چیز پر ہاتھ رکھ لیا کسی نے باقوت کے جام پر ہاتھ رکھا کسی نے کوئی
لونڈی پر ہاتھ رکھا کسی نے آرائشی شے کو لیا عرض ہر ایک نے مجھ نہ چھ پسند کر لیا مگر وہ کالی حبشن ہارون رشید
کی محبوبہ تھی کسی شے پر نہ ہاتھ رکھا اور نہ کوئی شے پسند کی ہارون رشید نے کہا کہ تم بھی اپنی طبیعت
کے موافق پسند کر لو یہ سکر اس لونڈی نے خلیفہ ہارون رشید کی پشت پر ہاتھ رکھ دیا اور یہ کہا کہ مجھے
تو چہاں پہنیں اپ پسند میں اور کوئی چیز پسند نہیں مجھے میری پسندیدہ شے حسبِ عہد ملنی چاہیے سب
لوگ یہ بات دیکھ کر حیران ہوئے ہارون رشید نے فرمایا کہ لوگوں تم نے دیکھا کہ کالی لونڈی کا باطن کس قدر
اہلا ہے کیا پسند کیا اور اسنے کیا پسند پس ہی وجہ ہو کہ میں اس لونڈی حبشن کو اپنی ساری فکر میں
پسند کرتا ہوں جس طرح دنیا کو بادشاہ کو کالی لونڈی پسند آئی تھو تھو شاہ کی بہتی طالب عاشق بھی اسکے
مقابل بڑی بڑی حسین ناپسند تھیں اس طرح حق تعالیٰ جل شانہ شہنشاہ وہ جانا کو لیے سچو طالب پسند
آتے ہیں بلال حبشی مویٰ نے پسند کیا تھا نہایت حسین خوبصورت ابو لبیب کو پسند کیا تھو تھو بلال حبشی مویٰ
کے طالب تھو ابو لبیب دنیا کا طالب جو مویٰ کا طالب ہو گا مویٰ بھی اسکا حامی ہو جائیگا۔

ابنی سعید کو خاص اخلاص والا کرنے اور حبیب کی محبت جو شہرے ہی لئی ذریعہ محبت کا یہ عطا فرما دیا ہا
میرا باطن میرے ظاہر کو بہتر بنائے اور ظاہر حالت کو بھی صلاحیت عطا فرما اور مطیع شریعت کا بنا کر
خدا یا سچی محبت عطا فرما اور مخلص عطا فرما کہ اخلاص والا کرنے اور مجھے متوکلین میں کر لے اور میرا خاتمہ
کیا ہے کہ تمہیں۔

نقل ہے کہ ایک بزرگ کسی شہر کے بازار میں آگئی اور سب مالی اسباب لونڈی غلام جو اس میں غافل گئے
مگر وہ غلام رومی جو نہایت حسین بہت قیمتی تھے اتفاقاً قدرت خدا سے بچ گئے تھے قریب تھا کہ چلا دوں لال

دست ملال ملتے تھے اور کہتے تھے جو کوئی انکو سلامت نکال دے ہزار دینار سرخ چھری لینا گاہ ابو الحسن نوری اس طرف سے گزرنے ان دونوں غلاموں کو جلتی آگ میں کھڑا دیکھ کر جی میں آیا اگر میں جلاؤں بلا کسی مگر یہ دونوں اس بلا کی نجات پاویں چنانچہ اسم اللہ پکھڑ جلتی آگ میں کود پڑے اور دونوں کو صاف نکال لایں سبکو اچھا ہوا تمام شہر میں شہرہ ہوا پھر وہاں آپکے قدم چومنے لگی اور درہم و دینار نذر گزارے آپنے فرمایا میں نے دینا کے لالچ کیواسطے یہ کام نہیں کیا بلکہ خدا کی مرضی چاہئے کو کیا اگر دینار کی لالچ کیواسطے کرتا تو خود نہ بچتا اور دینی طرح میں ہی جلتا۔

حدیث میں آیا ہے ہلالی کا موئی نیت کی ہلالی سی ہی بلا خشک خالص نیت کے کام میں بالکل سلامتی ہے۔ سی
فتعالی اللہ اللک الحق لا الہ الا ہو۔ رب العرش اکبر یعنی پھر بہت بلند اور بڑی خدا تعالیٰ تمہارے
اعتقاد سب سے اور بوجھ سے اور وہ شاہی کے لائق جیسا کہ چاہئے اور کوئی نہیں پہنچے اور بندگی کرتے کے لائق
مگر وہ لاشریک جو پیدا کر نیوالا اور مالک ہے عرش بزرگ کا۔ قل ہو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ
کفو احد۔ کہ اللہ اپنی ذات اور صفات کے لحاظ سے ایک ہی یعنی ذات اور صفات میں کوئی اسکا نظیر نہیں اللہ
بے نیاز ہے نہ نہ کسی کو جننا اور نہ کسی سے جانیگا ایسے کشہ شئی وہو اسمیع العلیم کیونکہ اسکی جنس کا کوئی
بھی نہیں ہے اسکی مثال کوئی شے نہیں ہے اور وہ سننے والا ہے اور جاننے والا ہے۔

اسے سعید و مخلوق ہے اور خالق ہے جسے ہزار عالم کو پیدا کیا وہ ایک کے کوئی اسکا شریک نہیں جانتا
کوئی ہمسر اسکا نہیں وہ ہمیشہ ہے کیونکہ اسکی ہستی کو ابتدا نہیں اور ہمیشہ رہیگا کیونکہ اسکی ہستی کو انتہا نہیں
اور اسکی ہستی ازل اب میں ضروری ہے نہ کسی کو اسکی طرف راہ نہیں اور اسکی ہستی اپنی ذات ہی کیونکہ وہ
کسی سبب کا محتاج نہیں اور کوئی شے اس بے نیاز نہیں بلکہ اسکا قیام اپنی ذات ہی ہے اور سب چیزوں کا
قیام اس سے کسی جگہ پر نہ کسی جگہ میں بلکہ خود جائے پذیر نہیں اور جو کچھ عالم میں ہے سب عرش کے ہی اور
عرش اسکی قدرت کا مسخر اور وہ عرش کے اوپر ہے نہ ایسا کہ ایک جسم و دوسرے جسم کے اوپر ہو کیونکہ وہ جسم نہیں
اور عرش اسکا حامل نہیں بلکہ عرش اور حاملان عرش سب اسکے لطف و قدرت کے سہارے ہی ہیں تعجب علی
اسی صفت پر ہی جو ازل میں تھا کیونکہ اسکی ذات اور صفات تغیر سے پاک ہے۔ باوجود اسکے کہ حقتعالیٰ
کسی چیز کے مانند نہیں سب چیزیں ہر قدر ہی اور اس کی قدرت کاملہ ہے۔ جو کچھ چاہا وہ کیا جو چاہئے گا کرے گا
اور جو کچھ موجود ہے سب اسکی قدرت میں مسخر ہے اور دوسرے کچھ اختیار نہیں۔ اور پیدا کرنے میں
کوئی اسکا مددگار اور شریک نہیں۔

وہ دانا ہے ہر چیز کی اسکو خبر ہے سب چیز اسکے حکم سے حرکت کرتی ہے اور اسکی قدرت سی پیدا
ہوتی میں ہر شے کو جاتا ہے ہر شے کو دیکھتا ہے بغیر آنکھ کے دیکھتا ہے بغیر کان کے سنتا ہے۔
اسکی مات خلق و زبان و لب و دہان سے نہیں ہے۔

اور اسنے اپنی ہر بانی اور رحمت ہی بغیر نہ کیا اور قرآن شریف و تورات و انجیل و زبور اور کتابیں کثیرہ نازل ہوئیں اسکا کلام ہی اور بغیر نہ کیا پیغام دیکھے خلاف کی طرف ہی تاکہ مخلوق کو سعادت اور شقاوت کی راہ بتلا دیں تاکہ کسی کو حقتعالیٰ کی رحمت بانی نہ ہو جسکے آفرہائے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور اپنے نبی ایسے درجہ کمال کو پہنچی کہ سپر زیادتی ممکن نہیں اور رب بن و انس کو فرمایا کہ اپنی متابعت کریں اور محمد کو سید بغیر نہ کیا سرور بنایا صلوات اللہ علی نبینا وعلیہم اجمعین اور انکے اصحاب رضی اللہ عنہم اور یار و دوستان و پیغمبر و انکے اصحاب اور یاروں سے بہتر ہے۔

یا ایہا الرسول کل من الطیب و العمل صالح یعنی اسی رسول کو جو کچھ کہاتے تم موصلا و پاک اکل حلال سے کجاؤ اور بندگی جو کرتے ہو درستی کی کرو۔

رح طلب الحلال فرقیہ علی کل مسلم۔ حلال کی طلب فرض ہے تمام مسلمانوں پر۔ اور ارشاد ہئی ہے کہ جیسے چالیس دن ایسی حلال روزی جیسے چھ حرام نہ ملا ہو کھانی حقتعالیٰ اسکی دلکو نوری بھر دیگا اور حکمت کے چشمے اسکے دل سے جاری کرتا ہی اور ایک روایت میں ہے کہ دنیا کی محنت اسکے دل سے نکال دیتا ہے اور فرمایا کہ حلال کی روزی کھانی والے کی دعا قبول ہوتی ہی اور یہی فرمایا کہ جو حرام کی کھاتی اسکی فرض نماز قبول ہی نہ سنت اور فرمایا جیسے ایک کپڑا اس پر ہم دیکھ لیا انہیں ایک درم حرام ہی جھپٹے کچر ابدل پر پرسیگا اسکی نماز قبول نہوگی اور فرمایا کہ جو گوشت بدینہ حرام روزی سے پیدا ہوا ہوگا ورنہ کئی آگ میں جلےگا اور فرمایا ہے کہ جسے پروانہ کی اسبات کی کہ مال کھانے پیدا کیا حقتعالیٰ پروانہ کرےگا ایسا کی کہ اسکو کھانے و دوزخ میں ڈالے اور فرمایا کہ جو طلب حلال میں تنہا کھر جاتا ہی اور سو جاتا ہی اسکے سب گناہ بخشد جاتے ہیں اور صبح کو جب وہ سو کر اٹھتا ہے خدا اس سے خوش ہوتا ہے اور فرمایا ہی حضرت نے کہ حقتعالیٰ فرماتا ہی کہ جو حرام سے پرہیز کرتا ہی مجھے شرم آتی ہی کہ اس کے حساب لوں اور فرمایا ہی کریم نے بہت لوگ ایسے ہیں کہ کھانا کپڑا اٹھا حرام ہی پھر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں ایسی دعا کب قبول ہوگی۔

نقل ہی کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایو غلام کے ہاتھ سے تھوڑا سا دہ وہ پیاس بعد ظہر ہوا کہ وہ جب حلال کی نہیں پوانگی خلق میں ڈالنے کے کی اور یہ خوف تھا کہ اسکی سختی سے روح آپکے تن سے نکلے اور بوسہ باری خدا یا میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس مقدار سی جو میری رگوں میں رہ گیا اور باہر نہیں نکلا اور جو حلال روز کھا دیا اسکے اعضا اطاعت میں ہیں اور توفیق خیر اسکے ساتھ رہتی ہے۔

ایک بزرگ کسی بیمار کے سر پر بیٹھا تھا جب وہ مر گیا چراغ کو خاموش کر دیا اور کہا کہ تیل و شامکا جلتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غنیمت کا مشک گہر میں اپنی اہلیہ کو دیا کہ اسکے چہوٹے چہوٹے حصے کر دو آپکے گھونٹیں اس کے چہوٹے حصے کر لے اور ہاتھ کو جوڑ و پٹہ چھوڑا میں خوشبو مشک کی تازیانی

ایک دن آپؐ کو چاہا کہ تمہارا مقنع خوشبو کیوں دیتا ہے۔
نقل ہے کہ عمر ابن عبدالعزیزؒ کے سامنے لوٹ کا مشک لائے آپؐ اپنی ناک دبا کے پچوٹلی اور کچا کہ لو
منفعت ہے اور یہ سائے مسلمانوں کا حق ہے۔

حسن ابن علی رضی اللہ عنہ نے صدقہ کے مال سے ایک خرمایکے منہ میں ڈالار رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ اصحابہ وسلم نے فرمایا کچ کچ القہا یعنی اسکو بھڑیک دے۔

یحییٰ بن معاذؒ نے کہا ہر کس طاعت خزانہ الہیؑ اور اسکی کجی دعا اور اسکی دندانہ لقمہ حلال ہیں۔ اور
آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ جو چاہے دن شبہ کامل کہا دیکھا اسکا دل سیاہ ہو جائیگا۔

ان الدیامر کم ان تودوا الامت لے الملہا۔ واذا استتمت بین الناس ان تحکوا بالعدل
ان الدیامر لکم بہ۔ خدا تعالیٰ تمکو حکم دیتا ہے کہ امانت رکھنے والو کچو انکی امانتیں

اداکرو اور جی حکم دیتا ہے کہ جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو عدل انصاف کو فیصلہ دینا کہ تمکو بہتر بصیرت ہو
واما تخافون قوم خیانتہ فاخذ الیمم علی سواہ ان اللہ لا یحب الخائنین۔ اگر تم کو کجی قوم سے خیانت نہ کرنا
خوف ہو تو انکے معامد نہ کرو مساویانہ طور سے انکی طرف ڈالو والدہ فاما ذلک سے محبت نہیں کرتا۔

فان امن بعضکم بعضا فلیمدوا الذی توامن امانتہ ولیقن المدربہ۔ کوئی کہہ کہ امانت سپرد کرے تو جسکے
پاس امانت دی گئی ہے اسکو امانت واپس دینا چاہیئے اور المدسور نہ چاہیئے۔

والک لیعلم انی لم ائتہ بالغیب والد لا بہدی کید الخائنین حضرت یوسفؑ نے کہا یہ اسلئے تاکہ اسکو
معلوم ہو کہ میں نے غائبانہ خیانت نہیں کی اور اللہ خیانت کرنے والو کا فریب نہیں چلاتا۔

(رح) الامانۃ الی من ائتمنک ولا تخن من خانک۔ جو تمہارے پاس امانت رکھے اسکی امانت ادا کرو
اور جو تم سے خیانت کرے تو اس سے خیانت نہ کرو۔

لا ایمان لمن لا امانت لہ جو امین نہیں وہ ایماندار نہیں۔
العاریۃ موداۃ والنحیۃ مردودہ والذین مقنعہ والزعیم عارم۔ جو چیز کسی سے مانگا کر لیوگی حفاظت
کے ساتھ واپس دیدے اور جو حالور دودہ بیٹے کیلئے لیا جائے واپس کرے اور جس کسی سے قرض لیوے
اسے ادا کرے اور جس کسی کا ضمان ہو تو اپنے پاس سے مال ضمانت ادا کرے۔

من اودی ضالہ فموضا لم یفر فہا جس کسی کی گم ہوئی چیز کوئی پاوے اور اسے اٹھا کر اپنے گھر لے آوے
وہ آدمی گمراہ ہے اگر وہ چیز لوگوں کو مشتانت کر اے اور کہدے کہ سبکی سو میرے یہاں رکھی ہو چکا
تو کچھ مضائقہ نہیں۔ مگر بہتر یہ کہ وہیں رہنے دے۔

ترجمہ حدیث بار خصلتیں ہیں اگر وہ تجھ میں ہوں تو دینا کے کسی چیز کے کم ہونے میں کچھ
حرج نہیں حسن و خلق اکل حلال صدق مقال حفاظت امانت۔ اور امانت کچھ دہیہ پیہہ ہی

منحصر نہیں ہے جو صاحب سلطنت ہیں وہ بھی امین ہیں اور حق امانت دار یکجا حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے خوب ادا کیا ہے۔

لعل یہ کہ ایک قافلہ مدینہ منورہ میں آیا اور شہر کے باہر اتر اسکی خبر گیری اور حفاظت کیلئے خود کثیر لائے پہرہ دیتے پہرتے تھے کہ ایک طرف سے روٹنی آواز آئی اور متوجہ ہوئے دیکھا ایک شیر غرابچہ مانگی گود میں رو رہا ہے ماں کو تاکہ دیکھی کہ بچہ کو ہلانے غور دی دیر کے بعد پیرا دہر سو گز لئے کو بھی رو تا یا باغیظ میں اگر فرمایا کہ بڑی تو بے رحم ماں ہے اسنے کہا کہ تمکو اصل حقیقت معلوم نہیں خواہ مخواہ جھگو وق کرتے ہو بات یہ کہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے حکم دیا ہے کہ بچہ جب تک دوود نہ چھوڑی بیت المال سے انکا ذلیفہ مقرر نہ کیا جائے میں اس غرض سے اسکا دوود چھڑاتی ہوں اور یہ اسوجہ سے رو تا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو قتل ہوئی اور کہا جائے عمر تو نے کتنے بچوں کو رو لایا ہو گا اسی دن منادی کرادی کہ بچے جس دن پیدا ہوں اسی تاریخ کو اسے روزینے مقرر کر دیا جائیں۔

لعل یہ کہ فاروق اعظم ایک رات کو حسب معمول گشت کر رہے تھے ایک خیمہ کے اندر سے روٹنی آواز آئی دریافت کی نیسے معلوم ہوا کہ ایک بد روٹی بیوی دروزہ میں مبتلا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کو ساتھ لیکر وہاں پہنچے اور بد روٹی سے اجازت لیکر اندر بھاگے پھر پیدا ہوا تو ام کلثم نے پکار کر کہا امیر المومنین اپنے دوست کو مبارک باد دیجئے امیر المومنین کا لفظ سنکر بد روٹی نک پڑا اور ڈر کر مودب بیٹھ گیا فاروق اعظم نے فرمایا کچھ خیال نکرو صبح کو میرے پاس آنا اس بچہ کی نواہ مقرر کرو نگاہیہ امین تھے۔

حکایت عجیبہ۔ ایک شخص آیا کہ اسکے ساتھ ایک بیٹا تھا بیت مشابہ ساتھ اسکے امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یہ کون ہے اور تجربہ سے کیا قربت رکھتا ہے کہ بیٹے کسی کو کسی کیساتھ ایسا مشابہ نہیں کیا ہے اسنے کہا امیر المومنین یہ بیٹا میرا ہے جھگو ایک سفر درپیش آیا تھا اور اس لڑکے کی ماں حمل رکھتی اسنے کہا تو جاتا ہے۔ اور جھگو اس حال میں چھوڑتا ہے میں نے کہا کہ تو جگہ تیرے بیٹے سے اسکو خدا تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں میں یہ جھگو چلا گیا میں جب سفر سے پہر کر آیا تو اسکی ماں مر گئی تھی ایک روز بیٹھا تھا اور لوگوں نے باتیں کر رہا تھا کہ ناگاہ اسکی قبر پر ایک روشنی دیکھی میں نے لوگوں سے کہا کہ یہ کیا ہے لوگوں نے کہا یہ گھر کی تیری بیوی ہر شب ایسی ہی روشنی دیکھتے ہیں ہم کہا میں نے کہ والد وہ صایم الدہر اور قائم اللیل تھی یعنی یہ روشنی ایسا سبب ہے پھر اسکی گور گئے بنے دیکھا کہ وہ ایک روشنی ایک چراغ کی ہے کہ اسکی گور پر روشنی پڑ رہی ہے بیٹا ہاتھ پاؤں مار رہا ہے ایک مانت ملیبی نے آواز دی کہ یہ امانت تیری ہے سپرد خدا کو کی تھی تو اگر اسکی ماں کو سپرد کرتا تو اسکی ماں کو بھی پاتا کہ جو کوئی خدا کو امانت سپرد کرتا ہے سلامت ہوتا ہے۔

لعل یہ کہ ایک عورت امام اعظم صاحب کی خدمت میں ریشمی کپڑے کے تہان فروخت کرنے آئی اور سو روپیہ قیمت مانگی امام صاحب نے فرمایا یہ کم ہے اسنے کہا اچھا دو سو ہی امام صاحب نے فرمایا کہ یہ کم از کم پانسو

کے ہیں جو بت سمجھی کہ شاید سنہی کرتے ہیں لیکن باہم صاحب نے فوراً پاسور و سپہ سالار کو والہ کر دئے۔
نقل یہ کہ مولانا شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کے زمانے میں ایک شخص جید حج کو تشریف لیکے تو اسے ایک دوست
یہاں ایک ہندو قہر سیر دیکر گئے اتفاق سے وہیں انکا وعدہ معہود پورا ہو گیا (یعنی انتقال ہو گیا) جس پاس
انہیں یہ بات معلوم کی تو اس ہندو قہر کو سر نہ جیدا کہ اسکا دوست رکھ گیا تھا جس نے اس کے ورثہ کو
دید بیان ورثانے جب اسکو کھولا تو اس میں جو ہر ہی ملے اور اسکی تعداد میں کنگر چھپے ہوئے ڈا اب اس
امین و دوست پر اس دوست کے ورثہ نے یہ کجنا شروع کیا امین صاحب نے جو ہر کو نکال دی اور بھانے
اس کے پتھر رکھ دیئے ہیں اور امین صاحب نے یہ کہا کہ جیسا سر نہ وہ رکھ گئے تھے ویسا ہی سر نہ رکھا رہا ہے
مجھے اسکی خبر نہیں لوگوں نے کہا کہ تم دونوں فریق مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے پاس چلے جاؤ وہ تمہارا
فیصلہ کر دینگے دونوں فریق شاہ صاحب کے پاس حاضر ہوئے اور سب حال بیان کیا اپنے بھاء وہ ہندو
سرسے پاس لے آئیں غور کرونگا جب ہندو قہر آپ کے پاس آیا تو آپ نے سب جو اس کی تعداد کی اور بعد میں
ان کنگروں کی تعداد کی وہ دونوں برابر تھیں اور پھر غور کر کے آپ نے ہر جو اس اور کنگر کا وزن کیا ہر کنگر کو
موافق جو اس کے وزن میں برابر پایا تو انہوں نے یہ کہا کہ وہ مرحوم نے ہر جو ہر کا وزن کر کے ساتھ ہی
وزن رکھ دیا ہے تاکہ کسی طرح کا مشبہ نہ ہو اور امین پر بدگمانی کا موقع نہ ملے اس رائے سے مولانا شاہ
کی دونوں فریق نے اتفاق کر لیا اور وہ تعین جاتا رہا اور امین صاحب کی ایمان داری پر حرق آیا۔
اور امانت کچھ روپیہ پیسہ اور سلطنت پر منحصر نہیں ہے بلکہ کسی کی بات کسی کی کہدینا یہ بھی خیانت
داخل ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے اذا حدث الرجل الحدیث ثم التفت فی امانتہ جب کوئی شخص بات کہہ کر
چلا جاوے تو وہ بات امانت ہے۔ انکو ظاہر نہ کرنا چاہیئے۔
ان لوگوں کے راز کو ظاہر کرنے میں خیانت نہیں یعنی جو غور نہ کرے و حرام کاری کرے بغیر حق
کسی کا مال لے لے۔

بنی کریم نے فرمایا ہے جس میں امانت نہیں اسکا ایمان نہیں ہے اور جسکا عہد مضبوط نہیں اسکا دین نہیں
قسم کی اس ذات کی جسکے قبضہ میں محمد کی جان ہے کسی شخص کا دین ٹھیک نہیں ہوتا جنت تک اسکی
زبان ٹھیک نہیں ہوتی جنت تک اسکا دل ٹھیک نہیں ہوتا وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جسکا ہمت
اس سے خوش نہ ہو اور اس کے شر سے محفوظ نہ ہو۔

اور فرمایا ہے بنی کریم نے کسی کے زیادہ نماز پڑھنے یا زیادہ روزہ رکھنے کی طرف نظر نہ کرو بلکہ یہ دیکھو
جب بات کرتا ہے تو سچ بولتا ہے اور اگر اس کے پاس امانت رکھی جائے تو ادا بھی کرتا ہے اور جب مشقت
میں مبتلا ہوتا ہے تو پر سیرگاری کرتا ہے۔ شرع کہ بنیاد ضیانت نہاد و قاعدہ دین بدیانت نہاد
دردلت (رسول امانت بود) از شر رد و زخ امانت بود و

امر بالمعروف ولکن منکم امتہ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف ویہتدون عن المنکر والذکر ہم
والہی عن المنکر المفلحون۔ لازم ہے کہ ایک گروہ تم میں ایسا ہو جو کہ لوگوں کو بھلائی کی رغبت لائے
اور اچھے کاموں کا حکم دے اور برائیوں سے روکے یہی لوگ مراد کے پانچواں ہیں لکن خیر امتہ آخرت للناس
نامرون بالمعروف ویہتدون عن المنکر تو منوں بالمد جو امتیں دنیا میں پیدا کی گئی ہیں تم مسلمان ان سب سے بہتر ہو
کہ حکم کرتے ہو بھلائی کا اور روکتے ہو برائی کو اور ایمان لائے ہو اللہ پر لیکن اس آیت کا اس اہل الکتاب سے قائمہ
تیلون آیات الدنا علیہم یحذرون یوع منون بالمد والیوم الآخر ویامرون بالمعروف ویہتدون عن المنکر
اؤنسا یعون فی الخیرات والذکر من الصالحین۔ وہ سب برابر ہیں اہل کتاب میں کچھ بعض راہ راست پر ہیں
کہ راتوں کو اللہ کی آیتیں پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اللہ کو اور روز قیامت پر یقین رکھتے ہیں اور بھلائی کا
حکم کرتے ہیں برائی سے منع کرتے ہیں اور اچھے کاموں میں سبقت کرتے ہیں یہی لوگ ہیں صالحین میں سے۔
(رح) کنت عند النبی صلعم قسمۃ لعل اہل المعروف فی الدنیا کم اہل المعروف فی الآخرة والذکر فی الدنیا
اہل المنکر فی الآخرة۔ قیہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھیں کہ سنا کہ آپ فرماتے
تھے جو لوگ دنیا میں اہل خیر ہیں وہ آخرت میں بھی اہل خیر ہیں اور جو دنیا میں بھی اہل شریک ہیں وہ آخرت

میں بھی اہل شریک ہیں۔
ترجمہ حدیث۔ ترجمہ (اپنے گھر سے) چلے رسول اللہ کے پاس آئے اور اتنا قیام کیا کہ رسول اللہ
انکو بچنے لگے جب روانہ ہوئے تو انکو یہ خیال کیا کہ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پاس
اسنے آیا ہوں کہ علم میں کچھ منافہ ہو پس میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسنے کہنے لگے کہ میں نے
عرض کیا یا رسول اللہ جو تم کو حکم دے اپنے فرمایا کہ ای ترجمہ نیک کام کرو اور برائی سے پرہیز کرو میں واپس
آفلا میں چلا آیا پھر رسول اللہ کے پاس آیا اور پہلے کی بہ نسبت قریب تر کھڑا ہوا عرض کیا یا رسول اللہ
آپ کیا کام کر نیک حکم دیتے ہیں فرمایا کہ ای ترجمہ بھلائی کرو اور برائی سے پرہیز کرو اور قائل کرو کہ جو کام ایسا ہو کہ
اسنے کرنے پر تیرے بعد میں ہر کچھ کہے وہ تیرے کا تو کچھ بھلا معلوم ہوا اسکو کہ اگر جو کام ایسا ہو کہ اسپر پھر
بچے جو کچھ کہا جائے وہ کچھ بھلا معلوم ہوا اس سے پرہیز کر پس جب میں واپس آیا اور سوچا ان دو دھوکوں نے
کوئی چیز باقی نہ رہی۔ ترجمہ سربراہی مدقہ جو نیک کام کیا جائے مثل مدقہ کے ثواب اسکو ہوتا ہے
ترجمہ فرمایا نبی کریم نے ہر مسلمان کو مدقہ دنیا لازم ہے لوگوں نے کہا کہ اگر اسکے پاس کچھ بھی نہ ہو تو
کہ ای لازم ہے کہ اپنی باتہ سے کام کرے خود بھی نفع اٹھائے اور مدقہ دے لوگوں نے کہا کہ اگر یہی کچھ ہے تو
فرمایا کہ حاجت مند بخل کی مدد کرے لوگوں نے کہا اگر یہی کچھ ہے کہ بھلائی کی ترغیب دے انہوں نے کہا
اگر یہ بھی نہ کرے فرمایا کہ شریک ہے کہ یہ بھی اسنے لئے مدقہ ہے۔

ترجمہ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا عمل سب اچھا ہے فرمایا کہ خلیفہ

ایمان لانا اور اسکی راہ میں جہاد کرنا پوچھا کہ دنیا قلام آزاد کرنا سب سے بہتر فرمایا جو فحیت میں زیادہ ہوا اور
 مال کو نیکے نزدیک محبوب تر ہو پوچھا میں یہ نیکوں فرمایا کہ کسی کام کرنا جو ایسی مدد کرے یا خود ایسا کام کر جس میں
 کذب اور لعونہ پایا جائے پوچھا اگر میں یہ نیکوں فرمایا کہ لوگوں کے ساتھ بدی کرنا چھوڑ دی یہ صدقہ ہے
 کہ چکو اپنی ذات سے نہ کرنا چاہیو مگر جسے جو شخص تم سے کوئی رائی دیکھے اسے چاہیو کہ اپنی ہاتھ سے اسکی ہدایت کر دے
 اسکی قدرت نہ تو زبان اسکی ہی اور قدرت نہ تو دل سے اور یہ ضعیف ترین ایمان ہے مگر جسے ہی کریم نے
 قسم فرمایا کہ نبی کا کام کرو اور ربائی سے منع کرو ورنہ عنقریب اللہ تعالیٰ اپنی اس قسم پر عذاب نازل
 کرے گا پھر تم دعا مانگو تو بھی قبول نہوگی مگر جسے ہی کریم کا فرمان ہے اگر کسی قوم کا کوئی آدمی گناہ کرے
 اور قوم اسے روکے گی قدرت رکھتی ہو مگر نہ روکے تو اس قوم پر ایسے رعب پڑے گا اب الہی نازل ہوگا پہلے
 اس سے کہ وہ میں مگر جسے ہی کریم نے فرمایا کہ پہلانی اور برائی دونوں مخلوق ہیں قیامت کے روز دونوں
 کچرے ہونگے پہلانی اہل خیر کو خوشخبری دے گی اور اسے اچھے اچھے روکے گی اور برائی کھلی میں آتی ہوں
 میں آتی ہوں اور بدکردار لوگ اس سے بچ نہ سکیں گے۔

حکایت نقل ہے کہ ایک تہ کسی بادشاہ کا فرنے اپنا ایک کسل بہر یا بغداد شدہ بعین میں بیجا اور عین ہائیں
 اسکو تعلیم کر دیں کہ جو کوئی ایسا جو ابے اپنی دین پر ہر روز ہمارا دین قبول کرے اول یہ کہ خدا کیا کو تہا ہے
 دوسرا یہ کہ خدا کیا کہا بتائے یہ تیسرے یہ کہ وہ کیا چیز ہے اور نہ اسکا کس طرف ہے جب وہ یہاں پہنچا
 تو اسے سب لوگوں کو جمع کر کے یہ تینوں باتیں پڑھاواں بلند کھائیں اتفاقا کسی سے اس علم عالم کے ڈر سے اسوقت
 جواب نہ آیا اتفاقاً مقتضار عالم لبریت ایسی ہیبت حکومت سب پر جا ہی سب لا جواب ہوئے اور نازاں
 روئیے اتفاقاً امام ابو حنیفہؒ بھی اس جمع میں موجود تھے اور پندرہ برس کی نیکی عمر تھی حرارت دین تہا تہا لائے
 بیتاب ہوئے پھر اسے پاس جا کر کہنے لگے تو منبر سے اترے منبر پر پہنچ کر جواب دینے کہ جواب دینو دایکا درجہ پہنچے
 واسے کی زیادہ ہے وہ یہ بات سنتے ہی ہیبت حق سے ڈر کر فوراً اتر کھڑا ہوا اس ہیبت حق سے اس
 از خلق نیست و ہیبت اس مرد صاحب دلق نیست پھر کہ ترسید از حق و تقویٰ کی گزید و
 ترسید از دے جن دانش و ہر کہ دید پڑ اپنے منبر پر چھٹ کر فرمایا کہ الہی کہ تہا کی گئے تھے منبر پر ہی آتا رویا
 اور چھٹے چڑھایا تھے ذلت دی تھی عزت دی حسب احکم اپنے و تعز من تشا و تذل من تشا اعز
 الہی کسی کو عزت دینا کسی کو ذلت کسی کو مارتا کسی کو جلا تا کہ اسکی ہی شان عالی شان ہی
 کل یوم ہونی شان ڈے دوسرے یہ کہ وہ اہل پاک گمانے پینے سے پاک کسی چیز کی حاجت نہیں گھتا
 بلکہ وہ سب کی حاجت رو اگر تہا ہی تیسرے یہ کہ شمع جو شب کو روشن ہوتی ہے اسکا منہ بتاؤ کس طرف
 ہے جب ہم اس شمع شبستان دارین روشن کرنا دیکھا منہ بتاؤ دیکھنے کہ فلاں طرف ہے تب ہی بتاؤ گے کہ
 خدا کا منہ کس طرف ہے وہ کافر پوچھا کہ کافر کوئی تحقیق حاصل کیسے متاثر ہوتے ہیں کہ انہی سے تاریکی روٹنی کے آتے

محکم دلائل سے مزین و متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کرم جو جاتی ہے چنانچہ اس مدعا پر حکم خدا کا کہ حق گواہی کے قیل جاو الحق و نہ بق الباطل کان زہرہ قائم
یعنی حق کے آئے ہی باطل مٹ جاتا ہے اس واسطے باطل میں ہرگز ریاقت مقابل ہونے کی نہیں
راہی حضرت امام حلیفہ کا جیسا کہ اوپر بیان ہوا یہ اپنی عمر نیرہ سال کی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے انجوائے
اس آیت کے۔ ائن شرح اللہ صدرہ للہ الاسلام جنہو علی نورین ربہ پس کجا وہ شخص کہ کہو لاؤ اللہ سے
سنیدہ اسکا واسطے اسلام کے پس وہ اوپر نور پور روگا راہی کے یہ سچے جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر
کی صدا حجت رکھنے والے اور سب مسلمانوں کا دل نور ایمان کی منور کردیا۔

روایت ہے کہ ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ کے ایک بار ایک موقع پر جارتو تھے چلتے چلتے جلہ کے کنارہ پہنچے دیکھا کہ شراب کے مشکے کشتیوں سے اتر رہے تھے پوچھا کہ ان میں کیا ہو کشتی والے نے کہا کہ شراب خلیفہ وقت معتمد باللہ کیلئے آتی ہے وہ دس مشکے تو شیخ کو بخشے آیا اور کشتی والے کی ہیکڑی مانگ کر انہوں نے نو مشکے کا بعد دیکھے تو رڈ اسے ادرا ایک مشکا چوڑا دیا چونکہ یہ شراب خلیفہ کیلئے لائی گئی تھی اسلئے انکا براہ راست خلیفہ کو مان جا لان کر دیا گیا معتمد نہایت ہستناک موز میں بیٹھ کر اجلاس کیا کرتا تھا لوہی کی ٹوپی اور ہٹا اور لوہی کا زہراہ و لوہی کا گزرا ہاتھ میں ہوتا تھا اور لوہی کی کسی پر چھٹاتا تھا معتمد نے نہایت کڑک کر سو لٹاک آواز سی پوچھا کہ تمہی یہ کیا کیا حضرت شیخ نے فرمایا کہ جو کچھ میں نے کیا آپ کو بھی معلوم ہے اور بافت کرہ شیخ ضرورت نہیں ورنہ میں بہانہ تنگ نہ لایا جاتا معتمد یہ جواب سن کر برہم ہوا اور پوچھا کہ تمہی یہ حرکت کی کیا تم غصب ہو رہے فرمایا کہ ہاں غصب ہوں خلیفہ نے کہا کہ تم کو غصب غصب بنایا فرمایا کہ جس شخص کو خلیفہ بنایا خلیفہ نے کہا کہ کوئی دلیل ہے فرمایا کہ یا نبی اقم الصلوۃ و امر بالمعروف و نہ عن المنکر و اصبر علی ما صاحبک معتمد یہ بیباکی بیاںیں سن کر تار تار ہوا اور کہا میں نے آج سے غصب بنایا مگر یہ بات بتاؤ کہ ایک مشکہ تم نے کیوں چوڑا دیا فرمایا کہ جب میں نے نو مشکے تو رڈ اسے تو انفس میں خیال آیا کہ ابوالحسن تو نے بڑی ہمت کا کام کیا کہ خلیفہ وقت سے ہی نہیں ڈرا میں اس وقت ہاتھ روک لیا کیونکہ اس سے پہلے تو والد کی رضا مندی کیلئے تو نے قہر کر کے تو رڈ دینا تو انفس کیلئے ہو گا اسلئے دسواں مشکا چوڑا دیا اور مولوی صاحبان اُسر کے پاس جا کر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کر سکیں تو خیر افسے ملیکا ڈر نہیں اور اگر اگلی ہاں میں ہاں ملانا پڑے اور حق کوئی نہ کر سکے تو اجتناب ہی بہتر ہے اور علماء دین امانت دار ہیں جبکہ کہ اُسر اور حکام کی سیل جول نہ کریں اور اگر وہ سیل جول کر لے لگیں تو وہ دہرنا ہیں۔

قل للمؤمنین من البصائر و یحفظو فرجهم ذالک اذا کے لیم ان اللہ جبر ایتنے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ای غمخ خاص مومنوں کو بکھرد کہ نہ لگیں نہ بچیں (یہ ادب کی تعلیم کر کے اب گے حکم ہوتا ہے) اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

قل للمؤمنین من البصائریم ویخلفو فرحمہم ذالک اذا کے لہم ان الدجیرا یعنی اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے کہ اے محمدؐ خاص مومنوں کو کہدو کہ انہیں پورے جہن (یہ ادب کی تعلیم کر کے آپؐ
حکم فرماتا ہے) اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔
قل للمؤمنات یغنیعن من البصائرین یعنی عورتوں کو انداز کر دو کہ انہی پہلو کو نہ کریں۔

قل للمؤمنات يغضضن من البصائر يعني عورتوں پر اماندار سو کہ دو کو کہانی اچھوٹو بند کریں۔

نہیں بچاتے اگر وہ حاصل ہو تو یعنی زنا اور موجب عذاب ہوا اور نہ ہو سکا تو دوسرے شیطانوں کو
 خواہش کرتے رہتے ہیں اور کیا کیا مصائب کا سامنا نہیں پیش آتا اگر اس بارے میں حکایات کہیں جائیں
 تو زمانہ بھر کے ناول اس زمرہ میں آسکتے ہیں اور مشہور مشہور جو واقعے جیسے ادھم بلخی - فریاد شیریں -
 ویلے عجوبوں پر سب تباہی نافرمانی حتیٰ کا سبب ہے جو انکو نظر کے سبب مصائب پیش آئے پھر اتنی سہا بنو کا
 سامنا ہوتا سیکھنے کہا جائے اور اسکا ٹھہرا سکا جو نہ دیکھے قصور اسکا پس حضرات یہ کہنے والو تو کہیں
 سلام ہی معاف فرما دیں آپ گمراہ ہیں اور وہ کو گمراہ نہ کریں اور یہ کہیں اللہ کی قدرت کے نظارہ کی روکا
 جاتا کی اسکی قدرت کو سرحد و تھیں نہ دیکھ سکتے ہیں کیا بیش جو مرد ہو یا خوشہ عورات ہوں گے نہیں ہی
 خاص و بکثرت تو کسی اللہ کے نبیوں کو بھی جو تباہی سب دی کریں نہ کہ غیر خرم اور دوسری حدیث کا
 مضمون یہ ہے کہ عورت کی خوبون کا دیکھنا (جو بن وغیرہ) شیطان کے تیر و نہیں کی ایک زہر کا پھانسا
 تیر و جو کوئی اسکو ترک کرے اللہ تعالیٰ اسکو عبادت کا مزہ چکھ دیتا ہے اسکو عبادت میں لطف حاصل
 ہونے لگتا ہے اور اسکو عبادت کا خط آنے لگتا ہے اور عبادت کا مزہ اور نجات کی لذت اور عبادت
 اور دلکی صفائی پیدا کرتا ہے۔ مصرعہ ذیلے ایچے ہیں جو نہ ہو گیا آج نہیں۔ دجیا شیوہ عورتوں کا ہے کیسے
 کسی کسی شراب عورت ہوئی اس میں جیسا ہو گئی اور مرد ہو کہ نہ گناہ کی جیسا کہ ہے جائی شرم کی اور جو مرد
 ہو کہ جیسا کہ اللہ اسکو جانتا ہے اور جیسا کہ ایمان کی اور پس اگر غیر مجرم ہو دیکھنے سے آنکھ نہ چراو گے
 اور سب طرف دیکھو گے پس ہر طرف دیکھنے سے کسی نظر حرام پر جائی پھر اگر قصد نظر حرام پر ڈالو گے پھر
 بکیرہ گناہ کی اور اگر سباج پر بھی آنکھ پڑی تو اکثر دل اس میں مشغول ہو گا اور دل میں دوسری پیدا ہو
 اور اگر وہ بات نہ آیا تو پریشان ہو گے اور ہلائی کی باز ہو گے لیکن آنکھ نیکہ کر لو گے تو ان بلاؤں سے
 آرام میں رہو گے چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نظریہ سے ڈراؤ نہ کیونکہ یہ نظر شہوت
 کو دلیں پوتی ہے یہ سخت ہلائی اور ذوالنون نے فرمایا ہے آنکھ نیکہ کر لینا اچھا ہے وہ ہے پس جبکہ آنکھ
 نیکہ کر لو اور بیگانہ دیکھنے کا جاؤ تو سب دوسروں کی آرام میں فارغ دل رہو گے اور اللہ جانتا ہے
 جو کام کرتے ہو اللہ کی پیشی سے ڈرو اور جو ڈرا اسکو بچنے کیلئے یہ بات کافی ہے۔

ہر عضو ہر کام کیلئے پیدا کیا ہے تو دنیا میں آنکھ کو سمجھو قرآن شریف پڑھنی کیلئے پیدا کیا ہے اور آخرت میں
 آنکھ پروردگار کے دیکھنے کیلئے پیدائی کی اور دونوں جہان میں دیدار الہی کی بہتر کوئی چیز نہیں ہے جیسا
 کہ مولانا رحم فرماتے ہیں شعر آدمی و بدست باقی پوستت و دید آن دیدہ کہ دید و دستت -
 پس اپنی آنکھ کا بچانا ایسی بڑی حاصل کرنے میں بہت ضروری اور اچھی آنکھ وہ ہے جو اسکی یاد
 میں روئے اور اچھی آنکھ وہ ہے جو اس کے خوف سے نہ سوئے ورنہ کسی کا یہ قول صادق آئے گا العین
 عن المعاصی یعنی آنکھ چشمہ کی گناہ کا جیسے چشمہ آبی کی گناہ اس کی ایسی ہی چشمہ آنکھ کی گناہ پیدا

ہوتے ہیں۔ اور فرمایا کہ تم نے انظر اس اس الذلوب نظر گناہ کی جڑ پڑی اور سیاہی اپنی آنکھ جو منہایت
 سیرو کی گاہ آنکھ دوزخ میں نہیں جلیگی اور خوف کی روٹی وہ آنکھ دوزخ میں نہیں جلیگی اور جو یاد میں آسکے نہ
 سوئی وہ ہرگز دوزخ میں نہ جلیگی اور اہم یعنی کو آنکھ نہ روکنے کے سبب سو گیا نہ دیکھ اٹھا ناظر اجکا قصہ
 حال میں ناظر میں ہی جکا بہت ادب اپنی کی نظر جو شاہ بخ کی دختر پر پڑی ہزار جاں سے عاشق شیدائی ہوئے
 اپنی لیاقت اور بادشاہ کی حقیقت کو نہ تو لافور شاہ کی عقد کی دختر است، کردی وزیر نے انکے ٹالنے کی
 تدبیر کی کہ بادشاہی خزانہ سے ایک بڑا ہوتی نکالا اور اہم کو دیکھ کر کہا کہ تم ایسے مونی لاؤ ہم تمہاری شادی
 بخ کی دختر سے کریں گے جو شوق عشق میں نکل کر سمندر پہنچے اور وہ بھگول نکال کر سمندر کو غالی کہنے لگے چاہیں
 روز برابر پہنچ کر آئے۔ اسی سمندر رو دیا کہ ناہید نکال دیاں اور ہم کا گیا شاہ لیکن اللہ نے عشق میں ثابت قدم ہو تو
 ایسا ہوا اہم کی جان باری بہ خدا لے کر تم کیا اور افضل کی سمندر کو حکم دیا کہ بہت ہوتی ہر سے سیبہ رو دیاں
 کے پاس پہنچ گئے۔ یہ جو حکم اپنی سمندر نے پہنچ سیبہ اہم کی نہر کے بڑی خوشی خوشی مونی اٹھا کر لاؤ ایسے
 ایسی تازہ مونی تھو کہ جبکہ برابر کے مونی بڑی بڑی بادشاہ کو بکھڑا نہیں ہونے لگے جب بادشاہ کے دربار میں تھی
 مونی پیش گئے اور مطلوب کے مونی درخواست کی ہر شخص مونی دیکھ کر حیران تھا کہ وزیر یہ تدبیر نے مونی
 رکھ کر اور اہم کو بری طرح سے باہر نکلا دیا قصہ مختصر بادشاہ کی بیٹی مرض سکتہ میں مبتلا ہوئی اور شای عکس
 کی عقل پر پڑے پڑے مرض کو نہ پہچان کر سکی راہی ہی ہوئی کہ شاہزادی مری غرض دفن کر دینے بعد
 اہم لاش کو نکال کر لیکے اور انجام کار اہم کی نکاح ہو کر وصال نعیم ہوا لیکن یہ سب کچھ سچ وہ مجبور
 ہی بیچ یعنی فانی وہ عیب ہی فانی کاش اگر اہم اپنی طرف نہ دیکھتا یا اپنی لاش خالق شاہزادی کو لگا کر تو لے
 اولیاء اللہ ہوتے اس قسم کے ہزاروں عشق کے کارنامہ دینا میں ہو اور ہونے لیکن بالآخر سب کو دریا سے
 فنا میں غرق ہونا اور وجود کی عدم میں جانا پڑا اگر باقی رہنا چاہتی ہو تو اس باقی کی جنت میں فنا ہو جاوے بشرط
 انبیاء اور اولیاء اسکی جنت میں فنا ہو کر اول سب کی جنت الہی میں حضرت ابراہیمؑ نے قدم رکھا فیصل اللہ
 تمام رکھو یا محبت کے بیان میں انکا مختصر حال دیکھو۔

شیخ نجم الدین کبریٰ اپنی رسالہ میں کہتے ہیں کہ سونے چاندی اور متاع دنیاوی کو ہوس کی نظر سے دیکھنا
 حرام کی اور ایمان والو آنکھ کی محافظت کرو کہ جس کسی نے آنکھ کی حفاظت کی اسکی نجات پائی ایک شخص
 نے آنحضرتؐ کی پوچھا کہ نجات کیا چیز تو اپنے فرمایا احتفظ ایک اپنی آنکھ کی حفاظت کر ایک شخص رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ رسول اللہ میں اپنی بیوی پر امینان نہیں
 رکھتا ہوں آپؐ فرمایا کہ اپنی آنکھ کو دوسروں کی بیویوں سے نہد کر۔ جانتا چاہیے کہ عورت کو درست نہیں کہ
 اپنی لونڈی کو تافہ زانو تک دکھاوے اور مالک کو بھی جائز کہ ناف سوزا تو تک اس لونڈی کو نہ دکھاوے
 جسکا کھلج کر دیا ہو کسی نے شبلی سے پوچھا کہ حیوان کی شرمگاہ کی طرف دیکھنا کیسا ہوا انہوں نے کہا شہوت

سوانی شرمگاہ کا حکم احرام کی حدیث میں سن نظر نظر واحدۃ الی ماہی المد عنہ فی النار اربعین حرفاً جو کوئی ایک نظر بھی اس طرف دیکھے گا جس کو خدا نے منع کر دیا ہے تو چالیس برس عذاب دیا جائیگا۔

ترجمہ اور فرمایا رسول اللہ نے جو کوئی ضمانت کر لیا اپنے دو چہلوں کے بیچ یعنی زبان اور دونوں اپنی ٹانگوں کے بیچ یعنی شرمگاہ اسکی ضمانت کرونگا جنت کی۔

حدیث میں ہے من غص بصراً عما حرام اللہ علیہ انار۔ جو کوئی اپنی آنکھ نہ کرے اس سے جو اللہ نے اس پر حرام کیا ہے تو اللہ اس پر حرام کر لیا اس پر دوزخ کو (روح) احتفظ عینک اپنی آنکھ کی حفاظت کر۔

حکایت ایک روز کلب احبار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پہلی امت میں ایک مرد خود بصورت تھا ایک عورت اسکو دیکھ کر عاشق ہو گئی کسی کام کے بہانہ سے اسکو گھر میں بلایا اور اسکو پٹ کر اس مرد نے کہا میں

تو خود یہ چاہتا تھا کہ میرا بدن صاف نہیں ہو چکا ہے کہ میں غسل کرونگا اور عورت خوش ہوئی اور باقی لاکر اسکو دیا اور کہا کہ کوٹھے پر جا وہ مرد کوٹھے پر گیا تو بالافتادہ اونچا ہوتا جی میں کہا کہ اس کوٹھے سے

خارجا اور ہلاک ہونا اس کام سے بہتر ہے کہ کوٹھے پر نہ بیٹھیں گرا تھا کہ خدا تعالیٰ نے فرشتہ کو حکم دیا کہ میرے منہ کو جا کر تمام لے اور اسکو زمین پر سلامت اتار دے اس وقت فرشتہ پہنچا اور اسکو

اٹھا کر زمین پر سلامت لے کر آگوا دیا اور ایک آواز سے کہ اسے بندے چونکہ تو نے ڈر کر اپنی جان فدا کی ہے تو بھی تیری حفاظت کی اور آتش دوزخ سے محفوظ رکھا۔

دیکھا ایک عورت ایک باغ میں انگور خریدنے کیلئے گئی قحط کا زمانہ تھا باغبان نے کہا کہ میری مراد پوری کرے تو مجھ کو غلہ اور کیر اور انگور دوں عورت نے قبول کیا باغبان نے کہا جاؤ لیو اور باغ کے دروازے

بند کر آؤ عورت گئی اور دروازہ بند کر کے آئی باغبان نے کہا کہ دروازے بند کر دے کہا باغبان نے کہ ایک دروازہ کو بند نہ کر سکی باغبان نے کہا وہ کونسا ہے عورت نے کہا کہ خداوند تعالیٰ کا دروازہ

اگر لاکھ دروازوں کو بند کر دے تب وہ بھی دیکھ لیا باغبان نے ایک بیج ماری اور توبہ کی اور کچھ مال اور غلہ اور کیر دیکر رخصت کیا باغبان نے آواز دی کہ سہو دو لو کچھ بیٹھا اور دونوں نے خوش ہوئے اور

حدیث میں ہے کہ بہشت عدن الیو کھو ملیگی کہ ایک محبست کا خیال آئے تو میری عظمت کو جیال کر کے شرمایں۔ اور جب زلیخا نے یوسف علیہ السلام کو خلوت میں حظ نفس لئے ہلایا پہلے انکر

اس بت پر پردہ چھوڑ دیا یوسف علیہ السلام نے کہا تو ایک پتھر سے شرابی ہو گیا میں خالق آسمان و زمین سے جو دانہ اپنا ہی شرم نہ ہو لگا ہر ایک نے اپنی سمجھ کے موافق جیسا ہی کام لیا۔ حدیث ہے الجھان فیشر

کلہ اذ لم تتحی فاضع ما شئت جیسا بہتر ہے ہر قسم کی جب تو جیائیں گرا تو جیائے سو کر۔ اور انہیں ایک وہ ہے جو اسکی یاد میں روئی میں انگلیاں کر رہے ہیں لکھا گیا جو احسن کام ہے وہ ایک آنکھ وہ ہے جو اسکی خوف سے جاتی ہیں اٹھا حال تہجد کو مخلصین میں لکھا گیا ہے اور ایک آنکھ وہ ہے

وہ ہے جو اسکی خوف سے جاتی ہیں اٹھا حال تہجد کو مخلصین میں لکھا گیا ہے اور ایک آنکھ وہ ہے

جو شرم سے نا محرم کے دیکھنے سے نڈھال ہو پس یہی جیسا کہ پس جانتا چاہیو کہ آنکہ کانبد کرنا یعنی نہ دیکھنا ان لوگوں کی طرف سے جو خدا کے حرام کر دیا ہے فرض ہے عورت و مرد یہ کہ اس کے نکاح نہ ہوا ہو اور آنحضرت نے فرمایا النظر بالشہوہ سہم سہمہ من سہامرا لالبیس یعنی شہوت کی نظر سے دیکھنا ایک تیر ہے زہر کا بجا ہوا شیطان کی تیر و نہیں کی یہاں نظر کو مقدمہ شہوت کے ساتھ کیا ہے اگر بد و ن شہوت کے دیکھو گا تو کوئی گناہ نہیں ہے یعنی جو کوئی اپنی آنکہ کو نڈھال کرے گا اس پر خدا نے اسکو حرام کیا تو خداوند تعالیٰ حرام کر دیا اس پر دوزخ کو حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی رب کی نافرمانی کی اور بہک گیا ہے لہذا حاصل جبکہ خدا نے حرام کیا ہے انہی کی قسمیں ہیں ایک عورت اجنبی ہے کہ اس کا تمام بدن دیکھنا حرام اور ایک اپنی قرابت والی جیسے ماں بہن وغیرہ ان کے نیچے ناف سے زانو تک دیکھنا حرام ہے رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص نیچے ناف سے زانو تک دیکھے یا کسی کو دکھائے تو خدا تعالیٰ حکم دے گا کہ اسکی جگہ آتش دوزخ سے کاٹو اور نابالغ کی طرف شہوت سے دیکھنا حرام ہے حلیہ بیٹھ میں آیا ہے کہ جب بندہ کسی نا محرم کی طرف دیکھتا ہے تو خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندے میں تیری طرف دیکھتا ہوں اور کو کس طرف دیکھتا ہے۔

حکایت صفی اللہ نامی ایک متوسط الحال نوجوان تھا ماں باپ اس کے مرچے ہو کر کوئی اولاد بھی نہ تھی اور کہہ میں اسکی خوبصورت بی بی ستارہ عمر میں سولہ یا سترہ کا سن تھا بچہ محبت رکھتا تھا اسکی بیوی ستارہ نے کہا کہ باپ دادا الی کمائی کتبک ساتھ دے گی اگر بی بی خانہ نشینی رہی ہی رات دن رہا تو فلاں اگر بی بی شوہر نے کہا کہ تمہاری محبت اور گہری تنہائی باہر جائی اجازت نہیں دیتی ستارہ نے ذرا چین بچین ہو کر کہا کہ زمانہ کا یہی رنگ ہے جو گہرے اکیلے رہتی ہیں وہ کیونکر تلاش معیشت میں خاک چھاتے پھرتے ہیں تمہارا جیسا خیال سب کا ہو تو دنیا کا کاروبار بند ہو جائے ہر چند گہر چھوڑ دیکو جو انکادول نہیں چاہتا تھا لیکن بی بی کی عاقلانہ گفتگو پوری طرح اثر کر چکی تھی یار و آشنا اور بی بی سے رخصت ہو کر اسٹیشن پہنچا یہ نہیں معلوم جو ان کہاں پہنچا پورے ایک سال ستارہ شوہر کی جدائی میں جلتی رہی اور صبر اور تحمل سے کام لیا لیکن کتبک عورت نوجوان تھی اور نفس امارہ تعاقب میں ایک روز اسکی ہمراز خادمہ کو بھج کر ایک قحبہ لے گیا جو کہ ایک دوسرے سے ملاسنے میں دور دور مشہور تھی بلوایا اور ایک غلوت میں لٹھا کر دیر تک کچھ سرگوشی کرتی رہی قحبہ نے ایک نوجوان کو دلیس تجویز کر لیا براہ مستقیم ایک دروازہ پر کھڑی کھٹکھٹانی اور منتظر کھڑی رہی دیر کے بعد ایک نوجوان دروازہ کھول کر باہر آیا پوچھا کون؟ پھر سینا قحبہ نے کہا میں ہوں آپکی لونڈی جو ان کے غور سے بڑھریا کی صورت نہ تھی پھر کہا آخر تو ہے کون میں نہیں پہچانتا قحبہ نے کہا صاحبزادہ ذرا اندر چلے تنہائی میں عرض کرو دیکھی جو ان بڑھریا کو لئے ہوئے اندر آیا پھر یہاں پہلے بہت اسی تعریف کی

اور بہت دعائیں دیں اور بعد ازاں ستارہ کے صحنِ جمال کی پھر تعریف اور ثنا کے گیت گاتی رہی دیکھا جب کہ سحر
 بیانی نے اپنا اثر کر لیا تو تب اصل مقصد کو پیش کیا جو ان تہوڑا سکوت کر کے بولا کہ پور ہی میں ضرور تمہارے
 ساتھ چلوں گا تمہاری باتوں نے خوشی و مسرت مجھ کو پہلے ایسے موقع کو پہنچا دیا کہ وہاں کوئی دشمن نہ ہو سکتا تھا
 جو اسکو مستعد پا کر اپنی کامیابی پر خوشی سے ہونے لگی جو ان اسید وقت مکر کے اندر گیا مٹی کا ایک برائے مالوٹا ہاتھ میں
 لیا اور چل کر ہوا پر ہوا ہی مثل سایہ کے ساتھ ساتھ ہونے لگا وہ دریا جو ان نے بڑھیا تھا کچھ جگہ استنجا کی
 ضرورت معلوم ہوئی تو تم باجھ منٹ توقف کرو۔ فارغ ہو کر پھر آؤ۔ جگہ مجاہد بڑھیا وہیں قائم رہی اور جو ان
 لوٹنے میں پانی لیکر قریب ہی کسی کہیت میں دفنِ حیات کو چلا گیا تب طہارت و فانی ہو کر واپس چلا اتفاقاً
 جلدی میں پھر پھر ہو کر گئی اور لوٹا ہاتھ سے چنگر زمین پر گرا پڑا مٹی کا لوٹا ہاتھ پھرنے میں پڑ کر گر جانا چور ہو گیا۔ پھر
 تے لوٹے کو لوٹا دیکھ کر زاد و قطار روانہ شروع کیا بڑھیا نے جو نو جوان کے روئی آواز سنی بدو اس ہو کر
 بھڑی نزدیک آ کر دیکھا سبب پوچھا تو نو جوان نے کہا میرا لوٹا لوٹ گیا ہے یہ سن کر بڑھیا قہقہہ مار کر کہنے لگا اور
 کہا کہ میں یہ روئی کوئی بات پر مٹی کی کا لوٹا تھا اگر پھوٹ گیا تو کیا اسباب نقصان آگیا۔ تم میری کوئی
 خدمتیں چلو عمدہ عمدہ لوٹے جتنے در چاہو گے و لو آؤ۔ مٹی جو ان غصہ ناک ہو کر بولا کہ حق بڑھیا کے میں نقصان
 کا خیال کر کے روتا ہوں؟ بڑھیا نے کہا پہ نہیں تو او در کیا باعث ہے؟ جو ان نے ایک دردناک چیخ ماری
 پھر بولا کہ آج بارہ بج رہے ہیں لوٹا میرا ہمارا ہوتا یا بھانہ اور پیشاب کے بعد اسی لوٹے سے طہارت کرتا تھا آج تک
 سو ملے اس لوٹے کے کسی فی وجہ نے میرے ستر کو نہیں دیکھا ہے تو میں ہی جانتا ہوں کہ بازار میں آج
 سو اچھا لوٹا مل سکتا ہے مجھ میں بھی خریدنی استطاعت ہے لیکن انھوں نے رونا تو اس امر کا ہے کہ بارہ بج رہے
 کے بعد آج دوسرا لوٹا میرے ستر کو دیکھا گیا تھا کہ جو ان نے پہلے سے زیادہ رونا شروع کیا بڑھیا بھی تو
 جو ان کی صورت دیکھتی اور کبھی اپنی ناکامیابی پر نظر کر کے غمگین ہوتی تھی جو ان کی حالت پر تو اسکو ترس
 آتا اور اس کے رونیکے کے سبب پر ہنسی آتی تھی دیر کے بعد جو ان کو ہوش آیا طبیعت کو سکون ہوا۔ تو وہ بولا
 کہ پور ہی اسوقت چھوڑا اپنی سلیم کج خدمت میں حاضر ہوئیے معاف رکھو کل کیسوقت ممکن ہوا تو حاضر ہو
 اتنا کہ ایک طرف کو چلے یا اور بڑھیا غم و غصہ کہانی ہوتی گھر کو واپس چلی جب مکان پر پہنچی ستارہ منظر
 پیش ہوئی تھی بڑھیا کو دیکھ کر خوشی کے مارے بستر پر اچھل پڑی کیونکہ وہ بھی تھی بڑھیا حسبِ وعدہ اپنا
 شکار کر کے لائی ہوئی بڑھیا نے کہا بیوی صبر کیساتھ لطیفان رکھو کل اسید وقت تمہارا مطلوب تمہارے
 پہلو میں ہو گا آج تو میں کامیاب ہو چکی تھی لیکن کیا کروں تمہارے رہنمائی کی ستارہ نے پوچھا کیا ہوا
 بڑھیا نے شروع سے آخر تک سارا قصہ کہ سنایا یہ عجیب قصہ اور عبرت ناک کہانی سن کر ستارہ کا دل بہرایا
 اور ایسا پھوٹ پھوٹ کر روئی کہ بڑھیا جو ان کا رونا بھول گئی اسکی ایسا تماشہ بھی کا سیکو دیکھا تھا اسکا
 بکھو کر ہر طرف دیکھنے لگی حجب ستارہ کا زور دنا کم ہوا بڑھیا نے بلالہ کران ہو کر کہا کہ بیوی ایسا ہے

رونگا سبب جگو نہیں معلوم ہوتا ستارہ نے جو ایدیا کہ بوڑھی میں اپنی قابل نفرت زندگی پر روتی ہوں
جگو نفس امارہ نے مبتلائے گناہ کیا بیچائی کی شہوت نے میرے دل کو سیاہ کر دیا وہ اس بیچائی کی زندگی
سے مر جانا بہتر تھا افسوس نوجوان مرد نے مٹی کے گولے کو اپنا ستارہ کہا نا پسند کیا اور لعنت ہو تجھ پر
میں غیر مرد کو اپنا ستارہ کہانے پر اس خوشی و راضی ہو گئی۔ خداوند کا ہی خیال نہ آیا اور اسی سالہا سال
کی محبت اور محبت کو الیہم میں ایسا جگو دیا۔ غرض کہ مرد کی جیسا ستارہ کو بی اپنی خیال شرم آئی اور
تائب ہوئی۔ یہ میسا ستارہ کی گفتگو سن کر دم بخود رہ گئی اس پر اثر تقریر نے اس کو مدہوش کر دیا اس وقت یہ سیانے
ستارہ کے ہاتھ پر دلالی اور قہر گری تو یہ کوئی ٹیسا تو پاک و صاف بہ کر اور نصوحی تو یہ کر کے گھر کو روانہ
ہو گئی ستارہ ہی حدیث و تسبیح و استغفار کے نماز و تسبیح میں مشغول ہوئی اور رات بہر دربار الہی
میں گڑ گڑا کر دعاؤں کا اچھا کرتی رہی۔ ایک ہفتہ کے بعد شہر میں یہ خبر شہر ہوئی کہ شہر قہر نے تو یہ کوئی
اور ستر چوڑی کہا کر ملی مع کو چلی۔ الہ کو بی ان دونوں پر رحم کیا پس واقعہ کے پورے ایک مہینہ بعد ستارہ
کا شہر معنی اللہ بہت پچھمال و دولت لیکر سفر سے واپس آیا اور پاک بازیاں بی بی ہنسی خوشی لبر کہ
سننے لگے ٹیسا کی روزی اسی دلالی پر مٹی جب ادھر سے اس کو تو یہ کوئی الہ کہ میمانے دوسری پاک راہ
نیکال دی صغی اللہ کہا کرتا تھا اور اس کا قہر و غم کے امیر و نہیں ہو گیا گھر کا چلن دوسرا ہو گیا اسنے ایک
تمیز دار عورت کی ضرورت ہوئی جو امور خانہ داری میں ستارہ کی مدد کرے اور اس کا ہاتھ بٹا ہے ٹیسا
سے اچھی اب کون عورت ستارہ کو ملتی مٹی عینیت جانکو ٹیسا کو بلالیا اور ٹیسا نے مقنم ہائے اپنی ساری عمر
نہایت عزت و ادب و خواہی اور بنداری کیسا ہتھ نہیں گزار دی نتیجہ حکایت اس نوجوان فرشتہ کا کام کیا خود
بھی زنا سے بچا ایک نوجوان عورت کو گناہ عظیم سے بچالیا اور تیسرے ایسی مجبہ عورت کو جسے اپنی عمر قہر گری
میں گزار دی پیدائش کیلئے تائب کر دیا۔ اسی سعید ستارہ نے گناہ و بازائیکا سبب نوجوان تھا اور ستارہ
کے سبب سے مجبہ ٹیسا نے تو یہ کی انتائب من الذنب لمن لا ذنب لہ جو شخص گناہ تو یہ کرے وہ ایسا
ہو جاتا کہ گویا گناہ ہی نہیں کیا اچھی بات کی راہ بتائیو لیکلے یہ یعنی جتنا ثواب کینو لیکو اتنا ہی تھانے
والیکے یہی یہ امر باتحقیق ہے کہ رسول اللہ کنواری لڑکی کی یہی زیادہ جیاد تو لیکن یہ جیسا صغی
راہی کے موق ہے انسان کا ریا میں غفل نہ ڈالے حضرت عثمان رضو النورین فرماتے کہ میں نے
کبھی اپنا ستراپ نہیں دیکھا۔ یہ شرم و حیا کی حدی۔ الحیا عن الایمان۔ اور حیا
بیع اور ہرے کاموں سے بچے کو کہتے ہیں جن کے گھر کیسے انسان نادم ہوا اور آخر میں پستیانی
اٹھائے حضرت عمر رض سے منقول ہے کہ جیسا جب سرزد ہوگا عہد کلام اور جیسا جس کی ہو مصلحت
ہے سبب اسکا یہ ہے کہ جیسا ہمیشہ خلاف شرع کاموں سے انسان کو روکتی ہے اور اسی وجہ سے
رسول اللہ نے حیا کو ایمان کا ایک جز قرار دیا کیونکہ ایمان کی دو ہی قسم ہے علم الہی کو

جی اللہ! اور ان باتوں سے جو اللہ تعالیٰ نے منع فرمائی ہیں باز آتا۔
حدیث شریف میں وارد ہے کہ پہلوان وہ شخص نہیں جو جسمانی طاقت میں کسی آدمی پر غلبہ
آجائے اصل پہلوان وہ ہے جو اپنی شہوت کو عقل و شریعت کے مطابق رکھے نفس امارہ سے
مغلوب نہ ہو۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ ذوالنونؒ رفع حاجت کو شہر کے باہر کھائے نہر کے گئے جب فارغ ہو کر بوٹے ویکھا گنار
شہر کے بلند مکان پر ایک لڑکی اڑس حسینہ اور جمید کھڑی کی استحاثا اسکی عقل و ریاضت کو دیکھ کر چہانوں کو کون ہے
کہا اے ذوالنونؒ جب تک تھنے جہارت نمی تھی تو میں نے تمکو جھوٹے تصور کیا تھا جب جہارت کی تو عالم جاننا بعد اسکے
عارف سمجھی اب معلوم ہوا کہ نہ تم جھوٹے ہو نہ عالم نہ عارف کہا کیونکر اگر جھوٹے ہوتے تو جہارت نہ کرتے اور
اگر عالم ہوتے تو ناخرم عورت کی کلام نہ کرتے اور جو عارف ہوتے سوائے خدا کے ہر حق کے کیسے طرف
نظر نہ کرتے۔

ایمان کل امن بالہد و مکنتہ و کتبہ و رسلا۔ ایمان لائے الہد پر اور اسکے سب فرشتوں اور اسکی کتابوں
اور اسکے سب رسولوں پر اور وہ سری تکہ ارشاد ہے ومن الناس من یقول انا بالہد بالیوم والاخر
والقدر فیروزہ و شرہ من الہد تعالیٰ والعیشہ بعد الموت۔ اور کہہ دیتے ہیں کہ کہتے ہیں ایمان لائے ہم
ساتھ خدا کے اور دن آخرت کے اور آخرت کے دن پر اور تقدیر کی پہلانی پرانی پر ایمان شریعتی صمد و
والاسلام علانیہ۔ مومن کے سینہ میں ایمان ایک سر ہے اسلام اس سر کا اعلان کرنا ہے والہد والی الذین
اتہوا یعنی الہد دوست کی انجا جو ایمان لائے مجھ کو الہد انکو دوست رکھتا ہے وہ اسکو دوست رکھتی ہیں
واللہ العزۃ والرسولہ و المکتوبین عزت الہد و رسول کے لئے ہے اور مومن کیلئے۔

ان الذین اتہوا و عملوا الصلحت کانت اہم جنت الفردوس نزلنا خلدین فیہا۔ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور
کام کئے اچھے انکے لئے جنت الفردوس جو جہان میں ہمیشہ سبیں رہینگے۔

لا یمح الا یمان الا بقبول الفرائض والافسار و الفرائض من نقص منہ فریقہ بغیرۃ خود و غو
و من جنت لنا الفرائض و جنت لنا الجنة۔ جب اہل جنت جنت میں اور اہل دونخ دونخ میں چلے جا
ویں گے اللہ تعالیٰ فرما دیکھا باہر نکالیں ان شخصوں کو جنکے قلب میں ذرہ ہمارا ہی ایمان ہو۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت علی علیہ السلام کو دریافت کیا تھا ایمان کیا ہے حضرت علی علیہ السلام
علیہ وسلم نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ یقین لائے الہد پر اور اسکے فرشتوں پر اور اسکی کتابوں پر اور آخرت کے
دن پر اور تقدیر کی پرانی پہلانی پر۔

اسلام میں اخلاص شرط ہے اور اخلاص ایمان و اسلام دونوں سے تعلق رکھتا ہے بے اسکے نہ اسلام
صحیح ہو سکتا ہے اور نہ ایمان درست۔ ایمان میں افضل کہنا لا الہ الا اللہ ہے۔ دل کے ساتھ کمال کیا

کا یہ ہے کہ حضرت سب سے زیادہ اس کو محبوب ہوں باپ بیٹے اور تمام لوگوں سے (بلکہ اپنی جان سے بھی) زیادہ عزیز ہوں لایون احد کم حتیٰ کون احب الیہ من والدہ والدہ الناس اجمعین مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا باپ بیٹے سب آدمیوں کے حق سے زیادہ والدہ و رسول ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں اور دوستی و دشمنی اللہ ہی کے واسطے ہو جسے دوست رکھا کیسکو اللہ کیلئے اور دشمن رکھا اللہ کیلئے اور دیا اللہ کیلئے اور تبلیغ کیا اللہ کے لئے اور منع کیا اللہ کیلئے اسی اپنا ایمان کامل کیا ایمان کے ساتھ استقامت یہی ہونا چاہی اور استقامت یہ ہے کہ شریک نہ کرے۔ اور نماز پڑھے زکوٰۃ دے روزہ رمضان کا رکھے۔ خانہ کعبہ کا حج کرے اگر مالدار ہے۔ ایمان قرآن شریف کیسا تہہ ہر سگلف کے لئے فرض ہے ایسی ہی ایمان لانا پہلی کتابوں پر بھی فرض ہے۔

نقل ہے کہ امت موسیٰ کے فساق جب عذاب الہی سے ہلاک ہوئے اور وہ ہزار ہاتھ موسیٰ کو اپنے مرنیکا کیجا رہی اس کثرت کیساتھ کہ انہوں نے افسوس ہوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا لا تاس علی القوم الفاسقین تو ان فاسقوں کے مرنیکا کیج کر کہو گھم یہ نزدیک اللہ کے بقید رہیں انکا ایمان کامل نہیں اگر انکو اللہ رسول کی محبت صادق ہوتی تو ہرگز خلاف انکے حکم کے عدا کوئی کام نہ کرتے خصوصاً معاصی کیا نہ کرتے ضرور سمجھتے انکے دل پر محبت غیر اللہ کا تسلط ہے اسلئے انکے ایمان ضعیف ہیں بیس لاشم اللہ سوتی اللہ ایمان لینے بڑا گناہ ہے فسق بعد ایمان کے۔

مسلمان کامل ایمان وہ ہے کہ جسکی زبان و ہاتھ و مسلمان سلامت رہیں اور مومن ایمان دار وہ ہے جس کو لوگ اپنی جان و مال پر امن میں ہوں۔ امام احمد نے حدیث روایت کی ہے کہ اپنا ایمان تازہ کر لیا کرو عرض کیا گیا یا رسول اللہ ایمان کس طرح تازہ کیا کریں آپ نے فرمایا لا الہ الا اللہ کثرت سے کہا کرو۔

نقل ہے کہ وہب بن منبہ سے کسی نے پوچھا تھا کہ لا الہ الا اللہ جنت کی کنجی نہیں ہے کہا بیشک کنجی ہے اور کنجی کے وارنت ہوتے ہیں اگر کو ایسی کنجی لائیکا جو دانت والی ہے تو تیری کنجی قفل جنت میں لگائی ورنہ نہیں یعنی کنجی کے دندان عمل صحیح ہیں بغیر عمل کے صرف لا الہ الا اللہ کہتا چنداں نفع نہیں دینگا اور جس شخص کو گناہ پر نہیں لگتا اس شخص کے لکھن میں غل ہے کسی نے کہا یا رسول اللہ ابن مسعود مسجد کو نہیں چھوڑنا فرمایا کہ اسکا ایمان کامل ہے۔

نقل ہے کہ قوم ابوہل نے بغیر صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا کی برکت سے مرے زندہ ہوتے تھے اگر تمہاری دعا سے یہی کوئی مردہ زندہ ہو جائے تو تم تمہارے ایمان لائیں انہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو گورستان میں لیگئے ایک قبر نظر پڑی کہ بسبب پرانی ہوئے تھے کہہ نشان باقی نہیں رہا تھا لہذا اس قوم نے کہ دعا کرو کہ مردہ اس قبر کا زندہ ہو جائے آپنے دعا کی وہ مردہ زندہ ہوا

اس کو چاہا کہ تو کتنی مدت کی مرا ہے اور پھر کیا حال گذرا اسے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات میں مرا
 تھا اور یہ غیر وقت پر ایمان نہ لایا تھا اس باعث سے بے ایمان و بنیاسی کیا اور اب تک عذاب سخت میں
 گرفتار ہوں یا رسول اللہ مجھے کلمہ پڑھائیے کہ با ایمان ہوں اپنے اسکو کلمہ پڑھایا جب وہ مسلمان ہوا
 تب عرض کی آپ دعا کیجئے کہ پھر اسی مقام پر جاؤں ایسا نہ ہو کہ بعد ایمان لائیکے کوئی گناہ محمدی سرزد
 ہو پھر عذاب میں مبتلا ہوں اپنی دعا سی پھر اللہ تعالیٰ نے اسکو مرزہ کیا تب وہ کفار کہنے لگے کہ محمد صلی
 اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ) پڑھے جادو گر ہیں پھر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب کبریا میں عرض کی کہ خدا
 یہ شخص کافر مرا اور اتنی مدت عذاب میں رہا اور میری دعا سی تو نے اسکو زندہ کیا اور نعمت ایمان کی
 عنایت کی اور یہ قوم ہدایت نہیں پائی اسکا کیا بھید و حکم ہو کہ یہ شخص ایماندار عالمونکو دوست رکھتا
 تھا اور جہاں علماء باہمی کو دیکھتا تھا تنظیم و تنظیم کی پیش آتا تھا اسواسطے ہم نے ایمان عطا کیا اور خدا
 سے نجات دی اور اس قوم کو بسبب بغض و عداوت کے کہ مجھ سے رکھتے ہیں میں نہیں چاہتا کہ ایمان
 سے مشرف ہو کر مستحق عفو اور رحمت کے ہوں۔

نقل ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنہ ۱۱ صبح کو اٹھے اور فرمایا کہ پانی ہو کہ وضو کروں دیوں
 نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس جگہ پانی نہیں فرمایا کہ کسی پاس پانی پینی کا بھی ہو آدمیوں نے ایک انجورہ
 آنحضرت کے پاس حاضر کیا آنحضرت نے انگیلیوں مبارک کو اس انجورہ میں رہنے کو بلال رضی اللہ
 عنہ کو فرمایا کہ لشکر میں آواز دیں تاکہ آدمی آویں اور وضو کریں آدمی آئے تپڑی اور درمیان انگیلیوں آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کرتے تھے اور پانی فوارہ کے مانند انگیلیوں میں جوش مارتا تھا اور ابن مسعود
 رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کے درمیان سے پانی پینے میں مشغول تھے بار بار اس پانی کو نوش فرماتے تھے
 تمام لشکر وضو سے فارغ ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور نماز صبح کی ادا کی آدمیوں کی طرف متوجہ
 ہوئے اور فرمایا کہ اے آدمیوں مخلوقات کے درمیان میں کونسا فرقہ ہے کہ ایمان اسکا عجاہات سے
 ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ فرشتے آنحضرت نے فرمایا کہ فرشتہ امر و نہی کو پہنچاتے ہیں آپ کو اسطے
 امیر ایمان نہ لادیں ایمان لانا اسے کیا عجیب سے عرض کیا صحابہ نے کہ رسول اللہ ایمان پیغمبر و نکاح
 فرمایا کہ اوپر پیغمبر و نیکوئی آسمان سے نازل ہوتی ہے پیغمبر کو اسطے ایمان نہ لادیں عرض کیا کہ
 رسول اللہ ایمان یاروں تھا ہرے کافر یا کہ یاروں کو کیل ہے کہ ایمان نہ لادیں اور حال یہ ہے کہ
 میں اپنے درمیان ہوں اور ہر دم اور ہر خطہ دیکھتے ہیں جو کہہ دیکھتے (سجورہ) ایمان اس گروہ
 کا جو کہ کہ بعد میرے آویجے اور بن دیکھتے میرے اوپر ایمان لاؤ بیٹے اور تصدیق میری کر بیٹے اور
 یہی لوگ ہیں بھائی میرے اور تم بار میرے ہو اور فرمایا کہ خوشحالی ہو واسطے اس شخص کے کہ بہت
 دیکھے میرے پر ایمان لایا۔

قتل ہو کہ ایک دن امام احمد نے عبد اللہ بن مسعودؓ کو کہا کہ ہم بہت حسرت کرتے ہیں اور اس چیز کے کہ ہم کو فوت ہوئی اور انکو حاصل ہوئی اسے یار و محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے (دیدار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا) عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ ہم یہی افسوس اور حسرت کرتے ہیں اور اس چیز کے ہم سے فوت ہوئی اور انکو حاصل ہوئی کہ بے دیکھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔

جس شخص نے کلمہ اسلام کا زبان پر جاری کیا اور بغیر خدا کو تائب خدا کا تصور کیا پس اس شخص نے خدا کے ساتھ عبد یا ندیا کہ جو حکم اور احکام اس کے واسطے اسے بغیر کے میری طرف پہنچے سب قبول کئے اور حقانیت انکی کو مطلع ہوا اور میرے بغیر اور کرامتیں اولیا رامت کی دیکھیں اسنے اس عہد کو پورا کیا بعد اس حالت کے بنیاد الدینی شبہ اسلام میں اس کے دلیں آئے اور اس شبہ کی وجہ سے طعن بیچ احکام شرعیہ کے شروع کرے یقین ہے کہ یہ شخص حد عقل اور شرع سے خارج ہوا پس یہ حالت علامت ظاہری ہے اور اس بات کے یہ شخص حد کفر سے خارج ہوا اور طرف اعلیٰ حد کفر پہنچے۔

ایمان لانا حضرت عمرؓ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہ شرف باسلام ہوئے انکے اسلام کا یہ واقعہ کہ ایک دن ابو جہل لعینؓ ایک مجمع میں کہ عمر رضی اللہ عنہ

بن الخطابؓ ہی تھے متصل خانہ کعبہ کے کہا کہ جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مسرکات لائے اسکو اونٹ اور چالیس ہزار درم دون حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں یہ کام کر سکتا ہوں ابو جہل نے قسم کھائی لات و عزری کی کہ سیوا اونٹ دینو کیلئے لشکر طند کو قسم کھائی اور کعبہ میں جا کے ہل کو گواہ کیا عمر بن خطابؓ باین متعذر روانہ ہوئے راہ میں ایک شخصؓ کو کہ عمر بن عبد الدنام نما ملاقات ہوئی وہ مشرف باسلام ہو چکے تھے انہوں نے پوچھا کہ کہاں تیرا گھر ہے انہوں نے کہا کہ انہوں نے کہا کہ ہاشم کے انتقام سے کیسے بچو گے عمرؓ نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تم نے بی دین بدلا ہے اگر ایسا ہو تو پہلے تمہیں ہی قتل کروں اسنے کہا کہ میں ابا کے دین پر ہوں نیت یہ رکھی حضرت ابراہیمؑ و اسمعیلؑ کے دین پر ہوں اور ظاہر میں یہ معلوم ہوا کہ ابا کے مشرکین کے دین پر ہے پھر اس شخص نے کہا کہ تمہاری بہن اور بہنوئی ہی مسلمان ہو گئے ہیں پہلے اپنی گھر سے قتل شروع کرو عمرؓ نے کہا کہ کیسے معلوم ہوا کہ وہ مسلمان ہوئے ہیں کہ تمہاری ہاتھ کا ترجمہ نہ کیا جیتے یہ بات سن کر عمرؓ طیش کیا کہ اگر اپنی بہن کے گھر کو پھرے اسوقت اسنے گھر میں جناب صحابیؓ تھے کہ اور سورہ طہ کہ انہیں دنوں نازل ہوئی تھی عمرؓ ہی بنی اور بہنوئی کو طہ ایسے تھے اور کو ارد واری کے بندھے عمرؓ نے کو ارد کھلوائے جناح پیرا اور میں صحیفے میں سورہ طہ لکھی تھی اسے چہا دیا اور عمرؓ نے آکر پوچھا کہ کیا پڑھتے تھے انہوں نے کہا ہاتھیں کرتے تھے پھر عمرؓ نے ایک بڑی ذبح کنی اور پوست کا ہونٹ بنی بہنوئی کو کہا بیٹو کھسا انہوں نے عذر کہا عمرؓ نے انکے اسلام کا یقین ہوا اور انکے مارا شہر میں کیا ہاشم کہ انکی بہن کا

سرا در منہ خون آلودہ ہو گیا انہوں نے قیاب ہو کر کہا چاہو مارو چاہو چوڑو تم تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے نہیں اور وہ پیغمبرِ برحق ہیں عمرؓ نے دین اسلام میں انکی ثابت قدمی دیکھی اور بہن کے سرا در خون کو دیکھ کر رحم کہا یا الگ ہو کر ایک گوشہ میں جا بیٹھے تہوڑی دیر کے بعد کہا جو تم پر کئے تھے میرے پاس لاؤ تب اس صحیفہ کو جس میں سورہ طہ بتی نکالا عمرؓ نے چاہا کہ ہاتھ میں لیکر پڑھیں انکی بہن نے کہا کہ تم نجاستِ شرک سے آلودہ ہو اسکو نہیں چھو تے میں مگر یہ پاکیزہ لوگ تب عمرؓ نے غسل کیا پھر سورہ طہ کو ہاتھ میں لیکر پڑھا جب اس آیت پڑھی اللہ لا الہ الا ہو لا الاسماء الحسنی عمرؓ نے اس کلامِ معجزِ نظامِ ممتاز پر ہونے کہا (جسے معنی یہ ہیں اللہ کے سوا کوئی لائقِ پوجن کے نہیں اسکو اجی نام میں) کیا اچھا کلام ہے اور کیا پاکیزہ بیان ہے جناب عمرؓ کا حال تاثر سمجھ کے نکل آئے اور کہا کہ کل رسول اللہ علیہ وسلم نے تمہارے اور ابو جہل کے اسلام کیلئے دعا فرمائی تھی سو میں جانتا ہوں تمہارے دعا قبول ہوئی بعد اسکے عمر رضی اللہ عنہ جناب کے ہمراہ اہم کے گھر جہاں آپ تشریف رکھتے تھے آپ خبر پا کے دروازہ پر نکل آئے اور عمرؓ سے بغلیں ہو کر انہیں خوب ہانکا کہ نبیؐ عمرؓ کا بل گیا اور فرمایا کہ لے کر عمرؓ مسلمان ہو جا عمرؓ نے کہا شہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ علیہ وسلم نے الہ اکبر یا و از بلند فرمایا سب کے سب مانو گئے جو گھر میں تھی آواز بج گیسری بلندی اور بہت خوش ہو گئے عمرؓ نے بوجہا کہ سب گئے آدمی مسلمان ہو چکے ہیں آئے فرمایا کہ تم سے چالیس کا عدد پورا ہوا ہے حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ! مشرکین عبادتِ لات و عزریٰ کی علانیہ کرتے ہیں ہم لوگ خدا کے وعدہ لا شرک کی عبادت کیوں پوشیدہ کریں اور اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ ہو کے سب ملنا نوکھ ساتھ لیکے مسجد حرام میں آئے اور ہر ملا بجاعت نماز ادا کی اور اسی دن سے مسلمانوں کو بہت قوت و عزت ہوئی۔

حکایتِ نقل ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کو کسی شہر کھانک کر کے بھیجا اور اس اہل شہر کو حکمت نامہ اور فرمان لکھ دیا کہ یہ عدل بدل کر بیٹے تم سب انکی تالیداری بدل دو جان بجالانا جب قریب دار الحکومت کے پہنچے سب سردار پیشوائی کو آئے دیکھا تو پھر ہر سوار میں اور اونٹ کے بالوں کا لباس پہنے ہوئے میں پھر شہر میں لا کر بہت تکلف کے مکان دکھائے اور ہر قسم کے تحفے پیش کش کئے اور زر و جواہر نذر گودائے انہوں نے ہرگز قبول نہیں کیا فرمایا اس خچر کے دانہ چائے کی اتنی حلال سے شہر گنا کہ بے زبان ہو اور مجھے کسی چیز کی حاجت نہیں تہوڑی مدت کے بعد واپس آئے واپس آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خبر پوچھنے سے راہ میں آ بیٹھے کہ دیکھیں حذیفہ رضی اللہ عنہ دار الحکومت سے کس سرک کی طرف سے آئے ہیں دیکھا تو جس انداز سے گئے تھے اس ہی انداز سے آئے ہیں پھر امیر المومنین حضرت عمرؓ بہت خوش ہو کر ان سے پٹ گئے اور کہا کہ ہم تمہارے بھائی ہیں اور تم ہمارے فی الحقیقت بھائی

اس ہی کا نام ہے کہ دنیا کی حکومت اور شہرت جو دو ہونیوالی اس پر فرقتہ نہیں ہوتے ہیں۔ حضرت بلال۔ بلال رضی اللہ عنہ ہمیشہ تھے امیر بن خلف کے غلام تھے جب اس کو معلوم ہوا کہ بلال مسلمان ہو گئے ہیں گونا گوں تکالیف ان کو دینی شروع کیں۔ گرو نہیں رسی ڈال کر لڑ کو نکلے ہاتھ میں بجائی کہ وہ مکہ کے بہار و نمیں ٹھیسے پہرتے وادی مکہ کی گرم ریت پر ان کو لٹایا جاتا اور گرم پتھر جھاتی پر رکھ دیا جاتا مشکیں باندھ کر لکڑیوں سے پیٹا جاتا دھوپ میں بٹھلا دیتے بہو کار کھتے مگر ایمان کا وہ اثر کہ حضرت بلال کو ان تکالیف کی چھ پر وانی تھی وہ اعداد کے مسانہ نعرہ لگاتے تھے اور خوش تھے آخر یہ حالت دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرید لیا اور آزاد کر دیا۔

ومن یوق شح نفسه فاولئک ہم المفلحون۔ جس کو حشمت لے بجل سے چاڑھے وہ نیک نصیب۔ **بجل** الذین یجھلون ویامرون الناس بالبخل ویکتمون ما اثمهم اللہ من فصدوا عندنا لکفرنا۔ عذاباً جہنماً۔ وہ لوگ جو بخیلی کرتے ہیں اور حکم کرتے ہیں لوگوں کو سہاوتہ بخیلی کے اور چھپاتے ہیں کہ دیباہ ان کو اللہ نے اپنے فضل سے اور تیار کیا ہے کہ اس کے واسطے کافروں کے عذاب لیل کرے اور۔ ومن یبخل فانما یبخل عن نفسه۔ جو بخل کرتا ہے وہ نہیں بخل کرتا مگر اپنی نفس سے۔

ولایحسبن الذین یجھلون بما اثمهم اللہ من فعلہ یوخر لہم بل ہو شریک سبطو قون ما یجھلونہ یوم القیمۃ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی فضل و کرم سے مقدور کرے رکھا ہے اور وہ بخل کرتے ہیں ان کو یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ اپنے حق میں اچھا ہے بلکہ اپنے حق میں برے ہے عنقریب قیامت کے دن جن چیزوں کے دینے میں بخل کرتے ہیں ان کا طوق ان کے گلے میں ڈالا جاویگا۔

۔ بخل بعید من الجنۃ بعید من الناس۔ بخیل اللہ سے دور ہے اور جنت سے دور آدمیوں سے وہ آگ سے نزدیک فرمایا ہے آنحضرت نے دو فرشتے ہر روز ندا کرتے ہیں کہ الہی جو شخص کہ خرچ کرے اس کو اور دے اور جو جمع کرے رکھے اس کا مال ضائع ہو۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے موسیٰ تجھ پر لازم ہے کہ سخاوت کرے اور بخل سے بچ لے ہمیشہ اپنا یہی شیوہ رکھنا سخاوت کرنا اور بخل کے پاس نہ پہنکنا اور فرمایا ہے بنی کریم نے دوزخ میں ایک درخت ہے کہ جو شخص بخیل ہوتا ہے اس کا ہاتھ اس میں پیوست ہوتا ہے جب تک وہ دشت دوزخ میں نہ جھیسٹ لیگا ہاتھ نہ چھوڑے گا۔ اور فرمایا ہے کہ بخل اور ایمان ایک دلیں جمع نہیں ہوتا اگر ایمان غالب ہو تب بخل جاتا رہتا ہے اگر بخل غالب ہوتا ہے ایمان جاتا رہتا ہے جو شخص اپنی اور بخل کا دروازہ کھولتا ہے۔ یعنی بخل اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا دروازہ اس پر بند کر لیتا ہے اور آنحضرت نے فرمایا ہے بدترین بخیلوں کا وہ شخص ہے جو باوجود قدرت قربانی نہ کرے۔

اور بخیل وہ ہے کہ جو شرع فرماتے اس کے خلاف کرے مثلاً زکوٰۃ نہ دے قربانی نہ کرے صدقہ نہ دے

اپنی عورت اور اولاد مانا پ کے نان نفقہ میں بخل کرے۔ ولیمہ حقیقہ خشتہ وغیرہ کا کہنا نہ کہلا
نوکروں کو بھوکا رکھے وہ شخص بالاتفاق بخیل ہے اور بخیلوں کا عذاب پائیگا اور دوزخ میں
جائیگا اور جو شخص جہان کو کہنا نہ کہلائے سائل کو نعمہ نہ دے اس کا سوال پورا نہ کرے کتے بلی کو ٹکڑا
نہ ڈالے وہ بھی بخیل ہے اور جو ہمسایہ کو بھوکا دیکھے اور اس کو کہنا نہ کہلائے وہ بھی بخیل ہے اور جو کوئی
جمعہ یا عیدین کو باوجود قدرت کے کپڑے نئی اور صاف نہ پہنے یا اہل عیال پر نفقہ میں بخل کرے
اور فقیر کو پراپنا بنائے یعنی الد کی راہ پر پرانا کپڑا لے وہ بھی بخیل ہے ہاں اپنے پرانے کپڑے میں اپنی
اولاد کا کپڑا بنائے تو مجہم حرج نہیں۔

کسی کا قول ہے کہ جو شخص بخیل ہوتا ہے گویا وہ اپنے آپ وارث کو دشمن بناتا ہے پس جانا چاہیے بھلا
کا بدلہ بھلائی ہے اور برائی کا بدلہ برائی جیسا کریگا ویسا ملے گا۔

فرمایا رسول کریم نے دو عادتیں مسلمانوں میں جمع نہیں ہوتیں بد خلقی اور بخل۔
رسول اکرم خدا تعالیٰ سے پناہ مانگتے تھے ان الفاظ سے اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ہاں
سے اور پناہ مانگتا ہوں سستی سے اور پناہ مانگتا ہوں بخل سے۔

اور فرمایا رسول کریم نے کہ جنت میں داخل نہو گا احسان جتانو الا اور مکار اور بخیل۔

اے سعید بخیل وہ ہے جو چیز شرع میں واجب ہوئی ہے نہ دیوے (زکوٰۃ)
حضرت نے جو فرمایا کہ قربانی سے یہ مطلب نہیں کہ ایک گوسفند کا خون ہو بلکہ غرض اس سے ہے
کہ بخل کی نجاست تیرے دل سے دور ہو اور جانور پر شفقت کرنی تیری طبیعت کا مشتقہ نہیں
بلکہ خدا کے حکم سے ان پر شفقت کرنا ہے جبکہ حکم کیا کہ جانور ذبح کر تو ایسا مت کہ کہہ بیچارہ نے کیا
کیا کیوں اسے حلال کر دیا ہے کہ اپنا اختیار چھوڑے اور اس کے حکم کے تابع ہو۔

اے سعید مسک وہ ہے کہ کچھ بھی نہ دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے خیال کر کہ جو لوگ خدا کی دی
ہوئی نعمت میں بخل کرتے ہیں وہ کئے حق میں کیا بھلا ہے۔ بلکہ انکے لئے ہر اسے وہ عنقریب جس چیز
میں کہ بخیلی کرتے ہیں قیامت کے دن اس کا طوق اٹھ گئے میں پہننا پانا جاویگا۔ اور حضرت نے
بخل سے بچنے کو فرمایا ہے کہ تیرے پہلے بخل سے لوگ ہلاک ہوئے اور بخیلی سے اللہ پاک خفا ہوتا ہے۔
حق تعالیٰ نے اپنی عزت و عظمت کی قسم کہا کہ جو فرمایا ہے کہ کسی بخیل کو جنت میں جانے نہ دوں گا
اور فرشتے منادی کریں گے ہیں کہ جو بخیل ہو اس کا مال تلف کر اور جو سخی ہو اس کے مال میں ترقی ہوئے
اے سعید یاد رکھ مال کی محبت خدا کے ذکر سے غافل بنا دیتی ہے۔

نقل ہے کہ قارون سے زیادہ کوئی مالدار بخیل نہ تھا اور مالدار وہ اس سبب سے ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام
کو حکم ہوا کہ تورات کو زینت سے رکھو موسیٰ نے عرض کی میرے پاس زر نہیں ہے جب انکو

جیسا بتائی گئی وہ کیا قارون نے جو کہ پہلو قوربت کا حافظ تھا کسی عملی طور پر سیکھ لی اور بہت صاحب کج ہو گیا مروی ہے کہ ایک ایک محلی کی ستر خزانہ کہتے تھے اور وہ کنجیاں اتنی تھیں کہ سات زور آور مرد سے انتہی تھیں پس اس پر زکوٰۃ مقرر ہوئی ہزار دینار پر ایک دینار جب اس کا حساب کیا قارون نے بہت روپیہ ہوا نہ مانتا اس سے کہا کیا یہ جو ظروف سونے اور چاندی کے بنتے ہیں انکا جو ریزہ گر تاج ہے وہی مساکین کو دے اسکو بھی نہ مانا اور دشمنی سے تب حضرت موسیٰ پر زنا کی نہایت لگائی چاہی قارون نے اس طرح ایک عورت کو پہلے درغلان کے آمادہ کیا اس بات کے کہنے پر کہ موسیٰ نے میرے ساتھ زنا کی جب ایک عطف کے جلسہ میں یہ کہلا نا چاہتا تھا اسکا دل المدے پر پیر دیا تب کہا اسنے موسیٰ کو پاک ہیں زنا سے یہ بتان ہے موسیٰ علیہ السلام پر میں وقتی ہوں جوٹ بولنے سے موسیٰ اس بات کے سننے سے متعجب ہوئے حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور بشارت لائے کہ زمین کو تاج کیا تیرے حکم کے قارون کو سزا دو تب موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے قارون ڈر خدا سے تب اس مرد دودنے موسیٰ کو جواب نامعقول دیا جب موسیٰ علیہ السلام نے خدا کے حکم سے زمین پر عصا مارا تب زمین سمع اسکے تابعدارونکے دیا لیا۔ تب اپنے زمین کو کہا کہ اسکو زونک دیا یہ معقول ہے کہ قارون معافی مانگتا تھا مگر موسیٰ علیہ السلام نے عصبے سے کہا زمین اسکو دیا ہے زمین نے گردن تک دیا لیا قارون نے کہا اے موسیٰ تو ہماری دولت پر طبع رکھتا ہے خدا کے حکم سے جبرئیل علیہ السلام نے تمام مال کنج اسکے سامنے لا رکھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے زمین اسکا سب مال غارت کر دے تب زمین سب کہا گئی مال کنج و مکان جو کچھ اسکا تھا اس میں سے کچھ انبیا کی نرہائی اسرائیل نے قارون کا حال دیکھ کر خدا کی شہادت لائے پس جو برائی کرے برائی پائے جو بھلائی کرے بھلائی پائے مال دینا ہی میں چور جاتا ہے ساتھ نہیں جاتا ہے بخیلوں کو مال سے اس قدر محبت ہو جاتی ہے کہ وہ مال کو اپنے اوپر اور آل اطفال پر بھی خرچ نہیں کرتے جہاں کو زرا وادسی زیادہ پیارا ہوتا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ زر کی زربیدا ہوتا ہے اور بعض نہیں۔ و خاص کر دیوالی پر زر کی پرکشش کہتے ہیں۔

نقل کہ یحییٰ علیہ السلام نے ابلین کو دیکھا اور پوچھا کہ تیرا دشمن کون ہے اور دوست کون ہے کہا زبرد بخیل میرا دوست ہے اور سختی فاسق میرا دشمن کیونکہ وہ اچھا کہتا ہے اور پہنتا ہے اور مجھے خوف ہے کہ سخاوت کے سبب سے الداس پر رحم کرے۔

لطیفہ ایک بقال یعنی بینا سر ایک انہی متعلقین کو ایک ایک سیکھنے بھر گئی دیتا تھا جب وہ مر گیا تو اسکے لڑکے نے یہ انتقام کیا کہ ایک شیشی میں گھی بھر لیا اور کہا جب روٹی کھائے لگو تو اسکو دیکھ کہ کہاؤ کیونکہ سیکھ سپائے وہ تو گئے بالو جی کے راج ابو دیکھو اور جیو۔ جو لوگ آپ

بھی نہیں کہاتے باوجود قدرت کے وہ مسک ہیں جیسا کہ اس لطیفہ سے واضح ہوتا ہے۔
 قطعہ ایک باپ بیٹے تھے وہ ام کے آچار کے مرتبان کے آگے رکھ کر اسکی خوشبو سے روٹی پٹا
 مار مار کر کہاتے تھے اتفاق سے باپ کہیں جانے لگا تو روٹی باہر کہیں رکھ کر چلا گیا اور حجرہ میں قفل
 لگا گیا اندھا آیا اسے روٹی باہر دیکھی اور مرتبان اندر حجرہ میں تہادر وازہ کے قفل سے روٹی کے ٹوا
 لگا کر اور آچار کا تصور کر کے کہائے لگا چٹا بنے مار مار کر اتنی میں باپ آگیا تو کہنے لگا ونا لائق کچھ
 سے ایک دن ہی بغیر آچار کے (روٹی) کہاں نہیں گئی یہی اس کا کہی یعنی بھل ہو۔

نقل ہے کہ ابو الحسن جہارت خانہ میں تھے مرید کو بکار سے میرا پیرا بن فلاں درویش کو دید و مرید نے کہا ہاں
 آنے تک آپ نے کیوں صبر نہیں کیا بوسے عجوز کو کہہ دے سرخیال آئے اور اس خبر سے باز رہے۔

بجلی کا سبب خواہش نفس کی حجت ہے اور یہ خیال کرے کہ میری عمر زیادہ باقی نہیں تو مال خرچ کرنا پس
 آسان ہو گا اور خیال کرے میں مر جاؤں گا اور دشمنوں کے قبضے میں یہ جا بیگا اور یہ سمجھتا تو بکا خیال کرے کہ میر
 مانند وہ ہی حائل تھے اچانک مر گئے اور حسرت لیگئے اور اولاد کی غریبی کا خیال نہ کرے جس خالق نے انکو
 پیدا کیا و رزق بھی پیدا کیا ہو گا اگر انکے نصیب میں درویشی تو میری بجلی تو نہ گزرتی تھی۔

نقل ہے کہ پیغمبر خدا نے ایک آدمی کو دیکھا دروازہ کعبہ کی زنجیر پکڑے ہوئے کہتا تھا اے اہی اس کعبہ کی برکت
 میرے گناہ معاف کر دے آپ نے فرمایا کہ تو نے کیا گناہ کیا ہے کہنا میرا گناہ بہت بڑا ہے آپ نے فرمایا لوح
 و قلم عرش و کرسی سے یہی بڑا ہے اسے کہا ہاں ان سب سے یہی زیادہ ہے تب آپ نے فرمایا اللہ بڑا ہے یا تیرا گناہ
 کہا اللہ سب سے بڑا ہے کہا بیان کر کہا یا رسول اللہ میں تو گنہگار ہوں اور بہت مال رکھتا ہوں جب محتاج چہرہ
 سے سوال کرتا ہے میرے بدن میں آگ لگتی ہے اور جی جھٹاتا ہے کہ انکے بخت دور ہو کہ تیرے اعمال
 کی شامت سے ایسا ہونو کہ تمام مخلوق چل جائے بھل بہتر نہ کفر ہے اور کفر کا بدلہ آتش ہے ہم۔ سعدی رح
 نے کہا ہے بجلی اور بود زامد بحر و ہر بہشتی بنا شد حکم خبر۔

نقل ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک عورت نے سوال کیا آپ نے کچھ دیا اسنے ہائیں ہاتھ سے لیا
 آپ نے فرمایا وائیں ہاتھ سے کیوں نہ لیا وہ بولی کہ اے بی بی میری ماں بہت بخیل تھی اور باپ بڑا سخی
 جب دونوں مر گئے میں نے ایک بار خواب میں دیکھا کہ قیامت ہوئی میری ماں شدت سے جھاتی ہے اور
 باپ خوش کوثر پر کھڑا ہوا پس اسونکو پانی پلاتا ہے میں نے سبب محبت کے ایک پیالہ پانی کا باپ
 سے مانگنا کہ وہ دیا اسنے میں ایک آواز آئی کہ جسے اس عورت کو پانی دیا ہاتھ اس کا خشک ہو جب
 غنڈہ سی چونکی ہاتھ خشک ہوا۔

بدگمانی ان بعض الظن اثم ولا تحسبوا لیغتب بعضکم بعضا۔ تحقیق بعض گمان گناہ ہے
 اور مت جاسوسی کرو اور نہ غیبت کریں بعض تمہارے بعض کی۔

یا ایہا الذین آمنوا تعجبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم۔ مسلمانوں کو لوگوں کی نسبت بہت شک کو نہیں بچتے رہو کیونکہ بعض شک گناہ ہیں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لوگ ظاہری باتوں اور ظاہری چال ڈھال پر قیاس کر کے بدگمانی کرنے لگتے ہیں بدگمانی کرنے کو نفرت اور نفرت کی آخر دشمنی ہو جاتی ہے حالانکہ دراصل بات کچھ نہیں ہوتی مثلاً ایک شخص نے اپنی ملاقاتی کو اپنے دشمن سے بات کرتے دیکھا پس خواہ مخواہ اس سے بدگمان ہو گیا کہ یہ دشمن ہی ساز و باز میل جول رکھتا ہے حالانکہ ممکن ہے کہ ایسا ہوا اور درحقیقت ایسا ہی ہوتا ہو یا مثلاً ایک شخص شراب خانہ سے باہر نکلا تو دیکھنے والوں کو فوراً یہ گمان نہیں کرنا چاہیے کہ وہ شراب پیتے کی عرض سے وہاں گیا ہو گا علیٰ ہذا القیاس ابو داؤد میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ اچھا گمان کرنا عبادت میں داخل ہے۔ مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ہر شخص کے گمان سے دور رہنا اس لئے کہ گمان کر لینا جھوٹ بات بولنے کی ہی بڑا سہرا ہے اور چوری کی بات نہ سنا کر اور ایک دوسرے کی بات کے متوکل ہیں نہ برا کر دیکھ دوسرے پر حسد نہ کرو اور ایک دوسرے سے کہہ نہ کر کہو ایک دوسری غیبت نہ کرو ایک دوسرے کی بات نہ بکرو۔

(رح) من ظن بالمومنین سوءاً حرم اللہ علیہ اُجنتہ یوم القیمۃ۔ جو شخص مومنین کے ساتھ بدگمانی کرتا ہے تو خداوند تعالیٰ قیامت کے دن اسے جنت کی خوشبو حرام کر دے گا بدگمانی حرام ہے کیونکہ رسول اللہ کا یوں حکم ہے ظنوا بالمومنین حسنا ایمان والوں کے ساتھ نیک گمان کرو۔ ایک شخص نے رسول اللہ علیہ وسلم کے حضور میں عرض کیا کہ فلاں شخص فائن ہے آپ نے فرمایا کہ خانو کا عذاب تجھ کو میری اس گفتگو سے ثابت ہو گیا۔

حضرت امیر المومنین عمرؓ نے کچھ عثمیں خالد بنی بنی تھے کہ ایک شخص حاضر ہوا اور آپ سے کوئی چیز مانگی آپ نے اس کو وہ چیز دلوا دی جب وہ اٹھ گیا تو خالد بنی نے کہا اے امیر المومنین یہ شخص باوجود قدرت کی مانگتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو بدگمانی کی کیونکہ میں نے رسول اللہؐ سے سنا ہے کہ جو شخص مومنین کے ساتھ بدگمانی کرتا ہے تو خداوند قیامت کے روز اسے جنت کی خوشبو حرام کر دے گا اور رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جس کیسے کہیں مومن کی بدگمانی ہو وہ خداوند تعالیٰ کے نزدیک جہاد کرنے والوں میں سے ہے تو کہ دن رات کا فروغ لے لڑیں اور ایک گھڑی کو آرام نہ کریں اگرچہ وہ اپنی بی بی کیساتھ نرم بستر پر سوتا رہا ہو اور خداوند تعالیٰ نے بدگمانی کیلئے عذاب اور غضب و لعنت کا وعدہ کیا ہے۔

اور یہ ترجمہ ہے آیت قرآن شریف کا یعنی خداوند تعالیٰ عذاب کرے گا منافق مردوں اور عورتوں کو اور مشرک مردوں اور عورتوں کو اللہ کیساتھ گمان بد کرنے میں انہیں پونے والی بدگمانی بڑائی خداوند تعالیٰ انہیں غصہ ہوا اور لعنت کی انکو اور ان کے لئے تیار کر رکھی ہے جہنم اور وہ جہنم کی

اور شکرین کو دنیا میں بھی اور گور میں بھی اور قیامت اور دوزخ میں ہی عذاب ہی ایسے قتال کرنا انکا غلام بنانا اور جو یہ لینا اور خوار کرنا یہ عذاب دینا ہے اور جو مذکور اور بدگمان اور گور میں یہ عذاب ہی انکو پینا ایسی طرح کہ انکی ہڈیاں چور چور ہو جائیں اور ہیبت منکر نکیر بھی دیکھنا اور سوال میں عاجز رہنا اور عذاب گور چکنا اور صبح و شام اپنا انکا دوزخ اور میدان شہر میں یہ کہ حساب کی سختی اور آفتاب کی گرمی اور زمین کی تپش اور ڈوبنا گرم پانی کی ندی میں جو پینے سے ہوگی اور بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال پانا اور پھر اٹکی ہیبت اور ہمیشہ دوزخ میں رہنا اور طرح طرح کا عذاب چکنا اور خداوند تعالیٰ کے دیدار سے اور جنت کی نعمتوں سے محروم رہنا۔

اور نقل ہے کہ ذات میں بدگمانی یہ ہے کہ کیسے عیب پر تمہارا گمان جیسی حضرت موسیٰ کی قوم نے آپ کے ساتھ گمان کیا کہ آپ کے بدن پر داغ برص کے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نہایت شرم کی وجہ سے کپڑا نہیں اتارتے تھے جب غسل کرتے اور بدن کو دھوئے تو نظر دہلے غائب ہو جاتے یہاں تک کہ ایک روز حضرت موسیٰ علیہ السلام کنائے دریا کے ایک پتھر پر کھڑے رہے کہ خود پانی میں گھس گئے خداوند تعالیٰ نے واسطے دفع گمان انکی قوم کے اس پتھر کو چلایا چنانچہ وہ اس وقت بلا اور جلدی جلدی دور اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے تنگے دوڑے اور ہر بار یہ فرماتے تھے کہ لے لے پتھر میرے پیچھے ہیں چنانچہ آپ کی قوم کی نظر آپ پر پڑی تو انہوں نے کوئی داغ آپ کے بدن پر نہ دیکھا اور سب کے سب استغفار کرنے لگے پس اگر کسی پر دلیس گمان کریں تو اسکو ظن کہتے ہیں اور اگر زبان سے کہیں تو گمان اور غیبت دونوں لکھے ہو جائیں اور اس سے سختی و عذاب کا ہوگا جس قدر کہ گناہ ہوگا اسقدر اسکا عذاب ہوگا اگر بے توبہ کے مرا ہے اور اگر بدگمانی جھوٹ بات کی ہوگی تو یہ بہتان ہے اور یہ سب زیادہ تر گناہ ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لوگوں نے بہتان کرنا سولے گئے عذاب کا حال دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اسکو سخت عذاب ہوگا اور بدترین درد و اہم و عجیب اور مومن کے صفات میں بدگمانی یہ ہے کہ یہ گمان کرے فلا نا شخص خائن ہے یا چور ہے یا زانی ہے یا ہمیشہ شراب پیتا ہے یا جھوٹا یا بخیل ہے یہ سب کا سب حرام ہیں۔

ایک روز آنحضرت ایک بیوی کے ساتھ بائیں کرہے تھے اور ایک آدمی وہاں سے گذرا پس حضرت نے اسکو بلایا اور فرمایا کہ لے فلا نے یہ بیوی میری صفیہ اسنے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے حق میں کیسے گمان بد ہے کہ آپ ایسا فرماتے ہیں فرمایا کہ سو اس شیطان سے بڈر نہونا چاہیو۔ اور حقوق مسلمانی یہ ہے کہ نہایت کے جگہ ہونے چاہیے پر ہیز کرے تاکہ لوگ بدگمانی میں نہ پڑیں اور غیبت نکریں اس میں ضرر الٰہی دین کا ہے اور چونکہ یہ سب اسکا ہوگا یہ ہی گناہ میں شریک ہوگا کیونکہ جو کوئی سبب گناہ کا ہوتا ہے وہی اس میں شریک ہوتا ہے۔

جس شخص کو خوش آئے کہ تصویر کی طرح لوگ کہڑے رہیں اسکے روبرو پس ٹھہرا لیوے وہ ٹھکانا درخ
میں مسرت علی نے کہا ہر جو شخص چاہتا ہے کہ دوزخی کو دیکھے اسکو کہو کہ ایسے کو دیکھ جواب بیٹھا ہوا دوسرے
اسکے سامنے کہڑے ہوں۔ اسی سید تجر کے معنی اوروں کا چوکا چھٹنا اور دوسروں کو اپنی سی کٹر سنجھا
اوروں کو چشم حقارت سے دیکھنا مسرت علی المد علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجر کو تیری پناہ چاہتا ہوں اور حضرت
نے فرمایا ہے کہ تجر وہ ہے کہ خدا کی راستے گردن نہ جھکائے اور زبان غیبت کی روک نہ سکے اور غصہ کو فرد
نہ کر سکے۔ تجر کو عبادت جہان لان پاتجربہ زیادہ صاحب لادن حضرت علی المد علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
قیامت کے دن غرہ کرنیوالا عاجز حیوان کی طرح اٹھکے گا اسکو باؤ نہیں چلیں گے اور ارشاد دینی ہے کہ جسکے میں
رائی کے دانہ برابر ہی تجر ہوگا۔ وہ بہشت میں نہ جائیگا اور جو اسے کہیں کہیں سلام کی ہی اجازت نہیں دیتا وہ پنا
المد کی اپنی خیال میں کیا سمجھے ہیں وہ اپنی خیال میں اللہ ہی بڑھ گئے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی بندوں کو بندگی
کی اجازت دیتا ہے اور انکی بندگی قبول کرتا ہے اور سلام جو دراصل ایک قسم کی دعا ہے وہ اس سے ہی عاجز ہے
میں۔ من تجر حقیرۃ اللہ۔ یعنی جو غرہ کرے اللہ اسکو حقیر کرے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا ہے کہ تجر ایسا گناہ ہے کہ تجر کرنیوالی کو اسکی عبادت ہی نفع نہ دے گی۔
تجر عوازل را خواہ کردی۔ نقل ہے کہ سلیمان علیہ السلام کے پاس دو لاکھ جنات جمع ہو کر تخت سلیمان کو
آسمان کے پاس لیگئے تھے کہ تسبیح ملائک کی سنتے تھے اور وہاں سے زمین میں اترے کہ قدر دریا میں پہنچے تو اللہ
تعالیٰ نے فرمایا کہ سلیمان کو تجر ہو تا تو اڑے گا ارادہ کر نیسے ہوا اسکو غرق کر دیتا ہے تجر زوانا بود و ناپسند
غریب آیدایں معنی از ہوشمند لقمان نے اپنی بیٹی کو نصیحت کی ہے اسے بدو زمین پر اگر نہ چلے تو تجر کرنا ہے اللہ
بغض رکھتا ہے حضرت انسان نے تجر کو کھڑا کیا ہے صلیبی غرود و فرعون وغیرہ۔ شیطاں کی ہی بدھ گئے
ہیں کیونکہ انسان نے خدائی دعویٰ کیا ہے اسلئے ایک کو اللہ نے چھروں سے ہلاک کر دیا (غرود) اور ایک کو
پانی میں غرق کیا (فرعون)۔ موت نے کرنا ناچار و مگر نہ انسان۔ ہر خود بین کہ خدا کا ہی نہ قائل ہوتا۔
نقل ہے کہ غرود خدائی دعویٰ کرتا تھا مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے غرود کو فرمایا کہ بڑے کا مونہ سے ٹاٹہ
کو تارہ کر اور درگاہ خداوندی میں عجز و انکساری سے توبہ استغفار کر وہ غفور الرحیم ہے تیرے گناہ کی درگذر کر کے
تجھ کو بخش دی اور غنیمت، طاکر کی کیا تجھ کو دنیا میں چار سو برس سے بادشاہی نہیں دی اور میرے پیغمبروں سے
دین حق پر گواہی دے حال یہ کہ تو اپنی کفر سے بائیں آتا ہے اور اپنی نادانی و تجر سے دعویٰ خدائی کا کرتا ہے
اور اسکا لشکر اور سپاہ اندازے قیاس سے باہر ہے اور تیرے تجر کو توڑ سیکلئے ایک ادنیٰ لشکر اسکا کافی ہے
غرود نے کہا میں گمان نہیں کرتا کہ روئے زمین پر سوائے میرے دوسرا بادشاہ ہے اور میری درگاہ کے
سوا دوسری درگاہ ہے اگر آسمان کی بادشاہ کی فوج سے تو کہو کہ تجھ پر میری لڑائی اور شہادت کا تماشا
دیکھے حضرت جبرئیل بعد دھلے حضرت ابراہیم کے نازل ہوئے کہ غرود سے کہو کہ ہماری فوج آتی ہے

تو تیار ہوا اور اپنی فوج کو جمع کر کے ایک میدان میں مستعد پیکار ہو کر دو تین روز کی محبت میں لاکھوں فوج ملائی اور ایک میدان میں سب کے حسبِ وجہ کرائی چوتی روز حضرت ابراہیمؑ تنہا ہندو کی فوج کے مقابل ہوئے وہ لوگ انکو اکیلا دیکھ کر اس طرح سائل ہوئے کہ ابراہیمؑ کہاں تھے وہ فوج آسمانی فرمایا کہ کوئی دم میں چھپر بچتی رہی بلائی ناگہانی کی طرح اس گفتگو میں ہو کہ ناگاہ چھروں کی فوج نے نمود کی کہ روشنی آفتاب کی چھپر لگی اور انہی عقل جاتی رہی کہ یکایک دل سیاہ آسمان پر چھلکی نمود کی لشکر کی آنکھوں میں لڑی ہوئی تھیں اندھیرا لگا ہوا نمود نے کہا کہ نقارہ جنگ بجاویں اور فوج آسمان کو نقارہ اپنی دشمنی کو ڈراویں جب چھروں کی آواز نمود کی لشکر کے کان میں آئی ہوش سب کے جاڑی تمام فوج گہرائی اور انہی ہن ہنات کا شور تمام عالم میں بھگیا چھوٹا بڑا ہر بہت الٹی ہو گیا ایک ایک آدمی پر لاکھوں چھپر لٹ گئے سرسری پاؤں ٹپک ٹپک کی بلا کے چٹ کو ٹوٹنے کی بوٹی اور لہو کی بوند نکلنے بدن پر نہ چھوڑی ہزاروں آدمی اور حیوان مری نہ ہوڑا نہ گھوڑی نمود وہاں کہ اپنے محلوں میں بیٹھا اور عورتوں میں چھپر آہنیسا اسی عرصہ میں ایک انگڑا چھر آیا نمود نے اپنی عورتوں کو دیکھا فی الفور چھرنے دوڑ کر تاک کی راہ میں دل غم میں قرار پایا اور اپنی سوند کو اس کے پیچھے میں جاکر وار پایا کہ اسی گہری سی آرام نمود اڑ گیا سوند گرا کر شہر و زمرہ بیٹھنے سی راہ کا جھینک اس کے سر کو کھٹے ہو تو کچھ درد کم ہونا تھا اور بغیر کھٹے کے بغیر درد کم ہونا تھا جو کئی مجلس میں آتا تھا تو بعض زمین بوس کے اسل سیر ہو کر درجول لگا تا تھا اسی طرح نمود غضب الہی میں گرفتار ہوا بعد چالیس دن کے اسی درد سے مرزا ہوا نتیجہ چھپر کا دیکھ لیا تو بکھر کرے گا اس کا نتیجہ یہی ہوگا۔

نقل یہ کہ فرعونؑ سی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ عبادت کر اس خدا کی سو اے سکے دوسرا خدا نہیں ہے فرعون نے اپنی وزیر ہان کے ایکانیہ موسیٰ علیہ السلام کی فرمانبرداری ہی انکار کیا اور ازراہ تکبر کے فرعون نے ہان کے کہا کہ کئی ایشوئیکے بکا نیلے ہگ سلگو اور ہٹی لگہ اور انیس بچو پھر ہوا میرے واسطے ایک محل بہت بلند (یعنی مینارہ بلند) کہ ولید اور دینار میں ہوا اور آسمان تک پہنچے شاید معلوم کروں اور دیکھوں میں موسیٰ کے خدا کی طرف جو مجھے گمان ہے کہ موسیٰ جوت بولیند والوں سے یعنی مجھے موسیٰ کے کہنے کا اعتبار نہیں اپنی آنکھوں سے دیکھوں کہ سچ ہی یا نہیں فرعون نے جانا کہ حضرت موسیٰ کے خدا تعالیٰ کی ہی شکل اور صورت اور بدن ہوگا اور یہ سمجھا تھا کہ آسمان نزدیک ہوگا کہ عمارت بلند بنائی تو چاہیے ہو چھپر محل بنوانے لگے ہٹی میں کہ فرعون نے وزیر ہان کی پچاس ہزار کاریگر سوائے مزدور دیکھے جمع کئے اور کہا کہ چوترا اور انیس پکاؤ اور ایک محل بہت اونچا تیار کرو جب کتنے برسوں میں تیار ہوا کہتے ہیں کہ ایک برس کی راہ بندی تھی اس محل کی فرعون اس محل پر چڑھنے لگا اور دیکھیں سمجھتا تھا کہ آسمان تک پہنچا ہوگا جب وہ چاکر آسمان کو دیکھا تو دلہیا ہی دکھائی دیا جیسا زمین سے نظر آتا تھا یہ دیکھ کر شرمندہ ہوا اور ایک تیر آسمانی طرف پھینکا خدا تعالیٰ کی قدرت یہ وہ تیر اسکا ہو سی بہر کہ نیچے گرا فرعون احمق و شکیر نہ کہا کہ میں نے موسیٰ کے خدا کو مارا پھر خدا تعالیٰ

بندر گاہ پر جمائے تھک گیا لوگ جہاز سی اترا کر اور ہر سیر کر رہے تھے کہ بادشاہ شہر کی طرف سے چند لوگ انار
تلاش کرتے ہوئے آئے جسب اتفاق اور کرنا خدا کا ایسا ہوا کہ سوڈا کے کسی کے پاس انار نہیں
تھے بادشاہی ملازمین نے سوڈا کو پوچھا کہ انار کچھ گے سوڈا کرنے کہا مگر کیا ہوا آپ لوگ پریشان کیوں
نظر آتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہمارے شاہ کا بیٹا سخت بیمار ہے طبیوں نے انار کا پتھر اور اپنی علاج تجویز
کیا ہے ہمارے شہر میں انار موسم میں ہی انار نہیں ملتا اور اب تک تو موسم ہی گزر گیا سوڈا کرنے کہا لیتے انار
درکار ہیں؟ انہوں نے کہا ایک ہی ٹھکانے کو عنایت ہے سوڈا کرنے کہا شہزادہ بیمار ہے ایک انار آپ لیجائے
مگر میں تجو نگاہ میں بادشاہی ملازمین انار ایک جلدی جلدی واپس ہو کر شہزادہ کو عرق دیا گیا اور اس فی الغور
آنکھیں کھل گئیں بادشاہ کو جو یہ سارا حال معلوم ہوا فوراً وزیر کو حکم دیا کہ جلد سے جاکر جھڑ رانا ہوں سب
خرید لیا فائدہ کو جو قیمت ملے خزانہ عامرہ کو دلوادو۔ وزیر حکم پا کر جہاز پر آیا سوڈا کے سو مول کی باتیں کرتے
لگا سنے کہا بے انار بیچنے کے نہیں ہیں میں تجو لیجا رہا ہوں۔ لیکن اگر میں بیچنا ہی چاہوں تو آپ قیمت کیوں
دے کر ویزے کیا جو قیمت مانگو گے پاؤ گے اسلئے کہ انار دنیا کا تریدنا ضروری ہے سوڈا کرنے کہا اگر ایسا ہے تو فی
انار ہزار روپیہ قیمت لو لگا اسوقت کل تنا لوی انار سوڈا کے پاس موجود تھی اور ایک پہلو دیکھا تھا۔ سونا نارا
کے روپیہ دیکھ کر وزیر نے کل کے کل خرید لئے۔ سوڈا کرنے گھر پہنچا وہ سب ملا کہ روپیہ کا خزانہ شیخ طاہر
کی بی بی کے سپرد کر دیا۔ طاہر کی بی بی نے متعجب ہو کر پوچھا میرا شوہر تو ایسی نوکری نہیں کرتا تا
خزانہ کہا ہے۔ ملا سوڈا کرنے سارا قاعدہ بیان کر کے کہا کہ دراصل تمہارے شوہر نے چارے پیسے دیئے تھے
اور اس سے یہ نفع حاصل کیا گیا۔ جہاز نفع ہوا اسلئے کہ انکار کو دیکھ کر تجارت میں جو نفع ہو وہ
طیب مال کہا جاتا ہے۔

امانت میں خیانت نہ کرنی اعلیٰ درجہ کی جو امر دینی ہے اگر سوڈا اگر سارا روپیہ لے لیتا اور وہ دست شیخ
طاہر کی بی بی کو صرف چار سے پیسے دیتا جو اسکے شیخ طاہر شوہر نے دی تھی تو کسی کو کیا پتہ چلتا مگر
نہیں ایماندار سوڈا کرنے خیال کیا کہ یہ سب خزانہ انہیں چند بیسیوں کی دولت ہے جو سوڈا شیخ طاہر کے
اہل عیال کے دوسرے کا حق ہے وہی نہیں سکتا یہ ایماندار سوڈا کرتا دوسرا میرے قابل غور ہے کہ سب
حلال میں بے انتہا برکت ہے اور اگر خدا پر توکل کرے تو کوئی دینی دنیاوی نہیں بگاڑ سکتا کہ سب
حلال کا حال ناظرین نے پیشہ کے حاملین حنفہ فرمایا ہو گا۔

ان اللہ غفورٌ حلیم۔ تحقیق اللہ غفور اور رحیم والا ہے۔

تمحل ولو تعجل اللہ للناس الشر سنجی اہم بالآخر یفقد الہم حلیم قدر الذین۔ اور اگر اللہ تعالیٰ
لوگوں پر انجی جلدی مانگے کیوں افاق جلدی کو نقصان واقع کر دیتا تاکہ وہ جس طرح فائدہ کیلئے جلدی
چاہتے ہیں تو انکا وعدہ عذاب کہی کا پورا ہو چکا ہو تا اللہ تعالیٰ محل ہو کام فرماتا ہو۔

پنیا تھا تو آب صاف تھا اور قطعی کی طرف خون ناب تھا۔ نقل ہو کہ ایک قبطی نے بنی اسرائیل کی عورت سے بہت کہا کلائی ہن میں پیاسی ہوں تو اپنے منہ میں ٹکی لیکر میرے منہ میں ڈال دے جب اس نے اس کی اس سسٹنہ میں ڈالی فی الفور خون خالص ہو گیا پناہ الدی الدی کے غضب کے بعد اس بلا کے دفع ہو گئے پھر سرکشی کی تو اللہ تعالیٰ نے چھوٹے مینڈک کو نکال کر دریاؤں میں بھیجا کہ فرشتے اور کپڑے اور کچا کھانا اور خواب گاہ میں سب مینڈک ہی مینڈک ہو گئے غرض کہ یہ سب آفتیں دیکھتے تھے اور عجیب آزمائش نہ لائے تھے بلکہ زیادہ ایذا پر مستعد ہوتے تھے تب ہی الہی حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی کہ تم اپنی تمام قوم کو مصر سے باہر لیجاؤ اور دریاؤں میں ٹکیل پر قیام کرو وہ بموجب علم الہی کے ادبی رات کی وقت مصر سے باہر نکلے تمام مال و اسباب اور اہل و عیال ہمراہ لیا اور ایک منزل پر قیام کیا صبح کو قطعی خواب الہی تو ایک باہی بنی اسرائیل کا اثر نہ پایا اور فرعون کی جاگیر عرض کیا فرعون نے تمام لشکر کو جمع کر لیا کہ تم دیا چاہا کہ اس سے روز تقاب بنی اسرائیل کا کرے لیکن اس روز قدرت خدا سے سب قبطیوں کو گھر ایک ایک لڑا گیا بزرگ معافیات مر گئے اس واسطے تو قہر ہوا دوسرے دن دسویں رات محرم کی فرعون لشکر ہزار لیکر حضرت موسیٰ کے پیچھے روانہ ہوا اور چہر سات گھنٹے دن چڑھے لشکر فرعون نکلا لشکر موسیٰ کے نزدیک پہنچا بنی اسرائیل نے ہدایت بقدراری سے عرض کی یا بنی الدن دشمن آپہنچا ہم پیشک گرفتار ہونگے اس واسطے کہ پیچھے سے دشمنیں آبادی اور آگے دریاؤں موانع حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو نصرت کا وعدہ اسکا سچا ہے تم غفلتیں مت ہو جبریل وحی لیکر نازل ہوئے اذہب بعصا الی البحر یعنی مارو تم اپنی لٹائی دریا کو موسیٰ نے حق تعالیٰ سے دعا مانگی اور بعد اسکے عصا سے دریا کو مارا اس قادر ذوالجلال کے حکم کو فی الفور دریا نہ گیا اور بارہ راستے شمار کر کے قبیلہ بنی اسرائیل کے نکلنے اور بارہ دریا درمیان دریا نیل کے قایم ہوئے اور ہوا نسیم عنایت الہی کی چلی گئی اور آفتاب لطف نے دریا کی گہرائی کو فی الفور سکھا دیا بنی اسرائیل کی ہر ایک قبیلہ ایک ایک جہر دیکہ سے ہر ایک کو دیکھتے تھے اور نہایت معافی بلو کر کس طرح ہر ایک قبیلہ ہر ایک کو بلکہ ہر فرد بشر ہر ایک دوسرے کو دیکھتے تھے اور انکا حال مشاہدہ کرتے تھے اور حضرت موسیٰ انکا دریا پر آمنا کرتے رہے کہ تمام صغیر و کبیر دریاؤں کے اندر آپہنچا۔ بعد انکے حضرت موسیٰ ہی روانہ ہوئے۔ فرعون جب وہاں پہنچا دریا کو اس حالت میں دیکھ کر مائے ہیبت کے کا پٹنے لگا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے معجزہ موسیٰ کا دیکھ کر فکر کے دریا میں ڈوبا اور چاہا کہ مصر کو پھر جاؤں یا متابعت موسیٰ کی کروں یہاں سب مشورت کی تو اس ملعون نے اسکو اس نیت سے باز رکھ کر کہا کہ اتنی مدت بادشاہی کی اور مرتبہ خدائی کو پہنچا اب شرم نہیں آتی کہ بنی اسرائیل جو اپنے جادو کو دنیا کے پار تو ہیں انکا دین قبول کرے یا مصر کو پھر جاؤ اور یہ دریا تو تیری ہی ہیبت سے ایسا قائم ہو رہا ہے بقول آنحضرت آدمی کا شیطان آدمی ہی ہو اسکو کبیر میں مبتلا کیا اور کہا جلد اپنی کو بنی اسرائیل تک پہنچا اور اپنا بدلہ لے فرعون

ان راہ نمبر مان کے لغویات اور ہدیان سکر راہ راست سے بیزار ہوا اور گہوارہ یا میں ڈالنا تمام لشکر اسکی متابعت کر دیا میں داخل ہوا جب ادنیٰ و اعلیٰ امیر و غریب دریا میں داخل ہوئی لشکر قطعیو نکالنا سے قریب پہنچا تب خدا کے حکم سے جزا پانی کے ملنے لگے اور دریا اصلی حالت میں جیسا تھا ملیگا اور سب کو یک لڑی ہلاک کر کے پانی کی راہ ڈالگ میں پہنچا یا لغو ذبا لہ من غضیب العیب بنی اسرائیل نے غلطی کی اور لشکر خدا کا کیا سعید سے کہا ہے

نہ سہر جائے مرکب تو ان تا حقن نہ کہ جا یا سپر یا بد انداختن پنکسر سرنگہ کرنا نہیں چاہیو اور ہوا صکر اللہ کے ساتھ جسے انسان کو ایک قطرہ مٹی سے پیدا کیا اور پھر پری پیکر کیا اور کیا کچھ نہ اپنی جہر بانی سے بالا اور پورے کیا۔ شیطان نے کہا کہ مجھے آگ سے پیدا کیا ہوا اور انسان کو مٹی سے میں بہتر ہوں انسان سے اس سبب سے ملعون ابدی کر دیا۔ شجر عزرا زیل را خوار کر دہ بزدان لعنت گرفتار کر دہ

نقل ہے کہ آدم پہلے زمین پر جن پستے ہوا اور فساد چھڑا کر کے لڑتے رہے تو انکے فتنہ فساد کے رفع کے لئے آسمان سے فرشتے اتارے ابلیس ہی ان ہی میں کا تھا اور بسبب کمال اختلاط کے جو فرشتوں ملتا تھا فرشتوں میں داخل ہوا اور اسکا نام عزرا زیل تھا اور باعث کثرت علم اور عبادت کے سبب جنوں میں ممتاز تھا ہمراہ فرشتوں کے آسمان دینا پر گیا اور یہ ہذر گیا کہ میں دینا پر ہوا اور جن خونریزی اور فساد بد پر کرتے رہی میں اسے الگ تھا اور میں انکے شریک نہیں ہوا حقائق نے اسکو بسبب شفاعت آسمان کے فرشتوں کے نکالنے اور مارنے اور ہکالنے آسمان سے محفوظ رکھا اور اب ابلیس سے یہ طمع کی کہ جب تمام جنوں کو کالہ یا کیا ہی پس فقط میں انکی جگہ کل زمین پر قابض اور متصرف رہوں گا اور زیادہ کوشش عبادت میں شروع کی اور جس وقت آسمان سے دینا کے فرشتوں کو کوئی حکم جنات الہی کی طرف سے پہنچتا تھا کہ فلا فی جم میں ایسا اور ایسا کام کرو یہ لعین سب سے آگے اور زیادہ سب سے ڈرتا تھا۔ اور اس کام کو سر انجام دیتا تھا ہر ایک کہ آسمان دینا کے فرشتوں کو قدر و منزلت حاصل ہوئی اور بڑی دلیں امید و انتہا غلبہ خلافت کا رہنا تھا کہ حکم الہی فرشتوں کو پہنچا کہ انی جاعل فی الارض خلیفہ اسوقت واسنے جانا کہ یہ منصب مجھ کو دیا گیا ہے اور وہ سب بندگی اور عبادت ریا کی کرتا تھا برباد کئی اسواسطے رگ حسد اور رشک اسکی نے جوش مارا اور درپے توڑنے قدر اس خلیفہ کے رہنا تھا جب حکم سجدہ کا سنا ہے بردہ محالفت کی یہاں تک کہ ابی یعنی ہٹ رہا سجدہ کرنے سے واسطے لعنم آدم علیہ السلام کے اور یہ انکار اس سبب سے تھا کہ طلب حکمت کرے یا شاگرد بنے بلکہ راہ نمبر آج آدم سے بہتر جانتا تھا اسکا بکرم قبول کیا اور انکو بڑا سچا میں رنگ روشن سے پیدا ہوں اور سالہا سال عبادت اور بندگی میں رہا ہوں اور ایسی مخلوق سے کہ اسکو میلی مٹی سڑی سے بنا یا ہوا اور کوئی کار شایستہ بھی لای اسے غمور میں نہیں آیا ہوا اور میرے سامنے اسکا پہلا بنا ہے یہ صریح خلاف حکمت اور قدر دانی ہوا رضایا کو ناحق خدمت میری کا پس اسے نگہ کرنے رفتہ رفتہ اس حد کو پہنچا کہ حکم الہی سے انکار کر بیٹھا غضب بکرمی ابلیس

نزد بخشش فوج بھر کے کن ہر اسابین۔ یعنی پس تسبیح کر سات حمد رب الہی کے اور ہونو سجدہ کر نیا الوہی
تسبیح یہ ارشاد ہے پیغمبر صاحب کو بھی تعالے نے کیا ہے۔

فوج بھر رب کا قبل طلوع الشمس قبل غروب ہا۔ یعنی پس تسبیح کر اور رب کی آفتاب نکلنے سے پہلے اور غروب
ہو نیسے پہلے۔ لہ بالقد والاصال یعنی سب چیزیں صبح و شام اسکی تسبیح کرتی ہیں۔

و سجود بکرة و اعیلا۔ یعنی ساکنان زمین و آسمان ہی اسکی تسبیح کرتی ہیں۔

سبح اللہ یا فی السموات و ما فی الارض۔ یعنی جو کچھ آسمان و زمین میں ہے اسکی تسبیح کرتے ہیں۔

بعض کی تسبیح سبحان الہی الذی لا یموت۔ اسے فرشتوں نے کہا ہے کہ تسبیح بیکر لکھ لکھ کر تم تسبیح
تسبیح کرتے ہیں تمہ کے ساتھ وہ پالی کے ساتھ۔

رحم کلن ان خیفتم ان علی اللسان ثلثین لسان فی المیزان فی حیث ان اسے الرحمن یہاں سبحان اللہ بکرو و

سبحان اللہ العلی العظیم و بکرو۔ و کلمہ ہیں کہ آسان کی زبان پر اور گراں میں میزان میں و ست کی نزدیک

رحمن کے وہ یہ ہے۔ جو اوپر لکھے گئے جو کوئی مہر و رسو بار پر لکھا جھٹکے سارے گناہ اسکے معاف کرے گا۔

کثیرۃ التسبیح تجر الرزق بہت تسبیح کا پڑھنا آسمان کی روزی کو نوازتا ہے۔

من قال سبحان ربی الاعلیٰ عشر اللہ وادخلہ الجنة۔ جس شخص نے کہا سبحان ربی الاعلیٰ خاص اسکو خوشی

کا اور داخل کرے گا جنت میں۔ من قال سبحان ربی العظیم عشر اللہ وادخلہ الجنة۔ جو شخص کہے سبحان

ربی العظیم لو فیک۔ اسکیلے جنت میں و رشت۔ حدیث میں آیا ہے جو کوئی سبحان اللہ و الحمد للہ الی آخر

سنو یہ کلمہ پورا نہیں کرے پاتا ہے خدا عزوجل طرف اس بندے کی نظر رحمت کی دیکھے گا اور سبکی طرف

نظر رحمت کی دیکھے گا اسکو داخل کرے گا جنت میں جو کوئی ایک بار کہے سبحان اللہ و بکرو تا آخر خداوند تعالیٰ

خاص اس بندے کو اس کہنے کی سبب سو مہزار نیکی دیگا اور پاک کرے گا اس کو سو مہزار بدی اور بلند کرے گا

اسی طرح بلند مرتبہ۔

جو شخص کہے سبحان اللہ و الحمد للہ تا آخر صد بار بہتر ہوگی اسکیلے دس غلام آزاد کرے اور شتر

اونٹ ذبح کرنے کی سبیل اللہ۔

آنحضرت نے فرمایا کہ جو کوئی سبحان اللہ و بکرو کہے گا خدا تعالیٰ دس لاکھ نیکیاں اسکو دیگا اور دس

لاکھ برائیاں و در کرے گا۔ اور دس لاکھ درجہ بلند کرے گا۔ جب بندہ کہوے سبحان اللہ نصف تراز و نیکی کی

پر ہوئے اور جب اسپر اور زیادہ کرتا ہے الحمد للہ تمام تراز و نیکی کی پر ہو جاتی ہے اور جب آگے اور بڑھتا

ہے لا الہ الا اللہ آسمان و زمین اسکی نیکی کی پر ہو جاتی ہیں اور جب کہتا ہے واللہ اکبر نہیں پاتی رہتا اسکے

لئے پردہ حجاب کا یہاں تک کہ نہ اسکا ہوتا ہے طرف پروردگار اپنی کے اور جو کوئی کہتا ہے سبحان اللہ

کر سکتا اللہ کا فضل و کرم اتنی سمجھو کہ تکیہ خدای کو منزاوارہ جو کوئی اسباب میں چہرہ دیکھا خدا اس سے
ناخوش ہو گا۔

اوس شخص زبیا پہی ٹکمر زبیا نہیں شاید کوئی بیماری بگاڑے جیسے سیتلا وغیرہ بنائیوالے نے جیسا چاہا بنایا
تو نے کیا کیا۔ تو لکھری اور سرداری پہی ٹکمر زبیا نہیں شاید مال چوری جائے سرداری سے برطرف ہو۔
مثلاً مشہور ہے اتراخنہ مروک کہلائے۔

ایسی سعیدہ خاتون اصرام نے کہا کہ اچھی جگہ سے منگینہ ہو کہ کوئی جگہ بیشک سے اپنی بیوی دیکھ کر دم کاڑھا ہاں کیا ہو۔
ایسی سعیدہ خاتون کی ملاقات سے خبر نہ کر کہ حضرت علیہ السلام کے قرابتی بار بار آپ کو دیکھتے اور آپ سے ملنے کا اثر سلا
سے بے نصیب رہتے۔

نقل ہے کہ ایک شخص امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اپنا حال کہنا شروع کیا اپنے اس وقت کا سوال پوچھا کہ آپ نے حال کیوں نہیں سنا فرمایا کہ ایسا ہنوکہ اسکے دیر تک کھڑٹ رہا میرے دل میں غرور آجائے سوا العزیز حکم باللہ الغرور اور نہ ہو گا یہ بے شکوہ اللہ کی بات تو نہیں شیطان اور فرمایا رسول اللہ نے التجانی من دار الغرور الگ رہنا دھوکے کی فتنی یعنی دینا ہے کسی کے لیطم نظم کی یہ خواہی کہ شوقے بمنزل تقریب مقیم نہ چیز نبض خویش فرما تعلیم۔

بخل و حسد و کبر و ریاکسینه ۴

کے سید جو قید خانہ میں ہوا اور اسکو اندیشہ ہو کہ اب میں پہانسی پر کھینچا گیا ہلا وہ غم و تکریر کا اسید چر
سب نیکو دینا میں بادشاہ عالم کے زندان میں ہیں اور بہت کنگاہ لئے ہیں اور انجام عاقبت سے بھینچیں
وایسے محل میں غم و تکریر کی گنجائش ہے اے سید ہرگز نہیں مہمہ نول پتھر رہا کی زشت خود امتحان الیام
ہو خاک ہو پڑ منہ کی ہو سکتا ہیں سب سبز سنگ پڑ خاک کی گئے ہیں گل ہشتاد رنگ پڑ ماحاصل تکریر ہوا
اکساری اکساری اچھی ہے کسی نے کہا ہے

نالوا فی بگرد کبر و گرد ؛ از متکبر بر نی ز کبر و بخورد ؛

گوتو بی کبر بے ریا باشی خوش خاص در گاہ کبریا باشی
واقع و اخفص جنانک لمن ابتغى من المومنین - یعنی اور مسلمانوں سے (گو کیسے ہی غریبوں
 جبکہ کر ملتا۔ ولا تش فی الارض حرجا انک لمن تحرق الارض ولن تبلغ الجبال طولاً اور
 زمین میں اکثر کر نہ چلا کر کیونکہ (اس دھماکے کے ساتھ پہلے سے) تو زمین کو تو نہیں بہاڑ سکیگا اور نہ
 منکر چلنے سی بہاڑ کی لمبائی کو پہنچ سکے گا۔

تلك العار الاخرة بخلها للذين لا يريدون علوا في الارض في الفساد (یعنی دنیا کی نعمتیں تو ہر کس کو مل سکتی ہیں مگر یہ آخرت کا گہر ہے جو دنیا میں سید طرح کی شے نہیں چاہتے ہیں اور نہ فساد کے خواہاں ہیں۔
التواضع من اخلاق الانبياء الكبار من اخلاق الكفار الصرعة۔ تواضع تو پیغمبران پر اور تکبر کرنا ظالموں کا فرمان و
فرعوسہ میں تواضع رفعا لدوم من تکبر۔ المد جسے فروقی کی خدا تعالیٰ اس کا درجہ بلند کرتا ہے اور جو تکبر کرتا ہے
اللہ تعالیٰ اس کے درجہ کو گرا دیتا ہے۔

اے سعید تواضع کے معنی یہ ہیں کہ جو کوئی دنیا داری میں جھگڑے کہ وہ تواضع سے جھکے اور حق بات کو قبول کرے
جس کسی کو ہوا اگرچہ بچہ ہی ہو اور حسن بصری نے کہا تواضع اس کو کہتے ہیں کہ جب تواضع کر جائے اور جس کو سیکو
دیکھے اس کو اپنے سے بہتر سمجھ کر اس کو تواضع عطا کرتا ہے وہ پہلے سلام کہتا ہے اور حدیث میں آیا ہے
کہ تواضع یہ ہے کہ جس مسلمان سے ملے پہلے سلام کرے اور جس مجلس میں جائے صدر کی تلاش نہ کرے اور کرسی پر
میں مجلس کے نیچے اور تواضع کرنا ہمیشہ دلیل بزرگی و سرداری کی ہے اور ہر ذی جاہ و مرتبہ والے پر
حاضر ہونے سے گریز کرنا اور تواضع پر نہیں اور فرمایا ہے حضرت نے نیک بخت وہ شخص ہے کہ بغیر دباؤ کے
تواضع کرے۔ تواضع زکون فرازان نحوست گداگر تواضع کفر خوئی اوست

جو شخص خدا کی واسطے تواضع کرے حق تعالیٰ اس کو سر بلندی دیگا۔
نقل ہے کہ ابیہار درویش حنafi نے حضرت علی علیہ السلام کے دروازہ پر سوال کیا آپ کہا ناگہ
تھے اس کو بلایا اور سب لوگ اس کے کنارے ہوئے حضرت نے اس کو اپنی زبان پر پٹھایا اور بولے کہا ناگہ
ایک شخص کو اہت کی نظر سے دیکھنے لگا آخر وہ بھی اس ہی مرض میں مبتلا ہو کر مرا۔
اور حضرت نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھے دو چیز کا اختیار دیا کہ چاہوں تو رسول اور نبیہ رہوں یا بادشاہ
نبوت والا اسباب میں توقف کیا اور اپنی دوست جبرائیل کو دیکھنے لگا اس نے کہا اللہ کی تواضع اختیار
کر میں نے عرض کی چاہتا ہوں کہ رسول و نبیہ رہوں۔

حق تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھی کہ میں ایسی کی نماز قبول کرونگا جو میری بزرگی کی واسطے تواضع کرے
اور میرے بند و نیکے ساتھ ہجرت کرے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام نے کہا ہے نیک بخت ہیں اہل تواضع دنیا میں اور
قیامت میں صاحب منبر رہیں گے اور جس کو تواضع کی توفیق دی وہ خدا کے مقبول ہو جس کی کسی نے
سوال کیا عبادت کی حلاوت کیا چیز ہے فرمایا تواضع عاشرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے لوگو تم اس عباد
سے جو سب سے بہتر ہے غافل ہو وہ تواضع ہے۔

کسی بزرگ نے امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کو خواہیں دیکھا اور کہا ایک نصیحت فرمائی کہا تواضع درو
تو نگرو گئے آگے آخرت کی واسطے پسندیدہ ہے۔

نقل ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس چند جہان آئے اپنے بیہ تجویزی کی ایک ایک ہما نیکو پسند

روپیہ خرچ کر کے پروا پس نہ آسکتا ہوا اور وہ اس طرح کے کھیل میں ضائع ہو۔ کاش سعید یہ وقت درود شریف پڑھنے میں صرف ہوتا تو کیسی بہبودی حاصل ہوتی ہے۔

دنیا میں بہت سی بازیائیں ہیں انہیں ہار جیت ہو تو حرام مطلق ہیں اور ویسی ہی حرام میں بغیر راجحیت کے جس کا درجہ کم یا سہیں اس قدر نحوست ہے کہ ناش شطرنج بارہ گنی گنجھ وغیرہ جس مکان میں کھیلا جاتا ہے وہ جگہ بڑا ہو جاتی ہے وہ آدمی مفلح ہوتا ہے اس کا وقار کم ہو جاتا ہے اس کی شان مشوکت نہیں رہتی وہ بڑے ہوں تو بزرگی کی نگاہ سے دیکھے نہیں جاتے وہ آدمی چند عرصہ میں مفلح ہو جاتا ہے میں غالباً وہاں فرشتے چکے انیسے ہر طرح کی انوار رحمت اترتی ہو وہ نہیں رل رہتی ہیں جس دوکاندار کا یہ کھیل ہوتا ہے وہ دوکاندار کا دیوالیہ بکھڑا ہے اکثر آدمی کہتے ہیں کہ برکت نہیں مگر وہ ان لغویات کو چھوڑ دیں گے تو انشاء اللہ ان کے یہاں بہت برکت ہوگی اور اکثر کہتے ہیں کہ یہ کہتے ہیں کہ یہ بے شغلی کا شغل ہے حضرت میں شغل تنہا ایک بناتا ہوں کہ نماز پڑھا کر دو اور تین چار سیر کر دو پھر کالی گولیاں رو کر کوسٹ مانگ لو اور ان گولیوں پر سب ملکر درود شریف پڑھو ایسا کرو تو تم خراوا اور تم ثواب یعنی دلکا ہلا دیا ہی ہو گا اور تمہارے یہاں برکت ہی ہوگی اور دین دنیا دونوں درست ہوگی اگر میرے ناظرین ایسا کرینگے تو مجھے یقین ہے کہ میری اور انکی مغفرت ہوگی۔

حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کو ہر بندے کے آگے رات کے ۲۴ صندوق رکھے جائیں گے اور انکے کہو لیکھا حکم ہو گا جب کہو لے جائینگے تو نور سے پہنچے اور بعض آگ سے اور بعض خالی ہونگے فرمان ہو گا جس ساعت میں تو نے نیک کام کیا ہے اس ساعت کا صندوق تو نور سے پہرا ہوا ہے اور جس ساعت میں تو نے بد کام کئے اسکا صندوق آگ سے پکڑ لیا گیا ہے اور جس ساعت کو تو نے بیکار گزارا ہے اسکو تپنے خالی رکھا ہے۔

اسے سجدہ چب رات آتی ہے تو ایک فرشتہ ندا کرتا ہے کہ اے ساکنان زمین تمہاری رات آئی اسکو غنیمت جانو اور آخرت کیلئے کچھ حصہ لو ایسا ہی جب دن نکلتا ہے ندا دیتا ہے۔

اے سعید عمر گذشتہ پھر نہیں آتی اور نہ پھر آئیں گی امید جو اس ساعت میں نیک کام کرنا وہی تیری عمر کا خلاصہ ہے فرمان جی صلعم ہے الہیہ ساعت بچھلنا طاعت ایک ساعت ہے دنیا اور ہم اسے گزاریں طاعت میں۔

اے سعید تو اپنی عمر ضائع نہ کر اور اپنی اوقات کو معمر رکھ اللہ کی طاعت میں نہ کرالہ میں غفلت میں گزار

۵۔ غافل راجحیت طقس یک نفس مباح شاید ہمیں نفس نفس نفس پسینہ ہو

چوری ہاتھ ان دونوں کے سزا ہے اسکے جو کیا یا انہوں نے عبرت نہ لیں گے۔

لا قبل صدقہ من غلول نہیں قبول کیا جاتا صدقہ چوری کی چیز ہے۔ اس چوری کی مذمت نکلتی ہے

حدیث شریف میں ہے جو شخص کوئی چیز چروا دی قیامت کے دن گردن میں آگ کا طوق پہنے ہوئے

آدھ گاجو شخص کوئی چیز حرام کی کہا، اس کے شکم میں آتش جلائی جاوے گی اور اس کی آواز ہوگی اور اس کی آواز سے تمام خلق اللہ لرزے گی خدا تعالیٰ کے تمام بند و غل احکام جاری ہو چکے ہوں گے وہ قید میں رہے گا اور اللہ غالب حکمت والا ہو کوئی تعجب نہ کرے کہ جو کہو تو ہڈی خطا پر بڑی سزا فرمائی یہ عین سیاست ہے تاکہ چوری نہ ہو۔ حکایت حضرت علی المد علیہ السلام کی وقت میں ایک بڑی شریف عورت نے چوری کی جس کا نام خرنیہ تھا موافق کلام ربانی السارق والسارقہ کے ہاتھ کاٹنا لازم آیا اب بسکو تشویش ہوئی کیسے طرح رسول اللہ ﷺ شفا فرمائیں کہ کئی جادوین تو کہیں کہ جو صلہ نہ تھا کہ وہ اس معاملہ کو روک دے اور آنحضرت ﷺ کے پیش کر کے اسی بجالیوں بعد مشورہ کے یہ بات قرار پائی کہ اسامہ زید کے پاس سے ہیں رسول اللہ کے وہ سفارش کریں مگر انہیں جرات نہ پڑی تھی بڑی وقت سی انہوں نے کہا حضرت علی المد علیہ السلام نے نہایت خلق کی کہا اے اسامہ شفا فرمائیں کہ تاہم تو بیچ حد کے اللہ کی حدوں سے بھر کھڑے ہوئے رسول اللہ صلعم اور فرمایا کہ نہیں ہلاک کیا ان لوگوں کو کہ تھے تمہارے جیسا وقت جراتا انہیں سے شریف چھوڑتے اور جیسا وقت جراتا انہیں کوئی غریب تو جاری کرتے اس پر حد اور قسم کی اللہ کی اگر فالملیٰ محمدی کرانے کا تو نہیں ہوتا تھا اسکا۔ حکایت ایک شخص نے بیت المال سے کچھ چرایا جو کہ حضرت عمرؓ کو بخیر دست میں پیش کیا گیا آپ نے سزا نہیں دی اور چور دیکھا کسی نے دریافت کیا تو فرمایا کہ بیت المال میں اس کا کچھ حق تھا اگر چور کا حق مال مسروقہ میں نہ ہو وہ چوری سمجھی جائے گی۔

لسا اوقات چور کی چوری ظاہر ہو جاتی ہے۔ حکایت ایک شخص کو تو ال کا جہان ہو کہا نے کا وقت آیا اور دسترخوان پھا یا گیا اتفاقاً دسترخوان پر دو تیر کا کباب تھا ہائی نگاہ تیر کو دیکھ کر گوشت پر چور پڑی اختیار نہیں بڑا کو تو ال نے منہ سے کہا کہ میری منہ سے ایک عجیب اقد پر مبنی ہے کئی سال کا عرصہ گذرے کہ راہزنی اور چور کا پیشہ کرتا تھا ایک روز میدان میں تاجر ملا میرے اسکا کل مال اسباب لیکر اسکو قتل کرنا چاہا ہر چہ بیچارہ نے خوشامد سے جان بچانی چاہی مجھ پر کچھ اثر نہ ہوا جب اسکو اپنی مارے جانیکا یقین ہو گیا ہر طرف مایوسی سے نظر ڈالی دامن کوہ میں دو تیر اڑے نظر آئے بیچارہ نے یاس کی حالت میں ان تیروں سے چلا کر کہا اے تیروں تم کو اہر نہ بنا یہ ظالم میرا مال چھین کر ناحق مجھ کو قتل کرنا ہی اس وقت میں جو آپ کے دسترخوان پر دو تیر دیکھے اس سوداگر کی حماقت یاد آئی کہ جو قوت ان تیروں سے کیا فریاد کرے اٹھا کو تو ال نے جو جہان کی زبانی یہ واقعہ سنا کہا کہ شاید یہی وہ تیر میں جنکو سوداگر نے گواہ کیا تھا فی الحال جہان کو والا کیا جرم کا اقرار کریں چکا تھا قصاص میں قتل کیا گیا۔

اور کم و کم درجہ حد سے چور کا ہاتھ کاٹنا تادرس ہوتا ہے وہ سات مثقال سے یا دس گرم اور ایک دم ایک پیسہ چار آنہ کا ہوتا ہے تو سہدی حساب سے چہ ہوئی اور اگر اس کم چورانی کا کوئی گناہ ہو گا مگر ہاتھ کاٹنا لازم نہیں آئیگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک چور کو لایا پس فرمایا سائے ہاتھ کاٹنے اسکے جیسا کہ حکم شریعت کا
ہی چور بچ گئے اور چہرہ مبارک حضرت کا متغیر ہوا چوہا لوگوں نے کہا کہ یہ وہ جانا اپنے یا رسول اللہ
اسکے ہاتھ کاٹنے کو فرمایا کہ تجھ کو قلم کرنے حد و شرع کے چارہ نہیں لیکن تم بیچ حق بہانی کے مدد کار شیطان
کے بنو اور غفوا اور پردہ پوشی کیا کرو اللہ غفور الرحیم تحقیق اللہ بہت بخشنے والا مہربان ہے ایک روز آنحضرت صلی
تے کہا کہ اگر وہ کہ ایمان لائی ہو تم نہ بنے اور نہیں داخل ہوا ہی نہ بنے دلو میں ایمان غیبی کیا کرو لوگو
اور نہ پورے گناہوں انہی کے تاخدا اٹالے دیئے قبلے گناہوں کے نہ ہوے اور جسے گناہوں کے دیو خدا

یتعالے پر لگا فیضت کر لیا اسکو اگرچہ سو پر دینیں ہو گئے۔
منقول ہے کہ امیر المومنین عمرؓ کے کاغذیں ایک شب ایک شخص کے گھر میں آواز گونجی آئی آپ دیوار پر
کو دے اس گھر میں گئے ایک شخص کو دیکھا کہ شراب پی رہا ہے اور ایک عورت اسکے سامنے بیٹھی ہے پس فرمایا
حضرت عمرؓ نے دین خدا یہ کیا گناہ ہے کہا اس نے امیر المومنین میں سے ایک گناہ کیا تو اپنے تین چیزیں
کیں ہیں ایک تو حاسوسی کی اپنے حال تک قرآن شریف میں ولا تحسوا اور دوسرے کہ آپ گھر کے بچوں کو
سے آئی حال تک قرآن میں لیس البر ان تاتوا البیوت من ظہور یا اور تیسرے یہ کہ بے اذان بے سلام گھر بے گناہ
میں آپ چلے آئے حال تک قرآن شریف میں ولا تداخلو بیوتنا غیر بیکم حتی تاتوا النوازل علی۔ پس حضرت عمرؓ
ساکت ہوئے پھر فرمایا کہ تو یہ گھر کو تو معاف کر دے مگر اس میں تجھ کو کہا اُسے قسم ہے اللہ کی معاف کر دے تو پھر
میں گرو اس گناہ کے نہیں پھر دیکھا پس آپ نے معاف کیا اور پھر باہر نکل گئے۔

تفسیر عزیزی میں ہے کہ جو کوئی رات میں یہ آیتیں سنتا ہے اسکو اس رات میں کوئی درندہ اور چور
انڈا نہ پہنچا دیگا لیکن گھر کا چور نہ چور آتیں سورہ بقرہ سے مفلحون تک اور تین آیتیں آیتہ الکرسی خالدون
تک اور تین آیتیں سورہ بقرہ کی المدنی السموات و آخر سورہ تک اور تین آیتیں اعراف و ان
رکیم المد سے محسن تک اور دو آیتیں بنی اسرائیل ہی قل ہو اللہ اعوذ الرحمن آخر سورہ تک اور دس
آیتیں اول صافات ہی لا رب تک اور دو آیتیں سورہ رحمن کی معشر الرحمن الانس منتصران تک
اور آخر حشر لوانزلنا القرآن علی جبل ہی آخر سورہ تک اور دو آیتیں سورہ قل و اوحی و وان تعالے
جبریتا سے سلطط تک (صفحہ ۱۵۵) تفسیر عزیزی۔

جس شخص کی کوئی چیز کہوئی جائے تو چاہئے کہ اول ایک سو اسی بار یا حقیقہ پڑھے پھر اکیسواں بار
اس آیت کو پڑھے انہاں تک متقال جہ سے من خردل فکلن فی صحرة او فی السموات او فی الارض یاات
یاات ہا اللہ پڑھے الشار اللہ کہوئی ہوئی چیز یا جائی مگر شمار میں کی زیادتی نہ ہو پاؤ۔
حکایت نقل ہے طاووس ایمانی سو کہ میں نے ایک نہ تم محرم میں حاضر تھا ناگاہ ایک اعرابی اونٹ
پر سوار آیا پھر اونٹ بٹھا کر ہاتھ پیر باندھ کر کہا خدا یا یہ اونٹ مع سامان تیرے سپرد ہے میں تیری

حضور میں تہی جان تیرے گھر میں طافہ ہوتا ہوں۔ جب حرم محرم میرا کرنا زاداکہ کے ہاں آیا اونٹ نہ پایا معلوم ہوا کہ چورچہ الیگیا تب جناب باری میں عرض کیا خداوند تیرا اونٹ چوری گیا ہو میرا نہیں گیا کیونکہ میں تیرے سپرد کر گیا تھا پس جسکی نگہبانی ہو گیا وہ ڈہونڈے کیا دیکھتا ہوں ایک آدمی بہاڑی قبیلے سے اترتا ہوا میں ہاتھ میں اونٹ کی ٹکلیں لے کر اور سیدھا ہاتھ کھتا ہوا گلے میں پڑا ہوا اعرابی کو کہا کہ اپنا اونٹ مع اسباب کے بے اعرابی نے تحریروں کو اس کی یہ حال دیکھ کر کہا یہ کیا واردات ہے کہ جسوقت میں اونٹ پر اگر اس پہاڑ پر چڑھا ایک سوار ہو اسکی طرح گھوڑا دوڑتا ہوا آیا اور میرا ہاتھ کاٹ کے گلے میں ڈالنے کہا جہاں اونٹ مع سامان اس ملک صاحب پہاڑ کو پہنچا یہ کہ کروہ سواں پھر ہوا ہو گیا۔

حب نیا و حب نیا

کائنات قصان و تارک

الدینا کا ذکر ہے۔

ما احمیۃ الدینا الامتاع الغرور نہیں شہ زندگانی دنیا کی لیکن نہو کے کی ٹٹی اور فرمایا جو اللہ نے لائیکم اسوا لکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ ومن لیفعل ذلک فانیلک ہم الخاسرون۔ یعنی جسکو مال اور اولاد خدا کی یاد کو غافل کرے وہ خسران

اور وہ نقصان میں داخل ہے۔

تس عبد اللہ نیا و تس عبد الدرم۔ درم وہ نیا رکاتندہ اونڈی نصیب کا ہے یعنی اس کے محبت کر نیوالا ہوا ہے۔

الدینا ساعۃ فاجعلوا طاعة۔ دینا ایک ساعت ہے اس ساعت کو طاعت میں گزارے۔

حب اللہ نیا اس کل خطبتہ۔ دینا کی محبت سارے گناہوں کی سردار ہے۔

الدینا سجن المومن فیا مومنین قید خانہ کو چھوڑ یعنی دینا کو چھوڑا اور طلب عقی میں سنی کرے۔ مالباک عن اللہ فہو دینا کہ جو تجھے خدا کی غافل کر دے۔ وہ تیری دینا ہے۔

اے سعید جب دینا ساری گناہوں کی چھوڑ۔ بزرگوں کو اسکو خدا کا دشمن اس معنی کر کے کہا ہو کہ خدا کے نیک بندوں راہ الہی کو روکتی ہو اور مکر و حیلہ سے اپنی طرف مائل کرتی ہو اور جو مائل ہوا اُسے دور بہاڑی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاروت و ہاروت سنی یا وہ جہاد و گمراہی اسلئے ہی پیغمبر کو خدا تعالیٰ نے رسالت کی سرفراز کر کے بھیجا ہے کہ آخرت کی طرف بلائیں اور یہ اپنی طرف مائل کرتی ہو چنانچہ حبیب کا مشن مومنین کو دینا ملعون ہو اور جو کچھ ایمیں ہو ملعون اور جو کوئی اس ملعون کو دوست رکھے آخرت اسکی ضائع ہو۔ اور یہ سراسر نادانی ہے

کہ پائندہ کو چھوڑ کر پائندہ کو اختیار کرنا۔ چاہئے کہ دلو دینا کی یا حبش لگا کر کیا اچھا عیسیٰ علیہ السلام نے کہا ہے کہ صاحبی نہ دو کہ وہ نہ کو غلام بنائے اور دینا کا گنج آفت کی خالی نہیں دینا و دین آپس میں ضد ہیں جب تک آدمی اسکو ترک نہ کرے گنج آخرت کو نہ پہنچے امام غزالی نے کیا اچھی مثال دی ہے آگ پانی ایک جگہ مل نہیں سکتے دینا کو دین

سمجھنے سے خدا تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔

حدیث کا ترجمہ ہے اگر دینا کی اللہ کے نزدیک پھر کے برے برابر ہی قدر ہوتی کسی کا فکرو ایک گہونٹ۔

نٹھنڈے پانی کا نہ دیتا۔

نقل ہے کہ سلیمان علیہ السلام تخت و ان پر چلے جاتے تھے انکا گدرا ایک بنی اسرائیل کے عابد پر ہوا عابد نے کہا اے ابن داؤد حق تعالیٰ نے تجھ کو بڑی شادی کی جواب دیا کہ بندہ مومن کی ایک تسبیح کا ثواب سلیمان کی شاہی سو بہتری کیونکہ اسکے ثواب کو بغا کی اور اسکو فاسد

تھے سلیمان بادشاہ ملک کو کہتے تھے مسکین اپنے آپکو نقل ہے کہ جب آدم علیہ السلام نے بہشت میں دانہ گنم کہا لیا رفع حاجت کیلئے جگہ ڈبو نہ لئے لگے ایک فرشتے آکر کہا کہ یہ تاثیر تو کیونگی براب کیا رفع حاجت عرش پر کرو گے یا جنت کی نہر و زمین و زرتوئے نیچے بیجا شت تو دنیا ہی میں ہوگی۔ دل دنیا میں مت لگا دینا میں ترا تادم طعام صبح و شام کے سوا نہیں اتے کیلئے اپنی کو تباہ مت کر کہ جو شخص چاہتا ہو کہ موت حق برآ اور اسکا خوش رہنا عجب ہے۔

علاج دنیا کے ترک کا یہ ہے کہ موت کو کثرت سے یاد کرے اور بڑے بڑے منصوبے نہ کرے۔ نقل ہے یحییٰ بن معاذ سے کہ تین کام کرے دنیا کو ترک کرے اسکے قبل دنیا کو چھوڑے قبر کو یاد کرے قبر میں جائے پسے اپنے اللہ کو خوش کرے اسکے دیکھنے سے پہلے۔ دنیا قلیل ہے آخرت بہتر ہے واسطے اسکے جو پرہیزگاری کرتا ہو۔ نقل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لوگوں نے کہا کہ آپ کا حکم سونو لو آپ کے واسطے ایک عبادت خانہ ہم بنادیں عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جاؤ پانی مرگہر بناؤ لوگوں نے پوچھا پانی پر کس طرح گھر کی تعمیر ہوگی آپ نے فرمایا دنیا کی دوستی اور یہ دونوں کس طرح جمع ہو سکیں گی۔

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو اگر تو چاہتا ہے کہ خدا تجھ کو دوست رکھے تو دنیا سے مابتہ اٹھا اور چاہتا کہ لوگ تجھے دوست رکھیں تو انکے مال و دولت کو مابتہ نہ لگا۔ اور جو مال کی محبت دل سے نکال دالے میں اپنی زندگی میں مال اور جائیداد کی تقسیم کر دیتے ہیں اور اسکا اچھا نتیجہ انکو ملتا ہے جیسا کہ اس حکایت سے ظاہر ہو چکا وہ حکایت یہ ہے۔

حکایت حضرت مولانا قطب الدین محدث دہلوی نے اپنی تصنیفات میں اپنی ایک حکایت لکھی ہے کہ میرے پاس ایک جوڑا چکور کا تھا اسکی مادہ کی آنکھ میں موتیا لپائی آئے آیا تھا اسلئے اسکی نظر جاتی رہی تھی لیکن آنکھ بڑستور قائم تھی ایک روز میں نے چاہا کہ الدوا واسطے انکو آزادی دوں تجربہ کا وہ خانہ کھلیا میں نے اسکو کھرا دیا اور گھبراواڑ میں اسکو کھڑی کر کے تھوڑی دیر کے بعد فرما اسکا آیا اور ایک لکڑی نیگلوں پر مقدار دو جو کے چورنگ میں لایا اور میرے روبرو اسنے اس لکڑی کو اپنی مادہ کی آنکھوں میں پھیرا ایک دو قطرہ نیگلوں پانی کے ٹکے چکور نے لکڑی کو میری طرف پھینک دیا اور دونوں پر وار کر کے میں نے اس خیال سے کہ اللہ نے اس کو بڑی مہربانی کا ثیر رکھی ہوا تھا کہ اپنے عامہ میں رہے نہ چونکہ اسوقت مجھ کو کوئی کام چھوڑی کا تھا گھر سے سیدھا چھوڑی کو بولیا جو وقت قاضی کے حوض کے قریب پہنچا تو سامنے ایک جنازہ دیکھا کہ لوگ لئے چلے آتے ہیں اور اس جنازہ کے سامنے دھڑادی ایک توہنایت خوبصورت اور لباس عمدہ سے آراستہ دوسرا شخص نہایت بد شکل سیسہ قلم دونوں

جنازہ کے آگے کشتی لڑتے ہوئے چلے جاتے تھے بصورت آدمی بد روح کو ہر بار پھار دیتا تھا جس میں لوگوں سے پوچھا کہ تم کچھ دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں آگے جنازہ کے لوگوں نے کہا کہ مولانا ہم کچھ نہیں دیکھتے ہیں میں نے خیال کیا اور سمجھا کہ اس لکڑی کی تاثیر ہے لیکن دلیں کہا الہی یہ کیا معاملہ ہوا اس شش پنج میں قبرستان میں پہنچے قبر تیار تھی میں اس میت کو قبر میں اتارا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہی خوب رو اس میت کے ساتھ ایسے لیٹ گیا جیسے ماں بچے کیساتھ ہے۔ بعد دفن کے فاتحہ پڑھا اور واپس آنے لگے تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ بد شکل آدمی ہمارے آگے آگے چلا آتا ہے جس جلد و در کھڑکیا اور دریافت کیا تو اس نے عرض کیا مولانا آپ کیوں دریافت کرتے ہیں کہا کہ ہمارا کام ہی تحقیق کر دیکھا کہ میں اسکا اعمال بد ہوں میں نے کہا کہ وہ کون تھا جو قبر میں اس کے ساتھ لیٹ گیا کہا کہ وہ اسکا اعمال نیک تھا ہمیشہ اس کیساتھ رہیگا میں نے دریافت کیا کہ اصل معاملہ یہ کیا تھا کہا کہ اس شخص نے میرے پہلے ایزال کو والد واسطے تقسیم کر دیا اسلئے یہ عمل نیک اسکو ملا۔ ورنہ میں اس کے ساتھ رہتا اور ہمیشہ ہمیشہ اسکو تکلیف دیتا۔

حکایت بزرگان دین بقدر ضرورت دینا نہیں کہتے جیسے اولیں قری ۷۰۔ اس قدر دنیا کی دست بردار تھے کہ لوگ سمجھتے کہ دیوانہ ہی کچھ اور کی گھٹلیاں کہاتے اور کوئے پر کے لئے دیو کہ ہنستے لو کے دیوانہ سمجھ کر ہنساتے تو فرماتے جو میرے چو لے پھرنے سے مار دے میری جہارت و نماز میں خلل نہ ہو حضرت علی الد علیہ السلام باوجود اسکے کہ آپ کو نہیں دیکھا عمر رضے وصیت کی تھی کہا تھا کہ خدا کے بندے کہ جن کا حساب ممکن نہیں اولیں کی عطا سے بہشت میں جاویں گے۔

اے سعید جو دنیا کی فراموشی بچانے انکار دیا یہ الیسا ہو اگر تازی انبیاء اولیاء کا طریقہ ہی اور وہ ایک آن موت کی یاد کی غافل نہیں رہتے تھے کہ چہ اس مقام کو نہ پہنچے بہلا اتنا ہو کہ قدر حاجت پر رس کرے اور ناز و نعمت دنیا سے روگڑاں ہوئے۔

خلیفہ اول خلافت کا بھی کام کرتے تھے اور معاش کیلئے بارچہ فروشی کرتے تھے اس سبب کام خلافت میں دیر نہ ہوا ناصر المسلمانان آئہ آئے لومہ بیت المال سے قبول کیا اس میں اتنی گنجائش نہ تھی کہ کسی قدر رہنمائی کہا سکیں تو آپ کے گھر میں سولہ روز ایک ایک پیسہ کم کر کے مٹھاس پکائی تو آپ نے کہا کہ یہ کیوں کرتے انتظام کیا یہ معلوم کر کے اس روز سے بیت المال سے پونے آٹھ لاکھ ستر روپے لوگ ہی تارک الدنیا۔

مفسر کہ حضرت نظام الدین محبوب الہی کے فیضان فیض سی ہزار ہا آدمی کو فیض حاصل تھا آپ کے یہاں ایک مجمع رہتا تھا اور سب فیضیاب ہوئے تھے غفلت شاہ کو اپنے دنیاوی خیال سے یہ خیال تھا کہ میری سلطنت نہ نہ قابض ہو جاویں بادشاہ کے یہ خیال دفع کر دیکو شان ایزدی سے بادشاہ کا پیشاب ہند ہو گیا اور عظیم کے علاج سے جب فائدہ نہ ہوا تو انکی والدہ نے محبوب الہی کی والدہ سے جا کر کہا کہ میری لڑکے کیلئے ایک تمویذ لکھو داد اپنے بیٹے محبوب الہی سے تاکہ اس کا پیشاب آئے اور آرام ہو جائے جب محبوب الہی کو

والدہ نے محبوب الہی کو کہا کہ توجو حب الہی نے کہا کہ اپنی تمام سلطنت میری نام لکھ دو تو تعویذ لکھوں گا کتب تغلق شاہ کی والدہ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ مجھے تیری جان چاہیئے اور تجھ نہیں چاہوں غرض کہ کاغذ لکھ دیا کہ ہم سلطنت محبوب الہی کو دی اور وہ کاغذ لکھ کر لایا محبوب الہی نے کہا کہ اسکو طشت میں رکھو اور پیشیا آجاؤ۔ اسکو طشت میں رکھا پشاپ آگیا پس خود تارک الدنیا میں وہ دنیا کی کچھ ہستی نہیں سمجھتے ہیں۔

نقل ہے کہ حضرت سماک بن حرب خلیفہ مارون الرشید کے پاس بیٹھتے تھے اتفاق سے خلیفہ کو پیاس لگی پانی مانگا غلاموں نے پانی حاضر کیا خلیفہ نے پانی پاتھ میں لیا اور ہاتھ منہ کے پاس لیا تو سماک نے فرمایا اسے خلیفہ میری من لہجے پر شوق کر پانی نوش کیجئے اگر یہ گلاس پانی کا آپ کو قیمت سے ملتا ہوتا تو کہاں تک آپ خرید لیتے فرمایا ایک نہائی سلطنت دیکھ گلاس پانی لیتا پھر کہا اگر یہ پانی پی لینے کے بعد پیٹ سے نہ نکلے اور پیٹ میں تکلیف دے تو پھر کس قدر قیمت دیکھا اسے نکلواؤ گے فرمایا ساری بادشاہت حضرت سماک کے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور یہ فرمایا الحمد للہ اسے خدا دینا کی حقیقت ہے کہ پیشاب کے قطر و پیر ساری دنیا منتشر ہوتی ہے سوچ ہے دنیا کا طالب ملعون ہے کیونکہ ملعون کا طالب ملعون ہے۔ اہل بصیرت کہتے دنیا کی یہ ہستی ہے۔

اے سید اگر دنیا کو بدخت تصور کرو تو اسکی ڈالیاں مال ہے اور چاہ ہوا درخت است اور مال کی زیادہ کوئی خطرناک نہیں کیونکہ آدمی کو اس گریز نہیں اسلئے کہ اپنا راز قہ اور لباس اور مسکن انسان کو درکار ہے چیزیں مال سے حاصل ہونگی۔ مال ہوا تو مصیبت سے بچنا دشوار ہوتا کیونکہ یہ غرور اور تکبر کی طرف مائل کرتا ہے اور انکی ساری ہمت طلب دنیا میں مصروف ہو جاتی ہے اسلئے حضرت صلعم نے فرمایا ہر میرے بعد ایسے لوگ پیدا ہونگے کہ لذتیں کہانے کہانیکے طرح بطرح کے کپڑے پہنیں اور خوبصورت عورتیں اور قیمتی کپڑے کہیں گے اور بہت مال پر ہی قناعت نہ کریں گے اور دنیا کے غلام بن جا دیں گے اور فرمایا کہ دنیا کو اہل دنیا کے ساتھ چھوڑ دو جو حاجت کی زیادہ لیگا لگا مالک کا سبب ہو گا پس ارشاد ہے کہ ایسے لوگوں کو سلام نہ کرو اور انکی بیماری کی عیادت نہ کرو اور جو کچھ وہ مسلمان کی بناہ کرے میں انکا مددگار ہو گا ان لوگوں کی شان میں قرآن شریف ناطق ہے اور انک ہم انخاسرون۔ انسلئے مددگار ترین طور کے ہیں ایک موت تک ایک گورنگ ایک قیامت تک جو موت تک وہ مال ہے جو گورنگ وہ قربت دار ہیں جو قیامت تک وہ عمل ہے۔ مال دار کو مرتے وقت دو مصیبتیں ہیں ایک کہ مال اس سے لیتے ہیں دوسرے اس کی برائتیں تا قیامت مافی ہے۔

قول کیجئے کہ معاذ ہے درم دنیا ز کچھ ہو کا سا ہے جب تک اسکا منتر نہ سیکھے ہاتھ نہ لگائے وہ منتر تیرے ہی
کافی حلال ہو اور خرچ بجا ہو۔
محمد ابن کعبہ بہت مسلمان بنایا لوگوں نے کہا کہ کچھ بھیلے کہ کیا اسکو اپنی زندگی بکاس کہتا ہو ایسے خلیفہ تباہوں اور لاکھوں

الودار کو کسی نے ستایا اسکو بد دعاؤں تشدد سے و عمر دراز و بسیار مال جب یہ چیزیں ملتی ہیں اسکو عفت و تکبر ہوتا ہے جو خسارہ آخرت ہے۔ حضرت علیؓ کو کم الدھبہ ایک درہم ہاتھ میں لیکر کہنے لگے تو وہ ٹہکی و جینٹکے میرے پاس آئے مجھے کچھ بخش دے۔ حسن بصریؒ نے کہا کہ بخدا جس آدمی نے مال کو عزیز رکھا حقتاً لے اسکو خوار و ذلیل کر چکا ہے۔

(دول حضرت علیؓ)

عمرت کہو رائیگاں پناہ کی پہلو تھی اس بیوہ سے ایک دن بہت پچھتاہٹا کسی حضرت صلح سے لوچیا کہ کیا سبب ہے کہ توشہ آخرت نہیں رکھتا کہا کہ میرے پاس مال جو کہا ہی ارشاد ہوا آگے بھیج دے یعنی خیرات کر آدمی کا دل مال کے ساتھ لگا رہتا ہے اور خیرات کرتا ہے تو چاہتا ہے کہ خدا کی اس رحمت سے حصہ لے لیکن عین حلیہ سلام سے اسکو حلاوت کہہ کہ کیا سبب ہے کہ آپ پانی پر چلتے ہیں اور ہم نہیں کہا کہ مال تمہاری نظر میں کیسا کہا چھا۔ کہا مجھے زرو خاک یکساں ہیں یہی سبب ہے میرے پانی پر چلنے کا۔ مالدار کی دنیا بہشت ہو جاتی ہے اس سبب سے وہ مت سے نفرت کرتا ہے اور دیار الہی جینٹک جان ندرے سے نہیں۔ ساری عبادت کا خلاصہ یہ ہے کہ کفر کا کھانا لگا رہے۔ مالدار ہو کے دینی چاہی اسکی مثال ایسی ہے کہ پانی میں ہے اور چاہے کہ بھیگو نہیں۔ اسی سید عمر تہوڑی اور اہل قریب سفر آخرت در پیش ہر ایک دم کو غنیمت بیان۔

مال بقدر ضرورت نہ باقی کا حکم رکھنا ہے اور ضرورت سے زیادہ ہوز ہر کا مال سو فائدہ ہے کہ عبادت کے سامان میں صرف کرے جا۔ باقی وجہ اور سامان عبادت میں داخل طعام و لباس ضروری اور مکان جس سے عبادت کی تقویت ہو مال بخد ضرورت تو مشہ۔ آخرت ہے۔ مالدار نہیں اچھا وہ ہے کہ صدقہ دے (زکوٰۃ سے علاوہ) فقیروں کا جتنی دینی خوشنودی اور انکی دعا کی برکت باعث ہو دینی دارین ہی اور حضرت سلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ ہی ایسی شے ہے کہ جس کو گوئی زبان کو غنیمت اور بد گوئی سے بچا سکے میں اور نیز اپنی آبرو کو۔ دنیا اور مال کی محبت دل میں نہونی چاہیو۔ اور اگر قلب میں سے تو ہلاک کر دے گا اور ضروری کام میں صرف کیا تو باعث نجات ہے۔ ارشاد آنحضرت صلعم انہی ہے کہ ایک شخص کو قیامت میں لا دینگے جو مال حرام کما یا اور حرام میں صرف کیا اسکو دوزخ میں بھیجیں گے بعد ازاں دوسرے کو لا دینگے جو مال حلال کسب کیا ہو حرام میں خرچ کیا اسکو بھی دوزخ میں بھیجیں گے تیسرے کو لا دینگے جو مال حرام جمع کیا اور حلال میں صرف کیا ہو اسکو بھی دوزخ میں بھیجیں گے۔ چوتھے کو لاویں گے جو حلال سے کسب کیا ہو اور نیک کام میں صرف کیا ہو محتاج لوگ کہیں گے کہ خدا یا اس سے ہمارے حق کا سوال کرتے ہر چیز کا سوال کرینگے کہ کچھ فقیر کیا ہو تو کہیں گے کہ ہزارہ اس نعمت کا شکر تبارہر رقمہ و پوشاک کا حساب ہو گا اس واسطے بزرگان دین میں کسی کو تو نگویں کا شوق نہ تھا اور ہمارے رسول کریمؐ نے ہی در دینی کو اختیار کیا ہی ہے بہتر چیز تو

نقل ہے خدیجہ ہارول رشید کا ایک بیٹا تھا جو عین شباب میں دنیا کو لات مار کر ولیعہدی اور تخت سے برف ہو کر عبادت الہی میں اس طرح مصروف ہوا تھا جیسے ابو بکر صدیقؓ نے سب اپنا مال لٹا کر ایک مہس باندھ لیا تھا اسطرح وہ جوان صالح ہی کسل پوش ہوئے تھے جب آنگاں کہ قبرستان میں جوتا

(دول کلانی)

تو کہتے اہل قبور تم ہی مجھے پہلے دنیا میں تھے میں نہیں کہہ سکتا کہ دنیا نے تمکو نجات دی ہو دنیا ہی میں چھوڑ کر تم یہاں آئے ہو خدا ہی جانے تمہارے ساتھ کیا سلوک ہوا۔ اور اسکی طرف سے تمکو کیا کہا گیا ہو فرما کر بہت رفتے ایک دن یہ کبیل پوش ہارون رشید اپنے باپ کے دربار میں تشریف لیگئے جبکہ دربار کے سب وزیر امر اہل حاضر تھے اہل دربار یوں کی آرائش زیبائش کا کیا کہنا تھا صاحبزادہ کے بدن میں کوئی تانکبیل کا اور سر پر نوچی کبیل کی تانکبیل کھنے لگے کہ امیر المؤمنین کی عزت انہوں نے کر گری کر دی ہے کیا خوب ہوتا کہ امیر المؤمنین اس لوٹکی کو تنبیہ کرتے اور یہ لوٹکا اپنی حالت پر اتنا یہ سنکر ہارون رشید نے کہا ایسا جہانمے تو نے مجھے دینا میں انگشت نہ کر دیا یعنی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ لپ نہ ہلایا اور ادھر ادھر نظر کو دوڑایا تو صاحبزادہ کو ایک جگہ پر بند دربار کے محل کے کنگرہ پر بیٹھا نظر آیا جانور کو فرمایا کہ اے جانور تجھے اپنی پیدا کر تھوئے کی قسم ہو تو میرے ہاتھ پر اتنا پیچھے نہ مگر وہ پرندہ وحشی فوراً صاحبزادہ کے ہاتھ پر آیا بقول سعدی۔

تو ہم گردن از حکم داور پیچ
کہ گردن نہ چھپ نہ حکم تو پیچ
پھر فرمایا کہ اے جانور تو اپنی جگہ پر جا وہیں محل کے کنگرہ پر چلا گیا پھر دوبارہ صاحبزادہ نے فرمایا تجھے خدا کی قسم ذرا امیر المؤمنین کے ہاتھ پر ہی آ جا کنگرہ جانور نہیں آیا اپنی جگہ سے حرکت نہیں کی شاعرانہ نے غلیظہ ہارون رشید سے کہا کہ اے غلیظہ آج تو نے مجھے اولیاء کی جماعت میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ درجہ صحتی گر گیا کہ پرند بھی تجھے نفرت کرتے ہیں مجھے تجھ سے ایسی عار لاحق ہوئی جیسے کسی مسلمان کا باپ بے دین ہو ہے اب تجھے تمکو شکل و کھانیکہ لاتی نہیں رہی اب میں تم کی علیحدہ ہو جاؤں اسوقت دربار میں نکلے صرف ایک قرآن شریف اور ایک انگلی پھر اسی دن بغداد کی بصرہ کو روانہ ہوئے بصرہ پہنچا کمزور و نحیط طرح کام شروع کیا ہفتہ ہفتہ میں صرف ایک دن مزدوری کیا کرتے اسی کمائی سے آٹھ لیو لگاتے اور ایک نئی مزدوری کا اندازہ چلاتے تھا ایک دن کیلئے دوپہر سے گزرا وقت گزرتے۔ جائے غور ہی کہ تنہائی دنیا کا وارث تھوڑے ہونے کا کام کہتا ہے اور جو شاہزادہ کی حیثیت سے اور یہی دشوار امر ہے کہ صرف دوپہر یومیہ میں گزر کر تم کو اور خدا کے واجلال و اکرام کی طلب میں کہتے تھے اے رب مجھے اپنا دیدار دکھائے اور ادھر سے ارشاد ہوتا تم ابی نہیں دیکھ سکتے۔ لیکن نظر الی الجبل فان استقرہ مکانہ فسوف ترائی یعنی پیارا کو دیکھ اسقدر مضبوط ہوئی کہ بعد بھی نہیں دیکھ سکتا جب کہ زیادہ مضبوط ہو جاوے گا جب کہ سبک گا۔

ابو۔ سر سہری کہتے ہیں کہ میرے مکان کی ایک دیوار شکستہ ہو کر گر پڑی تھی اسکے بنائے کیلئے مزدور لیو بنا کر گیا مجمع مزدوران میں پہنچا میں نے ایک لڑکے کو جو ان سال میں کلاس سال سولہ برس کا ہو گا مزدوروں کے مجمع میں تلاوت قرآن شریف کرتے دیکھا انکے پاس لڑکہ دریافت کیا آپ کچھ کام کر سکتے ہیں کہ فرمایا ہم تو کام ہی کر سکتے ہیں پیدا ہوئے (یہ ارشاد ہے صانع نے عبت پیدا نہیں کیا) انسان ضرور کسی کام کے لئے پیدا ہوا ہے اور یہی شرط انسانیت ہی اصلی کام کو مد نظر رکھے اسکا ہونا اصلی مطلب ہی قبول جانا ہے

بعد شرط نماز اور مقرر کر لینے مزدوری کو کام کرنے لگے۔ ابو عامر کہتے ہیں کہ شام کو میرے آکر دیکھا تو دس مزدور ونگے برابر کام بنا ہوا، مجھے نہایت خوشی ہوئی اور مقررہ ایک درہم کی بجائے دو درہم دے دیا، پھر اس شہنشاہ نے زیادہ مزدوری لینے کا حکم کیا اور یہ فرمایا کہ میں اس سے زیادہ کیا کروں گا۔ مزدوری لیکر اپنی گھر چلے گئے دوسرے دن ابو عامر پھر انہیں دیکھنے مزدور ونگے پہنچنے کی جگہ گئے مگر انہیں نہیں پایا لوگوں سے پوچھا کہ کیا وہ آج نہیں آئے کہا کہ وہ تو صرف ہفتہ میں ایک دن آتے ہیں باقی دنوں میں کچھ کام نہیں کرتے۔ پھر اگلے ہفتہ کے دن آگئے وہیں گئے۔

اے سعید ہم یہی کیا مسلمان ہیں برسوں کا مال و دولت جمع کیا اور یہی نماز و قیامت اور یقوت ہی نہیں ادا کرتے ہا اور قناعت کو ہم جانتے ہیں ابو عامر کہتے ہیں کہ پھر میں نے اگلے ہفتہ تک کام کو موقوف رکھا پھر ہفتہ کے دن انکی تلاش میں نکلا وہ برگزیدہ اسطرح تلاوت قرآن مجید میں مشغول تھے میں سلام کیا اور مزدوری پر پہنچنے کی درخواست کی جواب میں وہی فرمایا جو پہلے کہا تھا ایک نماز کی وقت نماز پڑھنے جاؤ گا اور آہٹ کے مزدوری لوں گا ابو عامر کہتے ہیں انکو ساتھ لیکر مکان پر آیا دیوار جہاں بنوائی تھی پھر میں پوشیدہ ہو کر انکی کام کو دیکھنے لگا دیکھا انہوں نے گارا اٹھا کر دیوار پر رکھا اور اسی پھیلایا اور پھر ونگے کو ساتھ اشارہ کیا پھر خود بخود انکو دیوار پر قائم ہونے لگے چنے جانے لگے مجھے خیال آیا ایسا اپنے اولیاء کی اسطرح مدد کو تازی اور شام ہوئی کام ختم کیا۔ ابو عامر کہتے ہیں کہ بیستین درہم انکے سامنے مزدوری کے پیش کئے اس بزرگ نے انکار کیا اور وہی مقرر ہوئی مزدوری لی۔

اے سعید اگر زیادہ لینے کی خواہش ہو تو بارون رشید کی سلطنت چھوڑ کر کیوں آتے کہتے ہیں ابو عامر کہ پھر تیسرے ہفتہ کو جا رہا تھا کہ پوچھا کہ پوچھا لوگوں نے کہا کہ آج تین دن وہ بزرگ بیمار ہیں اور غلاں کھنڈر میں تنہا پڑے ہیں اور تزع کی حالت میں ہیں یہ سن کر ابو عامر توبہ دیدہ ہوئے اور ایک مزدور کو اجرت دیکر ساتھ لیا کہتے ہیں ابو عامر ایک کھنڈر میں پہنچے دیکھا کہ انکے سر پر ایک اینٹ رکھی ہو اور انکو بیہوشی لاحق ہو ابو عامر نے سلام کیا اور انکا سر اینٹ سے اٹھا کر اپنی گود میں رکھا آنکھ کھول کر منع کیا اور کہا کہ میرا سرا اسطرح اینٹ پر رکھ دو یہ اشعار پڑھ چکا ہے یہ ہو اے میرے دوست دنیا کی لذتوں پر دھوکا نہ کھا۔ عمر فنا ہوئی ہو اور نعمتیں زائل اور جب تو کسی جنازہ کو قبرستان کی طرف لیجائے تو یہی خیال کرے کہ اسکے بعد ایک دن اسطرح قبرستان میں لیجا جائے گا تو وہ مردہ ہوگا۔

اے سعید جلتے غور ہو کہ ایک تنہائی زمین کا مالک بادشاہ کا فرزند ہو اور تنہا ایک کھنڈر میں زمین پر پڑا ہو اعلان دے رہا ہے نہ بیچے فرش نہ نہ سر ہانے نیکہ کچی اینٹ ہی کچھ ہوش ہوا تو فرمایا کہ اے ابو عامر جب میری روح حق سے جدا ہو جائے تم مجھ کو غسل دینا اور میرے اس پرانے کفن دے کر

وفن کر دینا۔ البوعاصر نے عرض کیا کہ یہاں تو کچھ نہیں کفن آپ کو کیوں دیا جاؤ فرمایا نہیں بہت کم کوئی کی کیا ضرورت ہے۔ نبی کی طرف سے زندہ کو ضرورت ہی اے البوعاصر کہہ اگر نبی ہی ہو گا تو کفن جائیگا وہاں صرف عمل باقی رہیں گے۔ اے سعید کیا مبارک نصیحت تو اس شاہزادہ کی جو بادشاہت چھوڑ کر کسندری کی زمین پر بڑا چان دے رہا ہے اور باوا زبند کہتا ہے۔ لوگوں کفن کو پتہ تکلف بنائیکو چھوڑ کر عمل کو پاک بناؤ کیونکہ کفن خواہ کتنا ہی قیمتی ہو گل جائیگا۔ اگر عمل ذرہ کے برابر ہی ہو گا تو وہی باقی رہیگا مائے کفن کے یہ تکلف کر میوالوں امیروں کب تم سنو گے اور کونسا وقت تمہارے نصیحت سننے کا آئے گا۔ اور کون سے پاک منہ سے سنو گی اور عمل کرو گے۔

اسی البوعاصر نے یزید بن زبیل اور میرا تہبہ قبر کھود دینو اے کو دنیا اور قرآن شریف اور انکو بی لیکر تم خلیفہ ہاروں شہید کے پاس جانا اور کہنا کہ یہ ایک نوجوان مسافر کی امانت ہے جو آپ کو دے گا پھر جب خلیفہ سے ملاقات ہو تو یہ دونوں چیزیں اسے دیکر کہنا کہ وہ جوان یہ کہہ گیا کہ دیکھ اے خلیفہ اس غفلت کی حالت میں نہ مرنا یہ سب صنیعین فرما کر انتقال کر گئے آپ کہتے ہیں البوعاصر اس وقت مجھ کو معلوم ہوا کہ یہ کوئی مزدور و تاجر نہ ہو نہ لائیں نہ بڑا شاہزادہ ہے خلیفہ ہارون الرشید کا پیارے فرزند ہے پھر کچھ جناب وصیتیں کر گئے تھے اسطرح عمل کیا۔ البوعاصر قرآن مجید اور انجنتی ساتھ لیکر بغداد شریف پہنچے اور خلیفہ سے ملنے کا ارادہ کیا معلوم ہوا کہ خلیفہ کی سواری چلی آتی ہے ایک ایک ہزار سوار و نکار سالہ گدرا پھر دوسرا دستہ سواروں کا گدرا پھر تیسرا اسطرح نو دستہ ہزار ہزار سواروں کا خلیفہ ہارون کی سواری کے آگے آگے اب دسویں دستہ میں خلیفہ کی سواری تھی جب البوعاصر کی نظر خلیفہ پر پڑی تو بلند آواز سے عرض کیا اے خلیفہ تجھ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کا واسطہ دیتا ہوں اور یہ عرض کرتا ہوں کہ میرے پاس ایک مسافر غریب الوطن کی امانت ہے یہ لے لے کر یہ سنگر خلیفہ نے سواری کے روکی کا حکم دیا اور قرآن مجید اور انجنتی کو البوعاصر سے اپنا ہاتھ میں لیکر دیکھا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے بعض مصاحبوں نے کہا کہ اس شخص کو ساتھ بیلو جب ہم طلب کریں اس وقت حاضر کرنا جب سواری خلیفہ کی مجلس اس کے قریب پہنچی اور خلیفہ محل میں داخل ہوا حکم ہوا کہ وہ شخص کہاں ہے لاؤ حاضر کر جب البوعاصر خلیفہ کے پاس حاضر ہوئے فرمایا کہ اے البوعاصر میرے قریب آ جا جب البوعاصر بہت ہی قریب پہنچے خلیفہ نے فرمایا کہ اے البوعاصر تو میرے فرزند کو جانتا ہے فرمایا کہ وہ کیا کہتا تھا عرض کیا کہ مزدوری کرتے تھے فرمایا کہ قسم کی مزدوری کرتا تھا عرض کی کہ مٹی اور پتھر کا کام کرتے تھے فرمایا کہ البوعاصر تم نے بھی اے مجھ مزدوری کی کرائی تھی عرض کیا کہ ہاں میں نے ہی دیوار بنوائی تھی سنگر فرمایا کہ کس لئے تو نے ایسے شخص سے ایسی سخت محنت کا کام لیا جسکو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی تربیت کی قرابت تھی کہ آپ کے حقیقی چچا کی اولاد میں سے ہیں یعنی خلیفہ ہارون کا حقیقی فرزند البوعاصر نے سنگر سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کی بنا میں معذرت نامہ پیش کرتا ہوں مجھے اسکا علم انہی وفات کی وقت ہو ایسی باتیں پہلے مجھ سے معلوم نہ تھا خلیفہ نے فرمایا غصہ نہ کرنا اے ہاتھ اپنے مجھے دی البوعاصر کے ہاتھ کو خلیفہ ہارون اپنے سینے سے

لگایا اور فرمایا کہ ان ہی ہاتھوں نے میرے تختِ جگرِ مسافر کو تو نے کفن بہنا یا یہ غلیف بھر دیا تھا اور جو شعر پڑھتا تھا اسکا ترجمہ یہ ہے۔
 اے سفا فرغِ لب لوطن جسکے غم میں میرا قلب بگھلا جاتا ہے اور میری آنکھیں اسکی غم میں آنسو بہاتی ہیں۔
 اے وہ شخص جسکی قبر مجھے دور ہو کر غم و لکے قریب ہو اسکی ساری زندگی کے مزے کو موت نے کھد کر دیا اسکی بعد خلیفہ نے حکم دیا کہ ساداتِ مہر درست کیا جائے اور دوسرے دن بغداد کی بصرہ کی طرف روانہ ہوا اپنی فرزند کی قبر پر پہنچا قبر کو دیکھ کر بیہوش ہو کر زمین پر گر اسوش میں آکر یہ شعر بطور مرثیہ کے پڑھو۔
 ترجمہ۔ اے غائب ہو جانو اے جو اپنی سفر سے واپس نہ آئیگا۔ جلدی کی موت نے اور انکی اس موت کم سنی میں ای میری آنکھوں کی لہنگ کو تو میرے لئے انس کا باعث تھا مجھے راتوں کو کہلاتا تھا بس پی لیا تو موت کا وہ پیالہ جسکو تیرا پ خلیفہ بھی پیئے والا ہے جس کا پینا نہایت ضروری امر ہے سارا جہان اسکو پیئے گا اے سعید خدا وعدہ کا شکر ہے جسے سب کے لئے موت کا دروازہ یکساں داکیا ہے غرض ہارون رشید بہت کچھ رو د ہو کر واپس بغداد کو ہوا ابو حامر کہتے ہیں کہ جب رات ہوئی اور میں اپنے وظیفہ سے فارغ ہو کر رات کو سویا مجھے ایک نور کا قہ لہڑا ہوا جسپر ایک نور ابر کی طرح چھایا ہوا تھا ایک بیک وہ ابر کھل گیا اور وہی شہزاد ہارون رشید مجھے پکار کے کہتا ہے کہ اے ابو حامر اللہ مجھے جزا دی ابو حامر نے کہا کہ یہاں اچکا حال بعد وفات کیا ہوا فرمایا کہ بڑے کم رحیم خوش ہوں جو اے رب کے سامنے پہنچا گیا اس رب کی تم نے مجھے وہ دیا جو کسی آنکھ نے دیکھا نہ تھا کسی کان نے سنا نہ تھا کسی کے خیال میں آیا نہ تھا اس مولانے اپنی ذات پر لازم کر لیا ہے کہ جو شخص دنیا کو چھوڑ کر اس طرح آئیگا کہ جس طرح میں آیا اسکی ہی ایسی ہی قدر کیا جائیگی جو میری قدر ہوئی۔
 ابو حامر یہ خواب دیکھ کر خوشی سو جائے۔

اے سعید ہم مسلمانوں کو لازم ہے کہ ایسے بزرگوں کی پیروی کریں۔ اللہ توفیق کو رفیق کرے۔
 حکایت حسن بصریؒ ابتدا میں جو ہری تھے کچھ جو اہرات ہرقل بادشاہ روم کے پاس لیکر آئے پہلے وزیر ملے اور اپنی تحفہ لائیکار بیان کیا وزیر نے کہا ہرقل کے شہزادہ کا عرس ہے اور وہ قابلِ دید ہے پس حسن بصریؒ کو جو سنائزادہ ہرقل کے قریب خیمہ نصب ہوا تھا اسکی چمن کی اوٹ میں خیمہ جگہ پر کھڑا کر دیا حسن بصریؒ نے دیکھا کہ پہلے ایک جماعتِ مقدس عیسائیوں کی آئی اور قبر پر کھڑی ہو کر کچھ پڑھ کر واپس ہوئی تھیں کھل گئی اسکے بعد ایک جماعتِ یسویوں کی اور بڑے بڑے ذی عقل لوگوں کی۔ بعد قوج کے افسروں کی جنگی تلواریں لے کر بعد ازاں پری پیکر سینیں عورتوں کا جمعیہ جسکے سر کے بال کھیلے تھے جنکی ہتھیلیوں میں موتی اور جو اہرات تھے بعد خود بادشاہ خیمہ کے اندر آیا اور قبر کے پاس کھڑا ہو کر کہنے لگا اے فرزندِ تو مجھے دینا میں نے سب بارہ تباہ کر افسوس کہ تو مر گیا اگر تجھے یہ معلوم ہو جاتے کہ جس تیری جان لی ہو وہ راہبوں اور عابدوں کی شفا میں سے انکی دعا کی برکت سے تیری جان کو واپس کر دیا تو یہ بڑے بڑے راہب اس کام کیلئے تیری پاس حاضر ہیں

مگر یہ جانشاہوں کہ انکی دعا کی کچھ نہ ہو گا۔ اگرچہ یہ معلوم ہو جائے کہ عقلمندوں بطبعی تدبیر سے تیری جان بچے بخشد چکا تو یہ بہت بڑی جماعت طبعی و طبیعتی اور دنیا پر کے عقلمند و طبیعتی تیری قبر کے پاس گہری ہوا اور تیری رانی کی تدبیر کو نیکو موجود ہو مگر میں جانشاہوں کہ بچے ایسے زبردست نے مارا ہی کہ اس کے سامنے کسی تدبیر کارگر نہیں ہوئی۔ اسی فرزند اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ جس نے تیری جان نکالی ہو وہ کسی بڑی فوج سے ڈر کر تجھے چھوڑ دیا تو یہ شیر فوج اور فوج کے افسر تجھے قید سی جیڑا کیو تیری قبر کے پاس موجود ہیں لیکن جس نے تجھے لیا ہو وہ ایسا زبردست خدا ہو کہ کوئی قوم اس کے سامنے کوئی ہستی نہیں رکھتی ہی اے فرزند تجھے معلوم ہے جس نے تجھارا یہ وہ نہ حسین عورت تو کھانا لے نہ وہ مال جو اس کا خواستگار اور وہ اب تجھے چھوڑ دیا اس کے میں اب تجھے ہی پھر کچھ سال کیلئے رخصت ہوتا ہوں یہ کہہ قیصر غم سے بے ہوش کیا اور سب لوگ قبر کے باقی رخصت ہو کر حسن لبری کہتے ہیں کہ یہ واقعہ دیکھ کر دنیا سے بیزار ہو گیا اور آئندہ میں دنیا کے جو اسرات بچے چھوڑ کر آخرت کے جو اسرات فریاد نے شمع کو دے یعنی رنگ عمل کرنے لگا۔ نقل حضرت ابراہیم ادہم علیہ الرحمۃ ایک رات اپنی مجلس رائے میں سوئے تھے یک ایک آہی رات کو مکان کی چھت پر آدمی کے چلنے کی آہٹ معلوم ہوئی آپ نے نکارا بائیں اس وقت کوئی ہی چوکیدہ ایک ایک دوس ہوا آج تمام جنگل میں میرا اونٹ کب لگیا ہوا ہے کہوئے ہوئے اونٹ کو کہاں ڈھونڈنے آیا ہوں آپ نے فرمایا کہ اونٹ جنگل میں کھم ہوا اور تم شاہی مکان کی چھت پر تلاش کرتے ہو یہ کیا قرین حقل ہو چوکیدہ کہ جناب جس طرح جنگل کا کم ہوا اونٹ بادشاہی مکان کی چھت پر تلاش کر کہ عقل کی خلاف ورسی طرح بادشاہی مخلوق میں رہ کر انکی تلاش کرنا بھی عقل کی خلاف ورسی ہے کہ وہ بافت غیبی غائب ہو حضرت ابراہیم رحمہ کے قلب میں عشق الہی کا گہرا تیر لگ گیا جس کا زخم بھی نہ ہوا آپ اسیدن تخت و تاج و اہل و عیال کو چھوڑ کر گھر اور یہ کیلئے نکل گئے پھر دینیکی بادشاہت چھوڑ کر جو کچھ مرتبہ پایا وہ اہل جہاں کو معلوم ہی ایک وقت دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے اور اپنی پرانی گذری سی رہی تھے کہیں اس طرف سے ایک امیر جو بھی آجکا ملازم تھا نکلا آجکودیکھا چھت میں گیا اور عرض کیا جسکو مولانا روم فرمائے ہیں

نمک کردہ ملک ہفت اقلیم را
میزند بر دلق سوزن چوں گدا
کہا اے ابراہیم تم بادشاہت چھوڑ کر فقیروں کی طرح گذری سینے ہوا کے جو امیر ابراہیم نے اپنے کو نہیں کہا بلکہ وہ سونی جس کے گذری سی رہی تھے فورا دریا میں پھینک دی اور ملنا آواز سے کہا کہ میری سوتی ملاو ہزاروں چھپیاں لپکی آواز سنتے ہی اپنے موہوئیں نہری سوتیاں لیکر آئیں اور باہر گردن کالک کر کہا کہ حضرت سوتی لیجئے تب آپ نے اس امیر سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اب بتاؤ کہ یہ روحانی حقانی بادشاہت اچھی رہی یا وہ ذلیل اور فانی بادشاہت۔

اے سعید یہ دولت لا زوال تارک الدنیا یا خدا کو ملتی ہے۔ اہل دنیا ہمیشہ زور و جواہر کے غم میں

رہتے ہیں دنیا کے مزے اور مولائی خواہش ایک قلب میں جمع نہیں ہو سکتی۔

نقل ہے کہ ایک بزرگ لکڑیاں خریدنے جاتے تھے رستہ میں مسجد آئی مسجد میں آذان ہوئی فوراً مسجد کی طرف روانہ ہو گئے مسجد کے رستہ میں ایک پتیلی اشرفیو کی پڑی ہوئی دکھائی دی اس بزرگ نے کہا اسکی طرف توجہ کر نیسے نماز میں حرج ہو گا بحیرہ اولیٰ ریحائیگی یہ شیطانی روک ہر اسی ذریعہ کو گول کر کے تباہی جلد جلد قدم اٹھا مسجد میں چلے گئے نماز پڑھی بعد نماز کے بازار میں لکڑیاں خرید کر گھر کی راہ لی آتے جاتے اس مال کا کچھ خیال ہی کیا جب مکان میں پہنچے اور لکڑیاں کہو لڈالیں تو وہ قسلی لکڑیوں کے اندر سے برآمد ہوئی حیرت میں آکر لوہے الٹی یہ پتیلی کہاں سے آئی آواز آتی تو نے ہمارے لئے دنیا کو چھوڑا ہم نے تیرے لئے پتیلی کو تیری لکڑیوں میں باندھ دیا۔ سبحان اللہ۔

نقل ہے کہ بی بی رابعہ بصریہ ایک راستہ تجد کی نماز پڑھ کر سوئیں خواب میں دیکھا کہ ایک بڑا عظیم الشان درخت ہے جسکی صورت نہایت عمدہ تھی جسکی خوشبو نہایت پاکیزہ جیسکے پہلے سورج اور چاند کی طرح چمکتے تھے حیرت میں آکر پوچھا کہ یہ کس کا درخت ہے جواب ملا آپ ہی کا اور یہ آپکی تجد کی نماز کا ثواب ہے یہ سن کر بی بی رابعہ نہایت خوش ہو کر اس درخت کے نیچے تشریف لیگئیں ایک بیک جو نظر اٹھا کر دیکھا تو سارے درخت کے پہلے نیچے گرے ہوئے پائے جو سوئیں کی طرح زمین پر پڑے ہوئے چمکتے تھے افسردہ خاطر ہو کر فرمایا کیا اچھا ہونا کہ یہ پہلے اس درخت پر لگے رہتے جواب ملا یہ پھل درخت پر لگے ہوئے تھے لیکن تمہاری وجہ سے یہ نیچے گرے ہیں اور وجہ یہ ہے کہ رات کو اپنے تجد کی نماز پڑھتے ہوئے عین نماز کے اندر یہ خیال کیا تھا کہ وہ جو میں نے آنا گوندہ کر رکھا ہے خدا جانتے الٹی تک وہ جمیر ہو گیا یا نہیں اس خیال کے آتے ہی سارے پہلے درخت سے نیچے گر گئے۔ ذرا سے خیال دنیا کا آنے سے انکو متنبہ کیل گیا کہ دنیا کے لو کا خیال ہی کھو بیجھ کر تیرے سوا ہے۔

دنیا کے تمام جہگڑوں اور مخلوقات اور موجودہ چیز دیکھ سادہ تعلق رکھنے کا نام دنیا کی محبت ہی البتہ علم و معرفت الہی اور نیک کام جب کا شرف مرئی کے بعد ملنے والا ہے انکا وقوع اگرچہ دنیا میں ہوتا ہے مگر حقیقت وہ دنیا سے مستغنی ہیں اور انکی محبت دنیا کی محبت نہیں بلکہ آخرت کی محبت کو حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے دنیا کی تمام چیزوں کو زمین کی زینت کا سامان بنایا ہے تاکہ لوگوں کو آزمائیں کون ان پر فریقہ ہو کر آخرت کو ضائع کرتا ہے۔

(چسیت دنیا از خدا غافل بدن) اور کون بقدر ضرورت سفر کا نوشہہ بھج کر اپنی آخرت سنوارتا ہے یاد رکھو آدمی کو جواہر و مال کے علاوہ زمین و مکان کی ہی محبت ہو اگر تیری مثلاً مکان بنائے یا حسیں کو بنائات کی ہی محبت ہوتی ہے مثلاً جڑی بوٹی کے اسکو دوا و انہیں استعمال کرے یا زرکاری پہلے پہل کہ اسکو کھائے اور مزار اڑائے معدنیات کی ہی محبت ہوتی ہے مثلاً برتن اور اوزار بنائے یا زیور بنا کر

پہنے یا نقد جمع کرے اور حیوانات کی بھی محبت ہوتی ہے مثلاً شکار کرے اور کہائی اور سواری لے اور اپنی زبرد ہائے اور آدمیوں کی محبت ہوتی ہے مثلاً یہ کہ عورتوں کو ٹوکوں منکوحہ اور خادمہ بنائی یا مردوں کو غلام اور لوگوں کو خدمتگار بنائی انہیں چیزوں کا نام جو ضرورت سے زیادہ ہوں ہوائے نفس کے لئے حقیقتاً نے فرمایا ہے جس کے لئے نفس کو خواہش بیجا ہو کہ روک لیا اس کا ٹوکنا جنت ہے۔ دینا کی محبت محض کھیل اور تماشہ ہے اور اس کی اکثر امراض باطنی مثلاً غرور و حسد۔ ریا۔ حرص پیدا ہوتی ہے پس جسے انکو چھوڑ دیا وہ تارک الدنیا ہے جیسے ہم نے حکایت خلیفہ یاروں رشید کی نقل کی یاد رکھ جس طرح آگ و پانی کا جمع ہونا ناممکن ہے اس طرح معرفت الہی اور توبہ آخرت اور حبیبیہ کا جمع ہونا ناممکن ہے جس تک ہر لحظہ فکر و ذکر الہی میں مشغول نہ ہو گئے اس وقت تک حق تعالیٰ کی محبت پیدا نہ ہوگی جنہوں نے سرکشی کی اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دی تھی یہی ہے۔

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تو سمجھو ان مندوبہ جو عالم بقا کو سچا سمجھیں اور بہر اس ناپائیدار پر فریقہ ہوں ایک مرتبہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوہریرہؓ کا ہاتھ پکڑا اور کوڑی پر لا کر لکھا جہاں وہ دونی کہو پڑیاں اور نجاست و غلاظت کے ڈھیر اور بوسیدہ ٹہریاں اور پیٹ پرانے کپڑے پڑے ہوئے تھے فرمایا کہ دیکھو ابوہریرہؓ دنیا کی یہ حقیقت ہے ایک وقت وہ تھا کہ ان کو پڑیوں میں ہی تنہا ہی طرح آرزو میں ہوش مارتی اور حرص و ہوا البریر تھیں آج کس بری طرف کو ٹکے ہو پڑی میں اور پتھر و زمیں انہیں خاک کہا لیگی اور ان کا پیہ و نشان بھی نہ ہو گیا غلاظت جو نظر آ رہی ہے وہی تمہاری غذا ہے جسکو پیٹ کے اندر بہر نیسے حلال و حرام کا امتیاز نہیں ہوتا ایک دن وہ نہا کہ نہا تہ زینت ہی آراستہ نہا اور تنہا رہی محبت کی وہ خراب ہو گیا اور آج یہاں کوٹھے پر گندی حالت پر ہوا ہے اسکی پوسے لوگ بہائے اور گھیناتے ہیں اور یہ پرانے کپڑے کس وقت تمہاری چمک و مک و اسے لباس تہہ اور تم اپسر مغرور تھے اور اب کوئی انکا پرسان حال نہیں یہ حالت دنیا کی ہی اچھے وہی لوگ ہیں جنہوں نے انہیں ترک کیا اور ضرورت سے زیادہ نہ استعمال کیا۔

روایت ہے کہ جب مصر میں یوسف علیہ السلام کو مالک فروخت کر رہا تھا اور آچکے دیکھنے والے کوئی حیران شدہ نہ رہ گئے بالکل غبنوں ہو گئے اور کوئی صانع کی کاری گری مصنوع کے دیکھنے پر کرنے لگے یعنی یوسف علیہ السلام کے پیدا کر دیوالے کی تعریف ہے کہ حیرت ایسا حسین پیدا کیا کہ یہ سب کا پیدا کر نبی والا وہی جو چنانچہ مصر میں ایک عورت اولاد شداد بن حاد سے تھی اور نام انکا بازعہ تھا اور بیٹی طاغوت کی تھی اور شاہی خاندان سے تھی مہر سے یوسف کی جسد خضر سخی مضطرب ہشتیہ تمام مال و سامان لیکر وہ ہی حاضر ہوئی اور آئی پاس یوسف علیہ السلام کے لئے اختیار ہے

دیکھو کہ حضرت کو دیکھ کر کس قدر حیران ہو گیا

ہوئی سامنے جب کہ یوسف کے آ
کہا پھر یہ سٹ کو ہے کون تو
فرشتہ ہی یا حور ہے یا ہر سی
کہا مجھ کو خالق نے پیدا کیسا
یہ صورت ہے اسکی عطا کی ہوئی
کہا اس نے میں تو مسلمان ہوئی
غرض کے مسکو ترک کر کے کہتی تھی۔

اسی کی عبادت تھی ہے ضرور
نہ تجھ سے علاقہ کہ ہر یہ قصور
سب مال خدا کی راہ میں لٹا دیا اور ایک عبادت خانہ بنا وہیں عبادتیں مصروف ہوئی۔

نقل ہے کہ مسلمان فارسی ہر ماہ شہزادی ایک روز شکار کو گئے تھے راستہ میں ایک قافلہ بڑا ہوا تھا جو مد
سے آیا ہوا تھا کیا دیکھتے ہیں کہ انہیں ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اس کے قیام اور رکوع و سجود کو نیسے نکال دے نرم ہوا اور
اچھا معلوم ہوا اس شخص کے پاس گئے پاس گئے سنا تو وہ یہ پڑ رہا ہے ہوالدی لا الہ الا وہ عالم الغیبہ الشہادہ ہو
الترجمہ الحکم کلام بانی کی لذت نے کفر سے جی پھیر دیا اور اسلام کے ذائقہ کا مزہ اچھے دلیس آیا اس سے پوچھا اے
شخص تو یہ کیا کر رہا ہے اس نے کہا کہ خدا کی نماز پڑھ رہا ہوں اور کلام مجید کا کلام ہی اسکو پڑھتا ہوں کہا یہ خدا کا
کلام کس پر نازل ہوا ہے اس نے کہا مدینہ میں تھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں ان پر نازل ہوا ہے کہا
وہ کیسی شخص ہیں ایسے شخص کی صفات یہاں تک حضرت سلمان فارسی سے مشتاق ہو گئے اور یہاں تک اشتیاق
ہوا کہ شہزادی کی جوڑ کر کبیل اوڑھ لیا اور خفیہ مدینہ میں پہنچے جب یہ مدینہ میں آئے حضرت جبریل علیہ السلام رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور سارا ماجرا بیان کیا اور کہا رسول اللہ آپ کا استقبال کیجئے کہ وہ آپ کا
نہایت مشتاق و چنانچہ حضرت نے مع صحابہ کا استقبال کیا دیکھا کہ کبیل لٹیں عین غم کے کی کوئی سر پہ
اشتیاق جمال رسول اگر کم میں مست و سرشار چلے آتے ہیں جب انہوں نے آپ کو دیکھا بیتاب ہو کر کہنے لگی
اے شہدان لا الہ الا اللہ واشہد انک رسولہ بحق۔ آپ نے انکو نہیں میں لیا اور مدینہ میں لے آئے اور فرمایا
من احب سلمان فقد احبنی یعنی جس نے سلمان کو دوست رکھا اس نے مجھ کو دوست رکھا جب سلمان مدینہ
میں رہنے لگے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اچھی زبان فارسی تو ہم لوگ بالکل نہیں سمجھ سکتے آپ نے سلمان کو
بلا دیا اور کہہ لیا سلمان! کیا اس نے کول آپ نے اپنا لعاب وہیں ان کے منہ میں ڈال دیا فی الحال حضرت سلمان
عربی پوچھنے لگے۔ یہ لوگ تو جنہوں نے سلطنت دینا کو ترک کر دیا سلطنت ہی کو ترک نہیں کیا بلکہ دینا
کی حیرت ترک کر دی۔ اور رسول کی مہمت میں غرق ہو گئے۔

روایت ہے کہ قیام بیت کے دین زین الملک کی بیٹی نے شہر اور ستونوں سونے چاندی کے پس وہ

لوگ جنہوں نے ماں مارا یا مال والوں کو مارا یا مال چور یا بطور دغا و فریب کے اور دیکھا مال کہا یا وہ کتا فسوس ملیں گے اور آتش حسرت میں جلیں گے بعدہ آتش و دوزخ کا مزہ چکھیں گے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس آفت سے بچھڑائے۔ آمین۔

حضرت ابہر یہ رضی اللہ عنہ معاذ بن جبل سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دن زار و نزار رہتا ہوا خدمت جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا فرمایا کہ اے معاذ کس چیز نے تجھ کو رلایا عرض کیا یا رسول اللہ زار تاروں کہیں آفات لذات دنیا میں گرفتار ہو کر دولت آخرت سے محروم ہو جاؤں اور متاع ابدی اس مقام گمنامی میں گم نہ ہو جاؤں کچھ نصیحت فرمائیے کہ جب دنیا جی سے جائے اور حب عقیقی جی میں سماوے ارشاد کیا اے معاذ: ات پروردگار بلا شک بے نیاز ہو۔ دم گناہ سے بچتا رہ اور لذات گناہ سے ہٹتا رہ کہ کہیں تجھ کو مغرور کر کے نعمت جنت سے محروم نہ رکھے اور سختی عذاب آخرت کا کمرے اور عذاب آخرت کا ایسا ہو کہ ایک ساعت بلکہ ایک پل بھی کوئی اس کی تاب نہ لاسکے گا اور پس جو کوئی مصائب برائیوں اور صحبت برائے و شے بچے اور رفاقت بھلائی اور بھلوئی کر کے احکام خدا نیٹے بدل و جان مانے اور اپنی کی پیروی کرے اور مہر و حکم خدا اور رسول پر مرنے تو عالمی درجات پائے اور کوئی چیز مفید زیادہ صحبت چھٹے اہل شریعت عرفائے صاحب طریقت سے نہیں پس جو کوئی سعادت سرمدی اور دولت ابدی سے محروم رہا بلا شک اس نے دین و دنیا کو نپاہ کیا اس واسطے لکھا ہے کہ جو کوئی ہر روز تلاوت کلام اللہ اور کلام اللہ سے شرف نہ ہو گا سیاہ دل اور گم کردہ منزل ہو جاوے گا اور نذر ہو کر رات دن گنہگاری اور نافرمانی جناب باری میں گرفتار رہے گا اس واسطے میں اس کتاب میں حدیثوں اور اقوال صحابیوں اور افاضل صدیقیوں اور زہدوں اور حق پرستوں کا لکھا ہے تاکہ ہر خاص و عام کو ہدایت کی راہ دکھائے۔ اور عمل خیر کی الہ پاک کو فقیہ دے آمین ثم آمین۔

لقل ہو کہ حضرت غوث اعظم رحمہ کی پاس شاہ شجر نے لکھا تھا کہ ملک نیمروز کا ایک حصہ اپنی خانقاہ کے خرچ کے لئے نذر کرنا چاہتا ہوں قبول فرمالیجئے آپ نے جواب میں دو شعر لکھے۔

ہوں جیتہ بخیزی رخ بخت سیاہ باد در دل اگر لہو دیوس ملک شجرم
زاں کہ کہ یا فتم خبر از ملک نیم شب من ملک نیمروز بیک جوئی خرم

یہ لوگ تھے جنہوں نے دنیا و دین دونوں میں لگایا تھا اللہ اللہ کر کے اللہ کو پایا تھا۔

از سلک مروارید حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اقوال۔ آخرت کا نعم دلیں ایک نذر ہو دین کا نعم دلیں ایک اندھیر ہے جس نے دنیا کو چھوڑا خدا کا محبوب ہوا جس نے طبع کو چھوڑا وہ دنیا کا محبوب ہوا اور آپ نے فرمایا ہے میں چار باتوں میں عبادت کا مزا پایا۔

۱) فراغ فی اللہ کے ادا کرنے میں ۲) خدا کی حرام کی ہوئی چیز و شے بچنے میں ۳) خدا سے ثواب

کی امید پر نیک کام بنانے میں (۴) غضب الہی سے ڈر کر بڑے کام سے رکے میں۔
 حج و عمرہ قصہ حضرت اسماعیل بیچ اللہ ماہ اذن فی الناس باح یا لوک رجالا و علی کل ضامیر یا تین من
 ذمی الحجہ و قربانی وزیرات مدینہ منورہ کل بیچ عقیق۔ یعنی پکارنے لوگوں میں حج کیو اسلے کہ
 آوین تیری طرف ہیائے اور سوار۔

فمن حج البیب و عمر فلہ جنات علیہ ان لطوف بہا ومن تطوع خیرا فان اللہ شاکر علیم۔ یعنی پس جو کوئی
 حج کرے گھر کا یا عمر کرے گھر کا پس نہیں گناہ او پر اسکے یہ کہ طواف کرے بیچ ان دونوں کے اور جو کوئی پہلانی
 کرے پس اللہ قدر دان ہے جانے والا ہے۔

و اتوا حج و العمرة لہ عمرہ و حج واسطہ اللہ کے لور اکرو۔ جو شخص نہ کعبہ کا اشتیاق رکھو اور اس شوق میں اسکی
 آنکھوں سے آنسو نکلے تو خدا تعالیٰ فرشتوں کو پکار کر فرمائے کہ دیکھو میرے بندہ کو کسی اسکی آنکھیں میری گھر
 کے اشتیاق میں رو رہی ہیں تم گواہ رہو کہ میں نے گناہ بخش دئے اور اسکے جیون کی پردہ پوشی کی۔

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حاجی احرام باندھتے ہیں اور تکبیر کہتے ہیں تو حق تعالیٰ فرماتا ہے
 کہ اے میرے فرشتوں میرے بند و مکر و دیکھو کہ میرے گھر کے اشتیاق میں بڑا مسافر کیا اور اپنا گھر چھوڑ دیا
 بکسر و تہلیل سوز میں نہ رہو گئی گواہ رہو کہ میں ان سے خوش ہوں اور انکی توبہ قبول کی اور انکے گناہ بخش دئے

اور بہشت انکو حلال کر دی اور دوزخ انپر حرام یہ میرے دوست ہیں اور انکا دوست میں ہوں میری
 ملک میں اور میں انکا مالک ہوں اور انپر حساب کا دفتر نہ کہو لو گنا اور انکے لئے سمیران نہ کہو گنا۔ اور حضرت
 نے فرمایا کہ اپنی گھر سے جو شخص حج کر نیکیلے یا ہر آئے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے کہ گویا ابھی

اپنی ماں پیدا ہوئی اور اسکیلے ہر قدم کے بدلے جنگ گھر لوٹ کے آئے ستر برس کی عبادت کا ثواب ہر
 اور چالیس روز تک اسکی دعا قبول ہو اور چار سو آدمیونکی شفاعت اسکے گھر والوں کیسے قبول ہو گئی۔
 آئے سعید حج عمر بھر میں ایک بار ضرور کوئی عبادت ہو۔ اسکے تارک کا باوجود استطاعت کے وہی حکم

تارک نماز روزہ و زکوٰۃ پر عمل ہے بلا لغات کے۔ فرضیت حج کی قرآن شریف و حدیث و دنوں سے
 ثابت ہے۔

حاجی سیٹ راوی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ جو شخص مالک ہو زارہا کہ جو کہ پہنچا وے اسکو بیت اللہ تک
 پھر اسنے حج نہ کیا اب وہ یہودی مرے یا نصرانی۔ حج ادا کرنا ایک سب گناہ معاف ہوتا ہے جیسے کہ اب
 نے اسے ابھی جنا کر بغیر اسکے کہ فسق کیا ہو یا زبان سے ناشائستہ کہا ہو اور ارشاد نبوی ہے بہت سی گناہ ایسے ہیں
 کہ کوئی بہتر اس کا کفارہ نہیں ہو سکتی مگر عفت میں گھڑا رہنا۔

اور ارشاد نبوی ہے کہ شیطان کسی دن اس سے زیادہ غوار ذلیل و زور و عافے سے زیادہ نہیں ہوتا کیونکہ اس
 روز حق تعالیٰ خلائق پر اپنی رحمت نازل کرتا ہے اور گناہ کبیرہ بخشتا ہے۔

اور ارشاد ہے جو حج کے خیال سے گھر سے نکلا اور راہ میں مر گیا قیامت تک ہر ایک سال اسکے واسطے حج عمرہ لکھتے ہیں۔ جو شخص کہ میں یاہ نہ میں میں مرجاؤں وہ حساب سے بیفکر رہے گا حج مرد و یتا اور ماہما سے بہتر ہے اور اس کا بدلہ بہشت ہے۔

روایت ہے خانہ کعبہ کو فرشتے عرس کی طرح آراستہ کر گئے اور میدانِ حشر میں چلنے لگے ارشاد راہ میں وہ میری قبر کی طرف سے ہو کر گذرے گا اور زبانِ فصیح مجھ سے کہے گا السلام علیک یا محمد رسول اللہ اور میں اس کے جواب میں کہوں گا وعلیکم السلام بابت اللہ تو میری امت کے ساتھ کیا سلوک کرے گا تو کعبہ کہے گا کہ اسے محمد تیری امت سے جو میری زیارت کو آگیا ہے تم اس کی طرف سے خاطر جمع رکھو بانی کی سفارش آپ کی ہے۔

اور کہتے فرمایا کہ حج قبول کی نشانی یہ ہے کہ حاجی کا حال اس حال سے بہتر ہو جائے جو حج کر نیسے پیشتر تھا۔ ایک بزرگ نے عرفی کی شبِ خواہ میں دو فرشتوں کو دیکھا ایک فرشتے نے دوسری فرشتے سے پوچھا کہ تو جانتا ہے اس سال کتنے حاجی تھے کہا نہیں کہا چھ لاکھ آدمی تھے پھر پوچھا کہ کتنو حج قبول ہوا کہا نہیں کہا چھ لاکھ آدمی حج قبول ہوا یہ وہ کہتے ہیں کہیں بیت کے مانے نیند سے اٹھا اور نہایت تنگیوں ہوا اور کہا کہ ہرگز میں ان چھ میں نہ ہوں گا اس اندیشہ و غم سے شعرِ احرام کو پہنی اور سو گیا پھر وہی دو فرشتے میرے خواہ میں آئے پھر ایک اسےں کا بولا کہ تو جانتا ہے کہ حق تعالیٰ نے خلائق میں کیا حکم کیا ہے بولا نہیں جانتا کہا ایک ایک کی خاطر ایک ایک لاکھ بخش دیا پھر میں شاد ہو کر خواہ میں بیدار ہوا اور شکرِ حق ادا کیا۔

اور حضرت نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ ہر سال چھ لاکھ بندے حج میں بیت اللہ کی زیارت کریں جب اس تکم ہوں تو عدد کے پورا کر نیکھنے ملائک کو بھیجا جائے گا۔ اور عمرے کا وقت تمام سال ہے اور حج کے نو دن ذی الحجہ ہیں۔

اور حج واجب ہونی کی شرطیں پانچ ہیں ایک اسلام۔ اور بلوغ۔ اور عقل۔ اور آزادی۔ استطاعت استطاعت کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ قدرت ہو کہ اپنے تن سے حج کرے اس کو واسطے تین چیزیں ضروری ہیں۔ ایک تندرستی دوسرے بیفکری راہ کہ جہیں دریا خطرناک یا ایسا دشمن جس سے جان مال کا اندیشہ ہو نہ ہوے۔ تیسرے یہ کہ استعمال رکھتا ہو کہ آنے جانے کے خرچ کو اور پہر آنے تک زن و فرزند کے نفقہ کو واسطے کفایت کرے بعد اسکے یہ کہ سال قرض ادا کیا ہو اور سواہی کا گریہ رکھتا ہو اور پیدل چلنا پڑے اگر سال رکھتا ہے مگر تندرستی نہیں تو وہ حج بدل کر اٹھے حج کے ارکان پانچ ہیں۔ احرام۔ اور طواف۔ اسکے بعد سعی اور عرفات میں کھڑا رہنا اور ہالِ مونڈنا۔

واجبات حج جن کے ترک کر نیسے حج باطل نہیں ہوتا ہر ایک بکرا یا بچہ گرنال لازم ہوتا ہے چہ چیزیں ہیں ایک احرام باندھنا یہ مقامات سے اگر وہاں بغیر احرام کے گذرے گا تو ایک کو سفند واجب ہونی لنگریاں پھینکنا غروب آفتاب تک۔ عرفات میں ٹھہرنا۔ اور رات کو مزو لہ میں مقام کی تاوا۔ مناسکین مثلاً

کرنا اور طواف اسباب

حج میں چھ چیزیں سنت ہیں۔ ایک لباس پہننا کہ اس میں پیرا سن اور شلوار اور دستار اور سونہ پٹنا درست نہیں بلکہ لنگ باندھی اور چادر اوڑھنا اور انھیں پہنے اگر نعلین میسر نہ ہوں تو کفش درست ہی اگر لنگ نہ ہو تو شلوار درست ہو اور ہفت انام کو لنگ سے ڈھانکنا۔ واسطے سر پہنا رکھنا اور عورت کو چاہیے کہ عادت سے موافق لباس پہنے پرنہ کو نہ چھپائے اگر عورتیں محل یعنی عماری میں رہیں تو درست ہی اور دوسرے یہ کہ خوشبو نہ لگائے اگر عطر لگایا ہو یا لباس پہنا ہو اگر اپنا لگو سفند واجب ہوئی تیسرے یہ کہ بال نہ مونڈے اور ناخن نہ تراشے اگر بال مونڈے اور ناخن تراشے تو کو سفند واجب ہوئی سوسہ لگانا حمام میں جانا قصہ و حجامت کرنا اور بالوں کو کنگھی کرنا تا جو میں نہ پڑیں درست ہی چوتھے ہمارے کہ ننگا تو ایک اونٹ یا گائے یا سات گاوے یا سب ہو ویکے اور حج باطل ہو گا اور قصدا واجب ہوگی لیکن حج فاسد نہ ہو گا یا پنجوس عورت کو ہونا اور بوسہ دینا درست نہیں اور جو چیزیں ناقص طہارت ہو جیسے اور عورت سے نہ لینے میں کو سفند واجب ہو گا۔ چھٹے یہ کہ شکار درست ہو اور اگر مید کو مانے کا تو اسکی مائدہ واجب ہو گا۔ اونٹ یا گایا کو سفند چاہیے کہ حج کے جانیسے پہلے تو بکر سے نہا حکم ہو وہ بچکے اور خشک اور خشک سے اور جو کہ کسی کا کچھ دینا ہو وہ دیکھو جو بولے الضایق اس سے ہوئی ہو مطابق شرع شریف کے کہے اور زن و فرزند کا نفقہ دیوے اور وصیت نامہ لکھے اور مال حلال سے زاد راہ لیوے اور شبیر کی چیز سے حذر کرے کہ نہ مال مشبہ خرچ کرے کہ حج کر چکا تو اس کے حج قبول ہونے میں تاہل ہی اور اتنا زاد راہ ساتھ رکھے کہ فقیر اور محتاج سے سلوک کر سکے اور گھر سے نکلنے کے آگے سلامتی راہ کے لئے کچھ خیرات کیسے ہمراہی میں ایسے رفیق صالح کو پیدا کرے جو سفر کر رہا ہو اور راہ کے امورات میں اسکا غمخوار رہے اور وطن کے دوستوں سے ملے رخصت لیوے مگر یا کا خیال نہوا و گھر سے نکلنے کے پہلے دو رکعت نفل پڑھے پہلی رکعت میں بعد فاتحہ کے قل یا ایہا الکفر و ان اور دوسری میں بعد فاتحہ قل ہو اللہ اور آخر میں لیوے اللہ انت الصاحب فی السفوات الخلیفۃ فی الارض اللہ و المال احفظنا و ایاہم من کل آفتۃ اللہ اننا نسلمک فی میسرنا لہ و البر و التقویٰ و من العمل یا ترعنی جب بیعتات کو پہنچا جہان سے قافلے والے اتمام باندھتے ہیں اول غسل کرے بال مونڈے اور ناخن تراشے اور سیاہو لباس اتار ڈالے سپید لنگ باندھی اور سفید چادر اوڑھنے اور احرام کے آگے خوشبو لگا دے جب چلنے لگے تو زبان سے کہے لبیک اللہ لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعۃ لک و الملک لا شریک لک اور نہیں کلمات کو بار بار کہتا کہ جب کوئی بار آئے یا کوئی تشبیب آئے جب ہی تلبیہ کہے ان قافلوں اوٹکے ان میں بائیں چلنے حجر و شجر ہوتے ہیں سب یہی کہتے ہیں جو کہ اوپر مذکور ہوا ہے۔ انھذا میرن تک شرفی و عرب سب تلبیہ کہتے ہیں اسکے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا نے منعقت کر لیتے اور استغفار من النار فرماتے۔ اور حج میں نو سب سے غسل کرنا سنت ہے

احرام۔ اور ثقل کہ اور طواف زیارت اور وقوف عرفات اور مقام مزدلفہ اور تین پھر پھینکنے کے
 خاطر مردن میں اور طواف و دہر لیکن حجۃ العقبہ میں سنگ اندازی کی خاطر غسل درکار نہیں اور حج
 کام کو مکہ میں گیا تو بیت اللہ نظر پڑے ہی یوں کہ لا الہ الا اللہ اکبر اللہم انت السلام و منک السلام و
 ادک دار السلام تبارکت یا ذا الجلال والاكرام اللہم نہایتیک عظمتہ و شرفہ و کرمہ اللہم خذہ تعظیماً
 وزدہ اشرفیاً و تکریماً و زدہ جہانہ و زد من حجۃ براڈ کرامتہ اللہم افرح لی ابواب رحمتک و ادخلنی جناتک
 و اعدنی من الشیطان الرجیم۔ من بعد بنی شیبہ کے دروازے سے مسجد میں جاوے اور حجر اسود کے نزدیک
 جا کے اسکو بوسہ دے اگر آڑہ ہام کے سب سے پاس نہیں جاسکتا ہی ہاتھ اسکی طرف لینا کر کے یوں کہ اللہم
 امانتی اذینہا و میثاقی تعاہدات اشہد لی بالمواقاة پس طواف کی طرف مشغول ہوئے۔
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حجر اسود زمین پر خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہے اسکی وجہ سے اپنی نبرد سے معاف
 کرتے جیسے تم اپنے آپس میں مصافحہ کرتے ہو یا حجر اسود دینا پر ہیبت کی چیز و نئے ہے۔
 معلوم کیجئے کہ طواف کیلئے نماز کے مانند بدن اور کپڑے کی طہارت اور ستر عورت شرط ہے لیکن طواف
 کی حالت میں بات کرنی مباح ہے پہلے سنت اصطباع اسکو کہتے ہیں کہ لنگ کے نیچے سیدھی ہاتھ کے
 نیچے کرے اور اسکے دونوں کنارے بائیں کانڈھے پر ڈالے اور بیت اللہ کو پہلو کی طرف کر کے حجر اسود کو طواف
 آغاز کرے اسطور پر اور بیت اللہ میں تین قدم سے کم ہو پاؤں شادرواں پر نہ کہ کہ وہ بیت اللہ کی حالت میں
 داخل ہے۔ اور طواف کی ابتداء میں یوں کہ اللہم ایما یک و تصدیقاً بک بک و قاء بعدک و ابتعا حسنتہ
 بینک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور جب دروازے پہنچے یوں کہ اللہم نہایت الیت بینک و نہ الحرم حرمک و
 نہ الاس اسک و نہ امقام العابد تک من النار اور جب رکن عراقی کو پہنچے یوں کہ اللہم انی اعوذ بک
 من الشک والشک و الکفر والتفارق و سوء الاخلاق و سوء المنظر فی الابل و المال والوال حب و داء
 کے نیچے پہنچے یوں کہ اللہم انظنی تحت عرشک یوم الاظلال الاظلال عرشک اللہم اسقنی بحاس محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم شراباً طاماً بعدہ ابداً اور جب رکن شامی کو پہنچے یوں کہ اللہم اجعلہ خجراً مبروراً وسعیاً مشکوراً
 و ذنباً مغفوراً و تجارتاً فی ثبوتہ یا معزی یا غفوراً غفوراً رحم و تجا و زعمنا تعلم الک انت الاعز الاکرم۔ اور
 جب رکن یمانی کو پہنچے یوں کہ اللہم انی اعوذ بک من الفقر و من غدا ب القبر و من فتنہ الحیاء و المات
 و اعوذ بک من الخمر فی الدنیا و الاخرة اور رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یوں کہ اللہم ربنا اثبتنا
 فی الدنیا حسنتہ و فی الاخرة حسنتہ و قنا عذاب النار و قنا برحمتک عذاب القبر و عذاب النار
 بار اسطر طواف کیسے اور ہر بار دعائوں مذکورہ کو پڑھے ہر گردش کو ایک شوط کہتے ہیں تین شوط
 جلدی اور نشاط سے جاوے اور اگلی بیت اللہ کے نزدیک اڑھام ہو تو دو دور جا کے جلد جلد طواف کیسے
 آخر چار شوط میں آہستہ چلے اور ہر ایک بار حجر اسود کو بوسہ دیوے اور رکن یمانی پر ہاتھ پیرے اور

الگ اڑدیا م کے سب سے بڑا تہہ بھی نہیں مل سکتا تو ہاتھ سے اشارہ کرے جب ساتھ شوط تمام ہو تو بیت اللہ اور سنگ اسود کے درمیان کھڑا پیچ پیٹ اور چپاتی اور سید یا رخسار کعبہ کی دیوار سے لگا دے اور دونوں کف دست دیوار پر رکھ کے اس پر سر رکھے یا کعبہ کے آستان پر رکھے اس جگہ کو مترم کہتے ہیں اور اس مقام کی دعا مستجاب ہوتی ہے یوں دعا مانگے اللھم یا رب البیت العتیق اعنق رقبتی من النار واخذنی من کل سوء ارزقنی ما رزقنی وبارک لی فیما تیتنی من بعدہ وود شریف پڑھے اور استغفار کہے اور مراد مانگے من بعدہ دعا کے ساتھ کھڑا رہے دو رکعت نماز گزرائے اسکو دو گانہ طواف کہتے ہیں طواف کی تمامیت اس سے ہے پہلی رکعت میں الحمد کے بعد قل ایہا الکافرون دوسری میں انھد و قل ہو اللہ احد پڑھے نماز کے بعد دعا مانگے اور جب تک سات شوط نہوں ایک طواف تمام نہیں ہوتا تو ہر دفعہ دو گانہ گزرائے من بعدہ جبر اسود کے پاس جا کے بوسہ دیوئے ختم اسی کو کرے اور سعی کی طرف مشغول ہو سکے۔

حضرت علی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کعبہ شریف کے گرد ستر ہزار فرشتے ہیں طواف کر نیوالوئی مغفرت جانتے ہیں۔

چاہئے ہیں۔ خانہ کعبہ کو مثل ایک دامن جلوہ دینگے جس کسبھی کج کیا نہ وہ اسکے گرد ہونگے اور اسکے پر و نہیں ہائے مارینگے بہاننگ کہ بہشت میں جاویں۔ اور اس طرح ہی حدیث میں آیا ہے جو شخص مکہ کے راستہ میں مر جائے مکہ سے آئے ہوئے یا مکہ کو جائے ہوئے تو اللہ تعالیٰ ہر سال اس کیلئے ستر حج اور ستر عہد لکھے گا۔ پس چاہئے کہ کوہ صفا کی طرف جائے اور اتنی میسر ہو نہیڑے کہ کعبہ شریف نظر آئے پھر کہنے کی طرف متوجہ ہو کہے لاله الا اللہ وحده لا شریک لہ الملک والہ الحمد یعنی مکیست و ہوجی لایموت بیدہ الخیر وہو علی شئی شیء قدیر لاله الا اللہ وحده مدق و نصر عہدہ و اعز عہدہ و اعز حیانہ و ہزم الاغراب حدہ لاله الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون۔ دعا کرے اور مردمان کے اعزہ و ہال سے اترے اور سعی شروع کرے کہ وہ مردہ تک پہنچے آہستہ چلے اور کہے رب اغفر وارحم وتجاوز عن علم انک انت الاعز الاکرام اللہم ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وقنا عذاب النار اور میل سبز جو مسجد کے کونے پر ہے پہنچے تک آہستہ چلے اسکے آگے چلے گزنی مقدار جلد جلد چلو تاد و سر سے میل کو پہنچے پھر آہستہ چلتا شروع کرے تاکہ مردہ تک پہنچے اسپر چہلے صفا کی طرف منہ کرے وہی وہی دعا نہ کورہ پڑھے یہ ایک بار ہوا جب صفا کو جاوے گا دوبار ہونگے سیطرح سات بار اسطور سے کرے جب اس سے فرائض ہوئے تو طواف قدوم اور طواف سعی بجا لائے اور حج میں یہ سنت ہے لیکن وہ طواف ہو رکن ہے و توقف عرفات کے بعد ہو گا اور سعی کی حالت میں طہارت سنت ہو اور طواف میں واجبیت اور سعی اس سے کافی ہے کہ توقف کے بعد ہی کر دینا شرط نہیں لیکن چاہئے کہ طواف کے بعد ہو اگرچہ وہ طواف سنت ہو۔

چاہئے ہیں۔ خانہ کعبہ کو مثل ایک دامن جلوہ دینگے جس کسبھی نہ کیا وہ اسکے گرد ہونگے اور اسکے پر و نہیں ہائے مارینگے بہاننگ کہ بہشت میں جاویں۔ اور اس طرح ہی حدیث میں آیا ہے جو شخص مکہ کے راستہ میں مر جائے مکہ سے آئے ہوئے یا مکہ کو جائے ہوئے تو اللہ تعالیٰ ہر سال اس کیلئے ستر حج اور ستر عہد لکھے گا۔ پس چاہئے کہ کوہ صفا کی طرف جائے اور اتنی میسر ہو نہیڑے کہ کعبہ شریف نظر آئے پھر کہنے کی طرف متوجہ ہو کہے لاله الا اللہ وحده لا شریک لہ الملک والہ الحمد یعنی مکیست و ہوجی لایموت بیدہ الخیر وہو علی شئی ع قدیر لاله الا اللہ وحده مدق و نصر عہدہ و اعز عہدہ و اعز حیانہ و ہزم الاغراب حدہ لاله الا اللہ مخلصین لہ الدین و لو کرہ الکافرون۔ دعا کرے اور مردمان کے اعزہ و ہال سے اترے اور سعی شروع کرے کہ وہ مردہ تک پہنچے آہستہ چلے اور کہے رب اغفر وارحم وتجاوز عن علم انک انت الامز الاکرام اللہم ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و قنا عذاب النار اور میل سبز جو مسجد کے کونے پر ہے پہنچے تک آہستہ چلے اسکے آگے چلے گزنی مقدار جلد جلد چلاؤ واد و سرے میل کو پہنچے پھر آہستہ چلتا شروع کرے تاکہ مردہ تک پہنچے اسپر چہلے صفا کی طرف منہ کرے وہی وہی دعا نہ کورہ پڑھے یہ ایک بار ہوا جب صفا کو جاوے گا و بار ہونگے سیطرح سات بار اسطور سے کرے جب اس سے فرائض ہوئے تو طواف قدوم اور طواف سعی بجا لائے اور حج میں بیسنت ہی لیکن وہ طواف ہو رکن ہے و توقف عرفات کے بعد ہو گا اور سعی کی حالت میں طہارت سنت ہی اور طواف میں واجبیت اور سعی اس سے کافی ہے کہ توقف کے بعد ہی کوفی شرفائیں لیکن چاہئے کہ طواف کے بعد ہو اگرچہ وہ طواف سنت ہو۔

پس چاہئے کہ کوہ صفا کی طواف جائے اور اتنی سیڑھیں چڑھے کہ کعبہ شریف نظر آئے پھر کہئے کی طرف متوجہ ہو کے کہے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک والہ الحمد یحییٰ و یمیت و ہونٰی لاموت بیدہ الخیر و ہونہ الخیر علیٰ کل شیء قدیر لا الہ الا اللہ وحدہ مدق و لقرعہ و اعوجبہ و اعوجبہ و ہزم الاغراب حدہ لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین و لو کفرہ الکافرون۔ دعا کرے اور مردمان کے ابدہ و ہاں اترے اور سعی شروع کرے کہ وہ مروہ تک پہنچے آہستہ چلے اور کہے رب اغفر وارحم و نجنا و زعمنا انک انت الاعز الاکرام اللہم ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و قنا عذاب النار و ارسل سبجہ و سجدہ کے کوئے پر ہے پہنچے تک آہستہ چلے اس کے آگے چلے گزری مقداد جلد چلے چلا تا دوسرے میل کو پہنچے پھر آہستہ چلتا شروع کرے تاکہ مروہ تک پہنچے اسپر چڑھ کر صفا کی طرف منہ کرے وہی وہی دعا نکورہ پڑھے یہ ایک بار بواجب صفا کو جاوے گیاد و بار ہوئے اسطرح سات بار اسطور سے کرے جب اس فراغت ہوئے تو طواف قدم اور طواف سعی بمجالسے اور حج میں بیسنت ہو لیکن وہ طواف جو رکن ہے و توقف عرفات کے بعد ہو گا اور سعی کی حالت میں طہارت سنت ہو اور طواف میں واجبیت اور سعی اس کا کافی ہے کہ توقف کے بعد سعی کر فی شرفا نہیں لیکن چاہئے کہ طواف کے بعد سو اگرچہ وہ طواف سنت ہو۔

معلوم کیے اگر عرفی کے و ن اہل قافلہ عزفات کو پہنچیں تو طواف قدم بجان لاویں اگر عرفی کے آگے

پہنچے ہیں۔ تو طواف قدم بجالائے اور ترویہ کے دن کے سہل کر اس رات کو منامین میں دوسرے دن عرفات کو جاویں اور وقوف کا وقت بعد از زوال کے ہوتا ہے عرفے کے دن اس وقت تک کہ روز عید الفصحی کے بعد پہونچا گج قوت ہو گا اور چاہی کہ عرفے کے روز غسل کرے اور عصر کی نماز ظہر کی نماز کیسا ملے ملا کے پڑھے دعائیں مشغول ہوئے اور ملنے کے دن روزہ نہ رکھے تا قوت سے دعا مانگ سکے۔

حج سے اصل غرض یہ ہے کہ اس وقت شریف میں عزیز و مکمل اکتھے اور اٹھی دعائیں قبول ہوتی ہیں اس وقت بہترین ذکر لالہ الا اللہ ہے اور چاہیے کہ اس وقت زوال سے لیکر شام تک تضرع و زاری اور استغفار اور توبہ بفضوح کرے اور گناہ گذشتہ کی معافی چاہے اس وقتیں پڑھنے کی دعائیں بہت سی ہیں جن کا لکھنا طوالت کا موجب ہو گا۔ جسے جو کچھ یاد ہو اس وقت پڑھے کہ سب ادعیہ مانورہ اس وقتیں پڑھنا بہتر ہے اگر یاد نہیں کر سکتا تو لکھی ہوئی دیکھ کر پڑھے یا دوسرے سے پڑھو کے آپ آمین کہے اور آفتاب دہنے سے پہلے حد و عرفات سے نہ نکلے۔

عرفات کے بعد منزلہ کو جاوے اور غسل کرے کہ منزلہ حرم میں داخل ہوا اور مغرب کی نماز میں تاخیر کرے عشا کیسا اتم ملا کر پڑھے ایک اذان اور اقامت سے اگر ہو سکتا ہے تو اس رات کو منزلہ میں شب بیداری کرے کیونکہ یہ رات بڑی نفیست کی ہو اور یہاں مقام کرنا از حجاب عبادت ہو اور جو کوئی مقام نکرے ایک گوسفند ذبح کرنا ضرور ہو گا اور منی میں پھینکے کیواسطے یہاں دو سات کنگریاں تھیر کی اٹھائے کہ ایسے پتھر وہاں اکثر ملتے رہتے ہیں دوپہر رات کو جاوے اور صبح کی نماز نہ پھرے سے ادا کرے اور جب منزلہ کے آخر میں جسکو شعر اکرام کہتے ہیں پہنچے اچالا ہوئے تک پھرے وہاں ایسی جگہ میں پہنچا جسکو وادی محشر کہتے ہیں حال و رات کو جلدی چلاوے اگر زیادہ ہو آپ جلدی چلے تاکہ اس وادی کا میدان ملے ہو کہ سنت یہی ہے پس عید الفصحی کو کبھی تکبیر کہا کرے اور یہی تلبیہ جب تک اس بلندی کو پہنچے جسے حمرات کہتے ہیں اور اس گز لے کر اس بلندی پہنچے جو راستے کی سید ہی طرف واقع مغرب اور منہ قبلہ کی طرف ہو اسکو حمرۃ الغقبہ کہتے ہیں جب آفتاب ایک نیزہ بلند ہو سات پتھر اس حجرے میں پھینکا اور منہ قبلہ کی طرف رکھنا اولے ہے اور یہاں تلبیہ کے عوض تکبیر کہے اور پھر ایک پتھر پھینکے کیوقت یوں کہے اللہم قصد لقا بکتا یک و ابتعا لسانہ بینک اور جب فراغت حاصل ہو تلبیہ و تکبیر موقوف کرے نماز قرائت کے بعد کہا کرے یا ام تشریق کے آخر روز کی صبح تک اور وہ عید کے دن سے چوتھا دن پر پھر اپنے قیام گاہ کو جاوے اور دعائیں مشغول ہوئے پس قربانی کرے۔ من بعد سر کے بال مونڈے اب صرف جملع اور شکار کے سب ممنوع چیزیں حلال ہو گئی پھر کے کو جاوے طواف رکن بجالائے جب شب عید سے آدھا حمد گزرتا ہے اس طواف کا وقت آتا ہے پراونی یہ ہے کہ عید کے دن طواف کرے اسکا آخری وقت عین نہیں لیکن دوسرا نخل حاصل ہو گا اور جہاں کرنا حرام رہے گا اور عید کو

حلال ہو گا اور حرام سے نکلے گا۔

جب عمرے کا بجالانا چاہتا ہے تو غسل کرے احرام کا لباس جیسے حج میں پہنتے ہیں پہنے اور کسے نہ نکلے بقا
عمرہ تک جائے اور تیغ و جمرانہ و حدیبیہ ہے اور عمرے کی نیت کرے اور کہے لبیک لہجرۃ اور مسجد حارثیہ
کو جائے دو رکعت نماز گزراے پھر کہہ کر آئے راہ میں لبیک کہے اور مسجد میں پہنچنے کے بعد سر منڈی عمرہ
اس کے تمام ہو گا اور یہ عمل تمام سال کر سکتے ہیں اور جو شخص ماں بہت لاپے چاہیے جتنے بار ہو سکے عمرہ بجالے
ہیں تو طواف کرے اور یہی نہیں ہو سکتا تو نیت اللہ کو دیکھے اور نماز گزراے تعظیماً نکلے پاؤں جائے
اور آب زمزم پیٹھ کرے اور جس نیت سے پیو گیا شفا حاصل ہوگی۔

حدیث میں آیا ہے کہ ایک شب ابراہیم غلیل اللہ نے خواب دیکھا کہ کوئی کہتا ہے کہ اے ابراہیم! تم کو قربانی
کر لہنا حضرت ابراہیمؑ نے صبح کو اٹھ کر دوسوا ونٹ ذبح کیا اس طرح تین دن تک خواب دیکھا اور پھر تینوں
دن دوسوا ونٹ قربانی کئے پھر چوتھی شب کو خواب میں دیکھا کہ اپنے فرزند اسمعیلؑ کو قربانی کر سچ ہے پیغمبر کا
خواب بسترہ وحی کے ہے۔ فجر کو نیندا سے اٹھ کر حضرت سارہ خاتون رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھ کو خواف میں حکم
ہوا ہے کہ اپنے فرزند کو قربان کر اسمعیلؑ کے سو ا کوئی فرزند میرا نہیں تم کو تو میں اللہ کی راہ میں اسمعیلؑ
کو قربان کروں اور رضائی الہی حاصل کروں حضرت سارہؑ نے کہا کہ بہت مناسب اللہ کی راہ پر
خدا کرو اسکے بعد حضرت غلیل اللہ سوا و سو کہ باجرہ رخ کے پاس آ پہنچے اس وقت اسمعیلؑ کی عمر نو برس
کئی تھی حضرت نے باجرہ رخ کو فرمایا کہ اسمعیلؑ کے سر کو کٹھی کر کے بال اسکے مشک سے عینہ سے خوشبو دار
کرا دیا آج جو نہیں سرمہ لگا کر اوپر پاکیزہ کپڑے سے سنوار دے کیونکہ میرے ساتھ دعوت میں جائیگا کاتب
باجرہ رخ نے انکو ہنوا دیا کہ کپڑے پہنا کر کہا کہ تم اپنے باپ کے ساتھ ضیافت میں جاؤ و نہ مت جہری اور
رسی اسٹین کے نیچے چمپا کر حضرت باجرہ رخ کے سامنے سے نکل آئے اور حضرت اسمعیلؑ حضرت ابراہیمؑ
علیہ السلام کے پیچھے چلے آئیں شیطان لعین آکر حضرت باجرہ رخ سے بولا کہ اسمعیلؑ تمہارا کہاں ہے حضرت
باجرہ رخ نے کہا کہ اپنے باپ کے ساتھ ضیافت میں گیا ہے شیطان نے کہا کہ افسوس اس بیچارہ کو
ذبح کرنے لیگا یہی حضرت باجرہ رخ نے کہا معاذ اللہ تم نے سنا ہے کہ کبھی باپ نے بیٹو کو بے گناہ مارا ہے
ابلیس نے کہا کہ خدا نے حکم کیا ہے باجرہ رخ نے فرمایا اگر خدا کا حکم ہے تو میں بھی اسکی بھڑا پر راضی ہوں
پس ابلیس حضرت اسمعیلؑ کے پاس آیا اور دیکھ کر کہا کہ ہتھوڑ لڑکا ہے راہ سے الٹیہ بہکا سگو نکات
کہا اے اسمعیلؑ تو کہاں جاتا ہے آئے کہا باپ کے ساتھ ضیافت میں جانا ہوں شیطان نے
کہا کہ نہیں تمکو ذبح کرنے کوئے جاتے ہیں حضرت ذبح اللہ نے شیطان کو جواب دیا کہ کیاں باپ کے
پیٹے کو نیگناہ مارا ہے تم نے سنا ہے ابلیس نے کہا انکو خدا تعالیٰ نے حکم کیا ہے اس پر اسمعیلؑ
نے اسے کہا اگر خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے تو ہزار اجان میری اسکی راہ پر فدا ہے شیطان اپنا منہ

لیکر رہ گیا اور حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل اور آگے قدم بڑھائے جا رہے تھے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا
اے باپ میرے مجھے آپ کہاں لے جاتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا قولہ تعالیٰ قلما یخلف معہ استغفر
یا بیٹی اتی اری فی المنام انی اذکک فانظر لذلک تری پھر اس کے ساتھ دوڑتے پیچھے کہا اے بیٹی میں تو نہیں دیکھتا ہوں
کہ تجھ کو ذبح کرتا ہوں پس دیکھ کیا دیکھتا ہے تو یعنی اس امر میں کہ کیا کہتے ہو آپ نے کہا اے باپ خدا کے دوست ہوں
کہ نہیں سونے میں آپ بھی اگر سوئے تو یہ سعادت و اجر کیونکر حاصل ہوتی حالانکہ آپ خدا کے دوست کہلاتے
ہیں آپ کو سونے سے کیا کام ہے بڑی سعادت کہ جب آپ سو گئے تب تک پانی قولہ تعالیٰ قال یا ابت انفعلی لتعبرن فی
انشاء الدنیا من الصابریں حضرت اسماعیل نے کہا اے باپ کہڑا دل جو تجھ کو حکم ہوتا ہے اگر والد کے چاہے سو یا بیٹا جھکو
صبر کر جو الوٹے منقول ہو کہ ذی الحجہ کی آٹھویں شب کو خواہیں دیکھا کہ بیٹے کو ذبح کرتا ہوں صبح کو فکر میں رہے
کہ اسکی تعبیر کیا پھر نوں شب کو دیکھا ذبح کرتے تو جانتا کہ ذبح ہی کرنا ہے پھر تدریس میں رہے پھر سویں شب وہی
خواب دیکھا تب بیٹے سے کہا اور انہوں نے بھی قبول کر لیا ایسے باپ بیٹے پر ہزار رحمت ہو۔ اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا
اے باپ جلدی کی کرو جو والد نے فرمایا انشاء اللہ جو صابرون سے پاؤ گے میں اسکا ملیح ہوں نا فرمان نہیں
ہوں اے باپ جلدی کیجئے کہ شیطاں و وسوسہ میں نہ ڈالے کیونکہ وہ چاہتا ہے مجھے راہ سے ہٹائے حضرت ابراہیم
نے فرمایا کہ اس ملعون پر پھر رات باپ بیٹے دونوں اس پر پھر پھینکے اب حاجو پیر سنت ہی کہ سات مرتبہ حج کے
دن اس طرف پھر پھینکیں بعد ابراہیم اور اسماعیل علیہ السلام اس جگہ پہنچے اب جسکو منا کا بلانا کہتے ہیں حاجی
وہاں قربانی کرتے ہیں پھر ابراہیم کے بیٹے سے کہا اب کیا صلاح ہے وہ بولے ہزار جان میری خدا کی راہ پر قصہ
سے عین شکر ہے آپ جو خواہیں دیکھا ہے وہ شتالی کیجئے امر الہی بجالائے قولہ تعالیٰ قلما استلموا تکلموا بحسب
تو ترجمہ پھر جب دونوں حکم مانا اور ناپا لینے پھاڑا اسماعیل کو ماتھے کے بل تائیںے کا منہ سامنے نظر نہ اٹھے کہ
محبت جوش کرے کہتے ہیں کہ یہ بات بیٹے نے سنبھالی آگے والد نے نہیں فرمایا کیا گندرا لینے کہنے میں نہیں آتا مگر
پارہ پلہ ہوتا ہے جو حال گندرا لگے دیر اور فرشتوں پر اسماعیل نے فرمایا اے باپ میرے تین ویتھیں ہیں پہلے ہاتھ
پاؤں میرے مضبوط ہاند ہیں کہ جان نازک کی چہری کے زخم سے مالے درد کے جنبش میں آجاؤں خدا بخواتمہ
اگر ایک قطرہ خون کا آنکھ پر پڑے میں لگھائے تو میں قیامت کے دن گناہ میں گرفتار ہو جاؤں خدا کا بندہ
کو سکو خدا دوسرے کہ منہ میرا زمین کی طرف کر دیکھا تاکہ منہ میرا کو نظر نہ آتے اور میں ہی تمہاری طرف
نظر نہ کروں تاکہ آپس کی محبت جوش نہ کرے اور ہائے تمہارے قصہ کا سبب بنوے اور شہرے یہ کہ جب
آپ گھر کی طرف تشریف لے جاتے میری والدہ دل علی بخند تھیں سلام کہہ دیتا اور یہ کہڑا آلودہ خون انکو دیکھا کہ
یہ نشان تسلی کا ہے ایسے دوسرا فرزند نہیں سکتا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل میں رسی نکال کر
ہاتھ پاؤں لگے مضبوط باندھے اور منہ زمین کی طرف کر لیا پھر حضرت اسماعیل نے کہا اے باپ ہاتھ دیکھ
کہ وہاں درجہ بندہ کہ بیا گئے والا ہو تا ہے اسکی مشکیں باندھتے ہیں لیکن حضرت ابراہیم نے نہ بھولا گئے پر

چہری چلائی اور زور کیا مگر کچھ نہ کیا حضرت اسماعیل نے کہا کہ باپ کیا چہری کی پشت سے ذبح کرتے ہو جو کاشی نہیں تب حضرت ابراہیم نے چہری پر خوب زور کیا پھر یہی حلق پر چہری نہ چلی پھر اسماعیل نے ذبح کرنے فرمایا اسے باپ چہری کی نوک لگے میں وہاں زور زور کر کے گھائے حضرت خلیل اللہ نے تمام اپنا زور کیا تب ہی گلانہ کٹا چہری دستہ کے اندر اور دستہ حلق پر لگیا حلق نہ کٹا تب آپ نے جھجلا کر غصہ میں آکر چہری کو زمین پر ٹیک دیا چہری نے کہا اے خلیل اللہ خدا تو کہتا ہے کہ کاشی چلو نہ کاشی کا رست کاش وہ نہیں ایک غصہ فرماتا ہے جھکو وہ ستر دفع منہ کر تا ہے اور حکم اللہ کا بہتر ہے آپ کے حکم کی اس گفتگو میں تب کہ اتنے میں پیچھے سے ایک نگیر کی آواز آئی اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ الحمد اور جبریلؑ کو دیکھا کہ آواز دیتی ہوئے آئے قولہ تعالیٰ و نادینا ان یا ابراہیم قد صدقت الروایۃ ترجمہ اور پکارا مجھے اسکو یوں کہ اے ابراہیم سچ کیا تو نے خواہ اب کو تحقیق اسطرح ہزار دیتے ہیں۔ احسان کر نیوالو کو لیجئے ایسے مشکل حکم کر کے آزمانے میں پھر انکو قائم رکھتے ہیں تب درجہ بلند دیتی ہیں بیشک یہی ہے صریح آزمائش اور چٹالیا ہم نے اسکو بدلے قربانی بڑی کیجئے بڑے درجہ کا بہشت سے ایک دہہ آیا حضرت ابراہیمؑ نے اپنی آنکھیں پٹی سے باز کر چہری زور سے چلائی اللہ کے حکم سے گلانہ کٹا حضرت جبریلؑ نے پٹی کو سر کا دیا اور ایک دہہ رکھ دیا آنکھیں کھولیں تو اسکے بدلے میں دہہ ذبح ہوا پڑا تھا اور باقی رکھا ہٹے اسپر چلی خلقت میں کہ سلام ہے ابراہیمؑ پر یوں دیتے ہیں بدلہ کی کر نیوالو کو وہ ہی ہمارے بندوں میں ایمان والا۔

جو کوئی قربانی کے دن نگیر کہے ہر نگیر پر ایک شہید کا ثواب پائے اور جو خطبہ سنے ہر کلمہ کے عوض ایک غلام آزاد کر نیکا ثواب پائے جب گہر لوٹ کر آئے بخشا جائے۔ اور جو کوئی عید الفطر کے خطبہ کے بعد چار رکعتیں پڑھے پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اعلیٰ و سورہ یٰسین و سورہ شمس پڑھے پھر تیسری میں سورہ الفجر پڑھے چوتھی میں سورہ اخلاص پڑھے اتنا ثواب پائے گویا کہ اسنے تمام کتب آسمانی کی تلاوت کی اور ایک ستر برس کے گناہ پچھلے بخشے جاویں۔

اور جو کوئی اول روز ذی الحجہ کے لالہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لکھ لکھ و لا الحمد یحییٰ و یمیت و ہوا لعی لا یموت بید و بخیر و ہو علیٰ کل شیء قدیر پڑھے۔ حق تعالیٰ اسکو دوزخ سے یعنی دوزخ کی آگ سے آزاد کر دیتا ہے اور دوسرے روز بھی اسطرح پڑھنا آیا ہے۔

اور جو کوئی ذی الحجہ کی تیسری تاریخ سورۃ شہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ احدا صمد عالم بیدم یولد لم یکن لہ لکھو آخیر پڑھے حق تعالیٰ اسکے نامہ اعمال میں دوسرا زنجیاں لکھے اور دوسرا زنجیاں دور کرے۔

اور جو کوئی چوتھے روز ذی الحجہ پڑھے اثنید ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و لا الحمد یحییٰ و یمیت و ہوا لعی لا یموت بید و بخیر و ہو علیٰ کل شیء قدیر سو بار تلاوت کرے حق تعالیٰ دوسرا زنجیاں

عطا کیسے اور دھنڑا رہا یہاں دور کرے۔
اور جو کوئی پانچویں ذی الحجہ کو حی المد و کفی سمع المد من دعا لیس راعا المد المتبھی سبحان لم یزل ربنا رحما
سویا رہے حق تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں تین ہزار نیکیاں لکھے اور اسی ہزار بدیاں دو کرے۔
اسی طرح چھ روز پڑھے دو چتر ثواب پاوے اور عید کے دن ایک فرشتہ نذاکرہ تاہی اے المد کے ولی خدا نے
نیکو بخشا اور تیرے ہر روز نیکے کے بدلے تیری ہزار نیکیاں لکھے اور بدیاں دو کرے۔

نویں تاریخ ذی الحجہ رات بڑی برکت والی ہے آنحضرت نے فرمایا جو کوئی نویں تاریخ ذی الحجہ کو شب
بیداری کر لیا اس کیلئے جنت واجب ہو جائیگی اور نیز جو کوئی سولہ رکعتیں نماز پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ
کے بعد آیت الکرسی ایک بار اور سورہ اخلاص پندرہ بار پڑھے ہر رکعت کے بدلے ایک شہید کا ثواب
پاوے کہ جس نے دیکھو روزہ رکھا اور رات کو قیام کیا ہو اور جو کوئی اس رات میں دو رکعت نماز پڑھے ہر
رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص سو بار تسمیہ رسول اللہ نے فرمایا ہے وہ گناہ سی پاک ہو جائیگا
اور ہر اخلاص کے ثواب میں حج و عمرہ اور پردہ آزاد کرنے اور عجاہ اور شہید کا پانچواں اور اسکی ہر آیت کے
بدلے ایک قصر بہشت میں بنایا جائے جسکے ہر قصر میں پانچ سو خانہ ہوں اور ہر خانہ میں ایک ایک تخت ہو اور
ہر تخت پر ایک خور ہو۔

اور جو کوئی نویں ذی الحجہ کو چار چار رکعت پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پچیس بار اور سلام
کے بعد ستر بار استغفر اللہ الذی لا الہ الا هو الحی الیوم و اتوب الیہ اور ستر بار درود شریف اور ستر بار
سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الہ الا اللہ و المد اکبر و المد اکبر و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العظیم اور اسی بار سورہ
اخلاص پڑھے ابھی اپنی جگہ سے نہ اٹھے کہ بخشا جائے اور ستر ہی بہشت میں پہنچے اور لاکھ برسی عبادت
کا ثواب پاوے اور آنحضرت نے فرمایا جس نے زندہ رکھا اپنی آپ کو اس روز وہ آزاد گان خلائیے لائے کر
ہے۔ جو حاجت المد سے چاہے وہ پوری ہو اور فرمایا اس ملائی دعا دہیں ہوتی اس رات ستر دروازے
رحمت کے کھولے جاتے ہیں ساتھ ہا جو تکے لئے اور مومنوں کیلئے اس رات ہی ایک رکعت خدا کے نزدیک
ہزار رکعت سے زیادہ محبوب ہے۔

اور جو کوئی اس شب قدر رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص ایک بار حق تعالیٰ
سب گناہ اس کے بخش دے اور قصر اس کیلئے جنت میں بنائے۔ اور سات آدمی کی شفاعت کا منصب
اسکو عطا کرے گا اور دنیا میں اپنے مرتبے پہلے جنت دیکھ لیگا۔ اور جنت میں اسکو سو بار غلیل کے اور فرمایا
ہے کہ اس شب کو دس رکعت پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد لا یلا فہ مہ مرتبہ وہ دوزخ
سے آزاد کیا جائے۔

اور جو کوئی عرفہ کی شب میں بیس رکعت نماز پڑھے بعد آیت الکرسی تین بار اور سورہ اخلاص

پچیس یا اسلام کے بعد سبحان اللہ والحمد للہ تا آخر سو بار پڑھے حق تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ایک حج کا ثواب لکھے اور اس کی طرف سے فرشتہ بھیج کر تمام مناسب حج ادا کر لے فیہ امام اعظم فرماتے ہیں۔
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اول ماہ ذی الحجہ کے یقینی ایک روزہ رکھنا اس میں سب ہر کے کو روزہ
 برابر ہے اور قیام کرنا ایک رات کا برابر قیام شب قدر کے پس کثرت کرو ان ایام میں تسبیح و تہلیل و
 تکبیر کی اور ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ حج اول روزہ ذی الحجہ کا رکھا گویا اُسے ہزار برس عبادت کی
 اور جس کے دوسرا روزہ رکھا گویا اُسے دو ہزار برس اللہ کی راہ میں ایسا جہاد کیا کہ ایک ساعت اسے
 دم نہ لیا اور جس نے تیسرا روزہ رکھا گویا اُسے تین ہزار برس آزاد کئے۔

اور جس نے چوتھا روزہ رکھا گویا اُسے چار ہزار برس کئے۔
 اور جس نے پانچواں روزہ رکھا گویا پانچ ہزار نکل کو کپڑا پہنایا۔
 اور جس نے چھٹا روزہ رکھا گویا چھ ہزار شہیدوں کا ثواب حاصل کیا۔
 اور جس نے ساتواں رکھا دوزخ کے ساتوں دروازے اپنے اوپر بند کر لئے۔
 اور جس نے آٹھواں روزہ رکھا آٹھوں دروازے بہشت کے اپنے اوپر واکر لئے۔
 جو کوئی نوں ذی الحجہ کو روزہ رکھے اور کوئی کلمہ زبان سے بیجا نہ نکالے بہشت سے لے جائے اور آٹھ روزہ رکھا گویا کہ نوں ذی الحجہ کا روزہ رکھا کرو روزہ رکھنے والے پر دوزخ حرام ہو جاتی ہے دس ذی الحجہ کا روزہ رکھنا حرام ہے۔

حدیث میں ہے من صام عشر ذی الحجہ اعطاه اللہ ثواب من حج السنۃ۔ یعنی جس نے دس حج کے دس
 روزے رکھے عطا کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ ثواب اس شخص کا جس نے حج و عمرہ ادا کیا اور ایک روایت ہے
 کہ جس نے شہنائے عشر ذی الحجہ بیداری کی گویا اُسے شب قدر کو بیداری کی اور پیغمبر صاحب نے فرمایا
 کہ جو کوئی اس کی تعظیم کے سبب گناہ سے ہاتھ روکے اس کی ہر ساعت میں سوشید کا اجر پائے۔
 اور جس نے ذی الحجہ میں شب بیداری کی گویا کہ اُسے عبادت کی مانند اس شخص کے جس نے ایک سال ادا کر
 حج کیا ہے۔ اور جو کوئی ذی الحجہ میں دسوں راتوں میں وتر کے بعد دو رکعت پڑھے ہر رکعت میں بعد
 فاتحہ کے سورہ کو شرا ایک ایک بار اور سورہ اخلاص تین تین بار خدا تعالیٰ اس کے ہر روئے کے عوض
 دو ہزار نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھے گویا اُسے ہزار دینار صدقہ کئے ساتھ بروئے آزاد کئے۔
 جو کوئی عرفہ کو غسل کرے بخشا جائے جو قطرہ اس پانی سے گرے گا ایک ماہ کی عبادت کا ثواب اس کے
 نامہ اعمال میں لکھا جائے۔

جو کوئی عرفہ کے دن سورہ اخلاص ہزار بار پڑھے جو مراد چاہے پوری ہو اور تمام گناہوں سے
 پاک ہو۔

مگر تجھ حدیث فرمایا آنحضرت نے عرفہ کے روزہ میں یقین کرتا ہوں اس بات کا کفارہ ہوا ایک سال گذشتہ کا اور ایک سال آئندہ کا۔ فرمایا کہ جو کوئی عید کے دن غسل کرے ایسا ہی جیسے آئسے دیا ہے رحمت میں غوطہ لگایا۔ فرمایا صاحب انصاف پر واجب ہے جو شخص باوجود وسعت یعنی باون روپیہ کی ملکیت ہو نیچے قربانی نہیں کرتا جناب سردار سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہماری عید گاہ تک نہ آئے اور انصاف صرف چاندی دسوئے کے انصاف پر بنتی ہے بلکہ اس میں تین جوڑے کپڑوں سے علاوہ جو کپڑا ہو اور خانداری کے سامان علاوہ ضروری کے جو زیادہ ہو وہی شامل کر لینے وہ سامان ہی جنہر زکوٰۃ نہیں ہے مگر قربانی کے انصاف میں داخل ہیں۔

قربانی کرنے میں بڑے ثواب ہیں اور فرمایا کہ پھر صراطِ وجود و زخ پر چھپایا جائیگا یا ل سے زیادہ ہار یک تلوار کے زیادہ نیز اس پر تہہاری سواریاں ہونگی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس قربانی کی گویا آئسے اپنے نفس کو دوزخ سے آزاد کر دیا اور نیز فرمایا ہے قربانی کا جانور پھر صراط سے ایسا گذرے گا جیسے بجلی چمکتی اور گائے بھینس اور اونٹ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں اس سے زیادہ نہیں مگر ہر شخص کی نیت قربانی کی ہو اور اگر ایک ہی سو قربانی کی نیت سے شریک ہوا تو سب کی قربانی درست نہ ہوگی۔ قربانی کا جانور قرب ہو اور اونٹ پانچ برس کا۔ گائے بھینس دو برس کی بکری ایک برس کی دینہ بھیر چھ مہینے کا جو سال بھر کے بہیڑ و بھینس فرہی کے سب سے پہنچا تا نہ جائے کافی ہے ورنہ سال بہر کا بہیڑ اہی ہونا چاہیے اس کے عمر کے جانور کی قربانی نہیں ہو سکتی اور انٹیل تاریخ ذیقعد میں حجامت وغیرہ سے فالغ ہو جائیں جو صاحب قربانی کا ارادہ رکھتے ہیں لینے دیجہر کی دس تاریخ کے اندر ناخن اور بال وغیرہ مشدداً کٹوائے نہیں۔

نوس تاریخ عرفہ کی شب صبح سے تیرہویں عصر تک ہر نماز باجماعت و نماز کے بعد سب ایک دفعہ یا انا اللہ اعظم اللہ اعظم یا انا اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر واللہ الحمد اور یوم عرفہ میں چہار گونہ لا الہ الا اللہ و الحمد لا شریک لہ الملک ولہ الحمد کی تیسرے بار تکرار کرنا عید کا سب سے بکثرت پڑھنا چاہیے۔

اور پہلی شہر اگر عید الفصح کی نماز سے پہلی قربانی کرینگے تو وہ قربانی نہ ہوگی ماں جہاں گاد نہیں نماز عید نہیں ہوتی وہ اگر صبح چاشت سے پہلے قربانی کر لیں تو مضائقہ نہیں۔ عید الفصح میں عید گاہ جاتے وقت ذرا آواز سے کبیرہ تشریف پڑھتے ہوئے جائیں جس راستہ سے چاہیں اس راستہ سے واپس نہو۔

نماز عیدین واجب نہیں ہے۔ نابینا بیمار مسافروں ستورات پر۔ اور ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کریں بعد نماز خطبہ سنکر قربانی کی تیاری کرنی چاہیے اولاً جانور کو قربانی

و غیرہ و کمالیں پھر قبلہ رخ نکار کر ذبح کرنا چاہیے ذبح کر نیوالا اور حیل ہاتھ امداد قربانی کیلئے لکھا ہو
 مہر و شخص اسم اللہ اکبر کہتے ہوئے ذبح کریں اور ہر قربانی کر نیوالے کو یہ دعا پڑھنی چاہیے اگرچہ
 بغیر یہ دعا پڑھے ہی قربانی ہو جائیگی دعایہ ہے۔ اِنی وقت ہی للذی فطرت السموات والارض خفيا انا انسان
 البشر کین۔ اِن صلاتی و نسکی و نیای و عقیقتی للرب العالمین لا شریک لہ و بیک امرت و انا اول المسلمین
 اللہم تقبل منی و کما تقبلت من سیدنا ابراہیم فلعلک علی بنیتنا و علیہ السلام و سیدنا و مولانا محمد حبیبک علی اللہ
 علیہ وسلم۔ اور ذبح کر نیکی بعد یہ دعا پڑھے اور حقیقتہ میں ہی ہی دعا پڑھتے ہیں اللہم ہذا فدا فی الخلد علی و ہذا ہدی
 و عطا لعلک تقبل منک انت السميع العليم۔ اللہم تقبل منک کما تقبلت من حبیبک ابراہیم و حبیبک
 محمد المصطفیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام۔

بعد ذبح بانی و غیرہ ڈالکر ٹنڈا کریں جب خود ٹنڈا ہو جائے تب گوشت کمال سے نکالاجاے اور گائے
 کی قربانی کے ساتوں حصہ دار گوشت اندازہ سے تقسیم کریں۔ بلکہ تو لکر تقسیم کریں بہتر ہے کہ ہر شخص اپنے
 قربانی کے تین حصے کرے ایک حصہ فقرا کیلئے دوسرا حصہ دستوں و رشتہ داروں کیلئے تیسرا حصہ اپنے لئے
 اور کثیر العیال ہو تو تمام خود ہی رکھ سکتا ہے اور سب قربانی کا گوشت تقسیم ہی فقرا کو اور دوست احباب
 کو کر سکتا ہے ہاں اجرت قصاص و غیرہ لحم قربانی سے نہیں بلکہ علیحدہ دیا جائے چرم قربانی کا اگر خود استعمال
 کریں جائز ہے مگر فروخت کر کے اپنے صرف میں لاسکے کسی محتاج فقیر و غیرہ کو اور جو مصارف صدقات
 میں دین جیسے کہ اوپر مذکور ہو اگر عشرہ اولی و چھ کی احادیث سے ایک روزہ کا ثواب سال بہرہ روزہ
 کے برابر اور ایک لاکھ عبادت الیٰ اللہ کی عبادت کے برابر ایام میں بکثرت نماز روزہ و زکوٰۃ و حج
 و قربانی کر کے اسے سیدنا اپنے کو مستحق ثواب بنا۔

اور روایت ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کہ کبار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ابن آدم کا کوئی عمل دن
 نھر کے کہ محبوب تر ہو نزدیک اللہ تعالیٰ کے خون جاری کر نیسے اور تحقیق وہ جانور ذبح کیا ہوا آویجا
 دن قیامت کے ساتھ سیٹھکوں اور بالوں اور کپڑوں اپنے کے اور تحقیق خون قربانی کا اللہ قبول
 ہوتا ہے جناب باری میں پہلے اس کا کہ گیسے زمین پر یعنی قصد کرنے ذبح کے پس خوش کرو و ساتھ
 اس کے نفس اپنے کو اور افضل روز عشرہ ذی الحج کے عبادتوں میں قربانی کا کرنا ہے اور وہ آخری
 دن قیامت کے جیسا کہ نبی و دنیا میں بغیر نقصان کے کسی چیز کے تاکہ بدلہ ہو اسکے ہر عضو کا اور
 سواری ہو بلکہ صراط پر چاہئے کہ نفس تمہارے قربانی سے خوش ہوں۔ نہ کہ کوہنت کو نیوالے۔

اگر کوئی شخص ارادہ قربانی رکھتا تھا کسی سخت مجبوری سے نہ کر سکا یا ام قربانی میں قربانی۔ اور
 تیرہویں آگئی اسکو چاہئے کہ بقدر قیمت قربانی فقرا کو دیدے۔ اور بعض ایام کے یہاں قربانی ہاتھ
 کے آخر یا تک کر سکتا ہے یہ مسئلہ مفتیان سے حل کرے۔

حکایت نقل ہے کہ فتح الموصلی سے کہ ایک مرتبہ جگنو تنہا موسم شدت گرمی میں سفر کا اتفاق ہوا تاکہ ایک لوگ تنہا بے سرو پا پیدا ہو یا دیکھا میں پوچھا کہاں جاتا ہے کہا میں گنہگار ہوں کہ میرے مالک کو ہم و رحیم کا ایک گھر زمین پر ہی ہے اسکی زیارت کو جاتا ہوں میں گنہگار ہوں زار و راہی ہے کہا کیا رب کریم کے در و دولت پر جانیاوے غلام روئی ہی بجاتے ہیں کیا خداوند کریم کی عنایت میں نہیں ہو جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے اے اللہ کاف عبد ہ میں نے کہا یہ درست ہو مگر خیال تھا بے اس حال کے کہ آہستہ چلتے اور سرخوردہ و رازار ہے موسم حج میں پہنچنا پس محال ہے کہا چلنا میرا کام ہے اور پہنچنا خدا کا کام ہے بعدہ واللہ علم وہ اہل نظر کہاں نظر سے کم ہو گیا جو پہر نظر نہ آیا۔

جب میں فضل الہی سے مشرف زیارت بیت اللہ ہو کر مقام منابر تہادہ اہل نظر نظر آیا کہ جناب تہادہ و زارار و روتا چلاتا ہے کہ لے رحیم رب کریم سب حاجی قربانی کر کے تیری قرب دولت حاصل کر چکے ہیں کمال حسرت سے منہ نہکتا ہوں اور زندہ در گور ہوں کہ اصلاً طاقت قربانی کی نہیں رکھتا وہ تجھے روشن ہے اگر جان نثاری شرعاً منع نہ ہو تو جان قربان کروں پھر انگلی گردن پر مثل چہری کے رکھی اور محبت خدا میں جان نثار کی۔

ولوا انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفر اللہ واستغفر لہم الرسول لوجہ اللہ تو ابارتیا یعنی اگر کوئی برے کام کر کے تیرے پاس آئے اور خدا سے بخشائش چاہیے اور اسکو رسول بخشوائے تو اللہ اسکی طرف متوجہ ہوا و اسپر رحم کرے شیخ ابن حجر کی اس آیت سے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے رسول مقبول کے پاس حاضر ہونے اور اس سے طلب بخشش کر نیکی طبع اور رغبت دلانا ہے اور یہ مرتبہ عظیم آپ کا آپ کی وفات سے جاتا نہیں رہا بلکہ بسطرح زندگانی میں تھا اسبطرح اب بچی باقی ہے اور شیخ الہند عبدالحق دہلویؒ نے جذب القلوب میں اس آیت سے قبر شریف کی زیارت واجب ثابت کر کے فرمایا ہے کہ حافظ عبد اللہ نے مصلح الظلام امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب کو م اللہ دے سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن سے تین دن کے بعد ایک اعرابی آیا اور مزار مبارک پر گر کر وہاں بی خاک اپنے سر پر ڈالنے لگا اور کہا یا رسول اللہ جو کچھ اپنے خدا سے سنا ہے اسے سنا اور جو کچھ آپ نے خدا سے سیکھا ہے اسے سیکھا۔ اور وہ آیتیں جو خدا نے آپ پر اتاریں ان میں سے ایک یہ ہے ولوا انہم اذ ظلموا انفسہم الا توبہ اور میں اپنے اوپر ظلم کر کے آپ کے پاس آیا ہوں کہ آپ مجھکو بخشو ایسے ہی وقت قبر مبارک سے آواز آئی کہ ہا اللہ نے مجھکو بخشا اور اپنی آیتوں میں سے دوسری یہ آیت ہے کہ فرما یا اللہ تعالیٰ جو کوئی اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف چلے پھر راہ میں مر جائے تو اللہ تعالیٰ بیشک اسکو ثواب دیگا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا ہر مان ہے اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ اگر کسی زیارت زندگی اور موت میں برابر ہے اور آپ بعد وفات کے بھی زندہ ہیں

چند حدیثیں اسے سجدہ لکھی جاتی ہیں اور کتاب شفا السقام فی زیارت خیر الانام۔ من زار قبری فثبت
لہ شفاعتی۔ جو شخص میری قبر کی زیارت کرے گا اس کیلئے شفاعت کرنا مجھ پر واجب ہوگی۔
من زار قبری حلت لہ شفاعتی۔ جو شخص میری قبر کی زیارت کرے گا اس کیلئے میری شفاعت حلال ہوگی
من ہاجر فی زار الا لعلہ لحاجۃ الازیارتی کان حقاً علی ان کان لہ شفیعاً یوم القیمۃ۔ جو شخص میری زیارت
کی کوئی اور غرض اس کی نہ ہو تو اس کا حق مجھ پر واجب اور ثابت ہوگا کہ قیامت کو میں اس کی شفاعت کروں گا
من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی۔ جو کوئی کعبہ کا حج کرے اور میری زیارت نہ کرے اسے پس بے شک اسے
مجھ پر غم ملے گا۔

من زار قبری کنت لہ شفیعاً و شہیداً و فی رواۃ عن ابن زرارہ متعبداً کان فی جواری یوم القیمۃ
ومن مات فی احدی الحرمین بعثہ اللہ من الامنین یوم القیمۃ۔ جو شخص میری قبر کی زیارت کرے گا
میں اس کی شفاعت کروں گا اور گواہی دوں گا اور جو کوئی میری زیارت کرے وہ قیامت کو میرے پاس
ہوگا اور جو کوئی کے یا مدینہ میں مرے گا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کی عذاب اور حساب سے
محفوظ اٹھائے گا۔

ما من احد من امتی لہ سعة ثم لم یرنی فلیس لہ عذر۔ جو کوئی میری امت سے ہو اور میری زیارت
نہ کرے پس اس کی قصیر کا عذر ہرگز نہ سنا جاوے گا۔

اے سعید مسلمانو! کو زیارت جناب سید المرسلین خاتم النبیین کی بڑی عبادت ہے اور ہر آدمی
حاصل ہونیکے لئے بہت اچھا وسیلہ ہے اور قریب واجب کے ہے اور آج کی زیارت اس شخص پر
واجب ہے جو زاد راہ اور چلنے کی طاقت رکھے اور جو باوجود قدرت اور طاقت کے اتنے بڑی سعادت
اور عبادت سے محروم ہے وہ بڑا غافل ہے اور علماء نے مسنون کہا ہے۔

ترجمہ کہ جس نے حج کیا اور میری قبر کی زیارت نہ کی اسے مجھ پر غم ملے گا اور جو شخص کہ میری قبر کی زیارت
کرے اس کیلئے قیامت میں میری شفاعت واجب ہے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض موت میں حاضر ہوا اور اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس کوئی نہ تھا میں نے سلام کیا آپ نے جواب دیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روئے ہوئے دیکھا
میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے روئے کا کیا سبب ہے آپ نے فرمایا کہ میں امت کے سبب و تائب
ہوں کہ میں انکو چھوڑتا ہوں میرے سامنے جو گناہ کرتے ہیں میں ان کی شفاعت کرتا ہوں یہ بات
کرے ہی آپ خوش ہوئے میں نے عرض کیا آپ خوش کیوں ہوئے فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام
پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ جنت کے دروازے کھولے فرماتا ہے کہ آپ کے انتقال کے بعد جو آپ کی قبر کی زیارت
کرے میں اس کو بخش دوں گا اگر وہ خود آمرزش نہ چاہے۔

من حج وذا تبری بعد موتی نکا نماز رانی فکا زارنی فی حیاتی۔ جو کوئی حج کرے بعد اسکے میری قبر کی زیارت کرے میری موت کے بعد گویا کی اسنے زیارت میری حالت حیات میں کی اور حالت حیات کی زیارت کیلئے آیا ہو۔ لایہ فضل النار من رانی۔ دوزخ میں نہیں جایگا جسنے نیچے دیکھا پس وہ دونوں حدیثوں کے ملائیے یہ بات ثابت ہوئی کہ جو کوئی زیارت قبر شریف کرے وہ دوزخ میں نہیں جاوے گا اور زیارت قبر تکفیر سے بڑے ثواب کی بات ہے سلف سے حلف تک یہ عادت رہی ہے کہ جب حج کو جاتے ہیں اس سعادت کو اپنی حاصل کرتے ہیں خدا یا اپنے فضل عمیم سے طفیل جناب رسول اللہ ص گناہ کا رتہ اور نار کو جلد یہ سعادت نصیب کر آئیں تم آمین۔

حق العباد و تقسیم خانہ داری من احب ان یبطل فی الرزق و نیسا لہ فی اثرہ فیصل رحمہ۔ جو چاہے کہ میری روزی میں فراتی ہو اور عمر میں ترقی اسے چاہئے کہ رشتہ داروں سے سلوک کرے اور حضرت علیؑ نے فرمایا ہے کہ جو شخص چاہتا ہے کہ عمر اسکی دراز ہو اور روزی کسادہ اسکو ہو کہ خوشیوں کے ساتھ پہلائی کرے اور فرمایا ہے کہ کسی طاعت کا ثواب صلہ رحم سے زیادہ نہیں یعنی لوگ فق و فجور میں مشغول رہتے ہیں جب صلہ رحم کرتے ہیں تو اسکی برکت سے انکے مال و خیر اولاد میں افزائش ہوتی ہے اور فرمایا ہے صلۃ اللہ علیہ وسلم نے کوئی صدقہ اس سے بہتر نہ ہو گا جو ہرگز تو اقربوں کو دیں اور صلہ رحم کے معنی میں جب اہل قرابت تجھ سے قطع کریں تو صلہ رحم کرے اور جو تجھ سے قطع کرتا ہے اس سے اور بچو محروم کرے تو عطیہ کرے اور جو تجھ پر ظلم کرتا ہے تو اسکو معاف کرے اور والدین سے احسان کرنا نماز و عمرہ جہاد سے افضل ہے اور حدیث میں آیا ہے بیشک کی بویا ہم سو برس کے راستے سے سو گھنٹیں کے پرنا فرمان برادر و مال باپ اور صلہ رحم کو کاٹنے والا نہ سو گھنٹے کا وقی۔ موسیٰ پر ہوتی ہے کہ ماں باپ کی طاعت نہ کرے والا فرمان و اگر طاعت کی اسنے الکی۔ ان اللہ کتب الاحسان علی کل شیء۔ بہرہ و پر احسان کرنا اللہ نے فرض کیا ہے۔ مسلمانوں کو رنج و تپ کے عذاب کے بیان میں (حدیث) فرمان رسول اللہ میری شریعت میں ضرر نہیں ضرر دنیا ہی جائز نہیں خیانت کرنا۔ بھول تول میں کم کرنا یم کا مال ناحق کہا جانا قرض ادا کو بھی طاقت ہوتے اور نہ کرنا تابی اہلیہ کا حرام اور نفع اور لباس نہ دنیا سے سب ظلم و ضرر ہے فرشتے خلق کے روبرو بیکار گئے فلا ینکا میتا فلا تافلا نے کی جی فلا فی جور و کاحق اپنے سردار و ریشہ بابائی جس کا حق جیسے ہو وہ اور ظلم اپنا حق ظالم سے لیوے وہ اگر گہرے ظالم کہیں گے اسے برہ و دگار ہم تو دنیا سے چھوٹ گئے ہیں کا حق کہا ہے دیں حکم ہو گا کیا ناحق میں بخشد و نکا کر لوگو کا حق بخشنا میرا کام نہیں تم اسکے عوض اپنے نیک اعمال کو دو و فرشتے یہ لاویگے تو انہیں ایک ذرہ برابر ہی نیک عمل باقی رہے گا تو خدا کا اسکا اجر انکو دے گا اگر ان پر تو نہیں ذرہ برابر ہی نیک باقی نہ رہی تو بہی عقوبت اور مصیبت کو دوزخ

میں داخل کر چکے مومن مسلمان کا خون اور مال اور آبرو لینا حق تعالیٰ نے حرام کیا ہے یعنی کسی مومن کا خون کرنا شرع کے سوا اور مال جہین لینا ظلم سے حرام ہے اور مومن کی آبروریزی کرنا اور گمان بد مومن کرنا اور مزدور کا حق نہ لینا ظلم ہے حدیث میں آیا ہے مزدور کی مزدوری اس کے مینہ خشک ہونے پہلے دید و قیامت میں تین مخصوصہ عذاب ہے پہلا وہ جو کسی کو ہیبہ کہہ کے پیسہ لے۔ دوسرا جو بچکر اس کا مال کہائے۔ تیسرے جو کسی سخت لیوے اور اس کی مزدوری موافق شرط کے نہ دیوے اور کافر ملج اسلام سے زبردستی کر کے مال جہین لینا ہی ایک ظلم ہے ذی پر ظلم کرنا جہوئی قسم کہا کر کسی کا حق دبا نا ہی ایک ظلم ہے۔

حدیث جو کہ مسلمان کے حق کو قسم کہا کر ملت کر چکا اس کا حق جنت سے الٹہ جائیگا اور اللہ اس پر دوزخ کو واجب کر چکا لوگوں کو چاہیاد رسول اللہ کوئی ادنیٰ چیز تو قہوی ہی حکم ہے فرمایا کہ خواہ اراک یعنی پیلو کے درخت کی ایک ڈالی بھی ہو۔

حدیث صحیح میں ہے۔ اے مسلمانو ظلم و زبردستی سے پرہیز کرو اور مظلوم کی بدعت سے خوف کرو۔ حکایت حضرت سلیمان علیہ السلام کے داسن ہر ایک جیونٹی مٹی حضرت نے اسے چٹا کر زمین پر پھینکا جیونٹی کو ہیبت در دہوا کہا اے سلیمان یہ کیا بدبہ ہے تم جس کے بندے ہوا ایسی کی میں بندی ہوں تم اس بات سے درگزر کرو میری کمزوری پر اپنی قوت ظاہر کرتے ہو حق تعالیٰ تمہارے ظاہر و باطن کا حال جانتا ہے تم مجھے حقیر جانتے ہو قیامت میں اس ظلم کا سوال ہو گا بیفکرت ہو اسی وقت جبریل نے آکر کہا اے بنی اللہ تم کو حق تعالیٰ نے سلام کہا ہے اور فرمایا ہے میری عزت و جلال کی قسم ہے اگر تم جیونٹی سے تفصیر معاف نہ کرو گے تو قیامت میں تم کو ایسی جگہ سے دارالعدالت میں بلاؤں گا۔ حکایت ایک بادشاہ نے ایک شان دار عمارت تیار کی اسکے نزدیک ایک بڑھیا کی جیونٹری تھی اس عمارت نازیا نظر آتی تھی بڑھیا کو سمجھایا اور اس سے وہ جیونٹری مانگی وہ نہیں راضی ہوئی ایک سی ایکروڑ بڑھیا ہر گئی تھی اس وقت بادشاہ نے اس جیونٹری کو توڑ دیا جب بڑھیا آئی تو اپنی جیونٹری کو ویران دیکھا تب آسمان کی طرف منہ کر کے کہا کہ اے میرے اللہ تو کہاں تھا اس نے میری گھر کو توڑا مجھے ویران و جلاوطن کیا یا بارئیلے تو اس عمارت کو توڑا نیزالو تو عمارت کرنا تیرے تحت ہو عرض اتنا روی جس کے رویے مرتے ہی روئے حق تعالیٰ نے اس محل اور اس میں رہنے والوں کو ہلاک کر دیا حکم کیا ان نے ذلک بعبرۃ من یشاء بیشک اسمیں عبرت ہو ڈرنیوالو۔

حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دو برادر کی مثال دو ماتہ کے مانند بتائی ہو کر ایک دست کو دہوتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی جھگڑ میں جا کر دو مسدود ایک بھڑی تھی اور ایک سید ایک صحابی آپ کے ساتھ تھے سید ہی مسدود اسکو دی اور بھڑی آپ کی صحابی نے کہلا رسول اللہ

یہ مسواک بہتر ہے اسکو آپ لیں فرمایا جب کوئی کیسکے ساتھ ایک گہری صحت رکھے تو قیامت کے دن اس سے سوال ہوگا حق صحبت بجالایا یا ضائع کیا یہ دلیل ہے اس بات کی کہ صحبت یہ ہے کہ آدمی اپنے کام کی چیز دوسرے کو دیوے۔ المومن مرآة المومن۔ مومن آئینہ ہے مومن کا اس سمراد ہے کہ اپنے عیب و نقصان کو ایک دوسرے سے معلوم کرے اور جب وہ تیرا عیب تجھ سے کہے اس کا ممنون ہو جائے اس پر غصہ نہ کرے۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اپنے ہمسائے کی ٹکریم کرے اور فرمایا ہے جس شخص سے بڑھسی بے فکر نہ ہو وہ مومن نہیں۔

حضرت صلعم کا ارشاد ہے مری ہوئی مال کیلئے مغفرت چاہو اور انکے واسطے نماز پڑھو یعنی نوافل پڑھا کر ایصال ثواب کرو اور دوستوں سے ٹکریم کرو اور خوشیوں سے احسان اور والدہ کا حق والد سے دو ہے۔ اور بعد مال باپ کے احسان فرزند پر آیا ہے۔

حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس شخص کے ایک بیٹی ہو اور وہ اسکی پرورش کرے اور اسکا وجہ اٹھائے اور جب وہ بالغ ہو جائے اسکا نکاح کرے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کرے گا۔ اور جو شخص کہ کسی کی بیٹی کو کام میں اعانت کرے گا وہ میرے ساتھ جنت میں جائیگا۔

اور جو اپنے خرد سال لڑکے کو خوش کرتا ہے اور کچھ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو آتش و نرخی پاتا ہے۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ اپنی عورتوں کو اچھی طرح رکھو اور خوش اخلاقی سے پیش آیا کرو کہ یہ تمہاری قیامت میں اور امانت خدا کی تمہارے سپرد ہے جس شخص نے اپنی عورت کو تہوئے قصور پر ماریا ہے سبب اسکو رنج و یا قیامت کے دن اسکا مدعی اللہ تعالیٰ ہوگا کہ حقیقت میں یہ سب عورتیں اللہ کی لونڈیاں ہیں کہ اپنے غلاموں کا نکاح ان سے کر دیا ہو وقت غصہ اور بد خوئی اور اذیت رسانی اپنہ نہ کیا چاہیے۔ اور جس مرد نے اپنی عورت کو بزدار کو گالی دی گویا اسنے مدد کی فرعون کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں آکر۔ اگر کوئی عورت نافرمانی کرے اول انکو نرمی سے اور آہستگی سے نصیحت کرے اگر نہ مانے تو کنارہ کرے اس پر بھی اگر سیدھی نہ ہو تو مائے الہا سپر ہی نہ سمجھے اور یہ تدبیر بھی کلدگر نہ تو سمجھے کہ خدا جانے میں نے کیا نافرمانی اللہ تعالیٰ کی کی ہے اس بلا میں گرفتار ہوں تو یہ استغفار کرے اور خلاصۃ الاحکام میں لکھا ہے کہ بغیر خدا نے فرمایا ہے کہ مراد اپنی بیوی کی بد خوئی پر صبر کرے اور امید ثواب کی اللہ سے کہے اللہ تعالیٰ اسکو صبر ایوب کا ثواب دیتا ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک دن پیغمبر خدا علیہ السلام نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو روئے ہوئے دیکھا آپتے پہچا کہ لے فاطمہ آج کیوں روتی ہو عرض کیا کہ یا رسول اللہ علیؑ علیہ السلام سے خفا ہو گئے ہیں حضرت نے فرمایا کہ لے فرزند جو عورت اپنے خاوند کو راضی اور خوش رکھتی ہے

اللہ تعالیٰ اس عورت سے بہت راضی ہوتا ہے مگر مناسب ہے کہ برب علی آمین تو ان سے بہت عذر خواہی کرنا ورنہ تمہارے جنازہ پر نماز نہ پڑھو گا اسے فاطمہ خاوند کے منہ کو شکستہ روئی سے دیکھنا درجہ عالی کو پہنچتا ہے جسوقت مرد اپنی عورت سے کہے کہ میں تجھ سے بہت خوش ہوں اس عورت سے گناہ ایسے ساقط ہوئے ہیں جیسے خزان میں درختوں کا پتہ جہاڑ ہوتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت کو چاہیے کہ اپنے آپکو طہارت اور نماز اور عبادت سے معطر رکھے اور خوشبو لگا دے اور اپنے بدن میں لگائے اس صورت سے کہ کسی نامحرم کے دماغ میں خوشبو نہ پہنچے ورنہ گناہ نکالا اسکے نامہ اعمال میں لکھا جائیگا اللہ تعالیٰ کو خوش آتا ہے جو شخص ہمیشہ طہر اور پاک رہا نہ ستر نہ لٹاؤ نہ سے نہ بھڑکے اور فرشتے اسکے واسطے مغفرت جاتے ہیں۔ اسے فاطمہ میں امورات خانہ داری نیم میں اور علی میں تقسیم کئے دیتا ہوں یعنی جو کام کہ گھر میں کرنا ہو تم کیا کرو اور جو کام باہر کا ہو وہ علی کیا کریں اسے فاطمہ جو عورت اس نیت سے جوڑے کہ کپڑا بنوا کر اپنے شوہر کے کپڑے بنائے اسکو اللہ تعالیٰ جملہ بہشت سے آراستہ کرے گا اور اسکے نامہ اعمال میں سات سو حسنات لکھے جائیں گے جو عورت کپڑے دہوئے یا روٹی پکائے یا چوڑے کاٹے اور خاوند اسکا کہاٹے اللہ تعالیٰ اسکے عوض میں اس عورت کو ثواب عظیم عطا کرے گا ایسی فاطمہ اگر شوہر عورت کا بیمار ہو اور وہ عورت اپنا جگر اسکی دوا میں صرف کرے تو اپنے خاوند کے حق سے ادا نہ ہو۔ اسے فاطمہ اگر کوئی عورت تمام زمانہ کی عورت سے خوبصورت ہو اور روئے زمین کا خزانہ اس کے پاس ہو اور اپنے خاوند کو دیدے بعد اسکے حرف احسان کا اپنی زبان پر لائے اور منت لے کہ تمام اعمال صلہ اسکے باطل ہو جائیں اور ثواب اس دم دنیا کا کچھ نہ ملے۔

حدیث میں آیا ہے کہ ایک ضعیفہ بغیر خدا صلہ اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئی اور بہت روئی اور کہا کہ میری ایک بیٹی تھی اسکا کھل کر دیا تھا چند روز کے بعد وہ مر گئی رات کو میں نے اسکو خواب میں دیکھا کہ سوئی پر چڑھی ہے اور زار زار روئی ہے میں نے کہا کہ اے جان مادر کیا حال ہے وہ بولی نماز میں کاہلی کرتی تھی اور کیا نہ کہتی ہوں کہ دونوں لٹوئیے سر کی شیعہ آگ کے اہتے ہیں اور فرشتے کہتے ہیں کہ اپنے بال نامحرم سے کیوں نہیں چھپاتی تھی اور وہ شخص تجھے آگ کے ہاتھ میں لئے آئے اور کان میں اس کے ماتھے ہیں کہ دوسرے کان میں باہر نکلتا ہے اور کہتے ہیں کہ ایسی باتیں کیوں کیا کرتی تھی کہ گھر کے لوگوں میں عداوت پڑھاتی تھی پھر یہ دیکھا کہ ایک ببول کے کانٹو لٹکا گھٹا اسکی دونوں آنکھوں میں ڈالکر کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اپنی آنکھیں نامحرم سے کیوں نہیں چھپاتی تھی اور انکو کیوں دیکھتی تھی پھر زبان اسکی منہ سے نکلا لکڑ کا ٹی اور کہتے ہیں کہ اپنے خاوند کو جواب تلخ کیوں دیا کرتی تھی اور کیوں سخت کلام کرتی تھی یہ اسکی سزا ہے پھر دیکھا کہ دو شخص سیاہ پوش موجود ہوئے انکے بدن پر بال مانند سبج کے کپڑے تھے ان دونوں نے بہت بہاری میٹریاں لا کر اسکو پہنائیں کہ جگہ سے

نہ ہل سکے اور دونوں آگ کے گزرا مارنا شروع کئے کہ بے حکم خاوند کے گھر سے کیوں باہر نکلتی تھی
 یارسول اللہ اسکی فریاد رسی کیجئے کہ وہ سخت عذاب میں گرفتار ہو چکے۔ آپ گورستان میں تشریف
 لیگئے اور بلال کو حکم دیا کہ واسطے حاضر ہونے تمام اہل شہر کے لوگوں میں منادی کر دے سارا شہر جمع ہو کر
 اپنے اپنے مرد و عورت کو بلاتا ہوا حضرت نے فرمایا ہے کہ اے برہمپدا دیکھ کے انہیں تیرا داماد ہی آیا ہے
 یا نہیں اس برہمپدا نے اسکو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ تیری عورت بڑے عذاب میں گرفتار ہے اسنے عرض
 کیا کہ یارسول اللہ وہ اسی قابل ہے جو کو نہایت رنج دیتی تھی اور میں اس سے نہایت ناخوش تھا
 آپنے فرمایا کہ اس سے راضی ہو اور قصور اسکا معاف کر اسکے عوض میں اللہ تجھ پر رحم کرے گا وہ ہر گز راضی
 نہ ہوتا نہ تائب آپنے دعا کی کہ بار خدا یا اس شخص کو دکھا دے اللہ تعالیٰ نے عجب قبر اس مرد کی
 آنکھوں کے اٹھا دیا۔ اسنے دیکھا کہ قبر اس کی آگ سے بھری ہے یہ دیکھ کر رو دیا اور کہا کہ یارسول اللہ میں اس
 سے راضی ہوا اور اس کا قصور معاف کیا جب اس مرد نے یہ کہا حقیقتاً نے اسکا عذاب ہو تو
 کیا اور مغفرت کی دوسری رات اسکی ماں آسمان کو خواہیں دیکھا کہ بہشت میں یا قوت سرخ کے تخت
 پر بیٹھی ہے کہ پائے اس تخت کے موتیوں سے چلے ہیں جب ماں کو دیکھا اسکو کھٹ گئی کہ اے مادر
 جبرائیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعا کی برکت سے میں نے اس عذاب الیم سے نجات پائی سلام
 میرا سرور عالم کی حضور میں عرض کرنا کہ آپنے کمال شفقت اور عنایت فرمائی کہ میری قبر پر تشریف
 لائے اور میرے مدعو کو راضی کیا اور میں جہنم سے کامیاب ہوئی۔
 خداوند صدقہ اپنے حبیب پاک کا ہم گنہگار و نئے حال پر بھی ایسی ہی رحمت فرما اور اطاعت اور شفا
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت کرا میں۔
 کجاہیت نقل ہے کہ احمد بن اسحاق و شقی رحم بہت بڑے متقی پرہیزگار آدمی تھے اور یہ نیت
 حج کے انہوں نے کمال جانفشانی اور خیرانی سے بہت مال جمع کیا تھا ایک مرتبہ ہمسایہ کے گھر کا
 کسی کام کو بیجا ناگاہ و تازا گیا خیر ہے کیونکہ وہاں اسے گوشت کھانے تھے اور میں منہ دیکھتا
 رہتا رہا مجھ کو زار اسلام نہ دیا احمد بن اسحاق و شقی رحم ناخوش ہو کر ہمسائے کے گھر گئے کہا سبحان اللہ
 حق ہمسایہ کا یہی تھا جو تجھے ادا کیا کہ میرا کام نہ نکھار دتا اور آپ گوشت کھاتے تھے اور اسکو کچھ
 نہ دیا یہ سنتے ہی وہ بڑوسی زار زار روئے لگا کہ ہائے فاسوس اب پردہ ہمارا فاش ہوا گویم مشکل
 کہا والدہ پاچہ دے کسی گھر والے کیجئے نہ ایک دانہ نہیں گیا جب نوبت ہلاکت کی پہنچی ناچار ہو کر میں
 جیل میں گیا دیکھا تو ایک بکری مونی پڑی ہے اس کا گوشت بقدر ضرورت سدر حق کے لاکر
 ذرا کچا کھر کے ذرا ذرا سب کھایا اس لڑکے کو نہ دیا کہ بفضلہ تعالیٰ اس کو درست نہ تھا ورنہ یہ

کب ہو سکتا تھا کہ سب کہاتے رہتے اور وہ منہ مختر رہتا پس احمد بن اسحاق دمشقی ۷۰۰ ۷۱۰ ہجری میں
حال کے متحیر ہوئے اور اپنے جی میں کہا حقیقت میں عند اللہ ایسے شخص کا دنیا ج کے جانیے پھر یہ گھر
جا کر سب درم اور دنیا جو مدت سے بدینہ توجہ جمع کئے تھے چپکے چپکے اسکو ویدے پھر اپنے گھر بیٹھ کر اللہ میں
مصرف ہوئے جب سب حاجی حج کر کے لوٹے حضرت ذوالنون مصری نے جبل عرفات پر سنا کہ کوئی
کہتا ہے اسے ذوالنون مصری اس مرتبہ کیسے حج قبول نہیں ہوا وہ کہتے ہیں کہ جھکو بڑا تعجب ہوا کہ حج میں
نوا کہہ لو ہزار نو سو آدمی آئے ہیں کیا سب جو کسی کا حج قبول نہیں ہوا میں اسی فکر میں تھا کہ پھر آواز
آئی کہ احمد بن اسحاق دمشقی رح کے سبب سے کس حج قبول ہوا کہ اسنے آئینی نیت کی تھی اور کیا وہ اللہ عالم
کیا بید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکے سبب سے کس حج قبول فرمایا حضرت ذوالنون مصری ۷۰۰ ۷۱۰ ہجری میں
حج کے دمشق میں گئے اور احمد بن اسحاق دمشقی رح سے ملاقات کر کے پوچھا کہ تم اب کے سال کو حج
حج کو نہیں گئے تمہارا ارادہ مصمم حج کو جانیکا تھا اسوقت احمد بن اسحاق دمشقی رح نے تمام حال گذشتہ
اپنا ذوالنون مصری کے روبرو بیان کیا ذوالنون مصری نے کہا مبارک ہو تمہارا حج خدا تعالیٰ نے اپنی
دفعہ قبول فرمایا میں نے اس طرح جبل عرفات پر سنا اسی وجہ سے میں تمہارا حال پوچھنے آیا تھا کہ کیا
کیا کام کیا جسکے سبب سے تمہارا حج قبول ہوا اور تمہارے سبب سے اسکا حج قبول ہوا۔

ومن شر حاسد اذا حسد حسد کرنا اے کی برائی سے جو وقت حسد کرے پناہ مانگنے کا حکم
فرمایا ہے۔

حسد

الحاسد کا لفظ حدیث اللہ کہ حسد کرنا یا اشل اللہ کے ساتھ لڑنے والے کے ہے۔
الحسد بالکل الحسنات کے ناکل النار الحطب یعنی حسد حسدات کو ایسا جلاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو
جلاتی ہے۔

الحسود لایسود حاسد کو فائدہ نہیں ہوتا۔
لا تحسد الناس مکن آمنًا یعنی کہ تو لوگوں سے حسد نہ کر تاکہ آگ سے محفوظ ہو۔
لا تجاسد آپس میں حسد نہ کرو۔

حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی حسد کرتا ہے اسکو جان کنی کی تنگی زیادہ ہوتی ہے اور سوال قبر میں
عاجز ہوتا ہے۔ اے سعید حسد اسکو کہتے ہیں کہ کسی کی خوبی اور نعمت پسند نہ آئے اور اس کا
زوال چاہیے۔

حدیث شریف کی رو سے ایسا ارادہ حرام ہے کیونکہ اس سے تقدیر الہی سے نارضا مندی پائی جاتی
ہے اور صاحب جاہ کا زوال چاہتا ہے جھٹ باطنی کی نشانی ہے حضرت نے فرمایا ہے حسد شیعوں
کو اس طرح جلا دیتا ہے جیسے آگ لکڑی کو یاں کسی ظالم کی جو کہ مالدار ہو اور فسق و فجور میں داخل

طرف کرتا ہوا اور لوگوں کو اس سے تکلیف پہنچا سکا زوال چاہتا رہا ہے اگر مالدار جو کہ نیک کامو نہیں صرف کرتا ہوا اسکو دیکھ کر کہے کہ مجھے مال ہوتا تو میں بھی نیک کامو نہیں صرف کرتا باعث ثواب ہو گا اور اس طرح کسی عالم کا وعظ سن کر کہے کہ مجھے ہی علم ہوتا تو میں ہی وعظ کہتا باعث ثواب کا ہو گا یہ غبستہ کہلاتا ہے۔
اگر کسی عیش پسند آدمی کا عیش دیکھ کر کہے کہ مجھے الہ مال دیتا تو میں بھی ایسا کرتا یہ کہنت باعث گناہ ہو گا۔

حسد ہمیشہ غم اور دکھ میں رہیگا کیونکہ کوئی زمانہ ایسا ہو گا کہ خدا کا فضل کسی پر نہو حسد کا سبب تکبر اور عداوت اور دوستی مال و جاہ وغیرہ سے ہوتا ہے ایسے خیال کو دوسرے دور کرے حسد میں دو جہان کی خرابی ہے پہلے حسد و حسد کا نقصان ہے اور آخرت کا ضرر کیونکہ حسد کو نارضا مندی ہوتی ہے۔ خداوند تعالیٰ سے اور وہ خواہش میں ابلیس کا شریک ہوا۔ نیک مرد وہ ہے کہ جو عالم ہو یا معلم یا محکوم دوست ہو یا سداں تینوں سے محروم ہے حسد کی مثال ایسے شخص کی کا ہے کہ اسنے ایک پتھر اپنے کمان میں دشمن پر پھینکا اور وہ پتھر اس ہی پر لگا۔
حسد ایسی بری عادت ہے کہ اس کو اپنی ہی بودی کی فکر نہیں ہوتی جتنی دوسروں کے بگاڑ کی آرزو ہوتی ہے اور وہ نیکے گلے شکوے اور بد گوئی میں مصروف رہتا ہے۔

چاہا کہ ایک دم نہیں راحت جہاں میں پڑ رہا ہے جس تک کہ جان ہے
حکایت تین شخص راستے میں ہمراہ ہوئے ان میں سے ایک نے پوچھا کہ تمہارے وطن چھوڑنے اور سفر کرنا کیا سبب ہے دونوں نے بیان کیا کہ ہمیں دوسروں کا احسان کرنا نہیں دیکھا جاتا ہے اسلئے وطن چھوڑ کر چلے آئے کہ یہاں رہیں گے طبیعت کے خلاف باتیں دیکھنے میں آئیں گیں تیسرے نے کہا کہ میں بھی اس ہی دکھ میں مبتلا ہوں غرض کہ تینوں بالاتفاق روانہ ہوئے راستے میں انکو ایک لوٹا اشرافیو نے بہرا ہوا آپ میں کہنے لگے کہ اسکو بانٹ لیں آقا حسد کے جوش نے ہاتھ نہیں دیا۔ ہر شخص چاہتا تھا کہ میں نوں غرض کہ ایک رات انکو لیر کہاٹے پئے اس جھگڑے میں گذری دوسرے دن اس ملک کا بادشاہ وہاں آ نکلا حال دریافت کیا سب نے سچ بیان کر دیا بادشاہ نے کہا ہر ایک اندازہ حسد کا بیان کرے کہ موافق اسے مرتبے کے یہ چیز بانٹ دیا جائے ایک نے کہا کہ صد میرا اس درجہ ہے کہ میں ہرگز نہیں چاہتا کہ کسی کے حق میں احسان کر دوں کہ جس سے وہ خوش اور دوسرے نے کہا کہ صد میرا اس درجہ ہے کہ میں ہرگز نہیں چاہتا کہ کسی کے ساتھ نہی کسی کو رے تیسرے نے کہا کہ مجھ کو حسد اس قدر ہے کہ کوئی چھڑے بھی مٹی کرے بادشاہ یہ سن کر حیران ہوا اور کہا کہ تمہارے قول سے یہ زرنہ نکونہ دیا جائے ہر ایک کو موافق اسے حسد کے سزا دی نتیجہ یہ ہوا

کہ حسد کے سبب سے سب اشر فریضے محروم ہوئے۔

حکایت ایک شخص کسی بادشاہ کے پاس رہتا تھا سر روز سنانے کہتا ہوں کہ کہتا کہ محسن کے احسان کا بدلہ کر اور تیرے سے برائی نہ کر کیونکہ بد خوئی آدمی کو اسکی خوئی بد کافی ہے۔

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ جو موت کو بہت یاد کر لگا وہ خوشی کے موقع کی نہ خوشی کر لگا۔ حسد۔

ذکر علیہ السلام نے کہا ہے حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حسد میری نعمت کا دشمن ہے کہ میری قضا پر خفا ہو تا ہے اور میری تقسیم کو جو بند و شکے درمیان میں نے کہا ہے پسند نہیں کرتا حسد سے دور رہ کہ پہلے خون ناحق ہوا ہے وہ حسد سے تناکہ آدم کے بیٹے نے اپنے برادر کو مار ڈالا یعنی ہابیل کو قابیل سے مار ڈالا۔

حکایت نقل ہے کہ حضرت ہوا ہمارا جو عالم ہو تین تو ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوتی اور قابیل اور ہابیل بن اقلید پیدا ہوئی پہر ہابیل بائیں ہنڈ پیدا ہوئی اور حضرت آدم کی شریعت کے بموجب حکم خدا سے یوں مقرر تھا ایک پیٹ کی بیٹی اور دو سر سے پیٹ کا بیٹا آپس میں بیاہ جاتی تھے اس واسطے آدم نے فرمایا کہ میں یہ علاج بموجب حکم خدا کے کرتا ہوں اور فرمانبرداری خدا کی نذر و نذر لازم ہے قابیل نے حکم باپ کا قبول نہ کیا جب آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ تم دونوں قربانی کرو جسکی قربانی مقبول ہو اقلید کے کھجور کے پھل میں آئے اور اس نے مانہ میں قربانی کا دستور یہ تھا کہ وہ شخص آپس میں جھگڑتے تھے تو وہ دونوں اپنی اپنی قربانی ہاتھ پر رکھتے تھے اور ایک آتش سفید بے دودھ (نور) آسمان سے آتی تھی اور حق جسکے جانب ہوتا تھا اسکی قربانی کو قبول کرتی تھی جب وہ دونوں بہائی راضی ہو کر تو ہابیل نے ایک بیلند ہموٹا تازہ اپنے گلے میں جدا کیا اور قابیل نے ٹوکرا کھجور کا لچا کر رکھا آئے تو خدا کی قدرت ایک آگ آسمان کی طرف سے آئی ہابیل کی قربانی کو قبول اور کچھ نشان باقی بچھوڑا اور قابیل کی قربانی پر کچھ اتر گیا اس سبب سے حسد کینہ اور بغض قابیل کے دل میں پیدا ہوا اور ہابیل کو ڈرایا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا اور ہابیل نے کہا خدا تیرے پر ہمیز گارو کی قربانی کو قبول کرتا ہے اگر تو مجھ کو مار لگا تو میں تجھ کو نہیں ماروں گا قابیل سنگ دل نے وقت فرصت کا پا کر ہابیل مظلوم کے سر پر شیطان کی تعلیم سے ایسا پتھر مارا کہ ہابیل جان بحق تسلیم ہو کر شہید کیا ہوا اور قابیل کی گردن پر یہ گناہ کبیرہ تاقیامت باقی رہا۔

نقل ہے کہ ایک شخص جہاز پر سوار بننا گاہ قدرت خدا سے ایسی ہوا چلی کہ دریا میں طوفان آگیا اور وہ جہاز ٹکڑے ٹکڑے ہو کر تباہ ہو گیا سب آدمی ڈوب کر مر گئے مگر ایک شخص فضل الہی سے بچ گیا اور تختہ پر بے گیا زندگی سے ہاتھ نہ ہو چکا تھا کہ اتفاقاً قدرت خدا سے وہ تختہ بننا بتا کسی ٹاپو میں جا لگا یہ جہت کتنا بے براتر گیا اور شکر خدا تیرے بچا لایا آگے جا کے دیکھا ایک مکان میں ایک آدمی بیٹھا اس سے سلام علیک ہوئی اسنے کہا تو کون ہیں کہ اس شخص نے سب سرگردشت اپنی میان کی اسنے پوچھا کس کی امت ہو کہا میں امت محمد سے ہوں پہر وہ شخص کہتا ہے میں نے پوچھا تو کس کی امت ہے کہا امت

موسیٰ سے ہوں اور ہم دو بہائی تھے رات دن عبادت الہی میں مشغول رہتے تھے اتفاقاً قضائی الہی سے وہ قضا کر گیا میں تمہارے گیارہویں چاہے تو بخوبی یہاں رہ کہ ہم تم دونوں باقی عمر عبادت الہی میں بسر کریں اسے کہا بہت بہتر ہے چنانچہ مدت تک وہ وہیں رہا ایک مرتبہ تقریباً چھ سال میں وہ پیر تانتا ناگاہ ایک چشمہ نظر آیا اسکے کنارے کنارے چلا گیا اتفاقاً ایک مقام پر جا پہنچا کیا وہ پختہ ساری ایک شخص کنارے پر زنجیر سے جکڑا ہوا ہوا میں معلق کھڑا اور شدت پیاس سے داد ملا کرتا ہوا اسے دیکھ کر کہنے لگا لندہ جھکوز راسا پانی پلا جب وہ اسکے منہ تک پانی لیگا زنجیر میں اوپر کو کھینچ گئیں تین مرتبہ یہی معاملہ گذرا پھر اسٹنہ یہ ماجرہ دیکھ کر کہا میں قابل ہوں بہائی یا سیکل یا سیکل کو ناحق قتل کیا تھا اسکے بدلے اس عذاب میں گرفتار ہوں اور روزِ حشر تک گرفتار رہوں گا اور جو کوئی کسی کو ناحق قتل کرے گا اس کا عذاب ہی میرے ہی اعمال نامہ میں لکھا جاتا ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی نیک بات کی بنا کر لگتا تا قیامت تک اسکی بہائی اسکے نامہ اعمال میں مرقوم ہوگی۔

اے سعیدِ حسد سے قابل آج تک عذاب میں گرفتار ہو الہد سبکو حسد کر نیسے بجاھے یعنی ایک دوسرے کا حبیب تلاش کرو نہ ایک دوسرے پر حسد کرو اور نہ ایک دوسرے سے قطع تعلق کرو نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو نہ ایک دوسرے سے بیٹھ بھر و اور سب الہد کے بندے بہائی نجات و اور فرمایا حسد کر نہو پر پانچ عذاب ہیں۔ اول غم میں مبتلا ہونا۔ دوم مصیبت بہا جرنہ ملنا سوم مذمت کی بلا میں گرفتار ہونا چہارم اللہ تعالیٰ کا سپر غصہ ہونا۔ پنجم اسپر رزق اور توفیق اور خیر کے دروازے بند ہونا۔ اور اٹھیس نے آدم علیہ السلام پر حسد کر کے اپنی کوتاہ کیا کہ نافرمانی الہد کے حکم کی کی اور ملعون ہوا اور لعنت کا طوق لگنے میں ڈالا۔

نقل ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو عرش کے سایہ تلے دیکھا اور اسکے اعمال پوچھے حکم ہوا کہ اسے کسی حسد میں کیا اور مال باپ کا نافرمان نہ تھا اور نہ کسی کی جھگڑی کی۔

ایک روز ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ایک عجیب ماجرا دیکھا کہ فلاں قبیلہ میں ایک شخص کا انتقال ہوا جب ہم نے اسکا جنازہ اٹھایا تو اسکا جنازہ ہمارے کندھوں سے علیحدہ ہو کر خود چلتا تھا اپنے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ اس میں وہ چیزیں ہونگی ایک غور دوسرا حسد اور اسکا جنازہ فرشتے اٹھا کر چلیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یاروں میں سے ایک نے انتقال کیا تمام فرشتوں کو حکم ہوا کہ اسکی روح کا استقبال کریں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مناجات کی اسکو کوجہ سو اس مرتبہ پر پہنچانا حکم ہوا کہ پانچ کامونگی وجہ سے۔ ایک یہ کہ گنہگار نہیں رہتا تھا۔ دوم سنی تھا سوم یہ کہ کسی کی عینیت نہیں کرتا تھا

چارم یہ کہ طبع نہیں رکھتا ہنسا پنچویں یہ کہ حسد نہیں رکھتا ہنسا حضرت علی المد علیہ السلام نے حضرت علی اکرمؑ کو وجہ سے فرمایا کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ بہشت میں تمہارا درجہ مثل پیغمبروں کے درجہ کے ہو تو حسد کسی سے مت کمر و۔

حسد کا علاج یہ ہے۔ حسد کیسا ہنہ تو اضع سے پیش آنیے اور اسکی تعریف کر نیے اور سلوک کے نیے اسکے قلب میں تمہاری محبت پیدا ہوگی پھر وہ اسطرح پیش نہیں آئیگا یعنی نہ حسد کرے گا۔

برذیۃ العظمن میں لکھا ہے کہ حسد کیلئے آٹھ طرح کی آفتیں ہیں۔ (۱) عبادت کا ضایع ہونا کیونکہ حسد اسطرح تنگیوں کو گھما جاتا ہے جیسا شعلہ آگ خشک لکڑی کو اور حسد کو کفر تک پہنچا دیتا ہے (۲) اگن ہونے کا رنگ ہونا کیونکہ حسد عیبت اور گالی اور دوسروں کی برائی اور خلفوری سے پس نہیں کرتا (۳) شفا

پیغمبری سے محروم ہونے کیونکہ حضرت معلم نے فرمایا ہے کہ حسد چلخیز کا ہن مجھ سے کی طرح کا علاقہ نہیں رکھتا اور نہ میں اس کچھ سروکار رکھوں (۴) علماء حسد کے باعث دوزخ میں جائیگے گنوار جہل کے باعث تاج خیمائنت کیوجہ سے زمیندارانہ کیوجہ سے عرب اپنی قوم کی بیجا حمایت کیوجہ سے عالم ظلم کے سبب

(۵) اللہ تعالیٰ نے جسطرح شیطان کے شر کو پناہ مانگنے کا حکم کیا ہے اسطرح حسد کے حسد سے دامن شر حسد اذا حسد (۶) بلا فائدہ رنج و غم اور گناہ کا بوجہ لینا بن سناک کا قول ہے کہ میں حسد سے زیادہ کسی کو نہ دیکھا ہوں ظالم ہو کر ذلیل ہو جائے اور دے دل کا اندام ہوتا حتیٰ کہ خدا کے احکام میں کسی حکم کو نہیں پہچان سکتا (۸) سفیان رحمہ کا قول ہے اگر تجھے سریم الفہم بننا منظور ہے تو حسد نہ بن

حسد کسی قوم کا سردار نہیں بنا کر تا اور نہ دشمن پر فتح لاتا ہے۔

نقل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شیطان کو دیکھا کہ چار کدے لے ہوئے بجا رہا ہے اپنے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے شیطان نے کہا مال تجارت ہے ایک ظلم ہے اپنے فرمایا کہ اسے کون خریدے گا کہا کہ سلاطین شیطان نے کہا کہ دوسرا خیمائنت ہے اپنے پوچھا اسے کون خریدے گا جواب دیا تجارت۔ تیسرے کو پوچھا کہ اسکا خریدار کون ہے جواب ملا عورتیں۔ چوتھا حسد ہے اور اسکے خریدار جاثار علماء ہیں پس حسد ایسی

عظمت ہے جو علماء کو ہی نہیں چھوڑتی۔

از حسد اول تو دل را پاک دار

خویشتر را بعد از ان مومن شمار

معلوم ہوا کہ حسد ایمان کو ہی تباہ کرتا ہے۔

اے سعید آسمان میں سب سے پہلا حسد شیطان تھا اور زمین میں قابل ان دونوں کو کچھ حال ہوا وہ ظالم۔ پس ان باتوں سے حسد کا دین دینا نقصان پذیر ہوا اور محسود کا دنیا میں یہ فائدہ ہے محسود جانتا ہے کہ میرا حسد ہمیشہ عذاب و رنج اور تکلیف میں ہے سو اس کام کا حاصل ہے کیونکہ

محسود کے کسی کے ارتکاب کے بغیر حسد خود بخود جلتا جھنکا ہے۔

توانم ایچکے نیازم اندرون کسے حسود راچہ کتم کوز خود برنج درست
اور آخرت میں محسود کا یہ فائدہ ہے کہ وہ حاسد کے حسد کی وجہ سے مفلوم ہو اور حاسد کی وجہ سے جو کچھ محسود کی
غیبت بہتان جھوٹے الزام اور تکلیف اور ظلم دینا وغیرہ کیجائی یا اسوجہ سے حاسد کی نیکیاں محسود کے نامہ
اعمال میں درج کیجائی ہیں اور محسود کے گناہ حاسد کی گردن پر رکھے جاتے ہیں پس حسد نے کوجا ہاتھ لگا
محسود کی نعمت جانی رہی مگر حاسد کے چاہنے سے وہ نہ کئی بلکہ آخرت کا درجہ اور ثواب بڑھ گیا اور حاسد
کو اس سے بڑھ کر اور کیا نقصان اور خسارہ ہو گا کہ اسکی نیکیاں ہی محسود کے پاس چلی گئیں اور محسود کے گناہ
اسپر پڑے حاسد نے خیال کیا تھا کہ وہ اپنا بسا کرتا ہو اور اپنے دشمن کا نقصان یہاں معاملہ الٹا ہو گیا
اپنا نقصان اور دشمن کا پہلا ہو گیا۔

حرم والا تین عینیک اے ما غنناہ از واجنا منہم زہرۃ الجیوۃ الدنیا ہرگز نہ بڑا داپنی آنجکیں
اس چیز کی طرف جس سے بچنے سے نفع دیا کما فرقے مختلف گرد ہو نکھارائش زندگانی دینے سے۔
(ع) ہم ابن آدم و شیب منہ اشنان الحوص علی المال والحوص علی العمر۔ آدمی بوڑھا ہوتا رہتا ہے اور اسکی
دو چیزیں بڑھتی رہتی ہیں حوص کو مال پر اور حوص کو عمر پر۔ کسی شاعر نے کہا ہے جب تک قافح نہ ہو حوص
نہیں جاتی۔

کبڑہ چشم حریصاں پر نشد تا صدف قانع نشد پرورش
اے سعید لمبی امید و نکو حوص کہتے ہیں رسول اللہ نے فرمایا ہے مجھے ڈر ہے کہ مجھنی کی زیادہ امید نہ کر میں جو کہ
اس بیک غل نہو گئے آدمی لمبی حیات اپنے دلیں دو سب سے ٹھہرا رہا ہے ایک نادانی دوسرے غبت دینا
اور حال یہ ہے کہ موت گہات میں سے حیات کو کیا کہتے ہیں لگی آدمی باطلع موت کو راضی نہیں اور یہ
امر سب کی طبیعت کے خلاف ہے پس ہمیشہ حیات اور مال زن فرد زار دینکے سامان کو سمجھتا ہے کہ یہ
سب قائم رہیں گے اور موت جو اس کی تمنا کے خلاف ہے بھول جاتا ہے اور اپنے منصوبہ میں ہی خیال کرتا ہے
کہ کیا جلدی ہو ابی بہت دن باقی ہے کہ آئندہ موت کا توشہ پیدا کر دیکھا جائے کہ صبر کر اور بوڑھا ہو جائے
ہے تو خیال کر لیا ہے کہ یہ کام کر لوں تو توشہ آخرت کر دیکھا ہے نہیں سمجھتا کہ کار دنیا کے تمام کر دینے کا ایک
موت آتی ہے اور حوص و حسرت باقی رہ جاتی ہے اور دوزخ کو بھی فریاد و پشیمانی کا کثر تاخیر عمل کے سبب سے ہوگی
یا محنت دینا اور غفلت اور یہ خیال نہیں کہ بڑا پے کے پہلے ہی مر جاؤنگا دیدہ و دانستہ دیکھتا ہے کہ

ہزار با اطفال و جوان دیکھتے دیکھتے چلے جیسے اور اچانک مر جاتے ہیں اور ہمارا بھائی تھوئے
خافل راجتیا و نفس یکا نفس ہاش شاید ہمیں نفس نفس کے سپیں بوڑ
نیں مائل کو چاہیے کہ موت کا نشانہ پیش نظر رکھے۔ مصرعہ دنیا آسج بہت و کار دنیا ہوسج
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا ہے کہ کل کی روزی آج جمع ہو کر حیات باقی ہے رزق ہی باقی ہے انفرش

جو دنیا کی بے ثباتی معلوم کرے ہرگز حرص نہ کرے۔ اور تمام لذتیں چند روزہ ہیں آخر جاتی رہیں گی حرص سے وہی لڑی کو بچا سکیگا کہ اپنی ایک ایک سانس کو غنیمت جان کر خیر میں جلدی کرے چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا یا بچ کو آگے پانچ چیز کے غنیمت سمجھ جو انی بڑا پائے کے آگے سترستی بیماری کے آگے ٹوٹری درویشی کے آگے خاطر جمع تشویش کے آگے زندگی موت کے آگے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو یہ کہہ کر ہوشیار کرتے تھے موت آنی موت آنی سعادت لائی یا شقاوت لائی ہے

انبیا کا عقلی کرد اختیار

کافران کا رد دنیا اختیار

ابو موسیٰ اصغری بڑا پائے میں زیادہ ریاضت کرتے اور کہتے کہ میری عمر کا آخری وقت ہے۔ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہر صبح کو منادی ندا کرتا ہے الرحیل الرحیل اے لوگوں دنیا سے کوچ کرو موت قریب ان تم کو تم جاؤ مریسے پہلے۔

حکایت ایک درویش علوانی کی دوکان پر بیٹھا ہوا کچھ نصیحت کی باتیں کر رہا تھا اتنے میں شہد کی میں کہیں کا ہجوم ہوا علوانی نے موافق عادت کے پیچھے سے انہیں اڑایا جو کتنا بے پرواہی وہ انگلیں اور جو کہ شہر میں ہی ہوتی تھیں وہ وہیں بھٹس رہیں اس درویش کو اس مشاہدہ سے ایک حالت طاری ہو گئی کہ دھال اگیا جب ہوش میں آئے علوانی نے یہ ہوشی کا سبب پوچھا بزرگ نے کہا کہ اے بھائی طشت دینا ہر اور شہد اس کی بھینٹیں اور بکیاں دینا دے جو کتنا بے پرواہی تھیں وہ فقیر خدا دوست ہیں کہ توڑی سے دینا پر قناعت کرتے ہیں حرص میں نہیں پہنچتے ہوی شہد کے اندر ہیں وہ جہلیں لالچی ہیں جب موت کا پتہ بگاہا وہ جو کتنا بے پرواہی تھیں بہت آسائش کے الٹ دینا سطر فناموئی کے آجاؤ گئے اور جو اس کے اندر ہے وہ مثال اہل دنیا عریض کے ہیں کہ انکو مشکل کا سامنا ہے کسی حکیم نے کہا کہ حرص اور بطاع سب سے زیادہ عقین رسید اور قانع ہمیشہ شاد رہیگا اور اسد کے غم کی انتہا نہیں اور تارک الدنیا ہمیشہ سبکدوش رہتا ہے۔

حکایت ایک شکاری چڑی مارنے ایک چڑیا کو پکڑا پتہ پایا پوچھا تیرا کیا ارادہ ہے چڑی مار لاکھ بچے ذبح کر کے کھاتا چاہتا ہوں بولی وہ چڑیا تجھ سے تیرا بیٹ نہیں بھر گائیں باتیں میں تجھے سکھاؤں وہ میرے کہاں سے زیادہ نفع دیو انگلیں ایک بات تیرے ہاتھ میں رہتے ہوئی کہوئی اور دوسری بات جب تو مجھے چوڑے تائیں درخت پر بیٹھوں اور تیسری اسدم کہوئی کہ درخت سے اڑ کر بہاڑ پڑھوں اسے پوچھا پہلی بات کیا ہے بولی جو ہاتھ سے جائے غم نہ کہا پس یہ بات سنکر موافق اس کے کہنے کے چوڑا دیا اور وہ چڑیا درخت پر جا بیٹھی بولا درختی بات کیا ہے بولی محل بات باور نہ دے کہ بھارت کی چوٹی پر بیٹھ کر بولی تو بد بخت اگر تو مجھے ذبح کرتا تو غنی ہو جاتا کیونکہ میرے پیٹ میں دو نعل ہیں ہر ایک وزن میں تین مشقال کا وہ شخص باب سنا فاسوس کرنے لگا پوچھا کہ تیسری بات کیا ہے بولی تو ان دو بھلی باتوں کو بھول گیا تیسری بات کیا کر گچا میں نے تجھ سے کہا تہا گندری بات کا غم نہ کہا اور محل کو باور نہ گھیں تیرے ہاتھ میں سب گوشت ہو ست اور بال پریمیت

دن میں دس ہشتال کے نہ تھی تو میرے پیٹ میں دو عمل جو وزن میں بیس ہشتال کے ہوں کیونکر ہو گئے۔
 الفصہ یہ بات کہہ کر اڑ گئی اس حکایت سے عرض ہو کہ معلوم ہو کہ جب حرص و طمع میں مبتلا ہوتا تو قاعدی سب
 محالات کو یاد رکھتا تو حرص عقل کو ضائع کرتی ہے۔

حکایت سعید بن مازی رحمہ سے نقل ہو کہ میں دو برس حاکم اہم کی رفاقت میں رہا کبھی انکو غصہ ہوتے
 نہیں دیکھا مگر ایک مرتبہ بازار میں جاتے تھے کوئی شخص انکی آشنا سے قرض مانگتا تھا اور جھگڑا کرتا تھا اہم نے
 کہا جھگڑا نہ کر اپنا قرض آسانی سے وصول کر ہر چند انہوں نے فرمایا اُس نے ماننا ناچار ہو کر غصے سے چادر
 زمیں پر ماری اس سے بہت دینار سرخ بکھر پڑے کہا پھر اپنے قرض کے لینا زیادہ ہرگز نہ لینا اس طرح
 ناعاقبت اندیش نے بہت دینار دیکھ کر زیادہ لے لئے اس وقت اسکا ماہتہ خشک ہو گیا۔

خلق نیک و بد خلق

اے سید معلوم کر کہ خونی نیک کی علامت یہ کہ حق تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہو قد افلح
 المؤمنون۔ یعنی تحقیق فلاح پائی مومنین کے اور کچھ منافقوں کی نشانیوں کہ میں میں
 وہ بد خلق کی علامت ہے چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کا مقصود
 نماز روزہ و عبادت ہو اور منافقوں کا مطلب کہا تا پینا جانورونکے مانند۔ حاکم اہم نے کہا کہ مومن فکر و
 عسرت میں رہ کر تباہی اور منافق حرص و آرزو میں۔ مومن سب کو بونے نڈر رہتا ہو مگر خدا تعالیٰ سے نہیں
 منافق سب اشخاص ہر اسان رہتا ہو مگر خدا سے نہیں اور مومن تمام سو مالوس رہتا ہو مگر خدا سے امیدوار
 اور منافق سب امیدوار رہتا ہو اور خدا سے مالوس اور مومن اپنا مال دین پر خدا کو تباہی اور منافق دین کو تباہ
 خدا کو تباہی اور مومن بندگی کرتا ہو اور تباہی اور منافق معصیت کرتا ہو اور ہست تباہی اور مومن خلوت کو دوست
 رکھتا ہو اور منافق لوگوں کی صحبت اور مومن تنہم ہوتا ہے اور ڈرتا ہو کہ شاید شرمینا لے اور منافق تنہم ہوتا
 اور اسید شرمی رکھتا ہو اور بزرگوں کہا کہ نیک خود شخص شرم والا اور کم گو کسیکو ستانا نہیں اور سچ گو
 اور صلاح جو اور مستعد بہ بندگی رہتا ہو اور اپنے حق سے زیادتی نہیں کرتا اور خیر خواہ عالم رہتا ہو اور سب سے
 لمنسار اور با وفا مشفق اور صبار و قانع اور شاکر اور ہمدار اور نرم دل اور کم لینے والا اور کوناہ طمع کسی کو
 حکمانی ندوے اور لعنت کرے اور غمازی کرے اور بد گوئی کرے اور غش نہ لے اور شباب زدگی ہو کر
 حسد و غصہ نہ کرے کہ شاد پیشانی اور سر میں زبان رہے اسکی دوستی و دشمنی یا عداوت غصہ ہلا دینا مندی
 کیلئے ہو چنانچہ حضرت صلعم اللہ علیہ وسلم کو کفار نے بہت ستایا اور آپ کا دندان مبارک توڑا اور آپ دعا
 فرمائی یا اہلی ان بدر رحمت کر یہ نادان ہیں۔

نقل ہے کہ ابراہیم اہم رحمہ صراحت چلے جاتے تھے ایک سپاہی ادھر آ نکلا پوچھا کہ کیا تو غلام ہو کہا ہاں اس نے
 پوچھا کہ آبادی کد ہو کہ اپنے گورستان کی طرف اشارہ کیا سپاہی بولا آبادی چاہتا ہوں کہا وہیں ہے
 لشکر میں نے انکے سر پر ایسا مارا بولہاں ہو گئے انکو پیر کے غم میں لایا جب آپ کے یاران طریقہ سے دیکھا

تو سپاہی سے کہا ہے احمق یہ تو ابراہیم ادرہم میں بڑے ہارسا کیوں تو نے انکو مارا لشکری بہ بات سنگرم گہوڑے پر سے اترا اور معافی مانگ کر قدموں پر کوسہ دیکر کہا کہ آپ کو واسطے بوسے کہ میں غلام ہوں ابراہیم نے کہا میں بیشک خدا کا نبیہ ہوں بولا میری خطائ بخش دیجئے کہا میں نے بخشا اور جب تو نے میرا سر پھوٹا تیرے حق میں دعا کی پوچھا کیا سبب جو ابیدہ کہ میں نے معلوم کیا کہ اسے سبب تھے ثواب حاصل ہو گا میں نے نہیں چاہا کہ جس کے سبب سے میرا پہلا سوا اور میرے سبب سے اس کا بڑا ہے

روک لو گھر غلط چلے کوئی بخش دو گھر خطا کرے کوئی

نقل ہے کہ عبداللہ ایک درزی نہا ایک آتش پرست اس کیڑا سلا تا اور سلوانی کپڑے میں کھوٹا روپیہ وہ اسکو دیتا وہ اسکو لے لیتا ایک بار وہ کہیں گئے تھے شاگرد نے کھوٹا روپیہ نہ لیا جب وہ پھر گئے آئے تھے لگا لگا کاشا گرد کہ وہ آتش پرست کھوٹا روپیہ لایا تھا میں نے نہیں لیا کہا تھے کیوں نہ لیا کئی سال سو وہ مجھے کھوٹا روپیہ دینا ہی میں منہ پر نہ لا کر لیا کرتا تھا تاکہ دوسرے مسلمان کو فریب نہ دے۔ اے سعید ہے گھوٹا سا کسکو جو دن میں نہیں چلتا تو رات کو چلا دیتے ہیں۔ یہ حالت ہے ہماری۔

تفاوت راہ کجاست تا بجایا۔ احنف بن قیس کو کوئی گالیاں دیتا ہوا اس کے ساتھ جاتا تھا وہ خاموش رہا جب اپنے محلے کے قریب پہنچا کہ بڑا راہ بولا اگر کوئی گالی باقی ہے تو دے لے کیونکہ میرے لوگ سینکے تو پہنچے ایذا دیوں گے

شنیدم کہ مردان راہ خدا دل دشمنان ہم نکردن تنگ
نزدکے میسر شود این مقام کہ باد و ستات خلاف است جنگ

مالک بن نوینار کو ایک عورت نے کہا اے ریاکار بولے اے عورت بصر کیے لوگ میرا نام ہو لے تھے تو اسکو ڈھونڈ کر نکال لائی۔ کمال حسن خلق کی یہ علامت ہے جو زرگان دین رکھتے تھے اور یہ صفت ایسوں کی ہے کہ رضا صفت سے اپنے کو صفات بشریت سے پاک کر دیں اور حق تعالیٰ کے سوا اے دوسرے کو نہ پہچانیں اور ہر فعل کو خدا کی طرف منسوب کریں اور چاہتے ہیں کہ آپ کو نیک خوئی کا گمان نہ کرے اپنے سے بد گمان رہے۔

ادخشونی۔ ڈرو مجھ سے۔ یہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔

خوف

ولمن خاف مقام ربہ جنتان۔ اور واسطے اس کے جو ڈرے رب اپنے سے خوف میں۔

ولمن خاف مقام ربہ ونہی النفس عن الہوی فان الجنة ہی اللادوی۔ یعنی جو ڈرے رب اپنے سے خوف میں کہڑے ہو نہیںے اور روکا جی کو اسکی خواہش سے سو بیشک اسکا گھر بہشت ہی ٹھہرا ہے۔

(رح) اسرا حکمتہ مخافتہ اللہ تعالیٰ۔ یعنی خدا ترسی حکمت کا سرور اور خوف کے تسبیح پاکدامنی ہے۔

لا تفرح منہ جلود الذین یشتون ربہم ثم تلین جلودہم وقلوبہم الی ذکر اللہ۔ یعنی روٹنے کے گھرے ہوئے ہیں

کہاں پر ان لوگوں کے جوڑے ہیں اپنے رب پر مزم ہوئے ہیں انہی کہاں اور ان کے دل اللہ کی یاد کی طرف۔
 حدیث کا ترجمہ فرمایا رسول اللہ نے جو ڈرتا ہی رات ہی کی چلتا ہی اور جو رات کی چلتا ہی منزل پر پہنچ جاتا ہی۔
 اسے سعید معلوم کر کہ خوف دل کی حالت کا اور وہ ایک آگ کی جودلیں سکتے خوف کا سبب علم و معرفت ہی
 کہ جب آدمی آخرت کی شکل کا دھیان کر لگا اور اپنی ملاکت کا اسباب جیسا بھیگا اللہ یہ آگ اسکے درمیان پیدا
 ہو گئی۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو خدا ترسی حکمت کا سر ہے اور خوف کا نتائج پاکہ امنی اور بد و تقویٰ
 ہے کیونکہ یہ سب باتیں سعادت ابدی کے بیچ میں شہوت نفسانی کو جب تک ترک نہ کر لگا خدا طلبی امن سے ہو سکتی
 اور شہوت کو دور کر کے بچے باب میں کوئی چیز خوف کے برابر نہیں۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے کہا ہے مجھے قسم ہے عزت کی دو خوف اور دو آسن ایک
 بندے میں حج محمد لگا یعنی اگر کوئی شخص دنیا میں مجھے ڈر لگا آخرت میں اسے بیٹھ کر دیکھا اور اگر دنیا میں نہ لگا
 رہیگا تو قیامت کے دن اسے خوف میں رکھو لگا اور فرمایا ہے جو کوئی خدا سے ڈرے سب مخلوقات اس سے ڈریں
 اور جو کوئی خدا سے نہ ڈرے حق تعالیٰ سب مخلوقات کا ڈرا سکے دلیں ڈالے گا سعدی رح لکھتے ہیں کہ رد و بار
 کے جلس میں میں نے ایک شخص کو دیکھا شیر پر سوار ہی کہتے ہیں کہ میں دیکھ کر حیران و شہد رہ گیا مجھ میں طاقت
 حسن و حرکت نہ رہی میری یہ حالت دیکھ کر اس مرد خدا نے کہا اے سعدی تعجب نہ کر تو یہی اگر خدا کے حکم سے
 گردن نہ پھیر لگا اور کوئی تیرے حکم سے منہ نہ موڑ لگا یعنی تو خدا کا مطیع ہو سب تیرے مطیع ہو جائیگا۔
 پس حافل ہی جو خدا سے ڈرے اور روایت ہے کہ نہ مومن خوف الہی سے روئے اور سرگس کے برابر
 نہ سوا سکی آگہم سے نہ تھے تو دوزخ کی آگ اسکے نہ کو نہیں جلا دی اور جس کسی خدا کے خوف سے ڈرے نہ گئے نہ گئے
 ہو جائیں تو اس کے گناہ اس طرح چہر جائیں کہ جیسے خزان میں دھت کے پتے۔ اور جو خدا کے خوف سے
 روٹیا گا وہ دوزخ میں نہ جائیگا۔ اسکی مثال اسی کی جیسا کہ دودھ پستان سے نکلے پھر پستان میں نہیں جاتا
 پس جو آگہم خوف خدا سے روٹے گا وہ دوزخ میں نہیں جلیگا اور جو شخص اپنا گناہ یاد کر کے روٹے گا اسکے
 واسطے ارشاد دینی کریم ہے بے حساب جنت میں جاوے گا۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی قطرۃ اشک سے عزیز تر نہیں جو خوف الہی کی نکلا ہو۔
 شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ کوئی روز الیسا نہ تھا جس میں خوف حسیر غالب ہوا ہو اور اس دن حکمت و
 عبرت کا دروازہ کھلا ہو۔ محمد بن المکندر رحمۃ اللہ علیہ جب روئے تو اشک کو اپنے چہرے پر
 مٹے اور کہتے کہ آسنو گایا ہی جہاں پہنچے گا وہ دوزخ کی آگ میں تلے گا۔
 کعب الاخبار نے کہا ہے قسم ہے حق تعالیٰ کی ایسا روٹا جس سے منہ بھیگ جائے وہ بہتر ہے کہ ہزار دنیا سے
 جو فخر کو دوں۔

حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی مجھ سے اس طرح ڈر جیسے شیر سے ڈرا کرتا ہی خوف کا اثر دلیں

ہوتا ہے۔ دل میں خوف ہو ہیکی نشانی یہ ہے کہ دنیوی لذتوں کے دل میں ازبک اور خاکساری و فروتنی پائی جاوے عاقبت کا اندیشہ اور دہانکا محاسبہ اور مواخذہ دلیں سماوے اور نگہ خسر حرص و دنیا باقی نہ رہے اور مانند اسکے ہو جاوے گا جسے شیر پکڑا ہو کہا ہیکی سدہ رہی اور نہ لذت جماعت باقی رہے اور خوف والیکے بد ہیکی عادت زردی ہے۔ اور لاغری بمعصیت کی خواہش نہ رہے جو شہوت سی باز رہے اسکو صاحب عفت کہتے ہیں اور حرام سے آپکو باز رکھے تو صاحب ورع کہتے ہیں اگر شہوات سی یا ایسے حلال سی جس میں اندیشہ حرام کا ہو اس سے بچے اسکو حقی کہتے ہیں۔

ذوالنور مصری سی لوگوں کے دریافت کیا کہ خالفت کون ہے کہا جو اپنے آپکو مثل اس بیمار کے بنائی جو موت کے ڈر سے پرہیز کرتا ہے۔

روایت ہے کہ داؤد علیہ السلام جب اپنے گناہ پر نوحہ کرتا چاہتے سات دن ہو کے رہتے اور غور کرتے محبت نکر تے پس جگہ میں آگے سلیمان علیہ السلام کو فرماتے تانا کریں کہ اے لوگوں تم میں سے جو کوئی چاہتا ہو کہ داؤد کا نوحہ سنے آئے پس آدمی شہر و نوسے پرندے ہو نسلو نوسے اور درندے چرندے جنگلوں پہاڑوں سے اسجگہ میں آتے داؤد علیہ السلام حقائق کی شناسا شروع کرتے اور لوگ فریاد کرتے تھے سن بعد اپنی گناہ پر ایسا نوحہ دلسوز کرتے کہ ہزار ہا عالم مائے خوف کے مرجاتے نب سلیمان علیہ السلام التماس کرنے اے بابا بس کہ بہت لوگ ہلاک ہوئے ہیں تب جنازہ دل اپنا اپنی کو ہر شخص بچاتا ہے۔

داؤد علیہ السلام کی دو بیٹیاں تھیں جو خوف کی وقت آپکو پکڑتی تھیں تاکہ آپکے اعضا لرزیکے وقت ٹوٹ نہ جاتیں۔

نقل ہے کہ امام زین العابدین جب وضو کرتے رنگ چہرہ مبارک کا متغیر ہو جاتا لوگوں کے سبب پوچھا فرمایا کہ بادشاہ دو عالم کے رو برو جاتا ہوں بسبب عیب ہر اس ہوش بچا نہیں۔

ایک دن ذکر علیہ السلام اپنے بیٹے کے پیچھے گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ پانی میں کھڑے ہوئے بیاس کے پتیاں ہیں اور خدا سے التجا کرتے ہیں قسم ہی تیری عزت کی جنگ معلوم ہو کہ تیرے پاس میرا درجہ کیا ہے ہرگز باقی نہ بیوں آپ اتنے روئے تھے کہ آپکے چہرہ پر گوشت باقی نہیں رہا تھا اور آپکے دانت نظر آتے تھے اور آبکی والدہ تہ کے ٹکڑے باندھتی تھیں تا لوگ نہ بھیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ قرآن شریف کی آیت سننے زمین پر گر پڑے اور یہ ہوش ہو گئے کئی روز لوگ آپکی عبادت کی خاطر آتے رہے۔

مسور ابن محرزہ قرآن شریف سنگر بیتاب ہوتا تا کہ دن کوئی افضی انکے حال سی جو واقف نہ تھا اس آیت کو پڑھا یوم بخشر المتقین الی الرحمن فقد اونسوق الحجر میں اے جہنم درواہ بولے میں مجرموں میں داخل ہوں متقیوں میں نہیں کہا پھر اسکو پڑھ انہوں نے پڑھا یک کمرہ مار کر جان بحق تسلیم ہوا۔

اے سعید جبکی موت قریب ہو سزاوار یہ ہو کہ رجا اسکی دلہر غالب رہی کہ یہ بات محبت کو بڑھاتی ہو اور جو کوئی اس جہان سے جاتا ہو چاہیے کہ خدا سے محبت رکھی تاکہ اسکے دیدار کی سعادت حاصل ہو۔ کیونکہ محبوب کے دیدار میں لذت رہا کرتی ہو لیکن دوسری اوقات میں جب آدمی غفلت میں ہو تو چاہیے کہ خوف اسپر غالب ہو کیونکہ بغیر عمل اسید کا غلبہ اسکے حق میں زہر قاتل کا حکم رکھتا ہو اور اگر اہل تقویٰ سے ہو اور اسکے اخلاق اچھے ہیں تو سزاوار یہ ہو کہ خوف و جہاد و نون برابر ہوں پھر یہ کہ ایمان خوف و جہاد کے درمیان ہو لیکن معصیت کیوقت خوف غالب ہو اور مباح جو کام کرتا ہے اسوقت میں بھی خوف رکھا کرے۔

نقل ہو کہ احمد بن حنبلؒ نے ایک مرتبہ دعا کی کہ الہی تیرا خوف مجھے زیادہ ہو پھر ڈرے کہ ایسا ہو کہ عقل زائل ہو جائے پھر دعا کی بارخدا یا موافق اپنی طاقت کے چاہتا ہوں۔ حکایت نقل ہو کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ادب دی کہو اسطے غلام کے کان بٹے کوئی قصور ہو گیا تھا غلام نے درد سے آہ کی فوراً چوڑیا فرمایا تیری آہ تیرسی جی میں جاگتی تو یہی اسطورہ میرے کان ملتا بدلہ ہو جائے اور صدمہ دل سے مٹ جائے اس نے عرض کیا کہ غلام سے ایسی بے ادبی نہ ہوگی تجھکو معاف کیجئے فرمایا تالعدا کو تالعدا رکھو تا بعد از حکم آقا کی واجب ہے پس تجھکو ہمارے حکم کی متابعت ضرور ہو اور ہمارے خوشی اسی بات میں آؤ غلام نے مجبور ہو کر حکم الامر فوق الادب کے کمال نعظیم اور تکریم سے گوش سرا ہا ہوں کو بائتہ لگایا اور حکم بجالایا فرمایا زور سے مل عرض کیا آقا جیسے آپ زیادتی سے خوف کرتے ہیں میں بھی ڈرتا ہوں کہ مبادا روز قیامت اس موافقہ میں گرفتار ہو جاؤں یہ سنکر حضرت بہت روئے اور اسکو آزاد کر دیا فرمایا میں تجھ سے بہت راضی رہا پھر دعا کی اے خدا تو ہی اس راضی ہو اور اپنے فضل و کرم سے بخش دے۔

خود پسندی تو اضعوفی لا یغیر احد علی احد ولا ینبغ احد علی احد یعنی آپس میں جزی اور فروتنی و خوشامد بہانہ کرو کہ کوئی کسی پر بڑائی نہ جتاوے اور کسی پر زیادتی نہ کرے۔ اذ اعجبتمکم کشرکم۔ ابنگ یعنی جبکہ پہلا معلوم ہوا انکو تمہارا زیادہ ہونا۔

واما الملکات فہوئی مینع و شیخ و اعجاب المرؤ بنفسہ ہی اشد من۔ جملکات سو وہ خواہش ہو جسکی پیروی کجاوے اور بخل ہو جسکی موافق عملد رآمد ہو اور اچھا سمجھنا آدمی اپنے آپکو اور یہ ان سب بڑا بکر ہے اپنی طرف نسبت کرنا اور اسکا خوف نہو کہ شاید سلب ہو جاوے۔

اے سعید معلوم کر جسکو حقتعالیٰ نے نعمت اور توفیق عبادت اور خیرات کی دی ہو اور اسکو اپنی صفت سمجھ کر خوشی کرے اور حقتعالیٰ کی نعمت نہ سمجھ اور اسکے زوال کا ڈر دلیں نہ کہ اور اپنی عبادت کو اچھی خدمت خیال کرے اور جب کسیکو کچھ دلوے اور دلیں سمجھی بڑا کام کیا

یہی علامتیں خود پسندی کی ہیں اور اگر اس شخص شش کے بعد اس خدمت اور بدے کی امید رکھے تو اسکو ناز کہتے ہیں اور حضرت علیؓ علیہ السلام نے فرمایا ہر ناز ایسے کی جو اس ناز کرتا ہو وہ اس کے سر سے تنہا اور نہیں کر سکتی (اسکے منہ پر باری صاویگی اور فرمایا ہو کہ تو ہنسے اور اپنی تفسیر پر قابل ہو کر تو بہتر ہی اس سے گھرو۔ اور اسکو برا کام سمجھے) حضرت صلح نے فرمایا کہ تین چیزیں ہلک ہیں ایک بخلی دوسرے حرص تیسرے خود پسندی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ آدمی کب گناہگار ہوتا ہے کہا اے یونیک کا ترجمہ ہی خود پسندی ہے۔

ابن مسعودؓ نے کہا ہر دو چیزیں آدمی کی ہلاکت کا سبب ہوتی ہیں ایک خود پسندی دوسری ناامیدی اسوا بزرگوں نے کہا ہے کہ ناامیدی ایک چیز کی طلب ہے سستی کرتا ہے اور خود پسندی طلب ہے مستغنی اور بے نیاز سمجھتا ہے اور مطرب نے کہا ہے کہ اگر میں ساری رات سو جاؤں اور صبح کو ہر اس سال پر لیٹاں اٹھوں تو یہ بات پسندیدہ تر ہے اس کے ساری رات نماز پڑھوں اور صبح کو اس عبادت کی مغرور ہوں۔

اے سعید معلوم کہ خود پسندی کی کئی آفتیں پیدا ہوتی ہیں ایک انہیں تکبر ہے اور یہ کہ گناہوں کو یاد نہ کرے اور جو یاد کرے اسکے علاج میں مشغول نہ ہو۔ اور دوسری کہ میری مغفرت ہو چکی اور جہاد میں ادائے شکر نہ کرے اور دلیں خوف نہ رہے اور خدا کے غصہ سے خوف ہو۔ اور اپنی تعریف آپ کرے اور اپنی علم پر نازاں ہو اور کسی کوئی بات دریافت نہ کرے خواہ اسکو علم نہ ہو اور اگر کوئی بات اس کی رائے کے برخلاف ہو تو ہر گز نہ مانے اور کسی نصیحت نہ سنے جتنے لے فرمایا ہے کہ اپنے نفس کو پاک صاف اور اچھا نہ سمجھا کر اچھا اپنے نفس کو سمجھنا یہ کافروں کا شیوہ ہے۔

حکایت نقل ہے کہ خدا کو خدا نے مسند حکومت تک پہنچایا اور حضرت ہوٹنے واسطے ایمان لائے فرمایا وہ بولا جو تمہارا دین قبول کرو تمہارا کیا فائدہ حاصل کرو تمہارا حضرت ہوٹنے فرمایا کہ خدا تعالیٰ تمہارے حکم کے عوض میں بہشت جاوے اور ایمان نہ کر لیا اور ہمیشہ ہمیشہ اپنا فضل اور مہربانی مرحمت کر لیا خود پسندی کی نشاندہ بولا اس جہان میں بہشت بناؤ تمہارا اور دن رات وہاں عیش منانؤ تمہارا خودی اور خود پسندی میں ایسا مبتلا ہوا کہ مرنے جینے سب کو ہو گیا۔ اور خالق و مخلوق کا تعلق ہی سلطنت کے نشہ نے فراموش کر دیا اور خدائی دعویٰ کر کے لگا پھر خدا نے بہشت بنا لیا کوسم کیا اور اپنے ہاج گزاروں کے پاس قہر بھیجے اور انہوں نے بموجب حکم کے سونا چاندی جو اسرات مشک اور عطر اور مروارید پیچھے بعد حاصل کر کے سب اسباب ایک جگہ دلکشا مقرر کی اور روئے زمین کے استاد چاہے دست معارض طلب کئے اور جماعت محکم اساس کی بنیاد ڈالی طولی طولی جسکی خبر قرآن شریف میں ہے کہ خلق مشلہافی لیلاد۔ دیوار کی سونے اور چاندی کی اور چھت اسکی سوئی تیر و نئے مرجع اور ستون بلور سے اور اسکی ہر وہیں سنگریز و مٹی جگہ موتی انمول پہچوائے اور اسکے درختوں کو طوائی آہر سے جھونے کہو کہلا کر کے مشک وغیرہ سے ہر وہاں حبوت ہونے خوش ان درختوں پر چلتی تھی تو اس طرح کے کہنے والوں کے دماغ معطر کرتی تھی اسکی زبان پر بعض خاک کے مشک

اور عزیز چکھوایا اور بارہ ہزار انگور و کھجور سرخ سے ترتیب دیکر مرصع کیا اور معشوقان و دلکش اور جاہ پرورش کو ملک ملک سے تلاش کر کے وہاں مقیم کیا اور ان غیرت خور اور رشک پر سی کو ایک جہانندیم کیا اور تاریخ والوں نے کہا ہے کہ پانچ سو برس کے موصد میں وہ مکان و دلکش تمام ہوا اور تمام عالم کے جو اہرات صرف کئے جب اس کا انصرام ہوا تب اس کی تیار کی خبر شہاد کو پہنچی کہ وہ قصر رشک بہشت اپنی مراد کو پہنچا شہاد نامرد نے نہایت فوج لیکر ایک فرسنگ پر آگے مقام کیا اور اسکے دیکھنے کی واسطے بہت اہتمام کیا اس منزل میں ایک سہرن اس کی نظر میں آیا کہ پاؤں اسکے چاندنی کے اور سینگ زرگے اور آکھیں طاقت کی تپیں شہاد اس کی زرباش دیکھ کر حیران ہوا اور اکیلا اٹھوڑا د وٹا کر اسکے پیچھے روان ہوا جب لشکر سے علیحدہ ہوا ناگاہ ایک سوار عجیب پیدا ہوا اور شہاد سے کہا کہ اس عمارت بنانیسے مجھ کو امان ہوگی یا اسکے رہنے سے تجھ کو عیش جاودانی ہوگی شہاد کا سپ گیا اور پوچھا کہ تو کون ہو بلا کہ میں ملک الموت ہوں شہاد نے نہایت ناری و ہتیراری سے کہا مجھ کو ایک نظر دیکھنے کی امان دے بعد اسکے میری جان لے ملک الموت بولا حکم رب الارباب نہیں اور ایک گنجلت دیکھی جھکو تاب نہیں ایسی وقت اس کی جان ناپاک ملک الموت نے کالی اور اس کے بدن کو روح سے خالی کیا اسے سعید انسان کس برتے پر خودی اور نود پندی کرے۔ اور وہ مکان رفیع لوگوں کی نظر و نئے پوشیدہ ہو گیا۔

اور نقل تواریخ کی کتاب میں لکھی ہے کہ جناب الہی نے ایک دن عزرائیل سے پوچھا کہ تو ایک مدتوں سے قبض ارواح میں مشغول ہو اور ابتدائی آفرینش سے تیرا ہی معمول ہے کبھی تو نے کسی پر رحم کیا ہے بولا غلام وند میں تو سب ہی پر رحم کرتا ہوں لیکن ہر وقت تیرا حکم سب پر مقدم جانتا ہوں لیکن ایک روز کا ذکر ہے کہ ایک کشتی جو دریا میں رواں تھی موج دریا سے وہ کشتی پاش پاش ہو کر غرق ہو گئی اور ایک عورت حاملہ تختہ پر بیٹھی رہ گئی اور اسی حالت میں ایک بچہ اسکے ہوا اور وہ تختہ بہتا ہوا ایک جزیرے میں پہنچا تو مجھ کو ملا اس کی ماں کی جان نکال لیا اور اس لڑکے کو رہنے دو اس وقت میں رویا کہ اس لڑکے کا کیا حال ہو گا دوسرے شہاد پر مجھے رحم آیا کہ اُسے پانچ سو برس میں ایک عمارت بنائی اور وہ ایک نظر دیکھنے سے ہی عروم راہد کا حکم آیا یہ شہاد وہی لڑکا ہے جس پر تو نے رحم کہا یا تہا میں اس کی ماں کے مریخے بعد دریا سے امان دیکر ساحل پہنچایا اور لوگوں کو اس پر حیران کیا اور بتدریج سلطنت پر پہنچایا اس نے اس نعمت کے شکر پر دعویٰ خدای کیا اس سبب ہماری قبر میں مبتلا ہوا نتیجہ خود پندی کا اُسے پایا نعوذ باللہ۔

جب ہم کوئی کام کسی حد تک کر نیل گئے ہیں خواہ لکھنا ہو خواہ شاعری خواہ پہلوانی یا اور قسم کا کام اور ہیکو اس بات کا چسکا لگ جاوے کہ ہم اپنی داد چاہنے لگیں اور شروع میں یہ ہوتا ہے کہ ہم اپنی تعریف آپ کرنے لگتے ہیں اپنے منہ میاں مٹھو۔ اور بسا اوقات اپنے ہم عصروں سے مقابلہ کر کے اپنی آپ تعریف کرتے ہیں یہی اپنی آپ خود پندی ہے پھر آہستہ آہستہ یہ ہوتا ہے کہ ہم اپنے ہر کام کو خواہ اچھا ہو یا نہیں

تعریف کے خواہاں ہوتے ہیں اور جو ہماری خواہ مخواہ خوشامد سے تعریف کرنے لگتا ہو اسکی ہمارے دل میں محبت ہو جاتی ہے پھر رفتہ رفتہ ہم اس امر کے تو گرم ہو کر اسکو پسند کرنے لگتے ہیں پھر اس مرض کا ہلکا شک اثر ہوتا ہے کہ اپنی تعریف کو نیکوئے خوشامد یوں خوش ہونے لگتے ہیں سچ گو اور ناصح کو برا جاننے لگتے ہیں ہمارا نفس ہمکو یہ بتاتا ہے کہ ان تعریف کرنے والوں پر ہماری کرنا بہانیت حق اور انصاف ہے اگر اس میں خرابی داری کا حق مارا جاتا ہو جبکہ ہمارا دل بتاؤٹی خوشامد یوں خوشامد سے ایسا نرم ہونیکے کہ اور خوشامد یوں کے ہمہ سلاسیے خوش ہونے لگیں ہماری عقل خوشامد یوں کے مکر و فریب ہماری طبیعت پر بالکل غالب آجائے اور ہم اندر ہی ہو کر ایسے قریب کے نیچے میں نہیں جاتیں تو یہ ہماری کتنی نادانی اور حماقت ہے اور ہمکو اپنے میں دیکھنا چاہیے کہ خوشامد کی جو کہتا ہے وہ ہم میں ہی اوصاف ہیں یا نہیں چونکہ ہمیں اس کو جان لینا چاہیے یہ ہم پر جوٹ اور افتراء باندھ رہا ہے جو لباس ہمارے بدن پر ٹپک نہیں ہے وہ ہمکو پسند نہ ہو یہ ذرا غور و فکر سے معلوم ہو سکتا ہے اگر ہم خوشامد یوں کے سچ کی جان سکتے ہیں۔

اسے سعید مدح ہی بچو کی طرح اثر سے خالی نہیں بلکہ مدح کا اثر نگہ اور سخت بیدار کے مدوح کو گمراہ کر دیتا ہے۔
مدلوں رہت سہ سب رحمت کا اثر کبر کا ہونا ہے باعث سرسبز

افسوس اس زمانہ میں خوشامد کا رواج بہت ہے خصوصاً امرائے دربار و رئیس سینکڑوں خوشامد کی لالچ کے سبب امر بالمعروف نہیں کر سکتے اور قرآن و حدیث کی مطابق احکام نہیں بتاتے بلکہ خدا کی انیو تک ہواڑی قیمت پر پیچھا پڑتے اور خدا کا غضب مول لیتے ہیں اور وہ طریقے ضرر مدوح کو پہنچتے ہیں اول نگہ دوم فتور عمل بسبب فرحت مدح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مدح کرنے والے سے فرمایا تھا اے شخص تو نے گو یا مدوح کی گردن کاٹ ڈالی۔ کیونکہ مدوح اپنی مدح سننے سننے منکر ہو جاتا ہے اور مدوح اپنے کو عالی مرتبہ اور عالی شان سمجھنے لگتا ہے۔

اسے سعید مدوح کے سننے سے پرہیز کر اور مدح سے مستغفرہ۔ اور مدحین کی محبت سے اجتناب کر۔
اور اس تعریف کرنا غائبانہ ہے اور سامنے تعریف کو نیسے آنحضرت صلعم نے منع فرمایا ہے ایک شخص نے کیسی تعریف اس کے منہ پر کی حضرت نے فرمایا اے مجھ کو کافی تو نے گردن بہائی اپنے کی تین بار فرمایا اور یہ منع اسلئے ہے کہ باعث عجب و تکریم کا ہوتا ہے اور جامع فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ تعریف کرنی آدمی کی تین طرح پر ہے ایک تو یہ ہے کہ تعریف کرے اسکی اسکی منہ پر قسم تو وہ ہے کہ منع کیا گیا ہے اس سے۔ اور دوسری یہ ہے کہ تعریف کرے اسکی غائبانہ لیکن طبعاً ہی کہ خبر تعریف کی اسکو پہونچ گئی ہے منہ پر اور تیسری یہ ہے کہ تعریف کرے اسکی غائبانہ اس حال میں پر وہاں پہونچنے پہونچنے کی اور تعریف کرے اسکی سیانہ اس چیز کی کہ اس میں اس تعریف کا مضائقہ نہیں۔ پس اسے سعید تعریف کو نیسے تعریف کرنی تیسری قسم کی ہے اگرچہ وہ سن لے اور خوش ہو لیکن اسوقت یعنی وقت تعریف کو نیسے یہ خیال نہ ہو کہ وہ سن لے۔

حکیم فیثا غور سے کا قول ہے جو شخص مجھکو تیرے عیب کا گاہ کرے اسکی عزت اس سے زیادہ کہ جس نے مجھکو خوشامد کر کے مغرور کر کہا ہے۔

دروغ انما یفتری بالکذب الذین لایؤمنون۔ سو اس کے نہیں کہ جھوٹ باندھتے ہیں وہ لوگ جو ایمان نہیں رکھتے۔

قل الحق وان کان مرا۔ سچ بات کہہ خواہ کسی کو کسے ہی کڑوی معلوم ہو۔
من شہد بالزور مسخ فی قبرہ خنزیرا جو کوئی جھوٹی گواہی دیگا اسکی محل قبر میں صورت سور کی ہو جاوے گی۔
آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ جسکی جھوٹی گواہی سے ایک درم جاتا رہیگا تو دوزخ میں اس گواہ کو ہزار برس عذاب کریں گے۔ اور کوئی کسی پر جھوٹی گواہی دیگا چالیس برس تک گور کا عذاب اسکو دیئے گے۔

اور جو کام جھوٹی گواہی کی ذریعہ نقصان کیساکر زد کر اس گے اسکا وبال گواہوں پر ہوگا۔
اے سعید دروغ اسکو کہتے ہیں کہ باطن کچھا اور ظاہر کچھ کرے جو ضد بھی ہے۔ دروغ کو کا دل نور سے خالی ہوتا ہے اور دروغ اسواسطے حرام ہوا کہ دلیل تاثیر کرتا ہے اور جو آدمی مال کی طمع سے یا جاہ کے چہنے کے لئے یا خود ستانی کے یا شیخی مارنے کے لئے یا کسی کو دھوکا دینے کیلئے کہے یہ حرام میں داخل ہے۔
اور آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ جو عدا میری طرف سے دروغ کہے گا اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔

بچہ کے مکتب جانیکو واسطے اس وعدہ کرنا روا ہے اگرچہ دروغ ہو۔ ہاں کسی مصلحت کے واسطے دروغ کہنا اور اس سے خود ہیرا ریزہ تو روا ہے۔ اور جب خیر کے ارادہ سے دروغ کہیگا تو دل سیاہ نہوگا مثلاً کوئی مسلمان ظالم کے ظلم سے ہمتا کرے تو اسکا پتہ نہ بناوے اور دروغ کہتا روا ہوگا۔ جو اپنی بیوی کی خوشنودی کیلئے کہ جس سے کسیکو ضررت نہ پہنچے تو مضائقہ نہیں۔ اگر کسی کی دو بیویاں ہیں اور ہر ایک کو کہے تجو زیادہ چاہتا ہوں مصلحت میں داخل ہے۔ مصرع۔ دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز۔

اور آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ جب بندہ دروغ کہتا ہے فرشتے دروغ کو خدا کے نزدیک لکھتے ہیں۔ دروغ سے رزق میں کمی ہوتی ہے۔ اور دروغ بولنا کبیرہ گناہ ہے۔ اور کسی کی جھوٹی روایت کو بیان کرنا ہی جھوٹ بولنے کے مانند ہے بات کو بلا تحقیق کہی نہ بولے۔ کسی کا قول ہے۔ دروغ گوئی را حافظ بنا شد۔
سب سے پہلے جھوٹ شیطان نے بولا کہ آدم کو جھوٹ بولو گنہگار کھلا دیا۔

حدیث میں آیا ہے جو جھوٹ بولنا چھوڑے اس کے ضمن میں سب گناہ کی باتیں جھوٹ جائیگی۔ اور حضرتؐ نے فرمایا ہے کہ مسلمان جھوٹ نہیں بولیگا۔ صحابہ نے فرمایا کہ شراب پیئے گا آپ نے فرمایا پی لیگا۔ صحابہ نے کہا چوری کریگا آپ نے فرمایا کریگا صحابہ نے کہا زنا کریگا آپ نے فرمایا کریگا پس اس بات سے یہ ظاہر ہے کہ جھوٹ بولنا ان سب گناہ سے زیادہ گناہ ہے۔

معراج کی شب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گروہ کو دیکھا کہ زبان گدے کی طوق گھنچ کر نکالی ہے اور محفل اس گروہ کی مانند سو رہے عذاب آگ میں وہ گروہ گرفتار ہے۔ جس طرح علیہ السلام نے کہا کہ یہ حال جھوٹی گواہی دینے کے سبب ہے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے جو بات اپنے لئے پسند نہیں دوسرے کیلئے ہی پسند نہ کرے جیسے کہ جھوٹ کا سنا اپنے لئے پسند نہیں کرتا اس طرح دوسروں کی جھوٹ کہنے کو پسند نہیں کرے نہ جھوٹ بولے نہ بلائے اور جھوٹے مذاق نہ کرے اور جو فرمایا ہے جو گوئی کے ہنسائی کی خاطر جھوٹ بولے افسوس ہے افسوس ہے افسوس ہے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ایک دروغ گو کی قبریں اس طرح عذاب ہو رہا تھا کہ ایک فتنہ برپا ہوا سینچا گلے میں ڈال کر کھینچتا تھا کہ کندھے تک لٹکیا تا تھا پھر دوسرا فتنہ کھینچا کہ اپنی جگہ پھر اپنی جگہ آجاتا تھا۔ اگرچہ دروغ کہنے کے لائق نہیں جب سچ بولنے سے یہی ایک قباحت پیدا ہو تو چاہیئے کہ دلوں کو عدل کی ترازو میں تولے اگر سچ بولنا دروغ کی نسبت زیادہ قباحت کا موجب ہے جیسے دو آدمی میں لڑائی کا سبب ہو سچ اور سچ سے زیادہ فتنہ فساد بڑھتا ہے اور جھوٹ بولنے سے فتنہ جاتا رہی تو مضائقہ نہیں۔ مثلاً میں بیوی میں لڑائی کر اور سچ بولنے سے اور زیادہ لڑائی ہو یا کسی کام میں ضائع ہوتا ہو اور کسی بعید محبت کا آشکار ہونا دروغ مباح ہو گا اور جس سچ کی قباحت زیادہ دروغ کی ہوسم جائیگا اندیشہ ہو مثلاً مردار کا کہنا ناجائز کی حفاظت کیلئے جائز ہے ایسے ہی دروغ مصطلحت آمیز ہے اگر راستی فتنہ انگیز ہے۔

بعض اوقات جھوٹ کا بہت بڑا اثر اور وبال جھوٹ بولنے والی کو اٹھاتا ہے اور بڑا ہوتا ہے۔ جیسے کہ رستم کو سہرا ہے یہ جھوٹ کہنے سے کہ میں رستم کا غلام ہوں اور نہ خود ہی رستم اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اپنے اکلوتے بیٹے کو خود مارتا پڑ گیا باپ نے بیٹے کو مار ڈالا۔ بعض اوقات کذب کا بہت بڑا اثر پڑتا ہے جیسا کہ نادر شاہ محمد شاہ دہلی کے قلعے میں منیافت کے جشن میں مصروف ہو دہلی کے کسی بھنگڑ خانہ سے یہ جھوٹ اٹھا کہ محمد شاہ بڑا عاقل ہے کہ اسے نادر شاہ کو قلعہ میں محصور تو نہ کرے مروا ڈالا اور اس سے یہودہ بکنے پر ہی اکتفا کرے نادر شاہ کی سپاہ کو بے شاہ کی تھمکار ناغہ کر دیا گیا جب یہ خبر نادر شاہ کو ملی وہ غصہ میں آگ بگولہ ہو کر دہلی کی منہری مسجد میں آکر اپنے سپاہ کی فوج بہا میں اتنے آدمیوں کو قتل کیا کہ درمیانہ تک خون کی ندی بہنے لگی جب کسی درمیانہ کے دروازہ کا نام فوجی دروازہ ہے ایک کے جھوٹ افواہ اٹنے سے ہزاروں کی جان گئی اور ہر دو ماہ تک نادر شاہ کی لوٹ جاری رہی جس سے کیا کچھ بنایا دہلی والو بھی نہیں ہوئی اب بھی دہلی والے اس جھوٹ سے باز نہیں آتے بڑے شرم کی بات ہے۔

اے سعید جب دل کی توجہ دنیا کی طرف ہو تو اس قول میں کاذب ہو جو کہ تو نماز میں کہتا ہے ایک نعبہ بتی ہیں تیرا بندہ ہوں اور تیری ہی بندگی کرتا ہوں اور باوجود اسکے دنیا پرستی کرتا ہے نفس تیرا مغلوب نہیں ہوا ہے بلکہ خود دنیا کی ہوا ہوس میں مبتلا ہے تو تو اس صورت میں جھوٹا ہو گا کیونکہ خود اس چیز کا غلام ہو چکی خواہش میں پڑا ہوا ہے تو بندہ درم دنیا پر جب تک ساری دنیا سے آزاد نہ ہو خدا کا بندہ نہ ہو گا بندہ خدا وہی ہے جو قضا الہی پر راضی ہے۔

دل

والد یعلم ما فی قلوبکم۔ یعنی خدا تمہارے دل کی بات جانتا ہے۔

یعلم تائتہ الاعین وما تخفی الصدور۔ یعنی جانتا ہے انگوٹھی جو ری اور جو کچھ سینہ نہیں پوشیدہ ہے۔

تخافون یوما تنقلب فیہ القلوب والابصار یعنی اس دن کے لئے ہیں جس میں آنکھیں اور دل بدلتا ہوں۔

ہو الذی انزل السکینۃ فی قلوب المؤمنین۔ یعنی وہ اللہ ایسا ہے کہ اتارا تسکین اور اطمینان کو مؤمنین

کے دلوں میں۔

آمن شرح الصدرۃ للاسلام فهو علی نور من ربہ۔ کیا وہ شخص کہ کہو لا ہی اللہ نے سب سے اس کا واسطے

اسلام کے پس وہ اوپر نور کے ہی پروردگار اپنے کے نزد۔

اور فرما یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لا یتغیر قوم یدکون اللہ فتم الملائکۃ وغسلتہم المرحۃ ونزلت علیہم

السکینۃ و ذکر ہم اللہ فسمین۔ یعنی میں لوگ ذکر کرتے ہیں انکو ملائکہ رحمت اور چہا لیتے ہیں انکو رحمت

خداوندی اور اتنی ہی رکھے دو ہنر تسکین اور اطمینان اور یاد کرتا ہی انکو اللہ انہیں جو اسکے پاس ہیں یعنی ملائکہ

کی جماعت میں کسی عجم کا قول یہ دیکھئے مریضہ نہ ڈر دل کے مریضہ ڈر۔

اے سعید دل کہنے کو ایک گوشت کا لونہڑا ہے مگر اس میں ہزار عالم سائے ہوئے ہیں۔ دیکھی اصل سکونت

عالم ملکوت ہے مگر عصبان کی سیاسی اور بد اخلاقی کے غبار سے رنگ الودہ ہو جاتا ہے مثلاً شراب خوری زنا۔

کاری قمار بازی حسد بے ایمانی وغیرہ۔ دل کے جلا کر نیسے دل روشن ہوتا ہے وہ یہ عمل میں عبادت ریا

کرتا اور شریعت و طریقت کو اپنا راہ ٹانہانا ایک مرشد کامل کے تہ دامن ہاتھ دینے کی سرکشی پامال ہو

جالتی ہے۔ انسانی اعتقاد کا بادشاہ دل ہے جو سب پر حکمرانی کرتا ہے۔

اے سعید اگر انصاف کر دیجئے تو کوئی ایک بات کہ خدا کا علم و اطلاع ہونا امور دل پر حفاظت دل کیلئے

کافی ہے اس واسطے کہ معاملہ خدا تبتلے کیساتھ ہے اور خدا تبتلے چہی تاہم جانتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ خدا تبتلے علموں اور صورتوں پر نظر نہیں کرتا بلکہ نیتوں اور دل کو دیکھتا ہے پس جبکہ دل نظر گاہ

خدا تبتلے ہے پس تعجب ہو کہ ظاہری امتیاز کی تو صفائی کریں یعنی منہ وغیرہ کو تو صابون لگا کر صاف کریں جو

نظر گاہ مخلوق ہے اور دل جو نظر گاہ خالق ہے اسکو بد اخلاقیوں کی صاف تمیز کیجیے جس سے حسد و کینہ و غصہ

سے ناپاک کر لیں اور دل بادشاہ ہے اور سب اعضا اسکے تابع ہیں جب بادشاہ نیک ہوگا تو رعیت بھی نیک

ہوگی۔ دل نفیس جو ہر کا خزانہ ہے اور اس میں قیمتی گوہر معرفت حق ہے اور نہایت آبدار موی عقل ہے۔

ارض و سما کمان تیری وسعت کو پاسکے پیر ہی دل ہے کہ جہاں تو سما سکے

اور نیت خالص عبادت میں جسپر ہمیشہ کا ثواب موقوف ہے یہ بھی دلیں جو ان آبدار گوہر و نیک سبب بندگی

شرف ہے سب دلیں بہرے ہیں پس ضرور ہوا کہ ایسے خزانہ کو چوروں اور ہنر توں سے بچا ہے یعنی شیطانی

وسوسلے سے اور رحمانی خیال کو گواہیں مجاہدے۔ طرفہ ماجرہ ہے دل ہے کہ اسپر خدا کی طرف سے الہام ہوتا ہے

کسی حکیم کا قول ہے کہ جس طرح ملاح ہر سو میں کشتی نہیں چلا سکتا عقل مند کو چاہیے کہ جو خیال دہر گزرنے لگی پیروی نہ کرے خوب سوچے اور سمجھے۔ اور اس خزانہ یعنی دل کی حفاظت کیلئے مثل آنکھ کے نہ پلکیں ہیں کہ جب چاہیں بند کر لیں اور نہ زبان کی طرح دھو ہو ہٹو سکے درمیان ہے کہ جب چاہیں بند کر لیں اور نفس جلدی نہ کرے نہ اپنی طرف کھینچتا ہے اور اس کی روک کیلئے عقل رہنما ہے وہ اپنی طرف مائل کرتی ہے اس لئے دل بد بھانے میں بہت تیز تر یعنی بہلائی سے برائی کی طرف ایمان لے کر کی طرف پھرتا ہے کسی نے کہا کہ دل دودھ کی آبال کی طرح بہت جلدی نہ کرنا چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ خدا کے خاص بندے دوسے ڈرتے رہتے ہیں اس کی اصلاح کی باتیں بہت ہیں اس مختصر رسالہ میں کچھ شریفین میں اور کچھ ذکر کے بغیر لکھی جائیں گی اور زیادہ اس مختصر رسالہ میں نہ لکھیں گے ہم سمجھتے ہیں کہ نیک کاموں کی توفیق دے اور اپنے فضل سے بیزار پار لگا کر نہ اس انسان ضعیف کی کیا طاقت ہے اور اس کے نگار بہت ہیں مثلاً تکبر جسد - طمع جب دنیا وغیرہ وغیرہ اور اصلاح کے بھی بہت سے امور ہیں۔ خلق - نیک اخلاق صدق وغیرہ۔

لے سعید اعتقاد اور یقین ایسی چیز ہے جو دے متعلق ہر اسے کوئی شخص کیسے دلیقین جبر اور زبردستی سے پیدا نہیں کر سکتا اس بنا پر مذہب میں جبر کرنا بالکل بے فائدہ ہے کیونکہ ہم بار تھے ہوا انکوار فی الدین۔ دین میں سختی نہیں دینیے مذہب زبردستی کی چیز نہیں ہے۔

نقل ہے کہ خواجہ ابراہیم نے مرشد سے کہا کہ مجھ کو نصیحت فرمائیے مرشد نے کہا ہستہ یکشاوہ بہ نہد۔ خواجہ ابراہیم ادھم کی سمجھ میں نہیں آیا اپنے فرمایا کہ ہستہ یکشاوہ زبان کا وہ بہ نہد۔ یعنی دیکھ بھولنے کی فکر کر کہ دل روشن ہو جائے اور زبان بند کر لینے دینا کی طرف سے خاموش ہو کر گوشہ نشینی کرے۔

روایت ہے کہ ابن مسعود سے کہ فرمایا بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے قول اللہ تعالیٰ کا امن شرح اللہ صریحاً لا سلام فہو علی نور بن رب۔ کہا یا رسول اللہ کس طرح کہل جاتا ہے دل اسکا فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو وقت داخل ہو تا ہے نور دلیں کہل جاتا ہے اور فراخ ہو جاتا ہے پھر کہا میں نے نشانی اسکی یہی یا رسول اللہ (ترجمہ) کہا ہر جو عین ناطق ہر پیشگی کے اور در ہونا کہ قریب سے یعنی دینا کا اور تیار ہونا اسطرح نیچے پہلے آئے موت کی۔

نقل ہے امام ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کے حاملین کہ ایک روز ایک سانپ بھت کر گیا جتنے آدمی وہاں موجود تھے بسبب خوف کے ہباگ گئے اور امام صاحب نماز میں مشغول تھے انکوار سکے گریختی خبر یہی نہ ہوئی۔ یہ تھے صدر صدر والے۔

اور نقل ہے حضرت عبداللہ بن زہیر کے حاملین کہا ہے کہ انکے کسی عضو میں ایک خنم تھا اور حاجت اسکے کاٹنے کی پڑی اس وقت نماز پڑھ رہے تھے شروع کی اس عضو کو کاٹ لیا اور انکو بسبب کمال استغراق کے معلوم ہی نہ ہوا۔

آنحضرت جو وقت نماز شروع فرماتے تھے پس سینہ مبارک کی لوگ ایسی آواز سنتے تھے کہ ہانڈی

بچی ہوئی خوب خوش گزرتی ہے۔

درود شریف

اِنَّ الدَّوْلَةَ لَکُنْتَ لِعِیْلُوْنَ عَلَیْہِ الْبَنَیْ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا عَلَیْہِمَا اَللّٰہُ بَکَ اُوْر
اِنکے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پس اے ایمان! اَللّٰہم! نبی و

اور سلام بھیجا کرو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر خداوند کریم اس آیت میں لفظ صَلَّوْا وَسَلَّمْ دو ٹوک لایا اور صَلَّوْا کے معنی لغت میں
مطلق دے کے ہیں اور سلام اس دعا کو کہتے ہیں جس دعائیں دعا کی مغرض خاص آسمانی بلیات سے جس کے لئے
دعا کرتے ہیں محفوظ رکھنا ہر موقیٰ ہی یہاں ہی دونوں لفظوں کو لاکر یہ بات بتلاتا ہے کہ رحمت خداوندی اور
استغفار ملنا کہ سے غرض فقط حضور کی رفعت مکان اور عظمت شاہی ہیں بلکہ علاوہ بریں دینا دی اور آسمانی
دونوں اونسے محفوظ رکھنا ہی مطلوب ہے۔ قاعدہ کی بات ہے مثلاً بادشاہوں کے پاس اگر کوئی انکاد و ست آجائے
تو بادشاہ اسکی تعظیم کیلئے رعایا کو حکم دیتے اور رعایا ہی ختم کوڑتے ہیں اور اگر کوئی اس کے زیادہ تعلق رکھتی والا ہو تو
اسکی تعظیم کیلئے علاوہ رعایا کے ارکان دولت کو بھی حکم دیتے ہیں کہ تم سب ہی اسکی تعظیم کرو اور کوئی خاص دوست
آجائے تو اسکی تعظیم کیلئے علاوہ رعایا اور ارکان دولت کے خود ہی تعظیم کیلئے کہتے ہیں اور یہی
بادشاہ کا قیام تعظیم کیلئے انتہا درجہ کہلایا جاتا ہے کیونکہ اس کے زیادہ کوئی صورت بن نہیں سکتی جب یہ تمہید خدایا
میں لگائی تو سمجھئے کہ حکم الٰہی کین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کیلئے انسان جو بمنزلہ رعایا کے ہیں اور
ملاکہ جو بمنزلہ ارکان دولت کے ہیں وہ دونوں تعظیم پر کفایت نہیں کی خود ہی شریک حال ہوسکے نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال رخصت شان اور عظمت مکان ثابت کی مسلمانوں اس بات میں کوئی شک نہیں
کہ ہمارے آقا نامزداری ایسے ہیں کہ جو خوبیاں انبیا علیہ السلام کے اندر فردا فردا پائی جاتی ہیں وہ سب ہی
سب اکٹھی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر پائی جاتی ہیں دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معجزہ عصا
عنایت فرمایا جو پتھر پر مانے سے پانی نکلتا تھا اور عصا سانپ کی شکل قبول کر کے سانپ کا کام دیتا تھا
اور جو ساحر دلوں کے بنائے ہوئے جاودہ کے سانپوں کو ٹوٹل جاتا تھا مگر ہمارے آقا کو وہ معجزہ عطا فرمایا کہ
جس سے انھیں نئے پانی کا فوارہ جاری کر کے دکھایا۔

روایت ہو کہ حدیبیہ میں لوگ بہت پیاسے تھے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ٹوٹا پانی کا ہوتا ہے
اس پانی سے وضو کیا اور تہوڑا سا پانی اس برتن میں نکال کر ہاتھ دھو کر پانی کے آگے عرض کیا یا رسول
اللہ! ہمارے لشکر میں نہ پینے کیلئے پانی ہے اور نہ وضو کیواسطے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک
کو ٹوٹے میں رکھا اور پانی آپکی انگلیوں سے فوارہ کے مانند جوش مانے لگا ہم سب کے سب پیاسا اور وضو کیا
حضرت جابر سے پوچھا گیا کہ تم سب کتنے آدی تھے انہوں نے جواب دیا کہ ہم صرف پندرہ سو آدمی تو گراں لاکھ آدمی ہی
ہوتے تو وہ پانی بخوبی سب کو کافی ہو جاتا۔ لے سید پتھر سے پانی ٹھکانا عقل سے بعید نہیں جس قدر کہ

انجلیکو نے سپانی کا کھٹکا عقل سے بعید ہو اور معجزہ ہی زیادہ قوی وہ ہی سمجھا جاتا ہے جو زیادہ بعد از قیاس ہو۔ صاحب کو کیا کوئی عامل کہہ سکتا ہے کہ دونوں معجزہ برابر ہیں ہرگز نہیں بلکہ دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ اور دیکھو کہ الدہ پاک نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وہ معجزہ عطا فرمایا تھا جس سے وہ مردہ کو زندہ کر دیتے تھے اور ہمارے رسول الدہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ معجزہ عنایت کیا لکڑی کو عام جلسہ میں زندہ کر کے دکھایا یعنی ستون خانہ رسول الدہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدائی سے انسان کی طرح مجلس وعظ میں ایسا روتا تھا کہ اسکے رونے کی سبب پیرو جو ان کو قبر ہو گئی یعنی سب سے اسکا رونا سنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین حیرت میں رہ گئے کہ یہ ستون سرف سہی اور طول سی ہی یعنی ہر چیز سے کہیں روتا ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا ارشاد فرمایا اے ستون تو کیوں روتا ہے اور کیا چاہتا ہے عرض کیا کہ میری جان آپ کے فراق کی خون ہو گئی جب میری جان آپ کے فراق کی سوختہ ہو گئی تو میں کیسے نہ روؤں کیونکہ پہلے جب تک ممبر پر آپ مجھ سے لگے بغیر قصہ بہت طول ہوا اسی ستون کو زمین میں دفن کر دیا گیا۔ اور قیامت کی دن انسان کی طرح اسکا ہی حشر ہو گا اب دو دن معجزہ دل کو ملاحظہ فرمائے کہ مردہ کو زندہ کرنا اس قدر عقل سے بعید نہیں جتنے لکڑی کو زندہ کرنا کیونکہ مردہ تو وہ چیز ہے جس میں ایک مدت دراز تک روح رہ چکی ہو اور ایک قسم کی انیت ہو چکی ہے بخلاف لکڑی کے کہ اسکو زندہ کرنا نہایت عجیب ہے اس معجزہ اور ہمارے آقا کے معجزہ کے درمیان بہت بڑا فرق ہے اول تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سانپ بنانیکا ارادہ کرتے اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ارادہ ہی نہیں کیا فعل ارادہ غیر ارادہ میں فرق عظیم ہے حضرت موسیٰ کا عصا سانپ کا کام انجام دیتا تھا بخلاف اسکے کہ لکڑی رہی پھر انسان کا کام نہ یہ بڑے تعجب کی بات ہے۔

من صلی علی واحدہ صلی اللہ علیہ عشر۔ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے الدہ پاک اپنے فضل و کرم کی اس پر وسعت سمجھتا ان اوسے الناس کی اکثر ہم علی صلوة۔ مجھ سے بہت نزدیک از رو قرب و شفاعت پانچکے وہ لوگ ہیں جو مجھ پر بکثرت درود شریف پڑھتے ہیں۔

من صلی علی عشر فی الاول النہار و عشر فی آخر النہار مالہ شفاعتی یوم البیتہ۔ جو شخص درود پڑھتا ہے مجھ پر صبح و شام دس دس مرتبہ قیامت کے روز میری شفاعت پائیگا۔

جو شخص مجھ پر دو شریف سمجھتا ہے درود شریف بہت جلدی کا اسکے منہ سے نکلے دریاؤں اور جھنوں اور مشرق اور مغرب کی گذر تھو اکٹا جاتا ہے کہ میں فلاں بن فلاں کا درود ہوں کہ اُن سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پوچھا ہے اس بات سننے ہی تمام مخلوق اس پر درود بھیجتا اور اسکے لئے رحمت کا طلب کرنا شروع کر دیتا ہے اور حضرت نے فرمایا ہے تحقیق جنت ہو رہی ہے یا کہ قوم موٹے کیلے (۱) قرآن شریف تلاوت کرتے نہالا (۲) اپنے زبان کو فضولیات سے روکنے والا (۳) ہونکو ہونکو کہنا نہالو (۴) ہونکو کو کہنا نہالو (۵) خدا کے محبوب پر پہنچنے والا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مروی ہے کہ جو مومن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک فرشتہ مقرر کرتا ہے وہ چشم زدن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں پہنچاتا ہے اور یہ آپ سن کر کمال خوشی سے فرماتے ہیں تو میری طرف سے اسکو درود بھیجا ہے میرا فرشتہ جناب الہی میں عرض کرتا ہے کہ فلاں بندے نے میرے حبیب پاک درود بھیجا ہے اللہ پاک کہتا ہے اسکو دوش رحمت پہنچا مسلمانوں یہ کس قدر ہماری خوش قسمتی ہے کہ طفیل درد و شریف ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں یاد کئے جائیں اور اس بارگاہ عالی میں ہمارا نام پیش کیا جائے اور خدا کی عزوجل اور اس کے حبیب کی رضا مندی حاصل کر نیکی علاوہ گناہی مراد سے واسن بہرس۔

حکایت زمانہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک شخص درد و شریف دریا کے کنارے پڑھ رہا تھا کہ ایک بچہ بھی وہ سنتی رہی اتفاقاً ایک عجیر آیا اور حال میں وہی بچہ یعنی حبیب اسکو بکایا تو وہ سرگرم نہیں مگی تو حیرت زدہ ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ باہر بیان کیا اپنے بچہ کی کمال معلوم کر کے فرمایا کہ دنیا کی آگ کیسا دوزخ کی بھی آگ اسکو نہیں جلا سکتی سبحان اللہ درد و شریف پڑھنے والوں کو خوش ہو گیا مقام ہے۔

روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ جیسے آگ میں لوہا ڈالنے سے اسکا میل درد ہو جاتا ہے اسی طرح درد و شریف پڑھنے والے کے گناہ نیست و نابود ہو جاتے ہیں اور جب وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی درد و شریف پڑھتا ہے ملائکہ آسمان کشتی مرقع اس بات کی کے سامنے لاتے ہیں اور اس درد و شریف کو کشتی میں رکھ کر مدینہ منورہ جہاں آپ تشریف رکھتے ہیں آپ کے سامنے بجا لے ہیں اور عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور کے امتی سے حضور پر درد و شریف بھیجا ہے اسکو آپ نہایت خوش ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ لاؤ اس امتی کے اعمال نامہ تو فرشتے فوراً حکم سب الاعیان اس کے اعمال نامہ کو سامنے بجا لے لیں اور اس کے نامہ اعمال پر نیکیاں لکھتے ہیں سبحان اللہ کیا خوش نصیبی اچھی جگہ امت میں پیدا ہوں اور درد و شریف کا رکھتی ہوں۔

حق تعالیٰ نے خواجہ پیدا کیا اور آدم کا حق سے نکل سوا ملائکہ نے حضرت آدم سے جہر طلب کیا آدم علیہ السلام نے فرمایا کیا چیز ہے جو میں جہر میں داخل ہوں ملائکہ نے کہا کہ آپ تین دفعہ اللہ صلی علی محمد وآل محمد کا سلطت علیہم السلام وال ابراہیم انک حمیداً مجیداً پڑھیں یہی خواجہ کا جہر ہے حضرت آدم نے تین مرتبہ درد و شریف پڑھ کر خواجہ کا ہراد کیا۔ اس امت کی ساری باتیں کامل ہیں اب درد و شریف کا ہر مقرر نہیں ہو سکتا درد و شریف اور قرآن شریف جنت کی قیمت ادا کر نیکیاں رکھا گیا ہے اس میں راز یہ ہے کہ قرآن شریف اور درد و شریف ہرے رتبہ کی چیز ہے اور دنیاوی مہر ذلیل سی شے ہے غیرت ایمانی قبول نہیں کرتی کہ ایسی تبرک چیز ایک شرمگاہ کے عوض مقرر ہو اسلئے حکام ہر منسوخ ہوا اور قرآن شریف و بیدار الہی کا عوض مقرر ہوا۔

مومن کو لازم ہے کہ جب نام پاک آپ کا سنتے درد و شریف پڑھے کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے صلو علیہ وسلم تسلیما اور فرمایا نبی کریم نے جو میرا نام سنتے اور درود پڑھے اس کے سب گناہ معاف کرتا ہے۔

حکایت ایکو فرمایا کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ ہا حضرت علیؑ کی ماں کے پاس آیا اپنے اسکی مٹی میں دم کر کے کہا کہ اسکو زندہ کرے اور ان کا فرد نکمے پاس جا کر کہو بس اس نے ایسا ہی کیا کیا دیکھتے ہیں کہ ایک گویہ جو قیمت میں ہزار دینار کا ہو گا تھا سائل سے کہا حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ نے کہا تھے وہ سائل نے جو ماجرا لکھا تھا بیان کیا تب کافروں نے آنکر حضرت علیؑ سے کہا کہ یہ گویہ آپ کے پاس کہا تھے آیا فرمایا سائل نے سوال کیا میرے پاس کچھ تھا مجھے شرم آئی۔ کچھ دئے بغیر اسے واپس کر دو لہذا سائل کے ہاتھ پر درود شریف پڑا کہ دم کر دیا اس درود پاک کی برکت کی الہ پاک نے گویہ نہادیا یہ سنکر کفار کو نہایت حیرت ہوئی اور تین شخص اسوقت مشرف باسلام ہوئے سبحان اللہ۔

حکایت شبلی رحمہ اللہ ایک جوان آدمی کو دیکھا کہ ہر موقع پر درود شریف ہی پڑھ رہے شبلی رحمہ اللہ نے کہا اسے جوان تجھے سوائے درود شریف اور کچھ یاد نہیں کہا تجھے یاد نہ ہو مگر قلع میں نے درود شریف میں دیکھا اور کسی میں نہیں شبلی رحمہ اللہ نے کہا مجھے بنا کہ فلاں سال میں حج گئے اراغے سے والد کے ہمراہ آ رہا تھا کہ میرے والد کو بخار آیا اور انتقال کیا اور چہرہ کا سوا ہو گیا میں بہ حالت دیکھ بہت رویا کہ نہ حال نہ کر سکتا ہوں اور نہ تنہا چہرہ متعین کر سکتا ہوں اس سوچ میں سر نہال ہو کر سوچ رہا تھا ناگا غنید غالب ہوئی اور دیکھا کہ ایک آدمی تین تین و حیل نہایت پاکیزہ صورت میرے والد کے پاس آیا اور منہ کی کچھ آتا کر لپٹے ہاتھ سے چہرہ کو لپٹے ہی چہرہ چاند کے مانند چمکنے لگا جب اس صاحب جمال نے دیکھا ارادہ کیا تو میں نے دامن پکڑ لیا عرض کیا کہ آپ یہ تو مجھے بتائیں کہ آپ کون ہیں اور میری ایسی کیسی ہمدرد فرمایا کہا میں پناہ حاصل لینے محمد رسول اللہ (ہوں) یہ سنتے ہی میں تسلا کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے والد کے انتقال کی آپ کو کیسے خبر ہوئی میں نے کیسے خبر نہیں دی کہا تیرا والد سر رات میں سو بار درود شریف پڑھا کرتا تھا آج رات کو جب درود میرے پاس نہیں پہنچی تو میں اس فرشتہ کو پوچھا جو درود مجھے پہنچا یا کرتا تھا تو اس فرشتہ نے حال سنایا کہ آج انتقال ہو گیا ہی اسلئے میں پہنچا ہوا ہوں آپ شریف لیکن۔ اہی میں غار میں سو فانیع ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ آدمی ہر سو کہتے ہیں میں نے پوچھا کہ میں نے تو کسی آدمی ذکر نہیں کیا آپ لوگوں کا شریک ہونا کیونکہ ہوا کہ ایک ندر کی نواسی ندادی کہ کچھ شخص چاہتا ہے کہ اپنے گناہ کو پاک ہو جائے تو فلاں محلہ میں فلاں شخص کا انتقال ہو گیا ہو اسکی نماز جنازہ میں شریک ہو۔ سبحان اللہ درود شریف پڑھنے والی کی کچھ فہمیتیں ہیں۔

حکایت ایک صاحب کو کسی صاحب دل نے روز آندہ اتنا درود شریف بتایا کہ انہیں ذرا فرصت نہ رہی اور اسکی عورت کہتی کہ اسکو چھوٹے اور کوئی حیلہ سو معاش پیدا کر اور یہ کسی جہا جن کا مقروض تھا صاحب نے بھی ناش کر دی اب بیوی کو ادب ہی موقع زبان درازی کا ملا بیچارے نے آخر عاجز ہو کر ادب ہی رات کو بیدار ہو کر نہایت عاجزی کی دربار خداوندی میں اظہار حال اپنا اسطریقہ سے کیا الہی تو دانا و مینا تو بونی اور جان سے تنگ ہو گیا ہوں تو میو سیلو تکا وسیلہ ہو اور عاجز بندہ کا حاجت روا ہے کوئی صورت جو میرے

حق میں بہتر ہو نکال دے خواہد بچتا ہو کہ ایک صاحب جمال گئے ہیں اور کہنے لگے گہراؤ مت تمہارا سب کام
 بن جائیگا میں خود تمہارا مددگار ہوں اسے عرض کیا آپ کون ہیں مجھے معلوم ہو جائیگا کہ میں وہ شخص ہوں جس پر
 تود وود بچتا کرتا ہے یہ سنکر بہت خوش ہوا اور انہوں نے کہا کہ تم صبح وزیر اعظم کے پاس جانا اور اسکو اس کے
 وظیفہ کی قبولیت کی خوشخبری سناتا یہ بیدار ہو کر وزیر اعظم کی طرف روانہ ہوا وزیر نے انکو بلایا انہوں نے
 وزیر سے سارا قصہ بیان کیا وزیر اپنے وظیفہ کی قبولیت کی خبر سنکر بہت خوش ہوا تین سو روپیہ اپنی حبیب سے
 نکال کر انکو انعام دے لیا اصل انکی بیوی ہی خوش ہو گئی اور جہاں روپیہ کو دیکھ کر کہنے لگا حضور یہ روپیہ میر
 سے ہر کار لایا ہے کہو مجھ کو یہ روپیہ کہاں نیکو ہی محتاج تھا سو روپیہ اس کے پاس کہاں سے آئے اس بات سے حاکم
 کو بھی شک ہوا اس نے ان سب اسباب کو دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ وزیر صاحب کو میرا حال معلوم
 ہوا اس نے بذریعہ خط کے دریافت کیا گیا انہوں نے حاکم کو کہا کہ اگر تم نے ذرا پی بے ادبی کی تمکو مغرور
 کر دیا جائیگا۔ حاکم یہ معلوم کر کے خوف زدہ ہوا اور جہاں کو اپنے پاس سے روپیہ دیئے اور ان صاحب کو
 سو روپیہ واپس کر دئے جب جہاں نے دیکھا کہ وزیر حاکم دونوں اسکے ہیں تو نہ معلوم خدا ہی اسکے ساتھ
 ہے اس خیال سے جہاں نے جو روپیہ حاکم سے لیا تھا وہ انکو ہی واپس کر دیا۔ سبحان اللہ جو اللہ کا ہوتا ہے
 سب وزیر حاکم ناظر اسکے ہو جاتے ہیں۔

اے سعید اللہ تمکو ہی درد و شریف پڑھنی کی توفیق دے آمین ثم آمین۔

فرمایا آنحضرتؐ نے حضرت موسیٰؑ پر وحی کی اگر تم چاہتے ہو کہ میں تمہارے کلام زبان تن
 روح بینائی سے ہی زیادہ قریب ہو جاؤں تو میرے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درد پڑنا
 کرو۔

اور فرمایا جو کوئی پھول سوئے اور چھپر درد نہ پڑے تو اسے مجھ پر چھائی۔

اور فرمایا کہ اے لوگوں ناقص درد نہ بھیجا کرو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کہو آگاہ کیجئے اپنے فرمایا
 میرے آل و اصحاب پر ہی درد نہ بھیجا کرو تاکہ درد کا دل ہو جیسے اللہ صلی علی سیدنا محمد و بارک و سلم
 یا۔ اللہ صلی اللہ سیدنا محمد و علی آل اصحابہ جمعین برکتک یا رحم الراحمین۔

ایراہیم آدم ہر روز تین لاکھ درد و شریف پڑتے تھے پیغمبر خدا خواب میں گئے اور فرمایا اس درد کو میں نے
 تعین کیا ہے ہر روز تین مرتبہ پڑھ کر و مرتبہ کا ثواب ملے گا درد و معظم یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللہ صلی علی محمد سیدنا و مولانا و علی آل محمد بعد و رحمۃ اللہ و بعد و کلام اللہ بعد و قرة
 الامطار و بعد و اوراق الانشجار و بعد و دل باحار و الفقار و بعد و الجنوب و الشمال و بعد و من خلق فی البر
 و البحر و بعد و من انعم و علیہ النیل و اشراق علیہ النہار و بعد و الانفاس المخلوقات و بعد و بنوہ السموات
 و بعد و درۃ الکائنات من کل شئی من الازل فی کل خطیۃ الف الف مرۃ فی الف الف مرۃ علی صیۃ منۃ برکتک یا رحم

رسول خدا فرماتے ہیں جو کوئی مجھ پر سو دفعہ درود بھیجے گا میں نے اس کے گناہوں کو ناپود کردیگا۔
 اور فرمایا جو کوئی مجھ پر جمعہ کی شب میں درود بھیجے گا خدا تعالیٰ سو حاجتیں روزِ روافراویگا۔ اس میں اتنی
 آخرت کیلئے اور بیش دینا کیلئے اور فرمایا حق تعالیٰ ایک سو کل مقرر کرتا ہے کہ ہر ایک شخص کا درود میری
 قبر میں پہنچتا ہے۔ اسی کو گوتم کو چاہیے کہ میرے پاس ہدیہ بھیجا کرو۔
 اور فرمایا بنی عبدالسلام نے کہ جو کوئی مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے حق تعالیٰ اس پر دس بار درود بھیجتا ہے اور
 دس نیکیاں لکھتا ہے اور دس برائیاں دور کرتا ہے۔

اور فرمایا جو کوئی جمعہ کے دن سو مرتبہ درود بھیجتا ہے حق تعالیٰ اس کے بیس برس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔
 اور فرمایا جو کوئی مجھ ہزار مرتبہ جمعہ کی شب کو درود پڑھے گا وہ اپنے مرنے سے پہلے بہشت کی بشارت پائے گا۔
 اور فرمایا جو کوئی چالیس مرتبہ درود پڑھے گا حق تعالیٰ چالیس ہزار گناہ بخشدیگا۔
 اور فرمایا مجھ پر درود پڑھنا تمہارے گناہوں کے حق میں ایسا جیسا آگ پر پانی۔
 اور فرمایا تمہاری دعا آسمان کے پہنچے میں ایک حجاب میں آجاتی ہے کہ جس کے سبب سے وہ رک جاتی ہے جو جب
 درود شریف پڑھا جاتا ہے وہ حجاب اٹھ جاتا ہے۔

اور فرمایا جو کوئی اپنی عمر میں ایک لاکھ مرتبہ مجھ پر درود پڑھے گا وہ بے غم ہو کر اپنی گور میں سوویگا اس کو دوزخ
 سے کچھ کا رہنہ ہوگا۔ اور حق تعالیٰ بہت خوش ہوگا۔
 اور فرمایا بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کوئی یہ چاہے کہ قیامت کو حساب میں آسانی ہو لازم ہے کہ
 مجھ پر درود بھیجے۔

اور فرمایا جو کوئی نہ چاہے کہ میرے دشمن مجھ سے راضی رہیں تو وہ درود شریف زیادہ پڑھے کم سے کم دس
 دفعہ صبح کو اور دس دفعہ شام کو۔

اور فرمایا جو لوگ مجھ پر پاس دفعہ درود بھیجتے ہیں میں انکی شفاعت کا قصاں ہوں۔
 اور فرمایا جو کوئی تین سو ساٹھ بار درود بھیجے وہ اپنے مرنے سے پہلے بہشت کو دیکھ لے۔
 اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس پر بھی ہو یا کوئی حاجت ہو یا مبتلائے افلاس ہو
 یا کوئی بڑی مشغلہ پیش آئے یا کسی رنج و مصیبت کا سامنا ہو یا کوئی ہماری ہو یا جسک مرض میں گرفتار
 ہو یا کوئی قید ہو یا کسی سخت حالت میں ہو اور اس پریشانی سے سخت اضطراب میں ہو وہ درود شریف
 کو کثرت سے پڑھے یعنی دو سو ہوئے میں غم دالم درنج اور تمام تکلیفیں اور زیادہ ہوتا ہے رزق اور
 ردا ہوتی ہیں تمام حاجتیں۔

نقل ہے کہ صحابی نے کہا یا رسول اللہ میں سچا مومن کب ہوں گا۔ فرمایا جب خدا تعالیٰ کو دوست
 رکھے گا۔ عرض کیا خدا تعالیٰ کو کب دوست رکھوں گا فرمایا جب ان کے رسول کو دوست رکھے گا

عرض کیا یا رسول اللہ۔ اللہ کو کیونکر دوست رکھوں گا فرمایا جب اسکے ذکر کی کثرت کر چکا خلا و ملا سکویا دکر گرا
اسپر درود بھیجے گا کہ محبت کا نشان پڑی ہے۔ من احب شینا فهو اکثر ذکرہ۔ جس کو جن بات کا شوق ہوتا ہے
اسکو اس کا ذکر بہرہ معلوم ہوتا ہے یہ امتحانی بات ہے پس درود خوانی فضائے حاجات ہے اور اس میں نجات
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص جس کتاب میں درود شریف لکھتا ہے جتنا لکھا
ہو رہتا ہے فرشتے اسکے لئے بخشش مانگا کرتے ہیں۔ اور آنحضرت کی شانیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وما
ارسلناک الا رحمة للعالمین۔ اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انا نبی الرحمة۔ اے لوگوں
وہ پیغمبر ہوں کہ سراسر رحمت ہوں۔ اور حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ بالموئیین وف الرحیم۔ مومنوں کیلئے
نہایت ہی مہربان ہے۔

لے سعید :- درود شریف پڑھ کر سعادت دارین حاصل کریں

دعا رحمت من لادن ذریۃ طیبۃ انک تمجید الدعا اے پروردگار میرے فرما اور عطا کر
اپنی رحمت عامہ کے طفیل ہی پاکیزہ اولاد انہی جانب سے تو بیشک سننے والا ہے دعا۔

رہنما سب لہاسن ازواجنا و ذریاتنا قرۃ العین اے پروردگار ہمارے عطا کر ہماری بیویوں سے اور ہماری اولاد سے نیک صالح اولاد جو آپ کی تسنید ہو۔

ربنا انتما فی الدینا حسنة و فی الاخرة حسنة و قنا عذاب النار لے پروردگار ہمارے عطا کو ہم کو دنیا میں نیکی اور آخرت میں نیکی اور ہم کو عذاب دوزخ سے۔

وَقَالَ رَبِّ انقُضْ عَنِّي ذَنْبِي وَارْحَمْنِي إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا (کہو لے تم میرے گناہوں کو مٹا دو اور مجھ کو رحم فرما اور بہتر رحم کر دے کہ میں نے اپنے لیے وقت حاجت پر بارگاہ رب العزت میں دعا کی اور خدا نے قبول فرمائی۔ اور سرور عالم نے فرمایا ہاں اے اللہ فی جمیع الاحوال ہر عاقلین اللہ کو پکار کر دعا کرے اور اس کا مانگا کرے۔ اور فرمایا اللہ دعا را اس العبادۃ یعنی دعا سب عباد تو کی چوٹی ہے۔

اور فرمایا الذی جاء سلاح المؤمنین و عامو منوں کا ہتھیار ہے ۔

اور فرمایا اللہ عارض الخ العبادۃ۔ دعا عبادت کا مغز ہے۔

اور فرمایا اللہ عار جناب العبادۃ۔ دعا عبادت کا بازو ہے۔

اور فرمایا کہ ہر شے زمینیہ و زنیۃ العبادۃ الدعاء یعنی ہر شے کی زمینیت ہی اور عبادت کی زمینیت دعا ہے۔

اور فرمایا خدا نے تعالیٰ دعا کر نیواے بندے کو بہت دوست رکھتا ہے۔

اور فرمایا جو کچھ تم کو مانگنا ہو خدا سے مانگو گے سو پاؤ گے۔

فرمایا حق تعالیٰ فرماتا ہی اگر تم دعا نہیں کرتے تو میں دوسری قوم پیدا کرتا کہ جو مجھ سے مانگے اور
 یا سکودوں۔

اور فرمایا اللہ تعالیٰ غنی کریم ہے اور سکا غنا اور کرم لایزال ہے جیسا و شرم کرتا ہے اس بات کی کہ اس کا بندہ اس کی طرف اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے اور وہ رد کرے۔ اور فرمایا جو چالیس آدمی مسلمان دعا کریں حق تعالیٰ منظور قبول فرمایگا۔ اے سعید دعا کر تا قفل بندہ کی طرف سے اور قبول کرنا موعی کی طرف سے ہی اپنا کام کو جا۔ پا و ضو ہونا۔ دو رکعت نماز پڑھنا حضرت نے فرمایا ہے دو رکعت نماز پڑھ کر دعا مانگو۔ دعا سے پہلے خدا کی حمد و ثنا کرنا چنانچہ سرور کائنات جب رب العالمین کی کچھ التماس کرتے تو پہلے یہ فرمایا: سبحان رب الاعلیٰ الوہاب اول و آخر وود شریف پڑھنا دعا کو تین بار یا پانچ بار مانگنا یا زیادہ مگر طاق ہو اور جب بندہ اپنے رب کو پکارتا ہے اور کہتا ہے رہنا۔ تو حق تعالیٰ فرماتا ہے لیتا ہے۔ اے بندے مانگ کیا مانگتا ہے اور دعا کرے و زاری کیسا اتنے آہستہ کرے۔ بہت سی زاری کرنا اس کے لئے دعا دوست رکھتا ہے۔ جس قسم کی حاجت ہو اسی نام سے التجا کرنا اگر افساس کیلئے ہے تو کہے یا غنی اور اگر شفا مر لیں کیلئے ہے تو کہے یا شافی اور احوال بابرکات کی جستجو رکبہ جیسے مینہ برسنے کی حالتیں فرغیہ نماز کے بعد امام کے خطبہ میں بیٹھنے کی حالت جمعہ کی نماز کے بعد آنحضرت نے فرمایا ہر ان حالتوں میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دعا مکر اس وقت جبکہ آدمی کے دل پر رقت طاری ہوتی ہے کہ وہ اس وقت توجہ الی اللہ زیادہ ہوتی ہے اور وعظ کی مجلس میں یا کسی ذکر شریعہ کے موقع پر جہاں مجمع چالیس یا اس سے زیادہ آدمیوں کا ہو دو دنوں ہاتھ دعا کیلئے اٹھائے اور سر کو نیچے لیٹے جانب دل اور فرمایا ہے اے سپر اللہ غم نہ ہیں کرتا اور جو شخص ہاتھ نہیں اٹھائے اس سے ناراض ہوتا ہے۔ اور آنحضرت نے فرمایا ہے جب دعا کا ارادہ کرو تو ہاتھ اٹھایا کرو مگر آنحضرت آسمان کی طرف نہ اٹھایا کرو کہ یہ بدعت ہے اور ہاتھ اٹھانے اور نیچے اٹھانے اور نیچے اٹھانے اور قبولیت کے امیدوار ہو اور دعا مانگ کر دونوں ہاتھ اپنے منہ پر پھیرے۔ اور جب دعا مستجاب ہو تو کہے الحمد للہ علیٰ حال۔ اور اگر دعا کی قبولیت میں دیر ہو تو رنجیدہ خاطر نہ ہو حق تعالیٰ اسکی برائی پہلانی خوب جانتا ہے وہ ذخیرہ عقی ربی رکھتی۔ اور فرمایا حضرت نے حسرت کرنا کہ وہ لوگ جی دعا دنیا میں قبول ہوئی اور فرمایا کہ دعا کرنا الائن چیز دے خالی نہیں رہتا گناہ اس کے بخشے جاتے ہیں۔ یا دنیا میں کسی مقررہ وقت پر رکھی جاتی ہے یا عقی میں اسکی امید بر آگئی۔ یا سبیل سے مومن کو لازم ہے کہ دعا کے وقت دل حاضر رکھے اللہ تعالیٰ غافل کی دعا قبول نہیں کرتا چاہے کہ ہم معصروف ہو کر دعا کرے اور ارشاد خداوندی ہے کہ جو دعا کرے اور دل غیر حاضر ہو ہرگز ہم قبول نہیں کرتے۔ اور جو دعا قبول ہونے میں دیر ہو تو شک کر دعا کرنا چھوڑ نہ دے اور کسی انسان سے اپنی حاجت نہ مانگ اس کا مانگ جو ہر وقت اپنے کرم و جود کے دروازے کھلے رکھتا ہے۔ دعویٰ آنحضرت نے مجھے پکار میں سنو گھا۔ مانگو میں دو گنا ارشاد خداوندی ہے عجیب الدعوات ہی در گاہ۔ سے کوئی؟ سائل محروم نہیں پھرتا۔

ان متبرک جگہوں میں دعا قبول ہوتی ہے مثلاً خانہ کعبہ یا عرفات کوہ صفا۔ مروایا مزدلفہ یا بیت المقدس یا مسجد نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یا کسی نیک عمل کرتے وقت بیچگانہ نماز کے بعد یا روزہ افطار کر نیکی وقت یا حج کے ادائیگی کے وقت یا تلاوت قرآن مجید کے بعد یا زکوٰۃ دینی یا خیرات کر نیکی بعد۔ دعا کا قاعدہ یہ ہے کہ پہلے حق تعالیٰ کی حمد و ثناء بجالائے جیسے اوپر مذکور ہوا۔ پھر اپنی کرم پرورد و لا بھیجے پھر خود میں آئے وہ دعا مانگے یہ ارشاد دینی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور توبہ و استغفار بھی دعا کے قبولیت کا سبب ہے۔

اے سعید توبہ و استغفار کر اللہ سے وہ بخشے والا ہے مہربان اور مال و اولاد سے مدد کرے گا۔ یا کسی بنی مرسل کا ذریعہ جناب الہی میں پیش کر کے دعا مانگنا۔ یا اسم اعظم کا پڑھنا اور دعا کرنا بالضرور قبولیت کا ذریعہ ہے حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ اسم اعظم الحی القیوم ہے۔ ایک بزرگ نے جناب باری میں عرض کیا تھا الہی مجھے اسم اعظم جس کی برکت سے دعا قبول ہو جائے بتا دیجئے راگو خواہیں دیکھا آسمان کے ستاروں میں یہ لکھا ہوا ہے۔ یا مدبر السموات والارض یا ذا الجلال والاكرام خدا کی نجات سے اس بزرگ کو اسم اعظم یہ بتایا گیا۔

نقل ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یہ دعا کرتے سنا اللہم انی اسمک الی اشہد انک انت اللہ لا اله الا انت الاعد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفو احد۔ اے اللہ میں سوال کرتا ہوں کہ سوائے تیرے کوئی معبود نہیں تو اکیلے ہی نیاز ہے نہ تو نے کسی کو جنا نہ تو نے کسی کو جینا یا تیرے کوئی برا نہ کیا ہے۔ اپنے فرمایا تھے اسم اعظم کو اپنا ذریعہ کیا۔

یہ وہ اسم ہے کہ جب دعا کر کے قبول ہوگی جو مانگو گے ملے گا۔

تفسیر عزیزی میں مذکور ہے سورہ فاتحہ اسم اعظم ہے اور بعض کا قول ہے کہ آیت الکرسی اسم اعظم ہے واللہ الاموال الحی القیوم۔ شعبی نے اسم اللہ الرحمن الرحیم کو اسم اعظم الہی کا کہا ہے۔

اکثر محدثین کا قول ہے کہ اسم اعظم ان دو آیت قرآن شریف میں ہے اول یہ کہ (والحکم للہ واعد اللہ) والہو الرحمن الرحیم۔ اور دوسری یہ آیت الم اللہ لا اله الا ہو الحی القیوم اور ان آجیو کہ دفع جن وغیرہ میں پڑھتے ہیں۔

نقل ہے کہ کتاب النعمان میں من ظفر بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ اندلس کے شہر میں گئے وہاں ہے ایک مختبر شخص نے بیان کیا کہ ہمارے شہر میں دو نصرانی راہب آئے اور مسلمان ہوئے۔ ان سے سوال کیا تم اپنے مذہب میں بڑے مضبوط تھے کیا وجہ ہوئی ایک نے انہیں سے جواب دیا کہ ہم ایک بڑے کنبسہ یعنی گرجہ کے رہنے والے راہب ہادری تھے ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ہمارے پاس حاکم شہر نے ایک غلام گوجا کی خدمت کیلئے بھیجا اور وہ غلام مذہب کا مسلمان تھا۔ اسے جگہ جگہ سے قرآن شریف کی صورتیں اور آیتیں یاد تھیں وہ اکثر ہمارے پاس کلام اقدس کی کچھ آیتیں پڑھا کرتا تھا

ہمیں بھی شکر بہت سی آیتیں یاد ہو گئیں تھیں ایک دن اس غلام نے یہ آیت پڑھی: واسئلوا اللہ من فضله
لوگوں اللہ سے اس کا فضل اور کرم مانگتے رہو۔ دوسرے دن اس غلام نے یہ آیت پڑھی ادعونی استجب لکم
اے بندہ مولیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ تم مجھ سے مانگو میں تمہیں دوں گا۔ مانگنا تمہارا کام دینا میرا کام ہے ہمیں یہ دونوں
آیتیں یاد ہو گئیں اور آپس میں کہا کہ یہو اس کلام کی کیا اچھی تعلیم ہو ضرور یہ وہی کلام مبارک ہے جسکی بشارت
حضرت مسیح علیہ السلام دے گئے ہیں۔ ہمیں خیال آیا کہ یہ دن اس کلام کا امتحان کرنا چاہیے کہ اس کلام کا دعویٰ
سچا ہے یا نہیں۔ اتفاق سے ہم ایک دن اپنے عبادت خانہ میں کہا تا کہا تے تھے اور وہ مسلمان قیدی غلام ہمارے
پاس کھڑا ہوا ہمیں شراب پلاتا تھا کہ کیا ایک ہمارے حلق میں نوالہ اٹکا ہنسنے فوراً اس قیدی کو اشارہ کیا اس نے
ایک ایک جام شراب ہمارے حوالہ کیا ہنسنے سارا جام اپنی لبا کر لیا نوالہ حلق سے نیچے اتار پانی کی سخت ضرورت ہوئی
مگر وہاں ہمیں قریب پانی موجود نہ تھا ہنسنے دیں کہا کہ اے اللہ تیرے بنی کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے تیری جانب سے ہمیں سنایا یہی ادعونی استجب لکم مجھے پکارو میں سنوں گا۔ مجھ سے مانگو میں دوں گا۔ واسئلوا اللہ من فضله
اللہ کا فضل طلب کرو وہ تم پر فضل نازل کرے گا۔ اور یہ تیرا ہی کلام ہے تو اس وقت ہمیں کہیں سے پانی عنایت فرما۔
یہ دعا کرتے ہی فوراً مکان کا ایک ستون جو سنگ خارا کا تھا وہ سینکڑوں برس کا خشک کبریا تھا پست گید آسمیں
سے ایک چشمہ شیریں پانی کا جاری ہوا اس وقت ہم دوسرے اور ہاتھ سے پانی کے چلو بہرہ رکے پیئے شروع
کئے ایک ہی چلو میں نوالہ حلق سے اتر ا اور جان میں جان آئی جب ہم پانی پی چکے وہ چشمہ پانی کا منہ ہو گیا اور ہم
اس وقت مسلمان ہوئی اور قرآن مجید کی صداقت اور اسلام کی سچائی کو پورا یقین اور ایمان حاصل ہوا۔

اے سعید جائے غور ہے مکان کے ستون پانی کا چشمہ جاری نہیں ہوا تھا خدا نے برحق نے اپنے سچے
کلام کی برکت اور قوت ظاہر و باطن میں رحمت اور مغفرت کے چشمے جاری کئے ظاہر میں خشک پتھر کے
ستون سے پانی جاری فرمایا جسکے سبب اپنے بند و نکو دنیاوی صورت اور خلق کے پھندے سے بچا یا اور
اور باطن میں ایمان اور یقین کا چشمہ جاری کیا جسکے سبب آخرت کی دوا می اور ہم کا نوالہ بننے سے محفوظ
کر دیا۔ اور خدا کے سوا کوئی نہیں جو ہر قراری دعا قبول کرے۔

نقل ہے کہ ایک بڑے قاری عالم نام فرماتے ہیں کہ ایک دن فائدہ کے لیے میری جان بچنے لگی میں اپنی حالت
ایک دوست سے بیان کی وہ سنتے ہی گونگے بن گئے ہر پھر پھر آثار ملال کے نمایاں ہوئے شاید وہ سمجھے
کہ صائم کچھ مانگتا ہے۔ میں چپکا دیا نے نکل کر جنگل میں پہنچا پہلے تو وہاں کچھ نماز بعد عجز و دنیا زاد کی پھر عجز
میں گر کر یہ کہا یا سبب الاسباب یا مفتاح الابواب یا سامع الاصوات یا عجیب الدعوات یا قاضی الحاجات
اغنی بجلالک عن حرامک و اغنی بفضلك عن سواک۔ اے بے سامان لوگوں کے سامان کر نیو اے اے روزی
کا دروازہ کھولنے والے اے بیکسوئی فرما دینے والے حاجت مند کی دعا قبول کر نیو اے اے بندوں کی
حاجتیں بر لانیو اے حلال طیب روزی سے۔ حرام ناپاک روزی سے بچالے اپنے فضل و کرم سے ایسا

غنی کہ غیری پرورانہ ہے عجم ابھی سجدہ میں تھا کہ یکایک آواز کسی چیز کے گرنے کی ہوئی سر اٹھا کر دیکھا ایک قبلی سرخ چوڑے کی پڑی ہے اسے کہو لاسی اشرفیاں اور ایک یا قوت سرخ برآمد ہوا۔ اشرفیاں فی الحال کام میں لائے۔ یا قوت سرخ سے ایک زمین کھیت کی خریدی جو پشت در پشت کیلئے کافی ہوئی سچ ہر وہ وہ جو مانگے سے نہاں نہاں ہوتا ہی۔ جو غرور اور تکبر کی راہ سے اپنے رب سے مانگنا چھوڑ گیا پامال ہو گا۔ بڑی ذلت و حسرت و ملال اٹھا کر جسم میں ڈالا جائے گا۔

نقل ہے کہ علامہ ابی بکر محمد بن الولید خلیفہ منصور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ خلیفہ کو نہایت غم و الم میں مبتلا پایا آپکی صورت کو دیکھ کر خلیفہ نے کہا کہ آپ کے پاس کوئی ایسی دعا ہے جو میرے غم کو دفع کرے۔ کہا میں آپ پر ایسی دعا بتا رہا ہوں جو دفع بلیات ہو اور مشکل کو گھو بیو الیٰ ہی جو شہر بعصرہ میں کسی شخص کے کان میں چھپر گھسکر مارا خاک پھینچا تھا۔ بیچارہ نہایت متحیر ہوا۔ رات دن بے قرار رہا اتفاق سے خواجہ حسن بعلری کے ایک شاگرد اُسے دیکھنے گئے حریف نے کمال تعجب سے دیکھ کر فرمایا کہ تم وہ دعا کیوں نہیں پڑھتے جو حضرت علامہ حضریؒ نے بتائی تھی۔ ایک سخت حیرانی و مصیبت کی وقت میں پڑھی تھی عرض کیا اللہ جلد فرمائیے کہ وہ کیا دعا ہے کہ اس چاب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے علامہ حضریؒ کو بحرین کی طرف حجاز کیلئے بھیجا۔ اتفاق سے آپ کا لشکر راستہ ہو لکھنؤ کی گشت میں پہنچا جب دہلی کی وقت جنگ کا ریت نہایت گرم ہوا اور لشکر میں پانی ختم ہوا پیاس کی شدت سے لوگ بیجاں ہوئے حضرت علامہ حضریؒ سواری سے اترے دو گانہ نقل کا پڑا پھر جناب الہی میں عرض کیا یا علیم یا علیم یا علی۔ یا عظیم استغنا آپکی دعا اور التجا کیسا تہی ابر کا ٹکڑا ہاتھ لگی سیدھ میں پیدا ہوا ایک آن کی آن میں سائے لشکر میں پہیلا اور خوب ذور و شور سے منیر بر صاحب لشکر والے پانی پکیر فراغ ہوئے ابر جناب ہوا دوسرے دن ایک دریا راستہ میں حائل ہوا ہاں نہ پل ہے نہ کشتی الہی کیا کریں کس طرح پار اتریں مستحق حضرت علامہ حضریؒ سواری سے اترے دو گانہ نقل کا پڑا پھر جناب الہی میں عرض کیا یا علیم یا علیم یا علی یا عظیم اجرنا الہی دریا سے پار اتار مٹا چادر از خروج مع سامان اونٹ گھوڑے گدھے کی ایک گھٹنہ میں دریا سے پار ہوئے کسی کا پیروا گھوڑے کا سم تک تر بنوا۔ ای المد کے ہندے تو ہی اس دعا کو پڑھ کر مرلئے ایک ہی دفعہ اس دعا کو پڑھا کہ چھپر اسکے مارغ سے نکلتا ہوا اور جاتا ہوا سب کو نظر آیا اور ہمارا سیو وقت متدرست ہوا اسے امیر المؤمنین آپ بھی اس دعا کو پڑھتے خلیفہ منصور نے وضو کیا تاز کے بعد دعا پڑھی یا علیم یا علیم یا علی یا عظیم اکشف عنا۔ تھوڑی دیر میں ہنسنا ہوا اٹھا اور کہا الحمد للہ میرا راحم خدا نے غلط کیا اسی غم کے سبب خلیفہ منصور نے کہا ناہی نہ کہا یا تھا اسی وقت کہا نا طلب فرمایا اور مصباحین کیساتھ نہایت ہلکے کہا یا۔

نقل ہے کہ حضرت یونسؑ کی دعا جو اپنے چھپی کے پیٹ میں کی تھی لا الہ الا انت سبحانک انی كنت من الظالمین قبولیت دعا کیلئے اسیر اعظم ہے اور دفع رنج و غم ہے خود قرآن مجید میں ارشاد ہے اس کا ترجمہ یہ ہے

جُب پڑا بولسٹ نے اندھیر و نہیں لالہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین نہات دی بھنے اسے غم نہی
اور اسی طرح تمام مسلمانوں کو نہات دینگے۔ جو عمل آیت کو یہ کا بزرگوں سے سینہ بسینہ پہنچا دی وہ یہ کہ آیت کریمہ
کا ایک لاکھ پچیس ہزار مرتبہ ایک جلسہ میں ختم ہو۔ سات یا گیارہ آدمی ملکر پڑھیں اول ہر شخص غسل کرے پھر
صلوۃ التوبہ ادا کرے ہر روز کلام و سلام ابتدا سے غسل کی آیت کریمہ کے ختم تک موقوف رکھے جہانگ ممکن
ہو و بقیہ بیٹھ کر پڑھیں اگر درمیان میں کسی شخص کو پیشاب یا نجاست کی ضرورت ہو نہایت خاموشی اٹھ کر جا
اور خاموشی کی حالت میں فارغ ہو کر پھر وضو کر کے ختم میں شامل ہو جائے اگر ختم پڑھنے والے بعد غسل کے
احرام کر لیں تو بہت بہتر ہے تین روز تک براہِ ختم پڑا جائے انشاء اللہ تعالیٰ برآویگی۔

دوسری ترقیب آسان یہ کہ مصیبت کا راجحہ سات روزے رکھے نعتہ حلال پردہ و زہ کھوے
عشاء کی نماز کے بعد نہایت اندھیرے مکان میں احرام باندھ کر بیٹھے ایک پیالہ پانی کا پاس رکھے اول ایکس
مرتبہ اللہم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد و بارک وسلم پڑھے پھر آیت کریمہ نہایت آہستہ آہستہ تسبیح
پڑھے جب تسبیح پوری ہو جائے تو تین دفعہ یہ کہے اللہم صل علی ذوالنون پھر وہ داہنا ہاتھ اس پانی میں
ڈالے جو پیالہ میں پاس رکھا ہوا ہے پھر وہ گھلا اور تر ہاتھ آنکھیں بند کر کے اپنے منہ پر پھیرے اور یہ پڑھے
فجینا من الغم و کذلک نجی المؤمنین۔ تین دفعہ اس طرح عمل کرے اب دوسری تسبیح کا پڑھنا شروع کرے
اسی طرح سات تسبیح پڑھے مگر ہر ایک تسبیح کے ختم پر وہی عمل کرے جو پہلی تسبیح کے بعد کیا تھا۔ پھر بعد
ختم آکیں مرتبہ وہی درود پڑھے جو اول پڑھا تھا تو ترات سات دن تک براہِ کرتار ہے انشاء اللہ مراد پوری
ہوگی۔

عبد العزیز مغربی فرماتے ہیں کہ میں نے خواہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں کیا پڑھوں
حضور اکرم نے فرمایا دو رکعتیں پڑھ اور ان چاروں سجدہ و نہیں چاہیں چاہیں دفعہ آیت کریمہ پڑھ
انشاء اللہ تعالیٰ ضرور مراد برآویگی۔ اگر مراد نہ برآئے تو تین روز تک متواتر ایسا کرے ضرور مراد برآویگی۔
اور اگر آیت کریمہ کو ہر روز تین سو مرتبہ ایک وقت مقررہ پڑھ لیا کرے تمام بلا و مصیبت دنیا کی نہات
حاصل ہوا دل و آخر درود شریف بیچ میں دعا اور جو مصیبت ہوا اسکے دفعہ کئے لئے دعا کر کے
انشاء اللہ کامیاب ہوگا۔

روایت یہ کہ اگر وہ شیطان لعین فستہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضر تھا اور حضرت نے
کہا اے ابلیس کیوں تو نے ایسی نافرمانی کی اور مستوجبِ دوزخ کا اپنے آپ کو بنایا۔ ابلیس نے کہا
یا رسول اللہ میں نے لوح محفوظ میں وعدہ بھیجی ہو کہ اگر کوئی ہزار گناہ کرتا ہو اور تمام عمر میں ایک بار
اس دعا کو پڑھے ضرور بہشت میں جاوے گا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پڑھ اس دعا کو پس
ابلیس گم ہو گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شفقہ ہوئے اس وقت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے

اور کہا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو سلام بھیجا اور کہا کہ اے ایسے شخص کہا لیکن ایسے کو فنا ہوئیے قبل چار ہزار برس پہلے اس دعا کو اسکی یاد سے بہلا دو گا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے اس دعا کو پوچھا جبریل علیہ السلام نے کہا وہ دعا یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سبحان الملک الجبار سبحان الواعد انعمار سبحان الکریم الستار سبحان الکریم المتعال سبحان الخالق اللیل والنهار سبحان الذی۔ جو کوئی ایکیا اس دعا کو پڑھے اسکو ثواب ایک لاکھ رچ اور ہزار بار ختم قرآن کا ملے وہ دعا یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم قل للہ الحار رب السموات ورب الارض ورب العالمین ولہ الکریم یارب فی السموات والارض و ہو العزیز الحکیم۔

اور جو شخص بہت قرضدار ہو ان میں سے کوئی بعد نماز جمعہ اکتالیس بار پڑھے اسکی مراد پورا ہوگی۔ اگر ایک جمعہ مراد پور نہ آئے تو پھر پڑھے جب تک مراد نہ آئے برابر پڑھتا رہے۔ واللہ اعلم واللہ الاہو الرحمن الرحیم۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی اس دعا کو ایکیا بار پڑھے اللہ تعالیٰ اسکی قفنائے نماز بخش دے اگرچہ بشمار نازیس قفنا ہوئی ہوں اور اسکے راوی حضرت علی کرم اللہ وجہہ میں وہ دعا یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یا اللہ یا رحمن یا رحیم اللہم یا عظیم من کل عظیم اللہم یا کریم من کل کریم اللہم اجل من کل عجل اللہم اغفر من کل عذر اللہم یا قدیم من کل قدیم اللہم یا موجود من کل موجود و خلصنا من النار یا مجیر یا مجیر یا مجیر صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی اس دعا کو گورستان میں ایکیا بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ عذاب گورستان سے ایک سال کا اٹھائے اور جو کوئی تین دفعہ پڑھے سات سال کا عذاب قبر اس قبرستان سے اٹھائے اور جو کوئی چالیس بار پڑھے اللہ تعالیٰ قیامت تک اس قبرستان سے عذاب اٹھائے اور جو کوئی اپنے ماں یا باپ کی قبر پر پڑھے اللہ تعالیٰ اسکے ماں باپ کو آتش دوزخ سے نکال دے اور اگر شب جمعہ میں گیارہ بار پڑھے اور اسکا ثواب پیغمبر صاحب کی ارواح کو بخشے انشاء اللہ تعالیٰ ثواب میں زیارت آنحضرت سے مشرف ہو اور اگر بیس دفعہ پڑھے تو کوئی گناہ اسکے ذمہ نہیں رہوے سوائے حق العباد کے بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ الذی جعل فی السماء عرشہ الحمد للہ الذی فی الارض قدرۃ الحمد للہ الذی فی الجنۃ الحمد للہ الذی فی القبور فضلہ الحمد للہ الذی فی النور والجر سبیلہ الحمد للہ الذی فی الخیل سلطانہ الحمد للہ الذی لا یلجأ الا الیہ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

حضرت نفع الدین اولیاء اللہ سے منقول ہے کہ بعد نماز صبح سو مرتبہ ان ناموں کو جو کوئی اس ترکیب سے پڑھے گا۔ اور جو حاجت کہ اس کی ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ برآوے گی اور اگر اس کا ایک ہفتہ میں ظاہر ہوگا اور اول و آخر درود شریف پڑھے جب تک حاجت پور نہ آئے عمل کئے جائے۔

۱	یا رحمن یا رحیم	یوم شنبہ	صد مرتبہ	برائے دفعہ مرض در دست راست
۲	یا اوحا یا احد	یوم یکشنبہ	۱۰۰۰	یا احد در چپ یا صد و طرف آسمان
۳	یا صمد یا فرد	یوم دوشنبہ	۱۰۰۰	یا فرد در دل یا فرد ہزار بار بگوید اور
۴	یا حی یا قیوم	یوم شنبہ	۱۰۰۰	قنادہ کی حدیث میں منقول ہے کہ جو شخص
۵	یا حنان یا منان	یوم چہار شنبہ	۱۰۰۰	سعیبت کی وقت آیتہ الکرسی پڑھے
۶	یا ذوالجلال الاکرام	یوم پنجشنبہ	۱۰۰۰	تو اللہ تعالیٰ اسکی مدد کرتا ہے خواص
۷	یا اللہ یا ہو	یوم جمعہ	۱۰۰۰	القرآن میں جو شخص آیتہ الکرسی ہر نماز
				کے بعد پڑھا کرے تو شیطان کے وسوسے
				اور سرکش شیطانوں کے مکر و انید و محفوظ

ہے اور فقیر سے غنی ہو جائے اور ایسے طریق کی رزق ملے کہ اسے گمان ہی نہ ہو اور جو صبح و شام کہیں اور گھومیں جائے اور بستر پر لیٹے کہ وقت ہمیشہ پڑھا کرے تو چوری اور غرق اور جینے سے ماموں کی رسی اور صحت نصیب ہو اور ہر قسم کے خوف و اندیشہ سے سالم رہے اور اسکا گھر خیر و برکت سے بھرا رہے اور اگر کسی غریب پر لکھ کر غلبہ میں لگے تو چوری اور گھن سے محفوظ رہے اور اس میں برکت ہو اور جو اسے اپنی دکان یا مکان میں کسی اونچی جگہ لکھ کر رکھ دے تو رزق بڑھے اور کبھی فاقہ نہ ہو اور وہاں جو رہ آئے اور جو سفر یا کسی خوفناک جگہ میں رہنے کا اتفاق ہو تو یہ آیتیں مع سورہ اخلاص اور معوذتین اور آیتہ رقل من یحیینا الاکتب الدلتنا سے متوکلوں کی جگہ پڑھا کر اپنے گرد ایک دائرہ کھینچے خدا چاہے کوئی موذی نہ پہنچ سکے گا نماز جمعہ اور نماز عصر کے بعد خلوت میں ستر بار پڑھنے سے قلب میں ایک عجیب کیفیت پیدا ہوگی اس حالت میں جو دعا کرے قبول ہوگی۔ اور کتاب الفوائد میں نقش مبارک آیتہ الکرسی برائے تحفظت از شر

۱۵۴۳	۱۵۳۰	۱۵۲۵
۱۵۴۲	۱۵۲۲	۱۵۲۰
۱۵۴۱	۱۵۲۱	۱۵۲۱

شیطانین وغیرہ منقول ہوا زبیاض حضرت ولی البنی مجددی رحمہ اللہ تعالیٰ اور جو کوئی برائے دفعہ بلغم سفید نمک کی چھوٹی سا کنگریاں لیکر ہر ایک پر آیتہ الکرسی سات سات بار پڑھے اور نہایت سات روز تک اسکا استعمال کرے حق تعالیٰ بلغم کا سبب عارضہ دفع کرے گا۔

طریق ختم خواجه گان - اول سورہ فاتحہ ہفت بار بعد ہفت بار بعد سورہ الم نشرح ہفت بار نہ بار و در و در شریف صد بار و صد بار ہا ساریا قاضی الحاجات۔ یا کافی المہمات و دفع البلیات و یا حل المشکلات و یا رافع الدرجات و یا شافی الامراض و یا مجیب الدعوات یا ارحم الراحمین طریق ختم خواجه گان چشت۔ واسطے ہر امور کے و منور کے و منور کے منہ بقیہ بیٹے اول دس بار در و در و در

بعد ازاں تین سو تریسٹھ بار اس دعا کو پڑھے۔ (لا تلجوا لاسما من الدالالیہ) بعدہ تین سو ستتر بار اہم شریعہ و دعا کو تین سو ستتر بار پھر پڑھے پھر دس بار درود شریف پڑھے اور حاجت اپنی خدا سے مانگے۔
طریق ختم خواجگان قادر بیہ۔ واسطے حاصل ہونے بہات کے اول دو رکعت نماز نفل پڑھے ایک سو دفعہ اہم شریعہ پڑھے بعد ازاں کلمہ تجید گیارہ سو دفعہ لیسین ایک بار اگر ختم کلاں پڑھے۔ سورہ اہم شریعہ ہزار بار پڑھے۔ اور اگر ختم خورد پڑھے۔ ایک سو اکتالیس بار پڑھے بعد ازاں درود شریف ایک سو گیارہ بار پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے اپنا مطلب مانگے۔

زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صورت مثالیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور کر کے درود پڑھے ایک ہزار دفعہ اور طرف راست ہزار دفعہ یا احمد و طرف یا محمد ہزار دفعہ اور دل پر یا رسول اللہ ضرب کرے ہزار دفعہ۔ خواب میں یا علانیہ مشرف با زیارت ہو۔

ذکر فا ذکر فی اذکر کم۔ مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں۔ یہ یاد کرنا الدوام ہو فلاح اسی پر منحصر ہو۔
وا ذکر والد کثیر العلم لظہون۔ یاد کرو والد کو بہت تاکہ فلاح پاؤ۔
الذین یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً و علی جنوبہم۔ وہ لوگ جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے اور کسی حالت میں اس کے خاف نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انا جلیس من ذکر فی ذکر اکثر۔ جو مجھے بہت یاد کرتا ہے میں اسکا ہم نشین ہوں۔

الایذکر اللہ نظم من القلوب۔ اللہ ہی کی یاد سے چین پاتے ہیں دل خواہ بیشک خواہ لیٹ کر خواہ کھڑے ہو کر ہر حالت میں ذکر کرے۔

ان العلوۃ عن الخشاء و المنکر و ل ذکر اللہ اکبر۔ بیشک نماز رکعتی ہی بدی سی اور برائی سے اور ذکر اللہ کا بہت بڑا ہے سب عبادتوں کا خلاصہ یا د الہی نماز ہے اور تلاوت قرآن شریف سب عبادتوں سے بہتر ہے اسلئے کہ کلام ربانی ہے اسطرح روزہ ہے کہ شہوتوں کو توڑتا ہے نفس خواہشات کی پاک ہو گا تو ذکر الہی سے بھر جاویگا۔

ذکر اللہ علم ایمان و برادر من النفاق و حصن من الشیطن و جز من النیران۔ خدا تعالیٰ کا ذکر ایمان کی نشانی ہے اور بیزاری نفاق سے ہے اور قلعہ شیطان سے اور دوزخ سے پناہ ہے۔

افضل الذکر الخفی۔ فاضل ترین ذکر آہستہ آہستہ ہے۔ افضل الذکر اللہ تعالیٰ۔ سب ذکر سے بہتر خدا کا ذکر ہے۔ افضل العباد عند اللہ الذاکرون کثیراً۔ خدا کے نزدیک وہ بندہ فاضل تر ہے جو خدائے عز و جل کو بہت یاد کرتا ہے اور ایک حدیث میں ہے جہاد سے زیادہ اللہ کو پیار ہے ذکر۔ ایک جگہ یہ بھی آیا ہے جو دل پہ ملائے یعنی صرف ایک دفعہ ذکر کرے وہ میرا بندہ ہے اگرچہ سب بندے اسی کے ہیں مگر خالص کر لیا ہے اس بندے کو ازراہ شفقت کے اسے سعید کسی نے حضرت سے پوچھا کہ کونسا کا

سب کا سونگ بہتر وہ ہے کہ ذکر قلبی ہو اور جبراً اسکو ذکر میں لگائے اور علمے درجہ کا وہ ہے کہ مکلف اسکو بازرگیاں
جائے نہایت عالی وہ ہے کہ قلب میں ذکر اس کا بس جانے کسی حال میں اس سے علیحدہ نہ ہو ذکر بلا خیال کے ہر جگہ
اس کا ذکر ہی نہ ہو اور دوسرے خیال کی ایسی جگہ باقی رہے جیسے عاشق ہوشیہ معشوق کے خیال میں محو رہتا ہو
تن کو گونجیں ہر اور دل کو غائب اور ادرحق تعالیٰ کو دینا و ما فیہا کی زیادہ دوست رکھتا ہو اصل سعادت یہی
ہے اور وہ ہی سجدہ ہے کہ اس کا ہمیشہ دل خلاق لگتا ہے اور ذرا بھی غافل نہ ہو ایک دم کو ہی۔

جو نہایت ہی بخوشی سیر کرے ذکر بہت کرے خلاصہ ذکر یہ ہے معصیت کی باز ہے امر و نہی کو بجالائے اور حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہترین اعمال نیکو تباؤں جو سب سے زیادہ مقبول خدا کے نزدیک ہو اور سب سے
زیادہ تمنا ہے درجوں کا بلند کرنا لاہو وہ عمل سونے چاندی کے صدقہ کی بہتر ہو اور دشمنوں پر جھاکر بیسے افضل
ہے اگرچہ تمنا ہی گردنیں مارین اور تم انکی گردنیں مارو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کیا ہو فرمایا وہ خدا کا ذکر ہے
اور رسول اللہ نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ جسکو میرا ذکر دے عا سے باز رکھے اس کے واسطے میرے پاس
سب سامان کی عطاسے زیادہ بزرگ اور افضل عطا ہے۔

نقل ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام ایام طفولیت میں اکثر بیت المقدس میں جا کر عبادت کرتے تھے اور جب
اور لڑکے آچکے ہم عمر بھینٹے کو بلاتے تو فرمانے کہ جگو خدا نے کھیلنے کو نہیں پیدا کیا جب آج ہی عمر پندرہ سال کی ہوئی
خلق کی گناہ کیا اور گوشہ نشینی اختیار کی اور فرمایا کرتے اللہ کے دوست کو اللہ ہی کا شغل و ذکر بہتر ہے خلق
است ملنا اور لعل نقاب و دنیا میں مبتلا ہونا مقصد سے دور اور دوست کی چھوڑ کر تباہی اور اکثر جگہ کو مذکور کیا واسطے
چلے جایا کرتے تھے چنانچہ ایک دن باب پیچھے پیچھے چلے گئے کیا دیکھتے ہیں کہ نہیں کہڑے ہیں اور پیاس کی شدت
سے بڑا حال بڑا اور دور کو کہتے ہیں کہ مر رہی خیر نہیں پانی کیونکہ پیوں شاید پانی میں دم نکل جائے اور یاد الہی
سے غافل ہو رہوں۔

نقل ہے کہ مولیٰ علیہ السلام ایک روز جنگل میں حدایت لے کا ذکر کرتے تھے انکی خاطر میں یہ خیال گذرا کہ اس
جنگل میں بہت سے لوگوں کی اور ہر کہ وہ جنگل میں خدا کا ذکر کرتا ہی۔ خدا تعالیٰ نے تمام وحوش و طیور کو حکم دیا
کہ ہمارے ذکر کی آواز بلند کرو اس وقت آواز کا شور موسیقی کی آواز پر غالب آیا اور موسیقی کی آواز بے
ہو گئی اور آپ شرمندہ ہوئے۔

نقل ہے کہ داود طائی رحمۃ اللہ علیہ کبھی روٹی نوالہ نوالہ بنا کر نہیں کھاتے تھے سب روٹی پانی میں گھونکے
پنی جاتے تھے کسی نے پوچھا کہ روٹی اس طرح کیوں کھاتے ہو پانی میں گھونکے کہا بیسے نہایت ہمزہ ہو جاتی
فرمایا کہ تثنیٰ یہ میں ایک ایک نوالہ کر کے بیٹھ بیروں اتنی دیر میں بچاں آئیں قرآن مجید کی پڑھی جاتی
پھر ہر صومریوں ضائع کروں۔

منقول ہے کہ سفیان ثوری سے کہ میں ایک رات رابعہ نصیری کے پاس گیا وہ ایک گوشہ میں نماز

پڑھ رہی تھیں میں بھی غفلت میں نہ رہنے لگا ہر انگ کہ صبح ہو گئی۔ میں نے خدا کا شکر کیا کہ نیکو توفیق شب بیداری کی عنایت ہوئی لا ارجہ نے کہا کہ ہمارا شکر یہ ہے کہ صبح کو روزہ رکھیں۔

نقل ہے کہ حضرت ذوالنون مسری رح سے کہ میں نے ایک تہہ ترم حشر میں عجیب حالت دیکھی کہ ایک ششی حشر تہہ چپکے چپکے پچھ پچھ رہے لگتا تو چہرہ اس کا آفتاب سا روشن ہو جاتا جب چپ ہو جاتا تو بدستور اپنی حالت پر تامل کرنے لگتا تھا کہ کیا معاملہ ہے۔ کہا جسوقت ذکر الہ کا کرتا ہوں اسکی وجہ یہی ہے کہ تنہا نور کی معمور ہو جاتا ہوں جب چپ ہو جاتا ہوں تو پھر حالت اصلی پر آ جاتا ہوں۔

اے سعید جس جی جان میں بوسے محبت اللہ تعالیٰ میں ملتی تو تمام جسم و جان کو مسح کر دیتی ہے۔ اور فرمایا نبی کریم نے جو خلوت میں ذکر کرے اور اسکی آنکھ نہ اٹکے اور جاری ہوں وہ سایہ عرش میں ہو گا۔ اور فرمایا وہ دل ویران ہے جس میں اسکا ذکر نہ ہو۔

اور فرمایا کہ خدا کا ذکر کرنا ایسا عظیم فیض ہے ایسا عظیم اجر ہے ایسا عظیم ثواب ہے اور شکر کہ اس میں درخت سبز اور بہشت والوں میں جہاد سے مثل اس شخص کے جو لڑائی کیلئے کھڑا ہے۔

اور فرمایا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہ اہل بہشت کو کسی چیز کی حسرت نہ ہوگی مگر اس گھڑی کی جو بے یاد الہی کے گزر گئی۔

اور فرمایا رسول اللہ نے کہ جو کوئی خدا کا ذکر بہت کرے تو اسکو گور میں کیڑے نہ کہا بیٹے۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی خدا کا ذکر بہت کرے تو قیامت میں اسکی منہ سے نور کے شعلے نکلنے لگے۔

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہوا اس قوم کے ساتھ جو صبح کی نماز سے طلوع آفتاب تک خدا کا ذکر کرتے ہیں اور فرمایا مجھے زیادہ پسند ہے اس کی چار غلام آزاد کروں۔

اور فرمایا ابراہیم و اسمٰعیل رضی اللہ عنہ نے پہلائی ذکر میں کیا اور برائی محبت دینا میں۔

اور مقول ہے کہ ذکر چار طرح کا ہوتا ہے اول یہ کہ زبان سے ذکر ہو اور دل غافل ہو۔ یہ ذکر ضعیف ہے لیکن اثر سے خالی نہیں کیونکہ زبان غافل ہے زبان فیصلت رکھتی ہے دوسرے یہ کہ دلیں ہو مگر جگہ بگڑت والا نہ ہو مطلق سے دل کو متوجہ کئے ہو۔

تیسرے یہ کہ دلیں جاگ رہی ہو اور قرار پکڑے ہو کہ اسکو دوسرے کام میں متوجہ نہ ہونے دے یہ صورت بھی چنداں افضل نہیں اور چوتھے یہ کہ حق تعالیٰ اسکی دلیر غالب ہو اسطرح کہ درمیان ذکر نہ کرے کچھ فرق نہ کرے اور اسکی دلیں دوسرے شے کی تلاش نہ ہو اور اسی میں دو یا تیس پہاڑ ہو کہ کسی وقت میں ذکر چوں کہ جائے تو اللہ باقی ہے اور ہر انگ کہ خود اپنا وجود ہی اچانہ معلوم ہو۔

صوفیہ کرام اس عالم کو فنا کہتے ہیں اور اسکو ذکرِ متعقی کہتے ہیں۔

اور فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے افضل الذکر کو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے کے وقت ذکر کے بیٹ کہا نیسے بنانا کہے اور رو لقمہ ہو کہ چار زانو بیٹھے اور آنکھ کو سامنے رکھ دو اور دو کوشیاں تپا ک پانچ کی لا الہ کے کہتے وقت منہ تنہ طرف کرے اور لا الہ کہتے وقت منہ کرے اس طرح کہ آواز دل پر پڑے کیونکہ کو اللہ نے فرمایا ہو بہتین ذکر لا الہ الا اللہ ہے۔

اے سعید۔ تم کو چاہیے کہ ذکر بہت کر اللہ جل جلالہ نے ہر عباد کی ایک حد مقرر کر دی مگر ذکر کی کوئی حد نہیں فرمائی جیسے: دیر معلوم ہو چکا یا ابا الذین آمنوا ذکر اللہ کو اکثر۔ اور امان و لوجہ کو یاد کرو بہت یاد کرنا۔ ذکر برائے معمول امور مشککہ قانع آئندہ بعد نماز تیر ہزار بار دیکھیں جانب یاسی اور بایں جانب یا قیوم اور آسمان طرف یا وہاب اور جانب دل یا اللہ ضرب کرے اور دعا کیے اللہ پاک قبول فرمائیگا۔

ماہ ربیع الاول

کتاب شرح اخبار میں لکھا ہے کہ تابعین اور تبع تابعین نے ہر روز وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی دو روزہ ہم ماہ ربیع الاول بہ نیت مدیہ بروج اقدس میں لگتے تھے پڑھتے ہیں ہر رکعت میں اسیں: روزہ اخلاص چنانچہ ایک بزرگ پڑھنے والے اس نماز کو حضرت رسالت پناہ نے خواجہ ارشاد فرمایا کہ گویا میں نے آسمان میں سحان اللہ ربی طالع آسمان کے جس کبر و عدہ ارشاد ہوا روایت ہے کہ جب یہ عالم تھے۔ لہذا علیہ وآلہ وسلم سخت بیمار ہوئے تو انہیں سب مہدیوں کے گہرا بنگی باری ترک نہیں کی مگر چاہتے تھے کہ سب رخصتی ہو جائیں تو میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر رہوں۔ ساعد بن مہدی ان کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو ہر ایک کے گہرا باری باری جانے کی نہایت تکلیف ہوتی ہے ہم نے اپنی باریاں چھوڑ کر آپ کو بخشیں اس بات کو آپ بہت خوش ہوئے اور ان کے لئے دعا کی۔ پھر آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر رہے جب بیمار تھے بہت ستا تو لاچار ہو گئے حضرت بلال نے اذان دی سب لوگ نماز کو آئے مگر حضرت یار می کے سبب نہ آئے بلال آئے اور عرض کیا اھلوفہ یا رسول اللہ آپ بلال کو اندر بلا لیا انہوں نے کہا: اور کیا یا رسول اللہ نماز کا وقت ہو گیا ہے آپ نے فرمایا کہ میں مسجد تک نہیں آسکتا ہوں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ نماز پڑھاؤ میں حضرت بلال روئے ہوئے مسجد میں آئے ساری کیفیت لوگوں کی بیان کی مسجد میں ایک شوقیہ گیا جب وقت تنگ ہونے لگا حضرت صدیق اکبر کو کھڑا لیا جب انہوں نے محراب میں قدم رکھا حضرت سید عالم کی خوشبو ان کے دماغ میں پھیلی اور اس مقام کو خالی پایا آپ تڑپاٹے غش کہا کہ اگر میرے آئندہ احرار اپنے نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد سب صحابی جمع ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اہی۔ سب لوگ موجود ہی تھے کہ ظہر کا وقت ہوا بلال نے اذان دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ وغیرہ صحابیوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر ہوسکتے تو مسجد میں تشریف لیں آپ نے فرمایا بہتر ہے پھر آپ نے وضو کیا اور حضرت علی و عبداللہ بن عباس کو بلا کر ایک ہاتھ حضرت علی کے کندھے پر رکھا اور دوسرا ہاتھ عبداللہ بن عباس کے کندھے پر رکھا دونوں صاحبوں نے ہٹا ناچا دیا آپ نے فرمایا تم

اس طرح بچوں کو میرے دونوں پاؤں زمین پر گرتے چلیں تاکہ اس ثواب کو محروم نہ ہوں مکان مبارک کو لیکر مسجد تک آپ کے قدم مبارک کا ایک خط زمین پر پڑ گیا رسول خدا مسجد میں تشریف لائے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت فاروق اعظمؓ نے ایک بونگلیں لیکر ممبر بٹھایا اپنے روتے مبارک صحابہ کی طرف کر کے حقیقت کی حمد و ثناء کی اس کے بعد پہلے کلمات جو اپنے بطور پند فرمائے یہ تھے کہ قرآن مجید کو مغبوط نہ کرو۔ میرے اہل بیت سے حسن سلوک کرو نماز کو بدیہی طرح پڑھو اور جماعت سے پڑھو اور خدا تعالیٰ کے فرمان کو بڑی تعظیم کرو اور زیر دست و ستون پر شفقت کرو اولاد کو امانت سمجھو عورتوں پر رحمت و نرمی کرو ظاہر و باطن خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہو اور جو اپنے لئے پسند کرو وہی بہائی مسلمانوں کے لئے پسند کرو اس کے بعد اپنے فرمایا میں تم میں کیسا بغیر نہا صحابی رونے لگے کہ یا رسول اللہ میں آپ ایسے تھے کہ کوئی اپنی امت پر ایسا نہیں رہا جو آپ کو زیادہ مہربان ہو آپ ہمارے اور ہمارے ماں باپوں کے شفیع اور تیریوں بیوہ عورتوں کی دہی اور نسلی دینے والے ہیں۔ پھر اپنے فرمایا میں تم سے خوش ہوں تم ہی مجھ کو خوش ہو۔ سب نے کہا یا رسول اللہ میں سب آپ سے خوش ہیں اور آپ بھی مجھ سے خوش ہیں اور ہم سب آپ کے الطاف و اشفاق سے شرمندہ ہیں پھر آپ ممبر سے بچے تشریف لائے اور سردرد و دلہار سے روٹی آواز آنے لگی۔ پھر آپ مسجد کے آگے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے اور کہا کہ سب کو بلاؤ تاکہ میں سب سے وداع ہوں پہلے اپنے یتیموں کو بلوایا انکی سرد و گلو سے دئے اور کچھ نقد دیکر رخصت کیا پھر بیوہ عورتوں کو بلوایا ایک کو نقدی کیس کو کپڑا دیکر رخصت کیا۔ پھر غریبوں کو بلوایا انکو ہی اپنے کچھ عطا کیا اور غریب کیس متہ رخصت کیا۔ پھر انصار و انکی طرف اپنے رخ کیا اور کچھ کلمات نسلی کے فرما کر انکو وداع کیا۔ پھر مہاجرین کو بلو کر انکی بھی خاطر داری کی اور الوداع فرمائی وہ سچا رہتے ہوئے چلے گئے کہ یا رسول اللہ اب ہم غریب ہو گئے پھر سب سی الوداع فرما کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف تشریف لیچکے آپچا اونٹ روتا اور چلا آ آیا اپنے نظر اٹھا کر اسکو دیکھا اور آکھو میں آنسو بہا لائے اور فرمایا جب اس اونٹ کا یہ حال ہو تو آدمیو نکالیا حال ہو گا۔ اونٹ زمین پر لوٹ گیا اور زبان حال سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو کسی سوئپ چلے تھائے سو انچھ کون سوار ہو گا کون میرے منہ اور پیٹ پر ہاتھ پھرے گا۔ کون میری غنچاری کرے گا آپ نے اس کے سر کو نبل میں لیا اور اسکی پیشانی پر بوسہ دیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی پاس تشریف لیگئے وہ یہ سنکر گہری ہونٹیں رو رہی تھیں اپنے فرمایا ایجان بابا میرے اس اونٹ پر شفقت کی نگاہ رکھنا پھر اپنے انکی نسلی و نشی کی اور رخصت ہو کر حضرت ام المومنینؓ کی بی عاتشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں تشریف لیگئے آپکو تنہا کی نہایت شدت ہو گئی درد سر پڑ گیا اور حالت بیہوشی طاری ہو گئی بقول مشہور ربيع الاول روز دوشنبہ کو ضعف کے سبب حضرت عاتشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے زانہ پر آس کا سہرا لگا ہوا تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور پیام لائے کہ رب العزت سلام فرماتا اور دریافت کرتا ہے کہ اے میرا حبیب تو یہاں آنا چاہتا ہے یا دنیا میں رہنا چاہتا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا

میں یہاں رہنا پسند نہیں کرتا میں لطفی اعلیٰ کی طرف تائب نہ کرتا ہوں۔ ایسی ہی موسیٰ کو چاہیے کہ خدا ہی کو فریق
 بنائے کہ اس وقت سوائے اسکے کوئی بارود گار نہیں ہوتا اور قبر میں ہی میٹر اسکے کوئی موسیٰ اور عکس گار نہیں
 پھر جبریل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ اگر حکم ہو تو آپ کو کیا قوت کے تابوت میں ایک ہر عرش کے کنا سے پر کہیں۔
 اپنے فرمایا کہ میں یہیں زمین پر رہنا پسند کرتا ہوں تاکہ میری امت کو کیسے طرح کا عذاب پہنچو حق تعالیٰ نے فرمایا
 وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ رَخِمْ لَهُمْ ذُنُوبَهُمْ إِنَّهُ زَكِيٌّ غَفُورٌ۔
 اور فرمایا کہ جب حالت حیات میں میں اپنی امت میں تہقولات میں ہی انہیں میں ہو گا تاکہ میری امت پر
 کوئی عذاب نہ آئے۔ پھر جبریل علیہ السلام نے کہا اگر آپ فرمائیں تو سندس اور استبرق کنیں کیلئے بہشت
 سے لایا جائے اپنے فرمایا کہ ضرورت نہیں ہو گی اور انبیاء اور امت کی موافقت و رکارہ اور اس کو پسند کرنا ہو گا
 پھر حضرت جبریل نے کہا کہ خدا تعالیٰ آپ پر سلام بھیجنا اور کہتا ہے کہ میرا حبیب اس قدر کونوں غمناک ہوتا ہے
 کہ میں اپنی امت کیلئے خوف کرتا ہوں کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی عذاب نازل ہو۔ یا صورتیں مسخ ہوں جیسے پہلو
 تینوں کی امت کی صورتیں مسخ ہوئی ہیں ارشاد ہوا میرے حبیب اگر عذاب ہو گا نہ صورتیں مسخ کی جائیں گی۔
 مگر وہ عذاب اپنے ضرور نازل ہونگے ایک و باد و مسرے قحط۔ آپ یہ سن کر رونے لگے فرمان الہی صادر ہوا کہ اے
 میرے حبیب غم نگر میں تیری امت کو شہادت کے درجے دوں گا اور حالت خط میں جس کو ایک دن ہو گا کہ ہو گا
 اسکی ہر ساعت ایک حج و عمرہ کا ثواب اسکے نامہ اعمال میں لکھاؤں گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 خوش ہوئے پھر عرض کیا خداوند اموسیٰ علیہ السلام نے چند روز کیلئے اپنے بیانی باروں کو خلیفہ کر دیتا اچھی
 امت کو سالہ پستی کر نیلگی۔ میں ہمیشہ کیلئے یہاں سے جاتا ہوں انہر کہ کو خلیفہ بناؤں فرماں ہوا اے میرے حبیب
 تیری امت کا خلیفہ میں ہوں تم کو اپنی امت کا غم کرنا نہ چاہیے۔ اے میرے حبیب تو انکو مجھ پر سوپ اور خوش
 خوشی جاری درگاہ میں آج حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ آپ اللہ بیشیہ اور پانی مانگاؤ
 وضو کر کے مسواک مجھ کو ہی پھر بلکہ درگاہ نماز پڑھی اور امت کی شفاعت کرنی شروع کی جبریل ہر دم آئے
 تھے اور جاتے تھے اور ہر صبح برکتی لاکھ گنہگار ان امت کو عذاب و وزخ سے آزادی ہوتی تھی۔ ساتویں روز
 فرمان ہوا و سوف یعطیک ربک فخری۔ اور قرینہ کہ ہم تم کو ایسی شفاعت عطا فرماؤ گے کہ تو خوش ہو
 جائیگا۔ رسول اللہ شاد ہوئے جبریل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ میں جاتا ہوں تاکہ بہشت آراستہ ہو
 اور وزخ کے درد اٹھے نہ ہوں ادا و روح انبیاء و اولیاء و شہداء اور فرشتے حضور کے استقبال کیلئے
 مستعد ہوں۔ اپنے فرمایا تباری خوشی حضرت جبریل علیہ السلام کے آتے میں حضرت جبریل علیہ السلام
 عزرائی کی صورت میں سبز جام پہنے ہوئے دروازے پر گئے اور اندر جا بیٹھا اجازت چاہی۔ بی بی فاطمہ نے کہا
 تو کون ہے اسنے کہا میں مسافر ہوں ایک کام کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ہوں۔ بی بی فاطمہ نے فرمایا
 ذرا صبر کر ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ لگ گئی ہے اسنے کہا میں بڑی دوردراز سے سفر کر کے آیا ہوں

جیسے ہر نئی فرصت کہاں۔ بنی فاطمہ تنہا ہو کر اہل بیت کے لئے اعرابی اتنی گستاخی تھی کہ ستر ہند چلا۔ اسراہیل چپ ہو رہا۔ آپ نے آنکھ کھولی اور آنکھوں میں آنسو بہ کر کمالے فاطمہؑ پر اعرابی نہیں یہ قاضی الارواح جو پھر ہر ذوق ویرانہ کرتا ہو کہ انہوں کو بیوہ کرتا ہو جو کوئی نہ کہتا ہو وہ کہہ کہ اسکو کسی خوف نہیں اس کہہ کہ اندر چلا آئے عرض چپ حضرت عزرائیلؑ اندر آئے اور سلام کر کے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر حکم ہو تو جان میں کروں ورنہ لوٹ جاؤں۔ جفتعلے نے آپ کو اختیار عطا کیا ہے اپنے فرمایا میں اسدن کی آرزو کر رہا ہوں۔ اتنی آواز اپنے کام میں مشغول ہو جاؤ حضرت عزرائیلؑ نے آپ کی دونوں آنکھوں پر پوسہ باور بغلیں لیکر اپنا کام شروع کیا۔ سرور کائناتؑ نے فرمایا اے انجی جسدہ رحمان کنی کی تکلیف دہی است پر ہو تو ابلی ہو و تاج بھینچ کر دے تاکہ میری امت کو تکلیف نہ ہو حضرت عزرائیلؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کچھ اختیار نہیں ہی آپ نے مناجات کی حکم ہوا اے اٹھا اگرچہ یہ تیری امت میں لیکن بندے تو میرے ہی ہیں میں ہی ان پر رحمت کروں گا۔ جو کوئی سست قدم کسی عالم ربانی کی زیارت کو جائے گا گویا اس کا استقبال کو گلیا کنی کی تلخی اس پر آسان ہوگی اور جو فرضوں کے بعد ایہ الکرسی پر پڑے گا اسکو جان کنی کی کچھ ہی تکلیف ہوگی۔ آپ بہت خوش ہوئے اور حضرت عزرائیلؑ آپ کے کام میں مصروف ہوئے حضرت فاطمہؑ کے سر ہاتھ روئی تھیں حضرت علیؑ نے منع کرتے ہی آپ نے آنکھ کھول کر فرمایا اے اسکو جو چوڑھے تاکہ اپنے ان ہاتھوں کو سر پر کرے۔ آپ کے پاس پیالہ میں پانی رکھا ہوا تھا۔ ہر بار آپ اس میں ہاتھ دھو کر کرتے تھے اور سینہ پر دھکر کرتے تھے۔ اللہم ان لموت مکن قسۃ اور فرماتے خدا یا موت کی سختی نہ کرنا کر دے اسوقت فضل ابن عباسؓ آئے انکے ہاتھ میں نئی مسواک تھی آپ اس مسواک کو دیکھنے لگے۔ فضلؓ نے کہا یا رسول اللہ مسواک چاہیے آپ نے لب مبارک ہلایا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں مسواک دی آپ نے نرم کرنی چاہی تو نرم نہ ہو سکی۔ بنی ہاشمہؑ نے کہا جھک دو دیکھ تاکہ میں نرم کروں۔ انہوں نے نرم کر کے ہونچا جا آپ نے فرمایا اے عائشہؑ نہ ہو تاکہ اس آخری وقت میں تیرے وہن کا لعاب میرے لہو شریف کا کام دی۔ بنی ہاشمہؑ نے گلیں اور ایک غلطہ تمام مسجد اور مدینہ میں پڑ گیا کہ چاشت کی وقت ہے ہر کے روز یا ہر ہوں ربیع الاول کو بنی ہاشمہؑ کے گھر میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جان بحق کیلئے کی ان لہ وانا لہ راجعون آخری سخن آپ کا یہ تھا الصلوٰۃ وصالکلت وصالک نماز کو نگاہ رکھو اور اپنی لونڈی خدام پر دیکھو پر شفقت رکھو۔ آپ کے انتقال کے بعد دفن کر کے میں اختلاف ہو کسی نے کہا بقیع میں دفن کئے جائیں کسی نے کہا مسجد میں دفن ہوں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ بقیع چھانڈت پاتا ہوں اسی جگہ پر دفن کیا جاتا ہے جس جگہ فاطمہؑ ہوتی ہے جس کے اسات پر اتفاق کر لیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد ایک خط بھینچ دیا اور آپ کو دھاتے لٹایا زمین روئے گی یہاں تک کہ سر سے رونے کی آواز سنیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے زمین صبر کر رہی ہے دفن کر دیجئے زمین خاموش ہو رہی ہے۔ فضیلؓ کہتے ہیں کہ میں نے جب کفن کے بند کھولے تو دیکھا کہ آپ کے لب مبارک جانشین تھے

میں نے کان لگا کر سنا تو معلوم ہوا کہ حضورؐ فرما رہے تھے۔ اللہم اغفر لامنتی لے پروردگار میری امت کی مغفرت فرما۔ سبحان اللہ کیا سرور کا منات کو امت کے حاکم شرفقت مٹی جیتے جی امت کا نعم۔ حالت وفات میں امت کا الم۔ دفن کے وقت امت کا خیال۔ قیامت کو امت حاصی کا ملال مشہور یہ ہو کہ ایک عترت پرست برسی کی تھی۔ دو شنبہ کو تولد ہوئے اور دو شنبہ ہی کو وفات پائی۔ اور دو شنبہ ہی کی شب کو مصلح ہوئی۔

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے سوا کچھ نہ تھا جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ میں اپنی خدائی کو ظاہر کروں تو اپنی نور کی کہا کہ ظاہر ہو لے میرے محمدؐ اس کہنے سے حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور پیدا ہوا اور متوجہ کبوتر چمکا اور سجدہ میں جا کر اللہ تعالیٰ کی حمد ایکڑا برس تک کی الحمد الحمد لہ بڑبڑاتا رہا پھر اللہ تعالیٰ نے اس نور کی طرہ پیر کی نظر سے دیکھ کر کہا اے میرے پیالے نور میں نے تیرا نام محمدؐ رکھا خلقت کو شروع بھیجی کہ کوٹکا اور پھیری پتھر پر ختم ہوگی تیرے بعد لے میرے پیالے محمدؐ قیامت تک کوئی بنی نہ ہو گا حضرت نے فرمایا ہونچو اے اس حدیث اول با خلق اللہ لوری بیٹے سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا کیا پھر اللہ تعالیٰ نے اس نور کے چار حصے کئے ایک عرش دوسرے سر کی سی تیسرے سر لوح چوتھی سر قلم کو کو بنا کر حکم کیا کہ عرش پر لکھے۔ لا الہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ قلم جب عرش پر یہ کلمہ پاک لکھ چکا تو حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نام کی حلاوت میں ہزار برس تک سجدہ میں رہا اور ہوا جب سر اٹھایا تو عرض کیا الہی محمدؐ کون ہے جس کا نام تو نے اپنے نام کیساتھ لکھوایا یہ حکم ہوا لے قلم ادب سے حکم کر قسم یہ اپنی عزت کی ہیں نے تمام جہان کہ اپنے حبیب اپنے ہی لے محمدؐ کو اسطے پیدا کیا یہ نہ پیدا کرتا اگر میں اسکو تو نہ پیدا کرتا عرش و سر کی کو یہ سنتے ہی قلم کا پ اٹھا اور بیٹ بیٹ گیا اور ایک روایت میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس نور کی طرہ دیکھا تو وہ شرم سے پسینہ پسینہ ہو گیا۔ اس کے سر کے پسینے سے فرشتے پیدا ہوئے اور منہ کے پسینے سے عرش و سر کی لوح و قلم چاند سورج اور تارے اور جو کچھ آسمان و زمین پیدا ہوئے اور چہان کی پسینے سے سائے پیغمبر اور عالم اور شہدا اور اولیا پیدا ہوئے اور جو وٹے پسینے سے لکھے مومنین پیدا ہوئے اور پریت کے پسینے سے بیت المعمور و کعبہ شریف اور بیت المقدس اور ساری مسجدوں کی مٹی پیدا ہوئی۔ اور پاؤں کے پسینے سے ساری زمینیں اور جو ان زمینوں کے اندر ہی پیدا ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا لے نور میرے حبیب کے اپنے چار و نظر و بیکہ کہ کیا دکھلائی دیتا ہے جب اس نور نے دیکھا تو ایک نور آگے اور ایک روشنی پیچھے اور ایک اجالا دہنی طرف اور ایک چاندنا بائیں طرف نظر آیا یہ حضرت کے چاروں ظلیفوں کا نور تھا پھر حضرت کے نور نے ستر ہزار برس سبحان اللہ بڑا تائب اللہ تعالیٰ نے پیغمبر و نبی و جو جسے کہلا یا

لا الہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ

پھر اللہ تعالیٰ نے ایک نعل کی قدیل پیدا کی اور حضرت کی صورت مبارک کو جیسی کہ دنیا میں تھی بنا کر

اس قید میں رکھا ساری روحیں اسکے قربان ہوئیں اور سرسبز ہر جس تک وسیع و وسیع کر دیں تب اللہ تعالیٰ نے سب کو حکم کیا کہ انکی طرف دیکھو تو جس کی سر کی طرف دیکھا بادشاہ ہوا اور جس کی انگوٹھی طرف دیکھا وہ حافظ ہوا اور جسے ہونٹ اور دانت دیکھے وہ دنیا میں خوبصورت ہوا اور جسے خلق کو دیکھا وہ وعظ اور موذن ہوا اور جسے ڈاڑھی کو دیکھا وہ جہاد کو نبوالا ہوا اور جسے دونوں بازوؤں کو دیکھا وہ بہادر ہوا اور جسے سینہ مبارک کو دیکھا وہ عالم اور مجتہد ہوا اور جسے پشت کو دیکھا وہ شرع کا تاجدار ہوا اور جس کے ہاتھوں کو دیکھا وہ غازی ہوا اور جس نے بالکل ہی نہ دیکھا وہ کافر ہوا پس یہ سارا ظہور عالم میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔

اور روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کے نور کے دس حصے کر کے پہلے حصے سے عرش مجید و وسرے سے قلم تمیز سے لوح محفوظ جو تجویز چاند یا تجویز سورج جیسے سورہت ساتویں سو دن آٹھویں فرشتے نویں سے کرسی دسویں روح محمدی کو پیدا کر کے عرش مجید کو اپنی طرف رکھا۔ پھر انکدن جبریل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اپنے ساتھ میکائیل اور اسرافیل کو لیکر زمین پر جاؤ اور دوسری مٹی لے آؤ زمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک سنگر بہت گئی اور اس میں سسہ پیدا ہوا کہ کافوری مٹی جبریل توڑ لی مٹی اس میں سے لیتے یہ وہ زمین تھی جہاں اب مدینہ منورہ میں قبر مبارک حضرت رسول مقبول کی ہے پھر اس مٹی کو حضرت کے نور مبارک کے ساتھ ملایا اور مشک اور زعفران اور سبیل و اور ماعین اور تسنیم کے پانی اور بہشتی کافور سے خیر کر کے مادہ وجود حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بنایا جو موتی سا چمکتا تھا پھر بہشت کی ہر وٹھیں اسکو نہلا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے آسمانوں اور زمینوں اور بہشت اور دیا اور پہاڑوں کو زیارت کرائی اور پکار کر یہ خوشخبری سنائی۔ ہذا طینۃ حبیب رب العالمین شفیع المذنبین سید المرسلین مشہور ہے کہ اولاہین و مد کو ہوا کہ خیر احمد مجتہد محمد مصطفیٰ مٹی نورانی اللہ کے پیارے کی گنگار و نکے شفا کر نیو ابلیس کے سارے شیعوں کے سردار کی ہوا اسکو خوب پہچان لو۔ پھر وہی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا ہونے تک عرش پر رہی۔

آدم علیہ السلام کا پتلا بنایا گیا تو آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں کو پکار کر کہا گیا کہ جو کوئی اس نورانی مٹی کی امانت لینے کے لائق ہو وہ عرض کرے کسی نے اپنے نکلیں لائق اس امانت نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ پایا اور اسکے لینے سے انکار کیا تب روح آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں عرض کی الہی یہ امانت مجھ کو عطا ہو میں اس پر سو حجابوں سے قربان ہوں تب فرشتوں کو حکم ہوا کہ آواز پیاہنے محمد کے نور کو آدم علیہ السلام کی پیشانی میں امانت رکھو۔ جب آدم علیہ السلام کے پیٹے میں نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امانت رکھا گیا تب روح کو حکم ہوا کہ آدم کے بدن میں داخل ہو۔ روح بہشتی

نازک اور سیک ہی اندھیرے کو دیکھ کر گھرائی اور اس کے اندر جانیسے انکار کیا حکم ہوا کہ روح آدم کی پیشانی کو دیکھ جب روح نے جمال نور محمدی کا آدم علیہ السلام کی پیشانی میں چمکتا ہوا دیکھا سو جان عاشق ہو کر آدم علیہ السلام کے بدن میں آئی۔

آدم علیہ السلام کے بدن میں نور محمدی کی ایسی روشنی ہو گئی کہ سارا بدن آدم علیہ السلام کا نور کا ٹکڑا بن گیا فرشتے حقیق باندہ ہر حضرت کے نور مبارک کی زیارت کو آتے تھے اور اس ہی نور کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو سب چیزوں کا علم دیا۔ اور فرشتوں سے سجدہ کرایا تب آدم علیہ السلام نے پوچھا الہی یہ کس کا نور ہے جو میرے ماتھے میں چمک رہا ہے حکم ہوا کہ اے آدم یہ نور ہمارے پیارے محمد سردار انبیا کا ہے جو میں اپنے اس پیارے کو پیدا کرتا تو کسی کو پیدا نہ کرتا حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا الہی میری جی میں تیرے پیارے کی زیارت کا بڑا چاہ ہے حکم ہوا کہ اپنے انگوٹھے کے ناخن کو دیکھو جو جب آدم علیہ السلام نے اپنے انگوٹھے کے ناخن کو دیکھا تو اس میں نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نظر آیا۔ آدم علیہ السلام نے جو کمر اس کو اٹھو لگایا اور درود پڑھ کر کہا قرۃ عینی پاک یا بھئی اے محمد تم میری آنکھوں کی شعلہ ہو۔ جب تک نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم آدم کی پیشانی میں رہا تب فرشتوں کا آدم علیہ السلام کی طرف ہٹا اور آدم علیہ السلام کا بڑا ادب کرتے تھے اور جب وہ نور آدم علیہ السلام کی پیشانی کی دادی حوا کے پیٹ میں آیا تو سب فرشتوں کا منہ ان کی طرف ہو گیا اور دادی حوا کی بڑی تعظیم کرنے لگے۔ آدم علیہ السلام نے اللہ پاک کو اس کا گلہ کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ آدم یہ سب فرشتے تابع نور محمدی کے ہیں جب تک وہ نور تمہارے پاس رہتا تب سب فرشتوں نے تمہاری طرف منہ کر رکھا تھا اب وہ نور محمدی حوا میں چمک رہا ہے سب کا منہ اس کی طرف ہی سجان اللہ۔

جب آدم علیہ السلام کا وقت دنیا سے جا چکا قریب ہوا تو انہوں نے اپنے بیٹے شیت علیہ السلام کو دو وصیتیں کیں پہلی یہ کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو تو اس کے پیارے محمد کا ہی ذکر کرنا۔ میں نے نام الحاجت کے ہر مکان پر فرشتوں کے ماتھے پر اور حور و نیر لکھا دیکھا ہے۔ اور فرشتے ہر دم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں دوسری یہ وصیت کی کہ وہ منہ کے ساتھ نور محمدی کو پاک رحمہ نہیں سونپو پھر شیت علیہ السلام نے اپنے بیٹے انوش کو بھی وصیت کی اور اور بیٹوں سے بھی اقرار نامہ لیا گیا کہ وہ اسی طرح نور محمدی کو اپنی بیویوں کو سونپیں وہ نور مبارک اس طرح ایک پاک بیٹھ سود و سر سے پاک پیٹ میں آتا رہا اور اپنا جلوہ دکھاتا رہا یہاں تک کہ حضرت کے والد ماجد عبد اللہ کے پاس آیا اور ان کے ماتھے میں چمکا۔ درخت و پھر ان کو سلام کرتے تھے اور بت یہ کہتے تھے کہ ہمارے پاس نہ انا ہماری پیشانی میں نور محمدی ہے جو بیوی آپ کو دیتی تھی عاشق ہو جاتی تھی اور جی جان سے یہ چاہتی تھی کہ کیسے طرح میرے ساتھ عبد اللہ کا نکاح ہو۔

غرض کہ عبد اللہ کا نکاح بیوی خاتون آمنہ سے ہوا اور وہ نور محمدی بی بی آمنہ کو نصیب ہوا۔ جس ات حضرت ہستی والدہ کے پیٹ میں آئے جمعہ کی رات تھی اس رات انکو زمین اور آسمان کے فرشتوں نے بڑی

خوشی منائی اور عالم ملکوت میں آواز دی گئی کہ عالم کو نور قدس روشن کرو اور طرح طرح کی خوشبوئیں لگاؤ اور بہشت کے دار و درجہ کو حکم ہوا کہ بہشت کے دروازے اور اہل بہشتوں کو خوب سنو اور آسمانوں اور رشتوں میں خوشخبری سنائی گئی کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آج کی رات آئمہ کے رحم کو روشن کیا نزدیک ہو کہ وہ نور محمدی سلمے عالم کو اپنی نعمتوں اور بخششوں سے روشن اور سرفراز کرے اس راگھو سلمے بادشاہوں کے تخت الٹ گئے اور کوئی گہراور کوئی مکان ایسا باقی نہ رہا جس میں روشنی نہ ہوتی ہو اور اس راگھو صبح کو جتنے بت تھے سلمے اوندھی ہو کر گر پڑے اور سلمے جانور آپس میں خوشی کرتے لگے کہ وقت ظاہر ہونے ہی آخر الزماں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نزدیک آیا ساری دنیا کے نور سے روشن ہو جائیگی ایک نشان نبی بی آئمہ خاتون کے حل کا یہ تھا کہ جو جانور قریش کے گھر نہیں تھے اس رات باتیں کرنے لگے اور کہنے لگے کہ آئمہ خاتون دو بستہ ہوئیں اور انکے پیٹ میں بی آخر الزماں آئے قسم و رپ کہہ کر کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے نور سے آئمہ حاملہ ہوئیں وہ ساری دنیا کے چراغ اور ہر مذہب کے امام ہیں۔

کئی برس سے کہ میں کال پڑھتا تھا قریش ٹنگی اور تکلیف پائی جانور دیٹ ہو گئے تھے اور درخت سو کہہ گئے تھے جب آئمہ حاملہ ہوئیں بانی برسا جگہ جگہ ندیاں جاری ہوئیں درختوں میں چل آگئے جانور موٹے ہوئے بڑی بڑی خیر اور برکتیں اس برس آدمیوں میں ظاہر ہوئیں۔ اسی سبب اس برس کو خوشی کا برس بھی ہے یہ سب برکتیں اور خیر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حل میں رہنے سے ہوئیں۔ اور آئمہ خاتون فرماتی ہیں کہ میں حل کے دن نہیں کوئی تکلیف یا بد مزگی اپنی طبیعت میں نہیں دیکھتی تھی جیسے عورتوں کو حل کے دن نہیں ہوتی ہے۔ نہ کوئی اور علامت حل کی جیسے دروازہ اور ضعف اور بوجھ ہوتا ہے مجھ پر ظاہر ہوئی۔ چھ مہینے تک مجھ کو معلوم ہی نہ ہوا کہ میں حاملہ ہوں ایک دن کچھ سوچی اور پوچھ جانتی تھی ایک شخص میرے پاس آیا اور کہا کہ اے آئمہ تجھ کو اپنے حل کی خبر ہے یا نہیں۔ میں نے کہا نہیں۔ کہا تو حاملہ ہے اور جو سلمے خلق کا سردار ہے وہ تیرے پیٹ میں رسد میں کھانا کہ میں پیٹ میں ہوں۔ اور میں ہر مہینے ایک آواز آسمان وزمین سنتی تھی کہ اے آئمہ تجھ کو خوشخبری ہو کہ وقت ظاہر ہونے نور الباقا سم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاس آیا اور جب پورے دن لگے تو مجھ سے کہنے والا کہتا تھا کہ اے آئمہ تو یہ بات کہ میں اللہ کو سوچتی ہوں اسکو جو میرے پیٹ میں ہے وہی حسد کریمہ الونکی برائی اسکو پچائیو الاسب اور جب تیرے بڑا کا بد ہوا تو اس کا نام محمد رکھنا۔ آئمہ خاتون فرماتی ہیں کہ جب میرے درد شروع ہوا تو میں ایسی تھی میں نے کبھی خدا سے دعا مانگی کہ اس وقت میرے پاس عبد مناف کی بیٹیاں ہوئیں تو کیا اچھی بات ہوئی میں یہ کہہ رہی تھی کہ دیکھی ہوں بہت خواہجورت عورتیں جیسے بال سیاہ اور گال سرخ ہیں میرے پاس آئیں اور میرا سا راگھو ان سے بہر گیا۔ میں نے پوچھا تم کون ہو کہاں سے آئے ہو انہوں نے کہا ہم بہشت کی عورتیں ہیں ای بی بی آئمہ

اللہ تعالیٰ نے حکومت کیلئے بھیجی تھی ہم سب تپہ سوری قریان ہیں کہ تہا سے پیٹ میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جی آخر الزماں سردار سائے نبیوں کے ہیں۔

عثمان ابن ابی العاص کی والدہ فراقی ہیں کہیں ولادت کی وقت آمنہ خاتون کے پاس تھی اس وقت وہیں نظر آسمان کی طرف کی تو کیا دیکھتی ہوں کہ آسمان کے تالے زمین کی طرف بجھکے آتے ہیں تار و کجاہکن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کے شوق میں نہا۔ بی بی آمنہ خاتون فرماتی ہیں کہ حضرت کے پیدا ہونے سے پہلے در پہلے ایک ایسے زور کی آواز ہوئی جس سے بچے بڑا ڈر ہوا۔ پھر کہا دیکھتی ہوں کہ ایک سفید جانور آیا اور اسے اپنے پر پیسے پیٹ پرٹ وہ پیالہ میرے ہاتھ میں اور کہا کہ لے آؤ اسکو فی لوی۔ میں نے پی لیا۔ اسکی میں کیا تعریف کروں وہ وہ سوزیادہ سفید شہد سوزیادہ بیٹھا۔ اس جوان بچہ کہ کہ پیٹ بھر کے بیو۔ میں کیسٹ بھر کے پیا تیسری بار کہا خوب پیٹا مگر کبھی میں نے خوب بھر کے پیا اسے میرے پیٹ کی طرف ہاتھ پھیلا دیا اور کئی لگا۔ اظہر یا سید المرسلین اظہر یا سید العالمین۔ اظہر یا خاتم النبیین۔ اظہر یا رحمة اللعالمین اظہر یا نبی اللہ یا نور اللہ اظہر یا محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لیدر المیز ربیع الاول کی یارہویں تاریخ صبح صادق کی وقت پر یک دن حضرت احمد بنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے عورتوں اور فرشتوں میں مبارک سلامت کی دھوم مچ گئی۔ حوریں تعظیم کو اہلکے کھڑی ہوئیں سائے آسمان کے فرشتے زیارت کو زمین پر اتر آئے زمین ہی آسمان تک سفین ہاند بکر کھڑے ہو گئے۔

آمنہ خاتون فرماتی ہیں کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے چار عورتیں آسمان آتیں تیں ان کو چوہا تم کہن ہوا ان تیں ایک لیل میں۔ میں تو اسب آرمیو کی ماں ہوں۔ دوسری نے کہا میں سارا اسحق بنیمیر کی ماں ہوں تیسری نے کہا میں جبرائیل بنیمیر کی ماں ہوں چوتھی نے فرمایا آئیہ وجہ فرعون ہوں۔

حضرت کی پو پو فی عن کا نام صفیہ ہی کہتی ہیں کہ جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے میں موجود تھی انکے پیدا ہونے ہی سارا گھر روشن ہو گیا اس روشنی میں چھ چیزیں بڑی اچھنی کی دیکھیں۔ پہلے اپنے سجدہ کیا اور آہستہ آہستہ عرض کیا یا رب اُمّی آورد و سرے را بن صاف سے کہا۔ انتم ہمدان لا الہ الا اللہ اٰلہی سر رسول اللہ تیسرے حضرت کے نور سے چراغ کی روشنی کم ہو گئی۔ چوتھے میں کہا ہاک ہنلاؤں غیب سے آواز آئی اے صفیہ تو تکلیف نہ کر سنے محمد کو ہاک و صاف بھیجا ہے پانچویں آئی آں لال کئی ہوئی اولہ خند کیا۔ ہا ہا ہا۔ دونوں مونہ ہونے لگی۔ بیچ میں مہر نہوت تالے کی طرح چلتی تھی جس میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا جاتا تھا۔

حضرت کے پیدا ہونے کے وقت محل نوشیرواں ہل گئے اور چودہ گنگرے گر گئے اور سادہ کی ندی خشک
۱۱۱ اشارہ اس طرف ہو کہ اسکے طائفیں سلطنت نہیں کی چنانچہ حضرت عمر کی وقت میں ہی ملے آگ کا بجھا جاتا تھا
اس طرف ذکر کہ تاش پرتی بسبب آگے باطل ہو جائیگی ۱۲

ہو گئی اور سارہ کے چکل میں ایک ہزار ہزار برس سکوی بڑی تھی اس میں پانی جاری ہو گیا۔ فارسیوں کے جو آگ ہزار برس سے جلا رہی تھی اور کبھی اسکو نہیں بجھنے دیا تھا وہ بجھ گئی کعبہ شریف اچانک اپنی جگہ سے ہلا اور چاروں دیواروں نے جھک کر مقام ابراہیم کو سپرد کیا اور کہا اللہ اکبر اللہ اکبر قسم یہ محمد مصطفیٰ کے رب کی اب جھکو میرے رب نے تبتوئی نا پاکی سے پاک کیا سالے بت بھٹ بھٹ کر کچرے ہونے لگے پہل بت جو سب بتوں میں بڑا تھا اوندہ لگا پڑا اور غیب سے آواز آئی کہ آمنہ خاتون کے آج لڑکا پیدا ہوا جسکے غسل کو اس وقت بہشت کی زر مدی لگن لائے ہیں وہ لڑکا اللہ کا پیدا ہو بنوت اس پر ختم ہو گئی یہ حضرت عبدالمطلب دادا حضرت رسول مقبول کے اس وقت کعبہ شریف میں تھے انہوں نے یہ آواز سنی دوڑے ہوئے گھر آئے۔ آمنہ خاتون کو جو دیکھا تو وہ نورانی شانی میں بیٹھا پایا بی آمنہ خاتون سے پوچھا کہ وہ نور کیا ہوا۔ آمنہ خاتون نے کہا میرے لڑکا پیدا ہوا اور میں ایسی ایسی عجیب باتیں کہیں کہ کبھی کسی نے نہ دیکھی نہ سنی ہو گی حضرت کے دادا جان نے کہا اس لڑکے کو دکھاؤ آمنہ خاتون نے جلدیاز تم اس نور چشم کو نہیں دیکھ سکتے کہ غیب سے جو اس کے نگہبان میں آئی تاکید ہو کہ تین دن تک اسکو کوئی نہ دیکھے۔ عبدالمطلب یہ سنکر غصہ ہو گئے اور کہا بتاؤ جھکو وہ لڑکا کہاں ہے تب آمنہ خاتون نے اس گہرنگ انگوٹھی پکڑی یا جہاں حضرت تہو جب حضرت کے دادا جان نے چاہا کہ حضرت کے دیدار سے آنکھوں کو غشا کروں ایک شخص تلوار کھینچ کر سامنے آیا اور کہا جنتک سامنے فرشتے زیارت کر لینگے کسی کو انھے دیکھنے کی مجال نہ ہو گی عبدالمطلب یہ حال دیکھ کر ڈر گئے۔

حضرت ایک دن میں اتنے بڑے تھے جتنے اور بچے ایک چہینے میں اور ایک ماہ میں اتنے بڑے تھے جتنے اور لڑکے برس نہیں دوسرے چہینے میں گھنٹیوں چلنے لگے تیسرے چہینے میں کپڑے ہونے لگے چوتھے چہینے میں دیوار پر ہاتھ رکھ کر چلنے لگے پانچویں چہینے پاؤں کے زور سے اچھی طرح چلتے پھرنے لگے اور باتیں کرنے لگے۔ لوگوں نے آپسے پوچھا کہ تم کون ہو فرمایا میں محمد بن عبدالمطلب ہوں۔ جب حضرت کی عمر چھ سات برس کی ہوئی تو ابوی والدہ صاحبہ نے انتقال کیا پھر آئی عبدالمطلب نے نگہداشت کی اور بدولت آپسے کہا تانا کہ تانے تھے ایک برس بعد حضرت کے دادا کا انتقال ہوا تو ابوطالب انکے چچا نے حضرت کی پرورش کی۔ چھپوئی کی عمر میں بی بی خدیجہ الکبریٰ سے نکاح کیا اور چالیسویں برس بغیر بی بی حضرت جبریل علیہ السلام نے اقرار عالم تعلیم تک پڑھائی جب باون برس کی عمر شریف ہوئی تو ستائیسویں رجب کو معراج میں آسمانوں پر تشریف لے گئے وہاں بہشتوں کی سیر کی اور لیسہ برس کی عمر حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہوئی۔ روضہ مبارک مدینہ منورہ میں ہے۔ الہی زیارت نصیب ہو اس روضہ پاک کی۔

قل یحیٰی الذین اسما فی علیٰ انفسہم لا یلقنطوا من رحمۃ اللہ ان

اللہ یغفر الذنوب جمیعاً اِنَّہٗ ھو الغفور الرحیم ط

رجا یعنی امیر

سلسلہ اور تہذیب کا سرنگوں ہونا اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ کعبہ میں اس مخلوق مسعود کے بت پرستی میں ۱۲

کہدے لے محمد میرے بندوں سے جنہوں نے ظلم کیا اپنی جان و نہرِ نامید ہوں اللہ کی رحمت سے اللہ بخشنے والا ہے تمام گناہوں کو اللہ غفور الرحیم ہی اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے سبقت مرحمتی علی غضبی میری رحمت غصہ پر غالب ہی اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وان دبت لذ ومغفر للناس علی ظلمهم صحتا اپنے بند و گناہ بخشنے والا ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولا یموتن احدکم الا وهو بحسن الظن باللہ تمام میں سے ہر ایک کو لازم ہے کہ خدا کے ساتھ نیک گمان ہو کر مرے لے سعید خدا کی عبادت اسکے کرم کی امید پر بہتر ہے جو عذاب کڈ دے تو کس کیونکہ امید کا نتیجہ محبت ہی اور کوئی درجہ محبت سے زیادہ نہیں خدا تبارک نے کہا ہے کہ بندہ کے گمان کے نزدیک ہوں اے بندے جو گمان لکھتا ہے میرے ساتھ رکھے۔ علی کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنے گناہوں کی بنیاد پر نہایت ہراساں تھا۔ اسکو کہا یوں مست ہو خدا کی رحمت کہیں زیادہ ہے اور حق تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ تو مجھے دوست رکھے اور مخلوق کو گونگے دلیں دوست بنائے پوچھا بارخدا یا مجھے کیونکر دوست بنادوں فرمایا میرا فضل و انعام انکو سنائے۔

روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا میں رمضان کے روزے کرتا ہوں اور پانچوں وقت کی نماز ادا کرتا ہوں اسپر کچھ اور نہیں زیادہ کرتا اور زکوٰۃ چھ میسے دہمہ نہیں کیونکہ میں الدار نہیں ہوں فرد لے قیامت کہاں رہوں گا حضرت حلایہ السلام بتنے اور فرمایا تو میرے ساتھ رہیگا اگر دلو غضب و کپٹ اور حسد سے اور زبان کو غیبت اور دروغ سے اور آنکھ کو نظر حرام اور ہانت سے باز لیکے میرے ساتھ بہشت میں آویگا۔ اپنے کف دست ہچک دوں گا۔ یعنی عزیز رکھوں گا۔

جو شخص اچھے ایمان کا بیج دیکھے میدان میں بوئے اور دلو برے اخلاق سے پاک کرے ادبیا کھے درخت کو ہمیشہ طاعت الہی سے پانی دے کے فصل الہی سے امید لکھے اور اللہ تعالیٰ اس دلو آفات سے محفوظ رکھیگا اور اسکا خاتمہ بخیر کرے گا ایمان و نیا ہی بجا ہیگا۔ اگر گناہ کی عین بنو کے عفو کی امید رکھیگا تو یہ امید کا رہنا حماقت ہی اور اگر بغیر توبہ کے مغفرت چاہے گا تو یہ بھی حماقت ہی اگرچہ احمق لوگ اس توقع کو امید کہا کرتے ہیں لیکن ابن معاذ نے کہا ہے کوئی احمق اس سے زیادہ نہ ہو گا کہ کام و دوزخ کے کرے اور بہشت کی امید لکھے اور نیکو بیو مقام دہونڈے اور عاصیوں کا عمل کرے اور خدا کی بندگی نہ کرے تو ایسا طالب ہوئے۔

اور فرمایا حق تعالیٰ نے اگر میرا عید آسمان بہر گناہ کر کے استغفار کر لیگا اور امیر مغفرت کی رکھے گا تو میں اسے بخش دوں گا اور اگر نہ زین ہو گناہ کرے تو بھی اسکے واسطے زمین برابر رحمت رکھتا ہوں اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فرشتے بندے کے گناہ نہیں لکھتے جب تک چھ ساعت اس گناہ بہرہ گذر جائیں اور توبہ و استغفار کرے تو نہیں لکھتے۔

اور فرمایا ہے حضرت نے بندہ طاعت بجالاتا ہے تو سید ہی ہوتا ہے کافر مشتمل بائیں ہاتھ کے فرشتے

سے کہتا ہے اس گناہ کو دوسرے عبادت کے ثمرات سے مٹانے تاکہ میں ایک نیکی اسکے عوض میں لکھوں۔ اور نبی کو یہ ایک نیکی کا بدلہ دو چند دیا گیا یہ اس میں اس کا لینے آدمیوں کا فائدہ ہے۔ ایک ایرانی نے پوچھا یا رسول اللہ اور ہمارے اللہ کوں لوگ ہیں فرمایا سامنے مومنین اور لیا ہیں۔ کیا تو نے نہیں سنا حق تعالیٰ نے کہا ہے۔ اللہ و علی الذین آمنوا و عملوا الصالحات المثل للمعادت الی النور اور فرمایا تو حق تعالیٰ کا ارشاد تو نہ دیکھو اس واسطے کہ اس سے تم سے کچھ نفع پاوین اسلئے کہ میں اس سے نفع یاب ہوں۔

اور فرمایا جو حضور انور نے کہ حق تعالیٰ نے سب عالم کو پیدا کر نیسے بیشتر لکھا ہے سیدقت و رحمتی علی غضبہ یعنی میری رحمت غضبے غالب ہو کر ہو کر نبی وہ غفور الرحیم جو اور فرمایا بڑا بچہ کہ حقیقتاً رحیم تر کو ان مال باپ کی جو اپنے بچے پر شفقت کرے۔ قیامت کو انارحم کرے گا جو کسی کے خیال میں ہی نہ تھا اور ارشاد تو یہ کہ تم حق تعالیٰ کی سورتیں پڑھیں اور ننانوے قیامت کے دن کیلئے پڑھیں اور دنیا میں فقط ایک رحمت ظاہر کی ہے اور ہر ایک رحمت کے طبقات آسمان اور زمین کے برابر ہیں۔ اور فرمایا جو آئینہ اب نے اس روز کوئی بتا نہ ہو گا مگر وہی جواز کا بدلہ بخت ہو۔ اور فرمایا کہ میں اپنی شفاعت باقی رکھتا ہوں اور یہ شفاعت عاصیوں اور بدکاروں کیلئے ہوگی۔ اور حضرت عبدالسلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن منادی ندا کرے گا کہ اے امت محمدیہ اپنا حق ٹھکودیا تھا اے حقوق جو ایک دوسرے پر ہیں باقی رہ گئے انکو ادا کر کے بہشت میں جاؤ۔ اور فرمایا بڑا براہیم ادم نے کہ ایک رات میں طواف میں تھا۔ مینہ برسنے لگا میں کٹناجات کی بار خدا مجھے گناہ تو ایسا بچا کہ کچھ معیت جھڑک واقع ہو۔ فرماتے ہیں کہ کعبہ میں سے ایک آدمی آواز سنئی تو عصمت چاہتا ہے اور سب میرے بندے یہی چاہتے ہیں اگر سب کو میں گناہ سے محفوظ رکھوں تو اپنی رحمت و عنایت کیسے ظاہر کروں۔

اور فرمایا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری امت میں سے ایک شخص کو قیامت میں لوگوں کے سامنے ظاہر کرینگے جس کے تین نوے نامہ بڑی کے ہونگے اور ہر ایک اتنا بڑا تھا کہ ایک نظر جاسکے اور اس نبی کو بتلا کر پوچھیں گے ان میں سے کسی انصاف کا انکار کر سکے گا کیا فرشتوں نے اس کے لکھنے میں کچھ غلط کیا ہے جو اب دیکھا یا نہیں۔ پھر دریافت کرینگے کچھ حد تیرے پاس تو کہے گا یا رب نہیں وہ سچے گادورخ میں جا لیا تھا اور ارشاد ہو گا اے بندے تیری ایک نیکی میرے پاس ہو پس ایک رقعہ لاؤ گے جس میں لکھا ہو گا اے شہدان لا الہ الا اللہ و شہدان محمد رسول اللہ کہہ دو گا یہ رقعہ اتنے بڑے و خفروں کے سامنے کیا مقابلہ کرے گا حکم ہو گا۔ پھر میں ظلم کروں گا تب تمام دفتر کو ایک میزان کے پلے میں اور اس رقعہ کو ایک پلہ میں رکھینگے رقعہ کا بلربسب کا ہلکا کر کے آپ بہاری ہو گا جو کچھ کوئی عمل توجہ نہ تھا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

اور فرمایا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حق تعالیٰ فرشتوں کو حکم کرے گا جس کے دلیں ایک شتال کے برابر ہوں گی ہو اسے دوزخ سے نکالو۔ بہت سے لوگوں کو نکالینگے۔ فرشتے کہینگے اب کوئی باقی نہیں رہا۔ پھر حکم ہو گا ایک ذرہ بھر کی بولے دوزخ سے نکالو قیاس حکم ہوگی پھر فرشتے کہیں اب کوئی باقی نہ رہا اللہ تعالیٰ فرمایا

کہ فرشتوں انبیاء اور زمین کی شفاعت قبول ہوئی اب ارحم الراحمین کی رحمت ہانی ہو۔ پھر ایک مٹھی ہو کر جماعت کو گھیر کے بذات خود ایسے لوگوں کو دوزخ و نکالیں گے کہ ایک مٹھی نہ کے سبوں سب جگہ کوٹے سے سیاہ ہو گئے ہوں انکو جنت کی ہر چیز کی ہر اچھوتہ کہتے ہیں دایں گے و بائیں پاک اور روشن ہوئے مٹھیں گے پتھرتے موتیوں کی مانند اہل بہشت ان سب کو پہچان کر نہیں گئے یہ سب وہ لوگ ہیں جنہوں نے کوئی نیکی نہیں کی تھی۔ جنتیوں نے انکو دوزخ سے نجات دی جو حق تعالیٰ کی عطا کردہ بہشت میں جاؤ جو کچھ دیکھتے ہو سب تمہارا مال پر غرض کر نیکی الہی تو نے میں ایسی نعمت دی جو کسی دوسرے کو نہیں دی۔ فرمایا گھٹا ہٹا کے لئے میرے پاس ایک اور بڑی چیز ہے عرض کریں اس سے بڑی کیا چیز ہے۔ فرمایا گامیری رضامنہ می ہوئے میں خوش ہوئی اور کبھی ناخوش نہ ہو گا۔ یہ حدیث صحیح بخاری اور مسلم دونوں میں مذکور ہے یہ سنکر اسقدر خند ہو کر خوشی حاصل ہو گی جسکی انتہا نہیں ہے۔

رجب و معراج

الرجب شہر اللہ من اکرم اللہ شہر اللہ فی الدنیا والاخرۃ : رجب کا مہینا اللہ کا مہینا ہے جس میں اس کا اکرام کیا اللہ تعالیٰ اسکا اکرام فرمایا اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب رجب کی پہلی شب آتی جو حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ مہینا میرا ہے اور میرے ہی میرے ہیں اور رحمت میری ہے جو کوئی مجھ کو پکارے گا میں اسکی پکار سنو گا۔ اور جو مجھ کو مانگے میں اسکو دوں گا اور مغفرت چاہے گا بخند دوں گا۔ رحمت میری وسیع ہے۔ اور میں ارحم الراحمین ہوں۔ اور نیز فرمایا ہے جسے ایک دن رجب کا روزہ رکھا (بلا تعین تاریخ) گویا اسے ستر ہزار برس روزے رکھے۔ اور فرمایا آنحضرت نے جو کوئی پہلی تاریخ رجب کو روزہ رکھے اور افطار روزہ کر کے فرض و سنت کے بعد دو رکعت اس ترکیب سے پڑھے پہلی رکعت میں بعد فاتحہ کے آیت الکرسی اور سورہ اخلاص اور سورہ فلق ایک ایک بار اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد اذ از لزلت الارض اور اخلاص اور سورہ ناس ایک ایک بار پڑھے تو ساٹھ برس کی عبادت کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں رچ ہو گا اور سال آمدۃ تک اسی ہزار فرشتے اسکی بخشش مانگیں گے۔

اور فرمایا جو کوئی رجب کی پہلی شب کو بیس رکعتیں دس سلام سے پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ کافرون اور اخلاص ایک ایک بار حق تعالیٰ اسکو اور اسکے مال اور اولاد کو تمام سال کی آفتوں سے نجات دیگا اور صواب گوری نجات دیگا اور پھر اسی برق کی مثال پارسو گا۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ رجب کا پہلا روزہ تین برس کے گناہ کا کفارہ ہو تلے اور فرمایا جس نے ماہ رجب پایا اور غسل کیا اسکے اول اور اوسط اور آخر میں وہ مکمل گیا گناہ کی جیسا کہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا اور ہر غسل کے بعد دو رکعت پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ کافرون ایک بار اور سورہ اخلاص تین بار حق تعالیٰ ہر رکعت کے عوض ایک قصر بہشت میں بنائیگا اور ہر غسل ایک ایک چیز ایسی ہو گی جو کہی نہ آگھوئے دیکھی ہو گی

نہ کانوں سے سنتی اور نہ کسی کے دلیں اس کا خیال گزرا ہوگا۔
واضح ہو کہ اس ماہ کی پانچ تاریخیں افضل ہیں۔ پہلی تاریخ۔ پندرہ تاریخ۔ اور تین آخری۔ جو کوئی اول
شب کو بیدار رہیگا جو کچھ خدا تعالیٰ سے مانگے گا ملے گا۔
اور فرمایا ہے آنحضرتؐ نے جس نے رجب میں سات روزے رکھیں اس پر سات دروازے دوزخ کے بند ہو گئے
اور جس نے آٹھ روزے رکھے اسی کے آٹھوں دروازے جنت کے کھول دیئے جائیں گے اور جس نے نو روزے رکھے اس پر
وہ اپنی قبر کو نکالا جائیگا تو وہ کلمہ پڑھتا ہوگا جسے دس روزے رکھے اللہ تعالیٰ اسکے دو سہ ہزار و بنائے گا۔
جس میں یا قوت و موتی جڑے ہوئے ہونگے ان کے ذریعہ ہی وہ پھر پادریسی ایسا اڑیگا جیسے بجلی گزر جاتی ہے
اور جس نے روزے گیارہ رکھے کوئی شخص اس سے افضل نہ ہوگا قیامت کو گویا کسی مثل ہوگا اور جو شخص رجب
کے سات روزے رکھے اور جو اس سال مرے شہید مرے اور اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ حرام کرے گا اور فرمایا
آنحضرتؐ نے رجب کی نوچندی جمعرات کو حضرت جبریلؑ ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ مدینہ شریف میں آئے
اور سلام عرض کیا میں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر دریافت کیا اے انجی کیا بات ہے جو اس قدر ملائکہ کے
ساتھ تم آئے ہو جبریلؑ نے کہا یا رسول اللہؐ یہ رات گنگاراں امت کی مغفرت کی ہے سب گناہ معاف
ہوتے ہیں مغفرت کیجانی ہے مگر شرک والے نہیں بخشے جاتے جو کوئی اس رات کو اللہ کی عبادت کرے
اور شب بیداری کرے اس کو کبھی قبر کا عذاب نہ ہوگا یہ رات بسکو بخش دیتی ہے مگر سات آدمیوں کی بخشش
نہیں ہوتی۔ سو دینے والا مستگیر۔ حاق شدہ۔ زن تا فرمان۔ لوحہ گر۔ لوطی۔ بے نماز۔ بیغیرہ صاحب
فرماتے ہیں کہ اس شب سے غافل نہ ہو جب کی نوچندی جمعرات بہت فضیلت رکھتی ہے۔ یہ بڑی برکت
والی رات ہے جو اس رات کو زندہ رکھے گا۔ کبھی دوزخ نہ دیکھے گا۔ جو اس رات عبادت کرے گا اسکے لئے تمام
سال کی عبادت لکھی جاوے گی۔ اور فرمایا ہے آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو کوئی اول پنجشنبہ رجب کو
روزہ رکھے اور بعد نماز شام چھ سلام سے بارہ رکعتیں پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ قدر تین بار
قل ہو اللہ بارہ مرتبہ اور سلام کے بعد ستر بار اللہم صلی علی محمدؐ والی علی آلہ اور پھر سجدہ کرے اور
ستر بار سبحان قدوس رب الملائکہ والروح کہے اور پھر اٹھ کر رب اغفرہ ارحم و تجاوز عاتق غم فانک
انت الاعلیٰ الاعظم ستر بار پڑھے سجدہ کرے اور مثل اول کے جو نہ کور ہو اسے پڑھے اور خدا تعالیٰ سے
اپنی حاجات دینی و دنیاوی کا طالب ہو امید قبولیت ہے اور قیامت کے دن اس شخص کو سات
سوا آدمی کی شفاعت کا مرتبہ ملے اور عرش کے نیچے سایہ ثانی سعید نیک کام کرنے میں کمی نہ کرے۔
اور اپنے فرمایا جس نے روزہ رکھا پندرہویں رجب کو کہو لٹا کر اسکے لئے اللہ تعالیٰ آٹھوں دروازے
جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔ اور نیز فرمایا کہ پندرہویں رجب کو رحمن کی رحمت
کے دروازے بند و پھر کھولے جاتے ہیں۔ لے سعید چاہیے کہ اس کی طلب کرے اور طلب کے میں نہیں

کہ غسل کرے اور روئے رکھے اور نہار و نوافل پڑھے علاوہ فرائض کے اور اس میں ہر ساعت کے بدلتین سو برس کی عبادت کا ثواب ہے۔

اور یہ فرمایا جیسے پندرہویں رجب کو روزہ رکھا لکھ دیا جائے اسکے لئے اللہ تعالیٰ عبادت پندرہ ہزار برس کی اور اسکے واسطے اللہ تعالیٰ کے پاس دعا مقبول ہے۔ کہو لے لگا اللہ تعالیٰ اسکی قبر میں ستر دروازے جنت کو اور وہ دیکھ لگا ہر درے حور و قصور اور اشجار و انہار اور جنت کی مشاہدوں اور نظاروں کا لوس مالوس مالوف رہے گا قیامت تک۔

اور فرمایا جو تیرہویں اور چودھویں یا پندرہویں رجب کو روزہ رکھے اسکے دخول جنت کا میں شلن ہوں۔ اور فرمایا جو پندرہویں رجب کو غسل کرے ہر قطرہ پر ایک شہید کا ثواب پاوے گا۔

اور فرمایا جو کوئی پندرہویں رجب کو بیس رکعت پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اہلص ایک ایک بار پڑھے ہر آیت کے بدلتین ایک ایک فلام آزاد کرنے کا ثواب پاوے اور روشن و روشن اور فرما ہو۔ اور فرمایا جو کوئی پندرہویں رجب کو دس بار سورہ فاتحہ پڑھے اور بیچ میں بات نکری گویا اسنے زینو کے برابر سونا لے لیا اور ہر خرچ

کیا اور فرمایا جو کوئی دس بار استغفر اللہ الذی لا الہ الا هو الھی القیوم ستار العیوب مقلب القلوب کاشف الکرم عفا ما الذنوب فائق الحب اقب الیہ و هو حسبی ونعم الوکیل فیہ المولیٰ فیہ المصیر پڑھے ایک فرشتہ ساتویں آسمان سے ندا کرے اے خدا کے دوست تجھ کو خدا تبارک نے بخش دیا بہشت کچھ پر حلال ہے اور دوزخ حرام کر دی۔

حدیث میں آیا ہے من قرأ کل حوالہ احد مرة واحدة فی شہر رجب غفر اللہ ذنوب خمسین سنۃ یعنی من قرأ کل حوالہ احد رجب میں ایک مرتبہ پڑھے حوالہ اسکے پچاس برس کے گناہ بخش لگا اور جو کوئی اس مہینے میں شبہ روز میں دس بار قل ہر اللہ پڑھے اسکو بہشت عنایت کی جاوے گی۔

اور فرمایا جو کوئی اس مہینے میں آیت الکرسی پڑھے قیامت کو خدا استغاثہ اتنا ثواب عطا فرماوے لگا کہ فرشتے اسکا عشر عشر بھی نہ کہہ سکیں گے۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی اس مہینے میں ہزار مرتبہ

استغفر اللہ الذی ظالم لا یملک لنفسہ ضرراً ولا نفعاً پڑھے حق تعالیٰ اسکو بخیر اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جو کوئی سو بار پڑھے میں اسکی شفاعت کا ذمہ دار ہوں اور چاہیے کہ ماہ رجب میں ہر روز

استغفر اللہ من ذنوبی کلہا اسرہا وجہرہا و خیرہا و کبیرہا و قدیمہا و جدیدہا فاتوب الیہ یا ارحم الراحمین پڑھے۔

اور جو کوئی ماہ رجب کے جمعہ کے عصر وغیرہ کے درمیان استغفر اللہ الذی لا الہ الا هو الھی القیوم فاتوب الیہ تو توبہ عین ظالم لا یملک لنفسہ ضرراً ولا نفعاً پڑھے حتماً اسکے اعمال گنہگاروں کو گناہوں سے پاک کرے گا میں اس بندہ کو بخش دیا اور اسکی بدیوں اور باتوں کا کاغذ ہمارا دی جائے۔ اور فرمایا حضرت علی علیہ

والہ وسلم نے جو ماہ رجب میں بیگانگی عورت کو شہوت کی نگاہ سے دیکھنا اس کی قبر میں مٹا دیا اس کی دونوں آنکھیں
ڈھینکے۔ اور فرمایا من تاب فی الہج رجب کتب لہ ثواب آدم وداؤد علیہما السلام ووجبت رضی اللہ عنہما
یعنی جس ماہ رجب میں توبہ کی اسکے لئے آدم وداؤد علیہما السلام کا ثواب لکھا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی
اس پر واجب ہو جاتی ہے اور یہ بھی آیا کہ حدیث شریف میں کہ رجب میں جس نے توبہ کی اس کیلئے جنت کا مزدور ہے۔
وہایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کی قبر پہنچے اس مردے سے چلانا شروع کیا یا رسول اللہ
محبود و زرع کی آگ جلانے ڈالتی ہے اور میرا نغمہ آگ کا ہو گیا ہے حضور نے فرمایا اگر تو رجب میں ایک روزہ بھی کھ
لے تا تو ہرگز یہ آگ تیرے پاس نہ آتی نہ یہ عذاب ہوتا۔

ستائیسویں شب رجب کی بڑی بزرگ یہ وہ رات ہے کہ معراج کی رات ہے جو شخص اس رات کو بیدار رہیگا حقیقتاً
اس کے دل کو کبھی مردہ نہ ہوگا اور نہ اس دن مرے گا جس دن ہول قیامت کو لوگوں کے دل مر جائیگے یعنی یہ ہوش ہو جائیگے
اور وہ دن ایسا ہوگا کہ ایک کو ایک نہ پہچانے گا بلکہ اپنے آپ کو بھی پہچانے گا اور نہ پہچانے گا کہ میں کون ہوں جو
شخص اس شب شب بیدار رہیگا اس کی ہیبت سے مومن رہیگا جو کچھ اس نتائج میں خدا تعالیٰ سے مانگا
قبول ہوگا اگر کسی سبب سے دنیا میں اس کا اثر نہ پائیگا تو آخرت میں ضرور پائیگا کیونکہ بعض کام ایسی ہیں کہ نیند نہیں آتا
کہ یہ کام میرے لئے دنیا میں بہتر ہے یا عقیقی میں حق تعالیٰ جانتا ہے کہ یہ کام اس کیلئے دنیا میں باعث خرابی ہے یا
عاقبت میں موجب فلاح۔ جو کوئی ستائیسویں رجب کو شب بیدار رہیگا قرآن کی فراخ ہوگی۔ رستہ دروازے
بہشت کے کھل جائیگے اور جو کوئی ستائیسویں رجب کو بارہ رکعتیں پڑھیگا بعد میں سبحان اللہ اور استغفار
اور درود شریف سو سو مرتبہ پڑھیگا اور صبح کو روزہ رکھد گا جو چاہیگا سو پاویگا اور ہر رکعت کے بدلے ثواب
راج اور عمر کے کا پاویگا بارہ برس کے گناہ معاف ہونگے۔ اور ایسی جنت پاویگا جسکی بارہ سرائے ہوں ہر سرائے
میں بارہ قصر ہوں ہر قصر میں بارہ بارہ خانے اور ہر خانہ میں اس دنیا کے ہر برائی جو چاہوں اور غلمان اور جنت
کی نعمتوں سے بھر ا ہوا ہوگا۔ اور فرمایا ہے کہ جو کوئی چھ رکعتیں پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص
سات سات بار پڑھے حق تعالیٰ اس کو بخندے اور ستر ہزار گناہ اسکے معاف کر دے ہر رکعت کے بدلے
ستائیس ستائیس برس کی عبادت کا ثواب پائے اور بہشت میں جاوے اور روایت ہے کہ اپنے
شب معراج میں پیش امام ہو کر انبیاء کو دور رکھیں پڑھائیں سورۃ فیل اور دوسری میں سورۃ
قریش پڑھیں تو کوئی یہ دونوں سورتیں ان دونوں رکعتوں میں پڑھے گا تو اس کو انبیاء کے گروہ کی
مواافت کا ثواب ملے گا۔

معراج کا بیان

معراج ماہ رجب میں ستائیسویں شب کو ہوتی ہے اس سبب یہاں اس کا بیان
کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ سبحان الذی اسماؤی بعد الذی لیس من
المسبحین الخ لا اله الا انت سبحانک یہ وہ خدایتعالیٰ ہے کہ نہ وہ کو سیر کرانی مسجد حرام کی مسجد اقصیٰ تک کافروں کے

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو چھکاتیر صاحب ایسا بیان کرتا کہ میں نخل ساتوں آسمانی سیر کی انہوں کی تصدیق کی اور کہا کہ جو چھ وہ بیان کرتے ہیں صحیح ہیں تو جبریل کی تصدیق کرتا ہوں اور جب خود کہتے ہیں تو میں انکی تصدیق کیوں نہ کروں۔

ستائیسویں رجب پیر کی شب نبی کے خواجہ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ہمیشہ چار اذانی بی امانی دستار بوطا خواہر حقیقی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے گہری استراحت فرماتے تھے حضرت جبریلؑ کو فرمان الہی ہوا کہ تمام ملائکہ اور حور و غلمان آراستہ ہو جائیں اور بہشت کو آراستہ کیا جائے اور تم ستر ہزار فرشتہ جلوس کیلئے بیجاؤ اور ہمارے حبیب کو نہایت عظمت و شان کیساتھ ہمارے پاس لاؤ جبریلؑ دہر بہشت کی آراستگی کا حکم دیکر حضور کی سواری کیلئے پہنچا لیکر صبح ستر ہزار فرشتوں کے ہمراہ بیانی کے مکان پہنچے حضرت اسرافیلؑ کو برائی کی ایک نگراندہر مکان میں تشریف لائی دیکھا ستر عالم علی اللہ علیہ السلام پورے پورے ہوئے سو فی میں اپنے ذرا سی دیوتا کیلئے حکم ہوا کہ تم مبارک کو پورے سے تاکہ تیری عظمت بلند ہو کہ ہر کسی کو پابوسی نصیب نہیں ہوتی۔ دوسرے پہنچے اس ہی دن کیلئے جنگجو کافور سردی پیدا کیا جسے رجب تیری شکی تلوں میں پہنچی ہمارا حبیب بیدار ہو جاوے گا جتنا جبریلؑ نے بوسہ دیا آپ معاف فرمائیے کہ اتنا رابر مشتاق دیدار ہی تشریف لیجئے اور غلعت سرفرازی و مشرف ہو جائے۔ آپ فرماتے ہیں میں اپنا وجود گیا اور گہری باہر نکلا۔ اسرافیلؑ علیہ السلام کو دیکھا کہ براق لئے دروازے پکڑے ہیں انہوں نے اور سب فرشتوں نے سلام کیا میں نے سلام کا جواب دیا ایک طرخی رکاب حضرت جبریلؑ اور دوسری طرف کی رکاب حضرت اسرافیلؑ پکڑے ہوئے ہیں میں سوار ہو نینگا کہ براق نے سوچی کی حضرت جبریلؑ نے کہا اے بے ادب بدگئے اور کوئی کا کیا موقع ہے ہتھوڑ کو نسا سوار آئیگا جسکو سواری دیکھا۔ براق گویا ہوا میری ایک عرض پر کہنے فرمایا بیان کہ کہا قیامت کو اچھے اچھے براق ہونگے اور بہشت میں خلائیے لگائے گئے۔ اتنا براق پیدا ہی نہیں انیس کی میں ہی خور ہوں مجھے آپ یہ وعدہ فرمائیں کہ قیامت کو ہی مجھ ہی پر سوار ہو گا۔ سردار کائنات نے تسلیم کیا اور وعدہ کیا پھر سوار ہوئے براق کے دروازہ تھے اس تیزی سے جاتا تھا کہ نظر کے ساتھ قدم پہنچے تو جہاں کہیں آتھیں پہنچ جاتا تھا اس کے دونوں قدم ہمارے جاتے تھے کہ آپ کو بلا جس حرکت لیجا تا تھا۔ فرماتے ہیں کہ میں مسجد بیت المقدس میں آیا خدا تعالیٰ نے تین سو غیر مرسل کو زندہ کیا ایک روایت میں کہ کہ اروا کو بھیجا غرق ہو گیا۔ اب انبیاء رحمت ہیں کہ و رکعت نماز پڑھائی پہلی رکعت میں سورہ فیل دوسری میں سورہ قمر پڑھی چاہتا تھا کہ امامت کیلئے حضرت نورؑ یا خلیل اللہؑ کو لے کر دوں مگر حضرت جبریلؑ اسرافیلؑ نے مجھ کو لے گیا اور سب انبیوںؑ میری اقتدار کی جب سلام پیرا تو حضرت جبریلؑ علیہ السلام نے کہا کہ ہر ایک نبی خدا سے جو ملے گی ثنائیان کے لئے اور ہر ایک جو عطا کیا گیا اسکا اہلار کو حضرت آدمؑ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے جو ملے گی ثنائیان کی کہ خدا تعالیٰ نے مجھ کو بھی عطا کیا اور جو ملائکہ بنایا تو انکو پیدا کر کے میرا جوڑا بنایا۔ بہشت مجھے پہنچ کر حضرت آدمؑ نے خدا کی شہادت کی اور کہا کہ خدا نے کہا کہ مجھ کو خدا کی عزت دے گا اور سب غیر ہونے پہلی بہشت میں پہنچا یا پھر نوح علیہ السلام نے خدا کی شہادت کی اور کہا کہ خدا نے

سب بغیر ونے میری عمر زیادہ کی اور میری دعا سی طوفان آیا اور میرے دشمنوں کو ہلاک کیا۔ پھر حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے کہا کہ اللہ کا شکر و احسان کہ جسے تجھ کو برگزیدہ کیا اور خلیل بنایا اور آتش خرد کو تجھ پر گرا کر کیا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اللہ کا شکر و احسان کہ جسے تجھ کو برگزیدہ کیا اور کوہ طور پر تجھ سے حکام ہوا اور تو ریت عنایت فرمائی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان کہ جسے اس نے میری دعا سے مرد کو زندہ کیا اندر کی کوڑی آج جو تلو میرے ہاتھ سے صحت بخشی ہے باپ کے حکموں پر کیا بغرض کہ ہر ایک نبی نے حمد و ثناء بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں پھر میری توبت آئی میں نے خدا کی حمد و ثناء کیا کی اور کہا جگہ اتنی قوت نہیں کہ پوری ثنائیاں کروں حق تعالیٰ نے تجھ کو سب سے زیادہ قبول کیا۔ اور اپنی کتاب قرآن مجید تجھ کو عطا کی ہے میں میں ہر سال تک کہنے پایا تاکہ جبریل علیہ السلام نے کہا میں کافی ہے ہر مرتبہ و کرامت سب تو اسے کے سب سے ہے پھر جبریل علیہ السلام نے کہا کہ سب انبیاء محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مصافحہ کروں چنانچہ سب پہلے حضرت آدم علیہ السلام سے مصافحہ کیا اور میرے سر پر بوسہ دیا اور کہا کہ لے فرزند بزرگی اور شرف تجھی کی پھر حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے تجھ کو بغلیں لیا اور میری بدیشی کو جو با پھر ہر ایک نبی ہاتھ جو تبتا ہوا مبارکباد دیتا تھا۔ پھر سب ارواح انبیاء اپنی اپنی جگہ پر گئیں اور تجھ کو مسجد اقصیٰ سے پہلے آسمان پر لگے اور امینعل فرشتے نے استقبال کیا اور دست بوی کی اس طرح ساتوں آسمان تک پہنچے۔ ملک الموت آیا اس نے بھی سلام کیا میں نے کہا کہ اے انجی جبریل شب فرشتے تو مجھ کو دیکھ کر خوش ہوئے مگر ملک الموت خوش ہوا جبریل علیہ السلام نے کہا وہ بھی آپ کے دیدار سے خوش ہوا لیکن اسکی صورت ہی خدا نے ہیبتناک سیاست والی بنائی ہے پھر وہ اسے سدرۃ المنتہی پہنچے اور یہاں جبریل کو اعلیٰ ہیبت پر دیکھا۔ وہ ہاتھ لٹکے اور کوہ قاف پر تھے اور دونوں پاؤں اٹکے آفتاب کی طرف آنکھیں اٹکی مثل دو دریاے زخار اگر تمام جہان کی کشتیاں اس میں ڈال دی جائیں تو بہنے لگیں تجھ کو اٹکے دیکھنے کی طاقت نہ رہی بہ ہوش ہو کر گر پڑا جبریل علیہ السلام نے سنبھالا جب ہوش میں آیا تو میں نے کہا کہ میں گمان نہیں کرتا کہ تم سے کوئی عظیم انجہ اور جو جبریل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ اگر آپ انجی اسرا جیل کو دیکھیں تو تجھ کو بالکل بہو لجاؤں۔ میرے چہ ہزار ہیں اگر ایک پر کم ہوں تو سارا جہان مشرق و مغرب تک دھک جائے اور اٹکے سات ہزار پر ہیں حق تعالیٰ نے آپ کو وہ قوت عطا کی ہے کہ ایسی فرشتوں کو دیکھتے تو اور ہراس نہیں لاتی تو پھر جو فرشتے کہ سدرۃ المنتہی کے گرد تھے انہوں نے میرا استقبال کیا اور فرشتے مثل طخ زریں آنے شروع ہوئی اور تمام سدرۃ المنتہی کو گھیر لیا۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے اذان دی اور قامت کی آہنے سنائی گئے امانت کی اور دو رکعت نماز پڑھی پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد دو الفی دو سری میں اہم لشرع پڑھی پھر سلام کے بعد کہا سبحان ذی الملت والملت سبحان ذی العزۃ والعظۃ والعلیۃ والقدۃ والاکبر والجلۃ وسبحن اللہ الذی کما لا یلوت پڑھو کسی ایک وقت و ذوق حاصل ہوا پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے ندا کی کہ اے فرشتو! وہ پیغمبر کی دست بوسی کرو چنانچہ فرشتے آنے اور دست بوسی کر کے چلے گئے پھر تجھ کو بہشت میں لے گئے

رضوان کو دیکھا کہ وہ نہایت خوبصورت فرشتہ ہر خندہ پیشانی پاکیزہ چہرے کے ساتھ سلام کیا اور تین سیویں پیش کئے اتار سیب۔ یہی جبریلؑ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھو توڑیے تاکہ عجائبات خداوندی آپ معلوم کریں پہلے میں نے انار کو توڑا اس میں سے ہزار حواریں جو عمدہ عمدہ کپڑوں اور گہنوں میں لدی ہوئی تھیں برآمد ہوئیں اور سب کی سب جو طرہ آگہری ہوئیں پھر تہی کو توڑا اس میں سے ہزار غلمان خوبصورت باہر نکل پڑے اور سلام کر کے وہ ہی میرے گرد کھڑے ہوئے پھر سیب کو توڑا اس میں سے ہزار براق زرین زرین اور لکام مرصع سیاہ راستہ نکل پڑے پھر جگنو بہشت کے اندر لپکے میں نے بہشت کو بہت آراستہ دیکھا۔ تمام حواریں اور غلمان میرے سلام کو حاضر ہوئے۔ رضوان نے دیکھا تمام بہشت کے کنگرے پر حواریں بھی خوشیاں منا رہی ہیں سرور کر رہی ہیں لیکن میں نے کسی طرف نہیں دیکھا اسی بات پر تورب العالمین نے فرمایا: ما زاع البصر ما ظنی نظر میر تو کیا کن آفتابیوں کے بھی کیسے طرف نہیں دیکھا میں نے کوئی گوشک ایسا نہیں دیکھا جیسر سدرۃ المنتہی کی شاخ نہ ہو۔ میں چاہتا تھا کہ بہشت سے باہر قدم رکھوں کہ بہشت نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں ایک مدت دراز سے حضور کے استقباق دیدار میں بیقرار ہوں ایک ساعت نو قیام فرمائیے کہ حضور کے دیدار برائواریں سکین پاؤں۔ میں نے کہا میں اپنی امت کے بغیر بہشت میں یا نہیں بغیر سکتا کہ جنت کی ایک حور نے کہا یا رسول اللہ میری ازدواج کیلئے کسکو آپ نے پسند کیا۔ فرمایا بلال حبشی کو جب رسول اللہ نے یہ فرمایا تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپ کو بلال کی طرح یاد آگیا آپ نے فرمایا کہ اس کی تعلیم کی آواز میں نے سنی تھی کہ وہ مسجد کو جاتا تھا پھر لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ عظمت اور بزرگی اسکو کس چیز سے حاصل ہوئی۔ فرمایا دو گانہ تحیۃ الوضو کی برکت و اسکو یہ مرتبہ حاصل ہوا۔ کہ آپ اس کے کوئی دو گانہ قوت نہیں ہوا بہشت کی حور نے کہا یا رسول اللہ جگنو آپ نے ایک حبشی کو دیا۔ کہاں؟ حبشی سیاہ رو کہاں میں صاحب حسن و جمال۔ آپ نے فرمایا میں نے تو جگنو سے بخش دیا تو لیکن میں نہیں جانتا کہ وہ جگنو قبول بھی کر گیا یا نہیں تو اپنے جمال کو کیا دیکھتی ہے قیامت کو حق تعالیٰ ساری سیاہی اسکی نکل بنا کر ہر ایک حور و غلمان کے رخسارے پر تقسیم کرے گا اس وقت اس کا جمال دیکھنا سب سے پہلے قدم بہشت میں بلال کا ہوگا کہ وہ رسول اللہ کے براق کی باگ کھڑے ہوئے ہوگا اور سب کو پہلے جہانی بلال کے گھر ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دہانے آگے بڑھے اور سدرۃ المنتہی کی کوئی شاخ باقی نہ رہی۔ جبریل علیہ السلام نے کہا اس سے آگے میں نہیں جاسکتا۔

خروج بخلی بسوز و پسم

اگر ایک سر موئے برتر پریم

ہم سے ہر ایک کے لئے مقام معلوم ہیں اس سے آگے نہیں بڑھ سکے بعضے کہتے ہیں پیغمبر خدا نے تعالیٰ نے پہلے دوزخ دکھائی تھی چپ ناچ جب آپ دوزخ کے پاس گئے مالک جو دوزخ کا دار و غم ہے آپ کے استقبال کے لئے دوزخ اسلام عرض کیا میں نے

ایسی صورت کو دیکھا بہت ہیبت ناک تھی اور اس کے منہ سے آگ کے شعلے نکلتے تھے جب میں وزخ کے کنارے پہنچا
پیشتر عورتوں کو دو وزخ میں دیکھا میری دل رہی ہیں۔ الحاصل جبرئیل علیہ السلام نے مجھ کو تنہا چھوڑا اور میں آگے بڑھا
عرش کے فرشتوں نے میرا استقبال کیا اور مجھ کو مبارکباد کی حدائیں بلند کیں جب میں عرش کے پاس پہنچا میں
نے اس وقت سجدہ کیا اور دیکھا کہ بہت سے فرشتے نصیف باندھی طواف کر رہے ہیں انکی صفوں کی لاستی سی نہایت خوش
ہوا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کی آواز آئی کہ اے فرشتوں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معاف کرو میں نے
انکی آواز پہچانی سب فرشتے یہ آواز مسکندہ وڑے اور دست بوس ہوئے اور مرجھا کہنے لگے۔ پھر میں آگے بڑھا
زمر و سبز کا ایک پہاڑ دیکھا کہ اس کے اوپر ایک قصر باقوت سرخ کا بنا ہوا طول کا ستر ہزار ہر کی راہ ہوا اس کے اوپر
بیان تسبیح و تہلیل میں مصروف ہیں وہ محکو دیکھ کر میرے پاس آئے اور سلام کیا پھر میں اس مقام سے آگے
بڑھا اور ستر حجابوں کو طے کیا ہر ایک حجاب ستر ہزار ہر کی راہ تھا پھر میں ایک ایسی مقام پہنچا کہ کسی کا دم و گمان
میں وہاں تک نہیں پہنچ سکتے ہیں نے بھائی جبرئیل کی دہان آواز سنی کہ اے محمد اپنے رب کی حمد و ثنا بیان کر اس وقت
میں کہا التحیات لہ والصلوات والطیبات جواب آیا السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اپنے اسو
میں سب کو یاد کیا اور رحمت میں سب مومنین اور صالحین کو شریک کر لیا اور کہا السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین
یعنی یہ سلام اور رحمت و برکت جو ہم پر نازل ہوئی ہے ہم پر بھی ہوا اور سب اللہ کے نیک بندہ و پیغمبر بھی۔ فرشتوں نے
جب آپ کی حمد و ثناء ہوئی سب کے سب ایک زبان ہو کر بول اٹھے اشدھان لا الہ الا اللہ و اشدھان محمدنا عبدہ
ورسولہ پر خاص مقام پر مجھ کو بلایا فادھی انی عبدہ ما اذھی ابن عباس فرماتے ہیں مکمل عہدہ نام مکمل کلام کیا اس پر
نہ نہ یہ جو کلام کرنا چاہا پھر آپ خلعت شفاعت و انعام و اکرام سے مشرف ہو کر ایک آن کی آن میں تشریف
لے آئے مکان کی کنڈی لہ رہی تھی بستر کو گرم پایا صبح کو حضرت نے معراج کی باتیں کیں سب کے پہلو بڑھوں میں
حضرت ابو بکرؓ کو نہیں حضرت علیؓ کو کم اللہ وجہ غلاموں میں حضرت بلالؓ نے تصدیق کی اور عورتوں میں بی بی حبیبہؓ
الکبریٰ ایمان لائیں یعنی تصدیق کیا۔ اس کے بعد حضرت نے اسکا اعلان کیا جن کے دلوں میں ایمان تھا انہوں
نے اسکی تصدیق کی جن کا دل کفر و شرک سے بھرا ہوا تھا انہوں نے انکار کیا۔ اس میں اختلاف ہو کہ آیا
حق تعلق کو بے حجاب دیکھا یا نہ دیکھا۔ بعض کہتے ہیں بے حجاب نہیں دیکھا ابن عباسؓ میں نے پوچھا
نہا تو اپنے فرمایا لا حجاب دیکھا بعض کا یہ قول ہے ان آنگھوں نے نہیں دیکھا دیکھی آنگھوں نے دیکھا۔

رضا رضی اللہ عنہم رضی اللہ ان یراضی بک وہ خدا سے راضی ہیں الرضا بالقضاء رضا
اکا عظم خدا کی درگاہ کا تقرب اسکے حکم پر راضی ہونے پر ہے گاڑ

اور فرمایا کہ رسول اللہ نے جو خدا کی رضا مندی چاہے اور لوگوں کی ناراضی کا کچھ خیال نہ کرے تو خدا کے لئے کافی ہے لوگوں کی شرارت سے بچا لیتا ہے اور جو لوگوں کی رضا مندی چاہے اور خدا کی ناراضی کا خیال نہ کرے وہ آفتوں میں پھنسنے کیلئے لوگوں کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اور فرمایا آنحضرتؐ نے۔

اور چونیک بندے ہیں حکم قضا پر اعتراض نہیں کرتے نہ زبان سے نہ دل سے اور انکو تکلیف بھی محسوس نہیں ہوتی وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اسی کی طرف سے ہے اور جو کچھ اسکی طرف سے آئے سب اچھے ہیں۔

اور فرمایا کہ اپنے جب قیامت آوے گی میری امت کے ایک گروہ کو پر وبال دلو گے وہ بہشت کی طرف پرواز کریں گے فرشتے پوچھیں گے تم حساب اور میزان اور پل صراط سے فلاں ہوئی کہیں گے ہیکو ان چیزوں سے کام نہیں۔ فرشتے پوچھیں گے تم کون لوگ ہو وہ کہیں گے ہم امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ملائکہ پوچھیں گے تمہارا عمل کیا کیا تھا جو اتنی بزرگی ملی ہے کہیں گے ہماری دو خصلتیں تھیں ایک یہ کہ خلوت میں خدا کی شریک نہ بنائے کہ گناہ نہیں کرتے تھے۔ دوسرا یہ کہ تھوڑے رزق پر جو خدا نہیں دیتا تھارا ضعیف تھی۔ تب ملائکہ کہیں گے سبحان اللہ تمہیں ہوا اس وجہ کے لائق۔ پس خدا کی راضی ہو جاؤ خدا تم سے راضی ہو جائیگا اسے سعید قضا نے الہی پر راضی رہنا بڑا مقام ہے محبت الہی جو بلند مقام ہے اسکا نتیجہ یہ ہے کہ خدا کے کام سے راضی رہنا خدا کی درگاہ کا تقرب اس کے حکم پر راضی ہونے سے ملے گا۔ بعد انبیاء کے اہل رضا کا درجہ ہے جو بلا پر صابر ہیں اور نعمت پر شاکر۔ اور قضا الہی کی راضی ہیں۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں جو شخص میری رضا پر صابر نہ ہو اور میری نعمت پر شاکر نہ ہو اور میرے حکم سے راضی نہ ہو جائیے اسے دوسرا خدا پیدا کرے اور خرابی ہر اسکی جو حکم خدا میں چوں و چرا کرے اور نیک نجات وہ جسکو نیک کرنی آسان ہو۔

نقل ہے بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا خواب میں اسکو کسی نے کہا کہ فلاں عورت تیری رفیقہ ہے دینے نیرا عقد بہشت میں اس سے ہوگا بعد بہت تلاش کے ملے اسکو پایا اور پوچھا کہ تیرا کیا عمل ہے۔ کہا اُسے فرائض ادا کرتی ہوں۔ عابد نے بہت اصرار کیا لاچار ہو کے بولی مجھ میں ایک صفت ہے۔ بیماری میں خدا رکھے تو محبت نہیں چاہتی اور اگر وہ پوپ میں کہے تو سایہ اور سایہ میں دھوپ نہیں چاہتی۔ عابد تعجب ہو کر بولا بڑی صفت ہے۔

نقل ہے علیہ السلام کا ایک آدمی پرگزر ہوا جو اندھا اور کولہا ہی تھا اور اسکے بدن کے دو جانب خراج مار گیا تھا اور اسکے ہاتھ پاؤں نہ تھے وہ کہتا تھا شکر تو خدا کا جس نے مجھے ایسی بلا جس میں بہت لوگ مبتلا ہیں نجات دی۔ عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کونسی بلا باقی ہے جس سے تو بچا ہے بولا مجھے اس شخص سے زیادہ صحت حاصل ہے جس کے دل میں یہ معرفت نہ ہو جو میرے دل میں ہے عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تو بچ بولا پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنا ہاتھ پھیرا فی الفور درست ہو کے اٹھا اور بیٹھا ہو گیا۔ وہ شخص آپ کی صحبت میں رہتا تھا اور عبادت کرتا تھا۔

نقل ہے کہ شبلی رحمۃ اللہ کو دیوانہ سمجھ کر دارالشفاء میں قید کیا۔ ایک جماعت ان کے پاس آئی آپ نے پوچھا تم کون ہو بولے تیرے دوست ہیں آپ ان کو پتھر سے مارنے لگے وہ بہا گئے۔ شبلی رحمۃ اللہ نے اس پر کہا کہ تم دروغ بولے اگر تم میرے دوست ہو تو میری

مار پر راضی رہے۔ اور فرمایا کہ آنحضرت نے جو تھوڑی روزی پر خدا تعالیٰ کی درگاہ میں راضی ہو کر شکر کرتا کہ
 خدا تعالیٰ اس کی تھوڑی عبادت کو اس کی اس راضی رہتا ہے
 اور فرمایا کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بنی اسرائیل کے تین آدمی کہیں جاتے تھے پانی نے اگھیرا انہوں
 نے ایک غار میں پناہ لی ایک بڑا پتھر لٹک کر اس غار کے منہ پر لگایا اور منہ اس غار کا بند ہو گیا جس میں
 وہ تھے انہوں نے کہا کوئی عمل خالصاً نہ رضا الہی کے ہی کیا ہوا ہے وسیلہ سے خدا کی دعا مانگیں کہ یہ
 مصیبت جہیں ہم ہلاک ہو جاویں گے بچاؤں ہمیں سو ایک شخص نے کہا کہ میرے ماں باپ بڑے ہی تھوڑے اور
 میرے بچے جھوٹے جھوٹے تھے میں دودھ کو ماں باپ سے پہلے اپنے بچے کو دینا مناسب نہ جان کر پاس لیگیا
 وہ دونوں سو گئے تھے۔ انکو گھانا بہتر نہ جانا سر ہلے کھڑا ہوا اور بچے بیوک کے مالے پاؤں کے چبے بلکتے رہے
 بہانہ کہ صبح ہوئی پھر ماں باپ جا گئے انکو پہلے دودھ پلایا۔ اگر یہ کام میں نے خدا کی رضامندی کے
 لئے کیا ہو تو یہ پتھر کی سل الگ ہو جائے۔ وہ اس قدر الگ ہوا کہ آسمان نظر آئے لگا۔ دوسرے آدمی نے
 کہا کہ میں چچا کی بیٹی پر نہایت درجے عاشق تھا اور وہ چھ کر کنارہ کش تھی جب سودینار میں نے دیکھے وہ
 دنیا لیکر میرے ساتھ ہوئی۔ عین حالت خلوت میں اُس نے کہا کہ نہ خدا سے ڈر میری عصمت کو نہ
 بگاڑ۔ میں علیحدہ کھڑا ہو گیا۔ اگر یہ کام رضامندی خدا کیلئے میں نے کیا ہو تو یہ پتھر الگ ہو جائے۔ وہ پتھر
 کیسے قدر اور ہٹ گیا۔ تیسرے شخص نے کہا کہ میں نے ایک مزدور راہت پر رکھا تھا پانچ سیڑھیوں دینے لگا
 اُس نے بے پرواہی سے نہ اُترے اور چلا گیا۔ میں اس کو بھی رزاعت کرتا رہا ہانک کہ زیادتی سو اس کی بہت
 سی گائیں خریدیں اور چرنیکلے چروا سے رکھ گئے ایک دن پھر عرصے کے بعد مجھ سے اپنی مزدوری مانگنے
 لگا میں نے گائیں اور چروا سے بچانے کیلئے کہا اُس نے کہا کہ کیوں اسی کرتا ہی میری مزدوری دیدے
 میں سوچا میں کہا کہ میں ہلستا نہیں یہ تیرا مال ہے۔ وہ لیکر چلا گیا۔ میں اگر یہ میں نے اُسے خدا تیری رضا
 کے لئے کیا ہو تو یہ پتھر ہٹ جائے۔ وہ بالکل ہٹ گیا۔ سبحان اللہ جو کام خالصاً برضا اللہ کیا جاتا ہے
 اس کا ہی انجام ہوتا ہے۔

حکایت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ پہلے عطاری کی دکان کیا کرتے تھے۔ ایک دن ان کی دکان
 پر بیٹھے بیٹھے باز رہے تھے۔ ایک درویش صاحب رضا کیل پوشش اس کے کپڑے ہو کے نکلے گئے
 ورنہ اسی حالت میں دیکھی کہ حضرت عطار نے فرمایا کہ بھائی کچھ لینا ہو تو لو۔ کھڑے کیا ویکھ
 رہے ہو۔ درویش نے کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہاری دکان میں کچھ بھونین شربت بہت سی
 چمکتی ہوئی چیریں بھری پڑی ہیں۔ سوچ رہا ہوں کہ مرتے وقت تمہاری روح کیسے چمکتی جواتی
 چمکتی ہوئی جیسے دل میں ٹھنسی ہوئی ہے۔ اس وقت حضرت فرید عطار کو باطن کا تو چمکانا
 ہی نہیں۔ بہد ہرگز کہ بیٹھے جیسے تمہاری نکلے گی ویسی ہی ہماری بھی نکل جاوے گی

درویش نے کہا میں سہارا کیا ہی اور کبیل اوڑھ کر وہیں کان کے سامنے لیٹ گیا۔ اول تو حضرت عطار یہ سمجھے کہ مذاق کر رہا ہے لیکن جب بہت دیر ہو گئی تو شبہ ہوا۔ پاس جا کر کبیل اٹھایا تو درویش واقعی مردہ تھا۔ پس ایک چوٹ دلپر لگی اور وہیں خج ماری اور بیہوش ہو کر گر پڑے افاقہ ہوا تو یکجا دل دنیا کے بالکل سہو پہ چکا تھا اس وقت وہ کان لٹا کر کسی پیر کی تلاش میں چلے۔ آپ بڑے عارف ہوئے ہوئے ہیں آدمی زبان سے کہتا ہی کہ مجھے مرے کی کچھ پروا نہیں لیکن امتحان کی وقت جس کا دعویٰ غلط نہ ہو وہ صاحبِ رضا ہے خواہ غم ہو یا خوشی۔ راحت ہو یا تکلیف ہر حالت میں وہ راضی اور خوش رہتا ہے یہ ہیں اہلِ رضا۔

زمرہ کئی عطائے تو

در بخشی فدائے تو

دل شدہ مبتلائے تو

ہر چہ کئی رضائے تو

ایک بزرگ فرماتے ہیں اگر سلاطین کو اس دولت کی خبر ہو جائے جو ہمارے پاس ہے تو تلواریں لیکر ہم پر چڑھ آئیں کہ ہمیں بھی دو۔ والدہ یہ بھی بات کہ اس دولت کے سامنے کچھ حقیقت نہیں سلطنت کی۔ پس اسی سال میں متی شہنشاہ غازی نے کہ یکدم بخدا بودن بہ از ملک سیستانی بہایات

ابیات ہر کہ راضی شد از فضلے خدا

بہرہ می یابد از رضائے خدا

ہر عزیز ہے کہ بارضا شکر د

فرح عیش روئے با او کرد

خود را میسر از صفائی ضمیر

باقضا و قدر جو شکر و شیر

رونے کے بیان میں

ابا ایھا الذین امنوا کتب علیکم الذین علی الذین من قبکم من غلظت قلوبکم لعلکم تتقون لے لکھو جو ایمان لائے ہو لکھا گیا اور تمہارے روزہ جیسا کہ لکھا گیا تھا اور ان لوگوں کے جو پہلے تھے یعنی یہود اور نصاریٰ (اور زے میں چونکہ یہ اس اور بیوک و جلع و باز رہنے کی مشقت کی تکلیف دی تھی اپنا نام اللہ نے ذاتی و صفاتی کا ذکر نہیں کیا اور ترغیب اس بات کی دی کہ بعد ہی پہنچے یہ فرض نہیں کیا ہی بلکہ پہلے جسے جو امیس گذری میں اپنی ہی یہ ہمارا فرض رہا ہی اعلانیٰ الصبر و اجمل بغیر جنت یعنی ثواب ان لوگوں کا جو خواہشوں کو صبر کرتے ہیں حساب میں نہیں لےنا لعلکم فحنتان فرحت عند الاضطرار فرحت عند لقاء الرحمن فرہ دار کیلئے و خوشیایں میں ایک وقت افطار کے اور دوسری وقت دیدارِ رحمن کے الصوم لی وانا جنتیہ یہ روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اسکا اجر دیکھا عاشقوں کیلئے مرنے کا مقام ہے کہ فرما تا ہی روزہ میرا ہی اور اسکا بدلہ میں ہوں یہاں بہت ناز و خیالیں تفسیر والوں نے بیان کی ہیں جو اس مختصر رسالہ میں نہیں لکھی جاسکتیں۔

اور روزہ رکھنا آداب صبر کا ہی اور صبر آداب حصہ ایمان کا ہی و رضائے نبیہ شاد ہو اور جانے عظیم جنت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ من کان من خلقی من لخلق اللہ کلک فہو اهل الجنة یعنی جس کی میں کوئی عادت ہوگی اللہ کی عادت میں کو وہ اہل جنت میں ہے کیونکہ کہنا نبی اللہ کی صفت ہے جو ایسا کرتا رہو

اللہ کی صفت سے شاہد پیدا کرتا ہے۔ اور یہ بات کہ روزہ ایک باطنی شے ہے اور باطنی عبادتیں اللہ کو زیادہ پسند ہیں یہ نسبت ظاہر کے قولہ تعالیٰ اور جو کہ نصیحتیں اپنے رب کو پوشیدہ رو کر پکارو۔ روزہ کی حقیقت کہنا اپنا اور جماع چھوڑ دینا ہر آدمی کو گوئی نظر سے پوشیدہ رہتی ہے۔ ریاضاتیں محل نہیں۔ اس ہی سبب سے اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف نسبت کی ہے۔ اگرچہ ساری عبادتیں اسی کی خاطر ہیں جیسے کہ اپنا گھر کہا ہے اگرچہ سارا جہان اس ہی کی ملک ہے اور حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بدبو خدا کے نزدیک خوشبو ہے۔ شک سے بہتر ہے اور فرمایا ہے کہ روزہ دار کی نیند بھی عبادت ہے اور اس کا سانس لینا تسبیح ہے اور اس کی دعا مستجاب ہے۔

لے سعید روزہ طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک عبادت الہی کے ارادے سے کہانی ہے جو جمع یعنی ہم بستہ ہو جیسے بچتا ہے روزہ۔ روزہ کی تعریف سن لی کہ جو حیات دنیا کا سبب ہے یعنی کھانا پینا و جماع کہ لے مسلمانوں صرف نہیں پر روزہ فرض نہیں ہوا ہے پہلی امتوں پر بھی فرض ہونے سے کہ تم ہی نفس کشی کی عادی ہو گئے تھے سو جاؤ۔ اور یہ روزہ ہمیشہ کیلئے نہیں بلکہ چند روز۔ اور اس پر ہی اسنے اپنے نیکو لئے یہ آسانی رہی ہے کہ اگر کوئی مسافر ہو یا بیمار ہو اور روزے کی طاقت نہ رکھے تو اسے بدلہ میں اور دنوں میں گن کر جو ناخدا ہوا ہے کہ لے اور اس پر رعایت اور مزید ہے کہ جو لوگ تم میں مقدور رکھتے ہیں مالکی اور طاقت اٹھانی مشقت روزہ رکھنے کی نہیں رکھتے جیسے کہ کوئی بوڑھا تو وہ ہر روز کے بدلے میں ایک سیکھ کر کھانا تاکہ جو اس کو ہر دو وقت میں کافی ہو دیوے اور اگر کھاکر نہیں دے سکتا تو کچھ دیوے تو دو سیر مہوں دے یا نقد و سیر مہوں کے نام اور جو اپنی طرف سے زیادہ دیوے تو بہتر ہے اور اگر مشقت و تکلیف اٹھا کر روزہ رکھے تو ہی بہتر ہے اور آگے چل کر چند روزہ اور ایام معدود کی تشریح شہر رمضان کے فرمادی یعنی ایک ماہ کے روزے فرض ہوئے ہیں۔ روزہ جو حیات دنیا کی اصلاح اس سبب سے ہوتی ہے جو گیارہ ماہ تک کھانے پینے سے نفس سرکش ہوا اٹھا کر بھوک پیاس سے مطیع کرے اور جماع سے روک کے اس کی اصلاح فرمادی جب نفس کی اصلاح ہوئی اور اب اس کو جو ذکر الہی تلاوت قرآن نماز ستر آیت عکاف میں لگائے گا تو بیشک اس کی روح پر عالم غیب کی نورانی ہوگی اور اس کو ملا علی تک رسائی ہوگی یہی راز ہے کہ فرمایا ہے روزہ ہمسایہ اور اس کا بدلہ میں ہوں۔ اور حضرت نے فرمایا ہے جب رمضان شریف آتا ہے بہشت کے دروازے کھول دیے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے ہیں اور شیاطین کو قید کرتے ہیں اور منادی ندا کرتا ہے کہ طالب خیر جلد آئیے تیرا وقت خیر ہے اور لے شر و فساد دالے کھڑا رہ تیری جگہ نہیں اور شیطان خدا کا دشمن ہے اور اس کا لشکر شہادت میں اور روزہ اس لشکر شہادت کو پامال کرے نہ ہے اور شیطان آدمی کے بد میں اس طرح پھرتا ہے جیسے خون بد میں۔ اور بھوک و پیاس خواہش جماع وغیرہ کو توڑتی ہے۔

ماہ رمضان نہایت بزرگ جہینا ہے ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مناجات کی الہی امت خدا سے کیلئے

کو لٹا دینا عطا ہوگا۔ فرمایا ماہ رمضان۔ عرض کیا خداوند اس میں کیا بزرگی ہے۔ فرمایا جیسے میری بزرگی بند و پیر کی اسکی بزرگی سارے جہینوں پر ہے۔ ایک روزہ کا ثواب تمام جہان کے لوگوں کے برابر ہوگا اور تمام فرشتے اور چرنند اور شیرو و جبر سب روزہ دار کیلئے مغفرت کی دعا مانگیں گے۔ اور جنت میں ہزاروں قصر بنا دیے جائیں گے اور ہر دروازے پر ایک عظیم الشان درخت ہوگا کہ سو برس تک اسکے سایہ میں ایک سو اچلے تو سایہ ختم نہ ہو گا خداوند اچلو ہی امت محمدیہ میں کرے یا جگو ہی عطا ہو۔ حکم ہوا یہ امت محمدیہ کے لئے مخصوص ہے اور ہر کافر کا حق ہے اور دوسرا اسمیں شریک نہیں ہو سکتا۔

اور رمضان کے چاند کیلئے ایک عادل کی شہادت پر اعتماد کرتا درست ہے اور کوئی شخص کسی معتبر آدمی سے جس پر اسکو اعتماد ہو اسکو روزہ رکھنا واجب ہوگا۔ اگر جو قاضی اسکے قول پر حکم روزہ رکھنے کا دے اور عید کے چاند کو واسطے دو شاہ عادل سے کم کی شہادت درست نہیں۔ ترجمہ حدیث ہے کہ روزہ نہ کرو اور روزہ افطار نہ کرو جب تک ہلال دیکھ نہ لو۔ ایک دن یا دو دن پہلے سے رکھنے کے روزی نہ رکھنا چاہیو۔ ہال جس کی عادت ہو ہمیشہ روزہ روزہ رکھنے کی وہ رکھ لے شک کے دن روزہ رکھنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی ہے اور آنحضرت نے صرف اعرابی کے کہنے پر حکم روزہ رکھنے کا دیا تھا۔ رمضان کی ہفتین میں (۱) روزی فرض ہوتی ہے (۲) مال و زر زیادہ ہوتا ہے (۳) جو کچھ کھاتا ہے حساب ہوتا ہے بلکہ کھانا پینا بیوناسب طاعت میں لکھا جاتا ہے (۴) تھوڑی سی نیکی کا بہت سا ثواب ملتا ہے (۵) فرشتے اسکے لئے بخشش کی دعا مانگتے ہیں (۶) شیطان بند ہو جاتا ہے (۷) رحمت کا دریا جاری کیا جاتا ہے (۸) جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ دوزخ کے بند کر دیئے جاتے ہیں (۹) ہر راتیں سات سو گنہگار آزاد کئے جاتے ہیں (۱۰) جمعہ کو اتنی آزاد کئے جاتے ہیں جتنے اور سات دنوں میں ہوئے (۱۱) آخر شب جمعہ کو سب گنہگار آزاد کئے جاتے ہیں جسے شمار میں اہر سب دنوں کے ملا کے ہوتے ہیں (۱۲) حوران ہمیشہ ہر روز اپنا بناؤ سنگار کرتی ہیں روزہ داروں کے لئے (۱۳) روزہ داروں کی دعا قبول ہوتی ہے (۱۴) روزہ دار کا جسم آلائش ظاہری و باطنی سے پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ (۱۵) اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔

پہلے روزے کو ایک طرف میں شریعت یا فانی یا دودہ ہر ایک آدمی کو چاہیے کہ اپنا الگ رکھے فرشتے پہلے رونے کو جنت کی نہروں میں سے ایک ایک قطرہ ہر ایک روزہ دار کیلئے ڈال جاتے ہیں جس سے روزہ داروں کی ہمت بند ہی رہتی ہے اور آگے کے روزے آسان ہو جاتے ہیں اور ایسا کرنے والے کو ضعف نہیں ہوتا اے سعید میرا تو یہ آزمودہ ہے کہ جس نے ہمت کر کے پہلا روزہ رکھ لیا وہ سب روزے رکھ لے گا۔

ترجمہ حدیث ہے جو شریعت روزہ دار پیتا ہے اس سے سوال نہ کیا جاوے گا رمضان کا سب کھانا بلا سنا ہے

اور سب پہنچا ہی ملا صاحب ہوا رہی آنحضرت نے فرمایا کہ جس نے چھ روزے ماہ شوال کے کھو گویا اس سے سب بھر کے روزہ کر لیا اور یہی فرمایا کہ شوال کے چھ روزہ رکھنے سے حقیقت کے انکے نامہ اعمال میں ہر روزہ کے لئے ہزار برس کی عبادت کا ثواب تحریر فرمایا تا کہ جس نے چھ روزے برابر رمضان کی متصل شوال میں رکھے ہوں اس کے لئے ثواب متصل ہی عبادت چھ لاکھ برس کے اور ہم یہ ہزار قربانی سے اور آزاد کرنے چھ لاکھ مرد و عورتوں سے اور یہی فرمایا ہے کہ شوال کے چھ روزے رکھنے والے کو اللہ تعالیٰ دو رخ سی آزاد کرے تا کہ پھر جو کوئی اول ماہ شوال کو روزہ رکھے غلاب دینا و آخرت کی سخاوت پانچے اور یہ چھ روزے ماہ شوال کے رکھنے والے کو تمام امت محمدیہ کے برابر ثواب انکے نامہ اعمال میں فرج ہوگا۔ چھ روزے شوال کے مستحب ہیں ہر نبی دس گنی ہوتی ہے اس حساب سے گویا سال تمام کے روزے ہو گئے اگر متصل نہ کر سکے تو تمام ماہ شوال میں پورے کر دے۔

کویاں سال کام سے روزے پڑے اگر کسی مرد پر ہر روز کوہ ماہ میں پڑے تو اسے
جب اللہ تعالیٰ حل شانہ و عم نوالہ نے ماہ رمضان المبارک میں یہ فضل احسان اور یہ اکرام فرمایا ہے تو شکر یہ اس
منعم حقیقی کا ضرور ہوا حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے شکر یہ میں بیس رکعت تراویح پڑی اور
لازم کہیں سب صحابہ نے ہی اس کو پسند کیا جب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کی خبر پہنچی تو آپ ہی
بہت خوش ہوئے حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور کہا کہ حق تعالیٰ نے عمرہ کی تجویز طاعت کو قبول
فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جو کوئی اس بیس رکعت کو ماہ رمضان میں پڑھے گا ضرور جنت میں ہم اس کو داخل
کرینگے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند راہیں تراویح پڑھتی ہیں۔ فرضیت کے چیلے مواظبت نہیں
فرمائی۔ ماحاصل تراویح سنت ہوا اور خلفائے راشدین نے مواظبت کی ہوا اور علمائے متقیہ کے نزدیک
تراویح کی بیس رکعت سنت ہوا اور ایک دفعہ رمضان شریف میں قرآن شریف کا پڑھنے والا بھی ضرور جنت میں
جاوے گا۔ اور رمضان شریف میں ایک دفعہ قرآن شریف کا پڑھنا اور سننا خلفائے راشدین کا طریقہ رہا ہے
یعنی طریقہ عبدیت ہی۔ حدیث میں ایسی جو شخص رمضان میں قیام کرے یعنی تراویح پڑھے تو اس کے کچھ گناہ
بخشتے جاتے ہیں چار رکعت تراویح کے بعد تین دفعہ یہ پڑھے سبحان ذی الملائک والملكوت سبحان
ذی العزت والعظمت والھدیت والقدرة والکبریا والجللوت سبحان الملائک النجی الذی
لا یجوت لا ینام سبوق قدوس ربنا ورب الملائکة والروح اللہم اجری من النامی المجدیر المجدیر المجدیر
ہر جمعہ ماہ رمضان المبارک میں اس رکعتیں نماز کی پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ سورۃ اخلاص گیارہ دفعہ پڑھے
تو اس کے نامہ اعمال میں دس شہیدوں کا ثواب لکھا جاوے گا۔ اور گویا اسے دس ہزار روپے
آزاد کئے اور گویا سات سو برس کی عبادت اس طرح کہ دن کو روزہ رکھا اور رات کو قیام پس خوشی
ہے اس کے لئے جو اس نماز کو پڑھے۔

پڑھے تو خداوند تعالیٰ اُسکے تمام مجاہدین کی عبادت قبول فرما دے اور بیس ہزار سال کی عبادت

گناہوں میں بہتر اور نماز روزہ رکعتوں کی زیادہ ثواب پاتے۔ خلاصۃً لاینبہا میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی روزہ دار کو پانی پلا دے رمضان میں وہ اپنے گناہوں کی ایسا پاک ہو جائیگا جیسا کہ گویا اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور یہ عام حکم ہے اور ارشاد نبوی ہے کہ جو کوئی مسافر روزہ دار کا روزہ افطار کرے گا تو خدا تعالیٰ اس پر ستر پلصر کا آسان کرے گا۔ جو رمضان میں کسی کو جو تیاں پہنا دے تو خداوند تعالیٰ قیامت میں اس کو ایک براق دیگا کہ پلصر اطرہ وہ بھی چلتی ہوئی کی مانند گزرے گا۔

جو کوئی صدقہ فطرہ اکرے تا خدا تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ہر دانہ کے عوض ایک ایک سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے اور ہر دانے کے عوض جنت میں اس کے لئے ایک قصر بناتا ہے اور ایک عطر عطا فرماتا ہے اور جو کوئی مقدور ہوتے نہیں دیکھا قیامت کو سب فقیر اسکے دانگیں ہونگے اور ہر دانہ کے عوض میں سانپ نکال دیا جائیگا صدقہ فطر واجب ہے دنیا کی طرف سے جیسے عورت۔ فرزند مال باپ اور غلام اور بچے۔ غرض کہ جو کچھ کہلاتا ہو خواہ: ان بہائی ہی سہی ساتھ ہوں تو ان کا بھی واجب ہے۔ ایک صاع اناج اس جنس جو آپ کہا نا ہو۔ اور شافعیو کے یہاں پونے تین سیر اور حنفیو کے یہاں پونے دو سیر اور جو اس سے زیادہ دے تو بہتر ہے آپ کہا نا ہو تو گناہوں دیکھتا ہے اور جو گناہوں کہا نا ہو تو جو نہ دے اور جو ہر قسم کا اناج کہا نا ہے جو اناج بہتر ہو وہ دے اور سنوں کے پہلے نماز خیر سے ادا کرے اور رمضان میں ہی ادا کر سکتا ہے اور امام اعظم کے نزدیک آٹا ہی شنبلی اور قیمتی بھی دیکھتا ہے اور مالہ بد میں ہے۔ تل۔ ماش۔ مسور۔ اور کشمش ہی دے سکے ہیں اور جو دے تو وہ گناہوں سے دو چہرہ دے جاتے ہیں مثلاً خفیوں میں کہوں پونے دو سیر میں تو جو ساڑھی تین سیر۔

جو کوئی رات دن میں رمضان کے ایک آیت قرآن شریف پڑھے گا تو خداوند تعالیٰ اس کو ہر ایک حرف کے بدلے ایک شہید کا ثواب عطا کرے گا جو کوئی رمضان کے دن رات میں دس مرتبہ استغفار پڑھے گا تو خداوند تعالیٰ اس کو ثواب حضرت جبرائیل میکائیل اسرافیل عزرائیل حالان عرش علیہم السلام عطا کرے گا اور اس کے گناہوں کو جو کرے گا۔

جو کوئی بندہ اللہ رمضان شریف میں ایک بار قل ہوالہ نہیں پڑھتا مگر یہ کہ خداوند تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ۷۰ شہر تیار کرتا ہے ہر شہر میں بقدر اسکے ایک محل ہے اور ہر محل میں بقدر اسکے ایک کوٹھڑی ہے اور ہر کوٹھڑی میں بقدر اسکے ایک تخت ہے اور ہر تخت پر ایک تورہین ہے اور خداوند تعالیٰ اس کے لئے چھپن ہزار بیگیاں لکھے گا۔ اور بقدر اسکے برائیاں دور کرے گا اور بقدر اسکے بہشت میں درجہ بلند کرے گا جو کوئی رمضان کی راتیں تین سو ترسٹھ بار قل ہوالہ کو معہ اسم اللہ کے پڑھے تو حق تعالیٰ اس کے بال و پوست و گوشت و استخوان و مغز کو آگ و زخم ہر حرام کرے گا اور حدیث میں ہے جو کوئی سورہ عتبات سورہ روم کو تیسویں شب رمضان میں پڑھتے وہ جنتی ہے۔

(اعطاء ثواب)

روز کی سنت یہ ہیں کہ دیر سے سحری کہا نا۔ اور جلدی افطار کرنا۔ افطار کھجور کی یا پانی کی یا ہل سے کرنا اور
فقیہ کو کہا نا کھلوانا اور قرآن شریف پڑھنا۔ اور مسجد میں اعتکاف کرنا خصوصاً آخر دوپہے میں۔ لیلۃ القدر
کو ان راتوں میں تلاش کرنا۔ ایک سو بیس۔ یا تیس سو بیس۔ یا پچیس سو بیس۔ یا ستائیس سو بیس میں اس تاریخ میں
اکثر واقع ہوتی ہے۔ اور انیس سو بیس اگر تیس کا چاند ہو تو۔ اور حدیث ہے کہ سحری کہا نیسے اپنی بیٹی کی ترازو کا
پل بہاری کرو اور یہ بھی فرمایا کہ سحری کہا نیسے لئے اٹھو تو واسع المغفرت بہت پڑا کہ اور یہ بھی فرمایا
کہ جو سحری کہا نا ہی اسکے لئے بہت بڑا نیک سالی سا نیک سا عبادت کا ثواب کہا جاتا ہے افطار میں جلدی کرنا
حدیث میں آیا ہے لوگ ہمیشہ خیریت ہی رہیں گے جب تک کہ افطار میں جلدی کر نیسے۔ سورج ڈوب گیا تو روز
افطار کرے۔ حدیث میں ہے اس بندہ کو بہت دوست رکھتا ہوں جو روزہ کہوئے میں جلدی کرنا ہی۔ مگر
اب میں تاخیر کرنا بہتر ہے حضرت وقت افطار یہ کہتے تھے۔ اللہم لك صمت وعلی رن قد اذہنت اور
حدیث صحیح ہے جس نے روزہ دار کو افطار کرایا یا غازی کا سامان درست کر دیا اسکو پورا اسکے اچھے کا
روزہ رکھنے والے کے ثواب کی کچھ کم نہ ہوگا اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی ثواب عطا کرے گا۔

نیت رات کی کرے۔ فجر سے پہلے کہے یا الصوم غل فویت یا کہے فردا روزہ خواہم داشت گو توفیق بخشد
کرے گا۔ کل میں روزہ رکھو گا رمضان شریف کا۔ نیت روزہ کی دوپہر سے پہلے صحیح ہے۔ اگرچہ سارے
رمضان کے روزہ کوئی ایک ہی بار نیت کی بعض کے نزدیک روا ہے۔ اور سحری کہا نا ہی بمنزلہ نیت کے
ہو جاتا ہے۔ اور اگر نیت رات میں کی ہو تو دوپہر سے پہلے کہے میں نے آج کے روزہ کی نیت کی جس نے
ارادہ روزہ کے دوپہر سے نہ کیا اسکا روزہ نہ ہوگا۔

آنحضرت نے فرمایا ہے جس نے اعتکاف کیا ایک رات دن باہ رمضان میں کہ ارادہ کرنا ہی اللہ کی خوشنوی
کے لئے عطا کرے گا اسکو اللہ تعالیٰ تین سو شہید کا ثواب جو قتل کئے گئے ہیں اللہ کی راہ میں
رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم اکثر اعتکاف میں آخر رمضان شریف میں بیٹھتے تھے اور زیادہ تر آخر دوپہے میں
ماہ رمضان کے۔ جو کوئی ایک روز اعتکاف میں بیٹھے خاص اللہ کیلئے اللہ تعالیٰ اس میں اور روز
میں تین خندہ قوما کا فاصلہ کر دیتا ہے ہر خندق کا فاصلہ پانسو برس کی راہ ہے علماء فرماتے ہیں کہ
اعتکاف کرنا اللہ کے دروازے کا پکڑنا ہے۔ بغیر مراد لئے یہاں سے نہ اٹھے گا۔ خدا تعالیٰ کے کریم
ہے جس نے اسکے در کو کھولا اور محروم نہیں پھرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نہ مباشرت کرو و عورت کی
جبکہ تم مسجد میں معتکف ہو اور بے حاجت مسجد سے باہر نہ آؤ گے کہ اعتکاف باطل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ
انسانی پیشاب کرنا یا خانا جانا۔ و حاجت شرعی مثل نماز جنازہ و نماز جمعہ کے لئے آنا جانا اعتکاف
بغیر مسجد کے جائز نہیں اور اگر مسجد جامع ہو تو سب بہتر ہے عورت کیلئے اسکا گھر اعتکاف کی جگہ کی جگہ
میں سوائے رفع حاجت کے مسجد سے باہر نہ نکلے اور اتنے وقت کی زیادہ کہ وضو کرے گھر میں نہ اٹھے

اگر نماز جنازہ یا بیمار پر پیسہ لگاویں۔ یا بھارت کی خاطر نیکے کا تو اعتکاف میں قصور نہ ہوگا۔ اور حالت اعتکاف میں مسجد میں ہاتھ نہ ہوتا۔ کہا تاکہ نا اور سوچنا اور دست نہ ہو۔ قضا کی حاجت کو فریغ ہو گیا تو پھر نشست کرے۔ اور ایامِ حیض کے روزے سنت میں ہر چہ میں تین روزے ۱۳-۱۲-۱۵۔ سپردِ حجرات کو روزہ رکھنا مستحب ہے اور روزے عشرِ حرم کے مستحب ہیں خصوصاً عاشورہ کے دن اسکی بہت تاکید آئی ہے طریقہ انبیاء علیہ السلام کے صوم کا مختلف تھا نوح علیہ السلام صائم الہم رہتے۔ عیسیٰ علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے اور دو دن افطار کر دیتے۔ ہمارے حضرت کہیں روزہ لگاتا رہتے یہاں تک کہ گمان ہوتا کہ اب افطار کر دینگے اور کہیں لگاتا رہتے یہ کہ یہ کہا جاتا کہ اب روزہ نہ کریں گے لیکن سواۓ رمضان کے کسی چہینے کے پورے روزہ نہ کرتے۔ اسلئے کہ روزہ تریاق ہے اور استعمال تریاق کا قدرِ مرض کے کیا جاتا ہے روزہ رکھنا عیدین کے دن حرام ہے اس پر اجماع تمام مسلمانوں کا ہے۔ خوام کا روزہ یہ ہے کہ کہانے پینے اور چارے سے باز ہے یہ دانے درجہ پر روزہ کا۔ خاص کا روزہ ہے اپنے دلوں کو ماسویۃ اللہ کے خیال سے بچانے اور ذکر و اذکار کے سوا دوسری بات کا دلیل نہ کرے خواص کا روزہ یہ کہ آدمی اعضا کو حرکات ناشائستہ سے بچائے مثلاً آٹھ کھم کو غیر حرم کے دیکھنے سے کان کو غیبت کے سننے سے۔ اور قرآن شریف کی تلاوت میں ہمہ تن مصروف ہے۔

فحش بکھن حرام ہے ان سے بچنا واجب اور خامکر روزے کی حالت میں ایسے ہی دروغِ غیبت جسد غازی غصہ۔ کہتے۔ اللہ ایسے روزے کو قبول نہیں کرتا روزہ دار جو ان باتوں کو رمضان کی حرمت سمجھ کر نہ چھوڑے اسکو سوا بھوک پیاس کی شدت انہائیکہ کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

اور جسے رمضان میں ایک روزہ بھی بغیرِ رخصت و مرض کے نہ کہا اگر وہ روزے عمر بھر کے تو ہی ثواب اس روزہ کا حاصل نہیں ہوتا۔ اور قضا کا حکم قرآن شریف میں آیا ہے۔ قَمِیْضًا وَّ کَثِیْرًا اَدْفِیْ سَمَّ فِیْہِ مِنْ اَنْ تَاْخِرَ ۝ یعنی تم میں سے کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ جب اچھا ہو یا سفر سے واپس آئے تو جو روزے قضا ہوئے انکی گنتی کے مطابق روزے رکھے اور اگر ادا نہ کئے قضا سے عاجز ہوئے یعنی شش ماہ یا جو مرد ہو یا جو عورت تو ہر روز ایک محتاج کو کہا تا کہ ادا کرے اس پر روزہ کی قضا واجب نہیں ہے۔ جس نے بھول کر کہا یا وہ اپنا روزہ پورا کرے اللہ نے اسکی دعوت کی اس پر کفارہ اور قضا نہیں۔ اور جس نے عمدہ روزہ توڑ دیا وہ کفارہ دے۔ یعنی ایک غلام آزاد کرے یا دو ماہ کے رکھنا روزے رکھی یا سائے مسکینوں کو کھلائے۔ روزہ عمدہ کھانے پینے سے اور دانستہ سے کر نیسے ٹوٹ جاتا ہے تھے کے خود بخود آنے سے اگر تھے ہو گئی تو روزہ دار کو قضا نہیں۔ ہاں عمدہ تھے کرے گا تو قضا آئے گی اور اگر عمدہ کی نہ کی بے اختیار ہی ہو گئی تو روزہ باطل نہ ہوگا۔

اور جب اپنی بیوی کے نزدیک بیٹھے اور جوان ہے۔ انزال ہو جانے کا اندیشہ ہی اس صورت میں اگر انزال ہو جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے گا اور اسکے بدلہ روزہ رکھنا ہوگا اور کفارہ لازم نہ آئے گا

کیونکہ قطعی گمان تھا کہ انزال ہو جائیگا۔ اور پھر روزہ کو توڑ ڈالا تو کفارہ لازم آویگا۔ اور اگر روزے کو پہل گیا اور عورت سے نزدیکی کی اور انزال ہو گیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ اور اگر رات کو صحبت کی اور صبح کو سورج نکلنے کی دیکھنے بعد نہ آیا تو روزہ بوجہ گناہ گنہگار است۔ اور اگر روزہ کا ہم پر یا کسی اور سبب سے بطن کا کھٹکا کرے تو کھد یا تو قیامت نہیں۔ اور نہ میں کھد کار آئیے بعد پھر غسل جیسا ویگا۔ گری اور پیاس سے سر پہ پانی بہا مارہو میں درست ہے حضرت صلعم نے ایسا لیا ہے۔

اگر کوئی عورت سمجھے کہ جیسے بند ہو جاوے گی نیت کی روزی کی اور اسید طرح ہو گیا تو روزہ درست ہے۔ کوئی چیز باہر سے بخار آئی نہ پیٹ میں نہ پیچھے آئے۔ اور سرمہ لگانا جائز ہے ہاں عصر کے بعد لگائے تاکہ حلق سے نہ اترے روزے کی حالت میں مسواک کرنا درست ہے خفی مذہب میں آگے زوال کے۔ اور بعد عصر سے مسواک نہ کرے تاکہ شفافی مذہب کے بھی موافق ہے۔ اور اگر بلا قصد کوئی چیز حلق میں ٹھس جاوے جیسے پتھر مٹی یا بخار حلق میں ضرر نہ دے گا۔ ہاں مگر یہ کہ کبھی سے پانی میں باندھ لیا اور پانی حلق تک لیگیا تو روزہ ٹوٹ جیسا نہ گا۔ اور جو پہل سے کہا یا تو قیامت نہیں۔ پر اگر حج کو یا شام کو گمان سے کہا کہ میں کہا تو چکا ہوں پھر کہا یا تو قصار روزے کی آویگی۔

ان چیزوں سے کفارہ و قضا لازم آتی ہے۔ کھایا یا بلو دار گوشت یا چربی کہا نہ اپنی نجوہ کے منہ کا لعاب نکلنا۔ نمک کا کھانا۔ جو مٹی کے دو میں استعمال کیجاتی ہے۔ جیسے گہرہ۔ گلارہ مٹی وغیرہ اسکا کھانا۔ ایک عدد بھنا ہو جو کھانا اور اگر کھا لیا تو قضا ہے۔ روزہ بخار کی باری کے دن بخار کے خوف سے توڑا۔ اس دن باری نہ آئی۔ عورت کا اس خیال سے روزہ توڑ ڈالنا کہ آج ایام معمولی آئے گا۔ اور ایام نہ آیا۔ کفارہ لازم آئے گا۔

ان چیزوں سے روزے کی قضا آئیگی۔ جو پیس دو یا عدد کی طرح نہیں کہاتے جیسے پتھر خاک۔ ثابت ہوتی۔ کنگر۔ کاغذ وغیرہ۔ ایسی کوئی چیز کہاتے تو روزے کی قضا آئیگی۔ ناک سے دوا یا پانی چڑھانا۔ یا مٹی کرتے وقت بے اختیار پانی حلق میں اتر جانا۔ روزے کی نیت کے بعد سفہ ہوا۔ اور روزہ توڑ ڈالا۔ جان بوجھ کر منہ بھر کر قے کرنا۔ اجنبی عورت کے منہ کا لعاب نکلنا۔ دھواں حلق کا حلق میں پسنا۔ قصد انگی کا نکل جانا۔ ملتانی مٹی کھانا۔ دھو توں کا فضل بد کے منزل ہونا حقت سے دوا ضرورتاً شکم میں داخل کرنا اور ناس سے تیرد واکازم کے رستہ سے پیٹ یا دماغ میں پہنچانا۔ حسری کہانی یا روزہ کہو لا اس گمان سے کہ وقت ہی اور وقت نہ تھا پہلے غسلی سے کچھ کہا یا پیسا تھا اور بعد اسکے خیال آیا کہ روزہ نہیں رہا پھر کچھ کہا یا آٹھ یا پیس اس قدر نکلا کہ مزا اس کا سامنے منہ میں پایا گیا۔ عورت کی شہرہ گاہ میں دوا پھکانے یا تھیل پہنچانے سے۔ فروج میں اس طرح کپڑا رکھنا کہ سسر اس کی باہر نہ ہے

مرد اپنی پیشاب کی جگہ خود دوانی لگانے یا عورت سے لگوانے اور انزال ہو جائے۔ کچا ہلکا خشک کہا لیستہ نہانے یا وضع کرنے میں بے اراغے پانی کا حلق میں اترا پانا۔ کس نے کوئی چیز سے پھینکی اور وہ اتفاق سے کسی روزہ دار کے منہ میں جا پڑی پانی یا تیل سے لگی تر کر کے پیشاب پانہ نہ کی جگہ کرنا۔ وہ منہ کا کعبہ جو ریشم یا تانے سے رنگین ہو جائے ٹنگنا۔ رات کے مستحبہ میں صحت داری کی۔ پھر معلوم ہوا کہ وقت در ہا تھا۔ اگر کسی کو آج رات میں ایسا مرضہ لاحق ہو کہ بالعرض اگر صبح کو ہوتا تو روزہ ترک نہا درست ہوتا۔ اگر ایسا شخص روزہ توڑا تو اسے تو قصا بنی اسٹا کی جیسے مستورات کو ایام معمولی وغیرہ۔

رہا یعنی اگر صدقہ آشکار دو گے تو بہلا کام ہوا اور اگر پوشیدہ دو گے تو ابھی بات ہی۔
 فمثله مثل صفوان علیہ نواب فاصا بہ وابل فخرک، حدیثہ کا یقین من علی شیعہ مما کسبوا
 لا یقبل القوم الکفر یعنی جیسے صاف پتھر پر مٹی پڑی ہو اس پتھر پر برسا مینہ زرد نہ کا پھیر ہو ڈالا
 مینہ نے اس مٹی کو اور چھوڑا پتھر صاف نکالی۔ پتھہ ہاتھ نہیں لگتا ایسے لوگوں کو ٹکڑا ب اس جیسے سر
 جو وہ نیک کام ظاہر میں کرتے ہیں اور خدا راہ سعید ہی نہیں کہنا کا فردی قوم کو۔
 قائمہ۔ مثال اس خیرات کی جو خدا تعالیٰ کی راہ میں تنہا جوں کو دیوے وہ اس بات پر کہ ایک
 دانہ بونے تو اس میں سات بال پیدا ہوں اور ہر بال میں سو سودا گے یعنی اتنا ثواب ملے اور یہ
 فرمایا کہ نیت شرط ہے اور اگر نیت لوگوں کے دکھانے کی ہو تو اسکی مثال ایسی ہے کہ جیسے پتھر پر ڈرا
 سی مٹی نظر آتی ہو۔ اس میں دانہ بونے جب اسپر مینہ پڑا تو وہ مٹی بہ جائے خالی پتھر صاف رہا اور
 کچھ نہ آگے۔ اسکی سبب محنت بیفائدہ ہوئی اور زنج ہی خراب ہوا۔ ریا کا یہ نتیجہ ہے۔

ان سیبہ لہ یا شریک یعنی تھوڑی سی ریا کا گناہ منہ لہ شرک سے ہے۔ نمود کیلئے کام کرنا اتنا برا ہی۔
 اے سعید صاحب ریا اسکو کہتے ہیں کہ لوگوں کے سامنے اپنے کو پار سا ظاہر کرے تا اسکی تعظیم
 کریں اور نیک مرد بھییں اور روزہ دار کی مانند ہونٹ خشک رکھو اور شب بیدار رہنے والو کی طرح
 منہ کو زرد کر لے اور کھیل اور مونٹا کپڑا پہنے تاکہ بھییں بڑا زادہ ہے۔ لب ہلا تا رہے تاکہ لوگ
 جانیں ہر وقت تسبیح میں رہتے ہیں۔ اور بزرگوں کی باتیں بیان کرے تاکہ لوگ کہیں بڑا صوفی ہے
 اور لوگوں کے دکھانے کو بڑی بڑی رکھتیں پڑے اور کہے میری ملاقات کو تبرک جان کر آتی ہیں
 طاعت و عبادت میں ریا کرنا درست نہیں کیونکہ یہ دغا ہے اسلئے ریا کرنا حرام ہے۔ نماز روزہ
 خدا کی نیکی جب خلاق کے دکھانے کیو اسلئے کی تو گویا خدا سے ٹٹھوں کیا یہ شرک صغیر ہے۔
 غرض کہ جب ریا کار نہتا ہو تو نہ روزہ رکھے نہ نماز ادا کرے ایسا کمریو اے پر عذاب ہوگا۔ اور

ہیں نہ سعادت آخر کو بنیاداری کا یعنی دنیا کا میلہ و دنیا وہ خاص ہے اور جو لوگوں کے سامنے اور
غیر کے سامنے کسان عبادت کرے وہ ثواب پاوے گا۔ اور جو ریاکار ہو گا وہ کلمہ خیر نہ پڑھائے گا اس کلمہ
خیر کے کہنے والے کے کلمہ خیر کا ثواب نہ ہو گا وہ اس کلمہ خیر کے پڑھنے اور کہنے والے کا ثواب نہ ہو گا کیونکہ
کہہ دینے کا روزہ گزار کرنا اور روزہ دار کے ثواب کی کچھ کم نہ ہو اور اظہار کرنے والے کو روزہ گزار کا ثواب نہ ہو
کوئی ریاکار کی عبادت کرے کسی عبادت کرے کسی عبادت کرے کسی عبادت کرے کسی عبادت کرے کسی عبادت کرے کسی عبادت کرے
اس کی پوری عبادت کے مسائل کلمہ پڑھتا ہو اس کی غرض ہے کہ اس کے لئے کسی عبادت کا ثواب نہ ہو اور اس کے لئے کسی عبادت کا ثواب نہ ہو
کیونکہ اس کا کلمہ پڑھنا اس کے لئے کسی عبادت کا ثواب نہ ہو اور اس کے لئے کسی عبادت کا ثواب نہ ہو اور اس کے لئے کسی عبادت کا ثواب نہ ہو

ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ میں اپنی عبادت پوشیدہ رکھتا ہوں
جب لوگ اس سے واقف ہو جاتے ہیں تو غرض ہوتا ہوں ارشاد ہوا مجھے دو ثواب ہیں ایک مخفی
کا۔ ایک آشکارا کا۔

اور نیت بیکر کے معاملہ اللہ ہی سے رکھو اور اوپر جو آیت لکھی گئی ہے ان تبدل الصدقات فنا ہی
و ان تحفو ہا و تو لو الفقرا بھخیر الکم یعنی اگر صدقہ آشکارا دو گے تو ہلکا کام ہے اور اگر پوشیدہ دو
تو بہت اچھی بات ہے اچھے امر میں کہ لوگ اس کی پیروی کریں اس کو دو اجر ہیں ایک اجر اپنا دوسرے
پیروی لوگوں کی۔ اور ریا میں خلالتی کے لئے بہت خیر ہے اگرچہ اس میں ریا کار کی قربانی ہو کیونکہ
ریا کار کے کام کو خود ریا کار جانتے۔ لوگ تو اخلاص سمجھ کر اس کی پیروی کرینگے۔ غرض کہ ریا کار آپ
ہلاک ہو گئے دوسرے نہ فدا ہوتا ہے اور دوسروں کو اخلاص کی طرف بلانا ہے یا یہ سمجھو کہ دوسرے
کو عبادت کی طرف لگاتا ہے۔ سبحان اللہ آپ کو سوخت خیر کو لذت دینے میں کیا ہیں دیکھا۔

جب بندہ ریا کرتا ہے تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے دیکھو میرا بندہ ٹھٹھول کرتا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ
نے کہا ہے کہ ریا کاری تین علامتیں ہیں یہ کہ تنہائی میں کابل رہتا ہو اور لوگوں کے سامنے چاراک
دوسرے یہ کہ جب اس کی تعریف کریں تو اپنا کام بہت کہتا ہے یعنی عبادت وغیرہ تیسرے علامت
اور سرزنش سے اپنے عمل کو کم کرتا ہے۔ ایک بزرگ نے کسی کو مسجد میں دیکھا کہ سر سجڑے میں ہے
اور روتا ہے کہا اگر تو یہ کام نہیں کرتا تو تجھ سے بہتر کوئی نہ تھا۔ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اعمال میں
اخلاص پیدا کرے اور ریا اور خود سے اپنے کو بچائے۔ حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن جب
اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو انعامات بے پایاں عطا فرمائے گا تو ریاکاروں کو حکم دیا جائے گا کہ انہیں کے پاس
جاؤ جگہ دیکھا بنو عبادت کیا کرتے تھے اور اپنی طاعت اور عبادت کا صلہ انہیں سے لو۔ دیکھو
کیا دیتے ہیں۔ اس طرح قیامت کے دن غازی اور عالم اور سخی سے اللہ تعالیٰ فرماوے گا کہ تم نے
محض دیکھا بنو عبادت کیا کرتے تھے ہمارے یہاں نہیں ہے تم نے جس غرض کیلئے عمل کیا

ادب حاصل ہو گیا۔ زبانِ محمدی پرورشِ نبوت سے اب عبرت حاصل کر لیا کہ کیا وقت ہی اسے سعید و غیرت حاصل کرے۔ اسی نے غیہ نہ دے۔ نہ ایک شخص کو جو اپنے سر جھکائے بیٹھا تھا۔ نہ کسی کے طور پر یوں فرما باہر کی میاں گردوں، اہل و انشور، فلسفہ پر تازی، نہ نون سے۔ خلاصہ یہ کہ بناؤنی باتوں سے کام۔ الہ و انوینا سے ہاں نہیں چلے گا۔ انصاف شہر طہری۔ اخلاص کا ذکر دیکھو اور بناؤنی باتوں سے خلاق کو دیکھو۔ نیازی سے امام خزانہ نے حرام کہا۔ ہر کام آئینہ الاصل ہی ہے جو شخص اللہ واسطے ہو یا نمود نہ ہو۔ دنیا کے ٹیکے نہ دنیا ہی میں رہا دیکھو۔ روزِ طلبات کا منتہی جب ہی تک ہو کہ آدمی قید حیات میں ہے جب اس سے چھٹا پریشاں اعمال کی ہدیٰ۔ اے سعید مرے ہی کام مولیٰ سے بیٹے گا۔ اسکا خیال رہی خالق کے چہرہ پر خلع تیار کیا۔ ہر اسے اسطیجہ ریاکاری کو نہ سمجھتا، حقیقت ہی اور ناموری کے لئے بڑی بڑی دگر بیاں حاصل کرنا۔ سب فضول میں خلق کہہ ہاتھ میں نہ رزق ہی نہ عمر نہ بھلائی دنیا نہ آخرت پھر کس لئے لیتے۔ دیکھو پریشان کرے اور اپنے خالق کو عتاب میں لائے یہ سراسر نادانی ہی طاعات کو ایسا چھپائے جیسا کوئی شہر دار برائیوں اور گناہوں کو چھپاتا ہو بلکہ یہ جانے کہ خدا کا جلالت ہے جو ایسا کر نکالوہ اخلاص کی لذت پاؤ گی گا۔ اگر خلاق اسکو دیکھتے تو ہی اس سے بخیر رہے۔ اور لوگوں کی تعریف کا شوق دل سے اٹھا دے اور بھیجی کہ خلاق کی اطلاع سے چھو کیا حاصل اور جانے کہ میرا کام خلاق کے ہاتھ میں نہیں۔ اے سعید یاد رکھو۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ ریا سے خوف۔ انکو چھوڑ دینا ہرگز درست نہیں خواہ فحش ہو یا سنت ہاں کو کشش نمود و ریا کو دفع کرے اور عبادت سے دست بردار ہو نا درست ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اخلاص عمل کا ہویا ہے اسے عمل ہی سے دست برداری کی اخلاص سے ہی غروم ہو گا۔ اور حضورؐ نے فرمایا ہے کہ ریا کے شہر دروازے میں جب ریا کا خیال آئے تو یوں غیرائے کہ حق تعالیٰ واقف ہے عذاب دے گا یہ سوچ کر ریا کو دور کرے۔ اور ماں باپ کی رضا مندی خدا کی خوشنودی کے واسطے ڈھونڈے اور شاگرد کو چاہئے علم سیکھنے سے مطلب رضائے الہی ہو اور استاد کو بھی لازم ہے کہ خدا کی واسطے علم سکھائے اور معلم کی خدمت بھی خدائی کے لئے ہو چنانچہ ایک مولوی صاحب کنوئیں میں گر پڑے لوگ رسی لائے تاکہ انکو نکالیں۔ مولانا صاحب نے قسم دی کہ جو کوئی تیسرا ان وحدیث مجھ سے پڑھا ہے خبردار رسی کو ہاتھ نہ لگائے اس خوف منع کیا کہ مبادا یہ عوض ثواب تسلیم کو باطل کرے۔

حصولِ قیام
(کنوئیں میں)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نذرت عقید امیر المومنین سلطان العلوم تاجدار دکن علی حضرت میر عثمان علی خان نظام الملک اکبر صفا مہتمم
بیا و کار سفر دہلی دعا گو محمد حفیظ اللہ

آثار سعید

حصہ دوم
تَحْمَدُہٗ وَتَحْمَدُہٗ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

زبان خاموشی
مَا يَفْظُرُونَ قَوْلِي إِلَّا الَّذِي يَدْرُكُ قَلْبُ غَلِيظٌ كُجْهٌ بُولُتَا بَعْجَهَاتٍ مَكْرُزُوبِكٍ
اس کے نگہبان سب تیار۔ اور جو کچھ بولتا ہے انسان فرشتہ لکھتے ہیں یہاں
سب زبانوں کی اس سے منع کی گئی جیسے محض بکنا اور غیبت وغیرہ ۛ

ان لسان اور ذی الموارد زبان بڑی فرامی اور بصیرتوں میں ڈالتی ہے۔ اور شرارت کی کتنی بان
اور قفل خاموشی عَفَّةَ اللَّسَانِ حَمَّةَ زَبَانِ کی پارسائی خاموشی ہے تاجر المؤمنین فی السُّكُوتِ وَرَضِطَةُ الْوَقْرِ
فی السُّكُوتِ مومن کا تاج سکوت ہے اور خدا کی خوشنودی سکوت میں ہے لَا خَيْرَ فِي كَلِمَةٍ مِّنْهُمْ
فَضُولِ اور بیفائدہ کلام نہ کرو مَن سَكَتَ سَلَّمَ قَدْرُ سَلَامٍ جُو کوئی خاموش ہوا سلامتی سے رہا مَن سَكَتَ نَجَا
یعنی خاموش رہا نجات پایا اَتَمَلَّ اَيَّامَانَ السُّكُوتِ ايمان خاموشی میں ہے

اسے سعید زبان دیکھنے میں تو ایک گوشت کا دھڑا ہے مگر اسکا صرف جو کچھ کائنات
میں ظاہر ہو چکا ہے سب کا مجر ہے اور وہ عقل کی ناب ہے اور کوئی چیز عقل سے باہر نہیں
عقل کے ذریعہ سے دہم و خیال کی بھی تعبیر کرتی ہے اور زبان کی وزارت تمام ملکات جمیع حاجت بری
ہے اور دل اسکا بادشاہ ہے وزیر ہو اور جیب وہ دل کے مقابلہ میں ہو اس سے باتیں لیگر
اسکا از ظاہر آشکارا ہویدا کرتی ہے۔ گر تم کا اثر ہے تو دل سے رقت و سوز کا اثر لیگر نوہ
کرتی ہے اور جیب ل میں سرور ہے تو اس سے ویسی ہی ترانہ گانی سے اور جب حق بات

کہتی ہے۔ مخائبہ شدہ دل روشن ہوتا ہے، اور جیب دروغ کہتی ہے دل اس کے اندھا ہوتا ہے پس
 دل کی راستی دجی زبان کی راستی دجی کے تابع ہے اس لئے حضرت علیہ السلام نے ارشاد کیا ہے
 جب تک دل راست نہ ہو زبان راست نہ ہو دل بادشاہ ہے تو زبان اسکی وزیر ہو بادشاہ وزیر و دونوں
 مملکت کے ملکہ نیک بد افعال ہوید اچھو ہیں۔ دونوں کی صلاحیت و کار ہے اور زبان کی آفت سے عذر
 کرنا دین کے بڑے کاموں میں داخل ہے کیونکہ اس فتنہ دروغ غمازی وغیرہ صادر ہوتے ہیں
حکایت کسی حکیم لقمان سے کہا۔ کونسا جزو بدن میں اچھا آپنے دل و زبان لا حاضر کیا
 اور جب کہا کہ بدترین جزو لاؤ۔ جب دل و زبان لا حاضر کیا اور کہا اگر یہ اچھے ہیں تو سب مراہ ہیں
 اور اگر یہ خراب ہیں تو اقوال خراب پھر ہو گئے۔ چنانچہ ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے لاخین فی کثرتہ
 بوجہ فضول و بیفائدہ کلام نہ کرو۔ اور حکیم لقمان کا قول ہے۔ کثیر الفہم کم سخن کہ کیونکہ حسب طرح
 ذرا اسی انگلیک جہاں جلتا ہے اسی طرح ایک کلمہ ناپائیدہ سے آدمی خراب جاتا ہے اور اگر کلام
 کرے تو اس کے علم اور اگر کلام نہ کرے تو ازراہ علم اور اگر خطا ہو جائے زبان پتلا لائے اور حکیم لقمان کا یہ بھی
 قول ہے کہ جس بات کو نہ جانے زبان سے نہ کہے اور جو جانے استحقاق سے بٹانے میں نہ لینے نہ کرے اور براہ ہے
 کہ سنے اور اس سے نفع نہ اٹھا۔ اور نہ اہل ہی جس نے جانا اور فائدہ نہ اٹھایا۔

حکایت حکیم ارسطاطالیس کو ایک زرگشی گالی دی کچھ نہ بولے۔ ایک دوست نے کہا کہ جواب کیسے نہیں
 دیتا۔ تو کہا۔ کمبو تر کو سے کی بولی نہیں بول سکتا۔ اور یہ بھی اس حکیم کا قول ہے محنت اور مشقت سے
 نفس کو قابو کرو ورنہ اسکی بد کلامی بھی پامال کر دیگی۔

۱۔ سعید بہت بولنا قدر کم کرتا ہے عقلمند وہ ہے جو زبان کو برا کہنے سے باز رکھے اور بدی
 عیوض نہ کی کرے۔ اہل خیر کی صحبت اٹھائے تاکہ ان ہی سا ہو جائے اور اہل شر سے بھگے تاکہ انکی
 صحبت سے ان ایسا نہ ہو جائے :

۲۔ سعید زبان کی آفتیں بہت ہیں۔ تو پس چاہیے کہ آدمی ضرورت زیادہ بات نہ کرے
 مگر بہت بجا یعنی جو خاموش رہا نجات پائی حضرت عمرؓ نے کہا ہے کہ ابوبکرؓ کو میں نے دیکھا کہ آپؓ بن
 کو انگلی سے پکڑ کر کھینچے اور ملے۔ میں نے پوچھا یا خلیفہ رسول اللہؐ تم کیا کرتے ہو جو ابوبکرؓ کو مجھو بہت
 سے کاموں میں جھنپاتی ہے اور فرمایا رسول اللہؐ نے۔ ایمان خاموشی میں ہے۔ متجاوز نہ
 حضرت سے پوچھا کہ کونسا عمل بہتر ہے آپؐ نے زبان نہ سے نکالی۔ اس پر نگلی رکھی۔ یعنی خاموشی
 اور فرمایا رسول اللہؐ نے کہ اکثر تقصیریں بنی آدم کی زبان میں ہیں۔ اور فرمایا کہ بہت آسان
 عبادت کی خبر دوں؟ کہا خاموشی اور خوشے نیک ہے۔ اور فرمایا جو آپؐ نے جس نے خدا اور
 رسول اور روز قیامت کا یقین کیا ہے اسے کہو کہ سوا بھی بات کے نہ کہے۔ یا چکا ہو ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لوگوں نے کہا ہیں کہ کھلائے جس سے بیشت میں جادیں۔ ارشاد کیا۔ ہرگز بات نہ کرو۔ کہا یہ نہیں ہو سکتا۔ پھر ارشاد کیا ہرگز کلمہ خیر کے سوا نبول اور ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی جب کسی مومن کو خاموش اور سجدہ پاؤ تو اس کا تقرب حاصل کرو۔ کہ وہ بغیر حکمت کے نہ ہوگا۔ اور فرمایا ہے حضرت نبی باریا گو ہوگا بہت سیہوہ گوہگا۔ اور جو ایسا ہے بہت عامی ہے اسیدو اسطے حضرت ابوبکر منہ میں لٹکیاں رکھتے تھے۔ تا بات نہ کر سکیں۔ ارشاد ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہ زبان سے زیادہ کوئی چیز تنقید کے لائق نہیں **ربیع ابن حشیم** نے بیس برس تک بنا کی بات نہ کی۔ حافظ شاہ صاحب لآبادی بات نہ کرتے تھے۔ مگر قرآن اشرف سے بات کرتے تھے اور ایک بزرگ فقیہ صبح کو اٹھتے قلم اور کاغذ لیکر بولنے لکھتے اور رات کو حساب کرتے۔

اے مسجد خلاصہ یہ کہ وہ بات کرے جو شفقت سے خالی نہ ہو۔ خواہ اپنے خواہ غیر کے اور سب سے موت قریب ہو۔ ذکر کر رہے اور ایسے موقع پر کہ اور دنگو تیرے بولنے سے نقصان ہو تو خاموش نہ رہتے۔ بقول سعدیؒ اگر بنیم کٹینا و جاہ است بے دگر خاموشی شمیم گنا است بے اور جو بات ایک لفظ ادا ہو تو وہ دو لفظ میں ادا نہ کرے کیونکہ ارشاد نبی ہے کہ نیک بخت وہ ہے جس نے زیادہ گوئی کو روکا اور زیادہ مال نیک کام میں صرف کیا اور ہم اس کے برعکس کرتے ہیں مال فضول کو دبا رکھتے ہیں اور کلام فضول کو صرف کرتے ہیں۔ بسیار گوئی میں قیض اوقات کا نقصان زیادہ ہو کسی کلام پر حرج گیری کریں اور اسکا سقم نکالیں فعل حرام ہے کیونکہ اس آدمی کو رنج پہنچتا ہو اور کسی مسلمان کو رنج دینا منافیہ بہ نہیں اور لوگوں کے کلام کی خطا ظاہر کرنی فرض نہیں بلکہ خاموش رہنا تیرت ایمان کی دلیل ہے۔ اصل کا بیان السکوت اور جو دین میں بناوین نکالے اس کا کلام کا روکنا ضرر ہے اور رتی بات کی ہیصحت خلوت میں کرے بشرطیکہ اس کے ماننے کی امید ہو اور نہ چمکا ہو رہے اور دل سے بری بات کو برا جان حکیم لقمان نے اپنے بیٹے کو کہا علما سے بحث مت کرنا تجھ سے دشمنی نہ کریں۔ اے سعید خدا نے سب کو دو کان اور ایک زبان دی ہے یہ پاس طرف اشارہ ہے کہ بولے کم اور سنے زیادہ کہے ایک جیب شن سے انسان دو بچہ حق زبان ایک ہی کان دو بچہ من سکنت سلم ومن سلم منجا۔ جو کوئی خاموش رہا سلامتی سے رہا اور جو سلامتی سے رہا نجات پائی۔ اور فرمایا حضرت نے ہر اسلام خاموشی ہے۔ اور پارسی زبان کی خاموشی ہے اور جو خاموش رہا اور اپنے کو سب سے الگ اس نے رکھا وہ عافیت میں رہا شہنوی مولانا روم میں ہے چشم بند گوش بند و لب بند اگر نہ بینی سب حق پرما بخند بے اس نے زبان کا روکنا لازم ہے کیونکہ یہ سب اعضا میں زیادہ نافرمان ہے اور اس کے ہاں بے انتہا سفیان نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ میرے

لئے کوئی چیز زیادہ ہلاکت کا سبب نہ آپ نے اپنی زبان بیاگ پڑ کر فرمایا کہ یہ ہے البتہ
 حذر ہی کرنے بیان کیا ہے جب دئی صبح کو سو کر اٹھنا تب سب عضو زبان سے کہتے ہیں کہ بھوکو ہم
 خدا کی قسم دیتے ہیں کہ تو سید ہی رہیو۔ کیونکہ تو سید ہی رہی تو ہم سب سید ہے ہمیں گے۔ اگر تو راستی
 سے پھر گئی تو ہم سب میں بھی خرابی پیدا ہوگی۔ مالک دینار کا قول ہے کہ جب دل سختی اور تن میں
 سستی اور رزق میں کمی معلوم ہو تو جان لے کہ کوئی لکھ بے فائدہ زبان سے سرزد ہو اسے لہو جو
 بات خدا کے ذکر کے سوا زبان پر لاتا ہے لغو ہے۔ بیکار وقت ضائع ہوتا ہے جو زبان کو بروکے
 گاہنیں وہ مذکورہ خرابیوں پڑیگا۔ کسی بزرگ کا قول ہے جو بہت باتیں کریگا۔ بہت غلطیاں کریگا
 سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا وہ بات زبان سے مت کہہ جو تیرے دانتوں کو
 توڑے یعنی ایسی بات نہ کہہ جو بعد میں نرانی لاوے اور پھر اسکا علاج مشکل ہو۔ بزرگوں نے
 سب احکامات میں بھی چار نقص بتائے ہیں ایک یہ بات کہ گراما کا تین کو بیفائدہ کام میں مصروف
 کیا۔ دوسرے جس بات سے اپنا فائدہ یا اور کا نہ ہو وہ لغو ہے اور لغوات سے حذر کرنا بہتر ہے
 تیسرے جو تو کیا گا سکو خدا تعالیٰ کے سامنے پڑھنا ہوگا۔ چوتھے فرشتے کہیں گے اپنے پروردگار
 سے شرم نہ کی اور اس وقت کی دلیل پیش نہ جاوے گی سبب سختی میں اسے ستودا نہیں طول سخن لازم
 بنے ملاحظہ کا سر کٹوایگی ایسی زبان والی ہے اسے نزدیک آدم تیری آنکھوں پر غلاف اس لئے پڑا
 کیا ہے کہ جو شے نا دیدنی تیرے سامنے آوے اسی وقت آنکھ بند کرے اسی طرح منہ کیلئے
 بہت پیدا کیے کہ نہ گفتنی بات سے منہ بند کرے۔ اور فرمایا کہ جو کوئی بغیر علم کے کسی سے
 جھگڑے خدا اس سے ناخوش ہوگا اور کسی صحابی کا قول ہے کہ ہر چیز کی پلیدی ہے اور
 زبان کی پلیدی فحش بکنا ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کو باری تعالیٰ کے یہاں سے
 حکم ہوا کہ باتیں کہ کرنا کہ ہماری ہمسائیگی کی طرف سے یعنی بہشت میں۔ زبان کی خرابیاں یہ ہیں کہ
 کسی کار را ظاہر کرنا۔ جھوٹی گواہی دینا۔ غیبت کرنا۔ دونوں طرف جاکر دور دور باتیں کرنا۔ کسی
 خوش مذکر نا بد اور زبان ذکر الہی کے واسطے بنی ہے جبے بان سے ذکر الہی نہ ہو موجب کدورت
 خرابی ہے اور یہ پریشانی تمام اعضا میں اثر کرتی ہے اسی طرح بھلی باتوں میں اثر دیتی ہے
 بہوش باش سرور سبز زبان نہ ہی بے زبان سرخ سر سبز میدہد برباد ہے اور ذکر کا بیان ذکر کے
 باب میں نظریں ملاحظہ کریں۔ اور فرمایا ہے رسول اللہ نے کہ جنت والوں کو کوئی حسرت
 اس کے سوا نہ ہوگی کہ انہی اوقات بے یاد الہی کے گزر گئی اور زبان ایسی چیز نہیں کہ
 وہ کام کر سکے کہ کچھ بولے گی تو ذکر سے خاموش رہیگی۔
 حکایت نقل ہے کہ ایک ایسے اپنے لڑکے کی تعلیم کے واسطے معلم بٹھایا اس نے

لڑکے کوٹھھانا اور لکھانا ادب دینا شروع کیا ایک عرصہ کے بعد لڑکے نے استاد سے کہا ایسی کوئی بات بتائیے کہ سب دولت دنیا اور بکیرے عقبی سے نجات ہو جاوے۔ کہا خوشی میں دونوں جہان کی سلامتی ہے۔ جیسا کہ رسول مقبور نے ارشاد فرمایا ہے۔
 مَنْ سَكَتَ سَكَمَ وَمَنْ سَلَفَ فَلَمْ يَجِدْ یعنی جو چپ رہا سلامت رہا اور جو سلامت رہا پس تحقیق سب بلا سے بچا۔ اور دوسرا ارشاد نبوی کریم ہے ”سب خرابی گویائی سے آتی ہے اگر کوئی بات بیدنی کی کہی ایمان میں نقصان آیا۔ اور جو کسی آدمی کو برا کہا مار کھائی۔ آبرو کھوئی۔ لڑکے نے یہ دونوں نصیحت استاد کی مان کر خاموشی قبول کی شدہ شدہ یہ خیر امیر تک پہنچی۔ امیر سین کر نہایت بیقرار ہوا ہر طرف آدمی دوڑائے طیب بلائے کسی علاج سے فائدہ نہ ہوا تنگل کی سیر و شکار کو چلانا گاہ کوئی پرند بولا بولتے ہی کسی نے نشانہ مارا بچر لڑکے کے آگے لایا وہ دیکھتے ہی خوش میں آگیا اور دریا سا ابل گیا بے ساختہ اسکی زبان سے نکل گیا کہ دو کیوں بولا جو مار گیا۔ یہ سنتے ہی سب خوشی سے پھول گئے سارے کام بھول گئے۔ عرصہ سے جو امیر شرمزدہ تھا نہایت خوش ہوا ہر ایک کو زور و مال سے خوش حال اور مال مال کر دیا اور کچھ کلام فرمایا۔ اس نے جواب نہ دیا امیر اپنے آپ سے نکل گیا۔ اور آتش غضب سے تنگ گیا کہ ہمارے کلام کا جواب نہ دیا اور بے زبانوں سے کلام کرنا خواہ مخواہ اپنی موت کا۔ سامان کرنا ہے۔ پس کوڑا لاؤ اور جلد جلاؤ کو بھی لاؤ اور اول کیڑے انکار اسکی جلد اڑاؤ بعد اسکو قتل کرو ورنہ کا عاجز ہو کر کہنے لگا ”سچے نبی نے سچ کہا جو چپ رہا سلامت بچا اور جو بولا مارا گیا“

عزیز بہت بولنا عیب	زبان بے عمل کا عیب	تہمید نہ گوئی کی عادت	کہہ نہیں کم عقل بیا رگو
زبان بے حاشیہ بیکش	زبان بے لکھنا عیب	خوش چاہی نادروولی پذیر	کریں جسکی تعریف بناؤ پیر
تہمید نہ جوئے فرائض	وہ بازار عالم میں زبان	یہاں خیر کیاب کی قدر	ستاری بہت اولیٰ پیر
بہت غریبوں و گلت میں کم	کہان جام غلی کہاں جام	صدیقہ شمار سنگ یری ہزار	کہیں کوئی الماس سنگ بدار
بنو کم سخن اور سنجیدہ گو	گوئی گفتگو سے نہ خود پر	کسی بے قول گوہر کی بہار	یہ دیرہ گوش ہو داسا
ہر ایک حب سخن انسان زبان جن بے مٹی ایک لکھنا			

زکوٰۃ اَتِمُّوا الصَّلَاةَ يَا اُولَیِّ الدِّیْنِ الزَّكَاةَ نَزَّلْتُهَا وَرَزَقُوهُ وَتَمَّ نَحْوُ مَنْ تَزَكَّى جَسَّ زَكَاةً یَّکْفِرُ عَنْ الذَّنْبِ وَالْاَفْصَةِ وَلَا یُفِیْقُ تَحَا فِی سَبْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَفَا یَا اُولَیِّ الدِّیْنِ جَسَّ زَكَاةً

سونے اور چاندی کے خزانے رکھتے ہیں اور خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ یعنی زکوٰۃ نہیں دیتے۔ انکو خبردار کر دے۔ اے محمد۔ دردناک عذاب سے اسروز وہ خزانہ جو نہ دیکھو زکوٰۃ کے رکھتے تھے۔ آگ میں گرم کئے جاویں گے اور وہ ان جلتے ہوئے دنیا رو درم سے داغ دیئے جا دیں گے۔ انکی پیشانی وہ اس لئے کہ محتاج اور غریب کو دیکھ کر چین چین ہوتا تھا۔ اور داغ دیئے جا دیں گے۔ ان کے پہلو جو محتاجوں سے پہلو تھی کرتے تھے۔ اور داغ دیئے جا دیں گی انکی پیٹیں جو دردیشوں سے پیٹہ پھرنے تھے۔ فرشتہ کہیں گے دنیا میں اپنے نفس کے نفع کے واسطے تم ہی خزانہ رکھتے تھے اور زکوٰۃ نہیں دیتے تھے۔ وہی خزانہ آج تمہارے لئے ڈال ہوا جبب نہ دینے زکوٰۃ کے عذاب کا مزہ چمکو ۛ

نقل ہے اپنے مال کی حفاظت کرو زکوٰۃ سے۔ زکوٰۃ دیکھنا لوں کے مال کا اللہ خانہ ہے کہ ایک ترسانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث مذکورہ سنکر زکوٰۃ دی لوگوں نے اس سے کہا کہ تمہارے مذہب میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کو آ رہا ہوں کہ میرا مال سب تجارت میں لگا ہوا ہے اور راستہ پر خطر ہے میں نے مال کو زکوٰۃ دی اگر میرا مال سلامت پہنچ گیا تو خیر ورنہ میں تو اور بچھڑا اپنے مال کو حضرت سے واپس لے لوں گا۔ اس کے بعد خبر پئی کہ اس قافلہ کو چوروں نے لوٹ لیا وہ ترسانہ کا رہنے والا تھا۔ اس نے چند اور ترسانوں کو اکٹھا کیا اور تلواریں باندھ کر جانب مسجد نبوی چلا۔ ابھی مسجد تک نہ پہنچا تھا کہ اس کے شریک کا پیٹھا کھٹکا اور ٹکڑا کھٹکا ہوا گیا تھا اس وجہ سے فحاشی ہو گیا اور باقیات میرے ساتھی آگے چلے گئے تھے انکو چوروں نے لوٹ لیا اور میں بچ گیا۔ اور وہ ترسانہ مشرک باسلام ہوا ترجمہ حدیث جو شخص مالک نصاب ہو کر زکوٰۃ نہ دیکھا اس کا مال سب بنکر قیامت میں لگے کا طوق ہو گا۔ اس کے گالوں میں کاٹکا اور کھینکا میں تیرا مال ہوں۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ جو شخص سب بکری ادنیٰوں کا مالک نصاب ہو کر زکوٰۃ نہ دیکھا قسم ہے اسکی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ جانور قیامت کے دن بہت تازے اور توانا ہو کر آویں گے اور ان کے بڑے بڑے سینک ہونگے نہ دینے والے زکوٰۃ کو ان سینکوں سے ماریں گے اور پھر دوزخ میں عذاب علاوہ ہو گا۔ اور جنت کے دروازے پر لکھا ہے زکوٰۃ نہ دینوالا جہنم داخل نہ ہو گا۔ اور جس شخص نے باوجود صاحب نصاب ہونے کے زکوٰۃ نہ دی تو اس کے سینے پر ایسا داغ دینگے کہ پیٹھ کی طرف سے نکلے اور پیٹہ پر ایسا داغ دیں گے کہ بینہ کی طرف نکلے ۛ

اور زکوٰۃ اونٹ کا سے بھیج بکری دینہ ٹھوڑے گدے پر بھی ہے مگر اس میں چار شرطیں ہیں پہلی شرط یہ ہے کہ وہ گھرمیں نہ پلٹے ہوں بلکہ چراگاہ میں تاکہ ان پر بڑا خرچ نہ پڑے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ وہ ایک سال اسکی ملک میں رہیں اور اندر سال کے اگر وہ اسکی ملکیت سے نکل جائیں تو زکوٰۃ نہیں آوے گی۔ تیسری شرط یہ ہے کہ اس مال سے تو نگر ہو اور اس کے تصرف میں رہا ہو اگر کم ہو گئے ہوں یا کوئی ظالم لے لے زکوٰۃ ساقط ہوگی۔ اگر کوئی شخص مال کے برابر قرضدار ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ اس کے پاس مال کا انصاب آسنا جمع ہو جس سے وہ تو نگر ہوے کیونکہ تھوڑے مال سے آدمی تو نگر نہیں ہوتا ہے۔

اوشط جب تک پانچ نہوں انکی زکوٰۃ واجب نہیں اور پانچ اونٹ میں ایک بکری واجب ہوتی ہے اور وہ بکری ایک سال سے کم نہ ہو۔ علیٰ ہذا اقیاس دس اونٹوں میں دو بکریاں اور پیل گائے جب تک تین سال نہ ہوں انکی زکوٰۃ واجب نہیں۔ تین سال تو ایک سال کا بچھڑا واجب ہوتا ہے اور چالیس ہوں تو دو سال کا بچھڑا واجب ہوتا ہے اور ساٹھ میں دو بچھڑے ایک سالہ واجب ہوتے ہیں۔ سن بعد حساب قائم ہوتا ہے اور چالیس بکریوں میں ایک بکری اور ایک سو اکیس میں دو بکریاں اور دو سو ایک میں تین بکریاں اس کے بعد حساب قائم ہوتا ہے ہر ایک سو میں ایک بکری دیوے اور ایک سال سے کم درست نہیں۔ دو شخص بکریوں کو باہم علی رکھتے ہیں۔ اور دونوں پر زکوٰۃ واجب ہے۔ یعنی ان میں کوئی کافر یا مسکات نہیں دونوں کا حصہ ایک مال کا حکم رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر دونوں کے پاس چالیس بکریوں سے زیادہ نہوں تو ہر ایک پر آدھا بکرا واجب ہوگا۔ اور اگر ایک سو بیس ہوں تو دونوں ملکر ایک بکرا دو دوسری قسم غلہ اور میوے کی زکوٰۃ ہے جس کے پاس آٹھ سو تین گہوں ہوں یا جو یا خربا۔ یا سنقی یا اور کوئی چیز جس سے قوت ہو سکتا ہے۔ جیسے مونگ اور چنے اور چاول و شمر وغیرہ عشر اس میں واجب ہوگا۔ اور جو چیز قوت کی نہیں۔ جیسے ردی اور بادام کتان وغیرہ اس میں عشر واجب نہ ہوگا۔ اگر چار سو میں گہوں اور چار سو میں جو ہوں دسے عشر واجب نہ ہوگا۔ کیونکہ جو زکوٰۃ کی خاطر ایک جنس کا انصاب شرط ہے اور پانی ندی اور نہر کا نہ ہو بلکہ تالاب سے پانی پہنچایا ہو تو بھی عشر واجب نہ ہوگا۔ زکوٰۃ کے وقت انگور اور رطب دینا درست نہیں۔ بلکہ سنقی اور خرمائی و انہر اس انگور کا سنقی نہ بنتا ہو تو اس وقت روا ہے اور چاہے کہ جب انگور رنگ پیدا کرے اور جو گندم کا دانہ سخت ہو اس میں کچھ تصرف نہ کرے۔ آخر سال میں جب تک انداز سے معلوم نہ ہو کہ فقیروں کا حصہ کتنا ہے۔ جب معلوم ہو چکا تمام میں تصرف کرنا روا ہوگا۔ تیسری قسم چاندی اور سونے کی زکوٰۃ ہے چاندی کے دو سو درہم ہیں درہم یعنی ساٹھ ۵۷ تولہ چاندی رکھنے والے پر عرصہ بشرطیکہ ایک روپیہ تولہ چاندی کا نرخ ہو دینے سے زکوٰۃ ادا ہوگی اور جتنا زیادہ ہو۔ اسی حساب سے دیکھے اور خاص سونے کے انصاب میں میں دینا میں آدھا دینا رہے۔

یعنی ساڑھے سات تو سوئے پر سو اور دواشیش پچیس روپیہ کے در سے سو نا ہو تو سو او دواشہ کی قیمت چار روپیہ بارہ آنہ پد امام اعظم کے نزدیک اگر زیور جو زکوٰۃ واجب ہے بشرطیکہ لصاب کو پہنچ خواہ زیور سوئے کا ہو یا پھانسی کا۔ پونہ ہی قسم مال تجارت کی زکوٰۃ ہے جب تیس دینار کی مقدار۔ ایک چیر تجارت کی نیت سے خریدی اور ایک سال گزر گیا وہی نقد کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اور سال بھر میں جو چھ نفع کما یا ہوا اسکا حساب کر کے اور ہر سال کے آخر مال کی قیمت معلوم کرے اس وقت اگر سرمایہ زراعت میں پائے اس سے زکوٰۃ دیوے اگر نقد سے نہیں خریدا ہے تو اس کے نقد سے جو شہر میں رائج ہو زکوٰۃ دیوے۔ اور پانچوں قسم کی زکوٰۃ کی فطرہ ہے وہ روزوں کے بیان میں لکھی جا چکی ہے۔ وہاں دیکھو

نقشہ زکوٰۃ نکالنے کا یہ ہے

ایک ہزار روپیہ سے لیکر دس روپیہ تک کی زکوٰۃ نکالنے کا آسان طریقہ

ایک ہزار روپیہ	۱۰۰۰	پچیس روپیہ	۳۰۰	سات روپیہ
تو سو	۹۰۰	بیس روپیہ آٹھ آنہ	۲۰۰	پانچ روپیہ
آٹھ سو	۸۰۰	بیس روپیہ	۱۰۰	دو مٹائی روپیہ
سات سو	۷۰۰	سترہ روپیہ آٹھ آنہ	۵۰	ایک روپیہ چار آنہ
چھ سو	۶۰۰	پندرہ روپیہ	۲۵	دس آنہ
پانچ سو	۵۰۰	بارہ روپیہ آٹھ آنہ	۲۰	آٹھ آنہ
چار سو	۴۰۰	دس روپیہ آٹھ آنہ	۱۰	چار آنہ

زیادہ تر لوگوں کو روپیوں کے حساب سے زکوٰۃ دے نیکا اتفاق پڑتا ہے اس لئے بعض سہولت ایک نقشہ زکوٰۃ نکالنے کا ایک ہزار روپیہ سے لیکر دس روپیہ تک لکھا گیا ہے۔ اگرچہ دس میں روپیہ کے مال پر جو مقدار مذکورہ ہونے کے زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ لیکن مقدار مذکورہ کے پورہ ہونے کے بعد کسر کا حساب نکالنے میں اس نقشہ سے سہولت ہوگی اور یاد رکھو کہ سوئے چاندی میں لصاب کے بعد جب پانچواں حصہ بڑھے گا۔ تب بڑھوتری پر زکوٰۃ آدگی۔ رہ نہ نہیں۔ درمیانی رقموں اور کسروں کا حساب اس کے آسانی سمجھ میں آسکتا ہے مثلاً۔ دیرہ سو پڑی زکوٰۃ کا حال معلوم کرنا ہے۔ تو نقشہ میں سو روپیہ کی زکوٰۃ دیکھو۔ اور پھر پچاس کی دونوں کو ملا تو تیس۔ رہ مارتہ زکوٰۃ ہوگی۔ یا مثلاً پچتر روپیہ کی زکوٰۃ دریافت

کرنا مطلوب ہے تو نقشہ میں پچاس روپیہ کی زکوٰۃ اور پھر پچاس روپیہ کی زکوٰۃ۔ دونوں کو ملائے
سے پچتر روپیہ کی زکوٰۃ ہونی۔ علیٰ ہذا القیاس نیک کام میں ڈیر لگانا اچھا نہیں۔ کہ شاید اچانک۔
سمت آجائے اور مواد اپنی گردن پر رہ جائے۔ اگر سال گزرنے پر زکوٰۃ ادا نہیں کی۔ پہنا تک
کہ دوسرا سال بھی گزر گیا۔ تو نگاہ ہوا۔ اب چاہئے کہ توبہ کر کے دونوں سال کی زکوٰۃ دیدے اور
اندہ ایسی غفلت نہ کرے۔ ہر مومن کو دعویٰ ہے وہ سب چیزوں سے زیادہ خدا کو دوست رکھتا
اور سمجھتا ہے کہ فی الحقیقت یہی بات ہے۔ پس ایک علامت اور دلیل کی حاجت ہوئی کہ ہر ایک کا
دعویٰ ہے دعویٰ ہی نہ ہو اسکی کوئی بھی ہو جائے۔ اس لئے کہ آدمی کو مال پیارہ ہے تاکہ ہر شخص
نیکے دعوے سے مغرور نہ ہو۔ جو اس دعویٰ میں سچے تھے دیسا ہی اس سے ظہور ہوا اور ہوگا
چنانچہ کسی نے سب مال دیدیا۔ کسی نے نصف اور کسی نے پونہ تھائی۔ کسی نے اٹھواں حصہ۔
کسی نے چالیسواں حصہ اللہ کے اللہ نے اس کے عیوض جنت کے دینے کا وعدہ کیا۔ پس کم
درجہ کے لوگ ۱۰ ہیں۔ جو دوسو درم میں پانچ درم سے زیادہ دینی طاقت نہیں لکھتے۔ جو فرض
ہے ادا کرتے ہیں۔ تصدیق دل سے کہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ اور نماز روزہ حج و زکوٰۃ
ادا کرتے ہیں۔ جو کہ اسلام کے پانچ رکن ہیں۔ یعنی خدا کا فرمان جلد خوشی سے ادا کر سکتے ہیں
اور زکوٰۃ دینے سے نفیر یا احسان نہیں کر سکتے اور جو دوسو درم خدا تعالیٰ نے دیئے پانچ درم
نہ دیگا۔ اسکو خدا کی محبت سے کچھ علاقہ نہیں۔ جو اس سے زیادہ نہیں دے سکتا ہے وہ۔
ہنایت ضعیف نہ۔ محبت کے دعوے میں دروغ ہے اور پخیلوں میں داخل ہے۔ زکوٰۃ
کا دنیا طہارت قلب ہے۔ اور جس دل میں بخل ہے وہ طہر نہیں۔

مال مومن کے لئے ایسی نعمت ہے جس سے دنیا و آخرت کی راحت میسر ہو۔ جیسے نماز روزہ اور
حج تن کی نعمت کا شکر ہے۔ اور زکوٰۃ مال کا شکر۔ اور جو کوئی آدمی اس نعمت کی بدولت
اپنے کو غنی دیکھے۔ اور دوسرے مسلمان بھائی کو محتاج چاہے۔ اپنے دلیں کہے کہ وہ۔
بھی میری مانند خدا کا بندہ ہے۔ اور مجھے اس سے بے نیاز کیا۔ اور اسے میرا محتاج کیا
اس سے مدار کروں مباد کہ یہ آزمائش ہو۔ اگر فقیر کروں۔ مجھے رخ کر کے فقیر محتاج
کر دے اور اسے تو نگر بنا دے چہ حکایت۔ ایک سیاح بیوی ملکر کھانا کھا رہی
تھی۔ اور دسترخوان پر جمی تھی۔ ایک سائل نے سوال کیا اسکو کچھ نہ دینے کے اس
رزاق کو یہ بات پسند نہ آئی۔ ان کے ہر کام میں نقصان ہونا شروع ہوا۔ اور یہاں تک۔
مفسی کا بازار گرم ہوا کہ میاں سے بیوی کا نان و نفقہ بھی نہ گیا۔ اور نوبت بطلان آئی
اس عورت نے ایک دوسرے مرد سے نکاح کر لیا۔ اتفاق سے ایک روز پھر اس عورت

میں چھلی پکائی تھی۔ اور ایک سائل نے سوال کیا فوراً اس عورت نے جا کر چھلی اور روٹی
اسکو دی۔ جب ویکرائی تو اتنا غم اس سے ظاہر ہوا کہ وہ روٹی کے پوچھنے کے بغیر
سے غم پایا جاتا ہے۔ اس نے کہا سال بھر وہ اسی طرح اپنے پہلے خاندان کے ساتھ کھانا
کھا رہی تھی۔ کہ سائل نے سوال کیا ہم نے یہ سبب سے ہم عتاب میں آئے کہ ہر شے
میں نقصان آنا شروع ہوا اور مجھے اسے چھوڑنا پڑا اب جو یہ سائل نے سوال کیا۔ اس خیال
سے کہ پھر کچھ رنگین کھلے مکان لیکر حاضر ہوئی۔ اب جو دیکھا وہ یہ میرا ہی خاندان ہے۔ اس میں
میں کہا کہ وہ سائل میں ہی تھا۔ اے سعید اللہ کو چاہئے دیر نہیں لگتی۔

چاہئے کہ زکوٰۃ دینے میں جلدی کرے کہ اس سے فقر کا دل خوش ہوتا ہے۔ اور انکی دعا کی برکت
سے یہ بلیات سے محفوظ ہوتا ہے۔ اور فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ نے کہ صدقہ اول خدا کے رست
اطف میں جاتا ہے۔ من بعد فقر کے باقی ہیں۔ جب خدا تعالیٰ کو دیتا ہے اور وہ درویش
اس کے سینہ میں خزانہ کا نائب ہے۔ جو چاہئے کہ درویش کا احسان مند رہے نہ یہ اس پر منت
رکھے جو آدمی اس راز کو نہیں سمجھتا۔ احسان نہ رکھے گا کہ فقیر پر منت رکھنا حماقت ہے اور اہل
سمجھ بہت تو اس سے جھکا کر رکھتے ہیں کہ یہ مجھ سے قبول کیجئے اور بعض آگے رکھتے ہیں
تو درویش اٹھائے۔ اور اس کا ہاتھ کا زیر نہ ہو۔ بی بی عائشہ صدیقہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما
جب فقیر کو کچھ بھیجتی تھیں لے جانیو اسے کو فرما دے تیں کہ جو دعا وہ دیوے اسکو یاد رکھ
اور مجھ سے کہہ۔ ہر دعا کے بدلے وہی دعا دیتیں تاکہ صدقہ بغیر بدلے کے باقی رہے۔
اور دعا کی خواہش نہ رکھتیں کہ اس پر احسان کیا۔ اور فقیر فی الحقیقت تیرا احسن ہے۔ کہ
تیری اس خدمت کو قبول کیا ہے حق تعالیٰ پاک ہے اور وہ پاک چیز کو قبول کرے گا۔ تو
اچھی پاک چیز اسکی راہ میں دے اور جو صدقہ دل کی خوشی کا نہ ہو اسکی قبولیت میں شک ہے
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کبھی ایک درم کا صدقہ ہزار درم کے
صدقہ پر سبقت لیجاتا ہے۔ وہ ایسا ہے کہ وہ لکھی رضا مندی سے دیوے۔

نقل ہے کہ ایک عالم تو بنگر تھا۔ ہمیشہ فقرا و صوفیہ کو دیتا اور کہتا کہ یہ لوگ حق تعالیٰ کے
سوا اور کسی چیز کا قصد نہیں کرتے ہیں اور جب انکو کوئی ضرورت درپیش ہو تو البتہ انکا۔
خیال پر اگدا ہوگا۔ اور میں ایک دل خدا کی درگاہ میں لیجانا درست تر رکھتا ہوں آپس
میں دل کی مرامت سے جسکا غم دنیا کی طرف ہو بعض طالب علم کو دیتے ہیں۔ تاکہ وہ
تحصیل علم میں مشغول رہے۔ اور زکوٰۃ دینے والوں کا دینا صدقہ بھی ہے اور صدقہ رتبہ بھی ہے
اور زکوٰۃ کو زکوٰۃ نہ دے لگا دینا حیف ہے۔ اے سعید زکوٰۃ بہترین عبادت ہے

کہ اس سے نفع دوسروں کو پہنچتا ہے۔

زنا۔ لواطت لا تقربوا الزانی انہ کان فاحشۃ ومقنا وسامو سبیلہ زنا کے نزدیک

مساحقہ طلق مت ہو اور اس کے نزدیک مت ہو۔ اور اس کے گرد مت پھرو۔

تحقیق زنا بھل بیچیا کی ہے۔ اور سبب عذاب اور راہ بد ہے۔ مومنوں کی شان اس میں

و یحفظو فیہ وجہ یعنی اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ حرم الفواحش مائلہ منہا

ما یلین اللہ تعالیٰ نے تمام بیچیاؤں کو حرام کر دیا ہے خواہ ظاہر طور پر کیجائے۔ یا چھپا کر

الزانیۃ والزانی فاحشوا واکل واحد منها مائۃ جلد زانی اور زانیہ پس ہر ایک کو سنو

دسے مارو: **حد شریف** الزانی یدرث الفقر و یدین ھب الذنوب و ینفق الھم

زانی مفلس ہوتا ہے اسکی مرآت درویشی لینے لگے الی گھر گھر بھیک لیتا اور تباہی کا باعث ہوتا

اور اس کے چہرہ کا نور ضائع ہوتا ہے۔ اور عمر کوتاہ ہوتی ہے۔ اور فرمایا نبیؐ نے ذنیۃ واحدۃ

بجھٹ علی سبعین سنۃ ایک بار کا زنا ستر سال کی عبادت کو ضائع کرتا ہے۔ اور فرمایا میں ذنب

اعظم بعد الشرا من لطفۃ و منھا و جل فی رجب لا یجل نہیں کوئی گناہ شرک کے بعد زیادہ برا لگے کہ

آدمی اپنی ہنسی کو کسی غیر کے رحم میں جو کہ اسکو حلال نہ ہو۔ ترک الزنا یجوز الذرق البہ

تارک زنا کی روزی اس کی طرف ڈالے لوٹ آتی ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

جسوت کہ زنا کرتا ہے بندہ نکل جاتا ہے اس سے ایمان پس ہوتا ہے اس کے سر پر سناں

پس جبکہ اس سے ہوتا ہے فارغ پھر آتا ہے طرف اس کے ایمان **نقل** ہے کہ ایک دفعہ

کا زنا ستر برس کے یک عمل کو نوجا چیز اور باطل کر دیتا ہے۔ شرک اور کفر کے بعد بڑا گناہ یہ ہے

کہ اپنے نطفہ کو حلال عورت کے علاوہ عورت اجنبیہ کے رحم میں رکھنا وہ عورت خواہ مسلمان ہو

یا کافر آزاد ہو یا لونڈی۔ زانی کو کہا جاتی ہے۔ آگ جیسے کھنکھاتی ہے۔ سوا کھڑی کو اور جو کوئی

بیگانی عورت سے زنا کرتا ہے۔ حق تعالیٰ اسکی قبر کی طرف دوزخ کے ساتھوں دروازے

کھول دیتا ہے۔ ان ساتوں دروازوں سے سانپ بچھو قیامت تک اسکی طرف آتے رہیں

گے۔ **نقل** ہے کہ زانی اور زانیہ کی شرمگاہ سے آگ جلتی ہوئی آئیگی۔ قیامت کو

ون اور فرشتے دوزخ کی طرف بھیجے جائیں گے۔ جسوت دوزخ میں داخل ہونگے

مالک لوہے کا بکتر پہناوگا۔ اگر اس بکتر کی ایک کڑھی بلند پہاڑ پر رکھی جائے۔ تو وہ پہاڑ

جل کر راکھ ہو جائے۔ مالک دوزخ کا فرشتہ کہیگا۔ ان زانیوں کو آتش دوزخ کی میخوں۔

سے داغ دو جیسے وہ آنکھیں حرام کی طرف نظر کرتی تھیں۔ ان کے ہاتھوں کو آگ کی

زنجیریں پہناؤ۔ جیسے حرام کی طرف دروازے ہیں۔

..... اور ان کے باؤں میں جیسے وہ حرام کی طرف جاتے تھے زمانہ مالک کے حکم کے موافق کرے گا۔ روایت ہے کہ مرد و عورت سے جو زنا کرے گا۔ اسکو اور اس عورت کو قبر میں سخت عذاب ہوگا۔ نیامت میں خدا کے حکم سے اس عورت کا قصہ زانی کی تمام نیکیاں ملے لینگا۔ اور اس کے گناہ تمام زانی لیکر ورنہ میں جائیگا۔ یہ بات اس وقت ہے کہ خاوند اپنی عورت کے زنا سے ناواقف ہو۔ اگر جان کر خاموش رہیگا۔ تو اس پر جنت حرام ہے۔ دیوث وہ شخص ہے کہ اپنے گھر کے لوگوں کی بدکاری اور حرام فعل جان کر راضی رہے۔ جو مرد اپنی جبر و بیٹی۔ ماں بہن وغیرہ کو سنا کر دوسری جگہ بھیجتے ہیں۔ اور وہاں نامحرم مردان کو دیکھتے ہیں۔ تو وہ دیوث ہیں۔ اور جو دنیا میں زنا کرتے ہیں انکی شرمگاہ کی بدلو سے اہل محشر فریاد کر انھیں گے اور انہیں لعنت کریں گے۔ اب وقت ہے توبہ کر لو ورنہ پھر توبہ گے۔ اور پھر جہنم نام نہ آئیگا۔ باز آبار آبر آچھ ہستی باز آد

زنا میں بھی مرتب ہیں۔ ہر سیاہی کی عورت سے زنا کرنا بہت ہی سخت عذاب ہے۔ خاوند و عورت سے زنا کرنا بڑا گناہ ہے خرم عورتوں سے زنا کرنا سب زنا سے بدتر زنا ہے۔ جیسے۔ مان۔ بہن۔ بھوپتی۔ خالہ۔ بھانجی۔ بھتیجی۔ وادی۔ نانی۔ سانس۔ بہنو۔ ایسے ہی سالی۔ اور دو وجہ پلانیوالی کے عزیز سب نامائے حرام ہوتے ہیں جو ان کے زنا کرنے سے بوڑھے کا۔ زنا کرنا بہت ہی بدست باندی سے زنا سے بی بی کا زنا بدست۔ غلام کے زنا سے آزاد کا زنا بدست۔ جاہل کے زنا سے عالم کا زنا بدست اور زانی کا بدلہ اسکی اولاد میں ہوگا۔ یہ ایسا برا فعل ہے۔ نقل ہے کہ ہر مرد و حرام کے دیکھنے سے اپنی آنکھ بچا دیگا۔ حق تعالیٰ اس کے گھر کے آدمیوں کو حرام سے محفوظ رکھیگا اور جو شخص مسلمان بھائیوں کی عورتوں کی طرف منظر کرے گا۔ حق تعالیٰ اسکی عورت کی پردہ دری کرے گا۔ اور جو غیر کی عورت کو دیکھے گا۔ اسکی آنکھ میں آگ کا سرمہ لگایا جائیگا۔ حکایت ایک بزرگ کے نفس نے بد کام کی خواہش کی۔ اسوقت رو برد و چراغ روشن تھا۔ کہا کہ اسے نفس اپنی انگلی اس چراغ میں جلنے پر صبر کرے گا۔ تو جو خواہش رکھتا ہے اس کے عذاب پر بھی صبر کرے گا۔ اور اپنی انگلی کو چراغ کی لو پر رکھا۔ چراغ کی آگ سے انگلی کا جھکڑ گوشت جلنے لگا۔ ایسا درد ہوا کہ روح نکلنے لگی۔ تب انگلی کھینچ کر کہا اسے نفس دنیا کی آگ ستر دفعہ برف میں بھجائی ہے تب بھی تو اسکی تیزی کی تاب نہ لاسکا۔ ورنہ کی آگ تو اس سے ستر حصہ زیادہ تیز ہے اسکی بڑاشت کیونکر لاسکے گا۔ تب اس کا نفس اس خطرے سے بھرا۔ پھر بدکاری کا خیال نہ کیا۔ ہر مسلمان مرد و عورت پر واجب ہے کہ مرنے سے پہلے توبہ کی طرف رجوع کرے بلکہ ابھی توبہ کرے۔ پروردگار کے حضور میں ہمیشہ گریہ و زاری کرے کیونکہ جو بند اپنے گناہ یاد کر کے رہتا

اسکو حق تعالیٰ و دست جہانتا ہے۔ اور تاب بندہ جو اس سے سوال کرے تو وہ اسکو پورا کرتا ہے۔ اور جو دعا کرے تو قبول فرماتا ہے۔ میں توبہ کرنے والوں کا دوست ہوں امید رکھو والوں کی امید بر لانیوالا ہوں۔ پناہ دھونڈنے والوں کا جاکے پناہ ہوں۔ فریادی کا فریاد رس ہوں وہ کون ہے جس نے مجھ سے سوال کیا اور میں نے اسکو ناپسند کیا؟ وہ کون ہے جس نے توبہ کی اور میں نے اسکو قبول نہ کیا۔ وہ کون ہے جس نے دعا کی اور میں نے رد کیا۔ توبہ کے بیان کو حصہ اول میں دیکھو۔ اور یوشیار ہوا میں کریم۔ میں مجھ سے کرم طلب کرو میں بخشنے والا ہوں۔ مجھ۔ نہ بخش مالگو۔ گنہگار میرے دروازے کے سوا کہاں جائیں گے آخر یہاں آنا ہے توبہ فرد توبہ آدم۔ نے کہا ربنا اظلمنا انفسنا وان کفر بغض لنا ذیننا الذکون من الناس من لقل ہے کہ جس رات کو حضرات صلی اللہ علیہ وسلم مصر کو گئے دوزخ میں بند تھے کے تورو دیکھے۔ ان توروں کے منہ تنگ تھے اور پٹ چوڑے ان میں کتنی عورتیں سانپ اور بچہ کے ساتھ قید تھیں۔ وہ سب سانپ بچھو ٹکوتے تھے۔ انکی شرمگاہ سے پیپ اور ہوجا رہی تھی۔ دوزخی انکی شرمگاہ کی بو سے بیزار ہو کر روتے تھے نصرت نے جبرائیلؑ سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہہ زانی اور زانیہ لوگ ہیں پناہ اللہ کی عذاب دوزخ سے اور احوال دوزخ سے پناہ اور جو چیزیں باعث زنا ہیں۔ ان سے بھی بچنا ضروری ہے۔ ازراجملہ ایک دیکھنا ہے وہ آنکھ کے بیان میں ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔ اور گنا سنا ہے وہ مزامیر کے بیان میں ملاحظہ فرمائیں۔

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ نے تین شخصوں پر جنت حرام کی ہے۔ ایک تو ہمیشہ شراب پینے والے۔ دوسرا نافران ماں باپ اور تیسرا دیوث جو کہ ردا رکھے۔ اپنے اہل عیال میں ناپاکی کو یعنی زنا کو یا مقدمات زنا کو مانند بوسہ وغیرہ کو دیوث وہ ہے کہ دیکھے اپنی اہل میں بری چیز مثلاً پردہ نہ کرنا اور نہ غیرت کرے ان پر اور نہ منع کرے انکو۔ اس سے پس اس سے معلوم ہوا کہ اپنے گھر والوں کو تمام سبائی اور گناہ کی باتوں سے منع کرنا چاہیے اور جو اپنے گھر والوں کے لئے بے پردگی اور ضلالتا رہنے کو اور ہیکلام ہونے کو ساتھ اجنبیوں کے۔ بری باتوں کو ردا رکھے وہ بھی دیوث ہے جو عورت مرد کا بھیس بناتی ہیں۔ اور مرد عورتوں کا بھیس کرتے ہیں سوال اللہ ان پر لعنت کرتا ہے۔ ہندوستان میں اور خاصکر دہلی میں۔ شادی کے موقع پر عورتیں سانگ بھرتی ہیں۔ اور جب کسی کے نکاح ہوتا ہے ایک قسم کے مرد ہیں۔ وہ عورتوں کا لباس پہنکر آتے ہیں اور گاتے ہیں وہ اللہ کے لعنتی ہوتے ہیں۔ چاہئے کہ مرد اور عورتیں

دونوں تاب ہوں گا اور فرمایا ہے کہ زنا سے ڈرو اور پرہیز کروں کیونکہ اس کی چھ خصلتیں ہیں۔ اول رزق کم ہوتا ہے اور برکت جاتی ہے دوسرے مرتے وقت خدا اور اس کے درمیان حجاب اور پردہ ہوگا۔ خدا کو نہ دیکھے گا۔ تیسرے مرتے وقت دوزخ کو اپنی آنکھ سے دیکھے گا۔ اور تین عاقبت میں۔ اول حق تعالیٰ غضب کی نظر سے اس کی طرف دیکھے گا۔ دوسرے ذخیروں سے دوزخ کی طرف کھینچا جائیگا۔ تیسرے حساب سخت ہوگا۔ دوزخ میں دوزخی۔ زانیہ اور زانی کی شرمگاہ کی بدبو سے بنیرا ہوا ہو کر رو دیں گے۔ ملے سسلانوں۔ حرام اور زنا سے پرہیز کرو۔ کیونکہ اس میں چھ خصلتیں ہیں۔ دنیا میں تین ہیں۔ اول زانی کے منہ سے زہر دزیت نوزیخی نکلتی ہے دوسرے افلاس اور فقری آتی ہے۔ تیسرے عمر کم ہوتی ہے۔ اور آخرت میں تین ہیں۔ اول حق تعالیٰ اپنی ناخوشی اور غضب کو اس پر واجب کرتا ہے دوسرے بڑا حساب ہوگا۔ تیسرے دوزخ میں پڑیگا۔ اور حق تعالیٰ اس سے فرمایا۔ جو چیز کہ میرے یہاں تو نے آگے بھیجی وہی بد چیز ہے۔ اور اللہ نظر رحمت سے۔ اس کی طرف نہ دیکھے گا۔ اور اس کو سخت عذاب ہوگا۔

منقول ہے کہ جو بیگانی عورت کا ہاتھ نوحظ نفس سے بچا نہ گیا قیامت میں آگ کا طوق و زنجیر ہاتھ و گردن میں پہنے ہوئے آویں گا۔ اگر اس کو بوسہ دیا ہوگا۔ زانیہ فرشتہ اس کے دوش ہونٹوں کو آتش کی فتنی سے کسریگا۔ اگر اس نے زنا کیا ہوگا۔ تو اس کی دونوں رانیں پر دروگر کے آگے عرض کریں گی۔ کہ فلا نے وقت فلائی جگہ فلا نے روز فلا نے مہینہ میں پہنے اس طرح کے بد کام کیے ہیں تب حق تعالیٰ اس کی طرف غضب کی آنکھ سے دیکھے گا۔ اس کے منہ کا گوشت جدا ہو کر گر پڑیگا۔ اس کے چہرے میں صرف ہڈی رہیگی۔ حق تعالیٰ اس کے گرسے ہوئے گوشت کو حکم دیگا۔ پھر اپنی جگہ رجوع کرتے وہ اپنی جگہ۔ لگ جادے گا۔ تو منہ سخت کالا اور بد شکل ہو جائیگا۔ اس وقت زبان کہیگی کہ اے میرے اللہ میں نے تیرا گناہ کبھی نہیں کیا۔ حق تعالیٰ فرمایا۔ تو گنگ ہو جاتا ہے وہ گونگی ہو جاتی ہے۔ اور تمام اعضا پر دروگر کے حضور میں بات کریں گے۔ ہاتھ کہیگا اے میرے اللہ میں حرام کی طرف دراز ہوا ہوں اور آنکھ کہیگی اے میرے اللہ میں نے حرام کی طرف دیکھا ہے۔ پاؤں کہیں گے اے میرے اللہ میں حرام کی طرف چلا ہوں شرمگاہ کہے گی میں نے حرام کیا ہے۔ واسطے جناب کا محافظہ فرشتہ کہیگا میں نے سنا ہے بائیں طرف کا فرشتہ کہیگا میں نے کہا ہے۔ زمین کہیگی میں اس وقت اس کا بوجھ اٹھائے مٹی۔ حق تعالیٰ فرمادے گا۔ مجھ کو اپنی عزت و جلال کی قسم ہے میں بھی اطلاع رکھتا ہوں۔ اور پس

پوشیدہ کیا تھا۔ اسے فرشتوں اس کو پکڑو اور غلاب میں ڈالو۔ میرے غضب اور ناخوشی کا مرکز چمکھاؤ۔ ہوشخص مجھ سے شرم نہ دیا نہیں کرنا ہے۔ اس پر میرا غضب نہایت سخت ہے۔ اسے مرد و عورت کو اب نفقت سے ہوشیار ہو۔ اما بعد تمہارے گناہوں کی معجز چاہنے والوں ہے۔ توبہ کرو اپنے گونا گوار حرام سے دور رکھو۔ کیونکہ زانی اور زانیہ پر۔ خدا کی رحمت ہرگز نازی نہیں ہوگی۔ آخرت میں سخت عذاب ہوگا۔ دنیا میں زانیہ رہا ہو تو وہ ہے۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایک برس شہر سے باہر کر دینا بھی ہے اور نکاح کیا ہو امر دیا عورت ایک وقت میں زنا کریں تو خدا ننگسا کر نابت یہاں تک کہ مرجائے۔ اگر غلام یا باندی کو بے نیچاس درے مارنا ہے۔ اور منقول ہے کہ بغیر توبہ کے یا بغیر اسے کھانے کے مرجاویں۔ تو عاقبت میں دوزخ کے درمیان آگ کے تازیانے سے مار کھائیں گے۔ زبور میں آیا ہے کہ تحقیق زانی اور زانیہ اپنی شرمگاہ کی طرف الٹا ہے توبہ نہ کریں گے۔ فرشتہ تو بے کے تازیانوں سے ماریں گے۔ جب مار کی تاب نہ لاکر شور مچا دیتے۔ فرشتہ زمین کھینکا۔ تم یگی کی عورت سے بچتے تھے۔ خوشی کرتے تھے۔ خدا اسے نوبت اور زمین نہیں کرتے تھے۔ یہ رونا چلانا کہ مھر تھا۔ کیا تمکو اسدن کی خبر نہ تھی۔ کیا تمہارے پاس احکام خدا کے نہیں آئے تھے۔ بھر اسوقت کچھ بن نہ آئیگی۔ اب بے موقعہ توبہ و متعافار کا اس میں اے سعید دیر نہ کر۔ حکایت عبرت افزا۔ جس زمانہ میں شرع شریف کے احکام پر عمل درآمد تھا۔ اسی شانہ زمانہ میں ایک صاحب حج کے لئے روانہ ہوئے ناں لفظ کے لئے بیوی کو نقد روپیہ دے گئے۔ بھائی چھوٹے کو کہہ گئے کہ خبر گیری رکھنا۔ بھائی گھر میں آتا رہا۔ اور بھادوچ کے حسن و جمال پر نظر ڈالتا رہا شامت کے ماروں میں پردہ نہ تھا۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اَلْغُلُوْلُ مِمَّنْ يَهْمُ مِنْ بَنِي اِسْرَافِيلَ (نظر تیرے ابلیس کے تیروں میں سے۔ نیت میں فتور آیا لغو اسے اس کے ان الشیطان للافسان عدو مہین کیونکہ شیطان انسان کا دشمن ظاہر ہے۔ سب طرح کے شیطان نے دوسرے ڈالے اور اس نے بھائی سے ایک دن پیغام وصل کا دیا۔ تو اس با حیا بھادوچ نے نہت آٹے ہاتھ لیا۔ اور برا بھلا کہا۔ اس شہوت کے مارے نے۔ کہا کہ اگر اپنی زینت چھپتی ہو۔ تو میرے حکم کی تعمیل کرو ورنہ اپنی جان سے ہاتھ دھو ڈھیٹھو۔ بھادوچ نے کہا عزت پر جان نثار ہے۔ جب اس باعث پر قابو نہیں چلا چند اوباشوں کو بلایا اور زانی کی تہمت لگائی مقدمہ پیش قاضی کیا۔ قاضی جی نے بعد میں گواہ کے زعم کا حکم کیا۔ ان نابکاروں نے سنگسار کیا۔ یہ بیجاری سہارنی رہی۔ آخر بیہوش ہو گئی اور ان شامت کے ماروں نے

جانا کہ مرگئی اور یہ سب اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ صبح ہوئے اسے ہوش آیا۔ بہت اس نے
 واسے دیکھا۔ وہاں القادی سے ایک اعرابی آیا۔ اور وہ اسکو اپنے گھر لے گیا اور محلہ
 کے بعد وہ تندرست ہو گئی۔ بسکہ صاحب جمال تھی۔ صاحب مذکور نے بھی اسپر ڈوری
 ڈالے۔ اس نے کہا۔ لیکن آتش شہوت راتیر صاحب مذکور نے کہا کہ نکاح کر کے عورت
 نے کہا کہ میرا نکاح ہو چکا ہے۔ اعرابی خاموش ہو رہا اور کہا کہ معاف فرماؤ۔ مجھے معلوم
 نہ تھا۔ اس اعرابی کے بھی ایک غلام تھا۔ اور وہ گھر میں آتا تھا۔ اسکی رال ٹپکی۔ اس
 نے اپنی طرف مائل کرنا چاہا یہ باہر عورت تھی۔ بے لاگ رہنا یا کہ چھوٹا منہ بڑی بات۔ سچ ہے
 جب رہ مالک سے راضی نہ ہوئی۔ تو غلام سے کب راضی ہوئی۔ اور اپنے اور بیٹا کا کنگ
 کا لگاتی۔ غلام نے بہت تلاش کھایا اور کہا یہاں نہ رہنے پاؤ گی۔ صاحب غرض جنوں جو تا
 یایوں کہو کہ شیطان سر پر غلام کے سوار تھا۔ اور عقل و حواس باختہ ہو رہے تھے۔ اپنے اتا
 کے شیر خوار بچہ کو جو کہ اپنی ماں کے پاس کو سوتا تھا قتل کر کے اور جہری خون آلودہ اس
 پاکدامن بیوی کے بسترے تلے رکھ دی آقا جب صبح کو بیدار ہوا اڑھنے کو فوج ہو پایا۔ اور
 اعرابی غصہ سے لال ہوا۔ غلام بولا کہ قاتل کو میں تلاش کر کے رہو نگا۔ اس گھر میں سوائے
 گھر والوں کے اور کوئی نہیں ہے یہ کہہ کر اس دیندار عورت کے بسترے سے پھری۔
 نکال لایا۔ اور یہ کہا کہ اس عورت کا کام ہے۔ اعرابی نے عورت سے کہانی کا بدلہ ہی
 عورت نے کہا کہ بچے کے قتل سے کیا ہاتھ آتا۔ جو میں قتل کرتی۔ میں اس سے برتر
 اور میں یہ بھی نہیں جانتی یہ کس کا کام ہے۔ اب جو آپ کے مزاج میں آئے مجھے۔
 اعرابی نے بہت غور کی۔ اور سمجھا کہ اس عورت سے غلام دشمنی رکھتا ہو گا۔ اور اس کے
 نکالنے کی یہ حرکت کر بیٹھا ہے۔ بچے کے قتل کا صبر کیا۔ اور اس عفت پناہ بیوی کو تین سو
 درم دیکر کہا کہ جاؤ تمہارا ہمارے یہاں رہنا مصلحت نہیں ہے۔ یہ عورت یہاں سے
 چلی۔ کچھ فاصلہ پر اس نے دیکھا کہ آدمی جمع ہیں۔ اور ایک آدمی کو پکڑ رکھا ہے اور کہا جا
 ہے کیا تو تین سو درم باجگذاری کے دید و در نہ تیغ کرو یا جاوے گا۔ وہ غریب منت سماجت
 کرتا ہے۔ مگر وہاں کوئی نہیں سنتا۔ اس عورت کی حیثیت نے شجاکہ درموں کو اسنے۔
 پاس رکھے فوراً ان اسیر کو جن کا یہ باجگذاری تھا۔ تین سو درم دیکر اسکو الوداع
 چھڑا دیا۔ جن نے سنا مر جا کہا۔ اور اس عورت نے اپنا راستہ لیا۔ یہ آدمی امیر کے
 چنگل سے چھٹکار اپنی محنت کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ ہر چند کہتی رہی مجھے تجھ سے کچھ سروکار نہیں
 ہے۔ مگر یہ اسکا حسن دیکھ کر لٹو ہو گیا۔ اور پیغام وصل کا ڈالا۔ جب اس نے دھمکایا

اور کہا کہ مجھ سے یہ کلام نہ کرو اس نے کہا کہ اچھا اب میں کرونگا۔ مگر ساتھ شل سایہ کے رہا چلتی چلتے ایک دریا کے کنارے پہنچے۔ وہاں ایک جہاز سوداگروں کا لنگر ڈالے تھا۔ اس جہاز نے ان سوداگروں سے کہا کہ میری ایک لونڈی ہے میں بیچتا ہوں۔ تم خرید لو جو کچھ دیدو گے لیاؤں گا۔ ایک سوداگر نے سودرم کو خرید لی ہر چند عورت نے کہا کہ میں کسی کی کنیز نہیں ہوں بلکہ اسکو اپنے آپ کے تین سودرم دینے تھے اور وہ اس کو قتل پر آمادہ تھا۔ میں نے اسے تین سودرم دیکر چھٹایا ہے یہ شال اس پر صادق آتی ہے۔ اٹھا جو کو تو الٹا کٹاؤ اس لئے، جن بھی انسان کا دشمن ہے۔ وہ اسکو خوبصورت پاکر جہاز پر لے گئے۔ اور جہاز کا لنگر چھوڑ دیا۔ اور چاہا کہ اس سے وہ فعل کریں جسکی وہ سرگز خواہاں تھی بیتاب ہو کر دل پر سوز سے دعا کی یا الہی مجھے موت آئے یا میری آبروریزی کر دینا لوںکو۔ وہاں کیا دیر تھی وہ عاقبول ہوئی۔ ایک شعلہ آگ کھلتا اور سب جہاز والوں کو جلا کر خاک کر گیا۔ اور مال و سامان انکا بچ گیا۔ یہ جہاز بلانا خدا کے ایک شہر میں پہنچا۔ وہاں کے قلی اور جمال وغیرہ وڈے کشتیاں لے لیکر جب جہاز کے پاس گئے۔ تو اس عورت نے پہلے ہی یہ سونج کر کہ میرا سن و جمال ہر جگہ ایک رنگ لاتا ہے لباس ایشامروانہ کر لیا تھا۔ مزدوروں نے کہا کہ صاحب تن تنہا کہاں سے آئے ہیں کہیں کسی کو ساتھ نہیں لائے ہیں۔ اس نے کہا کہ میری حکایت ایک عبرت افزا ہے تم سے برگزیدہ ہونگا۔ ہاں اگر شاہ آئے یہاں کا اور وہ پوچھے حال میرا تو کہوں گا۔ رفتہ رفتہ یہ بات شاہ کے کان تک پہنچی اور وہ محارراکین سلطنت آیا اور حال دریافت فرمایا اس نے عرض حال یوں کہہ دیا میں چرنکہ حسن کی دولت سے مالا مال ہوں یہ سوداگر جلیص و ناکس و نا فہم تھے وہ مجھے شکیل پاکر بے فعل پر آمادہ ہوئے میں نے دعا بدرگاہ قاضی الحاجات کی وہ اجابت کو پہنچی کہ شعلہ آگ کا آیا اور سب کو جلا گیا۔ اب دنیا کی بے ثباتی دیکھ کر میرا دل ہٹ گیا ہے میرے لئے ایک معبود خدا دنیا دیکھے۔ اور یہ مالی و متاع آپ لھجھو۔ بادشاہ نے بموجب اس کے کہنے کے ایک عبادت خانہ بنوا دیا۔ اور کھانیکا انتظام کر لیا۔ یہ عبادت خانہ میں ہستی اور شب و روز اللہ اللہ کرتی۔

اتفاق سے اس شہر کا حاکم بیمار ہوا اور کسی علاج سے اسکوفاقہ نہ ہوا تو زندگی سے اپنی مایوس ہوا تو اسنے یہ وصیت کی کہ میرے بعد اس عابد کو تخت پر بٹھانا اور سلطنت کی باگ اس کے ہاتھ میں دینا۔ انضر وہ شاہ اس دار فانی سے رحلت کر گیا۔ جب امیر و وزیر اسکی اولہ منترل سے فارغ ہوئے طرف فقیر کے مائل ہوئے۔ فقیر نے ہر چند کہا۔ میں تارک لدنیا ہوں مجھے سلطنت سے کیا کام۔ مگر انہوں نے قبول نہ کیا حیران ہوئے فقیر نے کہا۔ میں مجرد آدمی ہوں مجھے ایک لونڈی تھا وزیر و امیر نے کہا کہ ہماری بیٹیاں حاضر ہیں۔ کہا اچھا سب کو فی اپنی اپنی صاحبزادیاں مدد ملنی ماؤں کے بھیج دیں غرض وہ حاضر ہوئیں۔ اس نے اپنی سرگزشت اسنے بیان کی انہوں جاکر

اپنے اپنے خاوندوں سے اسکا ذکر کیا۔ انہوں نے ایک آدمی کو منتخب کر کے بادشاہ بنالیا اور یہ عورت اسی طرح معبد خان میں عبادت کرتی رہی۔ جو کوئی اپنی حاجت سے جانا اسکی دعا کی برکت سے اپنا مدعا پاتا۔ آہستہ آہستہ اسکا شہرہ شہرہ آفاق ہوا اور درو زر دیک سے آدمی آتے اپنے مدعا پاتے۔ وہ آدمی بھی حج سے مراجعت کر کے آیا اور اس نے بھی یہ شہرہ و سنگھر پر اپنے بھائی کو نابینا پایا اور بیوی کا حال دریافت کیا تو بھائی نے بتایا کہ اسنے زنا کیا تھا۔ قاضی نے جرم کیا تھا وہ مر گئی۔ حاجی صاحب کو و درج لاحق ہوئے ایک بیوی کا گو وہ لظاہر لا علاج تھا اور دوسرے بھائی کے نابینا ہو گیا۔ حاجی صاحب نے کہا میں سنتا آیا ہوں کہ ایک عابدہ ہے یہاں سے تھوڑے فاصلہ پر کہ اسکی دعا کی برکت سے مایوس شدہ بیمار شفا پاتے ہیں۔ تم میرے ہمراہ چلو۔ غرض کہ وہاں نہ ہو گئے پہنچے اس قریب میں جہاں اس اصراری کا مکان تھا۔ جو کہ جرم کے میدان سے اس عورت کیلنگ تھا۔ اور جو کہ تھا اسکا۔ حبشی غلام اسکو ہوا تھا جذام حاجی صاحب سے اس اصراری نے پوچھا کہ آپ کہ بہتر ترین لے جائیں گے۔ حاجی صاحب بیان کیا اس پر عابدہ کا حال عیاں ہوا وہ بھی اپنے غلام حبشی کو ساتھ لیکر چلا۔ چلتے چلتے۔ سب کے سب پہنچے اس دہقان کے گھر جسکو اس با عصمت بی بی نے مغربی کے تین سو درہم دیکر میرہ کے ہاتھ سے چھڑایا تھا۔ یہ لہجہ اور مزہور ہو گیا تھا۔ اسکی ماں بڑھیا تھی اس نے حاجی صاحب سے اس عابدہ کا حال سنا تو اس ضعیفہ نے بھی اپنے بیٹے کو ہمراہ لیا اور سب عابدہ کے دروازہ پہنچے۔ عابدہ نے سب مرصیوں کو دیکھ لیا اور پہچان لیا۔ کہا تم سب صاف صاف اپنے جرم کا اقرار کرو۔ اور جو تھے تانے میں قصور کیا تو ان مرصیوں کا دور ہونا۔ مشکل ہے۔ حاجی نے بھائی کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ جو کچھ خطا تجھ سے سرزد ہوئی ہے اسکو صاف صاف بیان کر دے اس نے جواب دیا مجھے یونہی رہنے دیجو۔ مجھ سے صاف صاف اظہار نہ کر ایسے۔ حاجی صاحب نے گرم ہو کر کہا۔ سچ بولنے میں کیا شرم کہاں ہے آخر نچی نگاہ کر کے اپنی عفت پناہ ہر اوج کا سب طرح کہہ سنایا کہ وہ زنا سے پاک تھی۔ میں نے ہمت لگا کر مجرم بنایا تھا۔ حاجی صاحب کا یہ حال سکر غصہ سے چہرہ لال ہو گیا۔ تاثر طیش کھا کر چپ ہو گئے منہ سے کچھ نہ بولے عابدہ نے زاری کے ساتھ حق سے دعا کی خدا نے فوراً قبول کی دفعۃً وہ نابینا ہو گیا۔ بعد حبشی جذامی سے کہا کہ تو بھی اپنا ماجراجیج سہار دے اس نے جواب دیا کہ اپنا پردہ میں خوفناش نہ کرو گناہ کے خواہہ نے کہا کہ اگر تو نے جرم کیا ہے تو میں نے اسے صاف کیا تجھ سے انتقام نہ لوں گا تب وعدہ معافی پا کر اسے کہا کہ اسے خواہ وہ تمہارا پھوٹا بچہ لالائق کے ہاتھ سے ناحق قتل ہوا میں نے اسکو مار کر چھری عورت کے بستر کے نیچے رکھ دی تھی۔ اور وہاں سے نکال کر اس سے صوم عورت کو ملزم بنایا تھا۔ عابدہ نے یہ تقریر سن کر حق سے دعا کی فضل الہی سے وہ تندرست ہو گیا۔ پھر مڑ بیا کے بیٹے کی باری آئی اس نے دوبارہ کہا کہ دیکھو کٹھاپو

سے اپنا حال اس طرح بیان کرنے لگا۔ کہ مجھ میری وہ تین سو درہم بابت مالگداری واجب تھی مجھ سے انکا سرانجام نہ ہو سکتا تھا۔ اور میری وہ سخت سزا دی کے درپے تھا۔ ایک عورت فرشتہ رحمت کی طرح ظاہر ہوئی اور اس نے وہ تین سو درہم اوپر دیے ہیں میری وہ تین سو درہم سے چھوٹ کر اسکے پیچھے پیچھے ہونیا اور بد کام کار اور وہ کیا اس پاکدامن نے نہ منظور کیا۔ اور مجھ کو جھڑک دیا۔ چلتے چلتے سمندر کے کنارے پہنچے۔ ایک چارنگ لڑکا نکلا نکلا نکلا تھا۔ میں غصہ میں تو بڑا ہوا تھا اسی اس عورت کو اپنی ٹونڈی ظاہر کر کے اہل جہان کے ہاتھ پیچیدی اسی سے ہوا۔ میرا جو اثر بت سے بیزار ہوں۔ عابدہ نے یہ چار ماہ باجرہ سنکر بدرگاہ قاضی الحاجات دعا کی اس نے بھی مرین مہلک سے نجات پائی۔ جب یہ تین سو درہم دست ہو گئے۔ مثل سابق چاق و چست ہو گئے۔ تو عابدہ نے ان تینوں کو باہر جانے کا حکم دیا۔ اور اپنے شوہر کو رہنے دیا۔ جب یہ تینوں باہر ہوئے۔ تو عابدہ نے اپنے چہرے لیے سے نقاب اتھاوی شوہر اسکو دیکھ کر۔ فرط خوشی سے آنکھیں نہیں آٹ بھرا لیا۔ عورت نے کہا اکیلو اوتے ہو۔ اپنی جان کیوں کھوتے ہو۔ نکو دیکھ کر جھک کر اپنی پاکدامن بیوی یاد آتی ہے۔ اسکی بھی شکل و شبابت ایسی ہی تھی۔ اگر تانہ میں نے اسکو سنگسار نہ کر دیا ہوتا۔ تو میں یہ جانتا کہ تم وہی ہو۔ عورت نے اب زیادہ پر تلک اپنے خاندان کو متہ و درکھنا مناسب نہ جانا۔ فوراً بول اٹھی کہ میں روضہ ہوں پھر ساری سرگزشت ایسی تھی وہ یہ باجرہ اسکر بہت متحر ہوا۔ حق شناس بندوں کی طرح شکر بجالایا۔ اور لوگوں نے بھی مناسب اسکی سلامتی پر خورند ہوئے تینوں خرموں نے بھی بھجنا۔ اپنے افعال گذشتہ سے نادم اور تائب ہوئے۔ اور اسکے پاؤں پر گر پڑے اور اسکی پارسائی کو مان گئے۔ معذرت کر کے عفو کے خواہاں ہوئے۔ اس نے عالی۔ جو صلی سے کام لیکر سب کی خطا کو معاف کیا۔ دو کو مال و دولت دیکر رخصت کیا۔ اس شہر کے لوگوں کو۔ جب یہ باجرہ معلوم ہوا۔ تو انہوں نے اس کے خاندان کو اپنا بادشاہ بنایا اور اعرابی کو اس کا وزیر کیا۔ اس طرح وہ نیک نامی اور شان و شوکت سے رہنے لگے۔ اور حق تعالیٰ کی عبادت اور خلق اللہ کی کار اجرائی۔ کرنے لگے سبحان المصطافعت اور بندگی حق اور پارسائی بھی کیا اچھی چیز ہے۔ یہ بادشاہت جو اسکے خاندان کو ملی ہے ہرگز اس کے کج کاباعت نہ تھی۔ بلکہ اسکی عفت پناہ بیوی کی عصمت کا سبب تھا۔

حکایت دیگر بنی اسرائیل کے زمانہ میں تصانی تھا۔ کہ پوشیدہ ایک کثیر پردہ دار وہ تھا ایک نے اس نے پایا کہ وہ آج فلاں جگہ جائیگی۔ وہ اس جگہ کی راہ میں پہلے سے جا پہنچا۔ اور جب وہ راہ میں آئی اسکو اپنے پیچھے سے میں لایا۔ جب اس عورت نے اپنے کو اسکے قابو میں دیکھا کہا "خدا سے ڈر" وہ خدا سے ڈر کر اس سے علیحدہ ہو گیا۔ وہ لونڈی اسکو جس جگہ جانا تھا گئی۔ اور یہ اپنی بیوی کی طرف پھرا۔ اس میں دویم ہو گئی۔ اور سورج کی گرمی سے بیتاب ہوا اور راہ میں ایک پوشیدہ کا پیغام رس ملا۔ اور یہ وہ لوں گرمی سے بیتاب تھے۔ کہنے لگے کہ اگر اللہ پاک کوئی ابرجید سے تو ہم اس شدت و دھوپ سے بچ جائیں۔ پس ایک برآیا اور سایہ نکلن جواب دہ دونوں راہ ملے کرتے رہے پھر

سرود ایک جگہ سے الگ ہو گئے۔ تو یہ ابراس اللہ سے ڈر کر زنا سے بچ جانے والے کے ساتھ ہو گیا۔ اسے تنبیہ پر بغیر کے پیغام رس کے سر پر سایہ اٹکن نہ تھا۔ اس سے یہ مفہوم ہوا کہ زنا سے بچنے والے کا درجہ بغیر کے پیغام رس سے زیادہ ہوا۔ زنا حرام ہے تو جو چیزیں زنا کی طرف بلا نیوالی اور رغبت دلا نیوالی ہیں وہ حرام ہونگی کیونکہ جو حرام کی طرف بلائے وہ حرام ہے مثلاً بیگانی عورت کی طرف دیکھنا۔ اسپر شہوت کی نظر ڈالنی۔ ناچ رنگ دیکھنا۔ شہوت انگیز گانا سننا۔ خواہ عورت جوان کا ہو یا بوڑھی عورت کا۔ خواہ مرد کا گانا ہو یا امر و نهی کے کارڈیوں کا گانا یا فحش کتنا۔ ایسا یا بد سننا جسے شہوت کو حرکت ہوتی ہو وغیرہ یہ سب حرام ہیں۔ زنا خود بیچاری ہے۔ اور طرح بطرح کی بیچاریوں کا تشبیہ ہے۔ جھوٹ بولنا چال بازی بیچاری کی وعدہ خلافی بے حیا قہرین خود غرضی، چوری، پیردنی، چہ چہ سے عرق، بی بی و اولاد سے بے پروائی، فخر و غری، مکر و فریب وغیرہ یہ سب پاک خصلتیں زنا کی شاخیں اور زانی شخص میں ان ناپاکیوں کا ہونا لازمی ہے۔ زنا سے خلیث بیماریوں کا پیدا ہونا کوئی دشوار امر نہیں ہے۔ کیونکہ زانی کو کیا خبر ہے کہ دوسرا کن بیماریوں میں مبتلا ہے اس کا وبال کیا کیا زانی کو اٹھانا پڑتا ہو اور جب آدمی بیماریوں میں مبتلا ہوا تو خوبصورتی اور چہرہ کا نور کہاں یہی مطلب حدیث قدسی کا ہو کہ زنا کرنے سے چہرے کا نور مٹ جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرمایا ہے کہ زانی کو افلاس لازم ہے اور جبے نا کو افلاس لازم ہے تو مکان کا تباہ و برباد ہونا ساتھ ساتھ ہے اور آنحضرت ﷺ نے حضرت علی کریم اللہ وجہہ کو صیحت افزائی فرمائی۔ کہ اے علیؑ تیرے لئے پہلی نظر درست اور دوسری نظر حرام ہے یعنی پہلی نظر جو کسی اجنبی عورت پر پڑے وہ بلا قصد ہوگی۔ اور اس فتنہ کا اندیشہ نہیں ہے اس کی درست ہے۔ اور دوسری نظر جو قصد ہوگی حرام ہے۔

خلاصہ قرآن مجید و حدیث شریف یہ ہے چونکہ دیکھنا دکھانا اور نظر کرنا زنا کا مقدمہ ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم فرمایا۔ کہ مرد اپنی نظریں سچی رکھیں اور اپنی شرنگاہوں کی حفاظت کریں یعنی زنا کے نزدیک نہ چلیں۔ عورت کو نکاحا تکم اور زینا کی جائیگا ہے کہ اپنی زینت اور آرائش کو ظاہر نہ کریں۔ عورت کا نام بدن سر پہ پاؤں بٹکے زینت ہے۔ کسی عضو اور کسی قسم کے سنگار کو ظاہر کرنا درست نہیں ہے اور عورت کا چہرہ ہی فتنہ فساد کا باعث ہے اس لئے پردہ کا حکم شرع شریف میں ہے۔ عورت کا چہرہ دیکھنے سے شہوت کو حرکت اور سببان ہوتا ہے تمام اعضائے جسم کیسے ہی سدول اور خوشنایکوں نہ ہوں۔ مگر جبکہ عورت کا چہرہ دل بھانسی والا نہ ہو مگر زنا کا اندیشہ نہیں ہے اور ریشیوں سے ناجائز اور بازاری عورتوں سے بھی گھر والی پاکدامن۔ بی بیوں کو پردہ کرنا واجب ہے۔ اور عورت کو ہدایت ہے۔ اپنے پاؤں چلنے میں ایسے زور سے نہ لگیں کہ لوگوں کو اندرونی زلیلوں کی خبر ہو جائے۔ اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے وہ شخص جس نے نجس جادیاں لگا کر اپنے قرابت کی بی بیوں کو نکاح سے یا نکاح ثانی سے روکے ہیں

ناچار وہ بیچاریاں بخلیہ شہوت حرام کاری میں گرفتار ہو جاتی ہیں نہ بے نکاح سے روکے نہ انکو حاجت زنا کاری کی ہوتی۔ اور مولانا قطب الدین صاحب نے فرمایا ہے کہ نکاح ثانی کو جو روکتا ہے باغیب جانتا ہے یہ کفر صریح ہے۔ چنانچہ عروس المؤمنین میں یہ مضمون مفصل لکھا ہے اور استغناء بہت علماء کی مہر و سگ اس میں خلل ہے اور نکاح ثانی برا جانا کفر ہے۔ **لواط و اغلام** مملعون من عمل علی قوم لوطیہ یعنی اجنت کیا گیا ہے وہ شخص کہ کرے کام لوط کی قوم کا۔ لا ینظر اللہ عز وجل الی وجہی فی دجلہ اداصلۃ فی دہوہا یعنی نہیں دیکھیکا اللہ عز وجل نظر رحمت سے طرف اس۔ شخص کی کہ بد عمل کرے مرد سے یا عورت سے اسکی دہریں اسے سمعہ زنا سے لواطت و مساحتہ ہے خراب۔ لواطت مرد مردوں کے ساتھ مساحتہ عورت عورت کے ساتھ یہ فعل زنا سے بھی بدتر ہے اور خراب میں جن تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ اِنَّکُمْ لَتَاۡتُوۡنَ الرَّجَالَ شَهۡوً مِّمَّا فِیۡہِ الذَّلٰۤیۡلِۃُ اَلۡتَسَاۡوِیٰۤی اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّشۡکِرُوۡنَ یعنی تحقیق تم آتے ہو اسے قوم مردوں پرانور دے شہوت اور مباشرت کے۔ اسے قوم تم عورتونکو چھوڑ کر مردوں سے مشغول رکھتے ہو۔ تم حق پر نہیں ہو بلکہ یہود و عیسا خراج کر مینو اسے ہو اور حد سے گزندینو اسے ہو۔ اور حد سے گزر گئے انکے واسطے حکم ہے فاعل مفعول۔ دونونکو قتل کرو۔ یا یہ کہ بلند پہاڑ پر سے فاعل کو گرا دو۔ یا سنگسار کرنا کیونکہ لوط علیہ السلام کی قوم کو گناہ سے گرا دیا۔ لوط کی قوم کا قصہ مختصر یہ ہے کہ انکی قوم خدا اور رسول کی اطاعت چھوڑ کر مردوں کو فعل بد کرتے تھے۔ اور ان کے برے کاموں میں یہ کلمہ شرت سے پایا جاتا تھا۔ اور ناپ تول میں کم کرنا اور مرد بازی اور کورت بازی اور جمیع بازیوں اور چہ بختیں مگر لواطت بکثرت تھی۔ ایک ذر لوط علیہ السلام شہر کے باہر زراعت کا کام کرتے تھے۔ اسوقت جبرائیل اور میکائیل۔ اسرافیل۔ نوحان بے ریشہ انکی شکل بنکر ان کے پاس آئے لوط علیہ السلام نے انکو نہ پہچانا اور مہمان جانکر اپنی قوم کے سبب سے بہت غمگین ہوئے۔ کیونکہ انکی قوم خوبصورت مرد بچوں سے نعل بد کیا کرتی تھی۔ آپ اپنے ہمانونکو لیکر گھر آئے۔ لوط علیہ السلام کی اہلیہ نے ہمانونکے حسن کی خبر قوم والونکو پہچانی وہ جیسے میح پر ہونے دوڑتا ہے۔ آئے۔ لوط علیہ السلام نے دروازہ بند کر کے اپنی بیٹیونکو ہمانوں پر فدا کرنا چاہا اور بہت نرمی سے پکار کے کہنے لگے۔ اے قوم میں اپنی بیٹیوںکا سننے نکاح کر دیتا ہوں ہمانوں کا خیال بہت کرو مجھو ہمانوں سے رسوا و بیحمت مت کرو اور خدا سے ڈرو وہ لوگ بولے اے لوط تم جانتے ہو ہمنو تمہاری بیٹیوںکی خواہش نہیں اور ہم مردوںکو کوئی خواہش رکھتے ہیں۔ القصہ ان بیٹیوں نے دیوار پر سے آنا چاہا تب لوط علیہ السلام بہت گھبرائے۔ فرشتہ انکو گھبراہوا دیکھ کر بولے ہم فرشتے ہیں اور حکم خدا سے ہم اس قوم کو ہلاک کر کے کیلے آئے ہوئے ہیں۔ تم مت ڈرو اور آپ یہاں کو تشریف لیجائیں۔ جبرائیل نے ان ناہنجارونکے منہ پر اپنا۔ پتر۔ ملا اور وہ سب اندھے ہو کر گھر سے

بھاگ کر اپنے لوگوں کی پاس گئے اور انکو خبر دی کہ لوط علیہ السلام کے مہمان بڑے جادو گر ہیں۔ جبرائیل
 نے کہا کہ اے لوط! تم اپنے لوگوں کو ساتھ لیکر صبح ہوتے تک یہاں سے نکل کر دوسری جگہ چلے جاؤ اور
 پھر کرمت دیکھو اور جو رہو تمہاری کافرہ ہے اسکو چھوڑ دو لوط علیہ السلام نے دریافت کیا کہ عذاب کا
 وقت کون سا ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ صبح کو۔ لوط علیہ السلام کے وہاں سے نکلے ہی اللہ تعالیٰ نے
 جبرائیل علیہ السلام کو اس قوم کی ہلاکی کے واسطے فرمان بھیجا۔ جبرائیل علیہ السلام نے اپنے پروں کو
 نیچے زمین میں دھساکے سارے اس شہر کو آسمان کے نیچے اتار لگئے۔ کہ آسمان کے لوگوں نے ان
 شہر دیکھ کر غوٹکی اور کٹوٹکی آواز سنی لوط علیہ السلام کی قوم کے لوگ چار شہروں میں رہتے تھے۔
 شہر میں لاکھ مرد تھے۔ تلوار مارنے والے اس شہر کا نام سدوم تھا۔ جس میں لوط علیہ السلام رہتے
 تھے۔ ان چاروں شہروں کو توفقات کہتے ہیں۔ غرض جبرائیل نے آسمان کے نزدیک سے ان شہروں
 کو زمین پھینکا۔ جن تعالیٰ نے انکو سرنگوں کیا اور اپنے پتھر دنگا منہ برسا یا پتھر پر ایک ایک آدمی کا نام
 لکھا ہوا تھا۔ ان شہروں کے لوگوں سے جو جو سفر میں تھے ان کے نام کے پتھر وہیں اسنے سر نہر کر دیے
 وہ مر گئے۔ ایک شخص تئیس چالیس روز رہا اس کے نام کا پتھر بھی چالیس روز تک ہوا پر الگ معلن
 کھڑا رہا۔ جب وہ شخص مکے سے باہر آیا وہ پتھر اسپر گرا وہ ہلاک ہوا بدکار فاعل مفعول تمام زمین کے
 پانی سے غسل کریں تو یہی اگر توبہ نکریں سرگز پاک نہ ہونگے شیطان جب مرد سے مرد کو فعل بد کرتے پہتا
 ہے تو خوف کھا کر عذاب سے ڈرتے بھاگتا ہے۔ جسوقت مرد سے مرد فعل حرام کرتا بت معشر کا پھٹاؤ
 ساتوں آسمان گرنے پر آمادہ ہوتے ہیں۔ تو ملائکہ انکے کنارہ کو پکڑ کر قتل ہوا اللہ اجل کی سورۃ پڑھ
 میں تب حق تعالیٰ کا غضب فٹنہ ہوتا ہے جو شخص مرد پر کدہ کو شہوت سے بوسہ دیگا۔ ہزار برس حق تعالیٰ
 اسکو دوزخ میں جلا دیگا۔ اگرچہ اس کے کلمہ مثل براہیم خلیل اللہ یا موسیٰ کلیم اللہ یا عیسیٰ روح اللہ
 کے ہو میں۔ جو شخص مرد پر کدہ کو شہوت سے بوسہ دیگا بالواطت کرے گا۔ اگر تمام دریا کے پانی سے ہنسا دیگا
 تو بھی قیامت کے روز جنابت کے ساتھ آویگا۔ جو شخص لڑکے کو شہوت سے بوسہ دیگا۔ تو اس کے
 منہ میں آتش کی لگام دینگے۔ جو لڑکے سے لواطت کرے گا قبر میں سو رہنے کے رہے گا۔ جو شخص کسی لڑکے
 کو بوسہ دیگا شہوت سے گویا ماں سے زنا کیا۔ ماں سے زنا کرنا ایسا ہے کہ گویا شہر ممبروں کو قتل کیا
 فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دو جگہ زمین روتی ہے۔ ایک۔ اول خطہ خون کا جو ناحق کیا
 جاوے۔ جب زمین پر گرتا ہے تو کہتی ہے۔ الہی مجھے حکم دے کہ میں اسکو نکلیجاؤں۔ حکم ہوتا ہے صبر کر کچھ
 بس آویگا۔ اور دوسرے اول خطہ پانی کا جو غسل زنا وغیرہ کا ہوتا ہے۔ جب زمین پر گرتا ہے تو کہتی ہے
 کہ اہی مجھ کو حکم دے تاکہ اسکو نکلیجاؤں۔ حکم ہوتا ہے صبر کر کچھ میں آویگا۔ **نقل ہے** کہ قیامت میں
 لڑکے فریاد کریں گے۔ حق تمہارے پوچھے گا تم کون ہو وہ کہیں گے ہم غلام ہیں نہ راہیگا پھر کس نے ظلم کیا۔

کہیں گے جن مردوں نے ہم سے فعل بد کیا۔ حق تعالیٰ فرمایگا۔ ان کے ہاؤنکو چھینے ہوئے دوزخ میں بجاؤ اور انکی پیشانی پر لکھ دو کہ یہ خدا کی رحمت سے ناامید ہیں۔ اور عورتوں کی جائے ضروری سے دہلی کرنا۔ لواطت سے بھی بد ہے۔ منقول ہے جب عورت عورت سے فعل بد کرتی ہے۔ تو حق تعالیٰ ایک شتر کو حکم کرتا ہے کہ اس کے لئے آتش کی شتر چاؤر اور شتر پرین دو ہر اسکی نہ میں ساپ کچھو بھرے ہوئے تیار رکھ **حکایت** حضرت سلیمانؑ نے ابلیس علیہ اللعنے سے پوچھا تیرے نزدیک عملوں میں سے کونسا عمل مقبول ہے۔ کہا میرے نزدیک لواطت کے سوا کوئی چیز مقبول نہیں ہے اس سے میں بغض کیا نہیں آتا ہوں۔ بہت خوش ہوتا ہوں سلیمانؑ نے پوچھا یہ کس سے سبب سے تجھے مقبول ہے بولا آدمی جب اس عمل کی عادت کرتے ہیں۔ حق تعالیٰ انپر سخت غضب میں آتا ہے۔ جس کے سبب انکو توبہ کے وہ ہو جاتا ہے۔ جب لوگ خدا اور رسولؐ سے شرم و حیا اٹھانے کے۔ گناہ کرتے ہیں خدا سے نہیں ڈرتے جانی شرم ہے۔ اور عذاب جو انپر نہیں کرتا ہے یہ حضرت سے وعدہ کر لیا ہے کہ تیری امت کے لوگوں کو تیرا میں شرمندہ نہ کروں گا۔ ورنہ صورتیں مسح کر دیتا اور عذاب آسمان سے فوراً نازل ہوتا انکو ذیالہ منقول۔ تب نام میں میں ایک بادشاہ تھا اس کے زمانہ میں اسکی قوم کی بخت عورتیں عورتوں سے مشغول تھیں۔ مردوں کو بھول گئیں تھیں اس لئے حق تعالیٰ نے اس قوم کو ہلاک کر کے اس زمانہ کے پیغمبر کو بھی کھانکواگ کی چادر کا پرین آگ کا کمر بند آگ کا تاج اور موزے پہنا کر اور آگ کا کپڑا پہنا کر اڑھا دیا۔ اور آنحضرتؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے استحقاق من الکبا ئیر چٹی بازی کیسیرہ گناہوں میں سے ہے۔ اور فرمایا اپنے ناکھڑا لیل متلفعون یعنی ہاتھ سے فعل کرنے والے پر لعنت کی گئی ہے۔ جلعن کرنا اسے کی انگلیاں قیامت میں حامد ہوگی جلعن کرنا الا سخت مصیبت میں گرفتار ہوگا۔ جلعن کرنے سے اعضا و تناسل کی رگیں ماری جاتی ہیں۔ اور وہ شست ہو جاتا ہے۔ وہ عورت پر قیاد نہیں رہتا۔ اس فعل سے اسے بچوں بچو۔ اور یاد رکھو شہوت آتش ست ازوے پرین آتش دوزخ برخو مکن۔ حق تعالیٰ سات گروہ پر لعنت کرتا ہے قیامت میں انکو دوزخ میں جانی حکم کریگا۔ ۱۱۱۔ فاعل و مفعول۔ حرامکار (۱) عورت کے مقام ضروریہ میں دہلی کرنا اسے۔ ۱۱۲۔ چار پایوں سے صحبت کرنے والے۔ ۱۱۳۔ مان بہن سے محبت کرنا اسے۔ ۱۱۴۔ ہمسائے کی عورت سے کرنا اسے۔ جلعن کرنا اسے۔ ۱۱۵۔ ہمسائے کو ایذا و رنج دینا اسے۔ اگر توبہ کر کے پھر ایسا نہ کریں تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخشے گا۔ اے مسلمانو! مذکورہ بالا امور سے توبہ کرو اور اپنے کو خدا کی طرف رجوع کرو اور افعال بد نہ کرو محبت دے کنا رے کراہی طاقت کے موافق خدا اور رسولؐ کی اطاعت کرو۔ حق تعالیٰ سب مسلمانوں اور مسلمانوں کو نیک عمل کی توفیق دے۔ آمین۔ اس کے بعد توبہ کا ذکر دوبارہ دیکھ کر اپنے ایمان کو تازہ کرو جو لکھا گیا ہے اللہ عفو الرحیم ہے ہم سب کے۔

گناہ معاف فرمائے کیونکہ وہ غافر الذنب وقابل التوب بخشنے والا گناہ کا اور قبول کرنے والا توبہ کا۔ اور
 ہر روز اس دن سے جبکہ ارشاد باری تعالیٰ ہوگا۔ لَمَنِ الْمُلْكُ لَيْسَ مِنْ كِسْفِ يَدِ الشَّيْطَانِ آج
 اور خود ہی فرمایا گا۔ لِلّٰهِ اَلْحَقُّ الْقَهَّارُ اللہ اپنے غائب کی آئینہ مٹھائی شکل نفس
 لیما گسبت اس دن بدلہ دیا جاوے گا ہر روزی روح کو کہ جو کچھ کہہ گیا ہے جو کچھ کہ عمل کیا ہو
 تریک بد۔ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ اللہ جلد پسند والے ہے حساب پ

احسان ربی دیکھو مردوں کے واسطے عورتیں اور عورتوں کے واسطے مردوں کو پیدا کیا تاکہ جائز طریقہ سے نسب
 اولاد کا تسلسل جاری رہے ہم اگر اس کے فرمان کے طریقہ پڑ کر غفلت اس کے مرد مرد و عورت عورت
 کو اختیار کرتے ہیں توبہ کیا خطور اظہم ہے۔ ایسے ہی ترغیب نکاح کیلئے سنت کا بیان دیکھو۔

اس کے سمجھ کر کیا ہم اس بات کو چھوٹے ہیں کہ ہمارے دو کندہ پوئیر فرشتے لکھنے والے بنکی اور بڑی
 ذرا اور لکھتے رہتے ہیں۔ موت ہماری آگ میں سے سوال قبر پیش ہے۔ منکر نیکر پھر قبر سے اٹھنا۔
 میدان حشر میں ذرا اور احساب بنا۔ پھر اٹھتے گزرنا۔ خدا کے روبرو پیش ہونا۔ اس کا حساب لینا
 اور اپنے کردار پر خوش ہونا یا سبکے آگے نہ منہ ہونا۔ ان امور کا یاد دلانا سے سید ہمارا کام
 تھا۔ اب یاد رکھنا تیرا کام ہے۔ آدم ابو العباد نام۔

رہد فَمِنْ شَرِّ مَا يَلْقَى الْقُلُوبُ نَيْشَةً خَرَسَتْ فِيهَا لِلَّهِ مِثْلًا مِّنْ شَرِّ مَا يَلْقَى الْقُلُوبُ نَيْشَةً خَرَسَتْ فِيهَا لِلَّهِ مِثْلًا مِّنْ شَرِّ مَا يَلْقَى الْقُلُوبُ
 آزادہ کتاب سے نو شادہ کرتا ہے۔ میدان اس کا واسطے اسلام کے۔ اَفَسْنَ شَرِّ مَا يَلْقَى الْقُلُوبُ نَيْشَةً خَرَسَتْ فِيهَا لِلَّهِ مِثْلًا مِّنْ شَرِّ مَا يَلْقَى الْقُلُوبُ
 لِلّٰهِ اِسْلَامُ نَفْسٍ عَلَى نَفْسٍ مِّنْ رَّبِّهِ كَمَا يَدُورُ فِي الْقُلُوبِ نَيْشَةً خَرَسَتْ فِيهَا لِلَّهِ مِثْلًا مِّنْ شَرِّ مَا يَلْقَى الْقُلُوبُ
 پس وہ اور پروردگار اپنے سے زہد کے معنی یہ میں کہ باوجود دنیا کے ایسا بے التفات
 ہو جائے کہ دنیا کے پیچھے بھاگتے لگے۔ دنیا کے عیوب اور مضروب اور دنیا ہو نیکی اور آخرت کے منافع
 اور دنیا کو یاد کرے اور سوچے وہ زاہد ہے۔ اَلَّذِيْنَ اَصْنَعُوْا تَصْلَحْنَ فَاُولٰٓئِكَ اَلَّذِيْنَ اَلَا يَدُ
 كَرَّمَ اللّٰهُ قُلُوبَهُمْ اَلْقُلُوبُ اِنْ شَرِّ مَا يَلْقَى الْقُلُوبُ نَيْشَةً خَرَسَتْ فِيهَا لِلَّهِ مِثْلًا مِّنْ شَرِّ مَا يَلْقَى الْقُلُوبُ
 ان کے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے۔ خرب سمجھ کہ اللہ کے ذکر سے لوگوں کو اطمینان ہو جاتا ہے۔ جو لوگ

ایمان لائے اور نیک کام کیے انکے لئے خوشحالی اور نیک نجامی ہے۔ یہی صفت زہد کی ہے۔ جو۔
 شخص صبح ہوتے ہی آخرت کی فکر میں لگ جاتا ہے۔ توحی تعالیٰ اس کا قلب مطمئن رکھتا ہے اور اسکی
 دنیا کی خوشحافظت فرماتا ہے۔ اس بندہ کا دل غنی کر دیتا ہے اور اتنی دینا محبت فرماتا ہے کہ نہ
 دنیا سے پھیر لیتا ہے۔ اور دنیا اس کے پیچھے بھاگتی چلی آتی ہے اور حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جسکو بدشاہ
 کرتا ہوں اسکا شرح صدر کر دیتا ہوں۔ اور اس دلیں نور داخل کر دیتا ہوں جس سے اسکا
 سینہ شرح ہو جاتا ہے صحابہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ۔ اصلی شناخت کیا ہے آپ نے فرمایا

دنیا سے بے رغبتی دین کی طرف توجہ اور موت سے پہلے موت کا انتظار کرتا ہے۔ اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جسکو اللہ پاک زاہد بنا دے اس کے قلب میں حکمت الہیہ لکھی ہے۔
زاہد گوشہ گسائی میں پڑے رہنے کو شہرت سے زیادہ پسند کرتا ہے۔ اور حق تعالیٰ اپنا محبوب بنا لیتا ہے
اور حبیب حق تعالیٰ اپنا محبوب بنا لیتا ہے تو خلق کی نظروں میں بھی محبوب ہو جاتا ہے۔ حقیقی زہد یہ ہے
کہ انسان دنیا کے مال و متاع کی جانب التفات نہ کرے **نقل** ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خدا
یتعالیٰ نے سب کچھ سے رکھا ہوا۔ رائیگاں کر خود وضو کا سامان کیا کرتے تھے کسی نے کہا کہ کیوں آپ
کسی غلام سے یہ خدمت نہیں لیتے۔؟ فرمایا کہ آخر اس کے بھی جان ہے اور اسے بھی آرام کی ضرورت ہے۔
نقل ہے کہ ایک بلوچ بن قیس رو سائے عرب کی ہمراہی میں حضرت عمر کے ملنے کے لئے آئے
ان لوگوں نے دیکھا کہ وہ دامن باندھے اور ہر دو سوڑے پھرتے ہیں جفت کو دیکھ کر فرمایا کہ آؤ
تم بھی میرے ساتھ آؤ۔ بیت المال کا ایک اونٹ بھاگ گیا ہے تم جانتے ہو کہ اونٹ میں کتنے غریبوں کا
حق شامل ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ امیر المؤمنین آپ کیوں تکلیف اٹھاتے ہیں کسی غلام کو حکم دیجو
وہ وضو نہ لائیگا۔ آپ نے فرمایا مجھ سے زیادہ کون غلام ہو سکتا ہے۔

زہد حضرت عمر کا یہ تھا کہ جسم پر بارہ پیوند کا کرنا تھا۔ سر پر بوسیدہ عمامہ پاؤں میں چھٹی جوتی۔ کام یہ تھا
کہ بیوہ اور بیس غور توڑے گھر کا پانی بھرتے تھے۔ اور ان کا سودا خرید کر لاتے تھے۔ اور بڑے بڑے غلوں
سے حساب طلب کرتے تھے۔ اور فیصد کسریٰ کے سقیز ذرق و برقی لباس پہنے کھڑے تھے۔ اور
آپ کے جلال سے کا پتے رہتے تھے۔ **نقل** ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے ایک بندہ سے جب کمال خدا نے روئے
کیا۔ **نقل** ہے کہ عمر رضی اللہ عنہما۔ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوئے مبارک
پر بوریئے کا نقش دیکھ کر روئے نہ گئے۔ حضرت نے پوچھا اسے عمر کیوں روتا ہے۔ کہا فیصد کسریٰ
و دشمنان خدا کو اچھی اچھی نعمتیں میسر ہیں۔ آپ جو خدا کے پیارے ہو ایسی محنت و تکلیف میں ہو
اس لئے مجھے رونا آیا۔ حضرت نے فرمایا کیا تو اس بات سے خوش نہیں کہ انکو دنیا میں یغنییں
ملیں۔ اور آخرت میں ہم کو ملیں۔ عمر رضی اللہ عنہما نے کہا یا رسول اللہ میں خوش ہوں۔

نقل ہے کہ جب ہارون رشید خلیفہ ہوا اور خلافت کا سپرد اس کے ہوا تو علما و صلحا
مبارک باد دینے کے لئے اس کے پاس آئے۔ خزانے کے دروازے کھول دیے اور ہر ایک نغما کر کم
خوب سا دیا۔ اور ہارون خلیفہ ہونے کے پہلے ہشتیں زاہدوں اور عابدوں کا رہتا تھا۔ اور سفیان
ثوری سے دوستی تھی جب اسکی خلافت کی خبر سنی تو اس سے ملاقات ٹوک کی اور صورت اسکی نہ
دیکھی۔ ہارون شائق انکی ملاقات کا تھا۔ چاہا کہ انکو اپنے پاس طلب کرے۔ اور ان سے حدیث
سنے۔ ایک خط سفیان رح کو لکھا۔ مضمون اس کا یہ تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خطاب بندہ۔

ہاروں ریشہ کی طرف سے سفیان دینی بھائی اپنے کے بعد اس کے اسے میرے بھائی تو جانتا ہے کہ حق تعالیٰ نے سچ بھائی چارہ کرنے کے آپس میں کیا فضیلت رکھی ہے اور سبکو جیسا کہ رابطہ برادری کا تھا ویسا ہی نغم ہے اور نسبت ارادت کی تمہاری خدمت میں رکھتا تھا۔ اب بھی باقی ہے اگر یہ بھائی بوجہ سلطنت کا حق تعالیٰ نے میری گردن پر رکھا ہے۔ نہ تو تمہاری خدمت میں حاضر ہوتا جان کہ میرے دوستوں میں کوئی ایسا نہیں کہ جس نے مجھے نہیں دیکھا اور سب کو کیا نہیں دی۔ اور میں نے بھی خزانے اسوال کے انپر کھول دیئے ہیں اور ہر ایک کو الغام واکرام دیا اور تم ذات سے اشتیاق ملاقات کا بہت ہے۔ اور یہ خط بسبب شوق کے لکھا ہے اور تم جانتے ہو کہ مومن کی ملاقات و محبت کی کیا کچھ فضیلت آئی ہے کہ پھر دو بیٹے ہی خط کے جلدی آؤ اور بعد اسکے توقف نہ کرو۔ والسلام۔ جب خط ختم ہوا تو ہاروں نے آدمی کو بلا دیا۔ لکھا و سے کوئی بسبب تیزی مزاج سفیان کے جرات نہیں کرتا تھا کہ اس کے سامنے جاوے۔ ایک شخص عیاذ نام ہتا۔ اسکو وہ خط دیا۔ اور کہا کہ کوہ کو جا اور قید بنی۔

نور کا پوچھ لینا ہاں سفیان ثوری کو تلاش کر کر یہ خط میرا دینا اور جو کچھ جان سے سنے تو وہ ذرہ ذرہ یاد رکھنا۔ اور چہ سے آخر کہنا۔ عیاذ کہتا ہے کہ میں قیدی بنی ثور میں پہنچا میں اور مسجد میں کیا دیکھا میں نے کہ سفیان اس میں بیٹھے ہیں۔ اور جماعت نے گردان کے حلقہ باندھا ہے۔ اس طرح کہ گویا چور میں۔ کہ انکو بادشاہ ظالم کے آگے لئے ہیں اور اس نے انکے قتل کا حکم دیا ہے۔ جب نظر سفیان کی بچہ برٹری تو گہرا کر اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا۔ **أَعُوذُ بِاللّٰهِ الشَّيْخِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ وَأَعُوذُ بِكَ اللَّهُمَّ مِنْ طَارِقٍ نَّيْطِقُ قَتَا أَلَا طَارِقٌ يَجْعَلُ**

اور ان کے اس کلمہ سے میرے دل میں بڑی تاثیر کی۔ پھر مسجد کے باہر آیا جبکہ میں باہر آیا تو سفیان نماز میں مشغول ہو گئے۔ میں نے گھوڑے کو دروازے پر باندھا۔ اور اندر آیا کسی نے اسکے ہنٹن میں سے میری طرف نگاہ کی اور مارے ہدیت کے سرا پر نہ اٹھا سکا اور مجھکو بیٹھے کا اشارہ کیا۔ پس بیٹھا میں مجھکو بھی اسکی ہدیت نے گھیرا کہ انکے پیوں سے انکو دیکھا میں نے اور کہا۔

میں نے سفیان ثوری ہی میں۔ کہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ لوگوں نے کہا ہاں یہی ہیں یہ سبک میں نے خط انکی طرف ڈال دیا وہ اچھلے اور بہا گئے۔ غویا کہ سب مسجد کی محراب میں نکلا ہے۔ پھر ہاتھ پر کمر لپیٹا اور خط کو پکڑا اور ان لوگوں کی طرف کہ انکے پیچھے بیٹھے خط کو ڈال دیا اور کہا کہ پڑھے تم میں سے کوئی اس خط کو کہ کیا ہے کہ میں پناہ دہونڈتا ہوں ساتھ خدا کے اس سے کہ چہوں میں اس چیز کو چھو ہے اسکو ایک ظالم نے۔ جب وہ کو پڑھ چکے تو کہا کہ اس خط کی پشت پر لکھو۔ لوگوں نے کہا اسے اب عبد اللہ وہ خلیفہ ہے۔ اگر ادر کا غز پر لکھیں ہم تو ہتھیرو۔ کہا لکھ اسکی پشت پر اگر یہ کاغذ حلال خدا کا یا ہے تو جائے خیر مانے۔ اور اگر وجہ حرام سے ہے تو خدا اب یا۔

جباؤ لگا۔ اور میں اسی پر کہوتا ہوں تاکہ جس چیز کو کہ ظالم نے چھو رہا ہے ہمارے پاس نہ رہے کہ ہمارے دین کو خراب نہ کرے۔ کہا لوگوں نے کیا کہیں۔ فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط بندہ مردہ سفیان بن عسیہ ثوری کو طرف بندہ کے کہ مغرور ہے ساتھ آرزوں کے کہ نام اسکا باروں رشید ہے کہ سلب کی گئی ہے اس سے حلاوت ایمان اور لکھواتا ہوں اور معلوم کرانا ہوں میں تجھ کو کہ میں نے قطع کیا تجھ سے ملاپ تیرا اور بیزار ہوا میں تیری دوستی سے اس لئے کہ آپ تو نے اپنے اوپر گواہ کیا جھگو اور حاضرین مجلس کو اس مضمون پر کہ لکھا تو نے کہ گھوٹے میں نے دیر ازے بیت المال کے مسلمانوں کے اور خرچ کیا میں نے مال اپنے رفیقین کے۔ اور صرف کیا میں نے غیر صرف میں اور اکٹھا کیا تو نے اخطا پر کہ کی تھیں۔ بلکہ جھگو بھی گواہ کیا تو نے۔ جان یہ کہ میں اودیا رہے گواہی دیں گے۔ فدا سے قیامت کو آگے خدا تعالیٰ کے۔ اس چیز پر کہ کوئی تو نے اسے باروں صرف کیا تو نے مال مسلمانوں کا بغیر رضا کی کے۔ آباراضی تھے تیرے اس فعل پر فقرا اور مسکین اور مجاہدین فی سبیل اللہ اور مسافر آباراضی تھے۔ محافظ قرآن اور اہل علم اور یم۔ اسے باروں بہت واسن اپنا اور تیار ہو جواب سوال کے لئے۔ اور تداہر کر اس بلا کے لئے کہ تری تجھ پر کہ کھڑا کر میں تجھ کو آگے حاکم عادل جل جلالہ کے۔ اسے باروں سلب کی گئی تجھ سے علم زہد کی اور لذت قرآن کی ورتشینی نیکیوں کی اور راضی ہوا تو اس پر کہ ظالم ہوئے تو اوڑھ لیا پیشوا ہوئے تو اسے باروں تخت پر بیٹھا تو اوڑھ لیا اور چارو تکبر کی اوڑھی تو نے اور اپنے دور پر پردہ عزت کا کھینچا تو نے شاہ بہت رب العالمین کے ساتھ پیادگی تو نے۔ ظالمون کو اپنے رد ازے پر بیٹھا تو نے تا لوگوں پر ظلم کریں اور داو بے انصافی کی دیں اور آپ شراب پیویں اور لوگوں پر حد شراب کی ماریں۔ اور آپ زنا کریں اور خلق پر حد قائم کریں۔ آپ چوری کریں اور چوروں کے ہاتھ کاٹیں۔ نہیں جانتا ہے تو کہ گناہ ان سب کا تجھ پر ہو گا۔ اسے باروں یا وکر کہ اللہ تعالیٰ نہ اکرے گا **اَحْسَبُكَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا** یعنی حج کر و ظالمون کو تیری گردن پر طوق اور ہاتھوں میں ٹیڑھ ہو گی۔ اور ظالم تیرے گرد ہوں گے۔ اور تو پیشوا ہو گا۔ اور ظالم ظلم ہو گا۔ بس میری نصحت کو یاد رکھو اپنے دل خدا سے ڈرو اور رعیت کی رعایت کرنے میں کوشش کرو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی محافظت کرو اور سرداری کو سنو اور ملک دست بدست چلا جاتا ہے۔ اور گردن پر بار باقی رہتا ہے۔ جو جیسے کرے گا اسکا خمیازہ اٹھاویگا۔ پس جس نے کام اچھا کیا آخرت میں مقید ہوا۔ بعض نے ایسا کام کیا کہ دنیا میں اچھا ہوا۔ اسے باروں تو نے دین و دنیا کو نقصان پہنچایا۔ امالو جھگو خط نہ کہن میں جو ب نہ دینا یہ تھے زہد حق گو۔ **حکایت** نقل ہے حضرت حنیف بعد ادی سے کہ ایک مرتبہ حضرت سری سٹھی رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انکو بہت اداس بنا کر عرض کیا کہ حضرت آج مزاج کیسا ہے۔ اور اس قدر ملال کیوں ہیں فرمایا کیا کہوں کل عجیب واردات گذری۔

کہ نفس نے بہت تنگ کیا۔ اور سر دیانی نے کوزے سے مینا چاہا۔ بہت ٹالتا رہا مگر وہ نہ مانا آخر مجبور ہو کر ایک مینا کوزہ خادم سے منگایا۔ اسے لاکر خوب صاف کر کے پانی سر و بھر کر میرے پاس رکھ دیا جب میں اپنے معمولات سے فارغ ہوا چاہا کہ پانی پیوں بیکار آنکھ لگ گئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک حور سراپا نور بہا بہت خوبصورت عدا ہستی سے آراستہ میرے پاس کھڑی ہے میں حیر ہو گیا۔ کہ ابھی تیس دن حال بالکمال کہ صاحب حسن کاہے کہ میں نے آج تک نہ دیکھا نہ سنا بھیر میں نے کہا کہ یہ زیبا نش و آرائش کس کے لئے ہے۔ وہ حور منہ بھیر کر بھوس چڑھا کر تیوری بد لکر کہنے لگی کہ جو سر دیانی نے کوزے کا مینا چاہتے ہیں اور خواہش پر جی بھجاتے ہیں ان کے واسطے نہیں ہیں۔

بھیر وہ کوزے کو ٹھوکر مار کر چلی گئی جب میں نیند سے چوٹا تو دیکھا۔ وہ کوزہ ٹوٹا پڑا ہے نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ذوالنون مصریؒ کئی پر سوار تھے۔ اور اس میں شہر کے آدمی امیر و تاجر اور سوداگر بھی تھے۔ ناگہاں کسی سوداگر کا ایک قیمتی موتی گم ہو گیا بسکی تلاش یابی شروع کی ایک شخص جو بہت سیلے بچوں سے کپڑے پہنے تھے۔ ان پر سب کا شبہ ہوا۔ اور غیرت کھا کر جناب باری میں گریہ و زاری کرے لگے۔ کہ رب! حضرت اب غزت و ذلت تیرے ہی ہاتھ ہے۔ پس فوراً دعا انکی و حاجت یہود کے قبول ہوئی۔ کہ بیکار ہزاروں مچھلیاں پانی پر تیرتی ہوئی ہیں اور ایک ایک موتی بے بہا۔ منہ میں لائیں۔ درویش نے ایک موتی لیکر سوداگر کو دیدیا اور بلا خطرہ اسی وقت کشتی سے اتر کر پانی پر چلا گیا۔ خاک راں جہاں را بخفارت منگے توجہ والی کہ دیں گرد سوداگر باشندہ سخاوت من جاکو یا بحسبہ فائدہ عشرم اقصا لقا۔ ایک نیکو کرینواسے کو دس گنا بلکہ ملتا ہے من الناس من نیشی نفسہ بترقاہ صر صناہ اللہ آدمیوں سے وہ بھی میں کہ اللہ کی خوشی کے لئے۔ اپنی جانیں بچ ڈالتے ہیں و لیطعمون الطعام علی حبہ مسکینا و یتیمًا و اسیرًا مسکینوں اور یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں اسلئے حب اللہ و لو کان فاسقا۔ سخی اللہ کا دوست ہے اگرچہ فاسق ہو۔ و لو ینزل علی الفیہیم و لو کان یھیم۔

تخصا صلتہ۔ یعنی اشارہ کرتے ہیں اپنی جانوں پر اگرچہ انکو کوئی حاجت ہو۔ حدیث السنن فی ترمذی من اللہ قریب من اللہ قریب من الجنة قریب من الناس لعل من النار سخی اللہ کے نزدیک ہے اور بہشت کے نزدیک ہے اور آدمیوں کے نزدیک ہے اور دوزخ سے دور ہے دیگر خصلتان احب الی اللہ التواضع و حسن الخلق سخی و خوش خلق اللہ کا پیارا ہے۔ اسے سعید سخاوت کے تین درجہ ہیں۔

سخی آپ کھائے اور دل کو کھلائے۔ کرم وہ جو فقر طلب اور غرض کے دیوے اور اپنے سے دوسروں کو دیا وہ دیوے۔ ایتار وہ ہے کہ آپ نہ کھائے اور دلو کو کھلائے

ہیں

علاقہ

اپنے اوپر اور دنیوی مقصد پر موقوف کرے اپنے اوپر ذرا بھی خرچ نہ کرے۔ اپنے کام کی شے دوسروں کی حاجت میں صرف کرے۔ اور فرمایا انحضرت ﷺ نے کسی دن کسی بندہ کو احسان سے خوش کرو دینا ہزار رکعت نماز سے بہتر ہے۔ خدا خوش ہوتا ہے نیک آدمی کے دینے سے اور مال میں برکت ہوتی ہے اور بد آدمی کے دینے سے اس کے شر سے محفوظ ہوتا ہے۔ سعدیؒ نے کہا ہے سہ بہر نیک و بد بدل کن سیم وزر کہ آن کسب خیر است دین دفع شر و اور دو فرشتہ موکل ہوتے ہیں۔ وہ دعا کرتے ہیں خدایا سخاوت کرو اسے کے مال میں برکت دے۔ اور جب کوئی سائل سوال کرے تو اسکی بات سب سند اس کے کلام کو بچ سے کاٹو نہیں۔ اور جو کچھ ہو سکے اسکی حاجت رفع کرو اگر کچھ نہیں دے سکے تو خوش اخلاقی اور بخوشی سے اسکو راضی رکھو اور اگر کچھ نہ کر دے تو معذرت کرو۔

کہ اسوقت برکت ہے شاید وہ سائل آدمی نہ ہو فرشتہ ہو کہ حکم الہی سے تمہارے امتحان و اخلاق و عادات کے آیا ہو کہ تم فقیروں محتاجوں سے کیسا سلوک کرتے ہو۔ یا جو تکو دیا ہے اسکو بموجب حکم خدا اور رسول کے صرف کرتے ہو یا نہیں اور جو شخص دن رات میں کچھ خیرات کرتا ہے تمام آفات سے بچا رہتا ہے۔ اور مال میں کمی نہیں ہوتی۔ بلکہ دنیا ہی ہوتی ہے۔ اللہ اپنے سے خوش ہوتا ہے۔ اور شیطان نہ دینے سے اور فائدہ اور نفع اسکو ہے جس نے اپنا مال خدا کی راہ میں صرف کیا قبل مرنے کے۔ نقصان اسکو ہے جسے جمع کیا اور چھوڑ گیا۔ اور ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جو شخص تند کرتی نہیں ایک درم راہ خدا میں دے اس سے بہتر ہے کہ بیاری میں سو درم اور زندگی میں اپنے ہاتھ سے ایک درم بہتر ہے۔ مرے پر اس کے نام پر ہزار درم دیں۔

اے سعید جسے مال نہ ہو۔ چاہئے قناعت کرے۔ نہ حرص۔ اور جو مالدار ہے تو چاہئے سخا اختیار کرے نہ بخل۔ سخی کی سخاوت اسکو جنت میں بے جا دیگی۔ اللہ نے کوئی ولی ایسا پیدا نہیں کیا۔ جو سخی نہ ہو۔ اور نیک خوشی اور نیک خواہنا دلی کی علامت ہے۔

سخی کی تفصیل خدا بخشتا ہے سہ سخاوت ہمد را کیمیا است **نقل** ہے کہ جنگ غزائیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتور سے لوگوں کو مار ڈالا مگر ان میں سے ایک شخص کو بخشید انحضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا کہ خدا ایک گناہ ایک اسکو کیوں چھوڑ دیا۔ جبرائیل علیہ السلام زل ہوئے۔ اور کہہ گئے کہ یہ سخی ہوتا۔ اس لئے اس کے لئے حکم ہے کہ چھوڑ دو۔

روایت صحیح ترمذی میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین کے ملک سے نوے ہزار درہم آئے آپ نے ان کو اپنی مسجد کے بورہوں پر ڈھیر کر دیا۔ بھیج کی نماز پڑھ کر بانٹا شد دے کیا۔ بظہر تک ان میں سے ایک بھی درہم باقی نہیں رہا۔ اور اس درمیان میں جو مانگنے والا آیا اسکو دیا باٹنے سے فارغ ہونے کے بعد انعاماً ایک مانگنے

والا آیا۔ اس نے سوال کیا۔ آپ نے فرمایا۔ ابومہ سے پاس کچھ باقی نہیں رہا جو دوں بازار کھانا
اور سووا گروں سے میرے نام جو کچھ چاہو خرید لو اور میرے ذمہ لکھو اوو اور جب کچھ میرے پاس
آویگا۔ دو لگا۔ اتنے میں حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! حق اچالی ہے آپ کو مقررے زیادہ
تکلیف فرمائی نہیں پھر کس واسطہ آب اپنے اوپر قرض کا بوجھ اٹھاتے ہیں حضور کو یہ بات خوش نہیں
آئی۔ اور آپ کے چہرہ مبارک پر غمی کے آثار نمودار ہوئے۔ ایک انصاری نے جو وہاں حاضر تھا
عرض کیا۔ وہ بے باعوش کے مالک سے محتاج ہونے کا خوف نہ کرے۔ نہ ہی آپ ہنسے اور آپ کے چہرہ
مبارک پر خوشی کے آثار نمودار ہوئے اور فرمایا لنگے۔ اسی طور سے مجھے حکم ہے۔ اور سورجوں
حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت کی بخشش عام اور ازل سے تمام نبی کہ اللہ نے آپ کو میان روی سے معہ
کیا۔ اور بہت دینے والے اور زیادہ خرچ کرنے پر نبی کی ایت نازل ہوئی۔

روایت ہے کہ ایک کن آنحضرت بیٹھا ہے۔ کو ایک ایک کے لئے اگر کہا یا رسول اللہ! میری
ماں عرض کرتی ہے۔ کہ میرے پاس کوئی کتاب نہیں جو ہندوں ایک عجیب عطا کیجئے۔ ارشاد فرمایا کہ
گھڑی جبر لہر کہ آئیں دو لگا۔ وہ لڑ لگا گیا اور پھر اگر عرض کرے لنگ۔ میری ماں عرض کرتی ہے جو آپ
پہننے بیٹھے ہیں بنے سنایت فرمائیے۔ آنحضرت اسی وقت رداۃ خازن کو تشریف لے گئے۔ اور اس کو
کو اپنے بدن مبارک پر اسے اوتار کر ٹوٹے کے پاس بچو آیا۔ کہ سے جا اپنی ماں کو دے اور آپ تنگ
بدن بیٹھے رہے وہ اصحاب کے آگے انتظار میں بیٹھے تھے تنگ ہو کر اٹھ کر چلے گئے۔ حق تعالیٰ
نے یہ ایت نازل فرمائی۔ لَا تَبْتَذِرْهَا كَلَّا الْبَسَطُ۔ یعنی اقدار اپنا ہاتھ نہ کشاؤ نہ کہ کہ برہنہ ہو کر
گھر میں بیٹھ نہ رہے۔ اس واسطے صحابہ عرض کرتے تھے۔ یہ جان والی اپنا نبی پر آج قربان کیجئے
ان کے قدیم پیر تصدق یہ دل و جاں کیجئے بے مال کی اور جان کی کیا ہے حقیقت سو مند بے لاکھ جانیں
بھی اگر ہوں نذر جان کیجئے بے حج گئے شفاعت کے سبب دوزخ سے ہم بے شکریہ انکا اوائے نل
کس عنوان کیجئے یہ حاصل سعید یہ ہے کہ مار گئے نہ بننا چاہئے۔ ایسے ہی آمد سے زیادہ خرچ کر کے
مقررہ نہ ہونا چاہئے۔ مشہور بات ہے۔ کہ چالیس ہزار روہم جو کل مال حضرت ابو بکر
صدیق رضی اللہ عنہ کا تھا۔ سب دین کی مدد اور حمایت میں آپ نے صرف کیا اور سب نبوی کے
بنائے میں چہ ہزار روہم دیکھ جانی ہاتھ رہ گئے۔ یہ مال و جان دونوں کے تیسرے شمار بے اب ہستی
سے شمار ہے جس پر چنانچہ فرمایا رسول اللہ نے۔ نہیں نفع دیا جبکہ کسی مال نے ہرگز ایسا کہ جیسا نفع دیا
جبکہ مال ابو بکر نے۔ یہاں تک کہ کپڑے بھی بدن کے راہ سولی میں دیدیئے۔ تو ایک کبیل کا گڑا
بجائے کرتے کے گلے میں ڈالا اور کالوں تہ بند کر کے حضرت کی خدمت میں بے ملال جیسے ہر وقت
حاضر باش رہتے تھے۔ حاضر ہوئے۔ حضرت جبرائیلؑ حاضر ہوئے اور حضرت سے پوچھا

آج ابوبکر کا کیا حال ہے، وکیہ اباس پنا ہے۔ حضرت نے فرمایا انہوں نے تمام مال دنیا میں دے دیا
اللہ جل شانہ میں صرف کر دیا اور اللہ جل شانہ نے اس پر نیک عمل سے صوابی اللہ علیہ السلام سے کہا کہ
حق تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کو سلام فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ اس مفلسی اور ہتھکڑی میں بھی ہم
سے خوش ہے۔ حضرت ابوبکر نے یہ حال حضرت سے سننا بطور ربابہ و بد و شہرت اور وقت میں لے لے
اور اس لئے کہ ابوبکر کہتے تھے۔ انا عن ربی کریم انا عن ربی کریم میں اپنے رب سے لڑتی
ہوں میں اپنے رب سے راضی ہوں اس لئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمام دنیا کے مال
کو ابوبکر کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو ابوبکر کا ایمان وزنی میں سمیٹا۔ حدیث میں آیا ہے کہ۔
سخاوت بہشت میں ایک درخت ہے جو سخاوت کرتا ہے۔ اس کا پھل اس درخت کی شاخ پر پڑتا ہے جو
ہے جب تک اس کو بہشت میں نہ پہنچائی جائے ہاں یہ نہ چھوڑی جائے اور نہ فرمایا ہے کہ اگر کوئی اس کا پھل
یعنی جنت خلدی لوگوں کا کھڑے ہے۔ حق تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے کہ جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے
ہیں انکی مثال اس درخت کی سی ہے جس میں سات بائیں ہوں اور ہزار ہاں ہوں مثلاً اور۔

رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ جنہوں نے اپنا مال دونوں ہاتھ بھرنے یعنی اب دہر کر راہ خدا میں دیا
ہو وہ ہلاکت سے نجات پاویں گے۔ چونکہ سخاوت سے حقوق کی ضرورتیں اور محتاجوں کے فاقہ رفع ہوتی
ہیں اس لئے حدیث میں آئی ہے کہ مستحقین کے لئے شہل راز وغیرہ کے اور چونکہ عام مخلوق کو اللہ
سے محبت رکھنا حکم ہے اور مسلمان بندے محبت کا دعویٰ بھی کرتے ہیں لہذا اللہ پاک نے مال خرچ
کرنے کو اپنی محبت کا معیار اور آزمائش کی کوئی بنایا ہے تاکہ مدعیان ایمان کے دعویٰ کا بھٹ بچ
کھلچا وے اور چونکہ عام قاعدہ ہے کہ ایمان اپنی محبت کے نام پر جسکی محبت غلب میں زیادہ ہوتی ہے
اپنی تمام مرغوب اور پیاری چیزیں لٹا دیا کرتا ہے۔ پس مال جیسی پیاری چیز کا حق تعالیٰ کے نام پر خرچ کر
ڈالنا خدا کے ساتھ محبت ہونے کی علامت ہے اور کچل کر خدا کی محبت ہونے کی دلیل ہے۔

جس موقع پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تمام مال راہ خدا میں دیا تھا۔ حضرت فاروق عمر رضی اللہ عنہ
نے نصف مال حتیٰ کہ ایک پاؤں کا موزہ یعنی سب مال کا نصف لائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے۔
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اے ابوبکر اپنے لئے کیا رکھا۔ تو عرض کیا اللہ اور اللہ
کا رسول اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دونوں کا فرق مراتب دونوں
کے جواب سے ظاہر ہے۔ اور ایک موقع پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اسے عمر اگر میں
نبی بنا کر بھیجا جاتا۔ تو ضرور تم کو نبی بنایا جاتا۔ یا میرے بعد نبی ہو تو عمر ہوتا۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ چھپا کر خیرات کرو یا پردہ و گار کے غصہ کو کھینچتا ہے جو کچھ
بھی دیا کرو لوگوں سے چھپا کر دیا کرو اور جو مسلمان اپنے دائیں ہاتھ سے اسی طرح خیرات۔

کرے کہ بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں جگہ دیکھا۔ جبکہ حشر کے دن اللہ کو عرش کے
سوا کہیں سایہ نہ ہوگا۔ اس میں ریا سے بچنے کے لئے تاکید ہے اور وہ اس لئے کہ جب مسلمان قبر میں کھدیا
جاتا ہے تو ریا سانپ کی صورت اور بخل بھوک کی صورت بنکر اسکو تکلیف پہنچاتا ہے پس جس نے خیرات
کرنے سے جی چرایا اور بخل اختیار کیا تو اسے اپنے کانٹے کے لئے بچھو بیچ دیئے۔ اور اگر کسی نے خیرات
تو کی مگر دکھائے اور نمودار ہونے کی غرض سے کی ہے تو بھوکو گو گیا سانپ کی غذا بنایا۔ اس صورت
میں بچھو سے نجات مل گئی مگر سانپ کی زہریلی قوت اور زیادہ ہو گئی۔ اور خیرات دیکر اسپر احسان جناب
اور چہرہ پسندیدہ ہو وہ دو اور ناپسندیدہ خاطر کیسے مناسب ہے اور جب کچھ بھی دینا ہو وہ خندہ و
کشاوہ پیشانی دو۔ اور اہل نابل و بیکردو۔ اور یوں ارشاد نبی ہے کہ اگر کسی چھپا کر دے تو وہ
سات سو پیسوں سے جو ظاہر دے ایک پیسہ بہتر ہے۔ اور ترمذی شریف میں ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لشکر عسرت کی تیاری میں تھے۔ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سداوند
سامان حاضر کیے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد سداوند اور لائے۔ یہاں تک کہ تین تونوں کے ست
پہنچی۔ اور ہر جمعہ کو عثمان غنی رضی اللہ عنہ ایک غلام آزاد کیا ہے۔ سہواً اور اتفاقاً قضا ہو گئی تو
ادا کی ہے۔ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مسجد مدینہ طیبہ کو وسیع فرمایا۔ طولا ایک سو ہاتھ گز
اور عرضاً دویڑھ سو گز کر دیا۔ اور منقش پتھروں کے ستون لگائے۔ اور فرش بنوایا۔ اور آپ
نے اسلام میں بہت سی سخاوتیں کی ہیں اور قبل اسلام سے مشرف ہونے کے بھی آپ تسبیح
مرومی ہے کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا حساب نہ ہوگا۔ بیکرت اس دعا کے جو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے انکے حق میں کی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان سے حساب معاف کیا وہ دعا اس بار
میں تھی کہ عید کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لوگوں میں فاقہ تھا۔ جب رسول اللہ عید گاہ
کو جانے لگے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یا رسول اللہ آپ کو معلوم ہے گا پکی
سیدہ بیویوں کے یہاں عید کے دن کھانے کو نہیں ہے رسول اللہ خوش ہوئے اور فرط خوشی
سے آپ سہلہ لیتے تھے اور فرماتے تھے۔ کہ اب میری نعمت پوری ہو گئی اور میرا فقر کمال کو پہنچ
کیا۔ اسے عائشہ کیون ٹھناک ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ اس امر سے خود خوش
ہوں۔ مگر فقر اور یہ عورتیں اور یتیم دستار کے مطابق آؤ نیٹے۔ ان سے شرمندگی ہوگی۔
آپ نے فرمایا انکو اور ہکوا اللہ دیکھا۔ جب آپ تشریف لائے۔ تو دیکھا کہ آپ کے دولت خانہ
مصطفوی سے فقروں کو کھانا پکنا اور کچا دیا جا رہا ہے۔ آپ نے پوچھا اے حمیرا یہ کھانا کہاں سے
آیا۔ حضرت عائشہ نے کہا حضرت عثمان غنی نے ساہو اونٹ آئے تھے اور دس اونٹ روغن کر
اور دس اونٹ شہد کے اور سو بکریاں اور پانسو دینار نقد بھیجے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ۔

سب بیویوں کو حصہ دیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کہ سرگھڑا سی قدر بچا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے حسن عثمان بن عفان پر حساب آسان کر حضرت جبریل پہنچے اور کہا۔ یا رسول اللہ آپ کی وعاد عثمان غنی کے حق میں قبول ہوئی۔ اور ان سے قیامت کے دن حساب نہ ہوگا۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ نبی کی عمر کا ایک برس نخل کی عمر کے سوبرس سے بہتر ہے حکایت حضرت کرم اللہ وجہہ ایک روز غلہ خریدنے کی نیت سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ایک چادر بازار میں بیچنے کے لئے لے گئے اور چھ درم کے بدلہ ایک خریدار کے ہاتھ فروخت کر دی راہ میں ایک سائل کو سوال کرتا ہوا دیکھ کر سب درم سائل کو دیدیئے۔ اس بات کا کچھ خیال نہ کیا کہ گھر بچاؤں گھر میں سب بمبو کے ہیں۔ لیکن خدا سے پاک کی شان دیکھنے کو حضرت جبرائیل علیہ السلام اعرابی کی صورت میں ناقدینے ہوئے آپ کے سامنے آئے۔ اور کہنے لگے۔ علی تم اس ناقد کو خریدنا چاہتے ہو تو خرید لو قیمت پھر دیدینا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سو درم قیمت سے خرید لی اسے میں حضرت میکائیل ملے اور یوں کہا کہ اگر تم اس ناقد کو چھ تو ایک سو ساٹھ درم دیتے ہیں ہمیں دیدیئے۔ آپ ہمیں دیدیئے۔ آپ بہت خوش ہوئے اور ایک سو ساٹھ درم لیکر اسی وقت دیدیئے۔ اسکے بعد حضرت جبرائیل ملے اور اپنے سو درم طلب کئے۔ آپ نے فوراً سو درم دیئے۔ اور ساٹھ درم لیکر اپنے گھر واپس آئے۔ حضرت فاطمہ نے دریافت کیا یہ ساٹھ درم کیسے کو فرمایا کہ خداوند کریم سے تجارت کی تھی۔ ساٹھ درم کا نفع ہوا۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے رسول خدا سے تمام ماجرایاں کیا۔ آپ نے فرمایا بیچنے والے جبرائیل اور خریدنے والے میکائیل اور ناقد وہ تھا جو قیامت کے دن فاطمہ کی سواری میں ہوگا۔ دیکھو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے چھ درم اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف کئے تھے۔ ۷۰ کے بدلے میں ساٹھ درم ملے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ مَنْ جَاءَنَا بِالْحَسَنَةِ قُلَّةٍ نَعْتَمِّرُ لَهَا لَقْلًا۔ لقل ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کافروں کی طرف سے کھٹکا ہوا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ کی جگہ سو رہے اس لئے کہ کفار آپ کا قصد کریں گے تو میں اپنی جان قربان کر دوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل اور میکائیل کو وحی بھیجی کہ اسی وقت تم دونوں زمین پر چلے جاؤ اور اسکو یعنی علی کو دشمن سے محفوظ رکھو۔ دو نوڑشتے آئے اور حفاظت کرنے لگے جبرائیل علیہ السلام سرہانے کھڑے ہوئے۔ اور میکائیل بائیں طرف کھڑے ہوئے۔ اور کہتے تھے۔ آفئس آفئس اس واقعہ کی شان میں۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُشْرِي نَفْسَهُ بِمُتَاعٍ مُّتَعَاتٍ مِّنَ اللَّهِ۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی جان حضرت اقدس پر خدا کرنے میں دریغ نہیں کی۔ اور حق برادری ادا کیا اشارہ اسکو کہتے ہیں۔

ہر وہی ہے کہ صف جنگ میں ایک کافر حضرت علی کے مقابل تھا۔ اور اس نے کہا

کہ آپ بڑی سخی ہیں۔ تو اس وقت مجھے اپنی تلوار دیدیجئے۔ آپ نے فوراً تلوار دیدی آپ اس وقت میں جو کہ جان جو کھوکھلا وقت تھا اور کوئی اپنے دشمن کے مقابلہ میں اس طرح کی سخاوت نہیں کرتا اور اس سبب سے سخاوت ختم ہے حضرت علیؓ پڑ۔ **لقل** ہے کہ لیکن حضرت علیؓ نے نئے لوگوں کے لئے پوچھا کہ آپ کہیں روئے ہیں کہا سات روز سے کوئی ہمارے گھر نہیں آیا۔

لقل ہے کہ کسی قبرستان میں حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کا گدڑ برباد آپ نے فرمایا اسلام علیک یا اہل القبور پھر آپ نے فرمایا اسے قبر والو تمہارے مال و اسباب کے دوسرے لوگ مالک ہو گئے تمہارے گھروں میں دوسرے بس گئے۔ تمہاری عورتیں دوسروں کے نکاح میں ہیں یہ خیر کم کو سمجھو اور کہہ سکتو اپنی خبر سناؤ۔ آواز آئی یا شیر خدا علیکم السلام یہ خبر سنو جو پہلے بیجا وہ سب ہم نے پایا اور جو کچھ چھوڑا وہ نقصان کیا۔ اب سوئے انسانوں کے کہہ نہیں سکتے تھے اس لئے۔

روایت ہے کہ حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ دونوں صاحبزادے ایک مرتبہ بیمار ہوئے۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ میں نے تین روز سے خدا کے واسطے اپنے اوپر نذر مقرر کیے۔ حضرت خاتون زہرہ رضی اللہ عنہا نے بھی تین روز سے اپنے اوپر مقرر کیے۔ اور آپ کی لونڈی جس کا نقصہ نام تھا۔ اس نے بھی تین روز سے اپنے اوپر مقرر کیے۔ پھر خدا نے اپنے فضل و کرم سے دونوں صاحبزادوں کو شفا بخشی۔ تینوں شخص موافق نذر مقررہ کے روزیدار ہوئے۔ اس نے حضرت علیؓ کے گھر میں کھانے کی کوئی چیز نہ تھی۔ آپ نے شمعوں بیو دی کے کہاں سے تین سیر جو قریش پہلے۔ اور اسکو گھر میں لاسکے دیئے حضرت خاتون جنت نے وہ جو چٹکی میں پیسے اور لونڈی نے گھر کے آدمیوں کی گنتی کے برابر پانچ روٹیاں پکا کر تیار کیں۔ پھر انظار دی کے وقت وہ پانچ روٹیاں لاسکے ان حضرات کے سامنے رکھیں۔ انہوں نے چاہا کہ اس میں سے لقمہ توڑ کر منہ میں ڈالیں اتنے میں دروازے پر آکر فقیر نے سوال کیا۔ اور کہا کہ حق تعالیٰ کی سلامتی تم پر ہو۔ جیسے اہل بیت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک فقیر مسلمان تمہاری دروازے پر آیا ہے۔ اور اس کے گھر میں پانچ آدمی ہیں۔ انکو کھانا کھلاؤ حق تعالیٰ تمکو جنت کے خانوں میں سے کھلاؤ گا۔ پانچوں حضرات نے وہ پانچوں روٹیاں سائل کو حوالہ کر دیں اور آپ سب پانی پی پی کے سو رہے پھر صبح کو روزہ رکھا۔ اور اسی طرح دوسرے دن ایک سیر جو چٹکی پانچ روٹیاں پکانی۔ اور انہار کے وقت ایک تیمم آیا اسکو وہ روٹیاں دیں تیسرے دن ایک قیدی آیا اسدن اسکو حوالہ کیں چہ خفی صبح کو جو اٹھے بھوک کی شدت سے طاقت ہٹنے کی نہ تھی۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسینؓ کے دیکھنے کو تشریف لائے سبکو دیکھ کر پکچھنیا بی ہوئی۔ پوچھا کہ میری بیٹی فاطمہ زہرہ کہاں ہے۔ حضرت علیؓ نے

نے کہا یا رسول اللہؐ اپنے صلے پر نماز میں مشغول ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ پیٹ پیٹھ سے لگ گیا اور آنکھیں اندر گھس گئی ہیں۔ یہ حالت دیکھ کر آنحضرتؐ کے آنسو جاری ہوئے اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام سورہ دھریکہ نازل فرمائی اور کہا کہ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سورت تمکو اور اہل بیت کو مبارک ہو۔ اور یہ آیتیں پڑھ کر سنائیں **وَقِطْعَتُونَ الطَّعَامَ عَلَى حَيْثُ هَبَسْنَا قَدِيقًا وَأَمِيلُوا** پھر اس کے بعد حضرت رب تعالیٰ نے ظاہری فتح عنایت کی اور پھر کبھی ایسے فقر کی شدت میں مبتلا نہ ہوئے۔ اور ایسا راوی بیان کرتے ہیں کہ ان تینوں دنوں میں فقیر اور یتیم اور اسیہ کی شکل بنا کر حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے یعنی اہل بیت کے صبر کے امتحان کے واسطے۔ اسی واسطے کہا ہے حضرت علیؑ نے ملک دنیا کو اپنی سنان سے لیا۔ یعنی نیرنگی نوک سے جہاد کر کے اور ملک عقی کو سہ نان سے خرید کیا یعنی تین روپوں سے۔ پس عمل کر نیو اسے قول خدا اور رسولؐ کے لئے یہ لوگ تھے سخی۔ باطن صاحب ایٹا سے سخاوت بود کار ما جب دلاں پہ سخاوت بود پیشہ مقبلاں یہ اس کے بعد خداوند تعالیٰ نے انکی شان میں **فَهُمُ اللّٰهُ يَشْرَفُ لَكَ اَيُّوْمَ**۔ یعنی اللہ نے انکو اس دن کی (قیامت) کی برائی سے بچالیا۔ اور فرمایا۔ **وَأَقْبَلْتُمْ نَصْرًا وَنُصْرًا**۔ یعنی دیکھیں گے وہ تانگی کو جس وقت سب لوگ پریشان ہو گئے تھے **هَاجَرْتُمْ بَيْنَا مَبْرَرًا وَاجْتَنَبْتُمْ وَحَرَمًا** جزا دینا انکو رب الکا سبب انکے۔ صبر کے جنت رہنے کے لئے اور جبر پینے کے لئے۔ **لَقُلْ** عائشہ رضی اللہ کے پاس زہرہ رضی اللہ عنہا نے خریدے سم اور ایک لاکھ اسی ہزار درہم بھیجے آپ نے سب تقسیم کر دئے شام کو جب افطار روزہ کیا تو روٹی روغن ریتون سے تاول کی گوشت نہ تھا۔ لوٹدی لے کہا کہ اگر ایک درہم کا گوشت ہمارے لئے خرید کر لے تو کیا ہوتا۔ عائشہ رضی اللہ نے کہا کہ اگر تو۔ یاد دلاتی تو البتہ میں خریدتی۔

سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ہمہ وقت شہور کریم مستقیم ہو کہ بہت آفرینندہ جاں کریم ہو۔ حکایت حضرت فاطمہؑ کی شادی کے وقت کیا کرتا تیار کرنا گیا تھا۔ اور ایک انار کرتا آپ بدن مبارک پر ہوتا۔ ایک روز ایک سائل نے انکار کیا۔ خدا کے واسطے ایک پرانا کرتا ملجاؤ پس آپ سوچ کر جب تک عمدہ اور پسند اللہ کی راہ میں خروج نہ کرونگی بھلائی نہیں حاصل کر سکتو یہ خیال آئے ہی کیا کرتا سائل کو دیدیا۔ حالانکہ سائل نے پرانا کرتا مانگا تھا۔

بہرہ داری صرف کن در راہ او پہنچتا تو البتہ حتی تعقوا۔ حکایت امام حسنؑ اور امام حسینؑ جنگل میں تھے۔ اور انکو پیاس لگی تو بعد تلاش بسیار کے ایک بڑی سیاح کی جھوٹری پر گئے۔ اس سے ٹھنڈا پانی مانگا۔ اس نے کہا ٹھنڈا پانی نہیں ہے۔ آپ صاحبان میں کسی نے کہا کہ کوئی جانور دودھ دین والا ہے کہا بڑھیا نے کہ ایک بکری ہے اور وہ بھی بڑھیا ہونے کی وجہ سے

اب مجھے دینے سے بند ہو گئی ہے تو دو دو دے نہ کیا کیا ذکر ہے، صاحبزادوں نے کہا کہ اس ہی کو نے نو، بڑھیا اسکو لے آئی۔ صاحبزادوں نے بسم اللہ پڑھ کر ایک ایک تھن پانی سے دھو کر شروع کیا وہ تھن ملائم ہو کر دو دھوئیں سے ابتر ہو گئے خدا کی قدرت و دونوں صاحبزادوں نے منہ لگا کر تھنوں سے دو دو پینا شروع کر دیا۔ اور اللہ کے فضل سے خوب سیر ہو کر دو دھوی لیا اور پیاس کی شدت رفع ہو گئی۔ آپ صاحبان نے فرمایا بھی: یہ آنا تمہارے پاس، اتنا غرض عرصہ کے بدوہ بڑھیا مدینہ میں حضرت حسنؑ کو دکھلائی دی تو اسکو اپنے مکان سے لے آئے اور انہیں دونوں میں تنخواہ دیت المال سے ملتی تھی اور صرف پانچ سو درم تھے۔ سب اس بڑھیا کی نذر کیے۔ اور اسکو اپنے بھائی حسینؑ کے پاس لے گئے۔ تو انہوں نے بھی ساٹ سو درم پیش کئے۔ یہ حال بہتان کے کرم کا کشف العجب میں لکھا ہے کہ ایک دن ایک شخص جناب امام حسینؑ کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ بہت دور ماندہ و محتاج ہوں۔ اور خیال اطفال بکھتا ہوں آپ نے اسے تھرایا اتنے میں پانچ توڑے دینا روں کے معاویہ ابن ابی سفیان نے بھیجے۔ امام حسینؑ نے پانچوں توڑے اس فقیر کو عنایت کئے اور غدر کیا کیجئے انتظار میں بہت تکلیف ہوئی ہے

حاکم ظہور اسلام سے حضورؐ سے ہی دن بیشتر قید کے ایک معزز اور نامور آدمی گذر رہے تھے سخاوت میں اس طرح مشہور ہے کہ نوشہہ وال عدل میں رستم شجاعت میں۔ گھوڑے کی تیب اس نے فیاضی کی ہے۔ اس کا واقعہ خود اسکی بیوی نے بیان کیا ہے۔ وہ کہتی تھی حاکم کی فیاضی کا اثر عجیب ترین نمونہ مجھے یہ نظر آیا۔ ایک سال سخت قحط پڑا قیدیہ والوں کے کپڑے لے کر تک بک گئے اور سب فاقہ کر رہے تھے۔ خود میرے گھر میں یہ حالت تھی کھانا کو کچھ نہ تھا اور سب فاقہ سے تھے۔ مارے بھوک کے کسی طرح نیند نہ آتی تھی۔ ہمارے بچہ بیک بیک کر رہے تھے۔

آخر میں نے لڑکی کو چھیک چھیک کر بھوکا سلا دیا۔ اور حاکم نے لڑکے کو بھلا بھلا کر سلا دیا۔ اب میں شدت گرسنگی سے سونا دھوا رہا تھا۔ اس وقت حاکم نے بچہ پائیں چھیر کر مجھے سنانا شروع کیا۔ تاکہ میں بھی سو جاؤں۔ اس وقت مجھے اسکی جھوک پرانوس آیا اور خاموش ہو کر آنکھیں بند کر لیں کہ شاید خاموشی کر رہے ہو جائے۔ جو سنا کہ دھچک دھچک سے بچہ کھانے پر سو گئیں۔ میں نے جواب نہ دیا تھے میں اسکی نظر خمیہ کے بیرون سخن کی طرف پڑی تو دیکھا کہ کوئی آیا ہے۔ چپکے سے اٹھ کر باہر نکلا اور دیکھا کہ ایک فاقہ زدہ عورت کہہ رہی ہے حاکم میرے بچہ بیک بیک کر رہے ہیں۔ اوکھوں کی طرح شور کر رہے۔ کچھ پاس نہیں ہے۔ حاکم نے کہا اچھا اپنے بچہ کو لے دو میں انہیں کھانا کھلا دوں گا۔ یہ سن کر ہی عورت اپنے بچہ کو لیے گئی۔ اور حاکم نیمہ کے اندر آیا میں نے سر اٹھا کر کہا ان بچہ کا پتہ کیسے بھرو گے۔ بخود تمہارے بچہ فاقہ سے پوٹے ہیں اور بھوک سے تباہ ہیں بھلا ابو خدا کی قسم میں انہیں بھی کھلاؤنگا یہ کہ حاکم نے اپنے خاص گھوڑے کو جو اسکا بہت ہی عزیز تھا نام خدا ایک دھچک کر

ڈالا اور گوشت دیگ میں چڑھا دیا اتنے میں عورت بھی اپنے بچہ کو لیکر آگئی جاتے ہوئے انکو خوب شکم سیر ہو کر کھلا یا پھر خیال کیا کہ یہ بڑی شرم کی بات ہے کہ ہم اپنا پیٹ بھر لیں اور قیدلے واسے فائدہ سے ہوں یہ کہ قیدلے کے ایک ایک کیمبر پر جا کر لوگوں کو کھو گیا۔ اور کہا جلدی آؤاں کد روشن بہت اور گوشت تیار سب لوگ آئے۔ گوشت پر جبک پڑے بے تکلف کھانا شروع کیا۔ اور جاتم مہنہ کو چادریں لپیٹ کے اوچھپ کے ایک کو نہ بیچہ گیا صبح ہوتے ہوئے سوا کھروں اور دہلیز کے کچہرے بٹنا۔ اور جاتم نے اس میں سے ایک لٹہ بھی نہ چھلکا حالانکہ جو لٹہ ہے کہ جاتم سے زیادہ بھوکا تھا۔ **منقول** ہو کہ کہ غزوانہ و ہف خود رانی اور جوئی خدائی کے چار سو برس جیاء اور خوب عیش آرام میں رہا اور دہلے کے نام بھی سرسبئی نہ کہا۔ ہر نہ سوئی علیہ السلام نے ہاں کی اور راہ راست پر نہ آیا اور ہر دھڑا ہی میں رہا۔ آخر خیر ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب باری میں عرض کی کہ خود ذرا اسلو غارت کر کہ اسکی گمراہی سے سارا جہان گمراہ ہے۔ حکم ہوا اسے موسیٰ تمہاری عرض قابل قبول ہے مگر نہایتیں اس ناپسند کی محکوم ہیں۔ اسواسطے یہ خود رانی اور جوئی خدائی کرتا ہے۔ اپنی سرگاہوں میں بیچتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ کسی پر ظالم نہیں اور بدو دھکا دیاں گذر نہیں اور نیکیوں اور کوششیں چھوڑتا۔ اور فرقا توں گناہ نام و نشان نہیں چھوڑتا۔ اور سب سے زیادہ یہ بات ہے کہ نہ گناہ جاری۔ رکھتا ہے اور جو کو کھانا اسکو بہت بھاتا ہے۔ جب حضرت موسیٰ نے بہت دعا و زاری کی تو جناب باری نے غلامی محط نازل کی۔ مخرجون نے عاجز ہو کر گناہ بند کر دیا سو سخت عذاب ہو کر اپنے اوپر دروازہ مرگ کھولا۔ پھر ساتھ خور و زاری ایک اس جہان سے گذر گیا۔ جیسا کہ مختصر حال تکبیر میں مذکور ہوا ہے۔ **روایت** ہے کہ قیامت میں ایک شخص کی بیوی بدی و دونوں ابوبی حکم ہوگا کہ ایک بیوی کسی سے لانا کہ بیوی کا بدی سے بھاری ہو جائے۔ وہ ہر ایک سے ایک بیوی مانے گا جسکی کہ ماں باپ سے بھی مکر سب اپنے حال میں گرفتار ہونے کوئی نہ ہوگا۔ ایک شخص کہ اسے نامہ اعمال میں صرف ایک بیوی ہوگی۔ وہ کہیگا کہ میرا ایک بیوی میں کیا بھلا ہوگا۔ تو ایک بیوی سے نجات پاتا ہے۔ میں نے بیچہ اپنی بیوی میرا اللہ مالک ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے دونوں کو بخش دیگا۔

سبحان اللہ سخاوت کا کیا اچھا تر ہے۔ **نقل** ہے کہ عبداللہ بن زبیر کو پچاس درم میراث میں ملے تھے۔ سبب درویشوں کو تقسیم کر دیے۔ لوگوں نے کہا یہ کیا عقوب کرتے ہو تمہاری پوچی و ساطہ ہی ہے۔ کہا میں خیرت اور دیدار خدا چاہتا ہوں کیا اس مال میں فخری بی کیوں۔ اور اس دل سے بندہ ہوں **نقل** ہے کہ شیخ الاسلام احمد جامی سے ایک لڑکا اپنی ماں کے ہمراہ راہ میں چلا جاتا تھا۔ کہ یکایک اسکو بغیر ہانکیا۔ ماں اسکی روٹی رہ گئی۔ اتفاق سے ایک فقیر راہ میں ملا۔ اسے کھانا نہ لگا۔ اس کے پاس ایک روٹی تھی وہی اسکو بدی اسکی اور اس لڑکے کو بغیر ہانچ و سلامت رہ میں رکھ گیا۔ اور خود بھاگ گیا۔ **حقیقت** ملک عرب کیس شخص سخاوت میں مشہور تھا۔ سبب وہ مر گیا تو قافلہ سیر کی قبر کے پاس مقیم ہوا کھانا ہنوسنے کے سبب فاقہ مت سوس گئے۔ ایک آدمی کے پاس قافلہ والوں میں سے ایک انٹ تھا۔ اس مرد نے اس نئی امر کو خواب میں دیکھا۔ اور سنی مرد سے کہا کہ تم اپنا دولت میرے خیریت اونٹ سے بدل لو گے۔ مرد قافلہ واسے نہ کہا جاں۔

الکرام

سخاوت

ایک نیا سخاوت کا بیان

بیبہ تھانہ کھانہ پیکر چل نکلا تو راہ میں اس اونٹ، واسے کیا نام لیکر ایک شخص بچکار اوتنے فلاں مرد سے۔
خدا میں ایک اونٹ بلا لے گیا ہاں اسے عیب جن میں اونٹ دیا۔ اور کہا وہ اونٹ یہی ہے رکھی بعد مرے
کے بھی سخاوت کے جاتے ہیں یہ سخاوت کی برکتیں ہیں۔ **نقل** ہے کہ ایک شخص کسی دوست کے پاس جا کر
بولا۔ سو درم فہم پر فرمیں ہے اس دوست نے دلوایا اور روئے لگا۔ اسکی عورت نے کہا اگر دنا منظور تھا تو
وینا کیا ضرور تھا۔ اسنے جواب دیا رونا اسپر ہے۔ میں غافل رہا۔ اس کے حال سے اور اسکو عرض حال کی
چاہت ہوئی۔ **سہ**۔ لیتے ہیں شر شرخ نمرد کو جھکا دینے پر مٹی، وقت کریم اور زیادہ ۛ

نقل ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا گذر ایک گاؤں پر ہوا۔ وہاں لوگوں نے کہا کہ میں ایک دھوبی ہے
ہمارے کپڑے چرا لیتا ہے ہم اس سے عاجز ہیں اب ہ کپڑے دھوئے گیا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عا
کی خدایا اس موزیکو میں ہلاک کر دھوبی اپنے ساتھ تین روٹیاں لیکیا تھا ایک فقیر نے اس دھوبی سے
کھانا مانگا۔ دھوبی نے ایک ولی فقیر کو دی۔ فقیر نے کہا کہ جیسے لوگوں کے کپڑے صاف کرنا ہے اللہ تبارک
پاک کرے۔ دھوبی نے ایک روٹی اور دی۔ فقیر نے کہا ابھی اسکو سب بلاؤں سے محفوظ رکھنا۔ دھوبی نے
تیسری روٹی بھی دیدی فقیر نے کہا ابھی اس شخص کو جنت دے شام کو وہ دھوبی موافق معمولی کے اپنے
گھر آیا لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ حضرت آپ کیسے دعا کی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
اس دھوبی کے پاس گئے۔ اور پوچھا اسے عزیز کج کو لسانیک عمل کیا۔ بیان کر۔ اپنے سب حال بیان کیا۔
اللہ تعالیٰ نے تیسری روٹی کو پاس عیسیٰ علیہ السلام کے بھی اور روٹی کی کہ دھوبی سے کہو کہ کھڑ کپڑا کھوے
جب کھڑ کھولا اس میں ایک سائب نکلا اور منہ پر اسنے مہر لگی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اے سائب
تج کو خدا یقینی نے اس شخص کو ہلاک کر نیکو بھیجا تھا۔ ہلاک کیوں نہیں کیا۔ سائب نے عرض کیا۔ کہ یا نبی
اللہ میں نے چاہا کہ اسکو کاٹوں تین روٹیاں جو اس نے راہ خدا میں بھینیں۔ فرشتہ نے میرا منہ ان سے
بند کر کے مہر کر دی حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ اے مرد اللہ تعالیٰ نے تیرے سب گناہ بخش دیے۔

اسے سید فقیر کے دینے سے پتہ چلے اللہ کی بدعا و ہو گئی۔ سخاوت پس عیب کی سیاست ۛ
نقل ہے کہ کسی کو ملاکر دیوے تو قیامت میں فرشتہ اسکو بلائیے۔ اور اگر فقور مال ہو تو اسکو بھی دینے
سے شرم نہ کرے۔ **نقل** ہے کہ ایک دن مالک دنیا سے ایک سال نے کچھ سوال کیا۔ ذیل چھو ہار بھی
بھری رکھی تھی۔ انہوں نے آوے چھو ہارے اس میں سے سال کو دیئے۔ وہ بولا کہ تو زہاد نہیں ہے۔
انہوں نے پوچھا کیوں؟ جو ہدیا کہ بادشاہ وہ جہان کو کوئی شخص ابھی چتر نذر دیتا ہے۔ مالک دنیا نے
بہت معذرت کی۔ اور سب چھو ہارے اسکو بخش دیئے۔ **نقل** ہے کہ جو کوئی تنگ کو کپڑے پہنا تا ہے
جنگل کے س بدن پر رہتا ہے۔ یہ شخص سب فائ و بلیات سے محفوظ رہتا ہے۔ سخاوت کو نہ بلاؤں
کو دور کرتا ہے۔ اور کجی ایمان سے مرنا ہے نخی جا بھدنی۔ آسانی ہوتی ہے۔

حدیث ہے صدقہ پوشیدہ دنیا خدا کے فضلہ کو فرو کرتا ہے ظاہرنا دوزخ کی آگ کے سپر ہے۔ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ مرنے سے پہلے سخاوت کرو چاہے حقوڑی ہو اللہ تعالیٰ سخاوت کو دوست رکھتا ہے مرنے سے پہلے اس واسطے کہ بعد مرنے کے اس کے فضلہ کی بات نہیں رہتی حضرت نے ایک بار اپنے صحابہ سے فرمایا کہ کون ہے تم میں ایسا کہ جو اپنے مال کو دار ثلثہ کے مال سے زیادہ محبوب رکھتا ہو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم سب اپنے مال کو دار ثلثہ کے مال سے زیادہ دوست رکھتے ہیں حضور نے فرمایا اپنا مال تودہ ہے جو اپنے ساتھ لے جائے وہ اور چھوڑا وہ تو دار ثلثہ کے مال ہے۔ دار ثلثہ کے مال کو زیادہ عزیز سمجھتے ہیں۔ دینی اگر آدمی حضور کے فرمایا نہ دیکھے اور غور کرے تو معلوم ہو کہ سب غفلت میں پڑے ہیں۔ اپنے مال سے حسرتیں ساتھ لے جاتے ہیں۔ اور اپنے مال بنائشی جو وہاں کام آوے ذرا بھی فکر نہیں کرتے۔ حدیث میں ہے جب آدمی مرنے کے قریب ہوتا ہے اسکو صدقہ کا ثواب کھا سکتے ہیں۔ وہ دیکھ کر حیرت کرتا ہے اللہ مجھے ہدایت دے کہ میں سب خرچ کروں۔ **حکایت** ایک شخص خراساں سے حج کے واسطے مکہ معظمہ کو گیا۔ جب حج کر کے پھر آب تاب لوگوں نے پوچھا کہ راہ میں کیا کیا عجائبات دیکھے اس نے کہا کہ ایک شہر میں لوہا کو بچھا کر سونے کی آگ میں سرخ کر کے ہاتھ سے پکڑتا ہے اور ہاتھ کا مطلق نہیں جلتا ہے میں نے اس سے پوچھا اسے کہا کہ پہلے میں نان بڑھا ایک سجد میں نماز کیلئے گیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص سب جھکائے ہوئے سجد میں پڑا ہے۔ چلو دیکھ کر سر اٹھایا۔ اور میری طرف مخاطب ہوا اور کہا لا کر کھانا ہو تو چلو کھلاؤ میں نے کہا بہت خوب ذرا صبر کیجئے کھانا حاضر کرتا ہوں۔ میں یہ بیکرد و کان سے کھانا لایا اور ایک آنچورہ میں پانی اور ایک نالی لسان کا اس مروئے کھانا کھا کر عادی کہ اللہ تعالیٰ تیرے آگ سر کرے بعد اس کے جب وہاں پر آیا روٹی تنور میں لگائیں جو روٹی تنور میں گر پڑتی اسکو اٹھا لیا اور آگ کی گرمی مطلق محسوس نہ ہوئی۔ میں نے جانا یہ تاثیر اس مروی دعا کی ہے۔ اُس دن سے نان باقی کام چھوڑ کر آہنگری اختیار کی۔ اس سبب میرا تہ نہیں جلتا۔ حدیث میں ہے جو اپنی احتیاج کی چیز غیر کی احتیاج پر مقدم کرے دوسری کی احتیاج اس پوری کرتا ہے اللہ اسکو بخشہ دیتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جسے کسے اس صرف ایک دن کا کھانا ہو اور وہ اللہ کی راہ میں دیدے۔ فرشتہ آسمان سے نڈا کرتا ہے تیرے پچھلے سببناہ معاف ہو گئے۔ حدیث میں آیا ہے جن عورت نے اپنے گھر میں سے سائل کو ٹھکرا لیا۔ خیرات دینے کا حکم دیا اور گھر کی مائے ہاک و فقیر کے حوالہ کیا میں آدمی ثواب کے مستحق ہے مرد گھر کا مالک جسکی کمائی ہے گھر والی گھر کی منظمہ۔ نوکر گھر میں سے فقیر کو نہ دیا۔ **حکایت** نقل ہے کہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے ایک حبشی کو دیکھا کہ ایک باغ کی حفاظت کرتا ہے۔ آپ بھی تھوڑی دیر کے لئے وہیں بیٹھ گئے آتے ہیں میں ایک کتاب آبا جشی نے ایک روٹی اس کے سامنے ڈال دی جب اسکی اس سے سیری نہ ہوئی۔ اس نے دوسری روٹی بھی اسکو کھلا دی عرض اپنی تمنوں روٹیاں کئے کہ گراہا دیں اور اپنے کھانے کو کھانا رکھا۔ حضرت عبداللہ نے اسکی سخاوت پر تعجب ہو کر پوچھا کہ تجھ کو روٹیاں کتنی خوراک ملتی ہے جشی نے

کہا۔ آپ کس لئے پوچھتے ہیں آپ نے فرمایا تو نے سب روٹیاں کئے تو کھلا دیں اور آپ کچھ نہیں کھایا جیسی نے کہا۔ یہ کتنا دور سے آیا تھا اور بہنو کا تھا۔ اور میرے دل سے گوارا نہ کیا کہ میرے پاس سے بھوکا کھاوے اور میں اپنا پیٹ پالوں آپ نے پوچھا کہ اب تو کیا کھا کر گئی جیسی نے کہا کہ اب میں صبر کر دوں گا۔ آپ یہ سکر حیران رہ گئے اور اپنے آپ کو ملامت کی کہ عبد اللہؐ غیب سے تو یہ علامت ہی سچی ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس ناز کو خرید کر جیسی کو زاد کر دیا اور بار بھی اس کو بخش دیا۔ **نقل** ہے کہ ایک عونیٰ بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ کتا ہمارے ساتھ آیا ہے جبکہ ہم سفر میں تھے جب قریب شہر مدین کے پہنچے تو وہاں باب الجہاؤ کے کھیت میں کہ ایک بیل مراٹھا ہے وہ کتا شہر سیلفٹ لٹا اور تھوڑی دیر میں بہت سے کتوں کو کھجوا۔ لیکر آیا۔ اور سب کو مزار کے قریب جھوڑ کر آپ ایک گشتہ میں بیٹھ گیا۔ جب وہ کتے کھا چکے اور پیٹ بھر کر لوٹ گئے۔ وہ کتا در کے پاس آیا اور چونچلاتی رہا تھا۔ کھانے لگا اور ہم حیران ہو گئے۔ اور کتا بخش العین ہے اس میں اشار کی صفت موجود ہے۔ اس دوسرے بے حواس شہر الخیالات جو اس میں یہ صفت نہ ہو۔ **نقل** ہے کہ حضرت احمد بن حنبل شری سے ان کے مریدوں نے پوچھا کہ اچھی ابتدائی حالت کیا تھی۔ آپ نے فرمایا میں نے اپنا وطن چھوڑا تو جنگوں میں رہنا، اعتبار کیا، ایک مدت تک وہیں بسر اوقات کی جب زیادہ بھوک لگتی تو اپنی اونٹنیوں کے دودھ پر تکیا کرتا تھا۔ اور یہ شہ اس بات پر ترغبات کرتا تھا کہ اپنا مال دوسروں کو کھلا دوں اور آپ بھوکا رہوں ایک دن ایک شہید بھوکا جنگل سے آیا اور آتے ہی میری اونٹ کو مارا پھر ایک بچی جگر پر چھ کر گارا۔ اس کی آواز پر سننے ہی بہت سے شہر کے لوگ گئے اور اونٹ کو کھلا شہر دے گیا۔ اور وہ شیر خور پیلے آیا تھا۔ اور جس نے اونٹ کو مارا تھا۔ ایک گشتہ میں الگ جا بیٹھا۔ جب شیر کھا چکے اور چلے گئے۔ وہ شیر آیا اور باقی ماندہ کھانے لگا۔ جب کھا چکا تو فصیح زبان میں کہنے لگا۔ اسے الحمد للہ کوئی خوراک کتوں کا کام ہے۔ مریدوں کا یہ کام ہے کہ جان خیرات کر دیں جب میں نے یہ سنا تمام دنیا مایہ ناس سے تہہ اٹھایا اور تو بہ کی۔ **نقل** ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں کوئی شخص ہمان آیا آپ نے فرمایا کون ہے جو ہمان کو بچائے۔ ایک انصاری نے قبول کیا۔ اور ہمان کو اپنے گھر لے گیا۔ اس غریبے کھانا کھ رہا تھا۔ اتنا نہ تھا کہ سب کو کفایت کرے۔ اسے اپنی بیوی سے کہا کہ جب ہمان کے ساتھ کھائے جیسی تو چراغ بند کر دینا۔ اس کی بیوی نے ایسا ہی کیا وہ انصاری کھانے کے وقت ہاتھ لیجانا اتفاقاً رخالی بھیہ لیتا تھا۔ اور رخالی ہنسنے لگتا تھا۔ چنانچہ ہمان نے خوب پیٹ بھر کر کھا لیا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ **قَوْلُهُمْ تَرَوْْنَ عَلٰی الْقَوْمِ خَصْفَتَیْہِمْ اِذْ رُکِرَتْہِمْ اِیْہِیْ جَالُوْہِمْ کَیْہِمْ** جو بھی حاجت ہو حرکت کا یہ خصلت خدا نے اس سے دے دیت ہے کہ کسی جنگ میں بہت سے لوگ شہید ہوئے۔ میں چنانچہ بکرا اپنے چچا زاد بھائی کو بھانڈے لگا۔ وہ ایک م کا ہمان تھا۔ میں نے کہا پانی چھجکا پھر اشار سے کہا وہاں جا چھاؤ شام بن عاص جان بلبٹا میں نے کہا پانی پی لیجئے کہا پہلو انگو دو میں نے کچے پاس گیا وہ میرے قہو جسٹیم سکے کر گیا کو بھی زندہ نہ پایا یہ لوگ تھے صاحب یثار پیاس کی حالت میں جان دیدی کو اور دیکھی پیاس کو پانی میں

پر مقدم رکھا اسے سعید جو تو نے یادہ اللہ نے اپنے دست قدرت میں اس کے لینے کا وعدہ فرمایا ہے جو کھایا یا پکا
 ٹھکانا بیت اکھلا ہے۔ امید خلق و اکن بکرمات کو تو نیزہ مقرر کیا باخود امید داری بہ بدہ مرا فقیراں بلطف تابدہ
 مراد ہا کہ تو اور حضرت خدا ولی بنادوری صاحب کہا ہے تجربہ کردم زہر اندیشہ بدینت نکو تر ز خفاہ شہم
 سعدی رحمتہ اللہ نے کہا ہے سر خیرے کن سے فلان و غنیمت شمار عہد زان پیشہ کہ باگبگ سے فلان غماندین
سنت و حیدر شمس اقل ان کنتم یحییون اللہ فایبغون فی یحییونہ اللہ کہ لے مجھ اگر
 دوست رکھتے ہو اللہ کو پیروی کرو میری۔ دوست رکھو اللہ تعالیٰ۔ من قطع لرستول نقل طاعہ اللہ جو
 کوئی اطاعت کرتا ہے رسول اللہ کی پس تحقیق اطاعت کی اسنے اللہ کی۔ اور فرمایا ہے حضرت مصی اللہ علیہ السلام نے۔
 جس نے اطاعت کی میری داخل ہوا وہ جنت میں اور جس نے نافرمانی کی میری پس تحقیق انکار کیا اسے میرا اور
 وہ مومن نہیں جو طبع اسلام و شریعت و سنت کا نہ ہو اور حضرت نے فرمایا ہے جس نے دوست رکھی سنت میری
 دوست رکھا مجھو۔ ہوگا ساتھ میں جنت میں۔ اور فرمایا حضرت نے نہیں پورا مومن ہوتا جنت دوست رکھے مجھو
 سب سے زیادہ حتیٰ کہ مال باپ سے اور فرزند سے مجھو دوست رکھے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسے ایمان والو۔
 فرمانبرواری کرو رسول کی اور انکی کہ صاحب حکم ہیں تم میں سے یعنی حاکم مسلمان اور علما اور عابد وغیرہ بشیر کہ
 خلاف شرع حکم نہ کریں۔ پس اگر کھانہ کو رقم کسی چیز میں تو یہ کہ مجھ و تم اسکی طرف یعنی طرف اللہ کے یعنی کتاب
 اللہ کی طرف و طرف رسول اس کے یعنی سنت رسول کی طرف اگر ایمان رکھتے ہو تم ساتھ اللہ کے اور دن
 آخرت کے یہ بہتر ہے اور بہت خوب ہوا زروے مال کار کے اسے سعید عبادت ہی ہے کہ تمام حرکات
 کائنات رسول اللہ علیہ السلام کا اتباع کیا جائے۔ خواہ نماز روزہ حج وغیرہ ہو خواہ عادات ہو خواہ کھانا
 پینا سونا۔ اہنا ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پیغمبر جو کچھ بھی دیں اسکو لیں اور جس چیز سے منع فرمائے اس سے
 باز آؤ۔ اور یاد رکھو انسان جانور و کی طرح آزاد و بیکار نہیں پیدا کیا گیا۔ اس لئے اسکو خطاب شرف الخلق
 کا ملا ہے مگر شرفیت کا باند کیا گیا ہے اسلئے مناسب کہ جو کام کہ سنت کے موافق کروادری سلطان ہی
 ہے جو سنت پر عمل کرے۔ سنت ہی ہے کہ جب تلاوت قرآن پیشہ ہو یا وضو ہو یا دعائے توبہ کی جانب
 منہ ہو۔ اور جب رفع حاجت کرے یعنی پانی یا پیشاب یا جملہ یعنی عذرت سے ہمت پر پس ستر کھائے توبہ
 کی جانب سے منہ پھیر لیا جائے۔ اور جب قرآن شریف کو اٹھائے تو دھنسا ہاتھ آگے ہو اور اسی طرح جب
 روٹی کھائے تو دھنسا ہاتھ سے کھائے۔ اور کہا ہے میں سنت یہ ہو ہاتھ منہ دھو لے اور دسترخوان پر کھائے
 اور کھانے میں سیدھا زانو کھڑا کر کے بائیں پاؤں پر بیٹھے اور خیال کرے قوت عبادت کے لئے کہنا ہوں اور
 خوب ہووگ لیکن جب کھانا کھائے اول لغتہ پریم اللہ اور دوسرے لغتہ پریم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے سید ہاتھ
 سے کھائے۔ اہل سنت طعم اور تم طعام نمک سے کرو اسی طرح صدقہ تقوان میں ہو۔ اور ہمارے حضرت
 کو شمس سے زیادہ رغبت تھی۔ خاص کر شہد سے اور اپنے سلسلے کہاؤ۔ اور انگلیاں چاٹ لیا کرو اور برتن

فکرت
خاندانی

مطابقت
رسول

رہنمائی
روایت

سخاوتی

میں سائل ہو چکے تو اس کو بھی صاف کر لیا کرو۔ اس سے برکت ہوتی ہے۔ کہنا تاواضع کے ساتھ منہ کر کہاؤ۔
 تکبیر لگا کر مت کہاؤ۔ اور اگر ترکازی ہے ایک ایک واہ اٹھا کر کہاؤ۔ اور واہ اٹھانے میں بے تیزی اور حرص
 کی دلیل ہے اور لجا لکانا کھانے کے خالق رزاق کلشکر اور کرسے پانی پینے کے برتن کو دیکھئے کہ اس میں کچھ لگا
 تو نہیں۔ اور ہر پیتے وقت دیکھئے اور تین گھونٹ کر کے پیئے۔ پہلی گھونٹ پر بسم اللہ اور دوسرے گھونٹ پر بسم اللہ
 الرحمن الرحیم۔ تیسرے پر الحمد للہ۔ بلا ضرورت کھڑے ہو کر پانی نہ پیئے۔ ہاں آبِ غرمہ و صنوبر و سبیل جھوٹا
 بزرگ مسجد کا پانی۔ اور چاندی سوئے کے برتن میں پانی مینا اور کہا نا حرام ہے۔ کہائے و پینے کی چیز کسی کے
 پاس سے جاؤ تو ڈھانک کر لیاؤ۔ اور جب استنجا کرے یا ناک سنی یا کسی ناپاک چیز کو ہاتھ لگائے۔ تو بائیں ہاتھ
 سے ہو۔ اور جب کپڑا پہن تو اول دائیں طرف سے اور چوٹا پہن تو دائیں پاؤں میں پہنوں۔ سجھیں جاؤ تو وہنا
 پاؤں رکھو۔ اور جب باہر نکو تو بایاں پاؤں نکالو الغرض ہر شے کا خیال رکھنا مناسبت ہے تاکہ نفسِ محکوم اور طبع
 شریعت و سنت ہی کریم بچاؤ۔ اور یوں سمجھو کہ بندگی بچا کر کا نام ہے۔ اس لئے بندے کو چاہئے کہ جو
 حرکت بھی کرے وہ اتباعِ رسول کی نیت اور پیغمبر کے حکم کے موافق کرے تاکہ آثارِ بندگی ہر وقت ظاہر ہو
 رہیں۔ اور ہر وقت ریاضت اور اطاعت کا اجر ملتا رہے اور جماعت سے نماز پڑھتے ہیں ستائیس درجہ
 فضیلت ہو جاتا ہے۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جو کوئی رنسات میں بارہ رکعت علاوہ فرض کے اور کرسے
 تو خداوند تعالیٰ اسکے لئے جنت میں گھر بنائے۔ وہ بارہ رکعت یہ ہیں۔ دو قبل نماز فجر اور چار پہلے فرض ظہر سے
 اور دو فرض کے بعد اور دو مغرب بعد اور بعد فرض عشاء۔ ہر طرح میں لیکن اسے کہ جو کوئی ان سنتوں کو ترک
 کرے گا۔ وہ قیامت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرمندہ ہوگا۔ اور آپ کی شفاعت سے محروم ہوگا۔ اور
 دوسری حدیث میں ہے کہ جو ستیس رکعتیں دن رات میں پڑھے گا خداوند تعالیٰ اس کو بخش دیگا اور اپنا ولید
 نصیب کرے گا۔ سترہ رکعتیں پانچوں وقت کے فضلوں کی اور تین و تیرا بارہ رکعتیں سنتوں کی۔ اور سنتوں
 کے بار میں یہ بھی حدیث ہے کہ جو مذکورہ شد بارہ رکعت سنت کا ہمیشہ درور کرے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ اثرنا
 پلھرا کا آسان کرے گا۔ اور یہ بھی ارشادِ نبی ہے کہ اس کی دعا قبول ہے اور میری شفاعت قبول ہے۔ جو۔
 قبل عصر کے چار سنت پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ سے بچھا کر دیگا۔ اور حضرت اسکے جنتی ہونے کے ضمن
 میں۔ پس جس کے حضرت ضامن ہوں۔ اس فعل کو چھوڑنا چاہئے۔ **نکاح کی تہمت غیب الیکاح**
 مِنْ نَسْتَقِي فَمَنْ رُكِبَ سَعْنٌ نَسْتَقِي فَلَيْسَ مِنِّي معلوم۔ واکہ نکاح کرنا سنت ہے۔ راہِ دین میں داخل
 ہے۔ بقاے نسل آدمی بغیر نکاح کے ممکن نہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نکاح کر دو تم
 تاکہ قیامت کے دن نحر کر دین تم سے دوسرے پیغمبروں کی امت کے ساتھ یہاں تک کہ کچھ بچے سے بھی جو
 ماں کے پیٹ میں گرتا ہے فکر کرے گا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بد صورت عورت جو کہ جتنے
 والی جو سینہ بائجہ سے بہتر ہے **نقل** ہے کہ ایک بزرگ نکاح سے خدا کرتا تھا ایک رات اس نے

یاتی سننے کے۔ اولاً جاننا تو

سنتِ اہل اور بائیں اہل کے کام۔ مثالی کہ تہمتِ آدمی کے تو یہ

نکاح کی تہمت

ہوئے گئے کہ ریا و بکبر ہو اور نہ بالکل بد حیثیت میلا گندار ہے کہ نعمت کی ناشکری ہے۔ سادگی کے ساتھ متوسل رہے و مگر اپنی وضع چھوڑ کر دوسری قوم کی پوشش سے ایسی نفرت ہوئی چاہیے جیسا مرد کو انگنیاں اور ہینے کے پہنے سے جو غور تو بچی وضع ہے و مگر عورت کو باریک کپڑا لہذا گویا تنگ کھینچنا ہے۔ و مگر مرد کو سونے کی انگشتیری اور بن حرام ہے البتہ چاندی کی انگشتیری کا مضائقہ نہیں۔ مگر سارے چارہ شے سے کم ہونا چاہیے۔ و مگر اگرچہ ناتنگ ست یا تئمہ غیرہ باندھنا ہے تو کھڑے ہو کر مت پہنو۔ و مگر حیاں جو تا چوری جاتا ہے اپنے پاس کھو۔ ترجمہ حدیث ختمہ کرنا۔ زین نافہ کے بال لینا۔ جافن کاٹنا۔ بغل کے بال لینا۔ اور چالیس روز سے زیادہ بال ناخن کے چھوڑنے کی اجازت نہیں۔ و مگر خضاب کرنا مسجد پر گایا ہوا خضاب کرنا کی ممانعت آتی ہے و مگر کسی کے بال مل کر بال پر باندھنا حرام ہے ایسے ہی بدن کو گونا حرام ہے۔ و مگر مرد و عورتوں کا لباس اس عورتوں کو مردوں کا لباس اور زلی صورت بنانا حرام ہے و مگر سرد پر بال میں تو انکو دہستے رہو۔ کبھی کریتے رہتیل لگایا کر دای طرح ڈاڑھی کو بھی مگر بروقت کنگھی جتنی ین رہنا و ایسی بات ہے و مگر عورت کے لئے بہتر ہے کہ ہاتھوں کو ہندی لکھنے اور کچھ نہیں تو ناخن ہی کو لگائے و مگر کبھی کبھی عطر لگایا کرے خاص کر جمعہ کو و مگر تصویب پر بدن مت رکھو۔ اس زمانہ میں تصویروں کی کثرت ہے رکھنے میں وہ شامل ہے جو زینت کے لئے لگائے۔ یا متبک جان کر رکھے۔ یا تجارت کرے و مگر دوا کی اجازت بلکہ ترغیب ی گئی ہے و مگر مرض کو کھانے پینے پر زیادہ زبردستی نہ کرو۔ و مگر حرام چیز کو دوا میں استعمال نہ کرو۔ و مگر خلاف شرع تعویذ گناہوں کو ہرگز مت استعمال کرو۔ و مگر حتی الامکان معدے کی اصلاح و حفاظت کا تمام کرو معدے کے بگاڑ سے کثرت بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ و مگر بد شگونیاں وغیرہ کو اتنا ایک قسم کا شکر ہے۔ و مگر بنوم و ریل و تیزاد کا عمل یہ سب چیزیں ایمان کو تباہ کر دیتی ہیں۔ و مگر اگر وحشت ناک خواب نظر آوے تو یقیناً بار تھکا کر دو اور تین بار اعوذ باللہ اسخ اور جس کر وٹ پر لیٹے ہوا سکو بدل ڈالو اور کسی سے ذکر مت کرو انشاء اللہ کچھ ضرر نہ ہوگا۔ و مگر اگر کسی شخص میں سے ایک شخص سلام کرے کسی طرف لئے کافی ہے اسی طرح کسی شخص میں سے ایک شخص جلیب دیسے بس ہے۔ (ترجمہ حدیث) اگر کسی سے ملے جاؤ تو بدو ان اطلاع و اجازت کے اس کے مکان میں مت جاؤ۔ اگرچہ مکان مروانہ ہو اور تین بار پکارنے سے اجازت نہ ملے واپس چلے جاؤ۔ اسی طرح اپنے مکان میں بھی پکارے شاید کوئی بے پردہ ہو۔ اگر پکارنے کے وقت مکان والا پوچھے کہ کون تو یہ نہ کہو کہ میں ہوں بلکہ اپنا نام لو۔ و مگر مصافحہ کرنے سے دل صاف ہوتا ہے اور گناہ مٹا ہوتے ہیں۔ محبت سے منافقہ کیجئے یعنی گلے ملنے میں کچھ بد مذاقہ نہیں البتہ شہوت حرام ہے۔ و مگر کسی بزرگ یا معزز کے آنکھیں وقت تعظیماً کھٹرا ہونا گناہ نہیں مگر اس کے پیشینہ سے بیہوش جانا چاہئے مگر ناگ پر ناگ رکھ کر لٹیا جس سے بے پردگی ہو ممنوع ہے۔ اگر بدن دیکھلے تو مضائقہ نہیں۔ ہاں اسے مت

لیٹو۔ ویگنرین ٹہن کر اترتے ہوئے مٹ چلو ویگنر بے ضرورت لب ٹنگ مٹ بیٹھو اگر ضرورت ہو تو ان امور کا لحاظ رکھنا۔ نا محرم کو نہ دیکھو کسی راہ چلنے والے کو تکلیف نہ دو۔ راہ تنگ نہ کرو جو سلام کرے جواب سلام دو۔ نیک بتا بتا سزا رہو بری بات سے منع اترتے رہو۔ اگر کسی پر حمل ہوتا دیکھو انہیں غلوم کی مدد کر کوئی راہ بھول گیا ہو راہ بتاؤ۔ اگر کسی کو سوار ہونے نہ دیا اسباب دے میں یا بار اترائے میں مدد کی ضرورت ہو مدد کرو ویگنر جب کسی مجلس میں جاؤ جہاں جگہ ملے بیٹھ جاؤ۔ یہ نہیں کہ تمام صنف بھلائی کر متنازعہ نہ بنو۔ ویگنر بے چینک نیک ائمہ اللہ کے سینے والا بیچک اللہ پھر چھینکے والا ہدیہ اللہ۔ بیچ چھینک دے آدمی منہ پر کپڑا یا ہاتھ رکھے اور بہت آواز سے چھینکے ویگنر جہانی کے وقت حتی الامکان روکنا چاہیے۔ اگر نہ رکے تو منہ دھانک لے اہل ہنر کی طرح چپٹی نہ بجائے ویگنر بہت زور سے نہ ہنسو ویگنر بے چھوٹے بچوں سے یا رجبت کرنا بھی نوابی۔ ویگنر لکھتے لکھتے اگرچہ مضمون سوچے لگوکان میں قلم رکھ لیا کر واسطی مضمون خوب یاد آئے ویگنر مجلس میں کسی طرف پاؤں مٹ پھلاؤ۔ ویگنر جس سے ملو کشا وہ روئی سے ملو بلکہ تبسم نہ کرے تاکہ وہ خوش ہو جائے۔ ویگنر زمانہ کو برا نہ کہو وہ زمانہ کچھ نہیں کرتا۔ وہ بات نورو اللہ اللہ کی طرف پہنچتی ہے۔ حدیثوں سے کتابیں ہماری بری ہیں اس چھوٹے رسالہ میں اسکی تجاوش نہیں شے از خوار سے کے بطور ہدیہ ناظرین ہوتی ہیں :

سوال بلا ضرورت حرام ہے

وَأَمَّا السَّائِلُ فَلَا تَنْقُصْ یعنی کسی مانگنے والے کو نا امید نہ کر یعنی کچھ دیا کر فقیر حقیق کو اور جو محتاج نہ ہو اور صاحبِ قدرت ہوا اسکو سوال کرنا جائز نہیں مثلاً اگرانی کا پیشہ کمرے والا ہے مثلاً عَلَوْنَ النَّاسُ الْحَافَاءُ سوال کریں سائل لوگوں سے پسٹ کر کسی کے شہ پر جائیں فَإِنْ تَخَيَّرُوا الذَّوَادَ

الْفَقْرَى سب بڑی بات خرچ میں گذار گری سے بچا رہنا ہے (ح) اصَاعَالٍ مِّنْ اِنْفَسَاۃٍ یعنی جو کوئی خرچ متوسط رکھے یعنی محتاج نہ ہوگا۔ جو محتاج نہ ہوگا وہ سوال نہ کرے اگر صاحبِ قدرت ہو رکھے پاس اتفاق سے کچھ نہ ہو۔ تو سائل سے نرمی سے بات کریں۔ اور جیسا کہ قرآن مجید کا فرمان ہے۔ قَوْلًا مَّيْسُورًا جو بلا سوال ملے وہ خدا کا دیا ہوا ہے اسے سعید سوال کرنا برے کاموں سے ہے۔ بلا ضرورت حلال نہیں اور سوال کرنا اس لئے برا ہو کہ اس میں ناداری کی شکایت ہو یا خدا کی شکایت مثلاً اگر کسی کا غلام دوسرے سے مانگے تو گویا اس نے اپنے مالک کو عیب لگایا۔ اور اسکا کفار یہ ہے کہ بلا ضرورت نہ مانگے۔ اور شکایت کے طور سے مانگے اور مانگنا اپنے آپکو ذلیل و خوار کرنا ہے۔ اور مومن کو نہیں لازم کہ ہر ایک کے سامنے اپنے کو ذلیل و خوار کرے۔ سوا مالک حقیقی کے ہاں جن سے مانگے نہیں ذلیل و خوار نہیں ہوتا اور انکی نگاہ میں اسکی توقیر نہیں ملتی اور چشمِ حقارت سے نہیں دیکھتے قرابتدار یا باپ یا مثلاً اس کے داوی و دوا۔ نانا۔ نانی۔ ماموں۔ چچا وغیرہ۔ بلا سخت ضرورت کسی سے سوال نہ کرے و یا اسلامی ہوئے ہوئے کسی و یا اسلامی بھی نہ مانگے اور یہی تو بات ہے جس سے مانگنا ہے اسکو بھی رنج و مزہا ہے اور بھی کسی سے اسے کا دل نہیں چاہتا۔ مگر شدائرم دیتا ہے اس سے بیک عوام کے

یہ حال انکا اس سبب سے ہوگا کہ وہ کہتے تھے کہ بیع تو مثل ربو کے ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے خدا نے بیع کو حلال کیا ہے اور ربا کو حرام کیا ہے تو جس کیسے خدا کی ہدایت پہنچ چکی اور وہ ربو سے رک رہا تو برگشتہ صلوات اسکا حکم خدا کے حواس ہے۔ اور جو پھر سود لگا تو وہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں جا بیگا۔

وہم یخفی علیہم اللہ الذی لو اوتی القصد قاتلہ قالہ لا یحیت کل کما وادیتیم خدا را کو گھٹانا ہے اور صدقہ کو بڑھانا ہے اور خدا ناشکے کہہ گا کہ کو پسند نہیں کرتا۔ سو وہم یا اھھا الذین انقوا اللہ وذرر ما بقی من الربو لان کنتم من المؤمنین وان کم لقلقوا فاخذلوا بحرب من اللہ وذرر سولہ وان یتیم ظلم وکرر منکم لکم لا تطیعون ولا تظلمون۔ ایمان والو خدا سے ڈرو اور سوجو باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو۔ اگر تم کو ایمان ہے اگر ایسا کرو تو خدا اور رسول سے لڑنے کے لئے آمادہ ہو جاؤ اور اگر تم کو یہ کہتے ہو تو تمہارا بس راس المال ہے اور زیادہ نہیں۔ نہ تمہارا کوئی نقصان کہے نہ تم کسی کا نقصان کرو۔

چہا م وان کان ذو عسر و قسرة االی مقسرة وان تصدقوا خیر لکم ان کنتم تعلمون اگر تمہارا مدین غریب و غفل ہو تو اسے آسانی تک کی مہلت دو اور اگر چھوڑی دو تو تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھو۔ یأھا الذین امنوا الا تکلوا الربوا مضاعفا مضاعفا وکونوا من اللہ لعنا لہ فقلحون اسے ایمان والو سود و سود نہ کھاؤ اور خدا سے سود کا شرم نہ لانا۔ واما انتم فممن یؤخذ منکم زکوٰۃ وکونوا من اللہ لعنا لہ فقلحون صم المصحفون تم سود دیتے ہو کہ لوگوں کو مال بڑھے تو خدا کے نزدیک ہے۔ تمہارا جو تم زکوٰۃ دیتے ہو۔ اور وہ اللہ دیتے ہو وہی چند و چند پاؤ گے اور فرمایا ہے۔

ان کما لقلقوا فاخذلوا بحرب من اللہ وذرر سولہ اگر تم باز نہ آؤ اور باقی بیاج نہ چھوڑو گے تو پھر خبر کرو کہ آپس میں ایک دوسو نکو اور آمادہ ہو جاؤ واسطے لڑائی خدا اور رسول کے لڑنے کے لئے یعنی اگر سود کو نہ چھوڑو گے تو ہر شیار ہو جاؤ واسطے لڑنے اللہ سے اور اس کے رسول سے اللہ اور رسول کے تم مقابل ہو اور اس سے جنگ کر رہے ہو اور اس کے لئے یقیناً دوزخ ہے اسے سود خواہ تمہاری دنیا و آخرت دونوں خراب ہوئی۔ دنیا میں مگد زلت ہے کہ تم سود خواہ کے نام نامزد ہوئے اور عاقبت بھی خراب ہوئی وہاں تمہارے لئے دوزخ ہے اور دوزخ کی آگ اور سود کہانے کے سبب تم نے اپنا گھر دوزخ میں بنا لیا اور دوزخ برا ٹھکانا ہے۔ ابھی وقت ہے ایسے میں توبہ کر لو تا کہ تمہاری نجات ہو اور فرمایا حضرت گئے کہ معراج کی رات میں میں نے اپنے سر پر ایک سخت آواز سنی دیکھا تو لوگ چلا تو ہیں اور ان کے شکم بوڑھے کے سے ہو گئے ہیں۔ ان میں سنا پھرے نظر آتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ جب نبیل پیکر لوگ ہیں۔ کہا بیاج کھلنے والے ہیں۔ ناپ میں کم کرنا یا تولن ایک جس کی چیز میں کم کرنا لینا دینا گھر کر دی لیکر اس میں رہنا اور سوداگری میں فریب دینا اور اسی طرح کے معاملہ سب سے

میں داخل ہیں۔ شرع شریف میں ایک جنس کے بدل میں کہہ کرے کھولے کا اعتبار نہیں جیسا عامہ مسخ سونا ایک تولد بیکرنا نص سونا و بیڑہ تولد لینا جائز نہیں ہے اس طرح کی ایک جنس کا بدلہ ایک جنس سے ایک ہی جنس کا ہو حرام ہے یعنی وہ آؤ باتول تریا وہ ہو سوبیا ج ہے اور آناج میں اگر سب بھجریوں کے بدل میں سوا سیر سوے تو وہ یا د سیر جو زیادہ لیا وہ بیاج ہے اور سود ہر لوگوں نے اکثر مکان گردی کیے ہیں۔ اور بیج اس کا اکثر ہی ہوا ہے کہ کرا کھو ہاتھ سے دے بیٹے ہیں۔ سود لینے میں استقدر بے برکتی ہے کہ اگر وہ مکان بیج ڈالت تو بہتر رہتے۔ اب بھی اسے مسجد ہم باز نہیں آتے۔ صرک ہم دیکھ رہے ہیں اور پھر ہم باز نہیں آتے ہم کو چاہیے کہ سود خوار کی دوستی سے باز آئیں اور ان سے میل ملاپ ترک کریں ہم انکے گھر نہ جائیں اور انکو اپنے گھر بلائیں اور انکی شو میت سے پرہیز کریں یہ نہایت محبت بری ہے اس سے پرہیز کریں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تَحْتَ اَللّٰهِ الْکِبْرُ وَحَرَّمَ اَلزَّیْفُ حلال کیا اللہ نے بیع کو اور حرام کیا اللہ نے سود کو۔ یہ اس واسطے فرمایا کہ انہوں نے کہا سوائے اسکے نہیں کہ تجارت کے مانند سود ہے اور حلال کیا اللہ نے سوداگری کو اور حرام کیا سود کو اور مٹاتا ہے اللہ سود کو اور بڑھاتا ہے اللہ خیراتوں کو اور اللہ دست نہیں رکھتا ہے ہر کفر کرینو اسے گنہگار کو سود خواہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں رہیگا اور اللہ تعالیٰ اسکے قلب کو آتش سے بھرے گا۔ اور جس کے شکم میں سود کے مال کا کھانا ہے اسے نماز نہ پڑھی تو سب کو قبول نہ ہوگی۔ اور جس شخص نے بیاج کا مال خدا کی راہ میں صدقہ دیا وہ ہرگز قبول نہیں اور سود خوار کو اللہ نظر رحمت سے نہ دیکھے گا۔ اور اس سے کلام نہ کریگا اور اسکو دردناک عذاب کریگا اور جہنم میں ایک وادی ہے اسکی نوے ہزار دروازے ہیں جہنم فریاد کرتی ہے۔ اگر اس میں پہاڑ کوڑا لیں تو اسکی حرارت سے جل کر اکہ ہو جاوے ایسی وادی میں بیاج کھانے والے نماز میں مستی کرینو اسے اور قبول ناپ میں کمی کرینو اسے قید ہونگے اور فرمایا رسول اللہ نے بیاج لینے والا اور دے نیوالا اور اس کے کاغذ پر شرعاً وغیرہ لکھنے والا اور جو گواہ ہو وہ سب اس میں برابر ہیں جن تعالیٰ لعنت کرتا ہے اسے مسجد ابھی وقت اور موقع ہے تو بہ کریں اللہ پاک ہم کو توفیق نیک دے اور اس کا عالم سے محفوظ رہے یہ بہت بری آگ پھیلی ہوئی ہے۔

اور فرمایا رسول اللہ نے جو کوئی خدا کے ڈر سے سود کو چھوڑے گا۔ بقیم کے بدلے اسکو ثواب ایک ایک غلام آزاد کریگا ملے گا، اور فرمایا سفیان ثوری رحمہ اللہ علیہ نے جو حرام مال سے خیرات کرتا ہے اسکی مثال ایسی ہے کہ ناباک کپڑے کو پیشاب سے دھوئے تین شخص ہیں کہ انکو جنت سے حصہ نہ ملے گا۔ ایک شرابی و دوسرا غلہ جمع کر نیوالا اس نیت سے کہ ہنگامہ تو بچوں اور تیسرا سود کھانیوالا نیت درست کرے۔ اسوقت میں مسلمانوں کو غلہ کی تجارت کی ضرورت ہے اور فرمایا ایک ریم سود کا مال میں بارننا سے بدتر ہے اور جس نے مال حرام کمایا اسکی خیرات بھی قبول نہیں ہوگی **حکایت** امام اعظم رحمہ اللہ کا

سود کا ایک اور نام چھوڑنا غلام آزاد کرنا یا دے سود اور پھر خدا کا غضب

ایک شخص پر کچھ قرض تھا۔ اسی شخص کے مکان کے پاس آپ کے ایک شاگرد نے انتقال کیا۔ آپ اس کے جنازہ کی نماز کے واسطے تشریف لے گئے۔ سخت دھوپ تھی اور وہاں کہیں سایہ نہ تھا۔ لیکن آپ کے قرضدار کی دیوار کے نیچے سایہ تھا تو لوگوں نے آپ سے کہا کہ تھوڑی دیر یہاں سایہ میں ٹھہر رہے ہیں آپ نے فرمایا اس مکاندار پر میرا کچھ قرض ہے مجھ کو اسی دیوار سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں۔ کیونکہ یہ غیر خدا نے فرمایا ہے جس قرضدار سے نفع لیا جائے وہ سود ہے۔ اگر میں اس کی دیوار سے فائدہ لوں گا تو وہ داخل بیاج و سود ہو گا۔ اے مسجد مشاہدہ سے معلوم ہوا کہ سود خوار اپنے مقرض کی ساری جائیداد لیکر پھر اس کو کھانے پکانے کے برتن بھی فروخت کر لیتا ہے۔ اس کے پڑے سے لے لیتا ہے غرض جبر پڑے سے بچ کر لیتا ہے اور پھر بھی بس نہیں کرتا۔ یہ واقعات رات دن دیکھ کر میں پھر ہم تو یہ نہیں کرتے اور مہاجنوں کے پھندے میں بھنس جاتے ہیں جس سے ہماری دنیا بھی خراب ہوتی ہے اور آخرت کی خرابی تو کچھ عشرت شیر مذکورہ میں ہے۔ عاتقہ ما اشارتے کافی است:

شان و شوکت جتانیو لو نکا بیان

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ

ہے آخرت کی سعادت انکو ہم دینگے جو دنیا کی بزرگی اور مرتبہ نہ دھونڈینگے۔ ہذا وہاں فان ارسلانی غنم بافسد لھما من حرص الم علی المال والشرع الدینہ و بھوکے مہر لو نکو بکر لو نہیں چھوڑ دیا جائے وہ اس گلہ کو اتنا تباہ نہ کریگا جتنا آدمی کو حرص مال اور بھاء اسکے دین کو تباہ کر چکی ہے۔ اے مسجد شان و شوکت جتنا اسکو کہتے ہیں کہ زر و مال سے بیکر ارادت ہو کر لوگوں کی نظروں میں اپنے کو اچھا ظاہر کرے۔ اور بن بیکر شائے خالق کا طالب ہو۔ خواہ علم کے ذریعہ سے یا کسی ہنر کے باعث شائے خالق کا طالب نہ ہونا چاہیے۔ جب یہ خواہش غالب ہوتی ہے دیندار کی میں خلل ہوتا ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ وہ اپنے خلائق کے لئے موجب ہلاکت ہیں۔ ایک سیروی شہوات نفسانی۔ دوسری محبت ثناء و اچھا ہونے سے جو نام اور شہرت نہ دھونڈے اور تہی وہ لوگ ہیں۔ کہ جسکی کوئی قدر و منزلت نہ کرے اگر بات کریں تو کوئی بات نہ سنے۔ اگلے بزرگان دین زرق برق پوشاک سے کراہت رکھتے تھے خواہ کسی یا پیرانی۔ ایثار جانی نے کہا ہے میری نظر میں کوئی ایسا نہیں جو طالب شہرت ہو اور دین اسکے نہ بگاڑے خدا اور خدا سے کوئی شخص اس لذت میں پڑ جائے کہ لوگ مجھے کس نظر سے دیکھتے ہیں اور میری شان کس طرح بیان کرتے ہیں۔ اور میری بات کا کیسا اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور ہر ایک شخص اگر کا لوگوں کی بات چیت میں لگا رہے تو سمجھ لو کہ خدا کی محبت اس کے دلیں نہیں اور جو اپنی شان و شوکت اور بڑائی کو دیکھے وہ مطیع فرعون ہے **قل** ایک بزرگ شراب کے رنگ کا شربت گلاس میں ڈال کر پیتا تھا۔ تاکہ لوگ

جتانیو لو نکا بیان

جتانیو لو نکا بیان

سمجھیں کہ شرابی بے اس طرح آپکو لوگوں کی نظروں میں ظاہر کرتا تھا۔ مغربی الدیناوشان و شوکت کے بناوٹی مسرے بچے ایسے ہی لوگ بنتی ہوئے ہیں جو اپنا نام نہیں چاہتے۔ اور جو لوگ ہر روز شہ (کہتے ہیں) یعنی عامہ سے ہٹ کر اسٹریٹ سے صاف کراتے ہیں یا کرتے ہیں۔ اور ہر روز بوت پر پوش کرتے ہیں اور ہر روز بن ٹھنکر بازار میں کار بیکار گشت کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو شان و شوکت جتاتے ہیں۔ ان ہی کے جتن میں یہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے آخرت کی۔ حادث ہم انکو دیکھ گئے جو انیاں نام آوری اور شان و شوکت جتاتے ہیں۔ اللہ کے نیک بندے تعریف کرنے سے خوش نہیں ہوتے اور برا کہنے سے برا نہیں ملتے اور خدا کے نیک بندے انہی دنیا کو چھپاتے ہیں۔ اور وہی لوگ باہر ادیں کہ جنکو کوئی جانتا نہیں اور نہ امر لوگ اپنے پاس آئے کی بات دیتے ہیں۔ نہ غربا انکے پاس آتے ہیں۔ جہاں انسان کی نہرت ہوئی اس کے کاروبار میں خلل آیا۔ خدا کے نیک بندے اپنے کو بہت چھپاتے ہیں اسے معیشتی اور صوفیونی شکل بنا کر مخلوق خدا کو دھوکا دے کر درندہ خدا کے یہاں تمکار سمجھا جاوے گا۔ نقل ہے کہ ایک شخص نادان نے سلطان ابراہیم ابراہیم کو اپنے باغ کا پاسبان مقرر کیا بعد ایک مدت کے مالک باغ آیا اور اس کے چند دوست و آشنا ہمراہ لے گئے۔ ان سے کہا کہ تمہارے سے بیٹھے آنا لاؤ۔ یہ تین آنا لے آئے۔ جب انہوں نے آنا چکے تو سب کھٹکے۔ مالک باغ نے فرش ہو کر کہا تو اتنی مدت سے باغ میں رہتا ہے آج تک کھٹے بیٹھے آنا میں فرق نہیں کرتا شیخ نے فرمایا کہ بد کہ تم نے اپنا باغ نگہبانی کے لئے میرے سپرد کیا ہے۔ میں بنا اجازت میرے کوئی سیوہ اس باغ کا کیونکر کھاتا۔ مالک باغ یہ سن کر روئے لگا کہ اسے دوست تیرے اس تقویٰ و احتیاط سے معلوم ہوتا ہے تو سلطان ابراہیم ابراہیم ہے لوگوں نے جو غور سے دیکھا تو پہچان لیا تو یہ وہاں سے چل دیئے۔ یہ لوگ کھٹے جو اپنی شان و شوکت نہیں جتاتے تھے۔ گناہی میں اپنی لگن مولیٰ سے لگاتے تھے۔ ان ہی کے لئے اجر ہے بے حساب ۛ

شکر باللہ تعالیٰ اومن لیشرک باللہ فقد نذر لی اثمًا عظیما اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے شکر کرے اللہ تعالیٰ اس کو شریک نہیں دے وہ بڑے جرم کا مرتکب ہوتا ہے ان اللہ لا یغفر ان الذین یلمون و یظہرون ما وہن ذلک لمن لیثاء و من لیشرک لی باللہ فقد نذر لی اثمًا عظیما

واعانت غیثہ الہیہ و الغیب عند اللہ

ۛ خشتا ہے شرک کے علاوہ جو کچھ ہے اور جس نے شرک ٹھیرایا اللہ کو وہ بیشک راہ ہموار ٹھیک گیا اسے اس ثابت ہوا شرک بخشا جاوے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا ہو۔ تو اللہ تعالیٰ قل انما ادرعوا ربی ولا اشرک لہ بآحد ائیں تو یگانہ تہوں اپنے رب کو اور نہیں شرک سمجھتا اسکا کسی کو۔ قرآن مجید میں سجدہ کرنے سے سورج چاند کو مسخ فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ خالق و موجد اور چاند کو سجدہ کر د حضرت یوسف علیہ السلام نے قیدیوں سے کہا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ۔ اکر یابک مہم فیر قوین خیر اثم اللہ الو احد الفقہار کیا کئی مالک جیدی جیدی بہتر میں یا ایک اللہ زبردست۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے

اِنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْنِي۔ یعنی بیشک بات یہی ہے کہ کوئی مانتے نہ لائق نہیں سوائے میرے
 سو تم میری ہی عبادت کرو۔ اِنْعَمُوا الَّذِیْنَ رَزَعْتُمْ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ لَا تَمْلِكُوْنَ فِیْهَا شَيْئًا وَلَا تَحْزَنْ
 فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا مِّنْ شَیْءٍ لَّکُمْ شِرْکٌ وَّهَآءِ لَہٗ عَمَلَتُمُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ وَّکُمْ تَعْمُرُوْنَ اَنْتُمْ
 عَمَلُہٗ عِبَادَتُہٗ اَلَا لَیْنٌ اِذَا لَیَۡتَ (ترجمہ) بھلا بکاروانکو جنہیں خیال کرتے ہو سو اللہ کے وہ تو۔
 نہیں اختیار کرتے ایک ذرہ بھر آسمانوں میں اور زمین میں اور نہیں کچھ اس میں ساجھا اور نہیں انکو
 ان میں سے کوئی بارود اور نہیں کام آتی سفارش اسکے دروہو مگر جو کون اور نہ سے۔ اس معلوم ہوا کہ عالم
 میں سارا تصرف اللہ کا ہے ذرہ برابر کسی کا تصرف نہیں قل اِنِّیْ لَا اَمْلِکُ لَکُمْ مَّرَدًّا وَاَنْتُمْ
 اَقْلُ اِنِّیْ لَنْ یَّجِیْرَیْ مِنْ اللّٰهِ اَحَدٌ مِّنْ دُوْنِہٖ مَلٰجِدًا یعنی اے رسول تم کہو کہ بیشک میں نہیں
 اختیار رکھتا تمہارے نقصان کا اور فائدہ کا۔ کہہ دو کہ مجھ پر گزینہ یا نیکو اللہ سے کوئی اور ہرگز نہ پائو گے
 اس کے سوا کہیں بچاؤ۔ یہ یقینی بات ہے کہ بخیر ارادہ خداوندی کے کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔
 وَمَا لَکُمْ مِّنْ اَکْثَرِ ہٖم بِاللّٰهِ اَلَا وَہُمْ مُّشْرِکُوْنَ یعنی اکثر لوگ ایمان لاکر لکھتے کرتے ہیں۔
 پر انکو بغیر انکو۔ امام انکو بشیروں کو۔ فرشتوں کو۔ پر انکو بیشک کے وقت بکارت میں ہر ان سے مراد ہیں
 ہیں آیات کتبہ کسی کی سوا تیرے عبادت نہیں کرتا ہوں۔ وجہ خاص ہونے عبادت کی اسکی ذات کے
 واسطے ہے کہ حقیقت عبادت کی نہایت ذلیل ہونا ہے واسطے نہایت عظیم کے اور اگر کسی کے جبر سے
 تذلل ہوا اسکو عبادت نہیں کہتے اور ایسے ہی تہذیبی عظیم کو کہ نہایت درجہ کی ہوا اسکی عبادت نہیں ہوتی
 اور ایسے ہی جہت ذلیل بڑا اختیار پایا جاوے عبادت میں شادی ہوگا۔ اور عبادت حقیقی کیلئے کوئی نہیں۔
 مگر وہ ذات کہ جس کی طرف سے نہایت وجہ کا انعام اس شخص کو پہنچا ہو پس ذات اللہ تعالیٰ کی ہے
 کہ کمال درجہ انعام کا اس کا کام ہے تفصیل اسکی یہ کہ بندے کے تین خال ہیں۔ پہلی اور حال۔ اور
 مستقبل۔ ماضی کا حال یعنی پیشتر کا پس بندہ بیچ ایک وقت کے نیست اور نابود تھا۔ بعد اس کے
 عدم سے طرف وجود کے لایا۔ چہرچہ حالت تظہ ہونے کے مردہ تھا۔ اسکو زندہ کیا۔ پھر جاہل تھا
 اسکو تعلیم کیا اور اسباب علم کے حواس اوقول میں اسکو بخشنے۔ اور حال بالفعل حاجتیں اسکی حد شمار
 سے زیادہ ہیں اول عمر سے آخر تک طرح طرح کی حاجتیں قیاس کوئی چاہیں۔ کہ کقدر پہنچتی ہیں۔
 اور باوجود گونا گوں تقصیروں اور نہ فرمایوں کے و مبدوم اس سے سزا دہوتی ہیں۔ حاجتیں
 اسکی رفع ہوتی چلی جاتی ہیں اور کمال فضل و احسان سے کار براری انکی ہوتی رہتی ہے عالی
 آئندہ موت سے پہنچنے ختم تک طرح طرح کے انعام اور بخشنے انواع عذاب سے اسکی ذات
 سے ایسا ہے۔ پس بندہ کو کمال میں جاے پناہ سوا اس ذات اسکی کے نہیں۔ پس بندہ کو بندگی
 اس ہی کی لازم آئی۔ اِنَّا لَکَ لَنَشِیْعُنَ۔ یعنی غیر تیرے سے ہم استعانت نہیں رکھتے۔

وہ لوگ اللہ کی عبادت سے ہر

ہی کو عبادت اللہ
 ہی کو عبادت اللہ
 ہی کو عبادت اللہ

اور اگر استعانت سے عام مدد مراد ہے کہ تمام کاموں میں یا میں اور دین میں ہوں پس وجہ اس خستہ صاف کی یہ ہے کہ جو کوئی کسی کی اعانت کرتا ہے اس اعانت کرنے کا خیال پیدا کر شوالا وہ ہے کہ یہ خیال مضبوط کرتا ہے کہ میں اس شخص کی اعانت کروں پس گویا بندہ کہتا ہے کہ سوا تیرے کسی سے اعانت میری ممکن نہیں پس سائل سے قطع نظر کرتا ہوں اور اعانت تیری ہی جانب سے دیکھتا ہوں پس استعانت سوا خدا کے کسی سے نالائق نہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ تمام مخلوقات اپنے مطلب طلب کرتے ہیں اور اپنی قدرت اور نقل و ہجرت اور کوشش میں کوئی قصور نہیں کرتا ہے اور مطلب کو نہیں پہنچتے۔ پس حاصل ہونا مطلب کا بغیر اعانت غیبی کے ممکن نہیں۔ اور اکثر دیکھا گیا ہے کہ انسان نے دوست انسان سے حاجت طلب کی اور وہ شخص مدد تک نالسا رہا پھر دفعۃً حاجت انکی پوری کر دی اس جگہ سے معلوم ہوا کہ اسکے دل میں خیال حاجت روائی کا آجائے غیب کی طرف سے جو پس مرد مومن ہر چیز کے سے بھگتا ہے اور بندہ کو اعانت کا واقعی کی کفایت نقل ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو نمرود لعین نے ہاتھ پاؤں باندھ کر آگ میں ڈالنا چاہا۔

حضرت جبریل علیہ السلام پہنچے اور کہا۔ اگر تمکو حاجت میرے سے ہو تو فرماؤ حضرت خلیل اللہ نے جواب دیا کہ تیرے طرف کچھ حاجت نہیں رکھتا ہوں میں حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ خدا سے التجا کر حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ جانتے والا پوشیدہ اور ظاہر ہے حاجت میرے عرض کی نہیں ما حاصل اسلام میں اعانت غیر سے نہ جانتا ہے اور فرق ہنود اور غیر اسلام اس میں ہے بھلا ان چیزوں کے جو اللہ نے اپنے لئے خاص کر رکھی ہیں۔ ایک یہ بات ہے کہ جبریل ہر حال میں حاضر ناظر رہتا ہر دم ہر برسر رکھتا۔ و در ہوا نذر دیک چہ می ہو کہلی۔ اندھیرے میں ہوا اجا ہے میں۔ آسمان میں ہوا زمین میں۔ پہاڑوں کی چوٹی پر ہوا یا سمندر کی تہ میں۔ یہ اللہ کی شان ہے اور کسی کی شان نہیں۔ اور نہ حکم جاری فرمانا اور اپنی خواہش سے مارنا اور بلانا۔ رزق کی کشائش و تنگی کرنا تندرست بیمار کرنا فتنہ و شکست دینا۔ اقبال مند یا اوبار مند کرنا۔ مرادیں پوری کرنا۔ حاجتیں برلانا۔ بلائیں ڈالنا مشکل میں دستگیری کرنا۔ برے وقت میں آجینا یہ سب اللہ ہی کی شان ہے کسی نبی ولی کی یشان نہیں ہے۔

جیسے قحط اور زانی و صحت و بیماری غنی و شادی اسی کے اختیار میں سمجھنا اور ہر کام سے پہلے انشاء اللہ کہنا اور اس کے نام کو اپنی تعظیم سے لینا بسمل کی مالکیت اور اپنی بندگی نکلے۔ جیسے یوں کہتا ہمارا رب ہمارا مالک ہمارا خالق اور راجا ہے کے وقت، کئی قسم کھانا۔ اسی طرح کی چیزیں اللہ تعالیٰ نے اپنی تعظیم کیلئے بنائی ہیں پھر جو کوئی اور کسی کی تعظیم اس طرح جو کرے اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے ترجمے سوا اسکے کوئی نہیں۔ اور جو چیز کے جہان میں دیکھی جاتی ہے اور کسی جاتی ہے۔ اس ہی ہے پس ایسے نعم حقیقی کے خداف کرنا اور اسکا۔ مشدیک ہرانا کب روا ہے تمنا حکیم نے اپنے سینے کو نصیحت کی اسے بیٹے خدا کے شریک کسی کو بیکر ظلم عظیم ہے اور جس پر شرک عانا ہو تب ہے اس پر سزا یہ ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کو دوزخ میں رہے گا۔ اور یہاں۔

پرفتنائی غریبی سے ایک حکایت کہی جاتی ہے جو اس جگہ کے مناسب حال معلوم ہوتی ہے۔
حکایت ایک بت پرست بت سے مدد مانگ رہا تھا۔ ایک عالم ربانی نے دیکھ کر منع کیا۔ شکر کربت پرست
 بولا صاحب اگر میں بت کو خدا کا شریک سمجھ کر پرستش کروں تو بیشک شرک ہے اور جب میں مخلوق خیال
 کر کے اسکی پوجا میں مصروف ہوتا ہوں تو پھر کہاں سے شرک گھس آیا۔ عالم نے کہا مغایس اور پاک کلام میں
 متواتر اور پے در پے آیا ہے کہ خدا کے غیر سے مدد جو یاں نہایت پرست بولا جب یہ تو آدمی ایک دوست کو
 کیوں مانگے اور مدد کے جو یاں ہوتے ہیں۔ عالم نے بڑبڑتے جواب دیا کہ وہ زندہ ہیں اور زندوں سے
 سوال منع نہیں ہے اور تیرے بت جیسے گنہگار کا لگاؤ غیرہ بھان اور مردہ میں جنگ کسی چیز پر قوت حاصل
 نہیں۔ بت پرست نے کہا بھلا جی۔ تم حوالہ قبور سے مدد و شفاعت طلب کرتے ہو۔ تو چاہیے کہ تم بھی شرک
 ہو۔ عرض کیا جو بہت اہل مقصد اہل قبور سے مدد بھی ہماری مراد گنہگار کا لگاؤ کی موت سے ہے۔ بظاہر اہل قبور کی
 قدرت و قابو میں کوئی بات ہے نہ لکھڑی پتھر کے بتوں میں ہا اگر تم کہوں کہ اہل قبور اپنی باطنی قوت سے لوگوں کے
 اُترے وقت میں کام آتے اور انکی شکل کشائی کرتے ہیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ بت سے مدد عاموں میں جاری
 بتوں میں بھی حاجت روانی دیکھ گئی ہے۔ اور اگر تم یوں کہوں کہ ہم اہل قبور سے یوں کہتے ہیں کہ خدا کے
 پیار و ہمارے لئے خدا سے شفاعت کرو تو ہم بھی بتوں سے اپنی لفظوں کے ساتھ استدعا کرتے ہیں۔
 حاصل کلام یہ ہے کہ اگر اہل قبور سے مدد مانگنے کا جواز ثابت ہو گا تو بعضے ضعیف الاعتقاد و مسلمان عقیدہ
 مسانی وغیرہ کی پوجا پرستش سے بھی باز نہیں رہ سکتے۔

جواب اس سوال میں چندہ مقاموں پر شبہ واقع ہوا ہے ان سے خبردار رہنا چاہیے۔ اگر ان شبہات
 کو ذہن نشین کیا جاوے گا تو بفضل الہی سوال کا جواب بخوبی واضح ہو جاوے گا۔ اول یہ کہ مدد کا مانگنا اور
 چیز سے اور کسی کی پرستش کرنا اور بات چیت جیسا کہ مسلمان رشیدی حکم کے برخلاف اہل قبور سے مدد کے جو یاں ہوتے
 ہیں۔ مگر انکی پرستش و پوجا نہیں کرتے برخلاف بت پرستوں کے وہ بالخصوص مدد بھی مانگتے اور بتوں کی
 پرستش بھی کرتے ہیں۔ پرستش کیا چیز ہے کسی کے لئے سجدہ میں گر پڑنا یا اس کے ارد گرد گھومنا یا اس کا
 نام تقرب کے طور پر درو زبان رکھنا یا اس کے نام پر جانور قربان کرنا یا اپنے کو اسکی غلامی کے ساتھ
 شہرت دینا اگر مسلمانوں میں سے کوئی جاہل نادان بھی اہل قبور کے ساتھ یہ چیزیں عمل لائیے گا تو اگر کفر کا
 اپنی صاف پیشانی پر لگا بیگا۔ اور اسلامی دنیا سے بالکل باہر ہو جائیگا۔ دوسرے یہ کہ مدد مانگنے کے مد طریق
 میں ایک مخلوق کا مخلوق سے طالب مدد ہونا جیسے نوکر اور مفلس فقیر اپنے مقاصد اور بہات میں بادشاہ
 اور امیر سے مدد کے طالب ہونا کرتے ہیں اور عوام الناس و لیا والمند سے بایں مضمون مدد کی درخواست
 کیا کرتے ہیں کہ اسے خدا کے پیار و ہمارے لئے خدا سے شفاعت کرو۔ اس قسم کی مدد کی درخواست کرنا شرعی
 اگرچہ اس طرح کہنا جائز ہے، اس قسم کی مدد کی درخواست کرنا شرعی میں زندوں اور مردوں سے

جائز ہے۔ دو سکر یہ جو چیزیں مستقل طور پر جناب الہی کے ساتھ خصوصیت کہتی ہیں مثلاً جیسے کے اولاد کا وینا مینہ کا برسنا یا بیرون کا ورنہ کرنا۔ طول طویل عرصہ وغیرہ وغیرہ ان میں کسی مخلوق سے درخواست کرنا بشرطیکہ یہ بات نیت میں بھی ہو۔ اور یوں کہا گیا ہو کہ تم ہمارے کلام کو درست ہونے اور ہماری مطلب براری کی کوشش کرو تو۔ اس قسم کی مدد کی درخواست حرام مطلق بلکہ نری کفر کی بات ہے اور اگر کوئی مسلمان اپنے مذہبی اولیا یا بزرگ و مشائخ کی قبروں سے اس قسم کی دعا چاہے گا۔ اسلام کے دائرے سے فوراً خارج ہو جائیگا۔ اور کوئی شاذ فاداری ایسا مسلمان ہو گا جو اس قسم کی مدد کو جائز رکھتا ہو بخلاف بت پرستوں کے کہ وہ اپنے باطل اور بناؤں کو محبوبوں سے اس طرح کی مدد کی درخواست باطل جائز خیال کرتے ہیں۔ اور بت پرست کا یہ کہنا کہ میں بھی اپنے بتوں سے اسی طرح شفاعت کی درخواست کرتا ہوں بسطرح کہ تم اپنے پیغمبروں ابدالیا سے شفاعت کے طالب ہو۔ ہو۔ اس کے کلام میں سراسر کفر و فریب ہی کیونکہ بت پرست بتوں سے ہرگز شفاعت خواہ نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ شفاعت کے معنی تک نہیں جانتے اور نہ ولیوں اسکا تصور کرتے ہیں۔ شفاعت کے معنی سفارش کرنے کے ہیں۔ اور سفارش کہتے ہیں کسی شخص کا کسی کے مطلب کو اپنے غیر سے عرض و معروض کے بعد میں ادا کرنا اور بت پرست اپنے مطلب کی درخواست کے وقت اس معنی کو سرگز نہیں سمجھتے اور نہ بتوں سے یوں کہتے ہیں کہ ہماری سفارش پر دروگہا علی اور منصف کے دربار میں کرو اور ہماری مطلب براری جناب الہی سے کرواؤ۔ بلکہ وہ اپنے مطلب کی خود بتوں ہی سے درخواست کرتے ہیں۔ اور خدا کا واسطہ چھ میں نہیں آتا اور بت پرست کا یہ کہنا کہ جو تمہارا مقصد اہل قبول سے ہے وہی ہمارا مطلب کہنیا اور کالکا کی صورت سے ہے یہ بھی خطا و غلط ہے کیونکہ ارواح کا تعلق اپنے ان بدنوں کے ساتھ جو قبروں میں بدنوں ہیں۔ ضرور ہوتا ہے کس لئے کہ روح نے وراثت تک اس بدن کے قلب میں رہ کر نسبت پائی ہے اور بت پرست لوگ اپنے معبود کی قبروں کی تعظیم و توثیر نہیں کرتے بلکہ اپنی طرف سے لکڑی پتھر مورتوں اور رختوں اور دریاؤں کو قرار دیتے ہیں کہ فلاں دیوتا اور دیوی کی صورت ہے بغیر اس کے کہ چہرہ نہ ہو۔ اور روح سے کسی قسم کا تعلق وابستہ ہوا انکا جسم جہاں چلایا گیا ہو۔ اور اس بناؤں اور افسر اقرار دہ کیلئے۔ کوئی اثر نہیں ہے۔ ہاں ہندوئی حاجت روائی خالق الکبرائی رحمانیت اور مہربانی کی راہ سے خود فرماتا ہے۔ یہی اثبت تادالو نکو نیں ہوتا ہے کہ یہ فائدہ ان بتوں کی طرف سے حاصل ہوتا ہے خدا تعالیٰ جو آئینہ سے الجھل اور مخفی رازوں سے واقف ہے وہ اپنے بندوں کے حالات کو خوب جانتا ہے اسے بندوں کی زندگی میں ایسی حاجت روائی بدل منظور ہے وہ جس ذریعہ اور وسیلہ سے اپنے مطلب کی درخواست کرتے ہیں ان کے مطلب پر کامیاب کر دیتا ہے۔ جیسے مہربان اور مشفق باپ جو اپنے صنیر اور کم سن بچہ کی حاجت کو جانتا ہے اور جدت بچہ خدمتگار یا۔ اپنی دایا سے کچھ مانگتا ہے تو یہ مرحمت کرتا ہے کیونکہ ظاہر کہ خدمتگار اور دایہ اسکی حاجت روائی کا کچھ بھی مفاد و نہیں رکھتے

بعینہ یہ بتوں کا حال ہے۔ بلکہ مسلمانوں کے قلعہ کے مطابق اہل قبول بھی اس مرتبہ میں ہیں اور یہ جو بیان کیا گیا ہے کہ جب اہل قبول سے مدد کی درخواست کا جواب ثابت ہوگا۔ بعض ضعیف الاعتقاد مسلمان قبیلاً اور مسانی کی پوجا سے کیونکہ بازمیں گے واضح ہو کہ اہل قبول سے مدد مانگے اور سید اور مسانی کی پوجا میں بچند وجہ فرق ہے اول یہ کہ اہل قبول جن کا ذکر سابق میں گذر چکا ہے صاحبین بزرگ گذرے میں اور سید اور مسانی کا وجود بھی مان لیں تو ظاہر بات ہے کہ وہ شیطان کی گدھی اور ناپاک رجس میں جنہوں نے۔

خلق کی ایذا رسائی اور تکلیف دہی پر کم باندھی ہے انہیں ہندیا و ادیس کی پاک اور بھری روحو سے کیا مناسبت تیسرے یہ اہل قبول سے جو مدد کی درخواست کی جاتی ہے وہ بطریق دعا و جاتی ہے کہ تم ہماری مطلب براری کیلئے خدا کی جناب میں عرض کرو اور چیزوں کی پوجا پرستش اس بنا پر ہے کہ انکی استقلال اور قدرت کا اعتقاد کیا جاتا ہے صریح کفر اور زنا شرک ہے فقط۔ الحاصل یہ بات بخوبی ثابت ہے کہ شرک سے بڑا کوئی گنا نہیں۔ ہرگز کوئی مشرک یہ طمع نہ کرے کہ وہ نجات پائے گا۔ گو دنیا میں اس نے بہت طاعات عبادت و خیرات کی ہوں۔ کیونکہ ہمراہ مشرک کے ایمان باقی نہیں رہتا اور بے ایمان کے کوئی عبادت کم یا زود قبول نہیں ہوتی۔ سب سے پہلے دوستی ایمان کی ہے پھر دوستی عمل کی اسکو اخلاص کہتے ہیں۔ جو عمل خالص اللہ کے لئے ہوتا ہے اس میں کوئی نوع شرک کی نہیں وہ خالص کہلاتا ہے اور اللہ حالص لوجہ اللہ کے سوا کوئی عمل قبول نہیں کرتا ایمان اخلاص میں ناظرین ملاحظہ کریں۔ اور جب عمل مطابق سنت کے ہوتا ہے تو اسکا ثواب سید مرتب ہوتا ہے اور ایک حدیث کا مضمون ہے کہ شرک عجزی اس سے پسند نہیں ہے

حسین غیور او نہ پسند و شد یک ایامیند ابدت نیکو نگار ماہد انما اللہم (اللہ واحد معبود حقیقی تو ایک ہی معبود ہے۔ جس دن اللہ نے ذریت آدم سے عبادت برپا کی تھی اس میں یہ بھی کہہ دیا تھا کہ تم جان لو کہ کوئی معبود سوا میرے نہیں ہے۔ تم کسی چیز کو میرا شریک نہ کرنا۔ میں تمہارے پاس رسول بھیجوں گا وہ تمکو میرا قول و قریب و قلابا لے گا۔ اور میں تم پر کتابیں اور تاروں گا۔ اور انہوں نے اقرار کر لیا تھا۔ "قالتوا بلی" اس عہد و عہد کا ذکر سورہ اعراف میں بھی آیا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین و آدم کو اس بات پر گواہ کر لیا تھا اور ہر ایک نے۔ جدا جدا اللہ کی توحید کا اقرار کیا اور جس کا قول فعل پیغمبر کے قول و فعل سے بال برابر خلاف ہوا اسکو نہ مانے بلکہ رو کرے غرضیکہ یہ حکم توحید کا اور منع شرک سے عالم ارواح میں جو چکا ہے سارے پیغمبر اسکی تائید کو کرتے ہیں اور ساری کتابیں اسکی بیان میں آتی ہیں اور لاکھوں پیغمبروں کا فرمان اور ساری کتب آسمانی کا علم اسی ایک نکتہ میں ہے کہ توحید کو خوب و درست کرے اور شرک سے بہت دور بھاگے۔ نہ اللہ کے سوا کسی کو حاکم سمجھے نہ کسی کو مالک ٹہرائے۔ اور نہ اپنی حاجت کسی کے پاس بچائے اور نہ اپنی عیسیٰ علی اللہ علیہ وسلم نے کائنات پر کیا اللہ شہیدان قتل و حشر تھے یعنی کسی کو اللہ کا شریک نہ ٹھہراؤ گو تیری جان جاوے یا لگ میں جلایا جاوے۔ موصد کہ دہا بزمی سندش پڑوگر آرمی ہی برس دش پڑو

امید ہر اس شخص نباشد جس پر یقین است بنیاد تو حیدر علیؑ انسان کو لازم ہے کہ خدا کی آزمائش پر حاضر رہے خواہ بیماری دیگر آزمائشے یا جن واسطہ کی ایذا سے وہ آزمائشے کیجے کہ ہر کام الہی کے اختیار میں ہے اور اسی ہی کے ارادہ سے ہوتا ہے کچھ بھی کچھ معصیت دیکر آزمائشے کہ منافق ہے یا مومن مصنون حدیث ہو کہ شرک کے علاوہ جتنے گناہ ہونگے اللہ بخشد کیا مگر شرک نہ بخشا جاوے گا۔ فاسق۔ موحّد ہزار درجہ بہتری متقی مشرک سے جو کوئی یہ دعویٰ کرے کہ میں جب یہاں غیب کی باتیں معلوم کروں وہ جھوٹ ہے جبکہ حضرت عائشہؓ کا حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخر معلوم کر گیا۔ وحی کے ذریعہ سے معلوم کر سکے اور حضرت نے فرمایا ہے کہ غیب کی بات جانتا ہوتا تو بہت سی بھلائیائیں لیتا اور جھکو کوئی برائی نہ لگتی میں تو فقط ڈرانے والا ہوں۔ اور خوش خبری سننا نبیوں کے غیب کی بات اللہ جانتا ہے۔ اس میں رسول کو کیا خبر ہو ہاں جس امر کی اللہ خبر دے۔ **لقل** ہے کہ ابن عباس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے لڑکے یا ورگہ کہ اللہ کو وہ دیکھ گئے کہ تجھ کو دیادہ کہ اللہ کو کہ یاد کیا تو اسکو اپنے رو برد اور جب مانگے گا تو مانگ لے گا اور جب مدد چاہے تو مدد چاہ لے اللہ سے اور یقین سمجھ لے کہ بیشک اگر بے لوگ لکھے ہو جاویں اس پر کچھ فائدہ پہنچائیں گے کیونکہ وہ فائدہ نہ پہنچا سکیں گے۔ مگر جتنا لکھ دیا ہے اللہ نے تیرے حق میں اور اگر اپنے میں اس پر نقصان پہنچائیں تجھ کو تو نہ نقصان پہنچا سکیں گے۔ مگر جتنا لکھ دیا ہے اللہ نے تجھ پر اور اٹھائی ظم اور سو گھ گیا کاخذ۔ اور حدیث ابن مسعودؓ کہ ہر کسی کو چاہیے کہ اپنی سبب حاجت کی چیزیں اپنے رب کے مانگے۔ یہاں تک کہ نمک بھی اس سے مانگے اور جوتے کا تسمہ لوٹ جائے۔ تو وہ بھی اسی سے مانگے گا۔

آج حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ میرا مال موجود ہے اس میں مجھ کو غیبی اللہ کے یہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا وہاں کا معاملہ کوئی درست کرے اور دوزخ سے بچنے کی تدبیر سوچ سکے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فقط قرأت کسی بزرگ کی اللہ کے یہاں کچھ کام نہیں آتی۔ جب تک کچھ معاملہ الہی سے صاف نہ کرے تب تک کچھ کام نہیں نکلتا حدیث یحییٰ میں ہے کہ جس نے نجوم سیکھا اس نے ایک شاخ جادو کی سبکی۔ سخم۔ کاہن ہے اور کاہن ساخڑ۔ ساحر کا فخر نیک و بد صحت کا مانتا۔ اور اچھی بری تاریخ کا پوچھنا۔ اور نجوم کے کہے یقین کرنا شرک کی باتیں میں جو نجومیوں کے پاس آیا اور اس سے کچھ دریافت کیا تو چالیس روز اسکی نہایت قبول نہیں ہوئی۔ اور جسے قسم کھائی غیر اللہ کی وہ بیشک مشرک ہوا۔ جسکو قسم کھانا ہو وہ اللہ کی قسم کھائے یا چپے۔ قسم کھانے سے ایمان میں خلل آتا ہے اور بہتر تو یہ ہے کہ اللہ کو بھی نشانہ قسم کا نہ بنائے۔ اور جھوٹی قسم کی سزا یہ ہے کہ جہنم کا غوطہ یا جاہنجا۔ ہر روایت عائشہؓ سے کہ حضرت سے کہا تھا کہ آپ کو جانور درخت سجدہ کرتے ہیں۔ کیا ہم سجدہ نہ کریں؟ رب کی بندگی اور بھائی کی تعظیم کرو۔ انسان سب بندہ ہے عاجز۔ مگر اللہ نے جسکو بزرگی دی بھلائی تعظیم انسانوں کی طرح کرنا چاہیے۔ نہ خدا کی سی آدمی کو جانور کی لین نہ کرنی چاہیے

کیونکہ یہ مکلف ہے اور غیر مکلف - اور فرمایا آپ نے میں بھی ایکن مرکز میں جاؤ لگا - تو کیا تو مجھ کے
ہوں - بچہ تو اسی ذات پاک کہ ہے جو بھی نہ مرے - اسے سمجھ بچہ نہ - کسی زندہ کو کرے نہ مروت کو
نہ کسی قبر کو اگرچہ پیغمبر کی قبر ہو - وہ بھی بشریت کی قب میں تھا - مرکز کچھ خدا نہیں بن گیا - اور فرمایا اپنے
کہ جبکہ جسے زیادہ نہ بڑھاؤ - جیسا کہ عیسیٰ ؑ کو خدا بنی نے بڑھایا - میں تو اسکا بندہ ہوں یہی کہ میں اسکا
رسول اور بندہ ہوں - رسول ہو کر آدمی ہی رہتا ہے خدا نہیں بناتا اور بندہ ہونا اس کا خسر ہے - بعضے خیال
پیغمبروں یا اماموں یا اولیوں یا اپنے پیرونی تصویروں کی تعظیم کرتے ہیں - اور اپنے پاس شرک سمجھ کر
رہتے ہیں - اور انکی سال میں ایک دفعہ لوگوں کو زیارت کرنا نہ لیتے ہیں - یہ سب شرک میں ڈوبے ہوئے
ہیں - پیغمبر اور فرشتے سب ان سے بزرگ ہیں جس گہر میں تصویر تعظیم کرتی جاتی ہے دشتہ نیکی کے نہیں آتی
تصویر بنائیو اسے قیامت کے دن عذاب میں گرفتار ہوں گے - اور کہا جائیگا کہ جو تصویر تم نے بنائی ہے
جان ڈالو - اسے سمجھ ابھی موقوفہ اور وقت ہے تو بہ کا توبہ کرے - اور پھر گیسرا وقت ہاتھ آتا نہیں
بعض اوقات اندیشہ فکروں میں کہہ اٹھتے ہیں - کہ ماریو اے سے جلائیو لا بڑا رحیم ہے - یا بڑا ہے یہ کہنا
شرک ہو - کیونکہ ایک التدر ہے وہی جلائیو الا وہی ماریو لا - یہ اہل ہندو کی صحبت کا اثر ہے - کیونکہ انکے
یہاں دو خالق قرار دیتے ہیں - کہ ایک حکیم ہے اور ایک پیدا کرنا والا ٹیکوں کا ہے اور ایک سفید کہ پیدا
کرنا والا بدیلوں کا ہے مسلمانوں کو اس طرح کے کلموں کلام سے پرہیز کرنا ضروری ہے -

ایک شخص نے آنحضرت صلی علیہ وسلم سے کہا ماشاء اللہ و شئت یعنی جو چیز کہ خدا نے چاہی اور تم چاہو
ہو جائیگی - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مقرر کیا تو نے مجھ کو اللہ کا شریک خدا ہی کی شیت سے
سب چیز ہوتی ہے اس معلوم ہوا کہ یہ کہنا بھی نہیں چاہیے کہ اللہ اور رسول نے چاہا تو یہ ہوگا - صرف کیچو
کہ انشاء اللہ یہ کام ہو جائیگا - غیب کا حال خدا ہی کو ہے - جیسا کہ اس حکایت سے معلوم ہوگا - ہمارے
حضرت کو بھی ان فقہاء حکامیت ایک سفر میں آنحضرت کی اونٹنی گم ہو گئی ایک منافق نے ایک صحابی کے
خیمہ میں یہ بات کہی کہ تمہارا سامان کی خبریں بتاتے ہیں یہ معلوم نہیں کہ انکی اونٹنی کہاں ہے -
اسی وقت اللہ جل جلالہ نے منافق کے اس مقولہ کی خبر دی اور یہ بھی مطلع کیا کہ فلاں جگہ درخت
میں مہار اونٹنی کی اٹاک گئی ہے وہاں اپنے اپنے خیمہ میں ان صحابی کے رہ رہو جن کے دیر سے میں -
منافق نے یہ طعن کیا تھا - ارشاد کیا - ابھی ایک منافق نے یہ طعن کی بات کہی سو میں تو یہ دعویٰ
نہیں کرتا کہ بے بسائے اللہ تعالیٰ کے مجھے کچھ معلوم ہو جاتا ہے - اب خدا تعالیٰ نے مجھے مطلع
کر دیا کہ فلاں جگہ اونٹنی کی مہار ایاں رخت میں لچھہ لگی ہے

کسی پیرو پیغمبر کا نام لیکر یہ کہنا کہ تو میری فلاں مراد بر لا یہ شرک ہے - جیسے کہ کہنے میں یا محی الہ
مدد کر یا فلاں مراد بر لا - اور فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ دعا کرنے میں لفظ حق فلاں کا لانا

پیغمبر
کی تعظیم

حکیم کا

پیغمبر

نکیرے

غیب کا حال

ہی کو

یا طفیل فلاں یا بحرمت فلاں یہ کہنا بھی مکروہ ہے اس واسطے کہ کسی کا اوپر خدا کے حق نہیں اور کسی حریت اللہ کے اوپر نہیں اور کسی کا ذریعہ یا طفیل دنیا کچھ اللہ پر جس پر نہیں کہ وہ ایسا کرے ہی کرے ہاں یہ اللہ کی رحمت اور رحیمی اور بخاری ہے کہ اس نے آدم کی گریہ و زاری پر اور ذریعہ محمد رسول اللہ کے کہنے پر آدم کا گناہ معاف کر دیا۔ اس سے ہم یہ کہتے ہیں وقت دعا کے بطفیل اپنے حبیب کے یا طفیل فلاں بزرگ اسے اللہ تو ہماری دعا قبول کرے۔ اور حدیث سے مَنَ اَمِنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَاَقَامَ الْعَمَلَةَ وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يَدْخُلَهُ الْجَنَّةَ ہا جس نے فی سَبِيلِ اللّٰهِ اور جس نے فی ارضہ الہی وذلک ینجھا۔ یعنی جو شخص ایمان لایا ساتھ اللہ کے اور رسول اس کے اور ادا کی اس نے نماز اور رکھے روزے رمضان کے ہو گیا حق اسکا اللہ یہ کہ داخل کرے اسکو بہشت میں پھر تک کہ اسے اللہ کے راستہ میں یا بیٹھے چچ زمین اپنی کے جس طرح پیدا ہوا ہے۔

پس کہاں کہیں حق کا انشا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ خداوند تعالیٰ کا کرم اسکو جانتا ہے کہ محنت کی غل و اسے کی عطا فرمے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِ کہ خدا کی نوا کا رکنا جہل نہیں فرماتا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِ تَقِيًّا کہ خداوند تعالیٰ بوجہ پر ظلم نہیں کرتا۔ عہدہ میل نقل و کرم کے ہے نہ کہ خدا کے ذمہ لازم و واجب ہو جس کا سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے۔ جب سجدہ میں گئے تو بوجہ اپنی گردن مبارک کھڑ ہو گیا اور دوسرا سر دیکھتا تھا۔ پھر چلا گیا آپ نے سر اٹھایا اور دست مبارک پیشانی پر پھیرتے تھے۔ اور گردن مبارک ملتے تھے۔ اور آٹے چاہا کہ کچھ بریس اور ابوبہل کے لئے کچھ مانگیں کہ آٹے میں حضرت جبریل علیہ السلام پہنچے اور عرض کیا کہ اسے احمد علی اللہ علیہ وسلم جو کچھ مارنے دشمن نے ہماری وجہ سے کیا ہم دیکھتے تھے اور وہ دیکھتا تھا دیکھتا تھا۔ تو وہ کسی شخص کو دیکھتا تھا۔ یہ نہیں جانتا تھا کہ خدا تعالیٰ دیکھتا ہے اور جانتا ہے۔ اور اپنے بند کو جانتا ہے بزرگ وہ کرتا تھا۔ اس سے اپنی گردن تن سے جدا ہوتی۔

اَللّٰهُ يَكْفُرُ بِالْاَنۡفَالِ بَرِّیٰ یعنی کیا بخانا ابوبہل نے کہ اللہ اپنے بند سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہے جب یہ آیت نازل ہوئی۔ خواجہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت خوشی سے وجد میں آئے اور خندق مسجد میں خراماں چلا اس کے بعد گہری طرف تشریف لے گئے۔ جب گھر کے صحن میں تشریف لائے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اپنے ایسی رفتار اختیار کی جس سے اور لو کو منع کیا ہے۔ آج خود آپ خراماں آتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدیجہ اس وقت چپ رہے یہ آیت اتنی ہے۔ اَللّٰهُ يَكْفُرُ بِالْاَنۡفَالِ بَرِّیٰ۔ حضرت رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا کہ آپ کو اپنے خدا کے ساتھ ایک وقت ہے۔ اسی وقت زمین میں لیٹ گئیں اور رسول اللہ کے پاس سے مبارک اپنے رخسار و پیر رکھے اور انکو کچھ سے رہیں اور عرض کیا یا رسول اللہ تعالیٰ میری توقف کیجئے۔

شکر الکیان

یہ کہتے ہیں کہ اسے اللہ تعالیٰ فلاں یا بحرمت فلاں

آیت الکرسی

فرمایا کہ اس سے کیا غرض ہے عرض کیا یا رسول اللہ آج نظر عنایت خداوندی آپ کے حق میں منبذل ہو
 شاید آپ کے زیر قدم میں طفیلی ہو جائوں خداوند تعالیٰ کا حکم پہنچا۔ اسے احمد بن حنبل نے روایت کیا کہ وہ کہتے ہیں کہ
 طفیل خاک کا ہے خود صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہنشد یا اور آتش و دھن سے آرا کر دیا۔ میرا اس حکایت سے یہ غلط
 کہ طفیل دنیا کی پیغمبر کا یا کسی اولیا کا رواسہ ہے۔ یوں کہے۔ اسے اللہ تو بطفیل فلاں۔ میرا فلاں مقصد ہر
 اور تو سل جو احادیث سے ثابت ہو۔ وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ یا الہی فلاں مقبول بندہ کی
 برکت سے میری فلاں حاجت پوری فرما جس طرح ہر شخص نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے بارش کی دعا
 مانگی تھی۔ **حکایت** نقل ہے کہ کسی شہر میں ایک بادشاہ تاش پرست تھا۔ اور ایک عابد نصرانی اور ایک
 عالم جو کسی اس شہر میں شہرہ آفاق تھا۔ بادشاہ نے اپنے لڑکے کو واسطے تعلیم کے جو کسی کے پاس بھی قدرت
 خدا سے لڑکا ایام بے خبری میں نہایت صاحب تمیز تھا۔ اور حق و باطل کو خوب جانتا تھا۔ جب بسن کے غلام
 ہوا تھا۔ تو نصرانی عابد کی خدمت میں جا کر کچھ باتیں دین و آئین کی سمجھتا۔ مدت تک اس کا یہی رنگ ہندگ
 رہا۔ ایک مرتبہ راہ میں والدہ اعظم ایک اڑدہا کہاں سے آئی اور راستہ بند ہو گیا۔ لڑکے کو بہرہ ور گوشت
 منع کیا کہ راستہ بند ہے دوسری راہ سے جا اور از خود اجل کے منہ میں نہ جا۔ کہ صد ہا آدمیوں کو کھل گیا۔
 گرچہ کس نے اجل کو خدا مژدہ نہ تو مرد و مردہاں اڑدہا۔ لڑکے نے مانا اور کہا اس حق راہ حق دکھا اور
 باطل سے بچا۔ اگر دین نصرانی ہے اور عالم جو کسی جھوٹا ہے تو میرے اس چہرے سے یہ اڑدہا مچلے۔
 اور یہ غلام مرد و حق و باطل سے نجات پائے۔ پھر ایک پتھر اٹھا کر مارا۔ قدرت خدا سے وہ اڑدہا مچل گیا۔ لڑکے
 طالب حق کو حق تاریخی باطل سے آفتاب سا نظر آگیا۔ فوراً نصرانی عابد کی خدمت میں جا کر یہ ماجرا
 کہا۔ اس نے کہا کہ اس بات کا سارے شہر میں شہرہ ہو گا۔ اور جہان متحیر و حیران ہو کر تیرے پاس آویگا
 کسی سے میرا نام نہ لینا بلکہ نا حق بدنام نہ کرنا۔ بصلحت وقت جانا وہ عمل میں لانا عابد سے حضرت
 ہو کر آیا۔ پھر جو ہر دیکھا یہی چرچا اور شور اور غوغا پایا کہ لڑکے نے اڑدہا سے کو مار ڈالا۔ جب آئے پھر
 آیا۔ تمام شہر متحیر ہو کر اس کے پاس آیا اور حقیقت حال دریافت کرنے لگا۔ کہا اللہ کے نام سے
 ذرا سے پھرے ایسا بڑا اڑدہا مارا۔ حقیقت میں خدا کے مارنے سے یہ اڑدہا مارا اور نہ میں کیا اور
 میری مار گیا۔ سنا ہے کہ یہ خبر بادشاہ کو پہنچی وہ سنتے ہی آگ بھجھو کا ہو گیا۔ لڑکے کو بلا کر سارا
 ماجرا پوچھا۔ اس نے کہا میں نے خدا سے برحق کے نام سے یہ اڑدہا مارا اور کہا بندگی سوائے خدا کے
 برحق کے سراسر حماقت اور شہ مندی ہے اور جو کوئی روشنی خدا سے برحق سے منکر ہو کر اپنے
 کٹر خیر کو خدا بنائے کہ نہ وہ منہ سے بولے نہ سے کھیلے۔ وہ بیوقوف کہوں کہ نہ بیوقوف کہلائے
 چاہیے کہ وہ بے عقل اپنی عقل کا علاج کر اوی۔ پس یہ سنتے ہی آگ ہو گیا۔ اور آتش سے۔
 غضب سے جل کر خاک ہو گیا۔ حکم کیا کہ اس کو کشتی میں بیٹھا کر بیچ دیا میں دبو دو۔

یہ سن کر
 وہ کہنے لگا

کہ اس نے ہمارا نام ڈبو دیا اور سات پشت کو تھک دیا۔ پھر اس کو کشتی میں بٹھا کر نے چلے ناگہ کشتی الٹ گئی سب ڈوب گئے۔ بفضلہ تعالیٰ وہ لوگ اس صحیح و سالم بچ گیا۔ پھر بادشاہ کے پاس آکر کہنے لگا کہ اس بچے خدا نے بچوایا اور جھوٹو نکو ڈبو دیا۔ پھر تو بادشاہ اپنے سے نکل گیا۔ اور کہا اوپے بہاڑ پر کی چوٹی سے اسکو نیچے ڈال دو لڑکے نکلے ہو جاوے اور اس کا نام و نشان مٹ جائے۔ جب بہاڑ پر سے گئے قدرت خدا سے ہوا کہ جھوٹا کیا ولسا علم ان سب اہل ہوا کہ کہاں ہوا اسکا اڑا دیا اور لڑکے کو ذرا ہوانے بہتا یا پھر ٹکا بخولی سلامت بادشاہ کے پاس آیا۔ تب جھگڑا کہ جلا دو کو بلاؤ۔ اور اسکی جلد و پوست اڑاؤ۔ لڑکے نے کہا کیوں ناحق اپنی جان کھو تا ہے۔ جی جان کرو تا ہے اور بے فائدہ حماقت بھگتا ہے اگر تو اڑ تیرا سارا لشکر جمع ہوگا میرا ایک ہاں بیلا ہوگا۔ اس مصیبت سے نجات منسوب ہے تو اپنی تدبیر بالائے طاق رکھ اور میرے کہنے پر ہمایاں رکھ۔ کہ ایک میدان میں سب کو جمع کرو اور جھکو سولی پر چڑھا اور میرے آگے یا ہیکر تیرا لگا کہ جھکو تیرے خدا سے برحق کے نام سے مارتا ہوں فوراً مچاؤں گا۔ پس بادشاہ جو اپنی تدبیر سے عاجز کیا تھا ایسا ہی کیا۔ اور حکمت لڑکے وانا سے وہ نادان آگاہ نہ تھا۔ کہ جیسا رسے لشکر اور اہل شہر کے آگے یہ بات کہہ کر تیرا بیگا۔ تو بلا شکر اپنے دین کو چھوڑ دینگا۔ اور میرے دین کو بچا بنا دینگا۔ تو سب لوگ اس کے چھوٹے دین سے پھر جاوینگے اور ایمان میرے مذہب حق پر لاوینگے۔ گو میں جان سے گیا۔ مگر۔ جہاں تو ایمان سے رہا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ وہ لڑکا تیرے مارا گیا اور آدھے گروہ سے زیادہ فوراً ایماندار ہو گیا۔ اور لڑکے کے علم سے زار زار روتے چلائے تھے اور با آواز بلند کہتے تھے کہ ہم ایمان لائے۔ اس بچے لڑکے کے پیچے خدا پر۔ جب یہ حال بادشاہ نے دیکھا۔ سخت حیران ہو گیا۔ کہ لڑکا مر اسب کو مار گیا۔ اور میری بادشاہت اور ملت سب تباہ کر گیا۔ اسی وقت ایک گڑھا چالیس ہاتھ گہرا کھدوایا اور اس میں جو لوگ ایماندار تھے انکو جلا یا۔ مگر ایک عورت بچوں والی تھی۔ اسکو سخت ہڑا یا کہ جھکو جمع ترے بچوں کے جلا دینے ورنہ اسلام سے باز آ۔ کہا۔ میں حق سے نہ پھر دوں گی۔ خدا سے برحق سے منہ نہ موڑ دوں گی تو مجھ و گزرنہ کرو۔ اور جو جی چلے سو کر پھر ایک ایک اس کے بچے کو جلتی آگ میں جلاتے تھے۔ مگر وہ کمال آتہ و تاب ایمانی سے آفت نکلتی۔ اور وہ رضائے الہی پر شاکر و صابر تھی جب سب و لاوا اسکی جلا دتی اور گود کے بچے کو بھی جلائے گا را دہ کیا۔ اور اس جلتی جلتی کو اور زیادہ جلا یا۔ آخر وہ عورت بھی اوجھڑ جگر پارہ اسکے صل گئے تھے۔ اور اس نے آہ نکلی گود کے لڑکے کو جلتے سے یکا یک آگ جگر بھڑک اٹھی۔ آپس سے جاتی رہی عالم پہوشی میں قریب غمی کہ قریب شیطان کھا دے اور دولت ایمان سے ہاتھ بچاؤ ناگناہ قدرت خدا نے اسکو دے کے بچہ کو گویا کیا اس کے حفظ ایمان کا سامان کیا۔ اس نے زبان فصیح کہا کہ اے ماں تو کچھ تر تو نہ کر۔ سب بہانی میرے جنت کو گئے ہیں میں بھی جاتا ہوں۔ پس لڑکے کی دلدہی سے اسکی بھڑکی ہوئی آگ بھی۔ جب سنگدلوں نے اس لڑکے کو بھی آگ میں ڈالا تب عورت۔

نے قیاب ہو کر ایک تہج ماری تھی وقت ایک شعلہ آگ سے اٹھا اور چالیس چالیس گزہ طرف کے کافروں کو جلا کر کھستر کر دیا اور اس بادشاہ کا فرکارا معہ وزیر اور امیر و لشکر کا فر کے نام و نشان نہ رکھا کہ کہاں چلا گیا اور ایمان و ایمان عالم کے ظلم سے بچے تھے اللہ تعالیٰ کی حمایت سے ان میں سے ایک کا بھی بال نہ جلا۔ بلکہ ذرا بہت بھی نہ لگی۔

شرابِ نشہ کی

انحرار الکبد الکبائر و دام الخبائث و دام الفواحش شراب کا پینا گناہ

چیزوں کی مذمت

میں بڑا گناہ ہے اور رب بری باتوں کی جڑ ہے۔ مسلمانوں کو اس و مسترخوں پر بیٹھا بھی منع ہے جس شراب ہو جس شربت، لہٰذا فی الدینا لم یشر بہ فی الکلام خمر و جو دنیا کی شراب پیے گا۔ وہ آخرت کی شراب سے محروم ہو گا۔ واضح ہو کہ جوئے کے بیان میں وہ آیت قرآن شریف کی لکھی جا چکی ہے۔ جو جوئے شراب کے بار میں آئی ہے اور حد شراب نشہ کی کوڑ سے ہیں مگر ترجمہ حدیث شراب سے واسطے پہنچے والے۔ اس خبر پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کرتا ہے اور جو چیز نشہ لا دے وہ تقویٰ کی برابرت ہو تو ہم سے ترجمہ حدیث شراب سے سلام کرنا یا بغلیہ کرنا یا مصافحہ کرنا باعث نقصان ہے چالیس برس کی پختہ اللہ کھودیتا ہے۔ نقل ہے کہ جنت کی خوشبو پانچ سو برس کی راہ سے سونگھی جاتی ہے۔ اسکی خوشبو تین گروہیں ہوتی ہیں پانچ گنا شہاب پینے والا۔ ماں شہاب کو رنج و نبوالا۔ اے توبہ کے مرس۔ شراب خوار مردار سے زیادہ بدبو کو قمر سے نکلیگا۔ اور اسکی گردن پر کوڑہ۔ (یہاں شراب پینے کا) لکھا ہوا۔ ہاتھیں میلا کر پڑے ہوئے اسکے پوست اور خوشی میں سانپ کھجکھجے ہوئے پاؤں میں آگ کی دو لعلیں پیچھے ہوئے۔ ان دونوں اعلیٰ کی سوزش سے دماغ جوش کرنا دیکھا۔ اسکی گردن میں آگ کے طوق کی رسی ہوگی۔ اور وہ دوزخ میں فرعون و ہامان کے نزدیک بیٹھا جو شخص شراب پیے اسکی صحبت و محبت سے پرہیز کرے۔ اگر شراب خوار بیمار پڑے تو اسکی پور پرسی مت کر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو شخص شراب کو حلال جانے۔ پس تحقیق بیمار ہے وہ جہ سے اور میں بیمار ہوں اس سے اسے حق تعالیٰ اپنی عزت و جلال کی قسم کھا کر فرماتا ہے کہ دنیا میں جو شخص شراب پوے گا میں قیامت میں اسکو ایسا پیاسا رکھوں گا کہ اگر کادل زہ پیش سے علیگا۔ اور کی زبان نکلا کر اسکی چھاتی پر پڑیگی۔ اور پھر کوئی دنیا میں میرے واسطے شراب چھوڑے عرش کے نیچے ظہور اقدس کے مقام میں اسکی جنت کی شراب پلاؤں گا جو ایک دفعہ شراب پیتا ہے اسکا کلی سیدہ ہو جاتا ہے جو وہ دفعہ پیتا ہے ملک الموت بیمار ہوتے ہیں اور قرین دفعہ پیاسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوتے ہیں۔ جب چھٹی دفعہ پیاسے اس کے نگہبان فرشتہ بیمار ہوتے ہیں پانچویں دفعہ پیاسے جبریل علیہ السلام بیمار ہوتے ہیں۔ جب چھٹی دفعہ پیاسے اسرافیل بیمار ہوتے ہیں۔ اور ساتویں دفعہ میکائیل اور آٹھویں دفعہ تمام آسمان نویں دفعہ آسمان کے کہنے والے بیمار ہوتے ہیں۔ دسویں دفعہ پیاسے جنت کے دروازے اس پر بند ہو جاتے ہیں۔ جب گیارہویں دفعہ پیاسے۔ دوزخ کے دروازے اس پر کھل جاتے ہیں بارہویں دفعہ پیاسے عرش کے اٹھائیواں فرشتہ بیمار ہو جاتے ہیں جب تیرہویں دفعہ پیاسے حق سبحانہ تعالیٰ اس سے بیمار ہوتا ہے جس شخص سے خدا اور رسول اور تمام ملائک و عرش و کرسی وغیرہ بیمار ہوں۔ پس جہنم میں عذاب پانیواں لگ

ساتھ ہلک ہوئے۔ اور جس کے شکم میں شراب جاوے اسکی سات روز کی نماز قبول نہ ہوگی اور اگر شراب سکی عقل کو زائل کر دے تو حق تعالیٰ چالیس روز کی تکلیف اسکی قبول نہیں کرتا ہے اگر اس چالیس روز کے اندر مر جاوے گا تو فاسق ہو کر مرے گا جو اس درمیان میں توبہ کرے تو البتہ قبول ہوگی۔ اگر توبہ کرے پھر شراب حق تعالیٰ اسکو طینتہ الخیال پلاوے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ طینتہ الخیال کیا چیز ہے وہ دھوکا پیپ اور ہوس ہے بعد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب شرابی کو دفن کرتے ہیں اور اسکی قبر کا پتہ دیتے ہیں بعد ازاں اسکی قبر کو ہر دو کچھو تو اسکا منہ قید کی طرف سے پھرانہ ہو تو بچے قتل کرو۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب بندہ شراب پیتا ہے حق تعالیٰ اسے غضب میں آکر اس کا نام حنین و درخ میں لکھتا ہے۔ اور اسکی نماز روزہ صدقہ و خیرات قبول نہیں ہوتا ہے باوجود اس کے کہ شرابی کے گلے میں کوڑھ اور کندھے میں طنبرہ لٹکا ہوا قیامت میں آویگا۔ اُسے فرشتہ آتش کی سولی پر چڑھائے گا اور پکار پکار کر کہے گا فلا نے کا بیٹا فلا ہے اور اس کے منہ کی بدبو سے موقع کے لوگ بیزار ہو کر فریاد کریں گے اور لعنت کرینگے۔ پس فرشتہ زبانہ اسکو سولی سے اتار کر درخ میں پھینکے گا۔ اور وہ درخ میں ہزار برس رہے گا۔ اور پچاس پچاس کر کے پکارے گا۔ حق تعالیٰ اس کے پٹینے کے واسطے بدبو کا عرق بھیجے گا۔ شرابی شور مچا دے گا۔ اسے پرو دے گا اس عرق کو جہہ سے دور کر۔ حق تعالیٰ دور نہ کرے گا۔ اس ہی حالت میں ایک آتش آکر اسکو جلا کر خاک کر دیگی۔ حق تعالیٰ اسکو پھر پلا کر دے گا۔ ہاتھ میں بیری پاؤں میں زنجیر ہے ہونو اونچے منہ گھٹت ہوا اٹھے گا۔ پھر پچاس پچاس کرے گا۔ درخ میں جہنم کا گرم پانی پلا جاوے گا بھوک بھوک پکارے گا۔ سینہ کا طعاع کھلا دینگے۔ پٹ میں جوش کرے گا۔ اور مالک فرشتہ آتش کی نعلین اسکو پہناوے گا۔ اس سے دماغ پھٹ کر کان کی راہ سے نکل پڑے گا۔ اور اس کے منہ سے آگ کی ٹونگی کی۔ شکم کی آگ آتش تمام دونوں قد کو نگر پڑے گی۔ پس آتش کے تابوت میں اسکو قید کر دیں گے۔ اس میں ہزاروں برس عذاب پادے گا۔ اور پکارے گا۔ یا کربا آتش مجھے کھا گئی۔ پر دروگر جواب نہ دے گا۔ اندوس ہزار اندوس کہ فریادی پکارے اور فریاد رس جواب نہ دے۔ رحم نہ کرے۔ پھر واعظ لٹکا دے گا۔ مالک و درخ کا سالہ لاوے گا جب اسکو ہاتھ میں لیوے گا۔ اسکی سوزش سے ہاتھ کی انگلیاں گر پڑیں گی۔ جب پانی کو دیکھے گا۔ آنسو بہے گا اور گال گر پڑیں گے۔ ہزار برس کے بعد اس تابوت سے نکال کر آگ کے بندی خانہ میں قید کرینگے۔ اس میں ہزار برس عذاب پادے گا۔ اس قید خانہ میں اونٹ کی مانند سانپ اور بچھو بھرے ہیں۔ آتش کا ٹوب سر پرش کی نعلین پاؤں میں پہنا دیں گے۔ ہزار برس کے بعد اس بندی خانہ میں سے نکال کر جہنم کی داوی میں ڈالیں گے۔ وہ داوی حرارت و گرمی سے بھری ہے۔ اسکی گہرائی کی کوئی انتہا نہیں۔ اس میں طوق و زنجیر سانپ و بچھو بھرے ہیں ایسی داوی میں ہزار برس عذاب پادے گا۔ پھر دالحد کر کے پکارے گا۔ تب پیغمبر صاحب فرما دیں گے۔ اے پروردگار وہ آدمی میری شفاعت چاہتا ہے تو اپنے کرم سے۔

مغفرت کر تو جھٹکا رہے۔ بخود بالہ اللہ تعالیٰ۔ اسے سعید یہ مختصر حال لکھا گیا ہے ایسے میں بیا
توبہ کھلا سوا ہے توبہ کر لو پھر جان نکلنے پر شکل کا سامنا ہوگا۔ اسے رب جو اسکو پڑے توبہ کی توفیق دے
شہابی کے عذاب کے بیان میں حدیث بہت ہیں۔ اس واسطے وہ حکایتوں پر اختصار کرتے ہیں اور
ایک حکایت شرابی کی اور دوسری صحابہ کی کہ انکو سقدہ رلا کچ دیا گیا ہے اور اس پر بھی شراب نہیں پی
ہے **حکایت**۔ شیخ عبدالعزیز دیرینی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں ایک رات مسجد کے جھانکھا۔
گنتی عورتیں روتی ہوئیں کھڑی تھیں۔ میں نے پوچھا کہ تم کیوں ریتی ہو۔ بولیں ایک ننھی چاندنی
میں ہے کلمہ شہادت بہت تلقین کیا۔ وہ زبان نہیں لھونتا ہے تم اگر تلقین کرو تو شاید کہیں گے۔ توبہ
ثواب ہوگا۔ میں نے وہاں جا کر گنتی باز تلقین کیا۔ بعد اس لئے آئکھ لکھو لکھو لا الہ الا اللہ مجھ سے
سننے ہی کہا میں اسلام سے سیر ہوں اور ایک پیچ ماری۔ پس اسی پیچ میں اس کی روح نکل گئی۔
میں نے عورتوں کو اس احوال کی خبر دی۔ اور ان لوگوں سے کہ اس کے جنازہ کی نماز مت پڑھو
مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کرو کیونکہ مر رہا ہے۔ پھر میں نے اس کے رشتہ داروں سے
پوچھا یہ شخص کیا عمل کرتا تھا۔ سب نے کہا اس کے تمام کام نیک تھے۔ لیکن شراب پیتا تھا۔ میں کہا اسی
سبب اسکا ایمان گیا۔ ابھی توبہ کر لو کیونکہ احوال و عذاب و شراب خوار کا کتا ہے۔
حکایت۔ نقل ہے کہ ایک جنگ میں اتنی صحابی مع حضرت عبداللہ ابن حذافہ رضی اللہ عنہ قید
جب صحابہ کو رام کی لڑائی شام کے عیسائیوں سے ہوئی تو مسلمانوں کو ابن حذافہ کی گرفتاری کا سخت
افسوس ہوا۔ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے شاہ ہرقل کو نام لکھا جس کے الفاظ یہ تھے۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سب تعریف اور خوبی اس ذات کے لئے ہے جو بیوی بچوں کے تعلق سے پاک
ہے۔ یہ خط ایک اللہ کے بندے کی طرف سے ہے جسکا لقب امیر المومنین ہے بادشاہ روم کے نام اسے
بادشاہ ہرقل جسوقت مسخر تیرے پاس پہنچے فوراً عبداللہ بن حذافہ کو چھوڑ دے اگر تو ایسا کرے گا تو
تیرے لئے بہتر ہوگا۔ اور اگر تو ایسا نہ کرے گا۔ تو میں بہت جلد ایک لشکر تیرے لئے بھیجتا ہوں جس لشکر کے
سپاہیوں کا حال یہ ہوگا وہ ایسے باخدا اور بذاکر بند ہوں گے۔ کہ کسی وقت کہ میں بازار میں تجارت کرتے سوا
خریدتے۔ کھیتے کو دے ذکر الہی اور نماز کے پڑھنے سے غافل نہیں ہوتے۔ جب یہ نامہ شاہ ہرقل
کے پاس پہنچا تب اس نے اپنے دربار میں ان اتنی قید یوں کو مع عبداللہ بن حذافہ کے طلب کیا۔ اور پوچھا
اے حذافہ تمہارا بیوی حوی سے یا امیر المومنین سے کیا رشتہ ہے۔ کہا کوئی قرب کا رشتہ نہیں ہے۔ سو اسے
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے یہ سنگ خاموش ہو رہا۔ پھر ہرقل نے طرح دیکر کہا۔ اے عبداللہ اگر تو بغل
کرے ہمارا دین اور ہو جائے تو عیسائی تو ہم اپنے کسی بڑے گھرانے کی لڑکی تیرے ساتھ بیاہ دیں گے۔
اور براجہ بچہ کو دینگے فرمایا عبداللہ نے کہ میں ہرگز دین محمدی نہ چھوڑوں گا۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کی لذت

کا واقعہ دل کی تین اتر جاتا ہے پھر کسی طرح وہ دور نہیں ہو سکتا اور حضور کی عام تعلیم یعنی اے مسلمان! تم ہرگز شرک نہ کرنا۔ خواہ آگ میں جلانے جاؤ۔ یا قتل کیے جاؤ جب حضرت عبداللہ نے شادی سے انکار کر لیا۔ تب ہرقل نے کہا۔ میں تجھے بہت مال اور بہت سے غلام دوں گا۔ اور تنگیا ایک بار جو اسرات کا بہت بیش قیمت اور رکھا عبد اللہ کے سامنے اور کہا اگر تو عیسائی مذہب قبول کرے تو یہ سب کچھ تیرا ہے۔ فرمایا حضرت عبداللہ نے کہ اسے بادشاہ اگر دے دے تو اپنا سارا ملک تو بھی میں اسلام بھجھ دوں گا۔ جب دیکھا ہرقل نے کہ لالچ دینے سے کام نہیں چلتا۔ کہا اے عبد اللہ اگر تو نے ہمارا دین قبول نہ کیا تو میں تجھے بری طرح قتل کروں گا۔ فرمایا اسے ہرقل جو کچھ تیرا جی چاہے کر۔ اگر تو میری بوٹی بوٹی۔ الگ الگ کرے گا۔ یا میرے جسم کا قید نیمہ کر دے گا تو بھی میں کسی طرح بھجھ دوں گا۔ ہرگز دوسرا مذہب اختیار نہ کروں گا۔ شاہ ہرقل نے کہا۔ اگر تو عیسائی مذہب قبول نہیں کرتا۔ تو صرف صلیب کو سجدہ کرے ہم تجھے رہا کر دینگے۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا۔ کہ میں ایسا بھی ہرگز نہ کروں گا۔

مسلمان عبد اللہ صحابی کیس طرح صلیب کو سجدہ کرتے۔ آپ کی آنکھوں کے سامنے قرآن مجید کی آیتیں نازل ہوئیں تھیں۔ انکار تجویہ ہے نہ سجدہ کرو سورج کو نہ چاند کو بلکہ سجدہ کرو اللہ کو جس نے سورج اور چاند کو پیدا کیا ہے۔ اگر تم خاص اللہ کی عبادت کرنا چاہو۔ آپ خود سے دیکھیں کہ نظام عالم میں سورج اور چاند کو گنتا براہِ خل دیا ہے۔ انکے فیض سے کس قدر جہاں کا کام چلتا ہے۔ پھر لوگوں کو خوشبو اور درخت بیویاں کو شہرین غلہ کا پختہ ہونا کانوں میں سونے چاندی کا تیار ہونا ہاروں جو اسرات کا پید اہونا وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب کچھ خدا کے حکم سے چاند سورج کا فیض ہے۔ جب اتنے بڑے فیض پہنچاؤ اللہ کو خدا کے ہونے سجدہ درست نہ ہو تو بچاری صلیب کیا ہستی ہے جسکو سجدہ کیا جائے۔ حق یہ ہے کہ خدا کے ہونے مخلوق کو سجدہ کرنا ایسے سورج کے سامنے دیاسلائی کی روشنی کو تلاش کرنا۔ سمندر کے آگے قطرہ سے ہٹانا۔ عقل کے خلاف اور براہ ہے۔ ہرقل نے کہا کہ صلیب کو سجدہ نہیں کرنا تو تہوری سی شداب پی لے میں ابھی تجھے بھجھ دوں گا حضرت عبد اللہ بن خدا نے کہا کہ میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں شراب کے پینے سے یہ شرک ہرقل نے کہا کہ ضرور تجھ کو سورگ گوشت اور شراب کا پناہ پڑے گا۔ پھر حکم دیا اس شخص کو قید خانہ میں تہا قید کر دو اور اس کے پلس۔ شداب و دوسرے کباب کھد و سوسٹ اسکے اور کچھ کھانیکو دے دے جو کام کرے خود بخود کھائے گا۔ تین روز تک ایک مکان میں حضرت عبد اللہ کو قید رکھا چوتھے دن پھر دربار میں طلب کیا اور قید خانہ کے محافظ سے پوچھا کہ اس نے کچھ کھایا۔ کہا وہ سب کچھ اسی طرح رکھا ہے اسنے نظر اٹھا کر نہیں دیکھا۔ ہرقل نے کہا اے عبد اللہ تو انہیں کیوں نہیں استعمال کیا۔ فرمایا محض اللہ کے خوف سے شراب کی مذمت قرآن مجید میں نازل ہوئی اسوقت سے لیکر مرتے دم تک مجھ نے شراب کو نہ پیا نہیں رکھا۔ باوجود اس کے کہ پشت و پشت سے شراب خور تھے خوض کے حوض شراب کے مکافوں میں تیار رکھتے تھے۔ لیکن وہاں سے حکم کا ماتا اسے پہننے میں۔

تو یوں کسی نے وہاں کے لئے بھی استعمال نہیں کیا۔ ہر قیل نے حضرت عبداللہ سے کہا کہ خنزیر اور شراب کیوں نہیں کھایا۔ تین روز کے بعد یہ حرام چیزیں تمہارے مذہب میں حلال ہوتی ہیں۔ فرمایا کہ میں کیا وہ کام کروں جس میں کافر کی خوشی ہو جائے۔ ہرگز نہیں سلیمانوں۔ سنئے اس مغبوطی اور استقامت کو دیکھا کہ شہاب تین روز کے فاقہ کے بعد بھڑکے ہوئے۔ مگر خدا کے بندے نے استعمال نہیں کیا۔ کہ مبادا ایک کافر خوش ہو۔ اور خدا ناراض ہو جائے۔

آج وہ مسلمان ہیں۔ غیر مذہب والوں کی دعوت کرتے ہیں اور ان کے خوش کرنے کے لئے کھانا پکھانا میں اٹھاتے ہیں اور اگر خوش نہیں پیتے تو پیسے سے منگاتے ہیں۔ خدا مسلمانوں کو ایسے گناہوں سے محفوظ رکھے گا۔

۱۔ سید عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہر مذہب والے شراب کو چھوڑ رہے ہیں۔ کیا عیسائی، کیا ہندو تو، کیا مسلمان ہو کہ نہ چھوڑے بڑی بکھیتی ہے اور فرمایا جو شراب کے نشہ میں مرتا ہے۔ اس کا قبر سے لیکر حشر تک نشہ میں اور بچونکے بچنے ہی سے سرگٹ پینے سے اور بیٹری کے پینے سے اور حق پینے سے اور زردہ کھانسنے سے اور بلاں سوچنے سے روکیں۔ جب جا کر پڑے ہو کہ شراب و نشہ کی چیزوں سے بچیں گے۔

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے ساتھ بھنگا تھی اسکی بدبو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپ نے فرمایا کہ شاید تیرے ساتھ بھنگا ہے غرض کیا کہ جی ہاں فرمایا کیا کہ تیرے عرض کیا یا رسول اللہ کھانا ہوں، فرمایا اس شخص سے بیزار ہوں جو بھنگا کھاتا ہے یا پیتا ہے وہ شخص رو دیا اور توبہ کی اور یہ توروکٹا اثناعشری روح کے حرام ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے کہ یہود و نصاریٰ سے سلام علیک کے اور جو بھنگا کے کھانا نہ لے سے سلام علیک نہ دے اور فرمایا کہ ہندوستان میں ایک رخت ہو گا کہ جس کے کھانے سے عقل جاتی رہیگی۔ اور حرکت شیطانی کو بند کرے گی۔ جو کوئی کھا دے لگا تو اس سے حیا جاتی رہیگی اور امام محمد العین رازی نے اپنی کتاب تفسیر میں بھنگا کو حرام لکھا ہے اور کتاب تاریخ حبیب الدین میں ہے کہ انیون کھانا لے کر زبان پر مرستے وقت کلمہ شہادت جاری نہیں کرے گا۔ الا ماشاء اللہ اور حکیم سقراط کا قول ہے جس جگہ شراب پھیل کر شہوت، حکمت اور معرفت وہاں سے اٹھ جاتی ہے۔ چھوٹے چھوٹے نیک عمل پر ہر روز و روزہ کرنے سے اس کا ثواب عظیم ہو جاتا ہے۔ اور صغیر گناہ پر عبادت کی جاوے تو کبیرہ ہو جاتا ہے۔ تاثری و سیندھی بھی بڑی لٹ ہے۔

افسوس اور چاند دیدہ سب نہایت مسخر اور حرام ہیں۔ روزمرہ جو انکا استعمال کرے تو یہ چیزیں شراب کا حکم رکھیں گی اور جو عذاب شراب کا ہے وہی ان چیزوں کے استعمال کرنے والوں کو ہو تو عجب نہیں۔

اسے رب جمیع نشہ والوں کو نشہ کی چیزوں سے توبہ نصیب کرے۔ اور کہ گنہگار و زندقہ کینے سے باز رکھے۔ شہاب خوار کی حالت میں کسی نے کہا خوب کہا ہے۔ بنائے دولت خفاں کے خراب کندہ کشام سے خور و بھوکہ خواب کندہ۔

شہابی اور اسکی بیوی منطومہ ملوی محمد حسین صاحب
 میں واعطاء مجھ کو شاعری یاں کچھ جتنا ہی ہے مری فریاد کا موجب فقط سوز بہانی ہے

تہارے واسطے اے نوجوانوں اس میں عبرت ہے
 محبت کا نہیں یہ اقصا میں نام لوں اسکا
 شریکانہ میں اخلاق اس کے اور تعلیم ہے اچھی
 و فادول میں حیا آنکھوں میں پتلا ہے مروت کا
 اثر ہے محبت بد کے وہ پہنچا ایسے جلسہ میں
 طعنی مٹی میں سرپوں کا بچ کے برقعہ میں درخت
 وہ ہوئے بن سے بیٹھا پوچھ اس پیشہ میں کیا ہوش
 پس شے ہے کہ نہ ابد جس کا جو ہے بہشتوں میں
 سنہ ہو گا کہ کیا یہ پلٹ اکسیر دیتی ہے
 سحر کر لیا ہے اس نے کل عالم کو اب ایسا
 اسے سیکر نہیں رہتا ہے کوئی فکر و غم باقی
 نہیں لیکن زبان سے یا قلم سے ہوا دہر گز
 گلاس ابھی بھر کر چہرے معا جاوے غم غم
 کسی نے سچ کہا انسان شیطاں ہے انسان کا
 غرض اس نوجوان نے عقل و عزت کو کیا نصرت
 یہ پانی پھیر دیتا ہے جیسا شرم پر پانی
 نہیں جھٹی یہ محبت اور تماشہ کہ ہوتی ہے
 مگر وہ دن پہلایا شوم اس کج محبت کے حق میں
 پڑا اک رات موری میں اسے اک دست پہنچا
 بتایا اس نے کہتے کو کھڑا جو چاٹا تھا .. تے
 اٹھا کر پشت پر نہ آیا اسکو گھر میں لا ڈالا ...
 کہا اس نے نہیں بلکہ ضرورت کچھ بتانیسکی
 کوئی مجھ سے زیادہ انکو کیا جائے گا اے بھائی
 اتر ڈولی سے اس گھر میں قدم رکھا ہے جس کے
 تعلق بیوی و شوہر کا نازک وہ بنایا .. ہے
 ابھی کچھ رات باقی مٹی کی بدست نے کوٹ
 دلایا رات بھر بچ کو کہتے تو نے میری ضد سے

توجہ سے نہ یہ شہرانی کی کہانی ہے
 مگر تھلاؤں کا تھنا کہ وہ اک خاندانی .. بہت
 تبسم لب پہ ہر دم ہے طبیعت میں ردائی بہت
 نہ پیشانی میں بل ہرگز ندول میں ہر گاہی ہے
 کہ جس کی یہ برقی تہذیب بانی و مہبانی ہے
 سہ بنگری تھی پیدائش وطن و حسد و ستانی ہے
 کہا چپکے سے یاروں نے یہ آب زندگانی ہے
 ہمیں وہ یاں میسر ہے خدا کی مہربانی ہے
 یہ اک حیرت قی ہے وہ فرضی اور زبانی ہے
 کہ مرصہ سے اسی کا دورہ صاحب قرانی ہے
 کہ فکر و رنج کو غم میں تیغ اصغہانی .. ہے
 کہ کیفیت سحر کی ہوتی وہ سہانی ہے
 تو پھر معلوم ہو تم کو کہ کیا لطف جوانی ہے
 بُری تنگت ہی اس دنیا میں کل جر مونگی بانی ہے
 کہ دشمن عقل و عزت کی شہاد ارغوانی .. ہے
 محسوس کرتا ہے تن من کو خدا کی سایہ پانی ہے
 یہ آتی و لربا ہے جس قدر ہوتی پُرانی .. ہے
 کہ نازل اس پر آئے دن بلائے ناگہانی ہے
 کہ بخور و بخی محراج اور غایت کامرانی ہے
 ذرا جھک کر جو نہ دیکھا دوست جانی ہے
 کہا بہا و ج نہ کو غم فدا سکر کی گرانی ہے
 نیا کب ہے یہ فسانہ پرانی یہ کہانی .. ہے
 تری معا و ج نے اتنے دن بھلا کیا خاک چھائی ہو
 یہی دیکھا جو آنکھوں سے میری جتا پرانی ہے
 نہیں آواز زبان پر ویں جو رو بہدانی ہے
 کہا آج بھلا کے سستی یا کسوٹی اے فلانی ہے
 اور اپنے منہ پکس پکس سے دیکھو کشال ڈالی ہے

بھری مٹی تھی غصہ میں لگی وہ پھوٹ کر سونے
کہاں آتی ہے نیند انکو کہ جن کے پیٹ ہلو خالی
کئی دن سے پڑی بالکل نہیں گواگ چڑھیں
بلکتا تھا پڑا بہو کا بھی سویا تھا یہ قحک کر ..
نہیں اب چاند سے مگر سے یہ کیوں آتی ہیں
کہاں آتا ہے دعویٰ محبت کے جو .. سنے
نہ چھوڑا تو نے کچھ کپڑا نہ کچھ زیور میرے تن پر
جہیز زور زیور اور سناخت کے کل اس بات بانی
جھٹائی اور ہسانی یہ کتنی ہیں مجھے ہر دم ..
میں آنکھیں رو رہی قالہ سے ہوا ہوا تہیں غرہ
ضرور اس مرد کو کچھ سب کچھ کا رو نہ تو ..
کوئی گرد و سب بونی کبھی کی پیسے چسپا دستی
ترے میک کو دیر کھا ہے سب کچھ حق تعالیٰ کی
یہ وقتی بول جو اب انکو مرونگی اس کے قدر نہیں
میری جانب سے جیتے جی تعلق یہ چھوٹے گا
کو رو کے یاد تو میری وفا کو میری میت پر
نہیں بگڑا اب بھی کچھ کہ تو خرم مردانہ
یہ گزری محبت دیکھ کر پتھر بھی پگھل .. جاتا
پسینہ بھی نہ آیا اسکی مشانی پہ اور بولا
نکل جا تو ابھی گھر سے نہ جھگو منہ دکھانا پھر
کلچر بہت گیا اسکا سنی جیسا نے چہرہ کی
گری غش کھا کے ایسی وہ نہ نہیں سنے کھوٹیں
سمات دیکھ اس پر بد عادت اڑا لیا

شعبان کے مہینے کے فضائل

کہا اے سنگدل سختی میں تو بھی شمر ثانی ہے
ذکیوں کو وہ بچ کر جس کا رزق ہانی ہے
مگروا قذی کس سامان سے یاں بہمانی ہے
ذرا صورت تو دیکھو کسی پیاری اور ثانی ہے
بچے دیکھو کہ میں ہوں اور راتوں پہ سبانی ہے
اب آنکھیں چار کرنے میں بھی اتنی آٹا کانی ہے
کھلا لو کی دکانوں پر کی سب جامدانی ہے
بدر پر شال بہنہ اور انگلی میں نشانی ہے
خضم تیرا کھنڈ ہے شادی اور زانی ہے
گئی ہے سو گھر گردن اور چہرہ فرغ فرانی ہے
نہ انگلی ہے نہ لولی ہے نہ صورت نہ کالی ہے
تری تقدیر میں لیکن مصیبت ہی اٹھانی ہے
خدا کی آج اپنی سر طرح کی بہرمانی ہے
نہ کہوں گی قدم باہر کسی یہ و لیں ٹھانی ہے
ربوئی تالیخ شو بہرہ حکم آسمانی ہے
گھڑی وہ بھی یہ دیکھو گے بہت ہی جلدانی ہے
میری جان اور اس محسوس کی گرجاں پانی ہے
حیارت کے اثر سے سنا جی ہو جان پانی ہے
نصیحت ہے ضد جھگو نہ مانو گانہ مانی ہے
تری ہمدرد و نیایش فقط تیری ہی ثانی ہے
کہا لوگو میں کچھ کو یہ میری نشانی ہے
یہ دنیا اور بچھڑا اس کا سب ناخیز فانی ہے
کسب کچھ چھوڑ کر اسکا شغل اب نوحہ خوانی ہے

مَنْ مَّامَ اَوَّلَ يَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ غُفَاةُ اللّٰهِ
لَوَاتِ الْاَنْفُ شَهْنُ كُتَبَ لَهُ عَمَادَةُ الْاَمْنِ

سِنَّةٌ وَرَفَعَهُ عَنْهُ عَذَابُ رَجُلٍ مِّنْ اَنْبِيَآءِ وَغُفِرَ لَهُ جَمِيعُ ذُنُوبِهِ اَمَّا كُنْتُ اَكْثَرُ
مِنْ نَبَايَةِ الْاَكْمَامِ وَرَوَّجَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى الْكُفْرَ جَوْنِہ یعنی جس نے اول روز شعبان سے روز

رکھا اور لگا اللہ تعالیٰ ہزار شیعہوں کا ثواب اور لکھے باونیکے اس کے لئے ہزار برس کی عبادتیں اور افطار کے وقت اسکو مثل نبی کے افطار کے ثواب ملیگا۔ اور تمام گناہ اس کے بخشے جاویں گے۔ اگرچہ گناہ اس کے زمین کی روئیدگی سے بڑھ چکے ہوں اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہزار چودوں سے اسکا نجات کرے گا۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شیخہ: رَحِبَ وَهَضَانِ يَغْفِرُ النَّاسَ فِيهِ يَوْمَ نَفْعُ أَعْمَالِ الْعَبْدِ إِلَى الرَّبِّ فَأَحْبَبُ أَنْ يَزْفَعَ عَنِّي وَأَنَا صَاهِمٌ۔ یعنی شعبان کا مہینہ رجب رمضان کے بیچ میں ہے اس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مغفرت کرتا ہے اور بندوں کے اعمال اللہ کی طرف اٹھائے جاتے ہیں یعنی پیش ہوتے ہیں۔ پس میں اس بات کو بہت دوست رکھتا ہوں کہ میرے اعمال اس حالت میں پیش ہوں کہ میں روزہ دار ہوں اور یہ بھی حضور نے فرمایا ہے۔ فَضَّلَ شُعْبَانَ عَلَى الشَّوَّالِ كَصَلَّى عَلَى الْإِسْبَاطِ یعنی شعبان کی بزرگی اور مہینوں پر ایسی ہے جیسے میری بزرگی اور انبیاء پر اور یہ بھی فرمایا ہے۔ یعنی جب شعبان کا مہینہ آجائے تو اپنے نفسونکی پاک کر لیا کرو۔ جیسے رمضان میں پاک کر لیتے ہو اور آپس میں نیکیاں کیا کرو۔ با حقیق شعبان کی زندگی ایسی ہے جیسے میری بزرگی تم پر۔ جان جاؤ کہ یہ شعبان میرا مہینہ ہے جس نے اللہ کے واسطے اس مہینہ میں دس روزے رکھے اس کے لئے میر شرفاعت حلال ہو گئی۔ اور یہ بھی فرمایا ہے حضور نے جو کوئی پہلا روزہ شعبان کا اور تین روزے بعد کے رکھیگا۔ حق تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں نشتہ ستر غیبیوں کا ثواب لکھے گا۔ اور اسکو ایسا مرتبہ ملیگا کہ گویا اس نے ستر برس اللہ کی عبادت کی اگر اس مہینہ میں مرجا گیا تو شہادت کا درجہ پا لے گا۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جو کوئی ایک روزہ شعبان کا رکھیگا وہ بہشت میں میری بڑی اس طرح ہوگا۔ جیسے گلہ کی انگلی اور درمیان کی انگلی۔ فی حوالی ہیں اپنی انگلیاں اٹھا کر فرمایا کہ دیکھو اس طرح جنت میں مجھ سے متصل ہوگا۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جو تین روزہ رکھے اول شعبان کے تمام گناہ اسکے دور ہو جاویں گے۔ اگرچہ تمام خلافی کے برابر ہوں اور یہ بھی پیغمبر صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ جو کوئی پانچ روزے اول کے اور پانچ روزے آخر کے رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ ضرور اسکو بہشت عطا فرما دے گا رسول اللہ اکثر شعبان کے مہینہ میں روزے رکھا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ میں یہ نہیں کہتا کہ شعبان کے روزے فرض ہیں لیکن دوزخ کے بچاؤ کے لئے سپر ہیں۔ پس جو کوئی چاہے کہ قیامت کو بچے دیکھے وہ شعبان کے روزے رکھے۔ اور فرمایا رسول اللہ نے کہ جو کوئی تین روزے رکھے۔ اس کے لئے ایک فرشتہ عرش سے ندا کرے گا۔ کہ السلام علیکم یا دلی اللہ تجکد بشارت ہو کہ خدا نے تمکو بخشنا اور بہشت عطا کی اور ہزار برس دوزخ کے پتے کے پچاس پچاس نیکیاں عطا کیں قیامت کے دن اسکو پچاس نہویں پیغمبر صاحب نے فرمایا ہے کہ شعبان کے روزے دوزخ کو ہٹا کر دیتے ہیں۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی شعبان کی پہلی شب کو بارہ رکعتیں پڑھے

شعبان مغفرت کا مہینہ ہے

شعبان کے روزے

شعبان کے مہینہ کی باتیں

ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پندرہ بار پڑھے ہزار شہید و نکال ثواب اسکو حق تعالیٰ عطا فرماوے۔ اور گناہ سے ایسا پاک ہو جاوے کہ ابھی پیدا ہوا ہے اور جو کوئی پہلی شعبان کو۔
 سحر کے وقت دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص سب بار اور رکوع و سجود میں معمولی تسبیح کے بعد سُبْحُوْهُنَّ قَدْ زُكِّرَتْ لَیْلَتُہُنَّ اَلْمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوْحُ مُنْجِحَانِ خَالِقِ النُّوْرِ
 مُبْجِحَانِ مَنْ هُوَ تَالِیْہُ عَلٰی كُلِّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ، حق تعالیٰ دو سو برس کی عبادت کا ثواب عطا کریگا۔
 جو کوئی شعبان کے ہر جمعہ کو چار رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد تین بار سورہ اخلاص پڑھے
 حج کا ثواب پامے اور جو کوئی شعبان کے آخری جمعہ کو دو رکعت نماز پڑھے مغرب کی نماز کے بعد ہر
 رکعت میں فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی اور سورہ کافرون ایک یکبار اور سورہ اخلاص دس بار پڑھے۔
 دوسری شعبان تک اگر مر جا دلیگا۔ تو شہیدوں میں اسے گاہے گا۔

اور جو کوئی شعبان کے ہفتین میں رات دن میں سو بار درود شریف پڑھے حق تعالیٰ اس کے تن کو دوزخ
 سے آزاد کر دے اور جو کوئی سو بار دن میں اور سو بار رات کو درود شریف پڑھے اسکو دوزخ سے کچھ
 کام نہ ہو۔ اور وہ مرتے ہی داخل بہشت ہو۔ اور جو کوئی شعبان میں ہزار بار درود شریف پڑھے پیغمبر صلیا
 فرماتے ہیں اسکی شفاعت مجھ پر واجب ہوگی اور جو کوئی شعبان کی آخری رات کو دو رکعت ادا کرے ہر
 رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص تسو بار پڑھے جو حاجت خدا سے چاہے ملے اور دعا اسکی مستجاب
 اور جو کوئی آٹھ رکعتیں جو ایک سلام اور چار رکعتوں سے پڑھی جاتی ہے اور فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص
 گیارہ بار پڑھی جاتی ہے جو کوئی اس نماز کا ثواب فاطمہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں مجھے بخشے تو بیش
 میں فرماتی ہیں قدیم نہ رکھو گی جب تک کہ اسکی شفاعت نہ کر لوں اور فاطمہ رضی اللہ عنہ کا وصال سو
 شعبان ہے فقط۔ **شب برات یعنی پندرہ شعبان** روایت حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ سے۔ قَدْ مَوَّأَ لَیْلَتُہَا اَلْیَمِیْنُ مِنْ شَعْبَانَ فَاَمَّا لَیْلَتُہَا فَمُبَارَکَةٌ اِنَّ اللہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ مِنْہَا
 صَلِّ مِنْ مَشْرِیْقِہَا فَاَعْرِضْ اَنَّہُ فَرَمَا بِرَسُوْلِہِ صَلِّی اللہ علیہ وسلم کہ اٹھو اسے گو کہ شب برات
 کو تحقیق وہ رات مبارک ہے کہ حق تعالیٰ فرمانا ہے کہ اسے بہادے تم میں سے کہ بخش چاہے مجھ سے تو
 بخشوں میں اسکو پس شب برات نہایت بزرگ ہے جو عبادت اس شب میں کرے ثواب بہت پامے
 چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بزرگ چالو تم شب برات کو اس میں فرشتے رحمت کو
 نازل ہوتے ہیں اور رحمت نازل ہوتی ہے اسپر جو کوئی عبادت کرے بخیر ہے اللہ تعالیٰ اس کے
 تمام گناہ اصغر و اکبر پاک ہوتا ہے وہ تمام گناہوں سے اور فرمایا کہ جو چاہے آگ و دوزخ سے
 بچاؤ ہو چاہے شب برات کی رات کی عبادت کرے۔ حرام کریگا اسپر اللہ تعالیٰ آگ و دوزخ کی اور
 جو زندہ کرے۔ یعنی اس شب میں عبادت کے ساتھ جاگے زندہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت تک

یعنی بعد موت کے بھی اسکو ثواب عبادت کا ہر روز اس کے اعمال نامہ میں لکھا جاتا ہے اور فرمایا رسول اللہ نے کہ وصیت کی جگہ جبریل علیہ السلام نے کہ امت اپنی کو کہہ دو کہ پندرہ شعبان کو یعنی شب برات کو زندہ رہیں جو زندہ رہے گا۔ اسکو گویا زندہ کیا اس نے شب قدر کو۔

اللہ تعالیٰ سب کو بخشتا ہے مگر نہیں بخش جادو گر و نکو اور منجم کو اور جیل کو اور ماں باپ تکلیف دینے والے کو اور شرابخوار کو اور فاعل اور مفعول کو اور جو کہانیدہ اسے میں نشہ کی چیز دیکھو۔ مگر جو کہ توبہ کر کے مر گئے ہیں۔ انکو نہیں بخشتا ہے جو بغیر توبہ کر گئے۔ ان افعال مذکورہ سے مرے ہیں۔ اور جن بخشش شکر اور شارب حمد اور تحیل کو۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو کوئی اس رات عافیت مانگے کچھ نہ کہ بخشوں میں اسکو اور جو بیمار صحت مانگے صحت دوں اسکو جو فقیر غیب سے عطا چاہے غنی کروں میں۔ اور فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے کہ جو زندہ رہے اسرات کو اور پھر دعائے مانگے اپنے رب سے جو دعائے مانگے گا وہ قبول ہوگی اگر اسکی دعا ہوا مانند ہمارے دنیائے کے اور آزاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس رات میں دوزخ سے لوگوں کو ساتھ شمار نبی کلاب کی بکریوں کے ٹالوا کے۔ اور فرمایا حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت سے کہ اللہ تعالیٰ نذر دوزخ سے رحمت کے۔

اس رات اپنے بندوں پر کہوتا ہے اور کہا یا رسول اللہ بخشش مانگو اپنی امت کے لئے۔ اور فرمایا نبی کریم نے۔ *مَنْ تَوَضَّأَ فِي لَيْلَةِ الْقَبْرِ تَوَضَّأَ لِقَبْرِ شُعْبَانَ* یعنی خوشی ہے واسطے اس آدمی کے کہ غسل کرے نیک پند رہوں شب شعبان میں اور پندرہ شعبان کو غسل کرے اور شام کے اور یہ سبب ہے اور فرمایا حضرت نے جو شب برات کو غسل کرے ساتھ نیت عبادت کے ہاتھ میں ہر قطرہ پانی غسل اس کے لکھا جاوے ثواب اس واسطے اس کے سات سو رکعت نماز نفل کا پھر بعد غسل کے دو رکعت نماز تہیۃ الوضو پڑھے اور ہر رکعت میں بعد اسکل کے ایتہ الکرسی ایک بار اور سورہ قل بعد العین بار پڑھے۔ بعد ازاں آیتہ رکعت نماز نفل پڑھے بعد اسکل سورہ انا انزلنا ایک بار اور سورہ اخلاص پچیس بار پڑھے۔ حضرت نے فرمایا ہے۔ جو شب برات کو یہ نماز ادا کرے تمام گناہ اس کے بخشے گئے۔ اور پاک ہوا گناہ سے۔ اور جو اس شب چار رکعت نفل سر رکعت میں بعد اسکل کے سورہ اخلاص پچاس بار پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے پچاس برس کے گناہ معاف فرمادیں۔ اور جو اسیرات کو سو رکعت نماز نفل پڑھے اور بعد اسکل کے سورہ اخلاص دس دس بار پڑھے سو حاجت اسکی الہداد کرے گا اور دوزخ اسپر حرام کرے اور جنت عطا کرے۔ اور فرمایا آنحضرت نے جو کوئی روزہ رکھو پندرہویں دن شعبان کو۔ پس نجات پائی اس نے آگ جہنم سے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے *مَنْ صَامَ يَوْمَ الْخَمِيسِ عَشَرَ مِنْ شَعْبَانَ لَمْ يَمْسَسْهُ النَّارُ أَبَدًا* اور حدیث میں آیا ہے کہ پندرہویں شعبان کو اترتے ہیں۔

فرشتے آسمان سے نازل ہوتے ہیں۔ اسی رات کی عبادت کرنیوالوں کو اور کہتے ہیں ان کے واسطے حسنات قیامت تک کے پورے نہیں ہوتے وہ حسنات - دن قیامت کے فرما دیگا۔ اے اللہ تعالیٰ کہ موقوف کر دو تم۔ اے فرشتہ نگینا حسنات کا اور ہمارے بندہ کو بحساب جنت میں داخل کرو۔ اگر تم حسنات ہمارے بندوں کے لکھو گے بلکہ تمام ملائک زمین و آسمان کے لکھو گے تب بھی پورے نہ ہونگے اے سعید اس شب کو زندہ رکھ عبادت سے۔

شکر **وَاشْكُرُوا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُونَ** شکر کرو تم واسطے اللہ کے اگر ہو تم اسکی عبادت کرے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاۤ اَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيۡ لَشَدِيۡدٌ اگر تم شکر کرو گے تو میں نعمت کی زیادتی کروں گا۔ اگر کفر ان نعمت کر دے تو میرا عذاب سخت ہے۔ **وَاشْكُرُوۡلِیۡ ذٰلِکَ اَنْ تَقْرَءُوۡا اٰیٰتِیۡنَا وَلَیۡسَ لِلْاِنۡسَانِ اَنْ یَّشْكُرَ لَیۡسَ شُکْرُہٗمَ اِلَیَّ اِلَّا نَاسًا لَّکَۤفُوۡرٌ** اگر خدا کی نعمت کا شکر کرو گے تو تم انکو شمار نہ کر سکو گے بیشک انسان ظالم اور ناشکر ہے۔ کفار سے مراد کفران نعمت ہے مَا یَفْعَلُ اللّٰہُ بَعۡدَ اِیۡکُمۡ اِنْ تَشْکُرُوۡۤہُ خداوند تعالیٰ تم کو عذاب نہیں کرے گا اگر تم شکر کرو گے مَعۡنَ لَیۡسَ لِّلۡاِنۡسَانِ اَنْ یَّشْكُرَ اللّٰہَ جو لوگوں کا شکر نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر نہیں کرتا۔ اور فرمایا۔ آنحضرت نے جن میں وہ خصالتیں ہوں وہ شاکر اور صابر ہے ایک تو یہ کہ جسے اپنے سے زیادہ دینداری میں دیکھے اسکی پیروی کرے اور دنیا داری میں اپنے سے کم کو دیکھے اور جو دنیا داری میں اپنے سے زیادہ کو دیکھے کبر و تکبر کرے کہ میں ایسا کیوں نہ ہوا وہ صابر ہے نہ شاکر۔ اور جو خدا اسکے فضل و کرم کا شکر کرے وہ شاکر و صابر ہے اور فرمایا آنحضرت نے کہ بندہ جو نعمت کا شکر کرتا ہے تو خداوند تعالیٰ اس نعمت میں برکت عطا کرتا ہے۔ وہ نعمت قائم رہتی ہے اور نعمتوں کی افزونی ہوتی ہے اس لئے ہر نعمت کا ہر دم شکر لازم ہے جس وقت کوئی نعمت یا خوشی حاصل ہوئی اُسی وقت اس کا شکر یہ دل سے ادا کرنا چاہئے۔ کم کو لازم ہے کہ دن بھر میں جب ذرا بھی خوشی حاصل ہو یا کسی طرح کی مسرت حاصل ہو فوراً دل سے تم حقیقی کا شکر کر کے بندگانِ شکر میں داخل ہوں اور نعمت کی اور بڑائی سے بہرہ مندی و بہرہ داری حاصل کرے۔ حج کو نماز پڑھ کر اور شام کو سونے سے قبل دو کام روز کرنا چاہئے اول اس کرب کو راساً کی نعمت کو یاد کر کے اور شمار کر کے شکر یہ ادا کرنا اور دوسرے ہاتھوں اور گناہوں سے توبہ کرنی چاہئے اور اپنے قصوروں کی معافی اُس کرب و رجیم سے چاہے اگر یہ عادت چنتہ ہو جائے اور صبح و شام استغفار اور شکر یہ کا اظہار کیا جائے تو دل کو خوشی رہتی ہے اور زندگی مسرت میں گزرتی ہے اور آنحضرت نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو سوچا کرو اور ہر نعمت کو منعم حقیقی کی طرف سے سمجھنا چاہئے اور اس کچھ سے دو باتیں ضرور پیدا ہوتی ہیں ایک تو نعمت سے خوش ہونا

شاکر و صابر بلکہ عبادت

ذاتی مسرت میں گذرنا و عبادت

دوسرے اس کی خدمت اور مائتہ اس کے حکم کا جو اس نے ہم کو کیا ہے لازم ہے۔ اسے سجدہ خدا تو شکر کرنے کا حکم دیتا ہے اور انصاف ایک نعمت کے بدلے کم از کم ایک شکر کرنا فیصلہ فرماتا ہے پھر ایک ایک سانس لیتی بڑی نعمت ہے سعدی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ہر نفسے کے فرد میر و مہجبات است و چون برمی آید مفرح ذات پس در ہر نفسے دو نعمت موجود است و ہر نفسے شکر واجب اگر نذر کا سانس زندگانی کا باعث ہے تو ہر سانس راحت جان اتوار سانس میں شکر واجب ہوا۔

پھر ہے کوئی جو اس خدمت کو ادا کرے۔ ہیں تو اسے سجدہ کوئی نظر نہیں آتا۔ پھر ہزاروں اس کی نعمتیں ہیں۔ پس شکر سے عاجزی اور اس کا اقرار کرنا اول درجہ کا شکر ہے۔ جان وی۔ وی ہوئی اس کی حق حق کو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہو اب لعل ہے حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا کہ خدوند! میں تیرا شکر کیسے کروں کہ تو مجھ پر انعام کرتا ہے اور شکر کی مجھ کو توفیق دیتا ہے۔ پس نعمت بھی تو ہی دیتا ہے۔ اور شکر بھی تو ہی کرتا ہے۔ اللہ جل جلالہ نے فرمایا کہ حق بھائے کا بھانا تو نے او میرا حق شکر کا ادا کیا تو نے۔ وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اپنے رب کی نعمت کا ذکر کرو۔ اور رسول اللہ نے فرمایا ہے التَّحْدِثُ بِالنِّعْمَةِ شُكْرُكَ لِنِعْمَتِكَ فَذَكَرْ بِهَا شُكْرُكَ خَدَا کی نعمت اس کی مرضی پر صرف کرنی شکر کی نشانی ہے۔ انسان کو آخرت کے لئے یہ یاد کیا ہے نہ دنیا کی خاطر شکر کا متکا غالی ہے اور اس کا درجہ بلند ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَتُكَلِّمُ الْمُنِيبَ عَنَادَى الْفُكُورِ کم آدمی میں شکر گزار اور شیطان نے طعن سے کہا ہے لَا تَحْمَدُ أَكْثَرَهُمْ مُشْكِرُونَ۔ یعنی بہت سے آدمی شکر گزار نہیں۔ حضرت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ مرتبہ۔ اس شخص کا جو کہا نا کھا ہو اسے اور شکر کرے اس کے مانند ہے جو روزہ دار اور صابر ہو۔ اور اچھا آدمی وہ ہے کہ زبان ڈاکر اور دل شاگرد ہو۔ مسعودی رحمہ اللہ نے کہا ہے۔ شکر یا ان کا آٹھ حصہ ہے اور ایک بخت بندے وہ ہیں کہ خوشی میں بھی روتے ہیں اور خوف سے بھی روتے ہیں۔ آدمی تو آدمی بہاڑا روتے ہیں کسی بہاڑی پر گزر کسی پیغمبر کا ہوا کہ پانی کا چشمہ اس سے اوبھر رہا تھا۔ وہ پیغمبر متعجب ہوا۔ خدا نے اس بہاڑی کو گویا کیا وہ بولی جب سے یہ خبر سنی ہے کہ نبی اکرم اور پھر دوزخ کے ایوان میں پہنچے۔ جب سے بقیہ راہوں۔ اور گویہ و زاری میں ہیں اس پیغمبر نے دعا کی باز فرمایا۔ اس پھر کو خوف سے بیٹھ رہا کہ اس پیغمبر کی مناجات قبول ہوئی۔ اتفاق سے دوسرے وقت بھی اس نبی کا گزر اس بہاڑی پر ہوا۔ ویسا ہی پانی اس ابل رہا تھا پھر جب اب کا بے کور و تباہ ہے۔ بولادہ رونہ خوف سے تھا اور زاری کا سبب شکر گزار ہی ہے اسے سخت دل سجدہ۔ کبھی خوف سے رویا کہ اور کبھی شکر سے اور جو نعمت تجھے ملے جان خدا کی طرف سے ہے۔ کسی غیر کا اس میں دخل نہیں۔ اگر ایک نعمت کسی انسان کے واسطے۔

سے اور تو سمجھے کہ خداوند نعمت دی ہے تو یہ تیری حماقت ہے اور شکر کے مقام سے دوری واقع ہوئی۔ بلکہ یہ سمجھنا چاہئے کہ بے نالے کے دلیں اللہ نے ڈالا اور تیرے سینے پر مجبور کیا۔ اور جو خدا فی ڈالا اور اسکو سمجھایا کہ داریں کی خوبی اسی میں ہے کہ نعمت تو اسکو دیدے یہاں تک کہ کوئی نوالے نے اس خیال سے دیا کہ داریں میں اپنی مراد کو پہنچوں اور فی الحقیقت آپا پنے کو دیا۔ کیونکہ اسکو اپنے مطلب کا وسیلہ بنایا۔ اس حقیقت کا جاننا عین شکر گزاری ہے۔

نقل ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے درگاہ الہی میں عرض کی یا الہی آدم کو تو نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا۔ اور اسکو اچھی اچھی نعمتیں دیں وہ تیرا شکر کس طرح بجالایا۔ حکم ہو کہ آدم نے سمجھا کہ جو کچھ مجھ کو نعمتیں ملیں وہ سب میرے نوالہ کی طرف سے ہیں۔ پس اس طرح سمجھنا میں شکر گزاری ہے **نقل** ہے شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ محال شکر یہ ہے کہ نعمت کو نہ دیکھے۔ بلکہ نعمت دینے والے کو دیکھے اور کسی کی نعمت و دولت کا حمد نہ کرے اور یہ ولی شکر گزاری ہے اور نہ بان کی یہ ہے کہ کلمہ الحمد للہ کہے۔ اور تن کی یہ ہے کہ اسکو عبادت الہی میں لگائے۔ اور جب اسکی دی ہوئی نعمت کو اسکی مرضی میں صرف کرے یہ بھی شکر جو اور یہی موجب تقرب الہی ہے شکر سے ہوتی ہیں زیادہ نعمتیں دے کفر سے بڑھتی ہیں ہر دم حمدیں **ایک دن** حضرت اسمعیل علیہ السلام حرم محترم سے باہر شکار کو تشریف لے گئے۔ آپ کے بچے حضرت ابراہیم خلیل اللہ آپ کے مکان پر تشریف لائے۔ رکنا پھر حضرت اسمعیل کو نہ پایا۔ تو آپکی بیوی سے پوچھا کہ تمہارا حال کیسا ہے گذر اوقات کی کیا صورت ہے وہ عورت ناشکر تھی بولی کہ اسے بزرگ ہم بڑی قلت اور مصیبت سے گذر کرتے ہیں یہ بات سن کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے فرمایا کہ بہت اچھا جب آپ کے خاوند بھروسے آئیں تو ہمارا سلام کہنا اور یہ کہنا۔ تمہارے مکان کی چوکت اچھی نہیں اسے بدل دیجئے۔ یہ فرما کر تشریف لے گئے حضرت اسمعیل واپس آئے اور روحانی النور و برکات جو محسوس ہوئیں تو بیوی سے پوچھا کہ کوئی شخص میرے مکان پر آئے تھے۔ آپکی بیوی نے حضرت ابراہیم کا تشریف لانا اور انکا چوکھٹ کی نسبت حکم فرمانا بیان کیا۔ سنئے ہی حضرت اسمعیل نے بیوی کو طلاق دی کہ ناشکر تھی۔ اٹھا عظیم السلام کے قابل نہ تھی۔ کچھ عرصہ کے بعد دوسری شادی کر لی۔ مگر ہر روز شکار کے واسطے جاتے۔ ابکہ ان پھر حضرت ابراہیم خلیل اللہ تشریف لائے۔ آج بھی حضرت اسمعیل سے ملاقات ہوئی تو آپکی بیوی سے پوچھا کہ تمہارا گذارہ کس طرح ہے۔ باوجود اس کے کہ جو حال پہلے تھا وہی اب تھا مگر شکر گزرا عورت نے عرض کی کہ اسے بزرگ ہم ہنایت خوش میں اور بہت ہی آدم سے گذر کرتے ہیں۔ اور حضرت اسمعیل ہنایت صالح شخص ہیں۔ یہ سن کر حضرت خلیل اللہ نے فرمایا کہ اچھا تمہارے خاوند جب بھروسے تشریف لادیں تو ان سے ہمارا سلام کہنا اور کہنا اور کہنا کہ تمہارا مکان کی چوکت بہت اچھی ہے اسے ضائع نہ کرنا۔ یہ فرما کر تشریف لے گئے۔ اور حضرت اسمعیل

ناشکر کی کہ بہت حضرت اسمعیل کی طلاق۔ محال شکر یہ کہ ہر دم حمدیں

مکان پر آئے۔ آتے ہی آپکی بیوی نے ساجال آپ سے بیان کیا حضرت اسمعیل نے شکر فرمایا۔
 کہ وہ بزرگ میرے والد تھے۔ اور جو کھٹ سے مقصود اسے بیوی تم ہو حضرت خلیل اللہ تمہارے سلطان
 دینے سے منع کر گئے۔ اور تمہارے حقوق کی رعایت کرنے کو کہہ گئے ہیں۔ یہی بیوی کونا شکر کی سبب سو
 حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وادی بننے سے محرومی ہوئی۔ اور دوسری بیوی کو حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کی وادی بننے کی محترمی حاصل ہوئی۔ اور حدیث میں ہے کہ جب بخت نصر نے بیت المقدس
 کو خراب کیا حضرت دانیال پیغمبر علیہ السلام کو پکڑ کر لے گیا۔ ہر دفعہ انکو ایذا دیتا تھا۔ اور بار بار آپ کو فریاد
 تھا۔ اَنتَھُمَّ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ حَالٍ کہ ہر حال میں خدا کا شکر ہے۔ اس کے بعد انکو وہ بشیروں کے سامنے
 ڈال دیا۔ شہیروں نے آپکی خدمت کی۔ اور ایک کونے میں بیٹھ رہے۔ پھر بخت نصر نے حضرت دانیال کو
 کنوئیں میں ڈال دیا۔ ہر بار خدا کا شکر کرتے تھے۔ کیونکہ ان سب بلاؤں کو آپ نعمت جانتے تھے ایک روز حضرت
 دانیال کو اشتہا کہا جی ہوئی۔ حق تعالیٰ نے حضرت اریمیا علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ حضرت دانیال علیہ السلام
 کے لئے کھانا تیار کرو۔ حضرت اریمیا نے عرض کی ملکہ باشا ہا میں شام میں ہوں اور میرا بھائی دانیال
 بابل میں۔ وہ اسباب کیونکر پہنچوں گا۔ کہا۔ انہوں نے کاموجود دینا تمہارا کام ہے اور انکو پہنچا دینا ہمارا کام
 ہے۔ حضرت اریمیا علیہ السلام نے کھانا پکایا۔ اور ایک ابر کا ٹکڑا حضرت اریمیا علیہ السلام کے سامنے رکھ
 دیا۔ اریمیا علیہ السلام اسپر بڑھ گئے۔ اور وہ ابراہیم اور اس کنوئیں پر جاتا رہا۔ دانیال علیہ السلام
 سے پوچھا کہ کنوئیں پر کون ہے۔ جواب دیا کہ میں ہوں تیرا بھائی۔ اریمیا۔ دانیال علیہ السلام نے کہا
 کیا جگہ خداوند تعالیٰ نے یا فرمایا ہے۔ جواب دیا کہ ہاں۔ دانیال علیہ السلام نے کہا کہ خداوند تعالیٰ
 کے لئے تعریف ہے جو اپنی یاد سے ہمکو بھلا تا نہیں ہے جس نے اسپر بھروسہ کیا وہ انکو کافی رکھ
 ا و خدا کے لئے تعریف ہے جو صبر پر بخت کی جزا دیتا ہے۔ چونکہ حضرت دانیال ہمیشہ شاکر تھے
 حق تعالیٰ نے انکو خلاصی دی اور بخت نصر کی ایذا سے محفوظ رکھا۔ اور فرمایا خداوند تعالیٰ
 نے۔ اِنْ تَعَدُّوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ لَا تَحْصُوْہَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَکَفُوْرٌ اَعْمُوْا۔ اور رسول اللہ علیہ السلام
 اللہ تعالیٰ کا قول فرماتے ہیں۔ اِنْ یَحْلِسْ حَقٌّ شَکْرًا لِّمَنْکُمْ اَوْ لِّکُنُوْا جَوْمِ شَکْرِ بَیْتِ کَرَمِ
 اس کا ہمیشہ ہوں اور قرآن مجید میں ہے۔ مَا یَفْعَلُ اللّٰہُ بَعْدَ اِیْمَانِ شَکْرٍ تَمَّ کُفْرًا وَنَدَّ اللّٰہُ
 تم کو عذاب نہیں کریگا۔ اگر تم شکر کرو گے۔ حضرت آدمؑ کو انکی ذریت کو کہا کہ تم کو انہیں سے
 دیکھا کہ کوئی نہایت حسین ہے اور کوئی بد شکل اور کوئی تو نیکی اور کوئی نہ نفلس اور کوئی جسے قدر اور
 کوئی چاہت اور کوئی صحیح الا عیاض اور کوئی اندھے اور کوئی لودھے جس کا اسے بار خدا یا پر سب سے
 یہ ہے جس کو دیکھا کہ نہ پیرا نہ کیا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ انہیں انکو یکساں بنانا کوئی
 شکر میرا کرتا۔ اب کہہ ان میں تفاوت واقع ہوا ہے ہر کوئی اس نعمت کو جو اس کے لئے ہے۔

حاصل ہے پہچانے گا اور شکر میرا کر لگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو سوچا کر، اور یاد کیا کر، لطیفہ کہیں میں میں بیوی سے میں خدا کے فضل سے آفتاب۔ مہتاب بیوی کالی بدگل۔ ایک دن بیوی نے میں سے کہا کہ میں تو کیا بھی قیامت تک چھوڑ دوں گی کیا آپ میری صورت دیکھ کر چپ کے۔ ہ جاتے ہیں۔ میں کیوں خدا کے لئے کیوں بیوی نے کہا کیا آپ نے نہیں سنا کہ صابر و شاکر جنت میں پاس پاس ہوں گے۔ آپ خدا کے فضل سے خوب صورت مجھ جیسی نالائق کو یہ دولت دی میرا بال بال اس کا شکر نہیں کر سکتا۔ میں بھاری چڑیل آپ کے لئے بندہ ہی آپ نے صبر کیا۔ میں شاکر۔ آپ صابر۔ قربان جائیے اپنے رسول کے۔ صابر و شاکر دونوں کو ایک ہی مکان عطا کیا ہے۔ نصرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے افضل الذکر لا الہ الا اللہ کا کہنا ہے اور افضل الشکر الحمد للہ کا کہنا ہے حضرت علی۔ اس حدیث کے راوی میں کہ جو شخص سمجھ کر کہے۔ الحمد للہ علی حسن المساء والحمد للہ علی حسن البیت والحمد للہ علی حسن الصبح تو شکر شب روز کا ادا کیا گیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو صبح کو یہ دعا کہے۔ اللھم ما اصبحی اوباحد من خلقک من نعمتک فمناک وحدک لا شریک لک فذلک الحمد و لک الشکر تو تمام دن کا شکر ادا ہوا اور جو شام کو کہے تو تمام رات کا شکر ادا ہو۔ ایکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب باری تعالیٰ عرض کیا کہ میں تیری شکر گزار رہا کیونکہ میری سسکوں کو میرا بہت بڑا عمل۔ تیری ہدایت چھوٹی نعمت کا مقابلہ نہیں کر سکتا ہے۔ ارشاد ہوا کہ تو نے جو ادا شکر میں اپنے کو عاجز جانا۔ یہی شکر گزار رہا ہے۔ ایکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ شکر قابل تیری جتنا بڑا ہے کونسا ہے۔ فرمایا زبان تیری۔ ہمارے ذکر سے تر رہے پھر عرض کیا کہ بعض اوقات ہم قابل ذکر نہیں ہوتے ہیں کہ بسبب حاجت غفلت ہے استغی کے ذکر ہے ادبی ہے علم ہوا کہ میرا ذکر کسی طور پر نہ چھوڑ دیکھ عرض کیا کہ کیونکہ کہوں میں ارشاد ہوا۔ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ حَتَّى لَا تَذَىٰ سُبْحَانَكَ وَتُجِيبَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ کہتا ہو۔ شروع شریف میں فرزند کے تولد کا شکر عقیقہ کرنا ہے اور سر کے بالوں کے برابر چاندی دینی ہے اور نکاح کا شکر یہ دینا ہے اور بے کپڑے پہنے کا شکر یہ ہے کہ پرانا کپڑا فقیر کو دیا جائے۔ اور ادا ہے روزہ رمضان کا شکر یہ ہے کہ عید کے روزہ صدقہ دلوں۔ اور حج کا شکر یہ ہے کہ قربانی عید الفصحی کریں۔ اور شکر سوارانی کا یہ ہے کہ محتاج کو بھی عاریتہ دیا کرے۔ اور شکر مویشی یہ ہے کہ دو دھ اس کا۔ کبھی کبھی فقیر کو دینا کرے اور کھیتی اور باغ کا شکر یہ ہے کہ میوہ اس کا کسی کے کھانے سے منع نہ کرے۔ لیکن کسی کو لے جانے کی اجازت نہیں کیونکہ اس سے نقصان سہا یہ ہے اور شکر برکاری گری کا یہ ہے کہ دو گوشتاں تاکہ اس کا فیض جاری رہے۔ اور صاحب حاجت کا خط لکھ دے اور جو علم آتا ہے دوسروں کو بتا دے۔ طالب علم کو پڑا دے۔

مہتاب

خبت

رستہ

سج

نیر

سج

سج

سج

شکر سوئے شہر سعادت برو بہر کہ کن شکر زیادت برویہ صبر علیہ ذلک اَصَوِّفُ بِالْقَصْرِ آپس میں
 وصیت کرتے ہیں صبر کی۔ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے
 کہ الصّٰبِرُوْنَ اجر ہم بغیر حساب یعنی صابر رہے جائیں گے ثواب بے حساب فَاَصْبِرْ لِمَا صَبَرَ
 اُولُو الْاَلْحَزَمِ مِنَ الرُّسُلِ پس صبر کر جیسا کہ صبر کیا اولا الحزم رسولوں نے عَنِ اَصَابِ مَصِيبَةٍ قَصْبُ
 وَ اِخْتِنَبَ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ۔ یعنی جس کو مصیبت پہنچے اور وہ صبر کرے اور اسے نفس سے حساب
 تو خداوند تعالیٰ اسکی مغفرت کرتا ہے۔ وَ لَوْ بَلَّوْا كَلِمَةً بَشِيْعَةً مِّنَ الْحَقِّ وَالْجَوْعَ وَ النَّعْصَ مِنَ الْاَمْرِ
 مَوَالٍ وَّ اَلَا النَّفْسُ وَاَتَمُّ اَمْرٍ اَنْ يَّشْرَ لِمَا يَوْفَى الَّذِيْنَ اِذَا اَمَّا نَتَمُّهُمْ تَعْبِيْدُہٗ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰہِ
 وَاِنَّا اِلَيْہِہٖ رٰجِعُوْنَ یعنی اللہ ہم تمکو آزماوین گے۔ کچھ خوف سے اور کچھ ہموک سے اور کچھ مال کو
 نقصان سے اور جانوں کے مرنے سے اور کئی سیوؤں سے۔ خوش خبری دے دے محمد۔ ان صبر کرنے والوں
 کہ جب کوئی مصیبت انکو پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے
 ہیں۔ اس آیت میں خطاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اور ان کے بعد قیامت تک ایمان والوں کو ہے
 اور ایوب علیہ السلام کی مدح میں فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے اَنَا وَ جَدَّ نَا اَحْمَدًا بِالْعِمْ الْعَبْدِ اِنَّہٗ
 الْاَوَّلُ اب۔ یعنی ایوب کو صابر پایا۔ ایوب اچھا بندہ ہے خدا کی طرف رجوع کرنے والا۔ صبر حصہ میں ایوب علیہ
 السلام کے آیا ہے۔ لکھا ہے اللہ تعالیٰ نے۔ حضرت ایوب کو دنیا میں سب طرح سے آسودہ رکھا
 تھا۔ کبیت اور مولشی لوندی و غلام اور اولاد و صالح اور عورت و مدافعی مرضی اور آپ بڑے شکر گزار
 تھے۔ پھر زمانے کے لئے ان پر شیطان کو مسلط کیا۔ کھیت جل گئے۔ مولشی مر گئے۔ اور اولاد لکھی
 چمٹ کے بچے دب کے مری اور دوست۔ جن سے دانت کالی روٹی تھی۔ الگ ہو گئے۔
 بدن میں آبد پڑ گئے۔ یہاں تک کہ جسم میں کوئی جگہ آبلوں سے خالی نہ تھی۔ صرف آپ کی سیوی رضی
 تھی۔ جیسے کہ وہ حالت لغت میں پٹا کر تھیں۔ بلا میں صابر رہیں۔ اٹھارہ برس کے بعد اللہ تعالیٰ
 نے صحت دی اور اولاد مری ہوئی کو جلایا اور بھی نئی اولاد دی اور زمین سے چشمہ نکالا اس
 سے پانی پیکرا اور بہا کر اچھے ہوئے اور ان کے صبر بے صلے میں اللہ تعالیٰ نے سونے کی
 تہذیبیں برسائیں۔ اور سب طرح درست کر دیا۔ غرض کہ جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے لی تھیں پھر
 اس سے زیادہ اور دینی عنایت کیں اور جو سیویاں گئی تھیں۔ پھر واپس آئیں جو بندہ نیکیاں
 صابر ہے اللہ تعالیٰ اسکو ایسی نعمتیں دیتا ہے۔ اور حالت بیماری میں جو جسم کھائی تھی۔ کہ
 جب اچھا ہونگا۔ تو رحیم کو سوسو لکڑیاں مار دینگا۔ چاہا کہ اسکو پورا کریں۔ جبرئیل علیہ السلام آئے
 اور خدا کو حکم سے منع فرما گئے۔ اے ایوب رحیمہ سنو جب سزا کی نہیں۔ اسکو رنج نہ دے
 سعید اے سعید صبر سبھی ہے فرحت کی اَلْقَدَرُ مَصْفَا حَمْدُ الْفَرِحِ حَمْدُ

وَأَسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ۔ یعنی صابر و نماز کے رب کی تابانی میں اور پہنچائیں، اور وہ ہیں راہ پر۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الصَّبْرُ خَيْرٌ لِّمَنِ اسے ایسا نوالہ صبر کرو اور فرمایا رسول اللہ نے۔ لعجب ہے مومن پر کہ اسکی ہر بات بہتر ہے اور نہیں میسر ہے برکے سیکو۔ اگر پہنچے اسکو خوشی شکر کیا اور اگر پہنچی اس کو سختی تو صبر کیا پس اس کے لئے بہتر ہے اور ہند و کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا دین اچھا ہے۔ اگر مال زیادتی سے ہوا۔ ہوئے امیر اور اگر مال میں کمی ہوئی ہوئے فقیر یہ بھی عزت کا باعث ہے۔ اور مقابلہ کفار کے مرے ہوئے شہید۔ اس بڑے درجہ میں اور اگر مارا۔ ہوئے۔ غازی۔ اس کے بھی بڑے درجہ میں۔ اور ہر حال میں بہتری ہی بہتری ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَبِرُوا وَاصْبِرُوا۔ اے ایمان والو صبر کرو اور مقابلہ میں دشمنوں کے صبر کرو یا نفس کے صبر کرو اور خدا تعالیٰ نے فلاح کو صبر پر قائم کیا ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ بندہ نہیں دیکھا کوئی چیز سے فراخ زیادہ صبر سے اور اسی طرح ارشاد نبی صلعم ہے کہ دو گوشت پی لئے۔ جس کسی نے وہ ترو دیا۔ اللہ کے محبوب ہے۔ ایک صبر کا گھوٹ حرام معصیت پر کہ اسکو دو کرے صبر سے۔ اور دوسرا غصہ کا گھوٹ کہ اس کو دو کرے بروہاری سے۔ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ۔ میں صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوں اور صبر بڑا مقام ہے اور صبر کرنا اہل ایمان پر واجب ہے اور آخرت کی پہلا صبر کرنے میں ہے۔ پس مومن پر واجب ہے اور آخرت کی پہلا صبر کرنے میں ہے۔ پس مومن پر واجب ہے کہ صبر کرے عادت دے اسے خداوند تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بَدَأْتُ صَبْرَكُمْ فَعَزَّمْتُ حَقَّيْكَ الدَّارَ کہ سلامتی ہے تمہارے صبر پر کیا۔ اسی جزا میں عافیت کا اچھا ٹھکانہ۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب کسی کا بیٹا بیٹی مرنے لگے۔ حق تعالیٰ ملک الموت سے خطاب کر کے فرماتا ہے۔ کہ میرے بندے کے فرزند کی تو نے روح قبض کی۔ اسکو کس طرح پرپایا۔ وہ کہتا ہے کہ تیرا شکر اور حمد کرتا تھا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ کہتا تھا۔ حکم رب العالمین ہوتا ہے کہ ایک گھر اس بندے کے لئے جنت میں بناو۔ اور اس کا نام خانہ احمد رکھو صبر تلخ و آمد لیکن عافیت میوہ شیریں وہد پر منفعت ہے اے سید صبر کے یہ معنی ہیں کہ نفسانی معاملات میں دین پر قائم رہے۔ جو دنیا میں شہوات نفس کی مخالفت کرے وہ عالم بالائیں اس کی نصرت سے بچے۔ اور ثواب عظیم پاوے اور خاصہ صبر کا آدمیوں کے لئے ہے۔ کیونکہ اس میں نفس بھی ہے اور عقل بھی ہے۔ اور جانوروں میں نفس ہی ہے۔ پس وہ ناقص ہے۔ اور نشقوں کو صبر کی حاجت نہیں کیونکہ ان کے نفس نہیں اور انکو کوئی مانع عبادت نہیں۔ پس جس انسان نے شہوات نفسانی کو توڑا وہی شرف شریف کا طبع بنا۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ اے ایمان والو اگر ذکر اور شکر میرا اور بخیر میری منہیات سے۔ تم کو دشوار پڑے تو مدد مانگا کرو اللہ سے۔ بواسطہ صبر کے کہ ہمارے لشکروں میں

اور اس کے لئے صبر کرنا واجب ہے اور آخرت کی پہلا صبر کرنے میں ہے۔ پس مومن پر واجب ہے اور آخرت کی پہلا صبر کرنے میں ہے۔ پس مومن پر واجب ہے کہ صبر کرے عادت دے اسے خداوند تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بَدَأْتُ صَبْرَكُمْ فَعَزَّمْتُ حَقَّيْكَ الدَّارَ کہ سلامتی ہے تمہارے صبر پر کیا۔ اسی جزا میں عافیت کا اچھا ٹھکانہ۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب کسی کا بیٹا بیٹی مرنے لگے۔ حق تعالیٰ ملک الموت سے خطاب کر کے فرماتا ہے۔ کہ میرے بندے کے فرزند کی تو نے روح قبض کی۔ اسکو کس طرح پرپایا۔ وہ کہتا ہے کہ تیرا شکر اور حمد کرتا تھا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ کہتا تھا۔ حکم رب العالمین ہوتا ہے کہ ایک گھر اس بندے کے لئے جنت میں بناو۔ اور اس کا نام خانہ احمد رکھو صبر تلخ و آمد لیکن عافیت میوہ شیریں وہد پر منفعت ہے اے سید صبر کے یہ معنی ہیں کہ نفسانی معاملات میں دین پر قائم رہے۔ جو دنیا میں شہوات نفس کی مخالفت کرے وہ عالم بالائیں اس کی نصرت سے بچے۔ اور ثواب عظیم پاوے اور خاصہ صبر کا آدمیوں کے لئے ہے۔ کیونکہ اس میں نفس بھی ہے اور عقل بھی ہے۔ اور جانوروں میں نفس ہی ہے۔ پس وہ ناقص ہے۔ اور نشقوں کو صبر کی حاجت نہیں کیونکہ ان کے نفس نہیں اور انکو کوئی مانع عبادت نہیں۔ پس جس انسان نے شہوات نفسانی کو توڑا وہی شرف شریف کا طبع بنا۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ اے ایمان والو اگر ذکر اور شکر میرا اور بخیر میری منہیات سے۔ تم کو دشوار پڑے تو مدد مانگا کرو اللہ سے۔ بواسطہ صبر کے کہ ہمارے لشکروں میں

یہ بات بہت بڑا شکر ہے اور خاص کیا گیا ہے ساتھ آدمی کے ذیہنیاتی مشکلات میں مددگار رہے گا اور حیوانات کو صرف شہوت ہے نہ عقل اور لانا کہ کو صرف عقل ہے نہ شہوت۔ جس میں دیبا گیا۔ پس صبر کہ واسطے روکنے شہوت اور غضب کے ہے اور کو نہیں دیبا گیا۔ سوائے تمنا ہے کیونکہ ابتدا اگرچہ اللہ تعالیٰ بطور اور حیوان کے پیدا ہوتا ہے اور سوائے کہانے کے اور کچھ مطلوب نہیں ہوتا ہے اور پھر سوائے کھیل کے اور کچھ مرغوب نہیں ہوتا ہے اور پھر حیوانی میں سوائے جماع کے اور کچھ نہیں خوب معلوم ہوتا ہے۔ مگر اس وقت عقل بھی اسکو ملتی ہے۔ کہ بذریعہ اس کے لذت کو چھوڑ کر بہجائے انجام رجوع کرتا ہی پس جبکہ عقل غالب آئے۔ اور شہوت زائل ہو تو اسکو صبر کہتے ہیں۔ صبر کی دو قسمیں ہیں۔ بدنی متعلق بدن کے ہے اور نفسانی۔ متعلق نفس کے ہے۔ بدن کا صبر یہ ہے۔ مشقت اور عمل سخت اختیار کرے۔ اور یا امر ارض بدن پر صبر کرے۔ اور نفس کا صبر یہ ہے کہ نفس کو خواہشہائے طمع سے باز رکھے۔

پس اگر خواہش شکم اور فرج سے محفوظ رہے۔ تو عفت حاصل ہوگی اور طلب زیادتی اور کثرت سے اگر باز رہے۔ تو صاحب زہد و قناعت ہوگا۔ اور ہر وقت مصیبت اگر نوحہ اور ماتم سے بچے تو صبر عمری ہوگا۔ اور تو نگہی میں اگر غرور و نخوت سے باز رہا تو اسکو بلند حوصلہ کہتے ہیں۔ اور اگر لڑائی میں بھاگنے اور نزل ل پر صبر کیا اسکو شجاعت کہتے ہیں۔ اور اگر غصہ میں بدگوئی سے بچا تو وہ حلم ہے۔ اور ایسے ہی اگر مہمت امور میں اضطراب نہ ہو تو یہ بلند حوصلہ ہے اور اگر زبان کو اظہار بار بار سے روکا تو راز دار ہوگا۔ اور حقیقت صبر کی یہ ہے کہ آدمی کسی کار سخت کی کدورت اپنے اوپر نہ آنے دے اور اگر آجی جاوے تو اسکو سخت بنائے اور کسی کار سخت کا نہ آنے دینا اور اسکی کدورت کا اثر نہ ہونے دینا اپنا اختیار نہیں ہے تو اب صبر کی حقیقت یہ ہے کہ باوجود اس سبب کے اپنے کو ان باتوں سے باز رکھنا کہ خلاف عقل اور خلاف شرع ہوں۔ اور نگاہ بے صبری سے باز رکھے۔ اور آئندہ اپنا اور زبان چہرہ بد بجا نا خلاف صبر نہیں۔ کیونکہ صلی اللہ علیہ وسلم جب انکار فرزند مرا ہمارے تھے اور اظہار غم کا۔ اسطرح کیا تھا کہ ہم تیری جدائی سے اسے ابراہیم بنایت ٹھگین میں لوگوں نے عرض کیا یا حضرت یہ کیا حال ہے۔ فرمایا کہ ایسا غم کرنا اور اسطرح رونا سبب رحمت کا ہے اور جس کے دل میں رحم ہوتا ہے وہ رحم ہی کرتا ہے اور فرمایا ہمارے آنکھ اشک ریزی اور دل اندوہ میں۔ مگر ہم کہتے ہیں ایسی بات کہ راضی ہوئے اللہ تعالیٰ اور یہ اشک ریزی اور اندوہ یعنی اپنے اختیار میں نہیں ہے۔ اسپر گناہ نہ ہوگا۔ اور زبان ناپسند باتوں سے بندہ کرنی چاہی اور صبر یہ ہے کہ برداشت آنے مصیبت کے کہا جاوے اور بعد بے صبری اور بے قراری کے جب تھک جاتا ہے تو صبر خود بخود سوجاتا ہے۔ اسکو صبر نہیں کہتے یہ نشتی ہے۔ اس لئے کہ۔ مصیبت پر ہمیشہ بے قراری نہیں ہو سکتی ہے اور صبر ایسا اچھا امر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نشتہ جملہ فرمایا ہے کہ ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مصلحت پر جبراً مقرر ہے۔

اور صبر پر جزا ہے اندازہ ہے چنانچہ روزہ کہ کھانسنے اور پینے اور صحبت پر صبر ہے بہت عمدہ عبادت ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ روزہ خاص میرے لئے ہے اور فرمایا ہے کہ اگر تم صبر کرو گے تو میں تمہاری مدد کروں گا۔ اور صبر والوں پر میری رحمت خاص ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ صبر نصف ایمان ہے۔ کہہ دو کہ منہیات کا چھوڑنا اور مامورات کا بجالانا موافق حکم خداوندی کے برخلاف اپنی خواہش کے بدون صبر کے نہیں ہو سکتا ہے۔ اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ صبر ہی ایمان ہے۔ پس تکلیفاتِ شریعہ جو شاق ہو ہیں انہیں آسان ہونے کا علاج صبر ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ ایمان کیا چیز ہے۔ آپ کے فرمایا کہ صبر کرنا ہے منع امور سے ہے۔ اسے سعید بجالانا کسی فرض کا اور چھوڑ دینا کسی معصیت کا بغیر صبر کے ممکن نہیں۔ مثلاً نماز پڑھنا ہے تو نماز میں کسی طرف نہ پیکھے اور کسی چیز کا خیال نہ کرے اور دوسرے کو تو اب بچنے سے صبر کرے اور جو بڑا درجہ ہے تقرب کا۔ اسکو صبر پر موقوف رکھا ہے اور صابرین کو ثواب بے حساب ملے گا۔ صبر تین طور پر ہے۔ پہلا وہ جو طاعت میں ہو۔ اس کے ثواب کے تین سو درجہ ہیں دوسرا صبر جو حرام چیزوں سے کرے۔ اس کے ثواب کے چہ سو درجہ ہیں۔ اور تیسرا درجہ وہ کہ مصیبت میں کرے اور اس کے ثواب کے نو سو درجہ ہیں

اسے سعید بلا صبر کرنا صدیقیوں کا کام ہے۔ اس لئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مناجات کرتے تھے۔ خداوند اہم کو اتنا یقین ہے کہ دنیا کی مصیبتوں کا سہنا ہم پر آسان ہو۔ حق تعالیٰ نے کہا ہے کہ جس بندے پر میں نے کوئی بیماری نازل کی اور وہ اس پر صابر رہا۔ اور لوگوں میں گلا نہیں کیا۔ اسکو صحت دیکر اول سے بہتر اور توانا و قوی کروں گا۔ اور اگر وہ دینا سے بے جاؤں تو اپنی رحمت کے سایہ میں بے جاؤں گا۔ واد علیہ السلام نے حق تعالیٰ سے پوچھا بار خدایا جزا اس شخص کی جو مصیبت میں تیرے واسطے صبر کرے کیا ہے۔ فرمایا کہ ایمان کی خلعت پہنا لی گا۔ اور اپنے دیدار سے مشرف کروں گا۔ ہمیشہ عیشہ کو جس کے تن یا مال یا فخر و زند پر میں نے آفت بھیجی اور اس نے اچھے صبر سے مقابلہ کیا۔ مجھے شرم آتی ہے کہ اس سے حساب لوں اور جب کسی کو ایک آفت پہنچی۔ اس نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ اللّٰہُمَّ اَجِرْہِ فِی دَیْنِہِ الْاَحْلَافِی خَیْمَہِ اَمَّہِہَا حَقِّ تَعَالٰی اسکی دعا قبول کرتا ہے اور جبریل علیہ السلام کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مجھے معلوم ہے کہ جسکی بصارت چھین لوں۔ اسکا اجر کیا ہے کہ اپنی دیدار کی دولت دوں گا۔ ایک عورت گر پڑی ناخن لٹا۔ ہنسنے لگی۔ پوچھا کیا درد نہیں کرتا ہے بولی۔ ثواب آخرت کی خوشی میں درد کا خیال نہیں۔ صبر کرنا اللہ کی وصیتوں میں سے ایک وصیت ہے۔ جس نے اس وصیت پر عمل کیا نجات پائی۔ اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اور صبر کرنا اور نیز اللہ کی طرف سے رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ اسے سچید معلوم کر کہ روئے اور نگین ہوئے سے صبر کی فضیلت فوت نہیں ہوتی۔ ہا چلانے کی طرح بھاڑنے سے۔ اجر میں خلل ہوتا ہے۔ اور بزرگوں نے کہا ہے کہ صبر جمیل وہ ہے کہ لوگ مصیبت والوں کو تیز کر سکیں۔ اور صبر جمیل یہ ہے کہ آنسوؤں سے روئے۔ شکوے شکایت نہ کرے۔ اور صبر جمیل واسطے پرہیز و واجب ہے۔

نقل بیضا سلم ابو طلحہ کی عورت کہتی ہے میرا شوہر کہیں گیا تھا۔ قصا اہی سے میرا بیٹا مر گیا اور سپوا یک چادر اور ڈھائی۔ جب خاندان آیا پوچھا۔ بیچارہ کہاں ہے۔ بولی آگ لبت بہت آرام سے ہے۔ بعد ازاں کھانا ملا حاضر کیا۔ اور ہمیشہ سے آپکو زیادہ سنواری۔ اس نے غم سے معافیت کی۔ پھر میں۔ ان سے بولی فلاں سے پڑوسی کو میں نے ایک چیز عاریت دی تھی۔ جب مائی وہ شور و غریہ کرتی ہے شوہر بولا یہ نادرات ہے۔ لوگ بڑے احسن ہیں۔ تب اس نے کہا کہ تیرا خدا کا عاریتی مال ہے۔ حق تعالیٰ نے اپنی مستعار چیز کو لے لیا مرنے کہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ سچ کہ حضرت سے رات کا ماجرایاں کیا۔ فرمائے گئے کل کی رات تمہارا رک کی حق تعالیٰ نے۔ صبر کروا ہے مگر انجام کار یہ اس کا پھل ملے گا ہے غفلت شعار ہے۔

خدا تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ جو خوشنود نہوے۔ میرے حکم پر اور تشریف کرے میری نیتوں پر صبر نہ کرے۔ میری بلاؤں پر پس اس سے کہو۔ باہر عبادے میرے آسمانوں سے۔ اور میرے سوا اور خدا انا۔ تو ہو نہ۔ اسے سچید۔ اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ میں آپ صابروں کے ساتھ رہوں گا۔ وَاللّٰہُ نَعْمُ الْعَاقِبٰتِیْنَ وود۔ یعنی دوستی۔ اور رحمت اور ہدایت یہ تین چیزیں سوائے صابریں کے اور کسی کو اکٹھی نہیں دیں۔ اور فرمایا اُوْلٰئِکَ عَلَیْہِمْ صَلَوةٌ وَّرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحِیْنَ وود۔ ہر سیکہ صبر کی صفت ندی۔ مگر اپنے دوستوں کو اور رحمت کے خزانوں میں کا ایک خزانہ ہے جس شخص کو یہ صفت رحمت ہوئی وہ بڑا سعادت نصیب ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ اپنے اصحاب کو مخاطب کر کے فرمایا ہے۔ میری اصحاب جس بات پر تم صبر کرو گے اور اس سے نہ پھر دو گے۔ اس پر قائم رہو گے۔ میرے پاس پسندیدہ تر ہے اس سے کہ تم میں سے ہر ایک اتنی عبادت کرے۔ جو سب بندے کرتے ہوں۔ اور آپ نے فرمایا صبر ایک خزانہ ہے۔ بہشت کے خزانوں میں سے۔ اگر صبر آدمی کہتا ہے تو سخی جوان مرد ہو نہ تہے اور حق تعالیٰ کا نام صبور ہے۔ یعنی صبر والا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ صبر کی نسبت ایمان سے ایسی ہے جیسے تن کی سردی سے جس میں صبر کی صفت نہو۔ وہ ایمان سے بے نصیب ہوگا۔

نقل ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے کنوئیں میں ڈالا۔ حضرت جبریل علیہ السلام آؤ اور پوچھا۔ کیا حال ہے۔ آپ نے کہا کیا حال پوچھتے ہو۔ اس شخص کا جو کنارہ در سے جدا ہو کہ قعر حواء میں پڑے۔ جب قافلو والوں نے آپ کو کنوئیں سے نکالا۔ اور بہائیوں نے خبر پا کر آپ کو ان کے ہاتھ لیا۔ جب انہوں نے لکیر تھری روانگی کا ارادہ کیا۔ یوسف علیہ السلام نے مالک سے کہا۔

کہ مجھ کو اجازت دے کہ میں ان بچے والوں سے رخصت ہوں۔ چنانچہ آپ اس سے اجازت لیکر اپنے بھائیوں کے پاس آئے اور ان کے حق میں دعا کی اور کہا کہ اللہ تم کو اس موافقے سے نجات دے۔ اب میرا حال باپ سے نہ کہنا۔ اسکو اس کے سننے کی طاقت نہ ہوگی۔ جیسے کہ یوسف علیہ السلام نے اس مصیبت کو بت غرت پر صبر کیا۔ درجہ بادشاہی کا پایا۔ پس جو کوئی اس سدا سے فانی میں اپنے آپکو ساقی سمجھ کر رنج و الم میں صابر و شاکر رہے گا۔ امید ہے اسکو بھی شہید بنیک ملیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حکایت ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صفائے نیچے تشریف فرما تھے۔ ابو طلحہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ ناگاہ ابو جہل آوہر سے گذرا۔ اور رسول اللہ کو بے یار و مددگار پا کر آپ کی شان میں سخت و سخت الفاظ کہے۔ اور آپ کے بدن مبارک پر بخارست پھینک دی۔ رسول اللہ نے اس ملعون کو سخت زبانی کا کچھ جواب دیا۔ طول و تمکین ہو کر اٹھے سید سے گھر چلے آئے۔ اور صبر کیا۔ عبد اللہ بن جعدان کی لوندی اسے ٹھہر سے یہ ماجرا دیکھ رہی تھی۔ رسول اللہ کی اس بیکی پر ترس آیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اواس ہو کر بیت خدا کو چلے گئے۔ ابو جہل ہنستا ہوا اپنے یاروں کے پاس گیا۔ اس دور امیر حمزہ فرکار کھیلنے کے لئے گئے تھے۔ امیر حمزہ کا قاعدہ ہوتا جب شکار سے واپس ہوتے تو پہلے طواف کعبہ کر کے دوسرے کام میں مصروف ہوتے تھے۔ راہ میں عبد اللہ بن جعدان کی لوندی ملی۔ اس نے امیر حمزہ کو پکار کر کہا۔ اسے الو عمارہ کچھ مجھ کو اپنے بھیتے ہوئی بھی خبر ہے۔ امیر حمزہ نے کہا کیا بات ہے۔ کہا۔ آج ابو جہل نے مجھ کو تہا پا کر برا بھلا کہا ہے سخت ایذا دی ہے۔ اسے کاش تم اس وقت ہوتے تو اپنے بھیتے پر ترس کھاتے۔ امیر حمزہ اگرچہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ لیکن یہ دل سوز باتیں سن کر انھیں تاب نہیں رہی۔ خون محبت نے جوش مارا اور رگ محبت کو جنبش ہوئی۔ فوراً گمان دوش رکھے ہوئے۔ ابو جہل کی طرف دوڑے غصہ سے آپ کا چہرہ سہتہا۔ آنکھیں لال تھیں۔ نزدیک پہنچ کر آپ نے وہی کمان کھینچ کر اس زور سے ماری کہ ابو جہل کا پھٹ گیا۔ پھر فرمایا کہ تیری بھی یہ مجال ہوئی۔ کہ میرے بھیتے کو ایذا دی۔ اور اس کی شان میں سخت الفاظ استعمال کرے۔ اس زمانہ میں امیر حمزہ روضہ کی شجاعت اور قوت کی وہیم تھی۔ بڑے بڑے پہلوان آپ کا نام سن کر لرز جاتے تھے۔ ابو جہل تو کیا بوتا۔ مار کہا کچھ ہو رہا۔ لیکن اسکو بھولمان دیکھ کر قبیضہ خروم کے چند جوان حمایت کو اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابو جہل نے دیکھا کہ معاملہ طول کچھ لچھے گا۔ ان جوانوں کو یہ دیکھ کر دیا۔ کہ امیر حمزہ سے نہ بولو۔ اس کا غصہ حق بجانب ہے۔ میں نے بھی بھیتے کو سخت الفاظ کہے تھے اور جعفر بن ابی ہاشم نے امیر حمزہ یہاں سے ہٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے ہاتھ پر شرف باسلام ہوئے۔ رسول اللہ امیر حمزہ کے مسلمان ہونے سے بہت خوش ہوئے۔ اس لئے کہ امیر حمزہ کے ایمان لانے سے اسلام کو بہت قوت پہنچی۔

کفار قریش برا کہنے سے رک گئے۔ انکے دلیں اسلام کی بہیت چھا گئی۔ نیچہ صبر کیا۔ اس کو تلخ گوارا ہو گیا۔

انکے دل سے اسلام لانے

ہوتا ہے۔ لیکن انجام اس کا نہایت خوب ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صبر کا نتیجہ تھا کہ امیر مکرہ نبی
الہی عنہ مشرف باسلام ہوئے۔ انسان کے اندر دو قوتیں ہیں۔ ایک نین پر ابھارتی ہے اور دوسری ہوائے
نفاسی پر چاہیے کہ بھارت قوت دینی کو اوپر نفس کے ہی صبر ہے اور صبر محمود ہے نیک خلق کا۔ اپنے
پیغمبر کو بھی حکم فرمایا ہے اور اس کا ذکر نماز پر بھی مقدم رکھا ہے۔ اگر صبر نہ ہو تو کوئی عبادت سدا انجام نہ دے اور
بہی کہ دنیا محنت اور بلا کا گھر ہے اور زاری اور بے قراری کو روکنے والی طاعتوں میں صبر ہے۔

اگر صبر نہ ہو تو دنیا کی محنتیں ہمیشہ آدمی کو جزع و فزع میں رکھیں۔ اور کبھی انسان کو فراغت۔ عبادت کے باطن
میں سر ہوس صبر بہر مرد از ہر جہت بہ تابا بد بر مرد خویش دست بہ کلید در گنج مقصود صبر است :
در بستہ راہر کہ بکشود صبر است : صبر کا جامہ توحید یعنی اللہ عز و جل نے ایسا پہنا کہ انبیا علیہم السلام کے
حالات میں بھی مشکل سے ایسا جامہ نہیں ملتا۔ کہ ننھے ننھے بچوں کا۔ اعلیٰ۔ العلیٰ کی فرماؤ کہ نا شیر خوار
ساجد سے حضرت علیؓ اصغر کا آپکی گود میں تڑپ تڑپ کر جان دینا۔ کیا کچھ جلد شکن بات تھی جس سے
کون نہیں واقف۔ مگر وہ بے آپ کا صبر کہ آپ نے ان مصیبتوں پر بھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں دیا۔
کہ حق پر مڑنا اور حق پر جان دینا زندگی سے بہتر ہے۔ دشمن نے قسم کے لالچ۔ طمع۔ دباؤ اور عیب اور بدعت
تکلیف دی جسکی مثال تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ آپ نے اپنے تمام کنبہ کے لوگوں اور یارو انصار کے ساتھ
وطن سے دور دست کر بلا میں۔ عین دن بھوکے پیاسے بڑے ظلم سے قتل کیے جانے کو قبول کیا۔ اور جب
جواب دیا تو یہی دیا کہ دنیا کی حالت متغیر ہو گئی ہے۔ حق کی جگہ باطل اور باطل کی جگہ حق ہو گیا ہے حقانیت
اٹھ گئی ہے۔ لیکن میں حق پر مرنے کو سعادت جانتا ہوں اور ظالموں کے ساتھ زندگی بسر کرنا جرم و شقاوت
سمجھتا ہوں سدا و ندا دوست در دست یزید والہ کہ نہائے لالہ است حسین : اور کہا ہے آپ نے
پیارے بیٹے کی لعش کو زمین پر دکھ کر بیٹے کے خون ناحق سے رنگیں ہو جائیو اے ہاتھوں کو منہ پر پھر لیا۔

اور آسمان کی طرف سدا رہا کہ فرمایا۔ پروردگار حسین اب بھی صابر ہے اور تیری مرضی پر راضی۔
یا مہدیؑ مکن از اسے کہتے ہیں۔ امام حسین دشت کر بلا میں۔ جب آپ گہوڑے کے گم زخموں سے بدن
چورا ہوا۔ خون بدن سے جاری تھا۔ اسٹپنے کی طاقت نہ تھی۔ اسوقت بھی آپ کھسک کھسک وین خہد کی
طرف کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اب تم لوگوں کے قبضہ میں ہوں۔ آخر قتل ہی کرو گے۔ آج
جمعہ کا دن ہے اور دو پہر کا وقت دنا اتنی فرصت دو کہ دو رکعت نماز ادا کر لوں۔ آخری وقت میں
اپنے مولا کی یاد کر لوں۔ غرض کہ آپ پہلے ہی سجدہ میں پڑے کہ بد بختوں نے آپ کا سدا مبارک تن نازنین
سے علیحدہ کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ اللہ کس قدر ضائع ہوئے آپ کا سچا تعلق تھا کہ ایسے وقت میں بھی آپ نے ترک نہ کیا۔ اور
ہمیشہ کے لئے آپ نے پچھلوں کے لئے یہ سبق صبر کا چھوڑا :

صراطِ مستقیم

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ خداوند تعالیٰ ہمیں صراطِ مستقیم پر چلا۔ یہ سب علم و خواص کو اللہ تعالیٰ دعا سکھاتا ہے کہ ہم اس سے اس طرح نمازیں اور بات نماز کے اس دعا کیا کریں۔ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ خداوند تعالیٰ جسکو چاہتا ہے۔ صراطِ مستقیم کی ہدایت دیتا ہے مَنْ يَشَاءُ ۱ اللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ يَجْعَلُهُ عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ خدا جسکی گواہی چاہتا ہے اسکو گمراہ اور جس کی ہدایت چاہتا ہے اسکو صراطِ مستقیم کی ہدایت کرتا ہے۔ يَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ اَبْعَثْ رَسُولًا نَسْتَعِذُّكَ بِسُكْرٍ وَخَمْرٍ وَمِنْ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّورِ يَا ذِي الْبَهْدِ يَهْدِي اِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ اس قرآن مجید کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو سلامت روی کے راستوں کی ہدایت دیتا ہے۔ جو اس کی رضا مندی کو بدھوٹو ہیں۔ اور انکو اپنے حکم سے اندھیرے سے روشنی کی طرف لاتا ہے اور انہیں صراطِ مستقیم کی ہدایت دیتا ہے۔ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِرَحْمَتِيْ فَاِنَّهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنِّيْ وَفَضْلٍ وَبِهِ يَمُوتُ اِلٰهِيْ جَزَاءُ الْمُسْتَقِيْمِيْنَ ابھر حال جن لوگوں نے اللہ پر ایمان رکھا۔ اور اسی کے ہونے اللہ انکو اپنی رحمت اور فضل میں داخل کر لیا۔ اور اپنی طرف جلد آنے کے لئے سب ہی لہ بتا دے گا۔ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ لَا تُزِنْ بِيْهِمْ فِي الْاَرْضِ وَلَا فَوْقَ يَنْفَعُهُمْ اَجْمَعِيْنَ اَكَا عِبَادِكَ مِنْهُمْ وَتُخْلَصِيْنَ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلٰى مُسْتَقِيْمٍ شیطان نے قسمیہ کہا پروردگار میں تیرے بندوں کو زمین کی ہر جزا راستہ کر سکے و کہا دنگا۔ اور ان سب کو گمراہ کروں گا۔ مگر ان میں سے جو تیرے مخلص بندے ہیں ان کو نہ کوئی گمراہ کر سکتا ہے اور نہ دنیا کی آراستگی کا اپنی کوئی اثر ہو سکتا ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ میرے پاس آئیگا سیدہ راستہ ہے۔ یعنی اللہ کے مخلص بندے۔ صراطِ مستقیم پر ہیں اور ان پر شیطان کا بس نہیں چل سکتا نہ جہاں اسکو چھوڑا۔ یعنی اسلام کو چھوڑا۔ شیطان راستہ کو اختیار کیا۔ اور وہ شیطان کا ساتھی ہوا۔ اور جو اسلام پر ثابت ہے اسکو کوئی نہیں ہرکا سکتا۔

اے مسجدوں کے سچے کہ صراطِ مستقیم کی ہدایت ان لوگوں کے لئے ہے جو اللہ پر بغیر دیکھے ایمان لائے ہیں۔ اور ان کے لئے بھی ہے جو ہر حال میں۔ حق کی طرف رجوع ہیں۔ اور ان لوگوں کے لئے بھی ہے جو ایمان رکھتے ہیں۔ اور حق کی طرف مائل ہیں۔ اب صراطِ مستقیم کی ہدایت و رہنمائی کے بعد۔ یعنی مسلمان ہونے کے بعد۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام پر قائم رہیں اور اس کے حکموں کو ماننے اور جن امور سے منع کیا ہے۔ اس سے باز رہیں۔ اے مسجدوں یا وہ کہہ قیامت میں پل صراط پر چلنا ہو گا۔ اسکی نسبت حدیث شریفین میں آیا ہے کہ وہ بال سے باریک تر اور تلوار سے تیز تر اور ہوا سے زیادہ متحرک اور۔ اندھیری رات سے زیادہ ہوگی۔ اسپر وہی لوگ چل سکیں گے جو دنیا میں صراطِ مستقیم۔ یعنی دولت ایمان سے مالا مال تھے۔ وہ صراطِ آخرت پر بجلی کی طرح گزر جائیں گے۔ اور کہیں جہاں کی طرح

اور کوئی تیز گھوڑے کی طرح۔ اور کوئی معمولی سواری کی طرح یا سپیدل کی طرح۔ اور یہ تفاوت محض اسی وجہ سے ہے۔ کہ دنیا میں عراط مستقیم پر جیسے قائم رہے اسی کا نقشہ اور نتیجہ و پامیش ہوگا۔ خداوند تعالیٰ نے ہر کوئی دنیا میں عراط مستقیم پر ثابت قدم رکھے۔ آمین۔ اور دنیا میں عراط مستقیم مذہب اسلام ہے۔ اسے مسجد معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو کوئی دن رات میں بارہ رکعت علاوہ فرض کے ادا کرے تو خداوند تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنا دیگا۔ وہ بارہ رکعت یہ ہیں۔ دو قبل نماز فجر اور چار پہلے فرض ظہر سے اور دو فرض کے بعد۔ اور دو بعد مغرب اور بنی۔ فرض عشاء جو مذکورہ شدہ بارہ رکعت سنت کے کا ہمیشہ در در رکھے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ اتنا پھر عراط کا آسان کرے گا۔ اور حدیث میں ہے۔ کہ جو کوئی نماز کو دن مسلمانوں کے گھرستان کی نیابت کرے گا۔ (اور ایصال ثواب کرے گا۔ یہ امر چاہئے) حق تعالیٰ اس پر عراط سے گذرنا آسان کرے گا۔ (روح) طول الیقام امان علی عراط نماز میں قیام طول طویل کرنا باعث ہوتا ہو پھر عراط پر آسانی سے گذر جائے گا۔

صدق وَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ قِيلًا ۖ اَللّٰهُ تَعَالٰی سے زیادہ سچ بولنے والا کوئی نہیں اَوْ قَوْلًا تَعٰهَدُ اِنَّ اَلْعَهْدَ كَانَ مَسْکُوْلًا ۚ یعنی اپنے وعدے اور اقرار پر ورے کیا کرو کیونکہ یہ سچ کا عہدہ و اقرار کی بابت سوال کیا جا دیگا۔ یٰۤاَيُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَذُوْنَ بِالْعَقُوْبِ اے ایمان والو! اپنے وعدے پر ورے کیا کرو اس سے وفائے عہد کی فرضیت ثابت ہوتی ہے۔ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرح میں یہ آیت وار د ہے اِنَّہٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا ۚ صدیق راستی کو کہتے ہیں۔ صدیق وہ ہے جو زبان سے جھوٹ نہ بولے۔ گذرے ہوئے زمانہ میں اور نہ زمانہ آئندہ میں۔

حضرت علی علیہ السلام والہ وسلم سے پوچھا۔ کہ آدمی کا کمال کس چیز سے ہے۔ کہا راستی قول و صدق عمل سے اسے مسجد صدق و اخلاص کے معنی دیا کہ جس (اور آدمی کا قول زبان کی صفت لیتا ہے۔ سچ کہنے سے راست ہوگا۔ اور جھوٹ بولنے سے خراب ہوتا ہے ہاں اگر مصلحت کے سبب سے کہتا ہے تو جو صدق سے نہ کرے گا۔ ایسی جگہ جہاں سچ کہنا مصلحت نہ ہو اور مسلمانوں میں صلح مقصود ہو تو دروغ کہنے کی رخصت ہے مثلاً میاں بیوی میں جنگ ہے۔ حتی الامکان کتابہ کی باتیں بولے۔ اور صاف جھوٹ نہ کہے۔ اور نیت حق تھا اسے رکھے اور بچاؤ ہے جس نے دنیا پرستی اور شہوت پرستی کو ترک کر دیا ہے۔ اور حق تعالیٰ کے سوا کوئی دوسری شے اسکو محبوب اور مطلوب نہیں۔ اور رضاء الہی پر راضی ہے اور صدیق وہ ہے کہ ہمیشہ اپنے دلیں خیرات کے غرض کو مضبوط اور محکم پاوے۔ حضرت علی علیہ السلام نے خدا سے عرض کی۔ الہی میرے باطن کو ظاہر سے بہتر کر اور جس کے دل میں خوف۔ رجا۔ توکل۔ یہ باتیں ہوں وہ صدیق ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ایک شخص سے وعدہ کیا تھا۔ کہ جب تک تو اوسے میں اسی جگہ رہے گا وہ شخص ایک برس نہ آیا پھر اسی جگہ پر منتظر رہے۔ پھر ان صدیق کی کیا اور جن کے دیکھنے سے خدا یاد آئے۔

اور بیعت الہی تیرے دل پر غالب ہوئے۔ یہ شان ہے صدیق کی۔ ایک صحابی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور کہا فلاں جگہ میں آؤں گا۔ اپنے قول کو پھول گیا۔ تیسرے دن حاضر ہوا۔ آپ وہیں تشریف فرما تھے۔ اور فرمانے لگے کہ اسے جو ان تین دن سے تیری راہ دیکھ رہا ہوں۔

حضرت رسول اللہ نے کسی سے عہد کیا ہوتا۔ کہ جب تم آؤ گے تمہاری حاجت بر لاؤں گا۔ جب خیبر کی لوٹ کا مال تقسیم کرتے تھے۔ وہ شخص کہنے لگا۔ یا رسول اللہ آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ آپ نے کہا کیا چاہتا ہے۔ اس نے اٹنی بکریاں مانگی۔ اسکو دلا دیں اور فرمایا کہ تو نے بہت کم مانگا۔ جب سے وہ شخص ضرب المثل ہوا کہ فلاں شخص اٹنی بکریاں والے سے آسان گیر تر ہے۔ اور اگر کسی سے ایک جگہ پر رہنے کا وعدہ کیا ہے تو ہمارا کاتول جو ایک نماز کے وقت سے دوسرے نماز کے وقت تک وہاں ضرور رہے۔ اور جب ایک تیر کسی کو بیکھر اس کا لینا وعدہ خلافی سے بدتر ہے۔ **نقل** ہے خلیفہ منصور اور اسکی بیگم (حمزہ خاتون) میں کچھ شکر رنجی ہوئی۔ خاتون کو شکایت تھی کہ خلیفہ عدل نہیں کرتے۔ منصور نے کہا کہ اچھا کسی شخص ثالث کو نصف قرار دو۔ امام ابوحنیفہ اس فیصلہ کے لئے بلائے گئے۔ خاتون پس پروردہ تھی کہ امام صاحب کا فیصلہ خود اپنے کانوں سے سنے۔ (منصور امام سے) از رو سے شرع مرد لگتے نکاح کر سکتا ہے و امام صاحب چار۔

(منصور خاتون سے) تم سنی ہو؟ آواز آئی ہاں۔ (امام صاحب) مگر یہ اجازت اس شخص کے لئے ہے جو علیہ قمار ہے۔ ورنہ ایک سے زیادہ نکاح کرنا مناسب نہیں۔ خدا خود فرماتا ہے۔ وَإِنْ جِئْتُمْ بِآيَةٍ فَلَا تَكْفُرْ بِهَا وَلَكُمْ فِيهَا حُكْمٌ۔ اگر تمہیں بے الفصافی کا خوف ہو تو ایک ہی کرو۔ یہ سنی کا دستور خاموش ہو گیا۔

امام صاحب اپنے مکان پر تشریف لے گئے۔ چند ہی روز بعد حمزہ خاتون کی کنیز زام صاحب کے پاس پہنچی۔ پچاس ہزار درہم پیش کر کے حمزہ خاتون کا پیغام سنایا۔ کہ آپ کی کنیز آپ کو سلام کہتی ہے اور آپ کی حق گوئی کا کھنکھاتہ منمن ہے۔ امام صاحب نے درہم واپس کر دیئے۔ اور جواباً کہا میں بھی کہیں سے جو کچھ کہا کسی خاص غرض سے نہیں کہا۔ بلکہ یہ میرا فرض منصبی تھا۔ صداقت میں ایک ہو تو اسی طرح ہو۔ کسی کی روئے ہاتھ ہو۔ اور صدیق بنا۔ اسے مسجد بڑی بڑی پھیر رہے۔ صدیق کا خطاب حضرت ابو بکر کا ہے کہ انہوں نے جان و مال سب تصدق کیا۔ اور قرآن شریف میں دار ہے۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ لُؤْلُؤًا جَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ۔ تو وہی ہیں جو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسول پر پھر کچھ تردد نہ کیا اور جہاد کیا۔ اپنی جان و مال سے اللہ کی راہ میں جی بھر کر لڑے۔

نقل ہے کہ شیخ عبدالقادر گیلانی رحمہ اللہ ایک روز اپنی والدہ کے پاس آئے۔ اور عرض کی کہ میں چاہتا ہوں کہ بعد ازیں جا کر علم پڑھوں۔ اور خدا کے بندوں سے جا کر فیض حاصل کروں۔ بہر حال فرما کر مجھے اجازت دیں۔ انھی والدہ نے چالیس دینار لے کر لباس میں بغل کے پیچھے سی دیئے اور کہا کہ۔

سید محمد دوکم ص
ابوحنیفہ کا
سید محمد دوکم ص
غوث اعظم کا
صدق

بیٹا کہی بھوت نہ ہوتا۔ عرض ایک قافلہ کے ہمراہ چل نکلے راہ میں قافلہ پروا کو گھر سے۔ ان ڈاکوؤں نے پوچھا میاں لڑکے کچھ ہتھارے پاس بچا ہتھ کہا چالیس دینار۔ کہا کہاں۔ کہا۔ بغل کے نیچے سینے ہوئے ہیں۔ اس نے اپنے سر سے اس سے کہا۔ سردار کے سامنے بھی آپ نے ہی کہا۔ سوار نے کہا میاں لڑکے اس احتیاط سے چھپائے ہوئے تھے۔ مگر جب پوچھا تو کیوں سچ کہہ دیا۔ کہا والدہ صاحبہ نے کہا تھا۔ ہمیشہ سچ بولو۔ میں اٹکے کہنے کے خلاف نہیں کر سکتا۔ سردار ڈاکوؤں نے ان کے ہاتھ توڑ دی۔ ان کو کہا میں اپنے خدا سے کیسے نافرمانی کروں؟ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلَكُمْ** صحیح اللہ اور فلاح۔ یعنی اے ایمان والو ڈر تم اللہ سے اور ہو جاؤ اس شہ تیحو کے۔

حکایت یہ نقل ہے کہ ایک مرتبہ حجاج بن یوسف نے حسن بصری رحمہ اللہ کے شہید کرنے کا قصد کیا یہ خبر سنا کر حبیب بنی کے پاس چلے گئے اور یہ قصہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا۔ آپ اس عبادت خانہ میں جانو خدا کے حکم سے محفوظ رہو گے۔ آپ وہاں جا کر عبادت الہی میں مصروف ہوئے۔ کسی خبر سے خبری کی کہ حسن بصری فلاحی جگہ ہیں۔ اس فرخوار دل آزار نے میں سپاسی۔ بھیجے کہ جا کر جلد حسن بصری کو پکڑ لاؤ۔ سپاہیوں نے اگر حبیب بنی سے پوچھا۔ کہ حسن بصری جہ کہاں ہیں۔ کہا عبادت خانہ میں ہیں۔ سپاہی اندر گئے ندرت خدا نے حسن بصری انکو نظر نہ آئے۔ پھر سپاہی آئے اور کہا کہ عبادت خانہ میں نہ ہوا ہو۔ کہے بھوت بدلتا ہے۔ کہا میں جوتا نہیں ہوں۔ مگر تم کو اللہ تعالیٰ نے اندھا کر دیا۔ پھر گئے۔ پھر نظر نہ آئے۔ جب سب جھاک مار کے چلے گئے۔ جب حسن بصری رحمہ اللہ نے باہر آکر کہا۔ تم نے مجھ کو کس واسطے میرے قاتل کو بتا دیا۔ کہا تاکہ سچ ہاتھ سے نہ جائے۔ اور سچ نے پھریا اور نہ ہم تم مارے جانے سے زبان پاک راجعت است بسیار کہ از لوث و ریح آلودہ زی ابر پار اندازی از رہ صدقہ سدا ز گردون گرداں بر فدا زی۔ سعدی رحمہ اللہ نے کہا ہے

وہم از رہی گزنی صبح وار نہ ز تار کی جہل گیری کنارہ
ضد۔ بدی۔ اور انکا نتیجہ۔ حنت و دوزخ
نیکی۔ نیکی وہ کرتے ہیں جو کارخانہ ہستی کو بہ ثبات **بدی** نفسانی خواہشیں۔ نفسانی جذبات میں گرتا جاتے ہیں۔ نیز جانتے ہیں کہ ہماری ایک روز پیدا ہو کر عقلی کی فکر نہ کرنا۔ اس غفلت کے خمیازہ میں کرینوالے کی پیشی میں پہنچی ہوگی۔

ہے جو نہایت ہی بُری جگہ ہے۔
مومن وہ جو خدا کی خدائی کا اقرار کرے باوجود **کافر** ہیں نہ تو کہ خدا کے قائل ہیں نہ رسالت کو ہو کر نچوتنی نماز ادا کرتا ہے۔ اور مومن وہ ہے کہ مانتے ہیں۔ انکی نگاہ میں جزا سزا۔ فرشتے قیامت و حساب کا اقرار کر کے۔ فرشتوں پیغمبروں پاپا یہ سب فیانی باتیں ہیں۔ انہیں کافر کہتے ہیں۔

لائے اور ان کے احکام کو اپنی زندگی کا دستور العمل سمجھے۔ قیامت۔ حساب کتاب کا قائل ہو۔ اور ہر کام کا کریمو لاخذ کو سمجھے اور انسان سے نیک سلوک اور اخلاق سے پیش آتا ہو۔ مومن کا دل انوار ربانی سے لبریز ہوتا ہے۔

صراط سب کو حکم ہو گا کہ صراط پر جلوہ بال سے باریک اور تیار سے تیز ہے جو شخص اس جہان میں۔ صراط مستقیم پر سید ہا۔ ہو۔ اس صراط پر آسانی سے گزرے گا۔ اور سب کو صراط پر کھڑے کر کے اعمال کی پرورش کریں گے۔ اور راست آدمی سے راستی کی حقیقت طلب کریں گے۔ منافقوں اور یہ کار و نیکو پریشانی میں ڈالیں گے۔ ایک جماعت کو بغیر حساب کے بہشت میں لے جاویں گے اور ایک جماعت کا حساب آسانی سے ہو گا۔ اور دوسری جماعت کا دشاہی سے آخر سب کفار کو دوزخ میں بھیجیں گے۔ وہ وہاں سے ہرگز نہ چھوٹیں گے۔ فرمانبردار مسلمانوں کو بہشت میں۔ گنہگاروں کو دوزخ میں بھیجیں گے جو شخص انبیاء اور اولیاء بزرگوں کی شفاعت پاویگا۔ اسے عفو کر دیں گے۔ اور جو شفاعت کے لائق نہ ہو اسے دوزخ میں بچا دیں گے۔ گناہ کے برابر عذاب دیں گے آخر بہشت میں لے جاویں گے۔

مرہ ایمان نتیجہ کفر

ووزخ مِثْمَنُ نَبْهًا أَحْقَابًا۔ لَا يَدْخُلُونَ جَنَّاتٍ إِلَّا فِيهَا خَالِدُونَ۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک کام کیے ہیں۔ وہی میں اہل جنت۔ وہی ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔ وہ رب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ بہشت کا عرض اتنا ہے جتنا اسکا وزمین کا عرض ہے اور اس طول و سوائے حق جل و علا کے کوئی نہیں جانتا۔ جس چیز کو بے جا ہے سب وہاں موجود ہے اور ان میں خودیں بڑی بڑی انگلیوں والی جنکد اللہ تعالیٰ نے نور سے پیدا کیا ہے گویا وہ یاقوت اور مرجان ہیں۔

پہنچی دایاں کے اپنے شوہروں کے سب کسی طرف

ووزخ مِثْمَنُ نَبْهًا أَحْقَابًا۔ لَا يَدْخُلُونَ جَنَّاتٍ إِلَّا فِيهَا خَالِدُونَ۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک کام کیے ہیں۔ وہی میں اہل جنت۔ وہی ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔ وہ رب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ بہشت کا عرض اتنا ہے جتنا اسکا وزمین کا عرض ہے اور اس طول و سوائے حق جل و علا کے کوئی نہیں جانتا۔ جس چیز کو بے جا ہے سب وہاں موجود ہے اور ان میں خودیں بڑی بڑی انگلیوں والی جنکد اللہ تعالیٰ نے نور سے پیدا کیا ہے گویا وہ یاقوت اور مرجان ہیں۔

پہنچی دایاں کے اپنے شوہروں کے سب کسی طرف

نہیں دیکھیں اور ان کے شہر ہونے پر بیشتر کسی جن کوئی نے انکو نہیں چھوڑا۔ اور جب ان کے شوہر انکی محبتوں سے فراغت پا دینگے۔ فی العذر جیسی کی قسمی پاکرہ ہوچکا گئے۔ ایک ان میں سے شتر شتر سے رنگ برنگ کے پتلی ہے جو مال سے زیادہ ہلکے ہیں۔ انکا گوشت اور تخان ایسا صاف ہے کہ پٹلیوں کی ہڈیوں کا مغز صاف اوپر سے دکھائی دیتا ہے۔

ابن عباس رضی فرمایا ہے کہ بہشت کے آہنہ دروازے ہیں۔ سونے کے۔ جو اہرے جڑے پہلی پر لَآ اِلَہَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہے وہ پیغمبروں اور شہیدوں اور شیخوں کا دروازہ ہے دوسرا نمازیوں کا دروازہ ہے جو نماز اچھی۔ طرح ادا کرتا ہے اور تیسرا زکوٰۃ دینے والوں کا بڑا دروازہ ہے جو خوشی سے زکوٰۃ دیتے ہیں۔ چوتھا جو خلق کو نیک کام سکھاتے ہیں۔ اور برے کاموں سے منع کرتے ہیں۔ اور پانچواں ان لوگوں کا جو ظلم اور شہوت سے باز رہتے ہیں۔ اور چھٹا حاجیوں کا۔ اور ساتواں جہاد کرنے والوں کا۔ آٹھواں۔ ان لوگوں کا۔ جو حرام سے آنکھیں چراتے ہیں۔ اور ماں باپ کے ساتھ اور ناساتے والوں کے ساتھ سلوک کرتے ہیں۔

اور بہشت سات ہیں۔ ان کے یہ نام ہیں۔ دار الجنات۔ دار السلام۔ جنت المناوی۔ جنت الخلد۔ جنت البقیع۔ جنت الفردوس۔ جنت العدن۔

اور آٹھویں بہشت دیدار کے واسطے ہے جسکا نام عقلمون ہے اور بہشت کی ایک اینٹ چاندی کی ہے۔ اور ایک سر سبز کی اور گلابی رنگ کی اور پھر ان کا

اور حضرت نے فرمایا ہے دوزخیوں میں سے سب سے زیادہ آسان عذاب والا وہ شخص ہوگا۔ جس کے پاؤں کے نیچے دو پادوشیں ہوں گی آگ کی۔ اور پاؤں کے اوپر دو تہتے ہوں گے۔ آگ کے جنگی گرمی و سوزش سے اس کا دماغ تانبے کی دیگ کی طرح۔ جوش مارتا اور کھلبلتا ہوگا۔

اور وہ گمان کرے گا۔ اس سے بڑھ کر کسی پر عذاب نہیں حالانکہ وہ سمجھتا ہے کہ آسان عذاب والا ہوگا۔ وَ تَادِي الصُّحُفِ الْبَارِأَصْحَاتِ الْجَنَّةِ اَنْ اَرِيْعَتِقْ عَلَيْنَا مِنْ الْمَاءِ الْمَقَارِ زَوْكُمُ اللّٰهُ تَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ حَرَمَهَا عَلٰى الْكَافِرِيْنَ یعنی دوزخ والے پکارا میں گئے جنت والوں کو کہ بہاؤ سمجھتا ہوں اپانی۔ یا جو دوزی دی تم کو اللہ نے۔ دے کہیں گے اللہ نے یہ دونوں بند کیے ہیں منکرہ منکر مفسرین نے اس آیت کی یوں تفسیر کی ہے کہ ہر دوزخ والا اپنے بہانی اور باپ وغیرہ کو پکارے گا۔ جو جنت میں ہوگا۔ اور اس سے کہے گا۔ کہ میں حل گیا۔ کچھ مجھ پر پانی ڈال دے۔ تو وہ جواب دینگے۔ کہ اللہ نے جنت کا کھانا دہانی منکروں پر حرام کر دیا ہے۔

اور حضرت نے فرمایا ہے کہ دوزخیوں پر بھوک سلاط کی جائیگی۔ کہ اس ایک بھوک کی سختی دوزخ کے سب عذابوں کے برابر ہوگی۔ تب ہ کھانے کے لئے فریاد کریں گے۔ اور ملیگا انکو کھانے کے لئے صریح نہ وہ فریاد کریں گے۔ بدن کو اور نہ دوزخ سے گھا بھوک کو۔

صریح ایک خاردار گھاس بدلتی ہے۔

عرب میں ایسی بد مزہ اور کربخت کہ کوئی جانور اس کے پاس نہیں جاتا۔ اور اگر اتفاقاً کوئی۔
کھا جائے تو مر جاتا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عزیر علیہ السلام کو دو وزخ میں سے ایک چیز ہے۔ کانٹے کے مشابہ۔
 دوسری چیز زیادہ تلخ۔ اور آگ سے زیادہ گرم۔
 اور سردار سے زیادہ بدبو۔ یہی اہل وزخ کو
 کھانے کو ملے گا۔

پھر وہ - یعنی دوزخی فریاد و گرجے تو انکو گلے
سے لٹکے والا کھانا دیا جاوے گا یعنی بڑی وغیرہ
کی قسم کی - تب انکو خیال آوے گا کہ دنیا میں
آئیے ہوئے تمہ کو پانی پی کر گلے سے اوتار دیتے
ہیں پھر وہ کچھ پینے کی چیز کے لئے فریاد و گرجیں گے
تو انکو جہنم - یعنی گرم پانی دیا جائے گا۔

نوبہ کی رنبیروں سے اٹھا کر۔ جب نزدیک
کیا جاسے گا۔ اس کے موبوں کی بھونڈے گا۔

جب داخل ہوگا۔ اُنہی پیشین میں۔ ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گا۔ پیٹ کی کل چیزوں کو۔ پس ابیں گے آپس میں پکارو و دوزخ کے نگہبانوں کو کہ وہ دعا کریں اللہ سے۔ کہ ہلکا کرے سم سے عذاب ایک دن۔ و دوزخ کے نگہبان یہ کہیں گے۔

تہا رہے پاس رسول کھلے ہونے کے بعد اور روشن دلیل لیکر نہیں آئے تھے۔ دوزخ جلائیے گئے بیشک آئے تھے۔ لیکن ہم نے انکی بات نہ مانی فرشتے کہیں گے پھر جو تہا راجی چاہے خود ہی کا ٹرو۔ ہم تہا ری سزا رش نہیں کرتے۔

تب آپس میں مشورہ کریں گے۔ کہ مالک داروغہ

اور برج اور بجے ایک ایک موتی کے ایک ایک
 زمرہ کے ہیں۔ اور ساٹھ ساٹھ گوس کے گوس
 اور اتنے چوڑے اور اتنے ہی اونچے اور
 کھڑکیاں یا قوت کی اور دروازے جو اہر کے
 اور ان میں نہریں بہتی ہیں۔ جن کے کنارے
 جڑا و مصفا بنے ہیں۔ اور ایک کا نام، نہر الرحمتہ
 ہے وہ سب بہشتوں میں پہنچی ہے اور رنگ
 اس کے موتی کے ہیں۔ اس کا پانی برف سے
 زیادہ سرد ہے اور شہد سے زیادہ شیرین ہے
 اور ایک نہر کا نام کوثر ہے۔ وہ خاص ہمارے
 رسول اللہ کی نہر ہے۔ جسے آسمان کے تارے
 ہیں اتنے ہی چاندی سونے کے آبخورے اس
 میں تیرتے ہیں۔ اور نہر ایک کا نور کی ہے۔
 اور ایک نہر سلیمان ہے۔ اور ایک نہر جین غوث
 اور ان کے سوا اور بہت سی نہریں ہیں۔

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
محرم کی رات بچے سب ہشتین و کہالی لگیں۔
میں نے ان میں چار نہیں دیکھیں۔ ایک آب
سان کی۔ ایک شراب کی ایک شہید مصفا کی۔
قوله تعالیٰ: ﴿يَهَيِّئْ لَهَا مِنْهَا خَبْرًا﴾
لَئِنْ لَمْ يَنْقُضْهَا وَاجْتَرَسَتْ لَهَا الْوُجُوهَ
رِئْسًا لَّيْسَ لَهَا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةٌ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ میں نے جبریلؑ سے کہا یہ نہر کہاں سے آتی ہیں اور کہاں کو جاتی ہیں۔ جبریلؑ نے جواب دیا، حوض کوثر کو جاتی ہیں۔ لیکن میں یہ نہیں جانتا کہ کہاں سے آتی ہیں آپ حق تعالیٰ سے دعا کریں تو حال کھلو

دوزخ کو پکارو۔ چنانچہ مالک سے التجا کریں گے کہ اے مالک خدا سے دعا کرو کہ ہم کو موت دے۔ کہ اس عذاب سے نجات پادیں۔

یہ التجا کر کے وہ ہزار برس تک جواب کے انتظار میں رہیں گے۔ ہزار برس کے بعد۔ مالک جو شفیع بخش جو اید سے گا۔ اسکو سٹھے۔

فرمایا۔ آنحضرت نے مالک انکو جو ابدی لگا تم ہمیشہ اسی حالت میں رہیں گے۔ جب ہر طرف سے مایوس ہو جائیں گے تو کہیں گے کہ اے پروردگار ہمارے غالب ہو گئی ہے یہ بخفی ہماری اور ہم گمراہ لوگ تھے۔ اے رب ہمارے نکال ہمکو اس آگ سے۔ اگر ہم پھر وہی کام کریں تو ہم ظالم ہیں ۛ

فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جواب دیگا انکو پروردگار۔ دور ہو اور پھر جاؤ دوزخ میں۔ ذلیل و خوار کو توئی مانند تم پر پہنکار بہ تم مجھ سے بات نہ کرو۔

بہائیوں یہ بات بہت غم۔ کرنے کے قابل ہے غرض کہ یہ سب گاہے ہی طہرج آواز کرنے لگیں گے۔ اور نالہ و فغاں کیا کرتے رہیں گے

وَقَالُوا لَوْلَا اَلَّذِیْ لَنَا نَعْتَمُّ اَوْ لَعَلَّیْ هَاکُنْ فِیْ -

اصحاب السعیرات اور کہیں گے دوزخی کہ ہم سستے ہوتے وعظ اور اس پر عمل کرتے تو ہم دوزخ میں نہ ہتے۔ جیسا کہ ہم نے کیا کیا جھٹلایا۔ اطمینان سے کہیں گے۔ بہشت کے۔

بہشتیہ واسطے دوزخ کے کہ یہ نیکو نہ تھے نہ نیکو نہ تھے۔ جو کچھ وعدہ کیا تھا ہمارے پروردگار۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے دعا کی تب ایک فرشتے نے آکر سلام کیا۔ اور کہا اے محمد آنکھیں بند کر لو۔ آپ نے بند کر لیں۔ پھر جو کہیں تو ایک درنگ سپکا بنا ہوا۔ اس میں کوڑیا قوت کے تھے دکھائی دیا

اور سرخ سونے کا قفل لگا ہوا تھا۔ اتنا برا کہ اگر تمام عالم اسپر بیٹھے تو ایسا معلوم پڑے کہ بہا پر چڑیا۔ پھر اس فرشتے کے حسب اشارہ میں نے قفل کے پاس جا کر بسم اللہ الرحمن الرحیم کہا۔ تب وہ قفل کھل گیا۔ میں اس در کے اندر گیا۔ دیکھا۔

اس کے حاشیوں پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا ہوا اور پانی کی نہر بسم کی سیم سے جاری ہے۔ اور دو دو تکی نہر اللہ کی ہ سے اور شاہ اب کی نہر

رحمن کے سیم سے۔ اور شہد کی نہر رحیم کے سیم سے بعد ازاں حق تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد تیری امتوں میں سے جو کوئی مجھے ان ناموں کو یاد کرے گا۔ وہ دل سے خالصاً مخلصاً بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے گا۔ اسکو چاروں نہروں سے سیراب

کروں گا۔ اور بہشت میں درخت طوبی ہے۔ اسکا مختصر بیان یہ ہے کہ جڑ اسکی موتی اور شاخیں اسکی زمرودی ہوتے ہیں اس کے سانس کے (سب پا رہ ریشمی)۔

اور اس میں بہتر ہزار شاخیں ہیں۔ بہشت میں کوئی قبہ و حجرہ نہیں۔ جسپر اسکی شاخیں سایہ افکن ہوتی ہیں جیسے سورج کی اھلی۔ اسکی آسمان میں ہے اور نہ۔ اس کا ہر درجہ و درکان ہیں۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے انھوں نے کہ بہشت

الّا تزدو نعمة الله علیکم آنحضرت نے فرمایا نظر دکر طرف اس شخص کے کہ وہ کتر ہے مرتبہ میں تم سے۔ اور نہ نظر کر و طرف اس شخص کے جو وہ زیادہ ہو مرتبہ میں تم سے۔ پس بالحق تر ہے۔ مگر تو حقیر کا نعمت خدا تعالیٰ کو کہ تم کو پہنچتی ہے۔ خلاصہ حدیث کا یہ ہے کہ جو لوگ تم سے مال و صورت و تندرستی وغیرہ میں کتر میں انکو خیال کرو تا کہ خدا کا شکر تمہارا رسال سے نہ زائل ہو۔ اور جو لوگ دنیا میں تم سے افضل ہوں انکو نہ دیکھا کرو نہیں تو نا شکر زبان سے نکلے گی۔ اسے سعید طبع اس کو کہتے ہیں کہ کسی کوئی شے دیکھ کر خیال کرے مجھ کو ہو۔ اور کیونہو۔ یہ بد اخلاق میں طبع داخل ہے۔ طامعین کو ہمیشہ ذلت خواری و خجالت ہی حضرت علی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے طبع کرنے والے کو دو داوی نذر یعنی وہ جنگل بھرا مال ہو تو بھی تیسری داوی چاہیگا۔ اور فرمایا۔ آنحضرت نے سب چیزیں تو بولہ ہی ہوتی ہیں۔ مگر طبع جوان ہوتی ہے۔ یعنی اسید زیادہ جینے اور زیادہ مال کی روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ اور کسی کا قول ہے طبع کرنے والا غمگین رہے گا۔ اور قناعت والا شاد۔

پس چاہئے کہ طبع نہ کرے۔ اور مال شبہ سے حذر کرے۔ جو کچھ رکھتا ہے۔ اس قناعت کرے اور تم میں اسودہ وہ ہے۔ جو مال اسکو اللہ نے دیا اس قناعت کرے۔ اور حاجت سے زیادہ طلب نہ کیا۔ اور بر شرف باسلام ہوا۔ اکرم الواعظین میں لکھا ہے کہ جسوقت سکندر رومی فتوحات حاصل کرتا ہوا چین تک پہنچا۔ تو چین کی شاہزادی نے پہلے سے سکندر کی تصویر اتر واکر لی تھی۔ چین کی شاہزادی سکندر کو پہنچانتی تھی۔ سکندر فوج کو شہر سے باہر نہر کر خود لباس فقیرانہ پہنکر شہر کے اندر داخل ہوا۔ اور بادشہ ہی محل تک پہنچا۔ جب چین کی شہزادی نے اس فقیر کو دیکھا پہچان لیا۔ کہ یہ فقیر سکندر بادشاہ ہے۔ حکم دیا کہ اس فقیر کو قید خانہ میں رکھو۔ اور ایک دانہ گہا نی کوندو۔ بموجب حکم کے سکندر قید کیا گیا۔ چوتھے روز چین کی شاہزادی نے سکندر کو قید خانے سے طلب کیا۔ اور اپنے سامنے بیٹھا کر۔ لاکھوں روپیہ کے موتی اور جواہرات سکندر کے سامنے رکھے۔ اور کہا یہ کھا لیجئے۔ مگر سکندر نے بادجو بھوک کی شدت کے۔ اسکی طرف نگاہ اٹھا کر نہ دیکھا۔ اس کے بعد ملکہ چین نے جوگی رومی سکندر کے سامنے رکھی اور وہ رومی کہا کہ سکندر نے پانی پینا۔ چین کی شاہزادی نے کہا۔ کہ ان بیش قیمتی جواہر کی طرف آپ نے توجہ نہ فرمائی۔ صرف تین دن کے قید خانے نے آپ کے نزدیک سارے جہان کے مال بیکار کر دیئے۔ ابھی تو آپ کی زندگی باقی ہے۔

فوج بھی موجود ہے۔ بتاؤ موت کے بعد کو کسی چیز آپ کے کام کی رہیگی۔ اسے بادشاہ ایسی بیکار چیز کے لئے کیوں دنیا کو قتل کرتا اور تباہ کرتا پھر تباہ ہے۔ قناعت اختیار کر۔

یہ سنکر سکھڑنے ملک چین سے فوج کو بھیجا۔ تین روز کی قید نے کروڑ ہا روپیہ کے جو اہرات کو بیکار کر دیا۔ صرف ایک ٹکڑا روٹی کے کام کا رہا۔ لیکن جب تبرکے تیرخانہ میں جاؤ گے تو وہاں سب کچھ بیکار ہو جاوے گا۔ صرف نیک عمل ہی کام کے۔ وہ جاویں گے۔ اے سعید نیک کاموں کو بہت کوشش سے کیا کرو۔ اور طبع سے اپنے دل کو خالی کر۔

نقل ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے کسی نے کہا۔ میں آپ کے ساتھ چلوں گا۔ پس روانہ ہووے وہ بھی۔ آپ کے ساتھ بولیا۔ ہمراہ اپنے تین روٹیاں لے لیں۔ تہوڑی دور چلکر دور روٹیاں کہا لیں اور ایک باقی رہی۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام کہیں تشریف لے گئے۔ جب پھر آئے وہ روٹی پٹائی اس سے دریافت کیا۔ تو اسے کہا۔ میں نہیں جانتا۔ بعد ازاں ایک ہرن ذبح کر کے کھایا۔ اور پھر زندہ کر دیا۔ اور کہا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے۔ سب تعریف ہے اس کے لئے جس نے یہ مجھ کو کہا یا اور کہا۔ روٹی کہا ہے۔ کہا اس نے میں نہیں جانتا۔ پھر دریا کے پانی پر۔ اس کا ہاتھ پکڑ کر چلے اور کہا کہ تینا کے لئے قوی ہے۔ جس نے یہ مجھ کو کہا یا۔ اور روٹی کو چھچھا۔ پھر بھی اس نے نہ بتایا پھر ایک ریگستان پر پہنچے۔ اور ریت کو سونا کر کے۔ تین حصہ لئے۔ کہا۔ ایک حصہ تیرا ہے۔ اور ایک میرا۔ اور ایک اس کا کہ جس کے پاس روٹی ہے۔ تب اس نے سونے کی طبع سے۔ کہا کہ میرے پاس ہے۔ پس سونا اسکو دیکر عیسیٰ علیہ السلام چلے گئے۔ پھر بیکار اور دو آدمی آئے۔ اور چاہا کہ اسکو مار کر چھین لیں۔ اس نے کہا۔ مجھ کو مارو۔ ہم تینوں برابر تقسیم کر لیں۔ چونکہ ہر ایک تھے۔ ایک کو بھی کہ کہا نا خرید کر لاوے۔ پس وہ سوچا کہ افسوس یہ دونوں بھی سونا لیویں۔ کہا نے میں زہر ملاؤں۔ کھاتے ہی مر جاؤ گے۔ جب تو سونا سب میں لوٹا۔ یہاں دونوں نے یہ السید گنا کہ اسکو کیا دیں۔ آؤ مار ڈالیں اور سونا لے ویں۔ جب وہ آیا۔ اسکو مار ڈالا۔ اور یہ کہا نا کھاتے ہی مر گئے۔ وہ سونا اسی طرح باقی رہا۔ جب عیسیٰ علیہ السلام آئے۔ دیکھا سونا موجود جو تین آدمی مرے پڑے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ۔ طبع کا انجام یہی ہے۔

سعدی رحمۃ اللہ نے کہا ہے یہ طبع راسخ حرف است و ہر مقلیٰ یا ذوق نیست مرطاطاں را ہی چہ آدمی کو لازم ہے کہ سبجے رزق طبع کے سبب سے نہیں ملتا ہے۔ اور جو روزی نصیب میں ہے وہ پہنچے گی۔ اور جو طبع چھوڑے گا۔ وہ اولیاء و انبیاء کی مانند ہوگا۔ اور جب تک ہندے کا رزق پورا نہیں ہوتا۔ نہیں مرتا۔ اور چاہے کہ ہمیشہ ایسے کو دیکھے۔ جو تو نگری میں اس کے کٹر ہو۔ **نقل ہے** کہ ہادوں رشید ایک مجلس انبساط میں تھے۔ ایک عورت کو فرمایا۔ کسی باجے کے بجائے کو۔

جب اس نے بجایا تو ہاروں رشید کو پسند نہ آیا۔ عورت نے کہا اے امیر المومنین۔ باجا میرا نہیں ہے۔ کہا کہ ایک آدمی کو کہ اس کا باجلے آ۔ تا وہ اس کو بجا دے۔ وہ شخص گیا اور

لیکھتا تھا۔ کہنا کہاں راہ میں شیخ کو دیکھا کہ وہ گھٹلیاں کھجور کی چٹن رہے ہیں۔ اس نے کہا کہ اے شیخ راستہ چھوڑ۔ شیخ نے سر اوپر اٹھایا۔ دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں باجا عود ہو انہوں نے عود دیا اور زمین پر دے مارا۔ شیخ کو کو تو اس کے پاس پکڑ کر لے گئے۔ اور کہا کہ اسکو پہرے میں رکھنا تا میرا المومنین کو خبر کر دوں۔ کو تو اس نے کہا۔ آج بغداد میں کوئی شخص زباہن زیادہ اس سے نہیں ہے۔ امیر المومنین نے کس لئے انکو پکڑا یا ہے۔ اس عود باجے والے نے کہا۔ بلکہ اس سے کیا کام ہے۔ تو انکو رہتے دے۔ پھر وہ شخص بارون پاس گیا۔ اور کہا کہ اے امیر المومنین۔ میں عود لے آتا تھا۔ اور ایک شخص راہ میں بیٹھا تھا۔ اس نے عود کو زمین پر دے مارا۔ اور وہ تو رڈالہ۔ خلیفہ نے جب یہ بات سنی تو انکھیں مارے غصہ کے سرخ ہوئیں۔ مجلس کے خوشامدعی ہنشینوں نے کہا کہ فرمائے تو اسکی گردن ماریں۔ کہا خلیفہ نے کہ حاضر کر دتا اس سے گفتگو کریں۔ خادم شیخ کے پاس آیا۔ اور کہا کہ تجھ کو امیر المومنین بلاتے ہیں سواری ہو۔ شیخ نے کہا کہ میں سواریوں میں سے نہیں ہوں۔ بلکہ پیادہ چلنا بہتر ہے۔ پس وہ خلیفہ کے دروازے پر آئے خلیفہ کو خبر کی شیخ آیا ہے۔ خلیفہ نے کہا کہ اسکو یہاں نہیں بلایں گے۔ کہ بعض چیزیں یہاں خلاف شرع ہیں خلیفہ اٹھ کر اور جگہ جا بیٹھا۔ اور شیخ کو بلایا۔ شیخ کی بغل میں گھٹلیاں بھری ہوئی تھیں۔ لوگوں نے کہا کہ انکو پھینک دو۔ کہ خلیفہ کے پاس چلے ہو۔ شیخ نے کہا کہ یہ میرا قوت ہے ات کا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ لوگوں نے کہا کہ آج رات کا کہنا ہم دینگے۔ شیخ نے کہا کہ۔ ہتھ را کہنا میرے کام کا نہیں ہے۔ جب شیخ خلیفہ کے پاس حاضر ہوا۔ تو سلام کیا اور بیٹھے۔ خلیفہ نے پوچھا کہ کیا باعث ہے کہ تو نے یہ کام کیا۔ شرم کی اس بات کو سرخ نام عود کاے صاحب شرع نے آگے۔ کہ میں نے تیرے باپ دادا کو دیکھا ہے کہ برسر منبر بیٹھا کرتے تھے۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ
یعنی اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ نے عدل اور احسان کا۔ اور ویسے قریبوں کا۔ اور منع کرتا ہے بے حیائیوں اور خلاف شرع سے۔ پس میں نے ایک چیز خلاف شرع دیکھی اور اس کو تو رڈالہ میں نے۔ تجھ کو اس میں کیا پہنچتا ہے۔ خلیفہ نے کہا خوب کیا ہے شیخ باہر نکلا۔ خلیفہ نے انکے پیچھے اور خادم کو کہہ دیا کہ دیکھنا اگر شیخ لوگوں سے کہے کہ میں نے بدعت سے یوں کہا۔ اور انہوں نے پھر سے یوں کہا۔ تو یہ قطعی انکو نہ دینا۔ اور اگر چہ نہ کہے دیدیتا۔ خاتم جب باہر آیا تو دیکھا۔ کہ شیخ اپنی اسی وضع سے گھٹلیاں

شیخ عبد السلام کا قرآن سنایا۔ اور تفریق کا دل اور اس کی بیوی سے نکال دیا۔ اور مالک بن ہشام۔

مجھ روئی، جن رہے ہیں اور کسی سے کچھ نہیں کہتے ہیں۔ تبیلی آگے شیخ کے لے گئے۔ اور کہا کہ اسے شیخ یہ جگہ خلیفہ نے دی ہے شیخ نے کہا کہ لے جا میرے کام کی نہیں۔ یہ لوگ تھے جنگو طبع نہ تھی۔

ظلم

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ - اللہ کو خوش نہیں آتے ظلم کرنے والے وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ - اللہ نہیں چاہتا ظلم جہان والوں اور روایت ہے ابن عمر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ قَالَ الظّٰلِمُ ظَلَمًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَعْنِيْ فَرَمَا يَأْخُذُ نَفْسَهُ بِمَا ظَلَمَ - اور ارشاد نبی کریم ہے۔

لَتَوَدَّ الْحَقُّؤُكُ اِلٰى اَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يَقَادَ لَهَا مِنَ الْجَمَاعَةِ مِنَ الشَّاةِ الْمَقْرَعَةُ يَعْنِيْ ادا کیے جاوینگے حق طرف حق والوں کے دن قیامت کے۔ یہاں تک کہ بد لیا جاوے گا بکری بے سینک کے۔ بکری سینک والی سے۔ یعنی ظلم اور حق تلفی سے بچو کہ قیامت کے دن انصاف ہوگا۔ آدمی تو ایک طرف جانور و وحشی بھی زیادتی کا عیوض ہوگا۔ اگر سینک دار بکری نے منڈی بکری کو مارا ہوگا۔ تو منڈی کو حکم ہوگا۔ کہ سینکدار کو مار دے وے پڑے۔

یہ حدیث میں آیا ہے کہ مدد کرو اپنے بیانی مسلمان کی۔ ظالم ہو یا مظلوم۔ عرض کیا صحابہ نے کہ یا رسول اللہ مدد کرنا۔ ظالم کا کیونکر ہوگا۔ فرمایا ساتھ منع کرنے کے ظلم سے یعنی مدد بھی ہو کہ اسکو ظلم سے باز رکھے۔ مددہ رخصت ظلم و برسر حال پڑے کہ خود رشید ملکیت بنا بد زوال پڑے۔

حکایت

ایک بزرگ شیخ عبد اللہ یافعی اپنے سفر نامہ میں لکھتے ہیں۔ ایک دفعہ شہر بصرہ کے قلعہ قمرہ کو جا رہا تھا۔ ایک رفیق نے خبری کہ راہ میں ایک رہزن رہتا ہے جو مسافر و نیکو لوٹ لیتا ہے۔ یہ کہہ کر اسنے جگہ پر چند آگے جانے سے منع کیا۔ لیکن میں نے انکے کہنے پر کچھ التفات نہ کیا۔ کوئی دو سو ق۔ م آگے بڑھا ہوں گا۔ کہ یکایک سامنے ایک زبردست ہیبت صورت مرد ظاہر ہوا۔ رہزن نے آتے ہی ہم دونوں پر حملہ کر دیا۔ اور پہلے ہی حملہ میں۔ میرے رفیق کو قتل کر ڈالا۔ پھر میری طرف لپکا۔ میں نے نہایت عاجزی سے گڑ گڑانا شروع کر دیا۔ اور جو کچھ روپیہ میرے پاس تھا۔ سب اس کے حوالہ کر دیا۔

زہرن نے مال لیکر مجھ کو چھوڑ دیا۔ لیکن دونوں ہاتھوں کو مضبوط دسی سے باندھ کر زمین پر ڈال دیا۔ گرمیوں کے ایام تھے۔ دوپہر کا وقت تھا۔ آفتاب کی حدارت اور دھوپ کی شدت سے حال تباہ تھا۔ غرض بہزار وقت و مشقت خود اپنے ہاتھوں کو کسی طرح میں نے کھول لیا۔ اور اس بیاباں کو طے کرنے لگا۔ دن بھر چلا پھر بھی۔ کہیں رستہ کا پتہ نہ ملا۔ پھر رات گئی ہو گئی کہ۔

آگ کی روشنی دکھائی دی اور میں اسی طرف چلا۔ آگ کے پاس پہنچا تو وہاں ایک خیمہ دیکھا۔ پیاس سے
 بیابان تھا۔ خیمہ کے دروازے پر کھڑے جو گریں نے روز سے پانی مانگا۔ شمت کی بات کہ خیمہ
 اسی رہزن کا تھا۔ جس کے ظلم ہاتھوں سے میں نے دن کو ربائی پائی تھی۔ رہزن میری آواز سن
 کر مجھے پانی کے برہنہ نکدار لئے جو سے باہر نکلا۔ اور چاہا کہ ایک دایر میں میرا کام تمام کر دے۔ امداد
 قتل دیکھ کر اسکی زہم ول عورت نے دور سے غل کرنا شروع کیا۔ کہ غریب کا خون اس میدان
 میں نہ گراؤ۔ اگر داتا ہے تو اس خیمہ کے پاس سے دور ہٹنا۔ جا کر مارو۔ بی بی کی یہ فریاد سنکر
 رہزن ہنستا ہوا مجھ کو دوسرے سنان مقام پر لایا۔ سینہ پر چڑھ بیٹھا۔ اور گردن پر تلوار رکھ کر
 فرخ کرنا چاہتا تھا۔ کہ کیا ایک سانس کے خشک سے ایک ہیبت ناک شیر بڑھتا ہوا دکھائی دیا
 رہزن خون کے مارے دوڑا گیا۔ اور ہنسنے لگا۔ کہ شیر نے تجھ کو چیرا ڈالا۔
 شیر کی صورت دیکھ کر رہزن سے پہلے میں ہیوش ہو گیا تھا۔ دیر کے بعد جب ہوس لیا۔ اس
 سنان میدان میں سوائے اسکی مزہ لعل کے کوئی اور چیز نظر نہ آتی تھی۔ دیر کے بعد سب
 واقعات مجھ کو یاد آئے۔ پھر کیا تھا شکر الہی بچا کہ حدودنا خدا کی کرتا ہوا رہزن کے خیمہ پر آیا
 اسکی خوبصورت بی بی میری صحبت سے راضی تھی۔ آخر میں نے اس سے نکاح کیا۔
 اور رہزن کا کل مال و متاع میرے ہاتھ آیا۔ اور اللہ نے مجھ کو اسی وقت سے نقر و فاقہ
 سے نجات دی۔ کسی نے فرخ کہا ہے۔ جاہ کن را چاہ در پیش۔ اس ظلم کا ظلم اسکی طرف لوٹ آیا
 یہ بازار مظلوم مائل مباشرت زو و ودل خلق غافل مباشش نہ مکن مردم آزاری اے تندراسے نہ
 کونا کہ رسد بر تو قہر خدا سے نہ

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میں شخص اول روزخ میں جاؤں گے۔
 امیر ظالم اور مالدار بوجہ کوفۃ مذمے اور فقیر کو کہ تکبر کرے ساتھ فقر کے۔ بادشاہ کفر کی حالت
 میں دیر بارہ نکلتا ہے۔ اور ظالم کی حالت میں قیام نہیں رہ سکتا۔ اور سعیدی نے فرمایا ہے۔
 ستم پر ضعیفان مسکین ممکن ہے کہ ظالم بد روزخ رو دے سخن نہ

نقل ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ایک گاؤں میں تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ وہ لوگ بہت غلگین
 ہیں۔ سبب غم دریافت کیا۔ تو معلوم ہوا کہ ایک مرد صالح فقیر۔ انکا انتقال ہو گیا ہے۔
 عیسیٰ انکی قبر پر گئے۔ تو دیکھا کہ عذاب ہو رہا ہے۔ سبب عذاب پوچھا تو کہا کہ ایک زبردست
 زبردست ظلم کر رہا تھا۔ میں اس عذاب میں گرفتار رہی کہ میں نے اس نے مظلوم کو
 ظلم سے چھوڑا یا نہیں۔ اگر چھوڑتا تو چھڑا سکتا تھا نہ

اے سعید جانے غم ہے کہ مظلوم کی مدد نہ کرے پر عتاب ہوا۔ اس سے ظاہر ہوا

ایک مظلوم کو ظالم سے بچھڑانا اسکی عیب

کہ ظالم پر کچھ عتاب نہ ہو گا۔ حکایت۔ نقل ہے کہ ایک قزاق راہ ٹوٹتا اور مسافر و نیکو
 ناحق قتل کرتا تھا۔ یہاں تک کہ حاجیونکو بھی نہ چھوڑتا تھا۔ ناگاہ ایک غریب مسافر ناوقت
 اس راہ سے گذرا۔ قزاق نے اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر کہا۔ کہاں جاتا ہے؟
 کیا نہیں جانتا اس راہ سے کوئی جان سلامت نہیں لے جاسکتا۔ کہا برائے خدا سبحان لیجئے
 اور مجھے جان سے چھوڑ دے۔ کہا سبحان اللہ اپنے پیسے گور میں جانا اور مرگ کے ہاتھ سے
 شور مچانا۔ پھر زندگی سے مایوس ہو کر کمال خوشامد سے دور کھٹ کی مہلت لی اور بعد نماز کے۔
 سجدہ میں بکمال گریہ و زاری کی۔ کہ اے کریم تیرے سوا اس ظالم کے ہاتھ سے کون بچاؤں گا
 اور چھڑانے والا ہے۔ اور زار و زور روتا اور چشمہ چشم سے دیرا بہتا۔ اور محمد و عثمان میں
 کہتا ہوتا جس حال اپنے وقت تنگ آمدرا دیکھ لیں یہ بادشاہے کن فرمایا درس :
 ناگاہ اسی وقت ایک سہارا آیا۔ اور اس قزاق کو مارا گیا۔ اور اس کو اس کے ہاتھ سے چکایا۔ پھر سوار
 کی خدمت میں اس نے عرض کی برائے خدا بیخ بتاؤ کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو کہ میں
 تمہاری تلبداری میں جان تیری کھود۔ کہ تم نے میری جان بچائی۔ کہا میں دس ہزار برس سے
 نزدیک عرش معلیٰ کے حاضر رہتا ہوں۔ جب کوئی فریادی فرما دیتا ہے حسب حکم حاکم حق تعالیٰ سے فوراً
 اسکی داد دیتا ہوں۔ اور ظالم اور سرکش سے بدلہ لیتا ہوں۔ اور بروم تیار رسوا کرکھڑا کرتا ہوں
 حکایت۔ نقل ہے مالک دینار سے کہ میں ایک مرتبہ حج کو جاتا تھا۔ ناگاہ راہ میں کیا
 دیکھتا ہوں۔ کہ ایک کو امنہ میں روٹی لیے ہوئے ایک طرف کوڑا جا رہا ہے اتنا قاجی میں
 آیا۔ دیکھو یہ کہاں جاتا ہے۔ تھوڑی دور جا کر ایک مقام پر بیٹھا۔ دیکھا تو وہاں ایک شخص ہاتھ
 پر گنا ترابے۔ اور وہ گنا۔ اس کے سینے پر بیٹھا پنجے سے ٹکڑا توڑ کر کھلا رہا ہے۔ تھوڑی
 دیر کے بعد اڑ گیا۔ اور منہ میں پانی لایا۔ پھر اسکو بلایا۔ اسی طرح کئی مرتبہ کیا۔ پھر اسکو کھلا ملا
 کر اڑ گیا۔ میں سخت حیران کیا۔ اور قدرت خدا کا متناشہ دیکھنے لگا پھر میں نے اس شخص
 جا کر پوچھا۔ کہ یہ کیا جبر اپنے کو میری عقل کم ہے۔ کہا ہمارا قافلہ حج کو جاتا تھا۔ ناگاہ
 قزاق دوڑ پڑے اور تباہ کو قتل کر گئے۔ اور بے مان لوٹ کرے گئے۔ اور اس لوٹ
 مار میں میرے ہاتھ سرکٹ گئے۔ تھے۔ بھوکو ہاتھ میر گیا جان کر چھوڑ گئے ہیں۔
 تین دن تک بھوکا پیاسا تر پٹتا رہا۔ پانی منہ میں نہ گیا۔ جب جاں بلب ہوا اور زندگی سے
 مایوس ہوا۔ تو جناب باری میں گریہ و زاری کرنے لگا۔ کہ اے میرے کریم تیرے سوا اس
 خوار زار کا خبر لینے والا کون ہے۔ بھوک پیاس کی معیت سے چھڑا ورنہ اپنے
 پاس ملا۔ پس دعا اس مجلس کی اس فرمایا درس۔ یہ قبول کی۔ چنانچہ اسوقت سے یہ گنا

دولوں وقت کھلاتا ہے جیسا کہ تم نے دیکھا۔ سبحان اللہ اسے اللہ سوا تیرے کون ہے جو مظلوم کی داد دے گی کہے۔ اور بے رست و بے پا کو رزق پہنچائے۔

حکایت نقل ہے کہ بادشاہ قوم نبی اسرائیل سے بہت بڑا ظالم تھا۔ طرح طرح کی غیاء و ظلم کی ڈالتا تھا۔ چنانچہ ایک مکان ٹاٹ شروع کیا۔ ملازمان کو حکم دیا کہ حاملہ عورتوں سے ایسٹ گارا ڈھکواؤ۔ اور جلد تیار کرادو۔ ناگاہ ایک عورت حاملہ کے دن پورے ہو چکے تھے۔ اسکو پکڑا کر جہیز سے عذر کیا۔ کہ تجکو ذرا بھلت دو۔ کہ میں جنے کے دروسے نجات پاؤں۔ پھر میں تمہارے کام میں مستعد رہو گی۔ ملازمان ظالم نے نہ مانا۔ بلکہ اسکو مارنا پھینکا شروع کیا۔ اس مصیبت زدہ کو وہ درویش سے اٹھنا بیٹھنا ہی دشوار رہتا۔ سب پر بوجھ اٹھائے گا کیا ذکر۔ آخر کار جب اسکو ہر طرف سے مار ڈھکاڑا ہونے لگی۔ اسکو اپنی زندگی پہناڑ ہو گئی۔ جان سے تنگ آ کر جناب الہی میں بحال نالہ و آہ رو کر کہنے لگی۔ کہ اے میرے مالک تیری لونڈی اس مصیبت و آفت میں گرفتار ہے۔ اس حال سدا پاد بال میں سوا تیرے کون اسکا کمک کرے۔ کیا تو اس حال کو خبردار نہیں ہے۔ ایسی زندگی سے موت بجلی ہے پھر کیا یک تہرا ہی نازل ہوا کہ وہ بادشاہ ظالم سے سب رہا کرے فوراً زمین میں دھنسن گیا۔

اور فرمان باری تعالیٰ ہے **الَّذِينَ ظَلَمُوا ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ** لَحَنَّا بَعْدَ مَنْ يُوَفِّي قَاتِي تَحَقُّقُ ذَرْ حَقُّ لِحْنِ حَقِّ ظَلَمِ کرے۔ یعنی ظالموں کو چاہیے کہ جہ سے ڈریں۔ نہیں تو انکے وسطے عذاب تیار ہے۔ پھر اگر وہ ظالم ظلم کے بدلہ نیک کام کرے۔ یعنی ظلم کر کے توبہ کرے۔ اور نیکیاں کرے تو پھر میں میں بخشنے والا مہربان ہوں بخشدنگ۔ یہ آیت پڑھ کر کسی ظالم کے منکجا جائے تو اسکے ظلم سے محفوظ رہے۔ **وَمَنْ قَدَّرَ عَلَيْهِ زَرْقَهُ فَلَنُفَوِّقَ مَا آتَاهُ اللَّهُ لَا تَكْلِفُ اللَّهُ نَفْسًا أَكْثَرَ مِنْهَا أَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ بَعْدَ عَسْرِ تَكْلِفٍ** ا۔ ظلم کی حالت میں بسا اوقات حق العباد تلف ہوتا ہے اس سبب سے ظلم سے ہر شخص کو چاہیے۔ کہ بچے۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ توبہ سے اپنے گناہ معاف فرماتا ہے۔ اور اپنے بندوں کے بھی معاف کرنے پر قادر ہے اور حکم یوں ہے کہ کجا مال لیا، ازراہ ظلم کے۔ اسکو واپس کر۔ اور اس سے معاف کرانے سے کہے کہ جو جفا و ستم می کند پڑ یقین است کو بیخ خود می کند پڑ نماز استگار بد و نیکار پڑ بما بد و نیکار پڑ۔

علم و عمل **تَكَوْنُ هَلْ يَكْتَسِبُونَ الْإِيمَانَ لَا يَكْفُلُونَ إِلَّا تَمَازِيدُ كَمَا إِلَى كَيْفَ بَاب**۔ کہنے محمد کیا برابر میں وہ جو جاننے والے ہوں اور نہ جاننے والے۔ البتہ عقلمند ہی نصیحت مانتے ہیں۔ (حدیث)، **الْإِيمَانُ قُرْبَانٌ وَبِأَسْمَاءِ التَّقْوَى وَزِينَةُ الْخَيْرِ وَتَكْوِينُ الْعِلْمِ** بغیر تقویٰ کے ایمان گویا۔ ہنگام ہے۔ بغیر حیا کے بے زینت ہے۔

عزت کی اس نے میری۔ اور جس شخص سے عزت و عظمت کی میری۔ پس تحقیق بزرگ رکھا اللہ تعالیٰ کو۔ اور جس شخص نے بزرگ رکھا اللہ تعالیٰ نے کو۔ پس واسطے اس کے جنت ہے۔

حکایت روایت راویان با خبر سے ہے کہ اسماعیل سامانی بادشاہ خسروانی بنایت شان و کرم رکھتا تھا۔ ایک روز ایک عالم کسی ضرورت سے اس کے پاس آیا۔ اسماعیل شاہ نے اس کی بڑی عزت و توقیر کی۔ اور جب وہ اس کے پاس سے گیا۔ سات قدم فرلویش (استقبال پیشانی) اس کے پیچھے گیا۔ شب کو جناب سالتماہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ اس سے فرمایا میں۔ کہ اے اسماعیل چونکہ علماء امت میری کی توقیر کی تو نے۔ کی میں نے ربا لعزت سے بڑھا کہ تم کو دو جہان میں عزت سے رکھے اور سات قدم جو بطور تعظیم کے اس کے پیچھے چلنے کے عیوض میں میری نسل سے سات آدمی بادشاہی کرینگے دونوں دعائیں تیرے حق میں مستجاب ہوئیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات میں نے دوزخ کو دیکھا کہ اکثر اس میں فقیر لوگ تھے۔ لوگوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ بے مال کے فقر تھے فرمایا۔ نہیں علم کے فقر تھے۔ پس بے علم جیسی چاہیے وہی عبادت نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی آدمی خدا کی عبادت فقرتوں کی مانند کرے۔ اور اسکو علم نہ ہو۔ وہ زیانکاروں سے ہو گا۔ یہ امام غزالی اپنی کتاب منہاج العابدین میں لکھتے ہیں۔ اس سے نتیجہ نکلا کہ علم سیکھنے میں جتنی کوشش کرنی چاہیے۔ نہ کہ سستی تاکہ گرا ہی سے بیٹے نہ۔

دنیا کے دون کی طالب کیواسطے علم کا حاصل کرنا منع ہے۔ اس میں اخلاص شرط ہے۔ جو کوئی اس لئے سیکھے کہ لوگ اس کے گروہ جمع ہوں اور اسکی واہ داکریں یا امیر و غریب اس کے گروہ جمع ہوں یا لوگوں میں مشہور کر اپنی بڑائی کرے یا دنیا کا مال جمع کرے تو وہ زیانکاروں میں داخل ہو گا۔ اور حکیم ارسطالیس کا قول ہے کہ اگر علم پر فخر کر نفس کے عیب و فتنہ نہ ہوئے تو علم دانش نے کچھ فائدہ نہ بخشت۔ اور نافع علم وہ ہے جس سے دنیا کی حقارت اور آخرت کی بزرگی حاصل ہو اور جتنی دنیا کی برائی سمجھے۔ اور تکبر جسد وغیرہ سے بچے۔ عورت کی زیبائش زیور سے ہے اور مرد کی علم و ہنر سے ہے۔

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ علم و دین کے سیکھانے اور سیکھنے والوں کے حق میں اللہ تعالیٰ اور فرشتے آسمانوں کے اور زمین کے رہنے والے یہاں تک کہ جنویشیاں بویں میں اور جمہلیاں دیباؤں میں دعا خیر کرتی ہیں۔ کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔

رَبِّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَنُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَخْرُجُونَ

جو لوگ ایمان لائے۔ یقین لائے اور اعمال نیک کیے ہیں ان کے واسطے سبز اور شاہد

بادشاہ کی عالم کی بزرگی اور عزت۔ علم و ہنر کی بزرگی اور عزت۔

باغِ جنت کے ہیں اور انکی بہانی ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ اس آتش سے بس کر رہیں گے۔ علم کے ساتھ عمل ایسا ہے کہ جیسے سونے کو سودا لگا۔

بندے کو سودا بندگی کے چارہ نہیں۔ اور علم بے عمل سے کچھ فائدہ نہیں۔ علم خدا تک بیشتر خوانی ہے۔ چونکہ عمل در توفیقِ نادانی ہے اس واسطے علم شش درخت کے ہے۔ اور عبادت اس کا پھل ہے۔

اور نفع پھل ہی سہہ ہے۔ حسن بصری نے خوب کہا ہے کہ علم اس طرح حاصل کر دو کہ عبادت سے نہ رہ جاوے۔ اور عبادت اس طرح کر دو کہ علم سے نہ رہ جاوے۔ اب یہ معلوم ہوا کہ دونوں امر ضروری ہیں تو اب یہ جانا چاہیے کہ علم کا عبادت پر تقدم رکھنا ہی بہتر ہے خاص زمانہ طالب علمی میں۔ یا کہ جن میں کیونکہ علم راہِ نما عبادت کا ہے۔ چنانچہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علم عمل کا امام ہے۔ اور عمل۔ علم کا تابع ہے اور فرمایا ہے کہ ہر مرد و عورت مسلمانوں پر طلبِ علم کرنا فرض ہے وہ اول توحید ہے۔ یعنی خدا کو ایک جانا۔ اور یہ جانتا کہ وہ علیم اور سمیع ہے اور بصیر ہے تمام صفاتِ کمال کے ساتھ موصوف ہے خدا کو ایک ماننا ہے تو پھر کیا تمہیں تم ہوئے دونوں میں ہے اگر ایمان نہ پھرا علی تمہیں تم ہوئے اور وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اور حدیث کی گمان سے سہرا اور رب نقصانوں سے مبرا جو سب مخلوقات پر لازم و ممکن ہے اور نہ وہ کسی شے کے مشابہ ہے اور نہ کوئی شے اس کا مشابہ ہے اور کان، اطراف سے مستثنیٰ اور منفرہ ہے۔

اور علم توحید کو اتنا جانتا کہ مدعیانِ بداعتقاد والوں سے جھگڑا کر سکے۔ اور انکو بند کر سکے۔ مگر یہ فرض عین نہیں ہے۔ کہہ سکتے ہیں۔ بلکہ فرض کفایہ ہے۔ مگر سرورِ ربی اس قدر ہے کہ جس سے اعتقاد درست کر سکے۔ اور خدا کی ذات میں بحث کرنا۔ منع ہے۔ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لَا أُحْصِي شَأْنََ عَلِيٍّ اِنَّ اِسْمَ خُدَايَاں تَبْرِي تَعْرِيفُ ہرگز نہیں بیان کر سکتا۔ کیونکہ اسکی ذات کا پتہ بڑے بڑے پیغمبروں کو نہیں ہے۔ جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے۔ فَاَعْرِضْنَا لَكَ تَقْرِضُ فَاَنْتَ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ۔ خدا کے مانند کوئی نہیں ہے تصور ذات یکتا کا محال ہے۔

اسکی کیونکر دوں تصور میں مثال ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے ہیں۔ اور جو بخیرت کے بیان میں آپ نے خروید ہے۔ یعنی بعد مرنے کے قیامت تک قبر میں رہنا۔ فرشتوں کا آنا اور سوالیٰ دین و ایمان کا کرنا اور عذابِ قبر اور صور کا کچھو کچھنا اور سب عالم کا فنا ہونا پھر قیامت کو اجادِ نفع صورت ثانی سب کا زندہ ہونا اور حساب اور نامہ اعمال کا ملنا۔ اور بطور طہر سے گذرنا۔

اور روزِ رخ اور رخت میں جانا۔ اور وہ خدا اور ربی عتِ مصطفیٰ ہم گناہ گار کے حق میں سب حق ہے۔ اور حدیثِ شدید آئی ہے۔ اَلَا يَتَّحَنُّ مَحْضَرُ فَتَاْنِہٖ بِالْقَلْبِ وَ اَقْرَبُ اَرْبَابِ الدِّیْنَانِ وَ

است کہا کہ میں اسے پڑھتا ہوں کہ میرا باپ صبی ہے میں اگر عالم بن جاؤں گا تو میں بھی قاضی ہو جاؤں گا۔ اس کے بعد دوسرے سے پوچھا۔ است کہا کہ میرا باپ مفتی ہے کہ میں مفتی ستے کے لیے پڑھتا ہوں۔ غرض جس سے پوچھا۔ اس نے کوئی نہ کوئی غرض دنیا کی بتلائی۔ بادشاہ کو بہت غصہ آیا۔ کہ افسوس ہے کہ علم دین و دنیا کے لئے پڑھا جاتا ہے۔ اور ہزاروں روپیہ برہا ہو کر رہتا ہے۔ ایک گوشہ میں امام غزالی بھی حسرت حال میں بیٹھے کتاب یکہ رہے تھے اس وقت یہ طالب علم تھے۔ نہ کوئی جانتا تھا۔ ان سے دریافت کیا کہ تم کیوں پڑھتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے۔ دلائل عقلیہ و نقلیہ سے معلوم کیا ہے کہ ہمارا ایک مالک حقیقی ہے جو سموات و ارض کا مالک ہو اور مالک کی اطاعت ضروری ہوتی ہے اسکی مرضیات پر عمل کرے اور نامرضیات سے بچے۔ سو میں اس لئے پڑھتا ہوں کہ اسکی مرضیات و نامرضیات کی اطلاع حاصل ہو۔ بادشاہ سن کر خوش ہوا اور غماز کر دیا۔ کہ میں بادشاہ ہوں۔ اور کہا کہ میں نے ارادہ کر دیا تھا۔ کہ اس مدرسہ کو توروں گا۔ مگر تمہاری وجہ سے مدرسہ رہیگا۔ پس تحصیل علم اس پر عرض ہونی چاہیے۔ جو امام غزالی نے ظاہر کی۔ اور جسکی غرض تحصیل دنیا۔ اور جب دنیا ہوئی۔ اس کے علم سے کچھ نفع آخرت نہ ہوگا۔ اسے مسجد علم ایسی شے ہے کہ اس سے تنہائی میں بھی وحشت نہیں ہوتی اور کسی کا قول ہے۔ کہ اس زمانہ میں کتاب سے بہتر کوئی نعمت نہیں۔ جیسا کہ اس بیت سے ظاہر ہوتا ہے۔

میشنے۔ از کتاب خواہ : کہ مصاحب بود کہ وہیگا : ایں چنین سہیے لطیف کہ وید کہ نہ بخید ہم نہ بخانید : اور کسی کا قول ہے : کہ فرمغ علم و دانائی کتاب است : انیس کچھ تنہائی کتاب است : حکایت ایک شخص نے کسی بڑے ذریعہ سے چاہا کہ بادشاہی خدمت سے سرفراز کیا جاو بادشاہ نے فرمایا کہ اول علم حاصل کر۔ تاکہ قابل میری خدمت کے ہو۔ اور وہ شخص امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا۔ اور تحصیل علم شروع کی۔ بعد اسکے کہ لذت علم کی اسکو حاصل ہوئی۔ اور آفتیں بادشاہونکی صحبت کی جانی۔ بادشاہ نے اسکو بلایا۔ اور امتحان لیا۔ اور بعد امتحان کے کہا کہ اب قابل میری خدمت کے ہوا۔ طلب علم سے بس کر اور میری خدمت میں مشغول ہو۔

اس شخص نے عرض کیا کہ جبوت کہ لائق خدمت کے تعاقب نے قبول نہ کیا اور اب میں لائق خدمت اس کے کا ہوا تم کو قبول نہیں کرتا ہوں یہ برکت اسکو محض برکت علم حاصل ہوئی۔

نقل ہے کہ کبوتر امام مالک سے ہاروں رشید نے کہا کہ تم یہاں آیا کرو۔ کہ ہمارے لڑکے تم سے پڑیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علم کو اگر تم عزت دو گے۔ تو عزیز ہوگا۔ اور اگر تم ذلت دو گے۔ تو ذلیل ہوگا۔ اور علم آپ کسی کے پاس نہیں جاتا۔ علم کے پاس سب آتے ہیں۔ ہاروں رشید نے کہا۔ سچ کہتے ہو۔ اور پیوں سے کہا تم بھی سجدہ میں لوگوں کو

ساتھ جا کر سنا کر دے۔ بادشاہ کو دولت و سلطنت کے علم کی طرف جھکے۔ حضرت شیت علیہ السلام کا قول ہے کہ بادشاہ کو چاہیے کہ اہل علم سے احسان کرے تاکہ تحصیل علم کا شوق ہو۔ اور علم فقور ہو یا بہت ہو فائدے سے خالی نہیں۔ جیسا کہ اس حکایت سے ثابت ہوتا ہے۔

حکایت۔ ایک چھلی پکڑنے والے نے دریا میں ڈگن ڈالی (وہ ڈور جس میں کانٹا بندھا ہوتا ہے) اتنے میں دو طالع کلم بحث کرتے ہوئے۔ وہاں آنکھے۔ اس چھلی پکڑنے والے نے کہا۔ کہ آپ ذرا خاموش رہیں۔ انہوں نے ایک مانی۔ آخر بعد بد و قدح کے یہ قرار پایا کہ در صورت گرفتار کیا چھلیوں کے دو چھلیاں ہم کو دے۔ عرض کیا دے دے پے در پے تین چھلیاں نکالیں اور دو انکو دیں۔ اور کہا کہ اس کے بعد میں جس مسد پر آپ تقریر کرتے تھے۔ وہ مجھے بتائیں۔ طالب علموں نے کہا کہ میراث خنثی میں آفتلو کرتے تھے۔ اور خنثی وہ ہے نہ مرد نہ عورت عورت صیادوں نے اس لفظ کو یاد کر لیا۔ دوسرے دن اس صیاد کی گرفتاری میں۔ ایک عجیب چھلی آئی۔ اس نے اسکو بادشاہ وقت کی نذر کی۔ بادشاہ نے نہایت خوشی سے ایک ہزار روپے انعام دینے کے لئے فرمایا۔ وزیر نے عرض کی صیاد بہت ہیں۔ اور دریاؤں میں چھلیوں کی کئی نہیں۔ جب فی چھلی ہی انعام ہے تو یقیناً کہ فقور سے عرصہ میں خزانہ چھلیوں کے انعام میں دریا برد ہو جائے گا۔ بادشاہ یہ سنکر سوچ میں گیا۔ اور کہنے لگا اب زبان بدل نہیں سکتا۔

وزیر نے عرض کی کہ حضور اس سے دریافت فرمائیں کہ یہ چھلی کسے کہ ماہہ در صورت ہٹانے نر کے ماہہ طلب کریں اور ماہہ کہنے پر نر۔ جب وہ اس کا جوڑا ملانے سے عاجز ہوگا۔ تو بہت فقور سے انعام پر اکتفا کرے گا۔ بادشاہ نے اس طرح دریافت کیا۔ صیاد کو وہ لفظ یاد تھا۔ عرض کی۔ حضور سلامت یہ خنثی ہے۔ بادشاہ نے اس حاضر جوابی سے دنگ ہو کر۔ اور ایک ہزار روپے انعام کے فرمائے۔ ہمارا یہاں اسکا ذکر کرنے سے یہ مطلب کہ صرف ایک لفظ کے علم سے صیاد کو دو ہزار روپے انعام کے مل گئے۔ اور صیاد کو یہ فائدہ بحث سے

چونکہ از پے علم باید محنت و کتب علم نتوان خدا را شناخت و بدو امن علم گیر استوار

کہ علت رساند بدار القادریہ ترا علم در دین و دنیا تمام و کار تو از علم گیر و نظام

نقل اسے کہ ایک آدمی خوش پوشاک و یکجہ کسی نے اپنا خط نہایت چپاک سے پیش کیا کہ اسے پڑھ کر سنا دیجئے۔ وہ پڑھتے ہی کہنے نہ لگے۔ خط لیکر بہت شرمندہ ہوئے۔ لیتے ہوئے تو بے لیا۔ اب پڑھیں تو کیا پڑھیں۔ لگے روئے۔ خط پڑھوا دینا ملا۔ حیران رہا کہ کارہ کیا۔ اور اپنا خط لے لیا۔ اس دن سے شخص نے پڑھنا۔ لکھنا شروع کر دیا۔

کیونکہ دلین تخت چوٹ لگی غمی تہوئے عرصہ میں لکھ پڑھ لیا۔ اور اب جو کہ فی خط لکھواتا یا پڑھواتا

تو بصدق و ذوق و شوق لکھ پڑھ دیتا۔ ذرا سے شوق کرنے سے۔ لیکن پڑھنے میں مشاق ہو گیا۔ ایسے ہی
 بچہ تم بھی پڑھنے لیکن میں ہمہ تن مصروف ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کامیاب کر دینگا۔
 رفقہ اظم کوید کہ من شاہ جہانم پڑھ کس را بدولت میر سامنم پڑھ اگر بد بخت باشد من چو دلم پڑھ وے یکبار
 بادولت رسامنم پڑھ اہوا پڑھ سے ان پڑھ سے زیادہ عقلمند مانا جاتا ہے اور اگر علم نہیں ہے تو صاحب
 کو بھی حسرت پیشانی ہوتی ہے۔ نقل اکبر بادشاہ کہتے ہیں کہ ان پڑھ تھا۔ ایک دفعہ فیروز ایران آیا
 اور ایک نامہ لایا۔ اکبر بادشاہ نے اسکو ہاتھ میں لیا۔ اور اندھ ہی طرف سے دیکھنے لگا۔ سفر نے۔
 تبسم کنان دیکھا۔ اور اہل و بار سے کسی نے کہا۔ کہ حضرت کے بارے میں کچھ نہ کہو ہمارے پیغمبر بھی
 ای تھے۔ عرض میری یہاں اس لیکن سے یہ ہے کہ باوجود شاہ ہونے کے علم نہ ہونے کی وجہ سے مسئلہ
 گئے۔ نقل ہے کہ بارغ شالامار لاہور میں بخت منگہ کا گذر ہوا۔ اور وہاں کے مالی نے ایک وشن میں
 پھولوں کی کیاری میں اس طرح پھول بوئے تھے۔ کہ سونے پھولوں کے گھلوں میں سفید پھول نمایاں تھے۔
 رنجیت منگہ نے کہا کہ یہ کیاری کیاری لگائی ہے۔ ایک خادم نے عرض کیا کہ حضور ان پھول کوئی سفید و سرحی
 میں یہ شعر پڑھا جاتا ہے۔ اہی بخت تو بیدار باد و تیرا دولت ہمیشہ یار باد و بخت منگہ نے اس
 کے منہ سے دریافت کرنے پر بہت حسرت سے کہا کہ علم کے سبب سے لطف بارغ کی کیاری کا تم نے۔
 حاصل کیا۔ اور بے علمی سے۔ میں محروم رہا۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ طلب
 کہو علم کو۔ اگرچہ جو چین میں پڑا اور فرمایا حضرت نے جو کوئی چلے راہ واسطے طلب علم کے آسان کر دینگا۔
 حق تعالیٰ اس کے لئے راہ بہشت کی۔ اور ارشاد فرمایا ہے رسول خدا نے کہ جو کوئی یا سرتو سے
 طلب کے لئے ظن سے وہ راہ خدا میں ہے۔ جتنا کہ واپس آوے حکایت۔ اسے پوچھ تم نے بھی شاید
 دیکھا ہوگا۔ کہ زیر جامع مسجد دہلی کے۔ ایک پردہ سی آیا تھا۔ جو کہ ہاتھ کا لہجہ اور پاؤں سے لنگڑا تھا۔
 اور تمام بدن پر عرشہ تھا۔ اس غریب کے اس قدر عضو بیکار تھے کہ ان سے کوئی کام نہیں کر سکتا تھا
 بالکل چھوٹے ہوئے اور چھوٹے تھے تھنڈے گئے تھے۔ دستم شاہجیرا ہاتھ کی بتیلی تھی۔ اور نہ ہاتھ کی
 انگلیاں تھی۔ علیٰ ہذا القیاس پاؤں کی انگلیاں بھی ٹیڑھی سیدھی تھیں۔ بالکل سیدھی نہ تھیں۔
 اور جانگ اور ہنڈی بھی درست نہ تھی۔ اور تمام بدن میں لڑھ تھا۔ باوجود ان سب عضو بیکار لاٹا
 مارے ہوئے کے پیر میں انگوٹھے کی گاسی میں نیسل مقام کراٹھش اور وہیں پاؤں سے کاغذ کو گونہ کوکے
 اس خوش خلی کے ساتھ سیدھی لائن لکھتا تھا کہ ٹرے ٹرے ماہر کار لیکن پڑھ نیو لے اسکی سیدھی۔
 لین بغیر نیسل کردہ لیں پر سیدھی سطر لیکن پر دست بدندان تھے۔ اسے ولد او جھیل والوں۔
 رکو جو بے غور ہے یہ کیونکہ اس طرح کا میرٹھی ہو گیا۔ آہم بتائیں یہ بہت اور کوشش کا نتیجہ ہو
 جتنا کہ اللہ تعالیٰ نے ہاتھ پاؤں بدن درست دیا ہے وہ گز بہت سے کام لیکر محنت کریں گے۔

علم عیسیٰ جو سے صاحب سلطنت کو بھی سمجھنا پڑا۔

تو کیوں نہ کامیاب ہوں گے۔ ہاں یہ ماننا قدرت نے سب طرح کی طبیعت کے آدمی پیدا کیے ہیں۔
کیونکہ ایک دفعہ چٹینے سے یاد ہو جاتا ہے اور کیونکہ سدا وعدہ میں۔ مگر جو بہت کر کے محنت میں لگے
رہتے ہیں۔ ضرور وہ کامیابی دیکھتے ہیں۔ یہ بہرہ کسے کہ بہت پسند کر دے اگر خالص ہو وگرنہ اگر
اسے سچا عہد جو بے علم کے مشقت عمل میں رہا ہے۔ مانند اس شخص کے ہے کہ ہمیشہ راہ چلے اور منزل
پر نہ پہنچے۔ اور مقصود علم سے چھینا دل کا ہے۔ خلق سے طرف تعلق کے اور مستغرق ہونا۔ اسکی معرفت و
محبت میں۔ اور یہی علم سے مقصود اصلی ہے۔ کہ علم وسیلہ ملکہ ہے۔ اور جو کوئی علم کا وسیلہ نہ جانے منزل
اندہ ہے کہ ہے۔ کہ کنوئیں کی راہ کو بچانے۔ اور جس نے علم سیکھا۔ اور عمل نہ کیا مانند اس شخص کے ہے کہ
شمع باقی میں رکھتا ہے۔ لیکن راہ نہیں چلتا۔ یہ سب صحیح کہ علم بڑی دولت ہے۔ مگر عمل کی بھی سخت ضرورت
یہ بہت مشہور بات ہے کہ جس کسی نے علم حاصل کیا۔ اور اس پر سخت قائم ہوتی ہے۔ اور انحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا اُولَٰئِكَ اُولَٰئِكَ عَالِمٌ كَيْفَ يَقْعُدُ اللّٰهُ لِعَلِّهِ
لیسے سخت اور شدید عذاب روز قیامت ہوگا اس عالم جس کے علم سے کچھ نفع نہیں پہنچا۔

اسے سچا عالم خالی علم و سنگیری نہیں کر سکتا ہے اور چھتے یہ بات ایک مثال سے سمجھنی چاہیے۔ کہ اگر
کوئی شخص بیابان میں جاتا ہو اور اس کے پاس شمشیر بھی ہو اور تیر بھی ہوں اور وہ انکو کام میں بھی
لانا جانتا ہو۔ اور اسکو ایک شیر کا سامنا پڑ جائے تو وہ بغیر ان چیزوں کے استعمال کیے شیر کو دفع
نہیں کر سکتا۔ خالی شمشیر و تیر کا موٹا کارگر نہیں ہوتا۔ جب تک انکو کام میں نہ لائے۔ شیر بھاگے گا
نہیں اسی طرح علم بھی بغیر عمل کا رگر نہ ہوگا پھر اسے سچا عالم یہ یقینی امر ہے کہ جب تک کام نہ کرے ضروری
نہ ہو گے۔ حکایت امام اعظم ایسے پرہیز گاری کرنے والے اور خدا سے ڈرنے والے عامل تھے
کہ ایک دفعہ آپ کے شہر میں ایک بکری چوری ہو گئی۔ پس آپ نے بکری کا گوشت کھانا چھوڑ دیا۔ کہ ایسا
نہ ہو کہ وہی بکری ذبح کی جائے۔ اور ہموکودید سے گوشت بیچنے والا۔ یہ تھے عالم باعمل۔ سبحان اللہ
کیا تقویٰ تھا۔ آپ کا۔ اللہ تعالیٰ نے عالم کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ
مِنْ عِبَادِهِ الْقُلُوبُ الَّتِي لَمْ يَلِدْ اَسْوَاسِ كَيْفَ تَعْلَمُ اَنَّكَ تَعْلَمُ اَنَّكَ تَعْلَمُ اَنَّكَ تَعْلَمُ اَنَّكَ تَعْلَمُ اَنَّكَ تَعْلَمُ
سچا تقویٰ اختیار کر اور چھوڑ گناہ صغیرہ و کبیرہ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ و دست رکھتا ہے۔ متقی لوگوں
کو۔ متقی کے بیان میں دیکھ لو۔

نقل ہے کہ حضرت فاطمہ کی وفات کے بعد جب رات کو آپ کا جنازہ قبر میں اتارا تو حضرت ابوذر
عفاری نے اپنے جوش غم میں قبر سے خطاب کر کے۔ کہا یا قبر مجھے خبر بھی ہے کہ ہم کس کے جنازہ سے
کو لیکر آئے ہیں۔ یہی رسول اللہ کی یہ خاتون ہیں۔ جناب رضی اللہ عنہ والدہ حسن اور حسین کی
یہ فاطمہ زہرہ ہیں جنہ کی بیویوں کی سردار۔ قبر سے آواز آئی۔ یا ابوذر قبر حُب لب لبان کرنے

کی جگہ نہیں ہے یہاں تو عمل صالح کا ذکر ہے۔ اور یہاں تو دہی آرام پاوے گا۔ جس کے عمل صالح زیادہ ہونگے۔ حکایت ایک شخص بنی اسرائیل کا مدت دراز سے عبادت کو رہا تھا۔ خدا تعالیٰ کو منظور ہوا کہ اس کا خاص ملائکہ پر ظاہر کرے۔ ایک فرشتہ کہ اس کے پاس بھیجا۔ اور فرمایا کہ اس سے جا کر کہو کہ تک پہ کوشش کریگا۔ آخر کار چینی ہوگا۔ چنانچہ وہ آیا۔ اور پیغام خداوندی پہنچایا۔ جواب دیا کہ مجھے بندگی سے کام ہے۔ اور خداوندی اسکی کام ہے۔ وہ فرشتہ جب بارگاہ رب العزت میں واپس آیا۔ اور جو کچھ سنا تھا وہ کہہ سنایا۔ خطاب آیا جب عیسیٰ غلامی سے نہ گذرا تو میں اپنی کریمی سے کیونکر باز آؤں۔ اسے میرے فرشتوں کواد رہو میں نے بخشید۔ اگر کوئی کہے کہ خالی ایمان ہی بہشت میں پہنچاتا ہے۔ اور وعدہ وہ تماموں کے ہاں پہنچاتا ہے۔ مگر جبکہ طرح طرح کے عذاب اس پر گزرتے جاتے ہیں۔ اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ تَرِيْنُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ كِيْنُوْلُوْا کے قریب ہے۔ اور جب تک رحمت اسپر نازل نہیں ہوتی تب تک وہ بہشت میں داخل نہ ہوگا۔ حضرت حسن بصری فرماتے ہیں۔ بلا عمل جنت کو طلب کرنا مثل اور گناہ کے یہ بھی ایک گناہ ہے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ عاقل وہ شخص ہے۔ کہ جس نے اپنے نفس کو تالاج اور ذلیل کیا۔ اور آخرت کے واسطے عمل کیا۔ اور احمق وہ ہے کہ اپنے نفس کو اپنی خواہش کا پیرو کیا۔ اور آرزو میں لگیں۔

اے سید۔ علم بغیر عمل کے دیوانگی ہے اور عمل بدون علم کے دیوانگی ہے۔ جو علم آج تجھ کو گناہ سے باز نہیں رکھتا ہے اور طاعت کی طرف نہیں لانا وہ قیامت کے دن کیا بچائیگا۔ اور خداوند تعالیٰ نے فرماتا ہے۔ هَلْ مِنْ سَائِلٍ هَلْ مِنْ نَّائِبٍ هَلْ مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ۔ یعنی ہے کوئی سوال کرنے والا۔ ہے کوئی تو بہر کرنے والا۔ ہے کوئی استغفار کرنے والا۔ پس اس پر معلوم ہوا۔ کہ تنہا علم کی ضرورت نہیں۔ عمل کی بھی ضرورت ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ طاعت و عبادت کو متابعت کرے۔

شروع کے جطور علم ہے۔ اس کے بموجب عمل کرے۔ ترقی علم اور کثافت دہن کے لئے ہر روز نماز صبح کے بعد اکیس بار پڑھے جو بے غمنا خلقکم و فیہا لغدکم و فیہا تحسیرکم و فیہا تبارک آخرت میں اور ترقی علم کے لئے ہر نماز کے بعد بقدر ہوسکے پڑھا کرے۔ قلنا یا ناری کونی بَرُوْا اَوْ سَلُّوْا عَلٰی اٰیٰتِہِمْ سب جانتے ہیں علم سے ہر زندگی روح بے علم ہے اگر تو وہ انسان ہے نامتناہی بے علم وہ ہر ہے جو دنیا میں کوئی قوم نہ چمکا اقتصاد پر ہی بچے وہ غلام تعلیم اگر نہیں زمانہ کے حساب حال پھر کیا امید دولت و آرام و احترام ہے۔

وَاِنْ حُكِّمْتَ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِاَلْقِسْطِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِ یعنی اگر حکم کرے تو پس حکم کر درمیان انکے ساتھ عدل کے۔ بلا حقیقۃ اللہ۔

دوست رکھتا ہے عدل کرنے والوں کو۔

فَاذْكُرُوا لِي اَذْكُرْ لَكُمْ وَلِي اَذْكُرْ لَكُمْ وَلِي اَذْكُرْ لَكُمْ وَلِي اَذْكُرْ لَكُمْ وَلِي اَذْكُرْ لَكُمْ
سے یاد رکھوں گا۔ اور میری نعمت کی شکر گزاری اور میری ناسپاسی مت کرو اللہ تعالیٰ
اپنے بند و نیر عدل کے ساتھ رحمت فرماتا ہے۔ یہ اسکا عدل ہے ورنہ وہ سہرا لگ کر ہمارا
خالق ہے۔ ہم اس کی مخلوق ہیں۔ جب وہ توانا ہو کہ عدل سے باز رہے تو ہمو بھی لازم ہے
کہ کسی کے ساتھ عدل کو ہاتھ سے نہیں۔ اسے سجدہ عدل اسکو کہتے ہیں۔ کہ جو اپنے
دل کے لئے پسند کرے۔ وہ دوسرے کے لئے بھی پسند کرے۔ وہ فرماتے تھے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم۔ اَللّٰهُمَّ مَنْ جِئَ مِنْ اَهْلِ مَتَى شَيْئًا تَسْتَوْفِي عَمَلَهُ وَ مَنَ وَلِي مِنْ اَهْلِ مَتَى
شَيْئًا تَخْشَعُ بِلَهْمِ خَادِقِ بَدَنٍ۔ یعنی یا اللہ جو کوئی حاکم کیا گیا۔ امرات میری سے کسی چیز کا
پھر سختی کی ان پر پس سختی کر اس پر لینے۔ معاملہ کر اس سے مثل عمل اس کے کے۔ اور جو
کوئی حاکم کیا گیا امرات میری سے کسی چیز کا پھر نرمی کی ان پر نرمی کر ساتھ اس کے۔
اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلاشبہ عدل کرنے والے نزدیک خدا تعالیٰ کے
نور کے ہمہ گیر ہونگے۔ ان میں جانب رحمت کے۔ اور وہ نوری ہاتھ اس کے دائیں ہیں۔ اور وہ
عدل کرنے والے ایسے ہیں کہ عدل کرتے ہیں اپنے حکم اور اہل میں اور اس چیز میں کہ زیر
تصرف اور ولایت ان کے ہیں۔ اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے فریاد و رسی
کی غمگین کی۔ لکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے بہتر خشیشیں ایک میں درستی اس کے۔
سب کاموں میں ہوتی ہے۔ یعنی دنیا و آخرت میں بہتر اس کے لئے باعث درجات کی ہوتی ہیں
دن قیامت کے۔ اور فرمایا آنحضرت نے کہ جو حاکم ہو لوگوں پر نگہبان ہے وہ سوال کیا جاوے
گا۔ اپنی رعیت سے اور مرد و نگہبان ہے اپنے گھروالوں پر اور وہ متعلقین کے حق سے سوال
کیا جاوے گا۔ اور عورت نگہبان ہے فرزند و نیر پوچھے جاوے گا۔ وہ حقوق اسے۔
اور غلام نگہبان ہے۔ اپنے مالک کے مال پر۔ وہ پوچھا جاوے گا اس سے۔
حدیث شریف میں ہے۔ اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی اور تم پر جو حاکم ہو کی
اطاعت کی۔ میری اطاعت کی۔ اور جس نے میری اطاعت کی۔ اللہ کی اطاعت کی۔ یہ عین عدل
ہے۔ اور جس شخص پر لوگوں کے کام سپرد کئے گئے اور وہ اس کا ولی بنا۔ اور بند کیا اس
نے دروازہ اپنا۔ اور مسلمانوں کے یا مظلوموں کے یا حاجت مندوں کے۔ یعنی اپنے پاس
نے آنے والے یا مظلوم کی وقت احتیاج کے حاجت روائی نہ کرے۔ پس اللہ بند کرے گا
اس پر دروازہ رحمت کا۔ اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جس کی حاکم مقرر کرتے۔ پس فرماتے

نہ بند رکھنا اپنے دروازے کو گوئی حاجت کے وقت۔ اور حضرت عمرؓ کے دروازے کے
کوڑا نہ تھے۔ ایک کھیل دروازے پر رہتا تھا۔ اگر بادشاہ عدل کیسے تو زمین پر خدا کا
کا خلیفہ ہے۔ اگر ظلم کرے تو شیطان کا خلیفہ ہے :

اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ جیسے ہو گئے ویسے ہی سدا رکھے جاوے
تیسرے جیسے تمہارے عمل ہونگے۔ اور فرمایا ہمارے حضرت نے۔ کہ دیکھئے طرف مسلمان بھائی کے
کہ تو را دے۔ اسکو۔ اللہ تعالیٰ قیامت کو ڈراویگا۔ اسکو اس میں یہ اشارہ ہے کہ صرف دوسرا
سے سختی غذاب ہوتا ہے چر جائے ظلم :

قبل از نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خانہ کعبہ کو قریش نے انہیں نو تعمیر کرنے کا ارادہ کیا
جب حجر اسود کے موقع تک تعمیر نہ ہوئی۔ تو ہر قبیلہ اور ہر شخص ہی جانتا تھا کہ حجر اسود کو اسکی
جگہ پر میں رکھوں۔ قریب تھا کہ ان میں نوبت جنگ کی اگر مقرر ہوتی۔ آخر اہل المائے نے یہ

مشورہ دیا کہ سجدہ الحرام کے دروازے سے جو سب میں پہلے آوے اس کے فیصلہ پر سب عمل
کر۔ سب سے اول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے سب دیکھ کر کہنے لگے یہ محمد بن حرمیت
امین ہیں۔ اور قریش آپ کو نبوت سے پہلے امین کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ اور امی خدا

میں یہ متعلقہ میں کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ایک بڑا کپڑا لاؤ چنانچہ لایا گیا۔ آپ نے حجر اسود کو
اپنے دست مبارک سے اس کپڑے پر رکھا۔ اور فرمایا کہ ہر قبیلہ کا آدمی اس چادر کا
ایک ایک پتہ مقام لے اور خانہ کعبہ تک لاویں۔ جب وہاں تک پہنچا۔ آپ نے خود اسکو اٹھا کر

اسکے موقع پر رکھ دیا۔ اس فیصلہ سے سب راضی ہو گئے۔ اٹھائیس گز اونچائی کو سب کو حاصل
ہو گیا۔ اور آپ نے فرمایا کہ سب آدمی مجھ کو اس موقع پر رکھنے کے لئے۔ اپنا وکیل بناویں
کہ فعل وکیل کا بمنزلہ موکل کے ہوتا ہے۔ اس طرح رکھنے میں بھی سب دیک ہو گئے۔ یہ چکا

عدل والصفات تھا کہ جس سے ہر شخص راضی ہو گیا۔ منصف ہو تو ایسا ہو۔ اور انصاف ہو
تو ایسا ہو۔ حکما سب نو شیر و ان شکار گاہ میں تھا۔ اور نمک نہیں تھا۔ کسی کو نمک لینا
کو گاؤں میں بھیجا۔ نو شیر و ان شکار گاہ میں تھا۔ تاکہ بد امنی اور بے انصافی نہ ہو

لوگوں نے کہا کہ اتنے سے کیا بد امنی ہوگی۔ نو شیر و ان شکار گاہ میں تھا۔ پہلے عورتوں ہی
علم ہوا ہے۔ پھر حواریاں اسے اسپر زیا کی۔ نو شیر و ان شکار گاہ میں تھا۔ قاروں
ہلاک شد کہ جلتی نہ تھی داشت : حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فخر کیا ہے کہ میں بادشاہ
عادل کے زمانہ میں پیدا ہوا ہوں۔ عدل ایسا کئے ہے۔

اور خلق میں سب سے زیادہ نزدیک خدا تعالیٰ کے بادشاہ عادل ہی اور سب سے دور دشمن خدا کا۔ بادشاہ ظالم

حکایت سلطان ملک شاہ شکار میں تھے۔ شام کے وقت اصفہان کے کسی قریب میں
فرود گشت ہوا شاہی غلاموں نے جنگل میں گائے پائی۔ فوراً اونچ کر کے کباب بنائے۔ وہ
گائے ایک بوڑھی عورت کی تھی۔ جو اس کے دودھ سے تین تین بجوئی پرورش کرتی تھی۔
بڑھیا کو جو اس حال کی خبر ہوئی۔ اس کے ہوش جاتے رہے۔ دو سو روز روو کے بل پر
کھڑی ہوئی۔ صبح کے وقت ادھر سے بادشاہ کی سواری چلی بڑھیا نے بادشاہ کو دیکھ کر فریاد بلند
کی۔ اسے اب ارسلان کے بیٹے۔ اس بل پر میری فریاد کو پہنچ ورنہ خدا کی قسم پلصراط پر تیرا
دامن نہیں چھوڑوں گی۔ تجھ کو اختیار ہے چاہے یہ بل اختیار کر لیا وہ پلصراط کا۔ بادشاہ نے کہا
مجھے اس بل کے اختیار کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ یہی بل اختیار کرنا ہوں۔ کہا کہ کیا کہتی ہو
بڑھیا نے کہا۔ کہ میری محاش کی ساری کائنات۔ ایک ٹکڑے تھی۔ تین تین بجوئی اس سے
پرورش تھی۔ تیرے غلاموں نے اسے کباب بنا کر کھا ڈالے۔ میرا دل رنج سے کباب ہے
و حقیقت یہ غفلت شاہ کی طرف سے ہوئی۔ اگر سلطان اپنی رعایا سے باخبر ہوتا۔ تو یہ نوبت نہ کیوں
آتی۔ بادشاہ نے شکر اسی وقت ان غلاموں کی سخت سزا مقرر کی بڑھیا شکر گاہیں دو دھڑکے
والی عطا فرمائیں۔ بڑھیا بادشاہ دعائیں دیتی ہوئی گھر کو گئی۔

کہتے ہیں ملک بادشاہ نے وفات پائی۔ ایک عارف باللہ نے۔ اس کو خواب میں دیکھا کہ تو ملک
شاہ نے کہا کہ اگر بڑھیا کی شفاعت میرے حال پر نہ ہوئی تو کہیں ٹھکانا نہ تھا۔ پس آدمی کو لازم ہے
کہ اپنی بہت کے موافق۔ وادھی کرے۔ زبان سے حق بات کہے۔ جس نے عدل کو اختیار کیا وہ جنت
میں جا پہنچا۔ اور جس نے ظلم کو اختیار کیا وہ جہنم ہوا۔

نقل ہے کہ ایک بار حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام سفر کو تشریف لے گئے تھے۔ اٹھارہ
کھانا کھانے کی ضرورت ہوئی۔ متعلقہ کام صحابہ کرام نے باہم تقسیم کر لیے۔ کسی نے انا کو نہ دھنا کسی
نے آگ جلانی حضرت رسول خدا نے لکڑیاں لانا اپنے ذمہ لیا۔ صحابہ نے بہ اصرار منع کیا۔ مگر آپ
فرمایا۔ کہ آخر میں میں بھی تو کھاؤں گا۔ اور تمہارے مانند میں بھی تو آدمی ہوں۔ خداوند تعالیٰ
نے ایک سپید مروریلکی سے اٹھائی ہے جس کے تیرہ زار و دانے ہیں۔ اس میں سوائے مغیر
اور صدیق اور بادشاہ عادل کے کوئی نہ رہے گا۔ **نقل** ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر فاروق
اور ابی بن کعب میں تمارع ہوا۔ ابی نے زہد بن ثابت کی عدالت میں دعویٰ کر دیا۔ عمر بن فاروق
مدعا علیہ کی حیثیت سے عدالت میں حاضر ہوئے۔ زید نے خلیفہ کی تعظیم کی۔ مگر یہ ناراض ہوئے اور
کہا کہ یہ تمہارا پہلا ظلم ہے۔ یہ کہہ کر آپ ابی کے برابر بیٹھ گئے۔ مدعی کے پاس کوئی ثبوت نہ تھا۔
اور عمر فاروق کو دعویٰ سے انکار۔ اب حسب دستور مدعا علیہ کو رسم کھانی چاہیے تھی۔

سلطان

اور

تکلیف سادات کو پسند نہ آئے تھے۔

اور

مگر زیادہ خلیفہ کے رتبہ کا خیال کر کے مدعی سے درخواست کی کہ وہ امیر المومنین کو قسم سے مختار رکھے۔ حضرت عمر اس حرکت سے بھی بے خبر نہ ہوئے۔ اور زیادہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ جب تک خلیفہ میں خلیفہ اور ایک عام آدمی کو ہم رتبہ نہ سمجھو تم اس منصب کے قابل نہیں ہو۔

نفل ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے فرزند عاصم انکی پہلی بیوی جمیلہ سے تھے۔ جن کو وہ طلاق دے چکے تھے ایک روز محبت پدری نے جوش مارا۔ اپنے بیٹے عاصم کو جو بچوں میں مکمل رہا تھا۔ پکڑ کر گھوڑے پر بٹھالیا۔ جیسے ہی جمیلہ کو خبر ہوئی فوراً دوڑی آئیں۔ اور بیٹے کو چھین کر لے جانا چاہا۔ اسپر جھک کر ابرہہ گیا۔ اس زمانہ حضرت ابو بکر خلیفہ تھے۔ جمیلہ نے اسنے دربار میں رجوع کیا۔ اور فیصلہ جمیلہ کے حق میں ہو گیا۔ اور عاصم کو اس نے حوالہ کر دیا گیا۔ فاروق مجبور ہو کر کچھ پر بھروسہ کر کے بیٹھ رہے۔

حضرت عمر فاروق نے جب شام کا سفر کیا۔ اور بیت المقدس میں داخل ہوئے تو انکا غلام اونٹ سوار تھا۔ اور اونٹ کی کھیل خود حضرت عمر کے ہاتھ میں تھی۔ حالانکہ یہ وقت تھا کہ تمام لوگ خلیفہ اسلام کی جاہ و شوکت دیکھنے کے لئے گھروں سے نکل آئے تھے۔ یہ تھے عادل۔

حکایت۔ نو شیرواں نے ایک نعل بنوایا تھا۔ اور اس کے بالا خانہ پر دربار کیا۔ وزیر نے کہا۔ اے بادشاہ سلامت یہ گونا۔ اسکا سیدھا نہیں ہے۔ کہا کہ تم صبح کہتے ہو۔ اس کے بچے ایک بڑھکیا مکان ہے۔ اس نے اس فروخت نہ کیا۔ اور میں زبردستی لینا نہ چاہا۔ ان ہی باتوں سے

عدل۔ نو شیرواں کا مشہور ہے۔ **حکایت** ایک عراقی کا گندہ ملک چین میں ہوا۔ وہ کہتا ہے کہ چونکہ شاہی دربار میں جانے کے لئے۔ کوئی روک ٹوک نہ تھی۔ میں ایک روز سلطانی مجلس میں بھی پہنچا۔ اتفاقاً انہی ایام میں بادشاہ کسی سخت مرض میں مبتلا ہو گیا تھا۔ معالجہ کے بعد اچھا تو ہو گیا۔ لیکن قوت سماعت جاتی رہی۔ اور بادشاہ بہرہ ہو گیا جسوقت میں دربار حاضر ہوا بادشاہ زور سے رو رہا تھا۔ درباریوں نے بلا گردان ہو کر عرض کی کہ الہد ہمارے بادشاہ کو یہ پیشہ ہفتا

اور شاہاں رکھے۔ اس روئے کا کیا سبب ہے۔ بادشاہ نے ذرا ٹھہر کر جواب دیا۔ میں مجھ اپنی۔

مصیبت اور ایذا پر نہیں روتا۔ میں اسلئے روتا ہوں کہ دروازے پر ایک مظلوم فریاد کر رہا ہے اور میں اسکی آواز نہیں سنتا۔ اسے درباریوں اگرچہ میری قوت سامعہ زائل ہو گئی۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ آنکھوں کی بصارت باقی ہے۔ اس کے بعد بادشاہ چین نے اپنا ملک میں منادی کرادی کہ سرحد پر کسی مظلوم کی پہچان قرار پائی گئی۔ پھر بادشاہ ہر روز صبح و شام کو باغی برسواں ہو کر

اطراف شہر میں گشت لگاتا تھا۔ جہاں کسی کو سرخ لباس پہنے دیکھا مظلوم سمجھ کر فوراً اسکی داد دے کر کرتا تھا۔ یہ منصف و عادل بادشاہ نے فریاد کی داد دے کا فریاد رکھا تھا۔ نہ کسی طرح کا اشلاب تھا۔ اور نہ منشی کو کہانی دینی پڑتی تھی۔ نہ وکیل کا محنت نہ وغیرہ یہ اس عادل کا آسان طریقہ عدل

کا تھا۔ اور اب ہماری گورنمنٹ نے باب داؤد کی کس خوبصورتی سے وا کر رکھا ہے۔

حکایت حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد خلافت میں ایک بڑھیا آٹا پیسکر آٹا گھر میں لا رہی تھی۔ کہ وہ بھلی اور آٹا داؤد یا وہ بڑھیا رو نے لگی حضرت سلیمان علیہ السلام چھوٹے سے تھے۔ اس بڑھیا کے پاس آکر پوچھا کہ تو کیوں روتی ہے۔ اس نے کہا کہ میں ایک عورت بیوہ ہوں میں نے اپنے بچے کی مرزوری سے غلہ خریدا تھا۔ اور اسکو پیسکر گھر لے جاتی تھی کہ وہاں سے میرا آٹا اڑا دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس آٹے سے زیادہ اسکو دلوا دیا۔ بڑھیا خوش ہو کر باہر آئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا کہ بڑھیا کیا ہوا۔ اس نے کہا کہ تمنا پایا۔ فرمایا کہ کہہ دیجیے کیا۔ یا دوسرا۔ کہا دوسرا۔ کہا جاؤ ہی آٹا مانگ کہ وہ تیرے ہاتھ کاٹھا ہوا تھا۔ بڑھیا پھر گئی۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ بات تو تیری بنائی ہوئی نہیں ہے۔ کہا مجھ کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے سکھائی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو بلایا۔ اور فرمایا کہ اسے جا پھر اس کا آٹا کیوں آسکتا ہے۔ حضرت سلیمان نے فرمایا کہ آپ پیغمبر میں اور آپ کی خدمت میں بڑھیا نے دعویٰ کیا ہے۔ اس کا انصاف یہ کیجئے۔ اور اسکا آٹا اسکو لوٹائیے۔ فرمایا کہ کیونکر جواب دیا کہ حضرت رب لعنت سے عرض کیجئے۔ حضرت داؤد نے مناجات کی۔ اور عرض کیا کہ بادشاہ تو بہتر جانتا ہے۔ کہ میرا لڑکا تیری دنگاہ میں کیا عرض کرتا ہے۔ اللہ جل جلالہ نے ہوا کو حاضر کیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ اسے ہوا۔ اس بڑھیا کا آٹا کیوں لے گئی۔ کہا کہ میرے موکل نے مجھ کو حکم کیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف دیکھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اس فرشتہ کو طلب فرمائیے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے پھر مناجات کی۔ الہی تجھ پر ظاہر ہے کہ بندہ زاوہ تجھ سے کیا عرض کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم اس فرشتہ موکل کے پہنچا کہ حاضر ہو۔ وہ حاضر ہوا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ اس بڑھیا کا آٹا کیوں لے گیا اور بھیا کو کیوں حکم ہوا۔ کہا اس نے کہ مجھ کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ارشاد کیا تھا۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف دیکھا کہ کیا کہتے ہو۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے عرض کی کہ عرض کیجئے کہ حضرت جبرئیل حاضر ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم حضرت جبرئیل علیہ السلام کے پاس پہنچا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں۔ حضرت جبرئیل مد حاضر ہوئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ اچھی جبرئیل! اس بڑھیا کا آٹا کیوں آٹا دیا۔ حضرت جبرئیل مد نے کہا کہ مجھ کو اسرافیل علیہ السلام نے کہا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف دیکھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا آپ پیغمبر میں اور خلیفہ میں حضرت اسرافیل کو طلب کیجئے
 حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کیا کہ بادشاہ مجھ پر ظاہر ہے کہ بندہ زاوہ کشتی کرتا ہے
 حضرت اسرافیل علیہ السلام کے پاس حکم پہنچا کہ حاضر ہوں۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام نے
 اور سلام عرض کیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ بھائی۔ اس بڑھیا کا آٹا کھو گیا
 کہا کہ مجھ کو حضرت عزرائیل نے کہا تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان کی طرف
 دیکھا۔ حضرت سلیمان نے فرمایا کہ آپ پیغمبر اور خلیفہ ہیں۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام کو طلب
 کیجئے کہ حاضر ہوں۔ اللہ جل جلالہ کا حکم حضرت عزرائیل نے کو پہنچا کہ حضرت داؤد علیہ السلام
 کی خدمت میں حاضر ہوں۔ حضرت عزرائیل حاضر ہوئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا
 کہ اس بڑھیا کا آٹا کیوں اڑا یا۔ انہوں نے کہا مجھ کو خداوند تعالیٰ نے حکم دیا تھا
 حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اے نور وید
 پدر۔ اب کام خدا ایتھائے پر آہنچا۔ اب کہا کروں۔ حضرت سلیمان نے کہا کہ خداوند تعالیٰ
 حکیم ہے۔ بدو ن حکمت کے یہ آٹا نہیں اڑایا گیا ہوگا۔ پوچھیے تاکہ جو اسے مشرف ہوں۔
 حضرت داؤد علیہ السلام نے سر سجود میں رکھا اور عرض کیا کہ تجھی باقوں کے جھٹنے والے۔
 مجھ کو معلوم ہے کہ بندہ زاوہ تیری درگاہ میں کیا عرض کرتا ہے۔ حکم پہنچا کہ اے داؤد
 ایک کشتی دریا میں غرق ہوئی تھی۔ کشتی دانوں نے دغا کی۔ اور مذہبانی کہ غرق ہونے سے بچا
 پائینگے تو ہم اس قدر مال خدا تعالیٰ کی راہ میں دیں گے۔ ہم نے حکم دیا کہ آٹا اس بڑھیا کا لے
 جاؤں اور کشتی کے سوراخ میں رکھ کر اسے بند کریں۔ کشتی سلامت رہے۔
 فلا نے دن کشتی واپس اسے بالکو جسکی نذر کی تھی۔ لیکر آپ کے پاس آویں گے۔ وہ ہٹال
 اس بڑھیا کو دیدینا تاکہ وہ غنی ہو جاوے۔ اے داؤد ہم تھوڑا لیتے ہیں اور بہت دیتے
 ہیں۔ جیسے وہ مال پہنچا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس بڑھیا کو دیدیا۔ اللہ جل جلالہ کا
 حکم فرشتوں کے پاس پہنچا کہ ہمارے بندے کی طرف دیکھو کہ ہم نے اسکی خلیفہ کیا ہے۔
 اور ایسا عدل کرتا ہے کہ ایک بڑھیا کا حق سے ملو اتا ہے۔ دنیا کا قیام چار چیزوں
 پر ہے۔ اول علماء۔ دوم امیر و نکاحاوت کرتا تیسرے فقیروں کی دغا۔ چوتھے۔
 بادشاہ ہونکا عادل ہونا۔ بادشاہ ہونکا سب سے بہتر خلق عدل ہے۔ اور بادشاہوں سے
 سوال عدل کا ہوگا۔ (وَلَا تَجِدُ أُمَّةً ظَالِمَةً إِلَّا فُرَادً)۔ اول امر اسے جواب
 ہوگا۔ تو عدل کا ہوگا۔ اور خداوند تعالیٰ نے بھی حکم عدل کا فرمایا ہے۔ إِنَّ اللَّهَ
 يَأْهُرُ كَيْدًا لِّلْظَالِمِينَ وَالْأَحْسَانُ کہ خداوند تعالیٰ تم کو عدل اور احسان کرنے کا

حکم فرماتا ہے۔ آیت میں ہی اسان پر عدل نہ فرمایا۔ نہ عدل کرنے والے قیامت میں نور کے ممبر بنیں نہ ہونگے۔ انبیاء علیہ السلام کو اسکا رشک ہوگا۔ اور حضرت نے فرمایا کہ عدل ایک ٹکڑی کا اور ساٹھ برس کی عیادت سے بہتر ہے۔ کہ جسکی برائتکو قیام اور دن کو روزہ میں سے گذرا ہو۔ وادگری شدہ چہانداری است۔ وادری باقی ترک آزادی است۔ چہ مملکت از عدل شود پاندرہ کلہ تو ارعدلی تو گیر و قرار دینے ہر کہ درین خانہ کشی وادکر دہ خانہ فرو اپنے خود آبا و کردہ

عیادت

بیمار پرسی مریض کی

وَاللّٰهُ يَذْنٰدٰى رَبُّنَا لِيْ هٰسِنٰى النَّصْرِ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ اور حضرت ایوب کو ارشاد ہے کہ۔ ایوب علیہ السلام کا تذکرہ کیجئے۔ جبکہ انہوں بعد مبتلا ہونے مرض شدید کے اپنے رب کو بکارا کہ مجھ کو تر کایف پہنچا رہی ہے اور آپ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے اَللّٰہُ یَا اَیُّهَا اَصْحٰبُہٗمُ قَصِّیْہِیْہٖ قَالُوْا اِنَّ اللّٰہَ وَاِنَّا لَیْنِہٖ رَاجِعُوْنَ جب انکو پیچھے کچھ مصیبت کہیں اللہ کے مال اور حکمو اسی طرف پھر جاتا ہے۔

فرمایا رسول اکرم نے۔ مَنْ عَزَّزَہٗمَا فَلَاۤ اُخْرٰی۔ یعنی جو کسکی صدمہ رسیدہ کی تسلی کرے گا۔ اسکو بھی اجڑا جاویگا۔ اَلِیْسَ ہَا مَنْ عَزَّزَہُ النَّحْلُ کَسٰی ہُو دُوۤا فِی الْجَنَّةِ جو اس عورت کی تسلی کرے جس کی اولاد فوت ہوگئی ہو۔ خدا نے تعالیٰ اسکو جنت میں جا دینے عنایت کرے گا۔ اور فرمایا ہے۔ حضرت نے۔ جب حضرت جعفر طیار (برادر عمر فاروقہ رسول اللہ) کی شہادت کی خبر آئی۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ کہ اولاد جعفر کے لئے کھانا تیار کرادو۔ کہ انکے دل ایسی خبر آئی ہے۔ جو انکو کھانا کھانے کا سامان کرنے سے باز رکھے گی۔ انہی کو ہم نے فرمایا کہ تم اپنے مردوں کی خوبیاں ذکر کیا کرو اور انکی برائیاں کرنے سے باز رہو۔

اور فرمایا۔ آئینے جو سوگ میں اپنے رخسار و پیشانی کے مارے اور گریہاں چاک کرے اور جاہلوں کے لئے بیان کرے وہ ہم سے نہیں۔ اور رسول اللہ نے اس جنازے کے ساتھ جانے سے منع فرمایا ہے۔ جس کے ساتھ روئے چلانے والی عورتیں ہوں۔

حکایت۔ حضرت عمرہ قرآن شریف کی آیت مشکوٰۃ میں پر گزرتے اور بیہوش ہوگئی کہی رونے آپکی بیماری پرسی اور عیادت کو صحابی آتے رہے۔ فرمایا ہے آنحضرت نے حق مسلمان کے مسلمان پر مانع نہیں۔ جواب دینا۔ سلام کا۔ اور بوجھنا بیمار کا۔ اور ساتھ جانا جنازے کے۔ اور قبول کرنا۔ دعوت کا۔ اور جو ابیہنا جھینکے والے کا۔

اور فرمایا ہے آنحضرت جو مسلمان مسلمان کی عیادت کرتا ہے۔ گویا وہ میوہ خوری میں ہے جنت کی۔ اور فرمایا۔ آنحضرت۔ قیامت کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے گا۔ کہ بیٹھے آدم کے۔

وہ کلمہ
مغلی
جاو
نہ
حق

میں بیمار ہوا نہ پوچھا تو نے مجھ کو۔ کہیگا۔ اسے رب میرے۔ کس طرح پوچھتا میں تجھ کو۔ تو پالنے والا ہے۔ عالمون کا۔ فرما دیگا اللہ تعالیٰ کیا تجنا تو نے کہ تحقیق بندہ میرا فلانا بیمار ہوا۔ پس نہ پوچھا تو نے اسکو۔ کیا نہ جانا تو نے اسکو البتہ پاتا تو مجھ کو نزدیک اس کے اسے بیٹے آدم کے۔ اور فرما دیگا کہ کھانا مانگا میں نے پس نہ کھانا کھلایا تو نے مجھ کو۔ کہے گا۔ اسے رب میرے کس طرح کھلاتا میں تجھ کو۔ اور تو پالنے والا ہے عالموں کا۔ فرما دیگا اللہ کیا نہ جانا تو نے یہ کہ مانگا کھانا تجھ سے۔ میرے فلاں بندے نے۔ پس نہ کھلایا۔ تو نے اسکو۔ کیا یہ نہ جانا تو نے کہ اگر کھلاتا تو اسکو البتہ پاتا۔ تو اسکو نزدیک میرے۔ اسے بیٹے آدم کے۔ پانی مانگا میں نے تجھ سے پس نہ پلایا تو نے مجھ کو۔ کہیگا اسے رب میرے کس طرح پلاتا میں تجھ کو تو پالنے والا عالموں کا ہی فرما دیگا۔ پانی مانگا تجھ سے اسے بندے۔ فلاں نے۔ پس نہ پلایا تو نے اسکو۔ کیا نہ جانا تو نے یہ کہ اگر پلاتا تو۔ اسکو۔ تو پاتا۔ تو۔ نزدیک میرے۔

راوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ کہ فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ کہ جسوقت بیمار ہوا ہم میں سے کوئی آدمی پھرتے اسپر دہنا ہاتھ۔ اپنا۔ پھر فرماتے دور کر بیماری کو اسے پروردگار کو میونے۔ اور شفا دے تو سے شفا دینا لانیں شفا مگر شفا میری وہ شفا کہ نہ چھوڑے کسی بیماری کو۔ اور اسی طرح درد کی جگہ میں۔ انگلی پر تھوک لگاتے۔ پھر اسکو خاک سے آلودہ کرتے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے اور دم کرتے۔ یہ بات اس سے ظاہر ہے کہ جھاڑ پھونک رست ہے۔ جبکہ کوئی کلمہ کلام۔ کھرا حرام نہ ہو۔ اور جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوتے تو دم کرتے اپنے اوپر قتل ہوا اللہ احد اور قتل اعوذ برب الملق اور قتل اعوذ برب الناس۔ اور یہ بھی آیا ہے۔ روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ جب بیمار ہوتا کوئی۔ گہروں میں سے دم کرتے اسپر محذورات یعنی قتل ہوا اللہ احد۔ قتل اعوذ برب الملق اور قتل اعوذ برب الناس۔

اور روایت ہے عثمان بن ابی العاص مغسے یہ کہ انہوں نے شکایت کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک درد کی کہ پاتے تھے اسکو اپنے بدن میں۔ پس فرمایا۔ واسطے ان کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ رکھنا ہاتھ اپنا اس جگہ پر۔ کہ وہ تاسے بدن سے سے اور کہ بسم اللہ تین بار الی آخرہ۔ اور کہ سات بار اعوذ بعزۃ اللہ و قدرہ من شر ما اجترأ حاذر۔ کہا عثمان نے پس کیا میں نے۔ پس دور کی اللہ نے وہ بیماری کہ تھی مجھے۔

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں ہتھیں مسلمان کوئی۔ بیخ اور نہ کوئی دیکھ اور نہ کوئی فکر۔ اور نہ کوئی غم۔ اور نہ کوئی ایذا یہاں تک کہ جھاڑ تاسے اللہ تعالیٰ سبب

اس کے گناہ۔ اس کے یعنی گناہ و معیورہ گناہ، یہ جانتے ہیں۔ اور فرمایا: آجنا ہے نہیں کوئی مسلمان کہ پہنچے اسکا ایذا۔ رض سے مگر دور کرتا ہے اللہ یہ سبب اس کے گناہ اس کے جیسے کہ جھارتا ہے درخت سے اپنے۔ اور فرمایا: آنحضرت نے کہ مومن مثل کھیتی کرے ہے کہ اسکو بوائیں ہمیشہ چمکا کر رہتی ہے۔ اور پہنچتی رہتی ہیں مومن کو بلا۔ اور منافق مانند صنوبر کے ہے کہ نہیں بدلتا۔ یہاں تک کہ اکھاڑا جاتا ہے۔ اور فرمایا: حضور نے کہ جسوقت بیمار ہوتا ہے بندہ یا سفر کرتا ہے، لکھا جاتا ہے واسطے اس کے مانند اس چیز کے کہ عمل کرتا تھا۔

گھر میں تندرست۔ اور فرمایا حضور نے نہدا پاؤں ہیں۔ ایک طاعون زدہ۔ دوسرا جو بیٹ کی بیماری سے مرے۔ تیسرا زہے والا۔ چوتھا وہی والا۔ اور پانچواں پھر راہ خدا کے جو کہ شہید ہوا۔ اور فرمایا آپ نے کہ مسلمان کہ عیادت کرے مسلمان کی اولی روز یعنی دوسرے پہلے دعا کرتے ہیں۔ اس کے لئے شہر ہزار فرشتے شام تک اور جو عیادت کے لئے جاوے آخر روز یعنی دوپہر کے بعد۔ دعا کرتے ہیں اس کے لئے مغفرت و رحمت کی۔ شہر ہزار فرشتے یہاں صبح ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص بیمار کی بیماری پر سی کو جاکر اسکو ثواب عظیم ہو۔ اور روایت ہے زید بن ارقم سے کہ عیادت کی میری نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بسبب دروگو کہ تھا آنکھوں میری میں۔ اور فرمایا: آپ نے نہیں کوئی مسلمان کہ پوچھے بیمار مسلمان کو پھر کہہ سات بار۔ تَسْلِيلُ اللّٰہِ الْعَظِيْمِ رَحْمَةُ الْكَوْفِ الْعَظِيْمِ یہ کہ شفا دے تجھ کو مگر شفا دیا جاتا ہے مگر اجل سے لاچاری ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ بیماری کیا چیز ہے۔ نہیں بیمار ہوا میں کبھی پس آپ نے فرمایا: اٹھ کھڑا ہو ہم میں سے (نفل کی) ابو داؤد نے اجو بیمار نہیں ہوتا۔ رحمت و مغفرت سے دور ہے۔ علامت غضب الہی کی ہے۔

اور فرمایا: آنحضرت نے جسوقت بہت ہوتے ہیں گناہ بندے کے اور نہیں ہوتی واسطی اس کے کوئی چیز اعمال نیک سے کہ جھارے انکو بدلتا کہتا ہے۔ البتہ اسکو ساتھ عزم کے تاکہ جھارے گناہوں کو اس بندے کے۔ اور فرمایا: آنحضرت نے جو شخص کہ عیادت کرتا ہے مریض کی بیٹھ بیٹھتا ہے وہاں تک کہ بیٹھے پاس بیمار کے۔ پس جسوقت بیٹھتا ہے ڈوب جاتا ہے دریا سے رحمت میں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک شخص نے آکر تپ کو برا کہا۔ آپ نے فرمایا تپ کو برا نہ کہو۔ یہ تپ دور کرتی ہے گناہوں کو اور فرمایا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب داخل ہو تم بیمار کے پاس پس کہو اسکو کہ دعا کرے تیرے لئے اس واسطے کہ دعا اسکی مانس دعا فرشتوں کے ہے۔

بیماری سے گناہ جھڑکتے ہیں۔

بیمار سے دعا کرو تو عمل الہی ہے۔

بیماری سے گناہ جھڑکتے ہیں۔

اور فرمایا۔ آنحضرتؐ نے نماز مسافرت میں شہادت ہے۔ اور فرمایا۔ جو شخص کے مرے
 بیمار ہو کر۔ مرتاب ہے شہید۔ اور بچایا جاتا ہے قنہ قبر سے۔ اور دیا جاتا ہے صبح کے وقت
 اور شام کے وقت روزی اپنی بہشت سے۔ اور فرمایا۔ اپنے بھانگے والی بیماری طاعون
 سے۔ بھاگنے والے لڑائی کفار سے۔ ہر مرض اور ہر درو کے واسطے مقام مرض پر
 ہاتھ رکھ کر۔ ان آیتوں کو پڑھ کر تین مرتبہ دم کر دے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد صحت ہوگی
 کَلْبُكُمُ رِيَا ضُكُفُ زَكَرَا عِيْدُكُمُ ۔ جسکو گرمی سے بخار آتا ہو۔ اس آیت کو لکھ کر تعویذ بنا
 کر گلے میں ڈال دو۔ انشاء اللہ بخار جاتا رہے گا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ اِنَّهُمْ اَبْرَارُ الْحَمِيْنِ
 دیگر۔ ان آیات شفا کو جس مرض میں چاہے۔ تشری لکھ کر مریض کو پلا دے یا بطور تعویذ لکھ کر
 مریض کے گلے میں ڈال دے۔ انشاء اللہ تعالیٰ صحت ہوگی۔ اگرچہ کیسا ہی سخت بیمار ہو۔ اور
 کتنا ہی سخت مرض کیوں نہ ہو۔ کَلْبُكُمُ رِيَا ضُكُفُ زَكَرَا عِيْدُكُمُ ۔

حکمو و روم سو اسپرتین دفعہ پڑھ کر دم کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جاتا رہے گا۔ اِنَّ
 صَوْرَ الْبَرِّ الرَّحِيْمُ ۔ آتش جب پرمین روز تک روز آخر دم کرنے سے آرام ہو جاتا ہو
 سورہ نون (بارہ تبارک البدی) درو۔ ڈال دے نیک بنائے متفسر و سَوْنِ تَعْلَمِيْنِ ۔ چھوٹے
 کاغذ پر لکھ کر ڈال دے۔

لطیفہ۔ ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طبیعت ناساز نہ ہوئی۔ اپنی عیادت
 حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق و عثمان غنی آئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مروت
 نہ چاہا کہ یہ لوگ۔ بغیر کچھ پکائے یہاں سے جائیں۔ لہذا انھیں آئے تو کچھ کھانا تیار نہ تھا
 تو اپنے ایک طشت چمکدار میں شہد رکھ کر ان اصحابوں کے لئے حاضر کیا۔ اتفاق سے طشت
 میں بال تھا۔ ہر ایک نے کہا کہ اس پر کچھ طبع آزمائی کریں۔ اتفاق رائے اس پر ہوا کہ پہلے ہم
 میں سے سردار ابو بکر میں وہ فرمائیں۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا۔ دین کی خوبیاں زیادہ روشن
 اور نورانی ہیں۔ اس برتن سے اور ذکر اللہ تعالیٰ کا زیادہ دیکھا ہے شہد سے۔

اور احکام شہد لیت زیادہ باریک ہیں۔ بال سے۔ اور ارشاد کیا۔ حضرت عمر فاروق
 رضی اللہ عنہ نے بہشت زیادہ نورانی ہے اس طشت سے۔ اور اسکی تمہید زیادہ
 میٹھی ہیں شہد سے اور پھر اٹ زیادہ باریک ہے بال سے۔ اور حضرت عثمان یوں گویا
 ہوئے۔ کہ قرآن مجید زیادہ نورانی ہے۔ اس طشت سے۔ اور قرأت قرآن شریف
 زیادہ میٹھی ہے۔ اس شہد سے۔ اور اسکی تفسیر زیادہ باریک ہے بال سے۔
 ازاں بعد حضرت علی شیریں دواں نے فرمایا۔ کہ مہمان زیادہ نورانی ہیں طشت سے۔

باجا

نورین

دو ذرا

اور کلام بہان زیادہ میٹھا ہے شہد سے۔ اور انکا دل زیادہ باریک بینی بال سے غرضکہ عبادت لہذا کی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و خلفائے راشدین ہے۔ سلمانوں کو اس پر عمل پیرا ہونا چاہیے

وَالْكَافِرِينَ الْغَيْظُ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ اِذْ رَوْنَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ

غصہ کے۔ اور معاف کرنے والے لوگوں سے لالہ صیب غصہ مٹ کر ہے۔

یہ فرمایا ہے ہمارے نبی کریم نے۔ اِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَاِنَّ الشَّيْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ وَاِنَّهَا لَطِفَةٌ النَّارُ بِالنَّارِ فَاِذَا غَضِبَ

اَحَدُكُمْ وَكَلِمَتُهُ نَارٌ۔ تحقیق غصہ کرنا کاشیطان سے ہو اور تحقیق شیطان

غصہ فی نیو لونا
ذکر اور علاج

پیدا کیا گیا ہے۔ آگ سے اور بھجائی نہیں جاتی مگر آگ پانی سے پس جبوت کہ غصہ بہت کم میں سے۔ پس چاہیے

کے وضو کرے۔ ماہیت غصہ کی یہ ہے کہ جوش مارنا خون قلب کا بدل لینے کے لئے۔ اس خیال سے غصہ

کو رفع کرے۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ قادر ہے۔ اگر میں نافراںی کروں۔ اگر وہ بھی میرے ساتھ

ایسا کرے تو کیا حال ہو۔ اور سوچے کہ بدو ان ارادہ خداوندی کے کچھ نہیں ہوتا۔ تو میں کیا چیزوں۔ جو

مشیت ایزدی میں مداخلت کروں۔ وضو کر ڈالے۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھے۔

لے سجدہ۔ غصہ ایک آگ ہے کہ اس کا مدد دہلہ ہوتا ہے۔ اس کی نسبت شیطان کے ساتھ ہے شیطان

کا قول ہے۔ خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ۔ اور آگ کا کام اضطراب کا ہے۔ اور مٹی کا کام

سکون ہے۔ عرضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ چھاکر وہ کیا چیز ہو۔ جو خدا کے

غضب سے بچا دے۔ کہا وہ یہ ہے کہ غصہ میں نہ آوے۔ قصد آغصہ نہ کرے۔

اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ غصہ ایسا نگو ایسا بگاڑ دیتا ہے کہ شہد کو دہلوا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ حضرت سے کہ غصہ نہ کرے۔ انہوں نے کہا یہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ

میں بشر ہوں۔ تب آپ نے فرمایا۔ ہاں جہت نہ کر کہا یہ کام ہو سکتا ہے۔ غصہ کو بی جانا ضروری امر ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے وَالْكَافِرِينَ الْغَيْظُ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ۔ اس میں تعریف کی ہے انسانوں

کی۔ اور جو غصہ کو بی جا دے حق تعالیٰ اپنا عذاب اس اٹھا دے گا۔ اور قیامت کے دن اس کے دلو کو

اپنی رضامندی سے بھر دیگا۔ جو خلاف شرع خشم رانی کرے۔ ووزخ کا درد اندہ ہے اس سے دوزخ

میں داخل ہوگا۔ غرض کہ کوئی کام حکم سے بہتر نہیں۔ اگر کہے کہ غصہ کیوں پیدا کیا۔ یہ غلطی ہے کیونکہ اس

آدمی اپنی حضرت کو دور کر دیتا ہے۔ اور یہ دینی امور کے لئے تریاق کا حکم رکھتا ہے۔ اسکو عقل اور

شہد کا تابعدار بنایا جاوے۔ مگر نفسانیت کے لئے حرام ہے۔ اور دین کے لئے حیات

رہنمی اور کافروں سے لڑنا غصہ سے ہوگا۔

غصہ دین کے لئے ہو تو بمنزلہ ایک ہتھیار کے ہے۔ جیسا کہ مومنوں کی صفت میں آیا ہے۔

اشد اعلیٰ الکفار لیسے سخت ہیں کافروں پر اور چنانچہ آنحضرتؐ نہیں فرمایا۔ کہ مجھے غصہ نہیں۔ بلکہ آپ غصہ کی حالت میں بھی حق بات فرماتے تھے۔ اور حق کوئی۔ اور انصاف سے خارج نہیں ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی سیروی بہکو نصیب کرے۔ غصہ کو روکنے صفت انبیاء اور انبیاء کی ہے۔ کسی نے حضرت امیر المومنین ابو بکر رضی اللہ عنہ کو گالی دی۔ آپ نے کہا کہ مجھ میں بہت سے عیب ہیں جو مجھے معلوم نہیں۔ آپ اپنی نگراحت میں لگے تھے اس لئے غصہ ظاہر نہیں ہوا۔ اور ارشاد نبی کریم ہے کہ غصہ انکار سے پیدا ہوا ہے پانی سے بجھے گا۔ پانی پی لے اور بکدہ کرے اور منہ خاک نیاز پر رکھے۔ تضرع اور زاری اور ڈر ہے۔ اور فرمایا آپ نے۔ بہتر تم میں سے مجھے ہے۔ یہ میں غصہ ہوا اور جلد اسکا غصہ فرو ہو جائے اور بدتر وہ ہے۔ کہ جلد غصہ میں آئے۔ اور دیر میں اسکا غصہ ٹھنڈا ہو۔

قل ہے کہ ایک دن امام حسن بھانوکے ساتھ کھانا کھانے بیٹھے۔ خاصہ آتش گرم گرم کاسے میں بھرا ہوا مجلس میں لائی۔ اتفاقاً اس کا پر کاٹنا۔ اور کاسہ آپ کے سبکدوش پر گر کر ٹوٹ گیا۔ امام حسن نے تادیب کی مگر اسے اسکی طرف دیکھا۔ اسنے کہا۔ وَاللّٰہِ یٰطٰیۤہُ النَّفِیْطُ۔ آپ نے فرمایا میں نے غصہ کو روکا۔ اسنے کہا وَالْعَافِیۡنَ عِیۡنَ النَّاسِ۔ آپ نے فرمایا میں نے معاف کیا۔ اسنے کہا۔ وَاللّٰہُ حَبِیۡبُ الْمُحْسِنِ آپ نے فرمایا مجھے میں نے اللہ کی ماہ میں آزاد کیا۔ یہ لوگ تھے جنہوں نے غصہ کو روکا۔ اور بدتر وہ بہت تھے۔

پس اولیں علیہ السلام کا قول ہے کہ تین نیکیاں سبکیوں سے بہتر ہیں۔ غصہ کے دفت بردباری متکد سنی میں سخاوت۔ قدر کے دفت درگذر۔ روایت ہے کہ ایک شخص۔ اصحاب رسول خدا سے۔ اپنے غلام کو مار رہا تھے۔ اور غلام کہتا تھا کہ واسطہ خدا کے بخش۔ جب آواز اسکی اپنے سنی۔ تو آپ کے پاس گئے۔ جب ان صحابی نے آپ کو دیکھا۔ ہاتھ اسکے مارنے سے چھینچا۔ پس فرمایا۔ آنحضرتؐ کہ وہ ہتھ سے خدا کے واسطے بخشو لانا۔ تو نے غصہ کیا۔ جب مجھ کو دیکھا تو معاف کیا۔ کہا اسنے کہ آزاد کیا میں نے اسکو۔ یا رسول اللہ۔ فرمایا۔ آپنے۔ اگر یہ تو نہ کرنا کہ۔ تو جلائی آگ دوزخ کی منہ تیرا۔ نحوذباللہ۔

حکایت۔ ایک دن اہلس نے حضرت موسیٰؑ سے التجا کی۔ اور کہا۔ اے موسیٰ اللہ تعالیٰ نے آپکو اپنی رسالت کے واسطے پسند کیا۔ اور ساتھ آپ کے ہمکلام ہوا۔ اور میں گناہ گار ہوں۔ اور بچتا ہوں کہ توبہ کروں۔ میرے لئے شفاعت فرمائیے تاکہ توبہ میری حق تھانے قبول فرمائے۔ حضرت موسیٰ دعا میں مشغول ہوئے۔ جناب الہی سے حکم ہوا کہ توبہ اسکی شفاعت تیری سے قبول فرمائی۔ مگر یہ آدم کی قبر کی طرف سجدہ کرے تاکہ غفو نصیر ہو۔ حضرت موسیٰ نے یہ بات اہلس سے کہی۔ اس نے جواب میں کہا کہ جب آدم زندہ تھا۔ سجدہ نہیں کیا۔ اب مردہ کو کیونکر سجدہ کروں۔ پھر اہلس نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ میرے اوپر تبارا حق ثابت ہو گیا۔ کہ تم نے میری شفاعت کی۔ میں بھی تمکو ایک بات فائدہ کی بتاتا ہوں تاکہ اپنی امت کو سچا میں۔ کہ میری شراعت سے تین حالتوں میں بہت خبردار ہوں۔

حضرت اولیں علیہ السلام کا قول

تین نیکیاں سبکیوں سے بہتر ہیں۔ غصہ کے دفت بردباری متکد سنی میں سخاوت۔ قدر کے دفت درگذر۔ روایت ہے کہ ایک شخص۔ اصحاب رسول خدا سے۔ اپنے غلام کو مار رہا تھے۔ اور غلام کہتا تھا کہ واسطہ خدا کے بخش۔ جب آواز اسکی اپنے سنی۔ تو آپ کے پاس گئے۔ جب ان صحابی نے آپ کو دیکھا۔ ہاتھ اسکے مارنے سے چھینچا۔ پس فرمایا۔ آنحضرتؐ کہ وہ ہتھ سے خدا کے واسطے بخشو لانا۔ تو نے غصہ کیا۔ جب مجھ کو دیکھا تو معاف کیا۔ کہا اسنے کہ آزاد کیا میں نے اسکو۔ یا رسول اللہ۔ فرمایا۔ آپنے۔ اگر یہ تو نہ کرنا کہ۔ تو جلائی آگ دوزخ کی منہ تیرا۔ نحوذباللہ۔

کہ ان تین میں آدمیوں کو خراب کرتا ہوں۔ اول حالت غصہ کی کہ اس وقت آدمی کے اندر بچائے خون کے دھڑکنے ہوں۔ اور آنکھ کان اذنیان اور بائٹھ اور پاؤں۔ آدمی کو اس کے اختیار سے باہر نکالتا ہوں۔ اور جو چاہتا ہوں اسے کرتا ہوں۔ اور دوسری حالت جہاں کے کافروں کے ساتھ میں کہ اس وقت خیال بگھڑا ہوا اور غصہ فرزند کا دل میں ڈالتا ہوں۔ اور اسکو ایسے ایسے خیالات یا دولا کر لڑائی کے میدان سے بہگاتا ہوں۔

تیسرے وقت خلوت یا محرم عورت کے ساتھ اس وقت میں کہ اپنی رنگ بزمگ کا ظاہر کرتا ہوں۔ اور دوزخ کے دلوں میں طرح طرح کے فریب ڈالتا ہوں کہ ارادہ گناہ کا یہ دونوں کہیں۔ کسی بزرگ کا قول بچ کہ شجاعت و سخاوت بہ وقت درکار نہیں۔ ہر آدمی اسے فائدہ حاصل نہیں کر سکتا۔ مگر غصہ کو روکنا۔ اور حلم بردباری اور خوشخوئی کی بہ وقت اور ہر آدمی کو ضرورت ہے اور ہر شخص کو اس سے نفع پہنچتا ہے

حکایت۔ شاہین کسی بزرگ کی ملاقات کو تشریف لیگے۔ اور اس بزرگ سے نصیحت کی کہ عدا کی ان بزرگ نے کہا کہ یہ خصلت بادشاہ کی ہونی چاہیے۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ غصہ کو روکنا بہت مشکل ہے اس کی کچھ تدبیر بتلائے۔ اس بزرگ نے تین رقعہ بادشاہ کو دیئے۔ اس پہلے رقعہ کو دیکھ لو۔ اور اگر اس سے غصہ رفع ہوا تو دوسرا رقعہ پڑھو اگر اس سے بھی غصہ کی آگ نہ بجھے تو تیسرے رقعہ کو پڑھو۔ پہلے میں کہا

تھکا کہ باوجود قدرت کے اپنا اختیار نفس امارہ کو مت دے۔ وہ تیرا دشمن ہے وہ تجھے جہاں میں خراب کرے گا۔ دوسرے میں یہ لکھا تھا کہ غصہ کے وقت زیر دستوں پر رحم کر جو تجھ سے زیر میں وہ تجھ پر رحم کرے گی اور تیسرے رقعہ میں یہ تھا کہ ہر بات میں انصاف کر اور مشرعت کی حد سے زیادہ نہ بڑھ۔ ہر بات غرض چاہتا

سے کہ دولت خویش بڑے غصہ پر از بگدزی و بگدزی بڑے۔ بادشاہ یہ سن کر واپس آیا۔ اور غصہ کے وقت ان رقعوں کو دیکھ لیا کہ تھا۔ اس واسطے اس شاہ کو رقعہ کہا کہ تھے۔ اتفاق سے بادشاہ ایک حرم پر عدا تھا۔ اور بادشاہ ہمیشہ بادشاہ سے جلا کرتی تھی۔ ایک دن اس نے مشاطہ کو بلا کر یہ کہا کہ یہ زہر ملاہل کا جل میں ملا کر اس حرم کے رخسار سے پر لگا دے۔ جب بادشاہ بوسہ لیگا۔ زہر کی تاثیر سے فوراً مر جاویں گا۔ اتفاقاً یہ حال غلام بادشاہ کا سن رہا تھا۔ اس مشاطہ نے بھی ایسا ہی کیا۔ ہر چند غلام نے چاہا کہ بادشاہ کو مطلع کرے۔ لیکن موعتہ نہیں ملا۔ آخر بادشاہ نے موافق عادت کے وہیں آرام کیا۔ غلام موقع پا کر اندر

چلا گیا۔ اور بادشاہ کو غافل پا کر آہستہ آہستہ سے حال زہر آلود کو بوجھ دیا۔ اس حرکت سے بادشاہ کی کہیں آنکھ کھل گئی۔ غلام کی یہ حرکت دیکھ کر شاہ شمشیر برہنہ یکے پیچھے دوڑا۔ جب اس حالت غصہ میں ہوا۔ بادشاہ نے پہلا رقعہ دیکھا یا۔ غصہ کم ہوا۔ دوسرا دیکھا یا۔ اس بھی فائدہ نہ ہوا۔ تیسرا دکھایا اس سے غصہ فرو ہوا۔ تب بادشاہ نے اس غلام کو بلا کر پوچھا کہ سبب اس گستاخی کا کیا تھا۔

غلام نے مفصل بیان کیا۔ جب بادشاہ نے جو کچھ تحقیقات کی تو بادشاہ نے قبول کیا۔ بادشاہ سیکھ اور مشاطہ کو سخت سزا ہوئی۔ اور غلام کو خط آنا دیا کہ بدیا۔ غلام اس حکایت کا یہ ہے۔

تین کو ایک بزرگ کی نصیحت۔

کہ غصہ میں آپ سے باہر نہ ہو جائے۔ اور کام جلد نہ کر بیٹھے۔ اور حضرت نے فرمایا ہے۔ کہ جس مسلمان کو اپنے بچے بیوی۔ یا ایسے لوگوں پر جن پر اپنا غصہ جاری کر سکتا۔ اور سزا دے سکتا ہو۔ اور وہ اسکو ضبط کر جائے لڑکا قلب امن و امان سے اللہ لبریز فرما دیگا۔

اور آنحضرت نے فرمایا کہ وہ پہلوان نہیں ہے جو لوگوں کو کچھاڑے۔ بلکہ وہ پہلوان ہے کہ اپنے آپ کو غصہ میں نہ دبا دے۔ سعدی رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے سہ مرا آنت کہ چون چشم آید باطل نگوید۔

اور آنحضرت نے فرمایا کہ غصہ آدمی کے دل پر تنگی رکھتی ہے۔ اس واسطے غصہ دالے کا منہ اور گن کی گلیں پھول جاتی ہیں۔ اور آنحضرت نے فرمایا۔ کہ ابی اسود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ لوگ اس پر لعنت کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا۔ ابی اگرچہ روئے میرا مال حاجت کے سبب سے لیا ہے تو اسکو مبارک ہو اور اگر مصیبت کی دیر سے لیا ہے تو یہ اسکا آخری فعل گناہوں کا ہو۔ غصہ کی حالت میں بھی غصہ سے گذر اور فرمایا۔ آنحضرت نے۔ کہ جس طرح تلخ ایلوسے سے میٹھا شہد بگڑ جاتا ہے۔ اسی طرح غصہ سے ایمان بگڑ جاتا ہے۔ اسے مسجد نفس کو مہیا مطیع کر۔ اور علم اور برداشت کی عادت کر۔

غمازی

هَذَا رِشْتَاءٌ بَيْنِي وَبَيْنَ الْآخِرَةِ (لوگوں کو نہ آواز کرا کر ہے۔ اس لئے تباہی ہے۔ تَجِدُونَ نَسْرَ النَّاسِ يَوْمَ الْأُمِّيَةِ ذَوَالِ حَقَائِقٍ أَلَّذِي يَأْتِيَهُ الْوَلَدُ لِيُحْصِيَهُ۔ یعنی بدترین لوگوں کا دن قیامت کے دور یہ ہے کہ وہ آئیں۔ ایک جماعت کے پاس ساتھ ایک طریق سے اور آئیں۔ دوسری جماعت کے پاس دوسری وہ شخص۔ جس کے پاس جملے اسی کی سی کہتے۔

اور اسکو تمام۔ غمازی و چغلیور کہتے ہیں۔ جو فساد کرنے کے واسطے دوسری بات دہر کہے۔ وہ بہشت سے محروم ہے۔ اسے مسجد چغلیوری اسکو کہتے ہیں۔ کہ ایک کی راز کی بات دوسرے سے کہو

کہ جس سے برا مانے۔ خواہ قول سے یا فعل سے۔ اور آنحضرت نے فرمایا ہے کہ چغلی خود بہشت میں نہ جاوے گا۔ اور فرمایا۔ کیا میں تم کو خبر دوں۔ تم میں سے کون برا ہے؟ بعد ازاں فرمایا کہ چغلیور اللہ تعالیٰ نے بہشت کو میدا کیے کہا کہ کلام کر۔ بہشت نے کہا کہ نیک بخت وہ ہے جو مجھ میں پہنچے

اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر فرمایا۔ کہ چغلیور تجھ میں نہ جاوے گا۔ اور شہاب خوار جو بغیر توبہ کے مرا۔ اور ایسے ہی زنا کار جو بغیر توبہ کے مرا۔ اور اس طرح محنت اور قاطع رحم اور جو خدا سے عہد کیا کہ ایسا

کرے گا۔ اور پھر نہ کیا۔

اسے مسجد دوسری اس شخص کو کہتے ہیں۔ جو سامنے بیٹھ کر مٹھی مٹھی باتیں کرے تا سننے والا اسکو اپنا دوست اور پیارو سمجھے اور پٹھوٹھے۔ ایسی باتیں کہے جو اسکی ایندلی کی باعث ہوں۔

بعض علماء نے کہا ہے۔ کہ دوسری وہ شخص ہے جو دوسروں سے ہر ایک کے پاس بیٹھ کر دوسرے کی برائی بیان کرے۔ چغلیور اور دوسرا ہونا آدمی ہر شخص کا ظاہری دوست بننا چاہتا ہے۔ دوسرا

کے مسجد دوسری اس شخص کو کہتے ہیں۔ جو سامنے بیٹھ کر مٹھی مٹھی باتیں کرے تا سننے والا اسکو اپنا دوست اور پیارو سمجھے اور پٹھوٹھے۔ ایسی باتیں کہے جو اسکی ایندلی کی باعث ہوں۔

بعض علماء نے کہا ہے۔ کہ دوسری وہ شخص ہے جو دوسروں سے ہر ایک کے پاس بیٹھ کر دوسرے کی برائی بیان کرے۔ چغلیور اور دوسرا ہونا آدمی ہر شخص کا ظاہری دوست بننا چاہتا ہے۔ دوسرا

کے مسجد دوسری اس شخص کو کہتے ہیں۔ جو سامنے بیٹھ کر مٹھی مٹھی باتیں کرے تا سننے والا اسکو اپنا دوست اور پیارو سمجھے اور پٹھوٹھے۔ ایسی باتیں کہے جو اسکی ایندلی کی باعث ہوں۔

غصہ میں آپ کو کچھاڑے۔

ہر گناہ کا دن قیامت کے دور یہ ہے کہ وہ آئیں۔

سجود

حقیقت

نہیں

نفاق

علامہ

کا اتحاد اسکو پسند نہیں آتا جہاں اسنے دو نو کو اتفاق و دوستی سے دیکھا۔ اور اتفاق کی فکر میں ہوا۔ یہ دو موہنا بن ہے۔ **نقل ہے**۔ کہ ایک عقلمند سے کسی نے کہا کہ فلاں شخص نے تم کو برا کہا ہے۔ اسنے کہا کہ تم نے تین خطائیں کیں۔ ایک یہ کہ۔ دینی برادر پر مجھے غصہ میں لائے اور دوسرے یہ کہ مجھے نشوونما میں ڈالا۔ تیسرے یہ کہ تم نے مجھے ایسے ایسے فعل آگاہ کیا۔ کہ جس کے تم خود مرتکب نہیں ہو سکتے۔

برکہ عجب اگر اس میں تو آورو و خود ہا بیگیاں عیب تو پیش و اگر اس خواہد برود ہا
چغلی سستی چغلی خوری سے بدتر ہے۔ بزرگوں نے کہا ہے راستی سے زیادہ پسند ویدہ ہے۔ مگر چغلی خور کو نہیں۔ اور غلام کی بات کا بھی یقین نہ کرو۔ اور اسکی طرف سے کہ جسکی اس نے تم سے چغلی کی ہے بدگمانی نہ کرو۔ اور چغلی خور سے کہدو۔ ہمارے سامنے ایسی نکر۔ اور کہدو یہ برا فعل ہے۔ اگر تم جانتی ہو کہ فلاں چغلی خور ہے۔ مگر تم اپنی زبان سے۔ اس کے اس فعل کا ذکر کسی سے کرو گے تو تم بھی اسی فعل کے مرتکب ہو گے۔ اور فرمایا۔ رسول اللہ نے تمام آدمیوں میں برے آدمی وہ ہیں جو چغلیاں کرنے میں اور دوستوں میں جدائی ڈالتے ہیں۔ اور آپس میں نفاق اور خدائی ڈالتے ہیں۔

حکایت۔ بصرہ کے قاضی کی بیٹی کہیں و عظیم صدقہ کے فضائل سن آئی تھی ایک فقیر و دوزخ ہر سال کہا لڑکی نے کہا۔ نقد تو اسوقت مہر و نہیں۔ اماں جان کبیری چوٹی میں دو سو تیرہ روپے تھے۔ جلدی سے نکال لے۔ فقیر نے تامل کیا۔ اس لڑکی نے باپ کے ڈر سے جلدی میں چوٹی کاٹ کر سال کے حوالہ کی۔ ایک غمخو نے قاضی سے جا کر کہا۔ کہ حضور صا جزاؤ کی خبر لیجئے پردہ پردہ میں کیا گل کہلائے ہیں ایک فقیر سے تعلق پیدا کر لیا ہے۔ گل ہی کی بات ہے کہ فقیر اسکی چوٹی کاٹ لے گیا۔ لڑکی کی چوٹی کیا کٹی۔ آپ کی ناک کٹ گئی۔ فقیر کو بہت غصہ آیا۔ اور لڑکی کو بل کر ماجرہ پوچھا۔ لڑکی نے کہا کہ توبہ توبہ معاذ اللہ آپ کا کہہ کر خیال ہے۔ باپ نے کہا کہ اچھا اگر بڑی سچی ہے تو ہمیں چوٹی دکھاؤ۔ لڑکی نے کہا کہ دو رکعت نماز پڑھنے دو قاضی نے کہا کہ اچھا یہ نماز میں مشغول ہوئی۔ اور سجدہ میں ہنہات عاجزی سے دعا کی۔ الہی تیری ذات پر مجھ و سہ ہے۔ تیرا ہی صدقہ دیا تھا۔ آج تو مجھے باپ کے آگے شرمندہ و روانہ کر چوٹیکہ عاجزی اس دربارے نیاز میں بہت مرغوب ہے عرض اس نے ابھی سجدہ سے ستر اٹھا یا تھا کہ سجدہ بروں منیڈیوں کی ایک چوٹی آگئی۔ اور ہر منیڈی میں ایک ایک درشا ہوار چمکے ہا تھا۔ پھر اس لڑکی نے ہنہات و دار کے ساتھ اپنے باپ کے سامنے آکر اپنی چوٹی دکھائی باپ نے ہنہات سے کھانے لگا۔ اور حقیقت حال سن کر کہا کہ یہ ہے۔ کہ ایک نیکی کر نیو اسے کو دس گنا بدلہ ملے۔ قاضی صاحب نے نماز کو سزا دیں جاسی۔ مگر لڑکی نے سفارش کہ کے۔ معافی دلوادی بیچ کہا جو کسی نے سنا تو کو توچ نہیں۔ اگر وہ لڑکی نیکی نہ سفارش نہ کرتی تو نماز کو اپنی عنان ہی کی سزا ملتی۔ عنان ہی بہت برا شیوہ ہے۔

جب کوئی شخص دوست کی طرف سے کہے کہ اسنے تمکو ایسا ایسا کہا جو۔ تو لازم ہو کہ اسکی یقین بخانے۔ کیونکہ یہ فعل قاضی کا ہو۔ اور حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ فاسق کی بات نہ سناؤ اور کو ایسا کام نہ کیجی چغلی دکھا۔ کیونکہ یہ گناہ بیچ کرنا و جب

الغیبت

ہے اور اللہ واسطے اس کو بھی رکھے۔ کیونکہ جعل خوری و غشی واجب ہو۔ اور جبکہ ہمارے میں اس نے پختی کی ہے اس کے بدگمانی نہ کرے۔ کیونکہ بدگمانی حرام ہے۔ اور اس کی تحقیق نکوسے کیونکہ اس کے واسطے شخص کرنا منع فرمایا ہو اور اس کی چغلیں کی بات دوست سے نکوسے جو اپنے لئے پسند نہیں کرتا ہے۔ اور اس کی غماز کو پوشیدہ کرے

نقل ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں قحط پڑا۔ بار بار دعا کرنے کے لئے گئے۔ مگر بارش نہ ہوئی۔ حکم ہوا کہ تم میں سے ایک چغلیں رہے۔ جب تک وہ توبہ نہ کرے گا مینہ نہیں برسیگا۔ آپ نے عرض کی کہ چلو بتلایا جائے تاکہ اس توبہ کو لوں حکم ہوا کہ میں چغلیں رہی کرو۔ دوست نہیں رکھتا۔ پھر کیا میں اس امر کو کر دوں۔ تب اس شخص نے توبہ غیب کی اور اللہ نے اس کے منظور فرمائی۔ اور بارش ہوئی۔ اس شخص میں رادہ نزدیک خود جائے کہ در یکدم کند فتنہ بر پائے۔ یعنی جس راکن نزدیک خود وارم نہ کہ بدگوید تمام ہوسر انجام سے زعم از گرد و جہاں سب زگوں نہ کہ ناپاک جان است و کینہ و دلیا

غیبت آجیبت احد کو یا کل کو کہ آجیبتہ علیہ۔ بھلا خوش لگتا ہے تم میں سے کون کون کھاوے گوشت

اپنے بہائی کا۔ جو مردہ ہو درج، من ذب عن لحم آجیبتہ یا علیبتہ کان حقاً علی اللہ

ان العتق من النار جو کوئی کسی کو بہائی کے گوشت کھائے۔ یعنی غیبت کرنے سے روکے۔ وہ آگ سے دوزخ کی آراء ہوگا۔ اور غیبت کی مثال مردہ سے گوشت کھانے کی۔ اس سبب سے فرمائی کہ غیبت اس کو کھوتو میں جو چٹھہ پیچھے ہو۔ کیونکہ مردہ تو زمین کے اندر ہوتا ہے۔ اور اس کو زمین کے اوپر کھال معلوم نہیں ہوتا۔ اور وہ کسی فعل کے منع کی طاقت رکھتا ہے۔

اسے مسجد غیبت اس کو کہتے ہیں کہ کسی کا ایسا ذکر جس کے من نے سے وہ ناراض ہو۔ بلکہ کسی کے ساتھ بدگمانی کرنا درست نہیں ہے۔ اور یہ باتہ اور اشارہ کہنے سے بھی ہوگی۔ سب حرام ہے، مقصود دوسرے کو سبھا نا ہے جو طور سے ہو۔ حالانکہ غشی اللہ عنہا نے ہاتھ سے بتایا کہ فلاں پست قدم ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ غیبت ہے اور کسی کے من پر بھی بھوکرنا اتنا ہی برا ہے۔ جیسے کہ غیبت۔

غیبت کرنا سوائے کی نیکیاں جس کی غیبت کرتا ہے۔ اس کے نامہ اعمال میں درج کر دیا جاتی ہے۔ جس کی غیبت کی اس کے دفتر سے مٹا دی جاتی ہیں۔

حدیث میں ہے۔ غیبت نیکیوں کو اس طرح کہا جاتی ہے۔ جیسے آگ سبکی لکڑی کو جلا دی ہے۔ اگر ہم جس سے خفا ہوتے ہیں۔ اس کی غیبت کرتے ہیں۔ یہ ہماری حماقت ہے۔ کہ ہم غیبت کر کے خدا کو ناراض کر لیتے ہیں۔ اور اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لیتے ہیں اور اپنی نیکیاں کہ جس کی غیبت کرتے ہیں ان کو دے دیتے ہیں۔ اور رات دن ہم اپنی گفتگو میں حجاب غیبت کر جاتے ہیں۔ اور ہم کو تیر بھی نہیں ہوتی مثلاً ہم نے کہا کہ فلاں زبان دراز ہے۔ فلاں سیاہ قام ہے۔ فلاں بیوقوف ہے۔ فلاں میرنا نش ہے۔ فلاں شیر کی طرح پہاڑ نے والا ہے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ مشائخ صورت جمع ہو کر کہیں۔ دعوت کہا نے جاتے تھے۔

غیبت

غیبت

غیبت

ابراہیم۔ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کو بھی بلوایا۔ وہ بھی اس جماعت میں شامل ہوئے۔ پھر ایک شخص کا انتظار ہوا۔ کسی نے اس جماعت میں سے کہا۔ کہ وہ بڑے میرزہ منش ہیں بڑی دیر میں آویں گے۔ یہ کلام سننے ہی ابراہیم ابراہیم چکے سے چلے آئے۔ کہ یہاں غیبت ہوتی ہے۔ پھر اگر اپنے نفس کو لعنت ملا کی کہ تو نے کھانگی طرح سے مسلمان کی غیبت سنی اور پھر آئندہ ایسی دعوت کھانے سے توہم کی۔ کہ جس میں مومن کی غیبت ہو۔ اور غیبت مثل بجلی کے ہے۔ کہ سب طاعتوں کو جلا کر خاک گستر کر دیتی ہے۔ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا۔ ایک عورت کو بولیں تو زبان دراز ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے غیبت کی۔ معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک گروہ کو دیکھا۔ کہ انکو بھینس کا گوشت کاٹ کاٹ کر کھلاتے ہیں۔ حضرت جبریل نے کہا۔ کہ یہ حال مسلمان بہائی کے غمگاہ اور غیبت اور عیب خواہ خواہ نکالتے والوں کا ہے۔

اگر تو نے کسی کی بھی غیبت کی ہے۔ اس سے معافی مانگ۔ تب اسے مظالم سے نکلیگا۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ جب تو نے کسی کی غیبت کی۔ تو تواضع اوپیشیائی سے اس کے پاس جا۔ اور کہہ کہ میں نے خطا کی۔ اور عرض بولا تو معاف کر اور اگر وہ معاف نہ کرے۔ تو تو اس کی شکر کرنا کہ وہ خوش ہوا اور بخشش اور اگر وہ نہ بخشے تو تجھارت۔ جس کی غیبت کی گئی ہے۔ چاہئے کہ معاف کرے اور عفو کرنا اولیٰ ہے۔ اور عفو کرنا بڑا نیک کام ہے۔ اور اگر کسی غیبت کی گئی ہے وہ زندہ نہیں تو خدا سے اسکی معفرت چاہئے۔ اور اس حالت میں سوچ کہنا روا ہوگا۔ وہ غیبت میں داخل نہ ہوگا۔ جبکہ کوئی نکاح کرنا کسی عورت سے چاہتا ہے یا کوئی غلام خریدنا چاہتا ہے یا کسی کے پاس امانت رکھنا چاہتا ہے۔ اب نکاح حال ٹھیک کہنا روا ہے۔ کیونکہ انکا عیب نہ ظاہر کرے گا۔ تو خریدار کو نقصان ہوگا۔ اور عفو کرے گا تو مسلمانوں کو دغا دینا ہوگا۔ اور ان شخصوں کی شکایت غیبت نہیں۔ بادشاہ ظالم متدبر۔ یعنی بدعتی اور بدعت اسکو کہتے ہیں جو دین میں نئی بات پیدا کی۔ اور جس نے نیا دین پیدا کیا۔ انکی اور بھی خرابی ہو جیسے اکبر بادشاہ نے نیا مذہب نکالا تھا۔

اور جیسے نچر اور قادیانی وغیرہ۔ اور وہ شخص جو گناہ علانیہ کرتا ہے اور اپنے گناہ مخفی نہ کرتا ہو۔ اور اسے کسی سے اپنا عیب کہنے سے غم نہ ہو۔ خواہ نہ الی ملو یا شہاب علانیہ بتا ہو۔ یا مخفی بنے عورتوں کا لباس پہننے میجرڈوں میں مل جاوے۔ یا وہ فسق کو محبوب نہ سمجھے۔ انکا ذکر کرنا روا ہے اور غیبت کرنا زمانہ سے بدتر ہے۔ زمانی کی تو یہ قبول ہے۔ غیبت کرنے والے کی نہیں۔ جبکہ کہ وہ جسکی غیبت کی ہے نہ بخشے۔

نقل ہے۔ کہ کئی نے حسن بصریؒ کی غیبت کی۔ پس آپ نے غیبت کہنے والے کے پاس ایک خوان خرے کا بھیجا اور کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تو اپنی عبادت بطور ہدیہ بھیجتا ہے۔ میں نے چاہا کہ اسکا

بدلہ کروں سچے معاف رہے کہ میں سارا بدلہ نہ کر سکا۔

ادھر فرمایا حضرت علیؓ السلام کہ میں شب معراج ایک قوم پر گذرا کہ وہ اپنے موہنوں کو اپنے
ناخنوں سے نوچتے تھے۔ پس حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ کون لوگ ہیں۔ تو انہوں نے جواب دیا
کہ یہ لوگ لوگوں کی غیبت کرتے تھے۔ اور اپنی عرض سے انکو برا کہتے تھے۔ اور ایمان بن جابر نے کہا کہ یا کرل
اللہ جہاد کچھ سکھائیے۔ کہ میری دستگیری کرے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ کار نیک کو حقیرت جان۔ اگرچہ
تھوڑا سا ہو۔ اور مسلمان بھائی کے ساتھ کشادہ پیشانی سے رہ۔ جب وہ تیرے نزدیک ہو۔ اسکی عیب
جوئی کرے۔ رسالہ فشری میں لکھا ہے کہ جب غیبت کرتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ اس کے آدھے گناہ معاف
کر دیتا ہے۔ اے ایمان والو غیبت سے ہاتھ اٹھاؤ۔ کیونکہ غیبت شرک کا موہن خراب کردہنی والی
ہے۔ غیبت تو غیبت۔ قیامت میں بدگمانی سے پشیمانی ہوگی۔ یہ غیبت کس تاہوئی ہوگی۔ یہ غیبت
ز غیبت برو و تبر و سے بد گوش منہ پر لب غیبت گراں بہا کہ تو ہم انار نہا شی وراں بد ویکر امر لب غیبت
بہج کس بر زبان نہ کہ طاعت ز غیبت مند در زبان نہ بہر غیبت طاعتے کہ شوہد ز غیبت گری کار ہم شد وہ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرُوا قَوْمًا عَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ اَللّٰهُمَّ اِنِّ اِسْمَ
ایمان والو کسی سے مسخرہ نہ کرنا۔ کیا خبر ہے کہ جن سے مسخری کیجاتی ہے وہ مسخرہ بن
کرنے والوں سے اچھے ہوں پھر اس جمیازہ بھگتنا پڑے گا جو نہایت سخت ہوگا۔

فحش

فَيَسْخَرُوا قَوْمًا يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ اَللّٰهُمَّ اِنِّ اِسْمَ
فحش بکرا تہقیرہ اِنَّا نَافِلُ اَنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ اَلْقَوْمُ لَوْ عَلٰی اللّٰهِ مَا لَافْعَلُوْنَ
کہ اے محمد کہ تحقیق اللہ علم نہیں کرتا ہے ساتھ یہی سمونے۔ اور حکم کرتا ہے ساتھ نیک عملوں کے
آیا کہتے ہو تم اور اللہ تعالیٰ کے کہ جو چیز کے نہیں جانتے ہو تم انا لعلناک المستحسنین اے محمد
بیشک دور کیا بنے تجھ سے دکھ دینا اور تمہارا مسخری کرنا۔ مَن لَّكَلَمَ يَكْلَهُ عَسَىٰ لَّكَلَمَ تَكَلَّمَ جَلَسَتْ
لَکَ اللّٰهُ بھائی النار جو کوئی ایسی بات کہے کہ ہمیشہ بننے خدا تعالیٰ اسکو روزخ میں دے
اَلْقَوْمُ لَوْ عَلٰی اللّٰهِ مَا لَافْعَلُوْنَ اَلْقَوْمُ لَوْ عَلٰی اللّٰهِ مَا لَافْعَلُوْنَ اَلْقَوْمُ لَوْ عَلٰی اللّٰهِ مَا لَافْعَلُوْنَ
مَنْ يَسْخَرُ قَوْمًا يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ اَللّٰهُمَّ اِنِّ اِسْمَ
خدا تعالیٰ بالاس عرش سے اسپر لعنت کرتا ہے۔

مَنْ يَسْخَرُ قَوْمًا يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ اَللّٰهُمَّ اِنِّ اِسْمَ
فی الاخرہ جو شخص دنیا میں بہت ہنسے وہ آخرت میں بہت روئے۔ اور جو دنیا میں بہت روئے
وہ آخرت میں بہت ہنسے
مَنْ كَسَحَكَ يَسْخَرُ بِهِ النَّاسُ جو شخص نیا وہ ہنستا ہے اسکا وقار نہیں رہتا ہے۔

فحش بکرا تہقیرہ اِنَّا نَافِلُ اَنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ اَلْقَوْمُ لَوْ عَلٰی اللّٰهِ مَا لَافْعَلُوْنَ

کثرۃ الفحایہ یکتی القلوب تہتہ مار کہہنا دیکھو مردہ کرتا ہے۔
 من صلیح تہتہ کتبی بابا من العلم جبے تہا شہنتا ہے وہ علم سے ورگنڈتا ہے
 کہ صلیح کا قول ہے کہ ہر شے کی پیدی ہے۔ اور پیدی زبان کی فحش بکھتا ہے۔
 خ، فحش بکنے والا۔ اور سووہ بکنے والا طعن کرنا والا۔ لعنت کرنے والا۔ مومن نہیں ہوتا۔

اسے سعید فحش ایسی گفتگو کو کہتے ہیں کہ جس کے سننے سے عوام کو ہنسی آوے اور سیکور رنج پہنچے اور
 جو شخص خط نفس کے لئے جو فحش سننے والا اور بکنے والا۔ اور کسی کی سببی اڑانی جاوے۔ اور کسی پر بھتی ہو
 اور ماوراء الخالی اور دشنام سے کیس کو یا دیکھا جاوے یہی فحش ہے۔ فحش بکنے والا اور سننے والا دونوں گناہ
 میں برابر ہیں۔ اور یہ کتنی خرابی ہے کہ گناہ میں دونوں برابر ہیں۔ اس لئے بعض اوقات فحش بکا جاتا ہے بعض
 سننے والوں کے لئے۔ اور سنانے کے لئے دوسروں کو۔ سننے والا کیوں ایسے جلسوں اور مجلسوں
 میں شریک ہوا۔ جیسے کفر کبریٰ کے نام سے وہی میں مجلس ہوتی تھی۔ چاہیے کہ ایسی مجلس اور جلسوں
 میں شریک نہ ہو۔ اور جو راہ قلعے بلا قصد سننے تو اس کفر میں ہے۔ اس کی پسند خاطر نہ رکھے اور اپنے کو مست
 کرے۔ تو وہ مستی ہے۔ اسے سعید فحش سننے اور بکنے سے بچنے کے لئے یہ خیال کرنا پس ہے کہ کتابان
 اعمال میرے کلمات لیکر خدا کی جناب میں پیش کرتے ہیں۔ اور روز محشر محکم پیش خدا انکو پڑھنا ہوگا
 اس خیال کو جو نظر رکھو۔ وہ فحش سننے اور بکنے سے پرہیز کرنا فحش سننا اور بکنا دونوں منع ہیں۔
 اور یہ باتیں نصیحت ہیں۔ اور آرشا دینی ہے کہ بشت حرام ہوگی ایسے پر جو فحش کلام کرے۔ اور فحش گوئی
 کو دوست رکھے تو اسے مستی نجاست انگے گی۔ اور اسکی بدبوسے اہل بحث گھبرا اٹھیں گے۔ جو کوئی فحش
 گوئی کرے گا اس کا منہ کتے کی مانند ہوگا۔ بعض آدمی کسی سے بے تکلف ہو کرے دشنام دیتے ہیں اور
 جو اسکے جواب میں دشنام سنتے ہیں یہ سخت عیب کی بات ہے۔ اس سے جلد کرنا اولیٰ اسے اور نیک
 بحث وہ ہے کہ جس نے زبان کو فحش بکنے سے روکا۔ اور خاص کر غصہ کی حالت میں۔ فحش تو فحش زبان و راہی
 سے بدتر کوئی چیز نہیں۔ اور بسیار گوئی میں قبیحہ اوقات ہوگی۔ ترجمہ حدیث ہے۔ جو اپنی زبان روکتا ہو
 خدا اسکے علیہ پھر پردہ ڈالتا ہے۔ قہقہہ مار کر ہنسا منع ہے جس میں تمام و انت و کھلائی دے جائے
 ہوں۔ یہ دیکھو یہ کرتا ہے۔ اور ہسم ایسی مسکراتا۔ اس کا مضائقہ نہیں۔ اور ایسی گفتگو کرنا جس سے
 ساجین بے اختیار قہقہہ مار کر ہنسنے۔ اس پر کوئی عذاب ہے اور ساجین پر اکرا۔ اور کسی پر بھتی اڑنا
 یہ بھی فحش میں داخل ہے۔ اور کسی پر بھتی سے نام اور رکھنا۔ جو اس کا نام نہیں ہے۔ جیسے کلو۔ کلو۔
 خبیثی۔ وغیرہ اور کسی کو عرت نام سے دینا اور اسکے حسب حال نہیں ہے۔ جیسے مولانا۔ پیر جی بھونی
 جی۔ یہ سب مور قابل توبہ ہیں۔ اور ان سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ جو نام ہو اس کے ماں باپ کا
 رکھا ہوا۔ وہ لینا چاہیے۔ ایک ہزر گئے لوگوں کو عید کے دن ہنسنے دیکھا تو کہا کہ اگر روزہ انکا قبول

ہوا ہے اس پر ہنسنا۔ کیا یہ شکر گزاری کا مقام ہے۔ اور اگر نہیں قبول ہوا ہے اس پر گریہ و زاری کرنا لازم ہے نہ ہنسنا۔ نقل ہے مصراح میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت جبریل کے ساتھ جارہے تھے ایک گروہ کو دیکھا کہ انگوٹھ کی سونی پر چڑھایا ہے۔ وہ سب چلا رہے ہیں۔ آپ نے جبریل سے پوچھا انہوں نے کہا۔ یہ حال انکا اس سبب سے ہے یہ سر راہ بازار میں بیچ کر لوگوں پر ہنستے تھے۔ لباس اور شکل پر طعن و تشنیع کرتے تھے۔ اور لوگوں کو ہنسنا کے واسطے خراب نام لیکر پکارتے تھے۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ جو کوئی اپنے ماں باپ کو گالی دے۔ اس پر خدا کی لعنت ہو۔

اصحاب نے کہا کہ ایسا کون کریگا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جو کوئی دوسروں کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے وہ اس کے ماں باپ کو دینے لگتے ہیں۔

وَلَا تُسِرُّوا آيَاتِهِ لَا يَكُنْ لِلْمُفْسِدِينَ فَضْلٌ خَرْجِي ذَكَرَهُ الْمَدْفُوعُونَ خَرْجِي كَرِهَ
 دالے کو دوست نہیں رکھنا۔ مَلُوكًا اَقَامُوا لِنَفْسِهِمْ اَوَّلًا لَتُسِرُّوا اَكْثَرُ مِمَّا يَتَذَكَّرُونَ
 فضول خرچ کرو۔ وَلَا تُبَدِّلْ دِينَكَ يَا اَيُّهَا الْمُنْفَكِرِينَ كَالَّذِي اَخْرَجْنَا مِنْ

طَلَقَ۔ یعنی مسلمانوں دولت کو بیجا منت اُڑاؤ۔ اس لئے کہ بیجا اُڑانے والے شیطان کے بھائی ہوتے ہیں۔ اور شیطان اپنے پروردگار کی طاعت کو شکر ہے۔

وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ اَبْشَاطٍ تَبْسُطُهَا مَلَكُومًا مُحْسِنًا۔ یعنی اپنا ہاتھ کھول نہ دے پورا جس سے تو بیٹھ جائے۔ طاعت کیا گیا اور حسد والا حدیث میں ہے مَا عَالَ مِنْ اَقْتَصَدَ۔ یعنی جو کوئی اپنا خرچ متوسط رکھے گا کبھی محتاج نہ ہوگا۔ اور فرمایا۔ آنحضرت نے کہ جو کوئی خرچ تو سطر سے کرے حق نکالے اسکو بیجا نہ کریگا۔ اور جو خرچ میں اسراف کریگا۔ اسکو افلاس میں رکھے گا۔

اے سعید۔ مال و دولت بھی خدا کی نعمت ہے جو اسے بیجا صرف کرتا ہے وہ اس نعمت کی قدر نہیں کرتا۔ اور اس نعمت کی قدر نہ کرنے میں شیطان کا بھائی ہے۔ اور تجربہ سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ دولت کا زوال اکثر ممنوعات شرعیہ میں ہوتا ہے ایک دولت کا بیجا صرف کرنا جو اسلام میں ناجزہوں۔ اس ہی لئے بیجا صرف کرنے والوں کو شیطان کا بھائی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مَا كُنْ تَبْسُطُهَا كُلَّ اَبْشَاطٍ تَبْسُطُهَا مَلَكُومًا مُحْسِنًا۔ اپنا کام آپ کرنا اس بہتر ہے کہ فرض لیکر قرض خواہ کا ہاتھ اپنے گریبان تک پہنچانا۔ قرض حتی المقدور نہ لینا چاہیے۔ قرض لینے والا ہمیشہ بنجیدہ خاطر رہتا ہے۔ روپی روپی بہتر ہے بہ نسبت قرض لیکر دسترخوان آراستہ کیا جاوے۔ اور یہی حقیقت میں تنازع ہے۔ ہمیشہ خرچ آمدنی سے زیادہ نہونا چاہیے۔

کچھ پس انداز ہوتا رہے۔ اور اگر آمدنی سے تہہ بھر بھی خرچ زیادہ ہوتا جائیگا۔ تو رفتہ رفتہ بگاڑ کا سامنا ہوتا جائے گا۔ غیر معمولی اور غیر معلوم خرچ آپ نے پر مصیبت میں پھنس جانا ہوتا ہے۔

اس کی سولی پر چڑھایا ہے

جسکی آمدنی اور خرچ دونوں برابر رہے وہ بھی ایک حد تک اچھا ہے۔ مگر طبعان اسکو نہیں کیونکہ آفات ارضی اور سماوی کا اندیشہ لگا ہوا ہے۔ اور جو کچھ لین انداز کر رہا ہے وہ باعث سرور ضرور ہے۔ خواہ اعمال حسنہ ہی ہوں۔ مگر چقلیل ہی ہو۔ قطرے قطرے دریا بن جاتا ہے اور دانہ دانہ سے انبار۔ ایک ایک حرف سے دفتر۔ غمی۔ شادی کے موقعہ پر خرچ بچا کا خیال کرنا محروم ہے لڑکی اور شادی پر قرضدار ہو جاتے ہیں۔ یہ شریعت کے خلاف نہیں تو کیا ہے؟ لڑکی کو ہینرو دیتے ہیں تو گاؤں و ملک ان گریں کر دیتے ہیں۔ اور سودی روپیہ نکالتے ہیں۔ بازار کا سودا کرتے ہیں۔ اگر مکان و دکان بیچی ہی کو دیدیتے تو اس کے کام آتا۔ یہ فضول خرچی نہیں تو اور کیا ہے۔

ایک نئے نئے۔ اپنی شادی کا قرضہ باجوہ و بچہ دہائی کلکٹری کے بیس سال میں ادا کیا۔ یہ خرچ بچا نہیں تو کیا ہے۔ پتھری و دیر کی واہ وائی خاطر گلہ پنسا، اپنا نہیں۔ جتنی چادر دیکھتے اتنے ہی پیر پھیلائے۔ بقول شخصے۔ فضول خرچی کے لئے قاروں کا خزانہ بھی اکٹھا نہیں کرتا۔ غیر ضروری خواہش کو ہر وقت خیال رکھے۔ تاکہ قرض لین کی ضرورت نہ پڑے اور ہرجانوں کی ڈگری سے بچا رہے۔ روپیہ حاصل کرنے سے زیادہ شکل اسکو سلیقہ سے صرف کرنا ہے۔

نام آوری کے واسطے فضول خرچی عموماً ہندوستان میں یہ دہا ریا دیکھی جاتی ہے۔ ساعت بھری عارضی نام آوری اور نمود کے لئے اپنا گھر تک بیچ کر شادی میں لگا دیتے ہیں۔ اور جب زمانہ ذرا رنگ بدل دیتا ہے تو وہی۔ جو کل تر قلم کے مدارج سے آج فضول خرچی کی حماقت پر قہقہہ لگاتے ہیں۔

فضول خرچی کرنے سے یہ نوبت ہو جاتی ہے کہ کسی سے قرض مانگنا پڑتا ہے۔ اور کسی دانشمند کا تو ہے کہ قرض مانگنا۔ اور موت کا سامنا برابر ہے۔ یعنی دنیا دار کو جیسے مرنا مشکل کا سامنا ہے اور ایسے ہی غیر تمدن کو مانگنا مشکل کا سامنا ہے اور فضول خرچیاں۔ زیادہ تر بازیوں میں ہیں اور بازیوں سب اسراف و جوا میں داخل ہیں۔ خواہ کبوتر بازی ہو یا پتنگ بازی اگر شرط کے ساتھ میں تو جوا ہے۔ اور بلا شرط بھی جو ممنوع ہے۔ اسے سعید۔ گنگوے کے سچے دوڑنے والے کو سنجیدہ صاحب نے شیطان فرمایا ہے۔ اور فرمایا آنحضرت نے۔ لوٹے لٹے شے جسکی طرف لوگ نگاہ اٹھا کر دیکھتے ہیں۔ اور پھر بھی وہ موہن ہے۔ یعنی یہ کرنا صاحب ایمان کے خلاف ہے۔ اور کا لوٹنا مراد ہے۔ ولہذا علم بالصواب ڈور کو کوٹ لینا۔ اس میں ایک اعتبار سے پتنگ کے لوٹنے سے بھی زیادہ قباح ہے۔ کیونکہ پتنگ تو ایک ہی کے ہاتھ آتی ہے اور ڈور تو میموں کے ہاتھ لکھتی ہے بہت سے آدمی گناہ میں شدید پہوتے ہیں۔ تمام آدمی کے گنہگار ہونے کے باعث وہی پتنگ لڑانے والے ہیں۔ فضول خرچی کے ساتھ گناہ بھی لازم آتا ہے۔

اسی طرح فضول خرچی میں آتش بازی بھی ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مت ڈالو اپنی جان کو ہلاکت آتش میں۔ اور فرمایا۔ آپ نے جو نکو پاس پڑوس والو کو خطے میں مت ڈالو۔ بالخصوص شب برات میں یہ خرافات کرنا جو کہ ہنایت متبرک شب ہے اور نیز متبرک جگہ میں بطرح طاعت کرنے سے جو برکتا اسی طرح معصیت کرنے سے گناہ بھی زیادہ ہوتا ہے۔

کبوتر بازوں کی عادت دوسروں کے کبوتر بچکڑے کی ہے۔ یہ سر تسلیم و غضب ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ اگر کسی کا حق کسی کے ذمہ رہ گیا ہو گا تو قیامت کے دن ظالم کی نیکیاں مظلوم کو اور مظلوم کے گناہ ظالم کو دینے جاویں گے۔ پھر ظالم و دوزخ میں ڈالا جاوے گا۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب دو مسلمان ناحق آپس میں لڑیں۔ اور ایک دوسرے کو قتل کر دے۔ تو قاتل اور مقتول دونوں نرخی ہیں۔ کیونکہ مقتول کا بھی جی چاہتا تھا کہ وہ اس کو قتل کرے۔ اسی طرح جو کسی کا کبوتر بچکڑے گا۔ وہ بھی گناہ گار ہے۔ اور خلاصہ کلام یہ ہے کبوتر اڑانا دوسرے کے کبوتر بچکڑے کے لئے جو ہے میں داخل ہے۔ اور جو اس نیت سے نہیں اڑاتے۔ تو انہی شان میں آنحضرت کی یہ حدیث ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ ایک کبوتر باز کو حضرت نے دیکھا کہ کبوتر اڑا رہا ہے۔ فرمایا۔ کہ شیطان شیطانی کام کو پیچھے پڑا ہوا ہے۔ اور قرآن شریف میں حکم آیا ہے وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكَرُودٌ عَدُوٌّ مُبِينٌ مت چلو شیطان کے قدموں پر یعنی شیطان کے بہکائے میں مت آؤ (وہ تمہارا دشمن ہے صریح)۔ فوضو خرچی میں داخل ہے شادی کے موقع پر ناچ کرنا۔ علاوہ فضو خرچی کے اور بھی مصرتیں ہیں۔ نا محرم عورت کو اہل مجلس دیکھتے ہیں۔ جو انکھ کا زنا ہے۔ اس کے بونٹے اور گانے کی آواز سننے ہیں۔ جو کان کا زنا ہے۔ جو اسطوف آواز سکر آئے وہ پاؤں کا زنا ہے۔

اب جتنے آدمی اس طرح کی مجلس میں جمع ہونگے۔ ان سب کا عذاب نالج کرانے والے پر ہوگا۔ اور جن نے اوگائے والے پر مبتلا ہوا۔ اس کا بھی عذاب نالج کرانیا لے پر ہوگا۔ جو باعث ہو جائے کسی کے گناہ کا وہ بھی شدت یکساں کے وبال کا ہوتا ہے۔

فقیر و فقر

وَاللَّهُمَّ الْغَنَى وَالْغَنَى وَالْفَقْرُ وَالْفَقْرُ یعنی خدا سب نیاز ہے۔ اور سب فقیر ہیں۔ الْفَقْرُ تَحْقِیرُ جی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رزق نبی جبر سے ہے۔ اور درویش میرا جزو بدن ہے۔ حُبُّ الْفَقْرِ رَحْمَةُ الْخَلْقِ اگلیاؤ و بھائیو! الْفَقْرُ آءِ مَنَ أَخْلَاقِ الْغِنَى عَزِيمَةُ الدُّنْيَا کا دوست رکھنا خود سے غمراں سے اور درویشوں کو دشمن رکھنا فحش کی خواہش۔ اِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْفَقْرَ اَذَا الْمُسْلِمِ الْمُسْتَعْفِفَ بِالْعِيَانِ۔

خدا نضر و جل و دست رکھتا ہے فقیر و مومن و پار سا کو۔ جو عیال دار ہو۔

اَلْفَقْرُ خَيْرٌ نِّبَاةٍ مِّنْ خَيْرِ اَيِّنَ اللّٰهِ وَرِثَتِي خَيْرٌ اَمْسَبَ۔ غزوہ جمل کے خزانوں سے۔

آتش بازی تصور یا فوضو خرچی ہے
شیطان کے بہکائے میں مت آؤ

لَيْسَ سَائِئِي مَقْتَضٍ حَتَّى أَفْقَرَ، أَوْ هَرَجَزِي لَيْسَ هِيَ - اور فقر کو دوست رکھنا جنت کی کنجی ہے
 أَفْقَرُ مِمَّنْ أَمَرَ اللَّهُ تَعَالَى دُرُوشِي كَرَامَتٍ هِيَ الْمَرْغَاةُ لِي كَرَامَتِهِمْ سَهْلًا -
 أَفْقَرُ شَيْئِي لَا يُعْطِيهِ اللَّهُ إِلَّا قَبِيحًا مَرَصِيلاً - درویشی ایسی شے ہے نہیں دیتا خدا یہ تعالیٰ
 سوائے پیغمبروں و مرسلوں کے۔

فقیہ اس کو کہتے ہیں کہ اپنی ضرورت کی چیز کا محتاج ہو۔ آدمی کو اپنی ہستی کی حاجت ہے۔ اور اپنی ثبات
 و بقا کی۔ اس کے بعد غذا و مال کی اور بیت سی چیز و شئی حاجت رہا کرتی ہے۔ ان تمام سے کوئی چیز
 اس کے ہاتھ میں نہیں۔ اور غنی ہے کہ اپنے سوائے دوسرے سے بے نیاز ہو۔ اور یہ خدا کی
 ذات ہے۔ والہ تعالیٰ و انتم الفقراء۔

اہل تصوف فقیہ اس کو کہتے ہیں جو اپنے کو محتاجی اور لاچاری کی صفت سے دیکھے۔ اور اہل تصوف
 کے پاس تین حالتیں فقر کی ہیں۔ ایک حالت اسکی یہ ہے کہ اس کے پاس مال نہ ہوتی المقدر
 و ہونڈا رہے۔ ایسے کو فقیر کہتے ہیں۔ دوسری حالت یہ ہے کہ مال طلب نہ کرے اور
 اگر اسکو دیوں تو بھی نہ لے۔ اور مال سے بیزار رہے۔ ایسے کو فقیر زاہد کہتے ہیں۔ اور تیسری حالت
 فقر کی یہ ہے نہ ہونڈے نہ طلب کرے بلکہ دیوے تو نہ لےوے۔ اور قناعت اختیار کرے ایسے
 کو فقیر قائم کہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ درویش شگدست و پار کو دوست رکھتا ہے
 اور ہلالِ شب سے حضرت نے کہا کہ کوشش کر مرنے وقت تک تو درویش رہ تو نگر نہیں۔ اور ارشاد
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ میری امت کے فقیر و متوسلین سے پانچ سو برس پہلے بہشت میں جائیں گے۔ اور فرمان نبی
 ہے۔ اسے درویشوں نے دل سے درویشی پر راضی رہو۔ تاکہ فقیر کا ثواب ملے اور بہشت کی کنجی فقر
 صابر کی دوستی ہے۔ کیونکہ وہ قیامت کے دن خدا تعالیٰ کے مقرب ہیں۔ حق تعالیٰ نے حضرت
 اسماعیل علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ جب کو شکستہ و لونگے پاس پاوے گا۔ اور ابھی لوگ حساب ہی دے
 رہے ہونگے۔ درویش جو راضی برضائے الہی تھے وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

فقر کو لازم ہے کہ فقر و فاقہ کی شکایت نہ کرے۔ اور تو نگوں کے ساتھ اختلاط نہ کرے۔
 سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جب کوئی درویش تو نگوں کے پاس آیا کرے تو سمجھو کہ وہ
 ریاکار ہے اور جب کسی سلطان سے ملے تو سمجھو کہ چور ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ جب جبکو
 بن مانگے کوئی چیز دیں تو وہ ایک روزی ہے۔ جسے خدا نے رواد کی ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے فرمایا ہے کہ کبھی ایک دم ایسا ہوگا۔ جو لاکھ درم پر سبقت لے جائے۔ لوگوں نے حضرت
 سے پوچھا۔ کہ ایسا کب ہوگا۔ جب دو درم والا شخص۔ ایک درم کیکو خیرات دے تو یہ افضل ہے
 لاکھ درم سے۔ جو کوئی مالدار کیکو دیوے۔ حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ ادیس قری۔

رحمۃ اللہ علیہ نے تین راتیں برابر نہ کچھ کہا یا نہ چیا۔ جب بھوک کا نہایت غلبہ ہوا تو پہاڑ پر چلے گئے وہاں جا کر پتے کہاٹے شروع کئے۔ ناگاہ یکجہن تو زمین پر دینار و سدرن پڑے ہیں۔ چھینچال نہ کیا۔ پھر دیکھا تو ایک بکری گم روئی لیکر آئی۔ التفات نہ کیا۔ کہ واسعہ عالم کس کے لئے لائی ہے۔ جب بکری نے بزبان فصیح کہا کہ اویں یہ تیرا جی رزق ہے رزاق حقیقی نے بھیجا ہے۔ تب اس کے ہاتھ سے روٹی لے لی۔ اور فرمایا۔ آنحضرت نے۔ اسے عائشہ اگر تم مجھ سے ملنا چاہتی ہو۔ اور قیامت کو میری ہمنشین پسند کرتی ہو۔ تو کافی ہے تم کو دنیا سے ٹکرا روٹی کا بقدر سدرن مثل ٹھوٹھ سوار کے۔ اور فرمایا کہ اذنیار کی مجلس میں نہ بیٹھو اور کپڑے پر جھٹک پیوند نہ لگا لو نہ بدلو۔

(مترجمہ حدیث) جو مسلمان فقیر ایک باز اسے دوسرے باز میں گذرتا ہے۔ اور اس کا دل کسی چیز کو چھتا ہے اور پیسہ نہیں رکھتا کہ خرید کرے۔ پس اس کا صبر کرنا۔ اور پرہیز کرنا ضرور دم صدقے زیادہ ہے اور یہ بھی فرمایا ہے۔ جو فقیر فقر پر راضی ہے ہر دن اس کے لئے ایک شید کا اجر ہے۔ اور یہ بھی آنحضرت نے فرمایا ہے۔ مومن فقر کی حرمت حق تعالیٰ کے نزدیک ساتوں آسمانوں اور زمینوں اور فرشتوں اور دو زبانوں جیٹکوں اور پہاڑوں اور چوچوں اس میں ہے سب بڑھ کر ہے۔ اور فرمایا۔ کہ فقر کی بزرگی انبیاء پر ایسی ہے۔ جیسے میری بزرگی ساری خلقت پر ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جو مر گیا اور کوئی دینا و درم نہ چھوڑا ہو یعنی فقیر ہو کر مراد ہو۔ اس سے پہلے کوئی غنی جنت میں داخل ہونگا۔

اسے سعید السعد دعا کر۔ اللہ تعالیٰ جگہ زمرہ فقر میں شامل کرے اور سب غافل کو کے اٹھا کرے۔ اور آنحضرت نے قبروں کے قاصد کی نظم کر کے فرمایا ہے۔ **مَرْجَبَاکَ وَحَسْبُ نَسْتِ مِنْ عَذَابِکَ**۔ تو ایسی قوم کے پاس سے آیا جنگلوں و دست رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ فقیر کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھو۔ جگہ انکی مٹی سے پیدا کیا ہے۔ اور فقیر کو نبشت کی مٹی سے۔ فقیر وہ ہے کہ مال مشتبہ نہ لے۔ اور جو بر ملا لیکر اور مخفی حاجت مند و نکو دے وہ صدیق ہے۔ فتح معنی کے پاس کسی نے پچاس درم حاضر کیے۔ آپ نے فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے۔ کہ جب کوئی کسی کو بے سوال کچھ دے۔ اور وہ اس کو رد کرے۔ تو گویا خدا کی عطا کو رد کیا۔ اس لئے یہ کہہ کر ایک درم اٹھالیا۔ اور باقی بھیڑ نہ لے۔ اور بشر حافی نے کہا ہے۔ کہ فقیر کے تین درجے ہیں۔

پہلے درجہ والے مانگتے نہیں اور دیوے تو لیتے نہیں۔ یہ لوگ علیٰ علیین ہیں۔ روحوں کے ساتھ رہیں گے۔ دوسرے درجے والے جو نہیں مانگتے پر اگر کوئی دیوے تو لے جیتے ہیں۔ یہ فقریوں کے ساتھ فردوس میں رہیں گے۔ تیسرے درجے والے جو مانگتے ہیں۔ مگر بے ضرورت نہیں مانگتے۔ یہ لوگ اصحاب الیمین ہیں۔

اور حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا ہے۔ اسے محمد حق تعالیٰ نے آپ پر سلام بھیجا ہے۔

فقیر و غنی

اور کہلے اگر آپ کہیں تو ہم تمام روئے زمین کے پیار و نیکو سونا بنادیں جس جگہ حاجتہاں سے ملے ہوں۔ آپ نے کہا اے جبریل دنیا نہ رہنے کی جگہ ہے۔ مال بیکٹے کا ٹھکانہ ایسی جگہ میں مال جمع کرنا بے عقولوں کا کام ہے۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت فاطمہ زہراؑ کی بھانجی سرور کائنات کے رو برو لائیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا ہے؟ کہا میں نے روٹی پکائی تھی۔ میرا جی خوش نہیں ہوتا جب تک حضورؐ کے لئے نہیں ملاؤں۔ آپ نے فرمایا یہ بلا طعام ہے۔ جو میسر سے دن تیرے باپ کے منہ میں جاتا ہے۔ آپ نے اس درجہ کا فقر اختیار کیا۔ کہ آپ نے گھر میں فاقہ ہی رہتا تھا۔ آپ کی دعا تھی خداوند امیری فقیروں ہی میں وفات کیجو مالداروں میں نہیں اور چشمہ یسین میں کھجور۔ اور فرمایا جو کوئی رات دن سرورِ ستارہ پر رہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اَللَّهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ الْعُلَیَّیْنَ۔ دنیا میں اس قدر دیر ہو تو میں وحشت میں نہ ہو۔ آخرت میں جنت نصیب ہو۔

یَضْرِبُ النَّاسُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَتَّقُوْنَ۔ یعنی اللہ تعالیٰ بیان کرتا ہو لوگوں کے لئے مثلیں شاید کچھ سوچیں فکر کریں۔

رَفِیْقُ النَّفْسِ کُمُ اَفْلَا تَبْصُرُوْنَ۔ پہلے اپنی ابتدائی پیدائش کا خیال کرو۔

(ح) فَأَثَرُ مَا بَقِیَ عَلٰی مَا فِیْہِیْ پس اختیار کرو باقی چیز کو فانی کر۔ و معلوم چیزوں کا ذہن میں حاضر کرنا فکر کرنا جس سے تیسری بات ذہن میں آجاوے۔ مثلاً۔ ایک بات یہ جانتا ہے کہ آخرت باقی ہے دوسری بات یہ جانتا ہے کہ باقی قابلِ ترجیح ہے فانی کر۔ ان دونوں سے تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ آخرت قابلِ ترجیح کے ہے۔ پس انسان کو ہر امر میں خیال اور فکر کرنا چاہیے۔ اور خدا علیٰ اپنی پیدائش کی ابتدائی حالت میں کہ کیونکہ خدا نے تجھ کو ایک بوند پانی سے پیدا کیا۔ اور اس کے پہلے باپ کی پیٹھ میں من بعد ماں کے رحم میں جگہ دی۔ غرض کہ اس قطرہ آب تیری پیدائش کا تخم کیا۔ اور ماں باپ پر شہوت کو موکل کیا۔ اور ماں کے رحم کو اس کی زمین بنائی۔ اور مرد کے لطف کو بیج بنا کر ہر ایک کو شوق دیا کہ وہ بیج زمین میں لویا جاسے۔ پھر اس تخم کو خونِ جیفت سے پرورش کیا۔ لطف کو پہلے علقہ یعنی نون بستہ میں بعد رضعہ گوشت کا ٹکڑہ کیا۔ پھر اس میں جان بھری۔ اور ایک ضعف واسے خون سے بچہ میں قسم قسم کی چیزیں پیدا کیں۔ جیسے۔ چمڑا۔ گوشت۔ عروق۔ ہڈیاں پھر کان۔ منہ۔ پیشانی اور دوسرے اعضا بنائے۔ رعد کو گول بنایا۔ دونوں ہاتھ پاؤں لیے بنائے۔ اور پانچ پانچ انگلیاں واسے پیدا کئے۔ پھر آنکھ۔ ناک کیں ہر ایک کی شکل جدا جدا۔ اور صفت کچھ اور مقدار مختلف بنایا۔ ہر ایک کے کتے حصہ کیے۔ ہر ایک کی پوریں بنائیں۔ اور ہر ایک کے عضو کو گوشت پوست رگ استخوان سے ترکیب دی۔ اور تیری آنکھ جو مندر میں باوہام سے مشابہ ہے۔ اس کے سات طبقہ بنائے۔ ہر ایک کی صفت الگ الگ ہے۔ اگر ایک طبقہ بھی ان میں سے بگڑے۔ آنکھ ناکارہ ہو جاسے۔ بینائی نہ رہے۔

ہر عضو قابل فکر ہے۔ اور ساری ہڈیاں ایک دوسرے سے لگی ہوئی ہیں۔ کھانسی کی طرح اور پھر سیدھا بھی ہو جاتا ہے۔ اور جہک بھی جاتا ہے۔ الغرض خدا نے تیرے بدن میں دو سو سینتالیس ہڈیاں پیدا کیں۔ ہر ایک کا فائدہ جدا جدا ہوا کرتا ہے۔ اور ان سب کی پیدا نش ایک ہی بوند سے ہے۔ اور اگر ان ہڈیوں میں ایک بھی کم ہو۔ تو تیرا کام اٹک جاوے۔ اور اگر زیادتی ہو تو تیرے آرام میں خلل ہو۔ پھر تیرے بدن میں تین حوص بننے کے ایسی نہریں سارے بدن میں بہائیں۔ ایک حوص نماغ کا ہے۔ جس سے اعصاب کی نہریں بہتی۔ اور تمام تن کو پہنچتی ہیں۔ تاکہ جس و حرکت کا فیض جاری ہوئے اور ان میں ایک نہر کو پشت کے اندر رکھنا تا اعصاب مغز سے دور رہوں۔ دوسرا حوص جگر کا ہے۔ اس سے رگوں کو ہفت اندام کی طرف پھیلا یا۔ تا غذا اس راہ سے پہنچے۔ تیسرا حوص دل کا ہو اور اس سے شراہیں یعنی رگیں تمام بدن میں بھیلانیں۔ تاکہ روح کا فیض جاری ہو۔ اور دل سے ہفت اندام میں سرایت کرے پس سوچ کہ تیرے ہر عضو کو خدا نے کس حکمت و صنعت سے اور کس کام کے واسطے بنایا ہے۔

آنکھ کے ہر حصے سے قادر مطلق کی صنعت گری ہویا ہے۔ پلک کے چمڑے کو ایسا بنایا تاکہ گرد و غبار سے آنکھ کو بچاوے۔ اور شرکان بھی سیدھی۔ اور سیاہ سن و جمال۔ اور قوت بصارت کی خاطر پیدا کیں۔ تا غبار کے وقت آنکھ بند کرے۔ اور چشم محفوظ رہے۔ اور اس کے درمیان سے تو دیکھ سکے۔ اور کچرا اور پر گڑے تو پلکیں اسکو آٹنے نہ دیں۔ اور آنکھ کی نگہبان ہو جاویں۔ اور تاکھ کا گھر جو اس قدر چھوٹا ہے۔ آسمان کی صورت جو اس قدر بڑی ہے۔ جب تو آنکھ کھولتا ہے تو ایک پل میں دو نو نظروں سے نظر آتا ہے۔ اور دو نزدیک سب برابر مشاہدہ کرتی ہے۔

اور کان کو پیدا کیا۔ اور گڑ و امیل اس میں رکھا تاکہ کوئی کیڑا۔ اس میں نہ جاوے۔ پھر کان کا صدف پیدا کیا تاکہ آواز کو جمع کر کے۔ کان کے سوراخ میں پہنچاوے۔ صدف کان سے کیسی خوبصورتی بخشتی۔ اور اس راہ کو پیچ و پریچ اس لئے بنایا۔ کہ جب تو سوجاوے۔ اوچھوٹی کان میں جانا چاہے۔ تو راہ اسپر و راز ہو۔ اور وہ پھر سننے لگے۔ تو ہوشیا ہو جاوے۔ اس طرح منہ اور ناک سب عضوناور ہیں۔ ماحصل اس گفتگو کا یہ ہے کہ تو فکر کر کے۔ رب کی حکمت اور عظمت اور لطف و رحمت اور علم و قوت سے تو واقف ہو جاوے۔ کہ تیرے سر کے نیچے پاؤں تک ہزار ہا عجائبات موجود ہیں۔ باطن عجائبات اور دماغ کے خزانے اور جس وادراک کی قوتیں جو اس میں رکھی گئیں ہیں۔ سب سے عجیب ترین۔ بلکہ جو فوائد سینے اور شکم کے اندر ہیں۔ انکا حال بھی ناور ہے۔ کیونکہ خدا نے معدے کو ایک ٹیگ کے مانند بنایا۔ جو ہمیشہ جوش میں رہتا ہے۔ جب تک کہا نا اس میں پکے اور جگر اس طعام کا ہونا تک ہے۔ اور کین اس خون کو صنعت اندام

ملک پہنچا دیتی ہیں۔ اور صنت آفرینیہ کو دیکھتا ہے کہ پانی کی قطرہ پر انسان کے ظاہر و باطن میں ایسا نقش و نگار کیا نہ قلم موجود ہے۔ نہ نقاش بھرے صانع حقیقی کی عظمت سے تو فکر نہیں کرتا۔ اور اسکی علم و قدرت کو کمال تجھے متفکر نہیں کرتا۔ اور اسکی شفقت و رحمت کو تعجب کی نظر سے نہیں دیکھتا۔ جب رحم میں خدا کا محتاج تھا۔ اگر وہاں تو منہ کھولنا خون جھن اندر سے نہ وہ تیرے متحد میں پہنچا اور تو ہلاک ہوتا۔ لہذا نافرمانی کی راہ تیری غذا کا پہنچانا مقرر کیا۔ پھر حریب نو رحم سے نکالانا تو کو بند کر کے تیرا منہ کھولا۔ کہ ماں اندر سے تجھے غذا دیوے۔ اور تیرا بدن اسوقت میں نازک اور ضعیف تھا۔ سخت چیز کو کھانے کی توجہ میں قوت نہ تھی۔ ماں کے دودھ سے تیری غذا مقرر کی اور ماں کی چھاتی سے پستان لگا کر انکسار تیرے منہ کی مقدار بنایا۔ تا تیرے ہنر و قدرت کے اور ایک قدرتی گناہ کو عورت کے سینہ میں بٹھا دیا۔ تا لال لہو کو۔ جو وہاں آتا ہے سفید کر کے اسکا دودھ بنا دے۔ اور پاک و لطیف کر کے بھی دیا کرے۔ اور تیری ماں کے دل میں اتنی شفقت و دلدلی کہ اگر ایک آن کو گریہ نہ رہے تو وہ بھرا رہ جاتی ہے۔ اور جب شبیر بخوارگی میں دنیاں کی حاجت نہ تھی دانت نہیں دیتے۔ تا تیرے دانت سنت مانگی چھاتی مجروح نہ ہو۔ اور جب کما کی طاقت تجھ میں آئی۔ اب وقت ضرورت کے تیرے دانت اگائے۔ تا سخت طعام کو تو چاہے کہ وہ آدمی امنی ہوگا۔ کہ آفریدگار عالم کی اسی قدرت دیکھہ بخو نہ ہوا اند فکر نہ کرے اور اس کے کمالی لطف و مرحمت میں حیران ہو کر جلال و جمال الہی کا عاشق نہ بنے اور جو کوئی ان عجائبات کو مسموے اور اپنے تن کے احوال کی اسے خبر نہ ہو۔ بڑا حیوان اور نادان ہوگا۔ اس نے اپنی عقل کو جو ایک قیمتی گوہر ہے ضائع کر دیا۔ اسکو فقط اتنی خبر ہے کہ جب بھوک لگتی ہے تو اپنا کھانا کھاتا ہے۔ اور جب عقد آتا ہے تو کسی پر حملہ کرتا ہے۔ بوستان معرفت الہی کی اسے کچھ نور و نکی طرح محروم رہ گیا۔ آدمی کی تہذیب نے اسے یہاں اتنا بیان کافی ہوگا۔

اللہ کی عجائبات میں ہیں۔ جانوروں میں بھرسے لیکر ہاتھی تک اور زمین کو خیال کر کے کھڑے اسکو تیرا بچھونا بنایا۔ اور ایسی وسعت اسے دی کہ اس کے کنارے تک پہنچ نہ سکے۔ اور پہاڑ کو بھی نہیں کہیں۔ تا زمین تیرے قدم کے نیچے قائم رہے۔ اور تیرے قدم کے نیچے سے پانی نکلا۔ اور اگر سخت بھرسے پانی کو نہ روکتا۔ پانی ایکبارگی جوش کر کے دنیا کو غرق کر دیتا۔ اور خزاں کو دیکھہ کہ روئے زمین جھی ہوئی خاک ہے۔ منہ اس پر پڑتا ہے۔ وہ کس طرح زندہ ہوتی ہو اور گل بوٹوں سے رنگارنگ کی کیسی زمین ہو جاتی ہے۔ اور برسوں دار و درختوں کا خیال کر۔ اور اس کے حسن صورت اور ذائقے اور بو اور منفعت کو دیکھہ۔ کوئی قبیح۔ اور کوئی شدید۔ کوئی تہش۔ ایک خاصیت یہ کہ بیمار کر دے۔ اور ایک کی ممانعت یہ کہ شفا بخشنے۔

پس خدا کی چشمیں موجود ہیں اور کوئی چیز اس کی عنایت سے خالی نہیں۔ پس انسان کو چاہیے کہ چشمِ عبرت کو کھلے لکیر اس واحد لائبریری کی عبادت سے غافل نہ رہے۔ اور کوئی فکر سوائے فکرِ عاقبت کی نہ کرے۔ اسے سعید و دنیا میں سب کاموں سے مشکل اپنے نفس کا پہنچانا ہے۔ اور اس کو دنیا سے باز رکھنا ہے۔

قانع قانع من اقتصد جو کوئی خرچ متوسط رکھے کہی محتاج نہ ہوگا۔ حدیث ہے زہد خواہش نہ کرنا اور خواہش کا روکنا قناعت ہے۔ اور قناعت کا نتیجہ اطمینانِ خوشی و رضامندی اور شکر گذاری ہے اور جو شان و شوکت نہ چاہے دیگا۔ وہ قانع ہے

اسے سعید نیک نصیب وہ ہے جو اس کو میسر ہو وہ اس پر قانع ہو اور شرفِ باسلام ہو۔ فرمایا آنحضرتؐ نے۔ اسے درویشوں و دل سے درویشی پر راضی رہو تاکہ ناکہ فکر کا شائبہ اور درویشی سے کٹو ثواب حاصل نہیں اور خدا کے نزدیک بندوں میں بہت دوست وہ ہے جو اس مقدار پر کہ اس کو ملا ہو قناعت کرے۔ اور حق تعالیٰ سے راضی رہے اس روزی میں جو اس کو دیا ہے۔ اور قیامت میں درویشی اور توکل و دلوں آرزو کیلئے کاش بہکو دنیا میں اپنی خوراک سے زیادہ نہ ملا ہوتا۔

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ قیامت کے دن حق تعالیٰ فرشتوں سے پوچھے گا۔ میرے قاص اور قبول بندے کہاں ہیں۔ ملائک کہیں گے وہ کون ہیں حق تعالیٰ فرمائے گا۔ درویشانِ مولیٰ میری بخشش پر راضی تھے۔ ان سب کو جنت میں لجاؤ۔ وہ جنت میں جاویں گے۔ حالانکہ ابھی اور لوگ حساب دیر رہے ہونگے نہ زور قناعت برافروزیجاں نہ اگر خواہی از نیک بخشی نشان پڑے درویشوں خوش ہونے کا مقام ہے کہ درویش تو نگروں سے پانچ سو برس پہلے جنت میں جائینگے۔ ایک شخص عام بن عبد قیس سے ملا اور انکو دیکھا کہ روٹی کو سبزی کے ساتھ کھاتے تھے۔ کہا کیا آپ نے اتنے پر قناعت کیا ہے۔ کہا۔ ہاں۔ اور فرمایا کہ بعضے آدمیوں کو دیکھتا ہوں۔ اس کم تر قناعت کیئے ہوئے ہیں۔ پوچھا وہ کون ہیں۔ فرمایا کہ جو آخرت کو دنیا کے بغیر میں خریدتے ہیں۔

حکایت بادشاہ عبد الملک ابن مروان کے دربار میں۔ ایک عا دوگر کا لڑکا آیا۔ اور اپنا قصہ اس طرح بیان کیا کہ میرا باپ مجھ کو ہٹائے الٹی سے پچھن میں چھوڑ کر گیا تھا۔ اور میری ماں کے ہاتھ میں بہت مال آیا تھا اور میری ماں مجھ کو بہت چاہتی تھی۔ اور جو میں اپنی ماں سے مانگتا تھا۔ وہ مجھ کو دیدتی تھی۔ اور میں جاوے جا صرف کرتا تھا۔ اور میری ماں ہرگز مجھ سے نہ پوچھتی تھی کہ کیا کیا تو نے۔ اور جب بیت دن بچھے اسی طرح صرف کرتے گذرے۔ اور میں جوان ہوا۔ میرے دل میں آیا۔ کہ اپنی ماں سے پوچھوں کہ اس قدر مال میرے باپ کو کہاں سے ملا۔ میں نے اس سے دریافت کیا۔ اس نے کہا اسے میرے بیٹے۔ مجھ کو اس پوچھنے سے کیا مطلب کہا اور عیش کر اور بقدر تو چاہے تو صرف کر اور حال اس مالکامت پوچھ۔

لکھا درویشی

یہی اچھی بات ہے۔ میں نے سب سے پہلے اس کلام کے بہت مبالغہ کیا۔ اور میری ماں مجھے گھر کے اندر لے گئی کہ مال کی افراط و تفریط! اور یہ کہا کہ کیا یہ سب تیری ہی ملک ہے۔ اور یہ تیری کئی پشت کو کافی ہے تجھ کو کیا پروا ہے کہ وہاں اس مال کی دریافت کرے۔ میں نے کہا، بخود ضرورتاً نہ چاہیے۔ کہ اس قدر مال کیسے جمع ہو سکتا ہے۔ اسے کہا، کہ تیرا باپ ساحر تھا۔ اور یہ تمام مال سحر سے جمع کیا تھا۔ جب بات میں نے سنی اپنے دل میں فکر کیا کہ مال کی روٹی پر قنوت کرنا بے ہمت لوگوں کا کام ہے۔ بچہ کو چاہیے کہ میں بھی سحر سیکھوں اور جیسا کہ میرے باپ نے اتنا کثیر مال جمع کیا تھا۔ میں بھی اپنی قنوت بازو سے جمع کروں۔ اپنی والدہ سے دریافت کیا۔ کہ کوئی خاص شخص میرے باپ کے رفیقوں اور پیاروں سے اس ملک میں باقی نہ رہا۔ کہ میرے باپ کے بھیدوں سے واقف ہو۔ اور جو عمل میرے باپ کو معلوم تھے۔ انکو بھی معلوم ہوں۔ کہا۔ فلاں شخص فلاں سے قصہ میں رہتا ہے۔ میں نے اسان سفر درست کیا۔ اور اس شخص کے پاس پہنچا۔ اور ہدایت اور سکھایا۔ اور اس کے پاس آگے اس کے پاس بیٹھا۔ اس نے مجھ کو نہ پہچانا۔ اور پوچھا کہ کون ہے تو۔ اور کہاں سے آیا ہے۔ کہا میں نے فلاں شخص کا چچا ہوں۔ جو دوست تمہارا تھا۔ جب نام میرے باپ کا سنا۔ مجھ کو گلے لگایا۔ اور شفقت کی اور اس کے بعد پوچھا کہ کیا حاجت ہے تجھ کو۔ اور کس مطلب کے واسطے آیا ہے۔ تیرا باپ تنہا مال چھوڑ گیا ہے۔ کہ کوئی پشت تک تیری کافی ہے۔ میں نے کہا واسطے احتیاج مال کے۔ نہیں آیا ہوں۔ واسطے تحصیل علم جادو کے آیا ہوں۔ اسے کہا کہ اسے فرے ہرگز یہ خیال مت کر۔ اس میں کچھ فلاح نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ میں تمہارا چچا نہ چھوڑوں گا۔ جہتک مجھ کو مانند باپ کے جادوگر کامل نہ بنادو۔ وہ ہر چند نصیحت کرتا۔ میں باز نہیں آتا تھا۔ لاچار ہو کر کہا کہ فلاں روز۔ فلاں گھڑی آجانا۔ جب وہ دن وہ ساعت آئی میں تیار ہو گیا۔ اور امانت دہندہ کا اس سے چاہا۔ وہ مجھ کو پس دیتا تھا۔ اور منت کرتا تھا۔ اور میں اس کا پیچھا نہ چھوڑتا تھا۔ یہاں تک کہ لاچار ہو کر کہا کہ آج مجھ کو ایک جگہ سے جانا ہوں۔ لیکن خبردار آج مجھ کو خدا کا نام نہ بچو۔ مجھ کو ہمراہ لیکر ایک لقمہ کے اندر جو زمین کے نیچے قبی سے گیا۔ میں نے اپنے خیال میں کیا تو بن سوا دیکھنے لپٹے کیے۔ اور ہرگز روشنی آفتاب کی کہ نہ ہوئی تھی۔ جب ان زمینوں کے نیچے پہنچا وہ جگہ تھیں کہ ہاروت اور ماروت کو ہے کی بنجیروں میں بند سے ہوئے لٹک رہے ہیں۔ اور انہیں انکی مانند دو بڑی بڑی دھالوں کے ہیں۔ اور منکر برہم سے چرتے۔ اور بے جدوت انکی ہولناک صورتوں پر میری نظر پڑی ہے اختیار میری زبان سے بھلا لا اِلهَ اِلَّا اللہ سبح و سنے اس کلمہ کے پڑوں اپنے ہلانے لگے اور نعرے مارنے شروع کیے۔ یہاں تک کے بعد ایک ساعت کے خاموش ہو گئے۔ میں نے امتحان کے واسطے دوسری مرتبہ پھر کیا۔ لا اِلهَ اِلَّا اللہ پھر انکی ہی حالت ہوئی۔ تیسری مرتبہ پھر کیا یہی حالت و پیش آئی خاموش ہو کر کھڑا رہا۔ میری طرف دیکھا۔ اور کہا تو۔ جنس آدم سے ہے۔ کہاں میں نے ہاں۔ پھر میں نے ان سے کہا کہ تمہارا کیا حال ہے

انہوں نے کہا کہ۔ جو وقت سے ہم عرش کے نیچے سے آئے ہیں۔ اور اس عذاب میں گرفتار ہوئے ہیں کبھی کبھہ کو نہیں سنا۔ اب کہ ہم نے تیری زبان سے یہ کلمہ سنا۔ مقام اصلی اپنا ہلکویا دیا۔ بے اختیار ہم نے آہ و نالہ کیا۔ اب کہہ تو کو کسی امت میں سے ہے۔ میں نے کہا کہ امت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوں۔ انہوں نے کہا کہ آیا محمد مبعوث ہوئے ہیں۔ میں نے کہا کہ مبعوث بھی ہو گئے۔ اور وفات بھی پا گئے۔ اور وفات کے بعد خلفا ہوئے۔ اور انہوں نے بھی وفات پائی کہا امت انکی تابع ایک شخص کے ہے یا گروہ گروہ ہیں۔ کہا میں نے تابع ایک شخص کے ہیں۔ کہ اسکو بادشاہ کہتے ہیں۔ اس بات سے ناخوش ہوئے۔ پھر پوچھا کہ عمارت اور مکانات بجی و طبرہ ناک بن گئے یا نہیں۔ میں نے کہا کہ اب تک آبادی وہاں نہیں ہوئی۔

اس بات سے بھی ناخوش ہوئے۔ پھر پوچھا کہ امت کے لوگ آپس میں لفاق رکھتے ہیں یا اتفاق رکھتے ہیں۔ میں نے کہا کہ لفاق رکھتے ہیں۔ اس بات سے خوش ہوئے۔ اور سکوت کیا کہا میں نے بہ سبب محمدیہ کے تابع ہونے ایک شخص کے کہ واسطے مدول اور ناخوش ہوئے تم۔ کہا اصل بات یہ ہے کہ ہم قرب قیامت سے خوش ہوتے واسطے کہ عذاب ہمارا دنیا کی مدت تک ہے۔ بعد قیامت کے موقوف ہو جائیگا۔ پھر میں نے کہا کہ جھکو وصیت کرو انہوں نے وصیت کی کہ ہرگز غفلت میں نہ پڑو۔ اور دنیا سے گذر جانا ہے۔ اور عاقبت دیش ہے۔ اور جاقانع ہو شکل طرح بطرح کی دیش ہے۔ پھر چلا آیا۔ سحر نہ سیکھا۔ حرص طمع انسان میں رہی ہے۔ اگرچہ پہلے اس شخص نے بھی قناعت کو ترک کر دیا تھا۔ پھر قناعت سیکھنے سے باز آیا۔ اور قانع ہوا۔ ملے سعید بقدر ما سوائے اللہ سے دل لگا دے گا۔ اس قدر حق تعالیٰ سے تیرا دل ٹوٹے گا۔ اور جتنا غیر اللہ سے دل ٹوٹے گا حق تعالیٰ سے نزدیک ہوگا۔ قناعت بہر حال اولیٰ ترست ہر قناعت کند ہر کو نیک اختراست ہر ابوسلمان و دانی نے کہا ہے۔ ایک نامراد ہی جو حالت درویشی میں نیک تو نگری عبادت ہزار سالہ سے بہتر ہے۔ کسی نے بشر حافی حرصے کہا میرے واسطے دعا کر کثیر اولاد ہوں۔ اور لاچار ہوں۔ جو بدیاجب شیری عورت کہے کہ روٹی آنا نہیں۔ اور تونہ لاسکے اور دلی میں درد پیدا ہو۔ اسوقت میرے واسطے دعا کر ایسے وقت میں شیری عا میری دعا سے بہت بہتر ملے گی۔

اسے سعید۔ تو اپنی حالت کا مقابلہ زیادہ خوش حال آدمیوں کی حالت سے نہ کیا کہ ہمیشہ آپ سے کمتر لوگوں گئے حال پر نظر کر۔ دولت بغیر قناعت کے محتاجی کو دور نہیں کر سکتی۔ مگر قناعت بغیر دولت کے آدمی کو تو لگہ نہ دیتی ہے۔ تھوڑے مال پر قناعت کرنے سے زیادہ عزت ہے۔ ایک اشگرو نے سقراط سے کہا کہ ہم نے آپکو کبھی غناک نہیں دیکھا۔ تو اسکو جواب دیا کہ۔ میں ایسی چیز کو دل نہیں لگاتا کہ وہ جو جاتی رہے تو مجھے غم ہو۔

ابکر اور ابوذر رضی اللہ عنہ بیٹھے لوگوں سے سدا گم گفتگو کر رہے تھے۔ اس حالت میں انکی بیوی آئیں۔

اور بولیں تو یہاں بے فکر بیٹھا ہے قسم خدا کی آج گھر میں خرچ کو نہیں ہے۔ بولے اسے عورت ہمارے آگے مشکل پہاڑ ہے۔ اس پر سے وہی پار ہو گا جو بسکارت ہو۔ تب وہ خوش خوش تلیف لے گئے۔

۵۔ مدار و خرد مند از فقر عار ہے کہ باشد نبی راز فقر انکار ہے

اور جس مومن کو دنیا کی محبت کم ہو اسے قدر محبت خدا کی زیادہ ہوتی ہے۔ اور حیب دنیا مومن کا قید خانہ بنا۔ اگر وہ اس قید سے بیزار ہے۔ تو مرے وقت اس کا دل دنیا کی طرف التفات نہ کرے گا

۶۔ غنی گر نباشی مکن اخطرب ہے کہ سلطان نخواہد خراج از خراب ہے بڑا نادان ہے جو حلال اور حرام میں تمیز نہ کرے۔ اور جو حلال سے مجائے قیمت جائے۔ تناحت بڑی دولت ہے اور صاحبِ نعمت

غنی ہے

قرض حسنہ وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ أَلْيَ مَيْسِرٍ، اگر قرضدار مفلسی میں ہو تو بہت دوا سکو آسودگی ملک۔ اَفْعَلُوا لِحَرِّ الْبَقْلِ لَعَلَّكُمْ أَفْعَلُونَ تم آپس میں خیر کرو تا کہ بھلائی پاؤ۔

حکم ہے آپس میں خیر کرو۔ پس قرض دینا بھی امر خیر ہے۔ اور کم رنی ہے خیر کرنے کا اور جزا الکی بھلائی ہے۔ اسے بھلائی کہے چاہئے واکو قرض دیا کرو۔ اس سعادت کے حاصل کرنے میں کوتاہی نہ کیا کرو۔

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔ احسان کرنے والوں کو۔ قرض دینا بھی احسان کرنے میں داخل ہے۔ حضرت نے فرمایا ہے من اقراض دینا والی اجل فله بكل يوم صدقة

تقہ اذا اجله فاذا جاءه الاجل بكل يوم مثل الذي يقرض صدقة جسے دیا ایک دینار وعدہ معہدہ تک پس واسطے اس کے ہر روز صدقہ لکھا جاتا ہے۔ پس جبکہ آیا وہ مقررہ۔ اور دیا اسے

پس واسطے اس کے مثل صدقہ کے لکھا جاتا ہے۔

(حدیث) الْمُؤْمِنُ الْمُؤْمِنِ كَالْيَتِيمِ الْيَتِيمُ لِعَدَّةٍ بَعْضُهَا بَعْضٌ مومن آپس کی امداد میں دیوار کی مانند ہیں پشت پناہ ہوتی ہے۔ ایک سے ایک۔ قرض حسنہ دینا بھی مومن کی مدد کرنے میں شامل ہے۔ پس چاہو جو

کہ قرض دینے میں دریغ نہ کرے

(حدیث) اَرْحَمُ الْمَلَأَةِ دَلَّاسِي اِذَا بَاوَعَا ذَا اشْتَرَى وَاِذَا اشْتَرَى اِنْشَعَلِي رَحِمُ كَرْتَا ہے اللہ تعالیٰ انہر جو کہ وقت خریدنے کے اور وقت بیچنے کے اور وقت تقاضائے قرض کے نرمی کرے۔

آنحضرت نے فرمایا ہے کہ بہترین وہ شخص ہے۔ کہ کسی کو نفع پہنچائے۔ اور قرض حسنہ دینے سے دوسرے کو نفع پہنچتا ہے۔ اور قرض حسنہ دینے میں اس بات کا احتمال نہیں کہ جس کو دیا گیا ہے وہ

بغیر حاجت مند ہے۔ اور حاجت مند کی حاجت روا کرنا صدقہ دینے سے بہتر ہے۔

اور جس نے قرض حسنہ دیا اس نے احکام قرآن شریف پر عمل کیا۔ اور اس کی بلا دور ہوتی ہے۔ اور اسکے لئے جنت لازمی ہے اور ماہِ پلہ صراط کی اس پران ہوگی اور قرض دینے میں حق پہاڑی کا ادا ہوتا ہے

اور اس کے واسطے اجر عظیم ہے۔

حکایت۔ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک آدمی ہمراہ چند اشخاص کے آیا۔ اور اس آدمی نے اپنی سرگذشت اس طرح بیان کی۔ کہ میں سپاہی کاڑھا ہوں۔ مکان پر جب بے روزگاری کے سبب تنگی سے گزرنے لگی۔ تو میں گھر سے چلا۔ اور ایک سدا میں آکر ٹھہرا۔ اس میں ایک بھٹیاری نے آکر کہا میں مسافر کیا چکواؤں گے۔ اور گھوڑے کے لئے دان لکھاس سنگواؤں گے۔ میں نے کہا کہ ابھی آیا ہوں ٹھہرو۔ وہ چلی گئی۔ جب وہ میرے پاس تیسری دفعہ آئی۔ تو میں نے کہا کہ بی بھٹیاری میرے پاس خرچ ختم ہو گیا ہے۔ اور میں اس شش و پنج ہوں۔ کہ گھر راہ چتا ہوں۔ تو نوکری سواروں میں نہیں ملے گی۔ اور تلو راہ چتا ہوں تو بے ہیتا رہو جاؤں گا۔ یہ سنکر وہ چلی گئی اور تھوڑی دیر میں آئی۔

اور مجھے دس روپیہ دیئے۔ اور کہا کہ یہ روپیہ میں نے چرخہ کاٹ کر جمع کیا ہے۔ کہ میری اول منزل ہو لینے مرنے کے کام آوے۔ یہ میری حلالی کمائی کا روپیہ ہے۔ تو تم ان روپیوں سے اپنا کام نکالو جب تم وہاں کھا کر گھر واپس آؤ تو مجھے دینا۔ میں رہ کر چند لوم پھر وہاں سے جھکر ایک دیہات میں ملازم ہوا۔ اور ملازمت کرتا رہا۔ اور پھر کانٹے خدایا کہ تمہاری لڑکی جوان ہو گئی ہے جلد آؤ۔ میں جب آیا تو اسی سدا میں ٹھہرا۔ معلوم ہوا کہ وہ جس نے روپیے دیئے تھے۔ لپٹم ہے۔ میں اس کے پاس گیا۔ اور اس نے کہا کہ تم میری اول منزل کرو دینا۔ اور اس نے اتفاق کیا۔

میں نے تبرأتا۔ آدمی رات گزری سبجے خیال آیا کہ وہ ہندوی کا کاغذ کہاں ہے۔ جب اسے میں ڈھونڈ چکا تو یہ خیال آیا کہ ہونہو قبر میں نے میت کو اتارا ہے وہیں کا غنڈ ہندوی کا لگیا ہوگا۔ اس وقت وہاں سے آنکھ قبر کو کھود ڈالا۔ اور اس قبر میں ایک کھڑکی نظر آئی۔ اس کھڑکی کے کھینچا ہوں کہ ایک دلکش باغ ہے۔ اور اس میں ایک تخت پر وہ بھٹیاری بیٹھی ہے۔ اور اس نے عجوبہ دیکھتے ہی بلالیا۔ اور میں نے کہا کہ یہ مرتبہ مجھے کیونکر ملا۔ اس نے کہا کہ جو تم کو بغیر جانے قبر میں نہ روپیے دیئے تھے۔ اس کے عیوض میں اللہ نے مجھے بخشا۔ اور کہا کہ یہ اپنی ہندوی کا کاغذ لیتو جاؤ۔ اور جلدی چلے جاؤ۔ اتنے عرصہ میں دنیا کا کیا سے کیا حال ہو گیا ہوگا۔ غالباً میں نے تین ساعت اس باغ کی سیر اور اس سے بات کی ہوگی۔ اب جو قبر سے باہر آیا تو دیکھتا ہوں۔ کہ نہ سدا ہے۔ اور اس سدا کی جگہ یہ شہر ریواڑی آباد ہے۔ میں ہر ایک سے پوچھتا پھر تا ہوا کہ ایک یہاں سدا ہے۔ کوئی اس کا پتہ نہیں دیتا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ شاہ صاحب کے پاس جاؤ۔ میں حاضر ہوا ہوں شاہ صاحب نے فرمایا۔ وہاں کی تین ساعت یہاں کے تین سو برس کے برابر ہے۔ تم مکرشہ لین چلے جاؤ۔

میرا اس حکایت سے یہ مطلب ہے کہ قبر میں نہ دینے کے سبب کیا کچھ مراتب میں بھٹیاری کو ملا ہے۔

جو کوئی قرضِ حسنہ دیگا۔ اور لوگوں کو سودینے سے بچا دے گا۔ اِنَّا اللہ تعالیٰ لیسا ہی رحم الدبر تر
اس پر بھی فرمائے گا۔ اور قرض لینے کے وقت نرمی کرے جیسا کہ قرآنِ شریف میں اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہے۔ اگر ہو قرضِ اذ غلّی میں تو بہت دوا سکوا سودی تک۔ یعنی جب تک اللہ تعالیٰ اس کو وام وغیرہ
دے۔ اور اگر معاف کر دے اللہ واسطے تو بہتر ہے۔ تمہارے لئے۔ اور حدیث کا مضمون یہ ہے کہ
جس شخص نے بہت دمی قرضہ ارتکازت کو یا معاف کر دیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو اپنے
عرش کے سایہ میں جگہ دیگا۔ اور نہ ہو کا اس روز کوئی سایہ سوا اے عرش کے سایہ کے اور حدیث میں
ہے اگلی امتوں میں سے ایک امتی کے پاس آئے حضرت عزرائیل۔ پس سوال کیا۔ اس کی نیکی سے اپنے
کہا۔ میرے پاس کوئی نیکی نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ میں قرضہ ار کی ساتھ نرمی کرتا تھا۔ اور جس
کو مقدور نہ ہوتا تھا اس کو بہت دیتا تھا۔ اور جو لبیب غلّی کے اس سے ادا نہ ہو سکتا تھا تو معاف
کرتا تھا۔ پس داخل کیا اس کو جنت میں۔

اور حتی المقدور قرض لینے والے کو بھی چاہیے۔ کہ وعدہ خلافی نہ کرے جس شخص سے جو وعدہ کرے
اس کو وفا کرے۔ اور حدیث میں آیا ہے جو کسی سے لیوے اس ارادے سے کہ ادا کروں گا۔ تو خدا
اس پر ادا کرنا آسان کر دیگا۔ اور جو اس ارادے سے لے۔ کہ خرچ کروں گا۔ اور ادا نہ کر لیا
گا۔ تو خدا اس پر تنگی ڈالے گا۔ اور وہ مبرا و ہو جاوے گا۔ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ایک ہرم
قرضِ حسنہ دیگا۔ اور سود نہ دے گا۔ تو اس کا بہشت میں اولیائے خدا کا سا درجہ ہوگا۔ اوس کے قرض
کے لئے سات بار صبح و شام پڑ لیا کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ قرض ادا ہو جائیگا۔ رَبِّیْ هَبْ لّی
مِنْ لَدُنْكَ ذَرِیَّةً طَیْبَةً اِنَّكَ سَمِیعُ الدُّعَا۔

کلمہ طیبہ و کلمہ نیکان
یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ اُتَتْهُمْ اٰمَتْصَاتٌ مِّنْهُ لَیْسَ لَهُمْ شَیْءٌ مِّنْهُ وَکَانَ لَہُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ
اللہ ہے۔ پھر اس اعتقاد پر جم گئے اور خدا و مت کی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی۔
لَا مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ کینچاں آسمانوں اور زمین کی۔ یعنی پروردگار کے قبضہ قدرت
میں ہیں۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں۔ کہ مراد اس سے کلمہ طیبہ ہے۔

وَلَا تَرْکَبُہُمْ ظُلُمَۃُ الْتَقْوٰی۔ یعنی کلمہ تقویٰ سے مراد کلمہ طیبہ ہے۔ یہ قول حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْہْدِیْہٖنَا لِحَدِّیْلِ وَاِلَاحْسَانٍ۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہر شے میں برابری و امتیاز احسان کا حکم
دیتا ہے تمام کلمہ نویوں کو۔

وَقُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ سَدِيدًا ۝۱ یعنی ہو تم قول سدید یعنی پندیدہ۔ یعنی کلمہ طیبہ پڑھو۔
اَلَا مَن تَتَّخِذُ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا ۝۱ یعنی وہی شخص فلاح و نجات پائے والا ہے جس نے خدا
کے نزدیک عہد کیا۔ یعنی کلمہ طیبہ پڑھا۔

هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۝۱ یعنی احسان کا بدلہ احسان ہے۔ کلمہ طیبہ پڑھنے
والوں کو بہت کچھ انعام و اکرام مرحمت ہونگے۔

اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ ۝۱ یعنی آگاہ ہوا اللہ ہی کے لئے ہے دین خالص یعنی کلمہ پڑھنے
والوں کے لئے ہے خاص انعام

وَصَدَّقَ بِالْحَقِّ ۝۱ یعنی بدایت پانے صراط حمید کی طرف جنہوں نے کلمہ پڑھ لیا۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝۱ یعنی حکم سوا کہ ہماری درگاہ میں دعا کر کہ خداوند دیکھارہ ہم کو
سیدھی راہ سیدھی کلمہ پڑھنا ہے۔ اور کلمہ پڑھنا کم رہنا۔

اَلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا اَحْسَنُ ۝۱ یعنی جن لوگوں نے احسان دینا کی ہے بخیر و نیکے کہے پر چلے ہیں
ان کے لئے جزا نیک ہے۔ وہ خاص کلمہ گو ہیں۔

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ ۝۱ یعنی اور کون نیک قول ہے۔ اس شخص سے جو بتائے
خدا کی طرف یعنی کلمہ توحید کی طریت وہ کلمہ طیبہ ہے۔

کوئی کلمہ اس سے بہتر نازل نہیں ہوا۔ یہ وہ کلمہ طیبہ ہے۔ اگر شریک کا کافر کیا رصدق دل سے
گئے گا۔ تو ہستی ہو جاوے گا۔ اور دشمن سے دوست بن جاوے گا۔ دور ہے تو پاس ہو جاوے
گا۔ خوار ہے تو عزیز ہو جاوے گا۔ دوزخی ہے تو ہستی ہو جاوے گا۔ یہ آسمان و زمین اور شرف

کری اور لوح و قلم اور ساکنان بحر و بر اس کلمہ کی برکت سے قائم ہیں۔ اور فرمایا ہے نبی کریم نے
جب تک دنیا میں ایک کلمہ گو ہے قیامت نہیں آئیگی۔ حدیث ابو ہریرہ میں فرمایا ہے۔ کہ جو کوئی تجھ کو

اس ویلہ کے پیچھے ملے۔ اور باوجود اسکے کہ وہ گواہی دیتا ہے صدق دل سے اس بات کی کہ
لا الہ الا اللہ تو تو اس کو جنت کی بشارت دے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کہ مجھ کو دے کہ لوگ

اس بشارت اجمالی پر کہیں تو کوئی نہ کہیں۔ آپ انکو چھوڑ دیں۔ فرمایا۔ کہ اچھا چھوڑ دو۔ تحقیق کہتے ہیں۔
کہ مطلب حضرت کا۔ اس بشارت سے یہی تھا۔ کہ انجام توحید خالص یقینی کاجنت ہے۔ گواہ زمین

وخل جنت نہوت۔
اور فرمایا۔ جس شخص نے قبول کیا مجھ سے وہ کلمہ جو میں نے اپنے چھا۔ ابوطالب سے کہا تھا

اور انہوں نے اسکو پھردیا تھا۔ وہ نجات ہے واسطے اسکے۔ مراد اس کلمہ سے شہادت لا الہ
الا اللہ ہے۔ یعنی قابل صادق مخلص اس قول کا انجام کو جنتی ہو گا۔

اس کے سچے اس کلمہ کی ایک خوبی یہ ہے کہ جو کوئی اپنے اسلام میں محسن ہوتا ہے۔ اس کی ہر نیکی دس گنی اور سات گنی تک پہنچ جاتی ہے۔ اور ہر بدی اس کی ایک ہی بدی ٹھہرتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ سے جا ملے۔ یہ خوبی عمل صالح سے حاصل ہوتی ہے ۱۰۰ درجہ عامل صالح نہیں ہے وہ اس ترقی سے محروم ہے۔

اور فرمایا ہے کہ تازہ کردہ تم اپنے ایمان کو۔ کہا لوگوں نے غریب کیا رسول اللہ ہم کس طرح اپنا ایمان تازہ کریں۔ فرمایا بہت کہا کہ لا الہ الا اللہ۔ زید بن ارقم نے کہا ہے۔ جس نے کہا لا الہ الا اللہ مخلص ہو کر وہ جنت میں جا دے گا۔ پوچھا اخلاص اس کا کیا ہے کہا روکے اس کو یہ کلمہ اللہ کے محارم سے یعنی حرام کی ہونی چیزوں سے۔ یا اس چیز سے جو کہ اللہ نے اس پر حرام کی ہے۔ اور فرمایا آنحضرت نے کہ میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی پاس اللہ کے نہیں مرنے کوئی بندہ جو گواہی دیتا اس بات کی لا الہ الا اللہ والی رسول اللہ کے دل سے پھر سید ہا رہتا ہے۔ لیکن وہ جنت میں جاتا ہے۔ مرد یہ رہے رہنے سے عمل کرنا ہے۔ اور یہ بھی حدیث دیگر میں آیا ہے جب کہ کتاب و بندہ لا الہ الا اللہ کھل جاتے ہیں واسطے اس کے دروازے آسمانی کے یہاں تک کہ پہنچتا ہو یہ کلمہ عرش تک جبکہ وہ کہاں سے بچا ہوا ہے۔

اور فرمایا آنحضرت نے کیا میں تم کو اس وصیت کی جو نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو کی تھی خیر و دوں۔ کہا لوگوں نے۔ ہاں فرمایا انہوں نے اپنے فرزند سے یہ کہا تھا۔ میں وصیت کرتا ہوں تجھ کو لا الہ الا اللہ کہنے کی۔ کہ یہ کلمہ اگر ایک پلہ میں رکھا جائے۔ اور سارے آسمان و زمین ایک پلہ میں رکھا جائے۔ اور سارے آسمان و زمین ایک پلہ میں کو یہی کلمہ جاری ہوگا۔

قصہ انبیاء کامل میں سطور ہے کہ دوزخ کے انیسویں فرشتوں کو حکم ہوا کہ تم سب دوزخ میں جاؤ انہوں نے عرض کیا کہ اے خدا ہم دوزخ میں آگ کے خوف سے نہیں جاسکتے۔ رب العالمین کا حکم پہنچا حضرت جبریل کو جنت سے ایک انگشتری لاکر انکی پیشانی پر مہر کر دی۔ تاکہ دوزخ کی آگ پر اثر نہ کرے۔ اور اس انگشتری پر یہ کلمہ لکھا ہوا تھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس کلمہ طیبہ کے وجہ سے ہیں۔ ایک لا الہ الا اللہ۔ دوسرا محمد رسول اللہ۔ لا الہ الا اللہ کے معنی ہیں اللہ کے سوا کوئی لائق نہیں۔ کہ اس کی بندگی کیجا دے۔ محمد رسول اللہ کے معنی ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ پہلے جن کے یہ معنی ہیں۔ اللہ ایک ہے اور وہی عبادت کے لائق ہے۔ اور محمد اس کے پیغام پہنچانے والے ہیں۔ اور خود بخود جنت کی دینے والے۔ اور دوزخ کے عذاب سے ڈرانے والے۔ اور امر و نہی کے احکام پہنچانے والے۔

أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ هَبْ بَهِتْرِينَ ذَكَرَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔
 مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ كُلَّ يَوْمٍ مَّائَةِ مَرَّةٍ جَاءَتْهُمُ الْقِيَامَةُ دُوْحَةً كَقَوْصٍ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةً اَلَيْدَةً۔ جو شخص سو مرتبہ کہوے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ روز قیامت کے میدانِ قیامت میں آویگا۔ منہ اس کا چمکے گا جو وہیں رات کے چاند کے مانند قال اللہ تعالیٰ حصنی لا الہ الا اللہ مَنْ دَخَلَ حَصْنِي اَمِنَ مِنْ عَذَابِي فَرِيًّا يَحْتَسِبُ اَنَّهُ لَعَلَّيْ نَسِيَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ محمد رسول اللہ۔ میرا قلعہ ہے اور جو میرے قلعہ میں داخل ہوا وہ میرے عذاب سے امن میں داخل ہوا۔ جب حضرت آدم کے قالب میں روح داخل ہوئی۔ اور آپ نے زندہ ہو کر آنکھیں کھولیں سب سے پہلے آنکھ آپ کی عرش الہی کے پایہ پر پڑی۔ دیکھا کہ ساقی عرش پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہے عرض کیا کہ یہ نام کس کا ہے۔ فرمایا تہا یا فرزند میرا رسول ہے۔
 مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَلْحَقُّ مَا وَقَعَتْ فِيْهِ تَحِلُّ الْجَنَّةُ جُودًا مِنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہیں گے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک پکاریندہ الارش کے نیچے جہنم سے پکارا کہ جہنم ہے کہ آئے جہنم اور آئے جہنم کے عذاب تم کس شخص کے لئے ہوا کیے گئے ہو۔ ورنہ جواب میں کہتی ہے کہ جو لا الہ الا اللہ سے انکار کرے۔ اور لا الہ الا اللہ نہ کہے گا ہم اس پر حرام ہیں۔ جہنم کے سات دروازے ہیں اور سات ہی طبقہ ہیں۔ جس نے سچے دل سے کہا کلمہ شریف وہ ساتوں دروازوں اور ساتوں طبقوں سے محفوظ رہے گا۔

اور فرمایا رسول اللہ نے اسے لوگوں لا الہ الا اللہ کہنے والوں پر موت کے وقت کچھ بھرا ہونگی۔ اور نہ قبر میں وحشت نہ حشر کے دن کوئی بے حسنی ہوگی۔ مجھے اس وقت گویا یہ بات نظر۔ آ رہی ہے لا الہ الا اللہ کہنے والے اپنی قبروں سے اُٹھ رہے ہیں۔ اور اپنی قبروں سے خاک جھاڑنے اور یہ کہتے جاتے ہیں۔ خیر ہے۔ اس خدا کا جس نے ساری کلفتیں ہم سے دور کر دیں۔ اور کوئی ریخ و غم ہمارے پاس نہ رکھا۔ لعل ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب گیلی کے لئے۔ اکثر اوقات دعا کیا کرتے تھے۔ اس لئے کہ انکے ایمان لانے سے سات سو کافروں کا ایمان لانا موت تھا۔ ایک کن آپ کی دعا قبول ہوئی کہ خود بخود اسلام کی محبت اور صدا و لیں آئی۔ اور ایمان لانے کے لئے چلے۔ اور اوہر جبریل علیہ السلام آئے کہ بشارت دیا کہ عنقریب وجہ ایمان لانے کے لئے حاضر ہوتا ہے۔ پس وہ حاضر ہوا۔ آپ نے اپنے کندھے پر سے چادر اتار کر وجہ کے لئے زمین بچھا دی۔ وہ انکی خوش اخلاقی دیکھ کر روئے لگا۔ آپ کی چادر کو زمین سے اٹھا کر بوسہ دیا۔ اور آنکھوں سے لگا کر سہر پر رکھ لیا۔ اور نہایت عاجزی سے عرض کیا۔ کیا حضرت مجھے بھی اسلام کے شرط الطبا و کبرو۔ اور کلمہ تعلیم فرما دیجئے۔ فرمایا آپ نے

پہلا کلیطیبہ پڑھو۔ وحیہ کلمہ پڑھنا۔ اور زار زار رونا شروع کیا۔ آپ نے فرمایا: وحیہ روئے کیوں عرض کیا کہ میں نے گناہ بڑے کیے ہیں۔ آپ جناب باری میں عرض کریں۔ الہی وحیہ کے گناہوں کا کیا کفارہ ہے۔ اگر مجھے قتل بھی کریں۔ تو بھی مجھے بے سبب مسموم منظور ہے۔ اگر میرا سارا گھر راہ خدا میں لٹا دیں۔ مجھے منظور ہے۔ کسی طرح میرے گناہ امان ہو جائیں۔ فرمایا۔ کہ وحیہ ایسے کیا گناہ ہیں عرض کیا یا حضرت معصوم صفت میں اپنی قوم کا سردار ہوں۔ میں نے بوجھ عار کے شہر معصوم لڑکیاں اپنے گھر کی زندہ قتل کی میں بھلا میرا یہ گناہ کس طرح معاف ہو گا۔ آنحضرتؐ یہ کلام سنا کر حیرت میں رہ گئے اور وحیہ کے ظلم پر تعجب کرنے لگے۔ اور دل میں خیال گذرا کہ یہ گناہ کیسے کس طرح معاف ہو سکتا ہے! اور وحیہ خاموش کھڑے روتے تھے۔ اور سید الشہداء فحین خاموش حیرت سے انگشت بدنداں تھے کہ حضرت جبرئیلؑ ابن تشریف لائے۔ اور فرمایا: اے حضرت رب العالمین نے آپ کو سلام فرمایا ہے۔ اور رشا و کیا ہے کہ آپ وحیہ کلبی سے فرما دیں جن تعالیٰ نے ایک وفد لالہ الالہ اللہ کہتے ساتھ برس کا تیرا کفار اور بت پرستی اور سارے برس کے گناہ سارے اور شہر بچوں کا فتنہ کرنا کل کا کل بخش دیا۔ اسلام کا سے پہلے کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ یہ حکم سننے ہی جناب رسول مقبول علیہ السلام روتے لگے۔ اور آپ کے ساتھ سارا مجمع بھی روتے روئے بہوش ہو گیا۔ اسی حالت میں آپ کے منہ سے نکلا الہی ایک وفد یہ کلمہ ایک کافر نے پڑھا۔ ساری عمر کی بت پرستی اور قتل سب گناہ معاف ہو گئے۔ بھلا اگر میری امت کا متقی مسلمان جو ساری عمر اس کلمہ کو پڑھتا ہی پڑھتا رہے مجھے گا وہ کس طرح بخشا جائیگا۔ وہ ضرور بالفرض بخش دیا جائے گا۔

نقل ہے۔ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ فلاں آپکا صحابی غزوہ میں ہے۔ آپ تشریف لائے اور اسکو کلمہ تلقین کرتے تھے۔ مگر زبان انکی گویا نہ دیتی تھی۔ تا چار کلمہ کی انگلی آسمان کی جانب الٹائی اور اشارہ سے آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کہا۔ اسوقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم فرمایا: صحابیوں نے عرض کیا کہ فدا ہوں ہمارے مال باپ۔ اسوقت حضورؐ رہے کیوں فرمایا کہ جب میں نے اس بیمار کو.... کلمہ شہادت پڑھنے کیلئے کہا۔ اور اپنی زبان سے کلمہ پڑھو سکا۔ تو اس نے اشارہ آسمان کی طرف کیا۔ تو دوسرا رحم الرحیم کی سہ کار سے ملائک کو ندا ہوئی کہ جب میرے بندے کی زبان بند ہوئی۔ اور وہ کیسے اپنے کلمہ کا گواہ بننا سکا۔ تب اس نے ہماری طرف رجوع کیا۔ کیونکہ ہم ہمیں لوں کے راز سے واقف ہیں۔ اس نے ہیں اپنے کلمہ کا گواہ بنایا ہے۔ ہم نے اس بندے کو بخشا وہ ہمارا بندہ اور ہم اس کے خدا ہیں۔ کبھی مرتے وقت زبان بند ہو جاتی ہے۔ منہ سے کلمہ نہیں نکلتا۔ لیکن دل میں اسکا اعتقاد صحیح موجود ہے تو امید بجات کی قائم ہے۔

نقل ہے کہ ایک کافر بادشاہ سخت دشمن اسلام تھا۔ اور مسلمانوں کو بہت قتل کرتا تھا۔

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ لشکر اسلام اس کافر کے لشکر پر غالب آیا۔ اس کافر بادشاہ کو زندہ بچر لیا۔ تمام مسلمان اس سے سخت ناراض تھے۔ متفق سب کی رائے ہوئی کہ اس کو تاج بنے کی دیگ میں بند کیا جائے۔ اور دیگ کا مینہ جھانک کر نیچے آگ روشن کی گئی۔ جب دیگ گرم ہوئے لگی اور اس کافر بادشاہ کو سخت تکلیف پہنچی۔ اسے اپنے سارے چھوٹے مجبوروں کو اپنی مدد کے لئے پکارنا شروع کیا۔ وہاں بھلا کون آتا۔ اور مدد کر سکتا تھا۔ وہ بادشاہ اپنے بتوں سے کہتا کہ میں نے تمہارے لئے ہزاروں مسلمانوں کی جانیں ہلاک کیں کیا آج تم مجھے اپنے اور میرے دشمنوں کے بچے سے چھڑاؤ گے۔ وہاں تو چھڑے۔ اور تھکر کیا کر سکتا ہے۔ جب کوئی بھی کام نہ آیا تو وہی خاقان غوث رب مجبور و کام آیا تو فیض الہی نے اس کا ہاتھ پکڑا۔ دلیں تو حیدر باہی پیدا ہوئی۔ زبان سے لا الہ الا اللہ جاری ہوا۔ سزا سنانی طرف اٹھا کر کلہ طیبہ پڑھا۔ وہاں بھلا کیا دیر ہوئی۔ اَمِنْ حَبِيبِ الْمَضْطَرِ اَوْ اَحَدًا وَاٰیٰتُہٗ وَیَكُوْشِفُہَا ؕ اِنَّ اللّٰہَ فَتَحَ اللّٰہَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اللّٰہ کے سوا وہ کون ہے جو بت پرار کی آہ و زاری سنے اور تیرم کی تکلیف سے اسے بچائے۔ سوائے مولا کے اور کوئی نہیں۔

یوسف علیہ السلام نے اندھیرے کوئیں میں اسے پکارا وہاں وہ موجود تھا۔ یونسؑ نے مچھلی کے پیٹ میں اسے پکارا وہاں موجود تھا۔ ایوبؑ بنجر سے معدہ نازخوں میں پکارا۔ وہیں موجود تھا۔ موسیٰؑ کلیم اللہ نے کوہ طور پر پکارا وہاں موجود تھا۔ یاروکلّا صاحب لولاک نے ساتوں آسمان سے جی پکارا وہیں موجود تھا۔ اوہ اس کافر نے لالہ لا الہ الا اللہ منہ سے نکالا تھا۔ کہ ہمارے کنارے سے ایک آندھی ابر اور نمودار ہوا۔ پہلے بہت زور سے مینہ برس رہا پھر دیگ کو ہوا نے معلق اٹھایا۔ اس نوکھہ گو کو مس کے قید خانے کے اکرے پہلی اور ایک ایسے کفرستان میں کہ جہاں کوئی فرد و بند اللہ اللہ کہنا نہ جاتا ہو۔ جب ایک برسے جمیع کیشیں آسمان کی جانب سے دیگ نازل ہوئی۔ نوگو کو تعجب ہوا۔ کہ یہ کیا واقعہ ہے۔ بڑی شگاہ اس دیگ کو کھولا۔ اندر سے بادشاہ صحیح و سلامت نکلا۔ نوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے۔ اور تم کون ہو۔ اور کس طرح سے اس دیگ میں قید ہوئے۔ اور یہاں کیونکر آئے۔ اس بادشاہ نے اپنی سرگزشت بیان کی کہ میں پہلے کافر تھا۔ اور اہل اسلام کو قتل کرنا میری عبادت جانتا تھا۔ اتفاق سے ایک مرتبہ مسلمان لوگ مجھ پر غالب آئے انہوں نے اس عذاب و تکلیف سے میرا قتل کرنا چاہا۔ مجھے اس دیگ میں بند کیا۔ پھر اس کے نیچے آگ روشن کی۔ مجھے گرمی و تکلیف زیادہ معادوم ہوئی۔ تو میں نے اپنے طرفدار و دو گار بنو کو بلایا پکارنا شروع کیا۔ کوئی بت مجبور دیر سے کام نہ آیا لاچار میں نے مسلمانوں کے خدا کو پکارا۔ اس نے میری مدد کی اور ایک ابر اور آندھی بھیج کر میری دیگ کو ٹھنڈا کیا اور مجھے اٹکے ہاتھ سے نیچے کے یہاں تمہارے ملک میں پہنچایا۔ سب نے اس واقعہ کو بڑے تعجب سے سنا۔ اور جو سنتا کیا وہ کلہ طیبہ پڑھتا گیا۔ بخود ہی دیر میں وہ سارا قصبہ مسلمان ہو گیا۔ اور اس بادشاہ و کلہ طیبہ نے موت سے بچایا اور اس کے ساتھ اور جتنے اسے سستی میں تھے بسکو سخت پرست کا کر دیا۔ سبحان اللہ۔

نقل ہے کہ جہاں سینہ میں کہ جب بندہ کلہ لا الہ الا اللہ پڑھتا ہے۔ تو ایک فرشتہ اس کلمہ کو آسمان پر لٹکاتا اور پہلے آسمان تک پہنچاتا ہے کہ دوسرا فرشتہ آسمان سے اترتا ہوا ملتا ہے۔ یہ پوچھتا ہے کہ کہاں جلتے ہو

دنیا سے جانے والا فرشتہ کہتا ہے کہ فلاں بندہ کا کلمہ لیکر عرش الہی تک جاؤنگا۔ تم دنیا میں کہا جاوے ہو۔ وہ آسمانوں سے آئینہ والا فرشتہ کہتا ہے کہ جس بندہ کا کلمہ لیکر آسمان پر جا رہے ہو میں اسکی مغفرت لیکر عرش الہی سے آیا ہوں۔ اور دنیا میں جانا ہوں سبحان اللہ

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرفات کے پہاڑ پر چڑھے۔ اور میں آپکی خدمت میں حاضر تھا۔ آپنے دو گانہ نماز پڑھی۔ اور قبلہ کی طرف منہ کر کے لا الہ الا اللہ پڑھنا شروع کیا۔ اور آپکی دونوں ہاتھوں مبارک سے آنسو بہتے تھے۔ یہاں تک کہ آپکی دائرہ مبارک سے آنسو بہ گئے اور سینہ اور نالوں سے یہ آنسو زمین پر ٹپکنے لگے۔ آپکے رونے سے میں بھی رونے لگا۔ ایک گھڑی کے بعد آپ خاموش ہوئے۔ اور میری طرف دیکھ کر فرمایا۔ اے لوگو! میں تمہاری آنکھیں تو دیکھتا ہوں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ پھر روتے دیکھائیں۔ نے لگا۔ فرمایا کہ جو شخص اس شخص کے سب سے کہ جس کی زبان اللہ کے ذکر میں ہے۔ اور اسکی آنکھوں سے آنسو بہیں حالت ذکر میں۔

اے مسجد رونایا تو شوق کی وجہ سے ہوتا ہے یا خوف کی وجہ سے

حدیث امیر المؤمنین ابو جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنے منہ سے حضرت جبریلؑ سے کہو کہ خبر دیتے ہیں خداوند جل سے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کہیں نازل کیا میں نے کوئی کلمہ لا الہ الا اللہ سے روئے زمین پر اسکی برکت سے قائم ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور پہاڑ اور جنگل اور وحشت اور دریا۔ آگاہ ہو یہی کلمہ اخلاص ہے۔ یہی کلمہ شفاعت ہے۔ یہی کلمہ برتر ہے۔ اور یہی کلمہ مغفرت ہے یہی کلمہ بزرگ ہے۔ یہی کلمہ مبارک ہے۔ اگر ایک پل میں رکھ دے جاویں آسمان زمین اور دوستی میں یہ کلمہ ہر آئینہ گراں نکلے آسمان زمین سے۔ مجھے اس کلمہ کو ایک بار کہا بخشدیئے گئے گناہ اسکے اگر چہ گناہ اسکے مثل کھن ور یا ہوں۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ممبر پر حفظ فرما رہے تھے۔ ایک اعرابی حاضر ہوا۔ اور اگر عرض کی یا رسول اللہ میں کہہ گا ہوں۔ اور گناہ بھی بہت رکھتا ہوں۔ آپنے اشارہ بیٹھنے کا فرمایا۔ جب آپکو وہ غلط سے غفلت ہوئی۔ آپ نے اس اعرابی کو یاد فرمایا۔ وہ حاضر ہوا اور عرض حال کیا۔ آپ نے فرمایا کیا تیرے گناہ آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ ہیں۔ اس نے کہا ہاں۔ پھر آپنے فرمایا کیا تیرے گناہ بیناں کی ریت سے بھی زیادہ ہیں۔ اس نے کہا ہاں۔ پھر آپنے کہا کہ تیرے گناہ مینہ کی بوند سے بھی زیادہ ہیں۔ اس نے کہا ہاں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تیرے گناہ درختوں کے پتوں سے بھی زیادہ ہیں۔ اس نے کہا ہاں۔ پھر آپنے فرمایا کہ تیرے گناہ خدا کی رحمتوں سے بھی زیادہ ہیں۔ وہ شخص اس کے جواب میں چپ ہو رہا اور روتے لگا۔ آپنے فرمایا کہ کچھ غم نہ کھا۔ کلمہ پڑھ لا الہ الا اللہ خدا کے تعالیٰ سے تیرے گناہ بخندے گا۔ اگرچہ کہتے ہی تیرے گناہ ہوں۔ اور فرمایا کہ رات دن میں یہ کلمہ پڑھتا ہے۔ اور لاکھ سال کی مدت بخشتا ہے۔

حق تعالیٰ اسکے چار ہزار گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اور فرمایا جب بندہ یہ کلمہ پڑھتا ہے عرش کو جنبش ہوتی ہے۔ حکم ہوتا ہے اسے عرش سکون اختیار کر وہ عرش عرض کرتا ہے خداوند کلمہ پڑھنے والے کو بخش دے تاکہ میں حالت سکون میں رہوں حق تعالیٰ نے فرمایا جو میں نے بخش دیا۔ یہ وہ بزرگ کلمہ ہے کہ اسکی بزرگی کو کوئی نہیں پہنچتا جنت کی نچی ہے کہ دوزخی ہستی ہو جاتا ہے پیغمبر صاحب نے فرمایا ہے کہ جوئی ہر نماز کے بعد س مرتبہ لا الہ الا اللہ کہے گا۔ خدا تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں میں ہر نیکیاں لکھے گا۔ اور جو کوئی ہر نماز کے بعد تلو بار لا الہ الا اللہ پڑھے گا اسکے اور بہشت کے درمیان میں کوئی حجاب نہ ہو گا۔ اور مرتبہ ہی سعید جا بہشت میں پہنچے گا۔ اور فرمایا کہ جو کور انکو دو تلو مرتبہ اور دن کو دو سو مرتبہ یہ کلمہ پڑھے گا تمام فرشتوں اور ساتوں طبق آسمانوں وزمین کے برابر ثواب حق تعالیٰ نے عذبت فرمایا گا۔ اور فرمایا کہ جو کوئی سو تے میں جاگ اٹھے اور یہ کلمہ پڑھے حق تعالیٰ اسکے نامہ اعمال میں جو میں ہر نیکیاں تحریر فرماتا ہے۔ اور جو پکارے کہے گا۔ کہ اور لوگ بھی سیکو کلمہ پڑھیں تو ساتھ ہر نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور فرمایا کہ جو کوئی کلمہ کی بہت زیادہ تلاوت کرتا ہے حق تعالیٰ اس پر دوسخ کی آگ حرام کر دیتا ہے۔ اور یہی بھی فیما بین قیامت کے دن ایک شخص میزان کے پاس کھڑا کیا جاوے گا اور اسکی برائیوں کے تناوے صندوق میزان میں رکھے جاوے گے۔ کہ ہر ایک کی وزاںی متہائے نظر ہوگی۔ اور ایک طرف ایک ذرا سا پرچہ رکھا جاوے گا۔ جس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوگا۔ اسکے رکھتے ہی یہ پلہ گراں ہو جاوے گا۔ اور خدا تعالیٰ اسکے بخشدے گا۔ اور فرمایا کہ جو کوئی کلمہ طیبہ پڑھے اسکی آنکھ سے رقت قلب سے آنسو نکلے حق تعالیٰ قیامت کو عرش کے نیچے جگ دیگا۔ اور فرمایا کہ جو کوئی ہر روز تین سو ساٹھ بار کلمہ پڑھے حق تعالیٰ اسکو بخش دے گا۔ اور فرمایا کہ جو شخص شتر ہزار مرتبہ اپنی عمر میں کلمہ شریف پڑھے گا۔ بیشک وہ جنتی ہو جائے گا۔ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ سے روایت ہے کہ اندیسری پانچ میں اور چار پانچ۔ محبت دنیا کی اندھیرا دی اور چار پانچ اس کا پرہیز گاری۔ اور گناہ اندھیرا ہے اور چار پانچ اس کا توبہ اور قبر اندھیرا ہے اور چار پانچ اس کا کلمہ۔ اور آخرت اندھیرا ہے اور چار پانچ اس کا عمل نیک اور پھر اٹھ اندھیرا ہے اور چار پانچ اس کا یقین۔ نقل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کی پیشانی پر کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہے جس وقت ملک الموت مومن کی جان قبض کرنے تشرفین لائے ہیں اور مسلمان ملک الموت کی صورت دیکھتا ہے۔ سب اول ملک الموت کے ماتھے پر جو کلمہ لا الہ الا اللہ لکھا ہے اس پر نگاہ پڑتی ہے تو اسے پڑھنے لگتا ہے اور اس نے کلمہ ملک الموت کی پیشانی کا لکھا ہو پر معاذ ہر حکم ہوا کہ بندہ ہمارا۔ اور ہر کلمہ تم کرنے نہ پائے عین کلمہ پڑھنے کی حالت میں اللہ پر اسکی جان قبض ہو جائے۔ بموجب حکم آبی ملک الموت لفظ اللہ پر مومن کی روح قبض کرنے میں اور سید ہی روح کو جنت کی طرف لے جاتے ہیں۔ کیونکہ خدا نے اپنے نبی علیہ السلام کی زبان پر مصلحہ کر دیا ہے۔ مَنْ كَانَ آخِرَ صَلاَةِہِ اللّٰہِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ جس کا آخری۔

لا الہ الا اللہ ہوا وہ مسلمان جنت میں گیا۔ یہ خدا کی خفی الطاف و کنتیں ہیں اس طرح و حال کے ماتھے پر اہل ایمان کے پچھنے کے لئے کفر کا کلر لکھ دیا تاکہ ہر مسلمان اس کے ماتھے کا لکھا پڑھے اور جان لیوے کے خدا ترنوں کا فیض کا فرستہ اسکا طبع بھی کافر ہو گا۔ یہ خیال کر کے اسکے مکر سے بچ جاوے۔ اس کتبہ کی اصلا جہ نہیں و حال کو اور نیزہ ملک الموت عجیبہ پیدا کرے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک وقت ہم حاضر تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یکایک جا کر اپنے پہل سبز رنگ کا آپ کے سامنے لا کر ڈالا۔ حضور نے اسکو دھوا لیا۔ اس پہل پر ایک کھڑک بٹھا تھا جس پر زور و جہدوں سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔

سیر حلیہ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ کندر کے کنارے سے گئے۔ کہ ہمارے غلام نے کان کے پاس لا الہ الا اللہ لکھا ہوا ہے۔ اور بائیں کان کی جانب محمد رسول اللہ رقم ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ شہر خراسان کے قریب ایک بچہ دیکھا۔ جس کے واسطے طرف ماتھے پر لا الہ الا اللہ لکھا ہوا تھا۔ اور بائیں جانب پیشانی پر محمد رسول اللہ قدرت کی قلم سے تحریر تھا۔

زرقانی شرح مواہب اللدیۃ ابو حیدر قمری فرماتے ہیں۔ ایک جزیرہ میں ایک عظیم الشان و دھند تھا۔ جس کے سبز رنگ کے پتے تھے۔ پتوں کے بیچ میں ہر پتے پر سفید حرفوں سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ حضرت جنید رح کے ایک مرید چلے کشی کے زمانہ میں جبکہ لا الہ الا اللہ کا ذکر کرتے تھے۔ یکایک کہیں سے ایک پتھر آپ کے سر پر لگا۔ جس کے سبب آپ کا سر پھوٹ کر خون جاری ہو گیا جون کا قطرہ اسکے سر سے نیچے گرتا تھا۔ فوراً اس قطرے سے لا الہ الا اللہ لکھا جاتا تھا۔ میرا درد زبان ہوا لا الہ الا اللہ نہ دیکھوں پس رواں ہوا لا الہ الا اللہ۔ حلاوت دل و جان لا آہ الا اللہ یہ بیان لا آہ الا اللہ ہے۔

نقل کہ اندھیرے میں اور تہائی میں ٹھیکہ دل سے بغیر زبان کے جھٹکے۔ لا الہ الا اللہ بائیں جانب سے اٹھائے اور دایرے منڈتے تک لے جا کر لا الہ اللہ کی ضرب دل پر مارے سالن بند کرے پہلے روز پانچ ہزار بار ہر روز ایک دفعہ پڑھاتا جاوے اور ایک دفعہ پورا کلہ پڑھے۔ اس طرح در ہر روز کرنے سے دل یا داہی میں جاری ہو جائے گا جسے کہتے ہیں۔ دست بکار دل یا بارودہ حاصل ہو جائے گا۔ ایک کلیلیہ کا ذکر اس طرح کرتے ہیں۔ جو طریقہ خاندان چشمہ کا ہے۔ بعد نماز تہجد بقیہ یا وضو ٹھیکہ باخلاص دل اعوذ بکم اللہ اور کوئی درود شریف ایک دفعہ سے دیکر گیارہ بار بشروط طاق عدد اور پورا کلیلیہ مع صلی اللہ علیہ وسلم تین بار پڑھ کر لا الہ الا اللہ کو دو سو بار اس طرح پڑھے کہ لفظ آ کا کو دل سے چھین کر اللہ کے لفظ کو دایرے منڈتے پر لے جاوے اور خیال کرے کہ غیر اللہ کو دل سے نکال دیا۔ اور بعد کچھ دفعہ ایک دفعہ لا الہ اللہ کو دایرے منڈتے سے سختی اور قوت کے ساتھ دہر مارے بجایاں اسکے کہ محبت الہی دل میں داخل کی۔ اور پھر چار سو دفعہ لا الہ اللہ کو دہرے تہی

سے سختی اور قوت کے ساتھ دل پر بار سے بخیال اسکے کہ محبت اللہ کی میں نے دل میں داخل کی اور اللہ
کو یابین طور کہ پہلے صرف ہائے لفظ اللہ پر پیش کیے اور دوسرے لفظ ہائے اللہ پر جزم کیے اور اسی طرح ہر
لگائے کہ اسکو وہ ضروری کہتے ہیں۔ اگرچہ ظاہر میں یہ بارہ سو دفعہ ہوا لیکن اسکو چھ سو دفعہ سمجھے اور پھر غریب
لفظ اللہ کو جزم کے ساتھ ایک سو بار بلا وقفہ لگاتار دوا دھڑک کر سے یہاں تک کہ رشتہ پہنچائے کہ ایک سو دفعہ
کو ایک انس میں پورا کرے پھر تین بار پورا کلمہ طیبہ مع صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پڑھ کر تین بار درود شریف پڑھے
اور یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اَنْتَ فَفَقِّصْ دِي وَرَضَائِكَ مَقْلُوْبِي نَزَلْتُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ فَكُلَّ النَّفْسِ
عَلَى تَعْمِيْلِكَ وَارْتَقِي وَصَلِّ لَكَ الدَّامُ۔ اہی تو میرا مقصود ہے۔ اور تیری رضا مجھے مطلوب ہے۔
چھوڑا میں نے دنیا اور آخرت کو واسطے تیرے۔ تمام ضرر ماحیض نعمتیں اپنی اور عطا فرما مجھ کو حاصل نام۔

آمین۔ **طریق شغل لقی و اثبات** کہ آئندہ بند کر کے اور تا اسے زبان خوب لگا کر دم کو زیر زبان
سے نکال کر دماغ میں ٹھیرائے۔ اور حرف لا کو ناف سے کھینچ کر ام الدماغ تک پہنچائے اور وہاں سے لے لے
کو لطیف روحی کیطرت آتا کہ لا اللہ کی ضرب دل پر لگائے۔ اور لا اللہ سے نفی ماسوی اللہ کا تصور کرے
اور لفظ لا اللہ سے اثبات ذاتی ملاحظہ کرے بتدریج لا معبود الا اللہ اور لا اله الا اللہ اور لا اله الا اللہ
اللہ اور نہ ہی لا اله الا اللہ تصور کرے۔ اور عدلی انتہا۔ ایک دم میں اکیس بار ہے۔ اگر اس
شغل کا اثر کہ بے تعلقی ماسوا کی ہے دل میں پیدا ہو شکریہ لاوے اور نہیں تو سہ سے پھر شروع کر
کہ اثر حاصل ہو۔

آنحضرت نے فرمایا کہ جب کوئی بندہ مومن لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے
اے بندے تو نے سچ کہا۔ اے فرشتوں تم گواہ رہو۔ میں نے اسکو بخش دیا۔ اور فرمایا کہ جب بندہ
کے منہ سے کلمہ نکلتا ہے تو ساتوں آسمانوں سے گندہ کریمش کے نیچے پہنچتا ہے تو مثل ماہتاب کے
ہو جاتا ہے۔ اور دوسری نیکیاں اسکے گرد مثل ستاروں کے ہو جاتی ہیں۔

اور فرمایا کہ جو کوئی سات روز تک برابر کلمہ پڑھے گا سچ کہ اسکو سات چیزیں کرامت فرمائے گا۔

(۱) آسانی سکرات موت (۲) دنیا سے باایمان انتقال کرے گا۔ (۳) گویا کے عذاب سے بچے گا۔ (۴)

شکر و تحریک سوال سہل فرمائے گا (۵) قیامت کے دن نامہ اعمال اسکے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا

(۶) نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا۔ (۷) پھر اس سے مثل برق گزر جائے گا۔ لکھا ہے کہ کلمہ میں جو میں حرف

میں راہنہ میں جو میں ساتیں ہیں جو کوئی راہنہ میں ایک دفعہ کہے گا۔ ہر حرف کے بدلے ایک ساعت

کا گناہ بخش دیا جائے گا۔ اسی واسطے کہ جب سوس کے اٹھے۔ پہلے کلمہ طیبہ پڑھ کر اٹھے۔ اسکی عادت

کر لے۔ اور فرمایا کہ کلمہ طیبہ گناہوں کو ایسا جلا تا ہے۔ جیسے تیراگ سوکھی لکڑی کو جلا دیتی ہے۔

جو کوئی مجلس میں چالیس بار کلمہ پڑھے، شتر برس کے گناہ اسکے معاف ہوں۔ اور فرمایا کہ جو شخص اپنی عمر میں ایک لاکھ بار کلمہ پڑھے گا دوزخ کی آگ اس پر ختم ہوگی۔ اور نافع السلین میں لکھا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ پیغمبر خدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جب کوئی مرتضیٰ تھا تو فوراً ہم سب ملکر اسکی روح پر ایک لاکھ کلمہ طیبہ پڑھوا کر اسکا ثواب بھیجالتے تھے۔ اور حالت سکرات اور نزاع روح میں بھی کلمہ پڑھتے تھے۔ اور اس سے بھی پڑھواتے تھے۔ تاکہ کلمہ کہتے کہتے اس حالت پر اسکی روح جمع ہو کر پورا کر جائے۔ اور وہ عذاب تبرا در رسولیٰ نکمین سے با آسانی نجات پائے۔

اسے سعید ہرموس کو دروست کر اپنے والدین اور استاد پر بحسن سب کے واسطے ایک لاکھ بار کلمہ طیبہ پڑھکر یا دوسروں سے پڑھوا کر بلا تعین اجرت کھانا اور نقد و عین کی ایصال و ثواب کرنا انکی زیادتی و حلاوت و درجات کا سبب کرتا۔

اور پیغمبر صاحب نے فرمایا ہے کہ جو کوئی جمعہ کی شب میں سو مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھے گا بہشت میں اسکو انبیا و اوصیاء کا درجہ ملے گا۔ اور مرنے سے پہلے اپنی جگہ بہشت میں دیکھ لے گا۔ اور جو کوئی جمعہ کے دن دوسو مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھے۔ ایک مقبول حج کا ثواب اسکے نامہ اعمال میں ثبت ہو اور خدا یا کہ کلمہ کا دورہ اسقدر کرو کہ تم کو لوگ دیوانہ کہنے لگیں۔ اور حالت پر پہنچا قیامت کے دن سب پیغمبر اس کا استقبال کریں گے۔ اور فرمایا کہ جو کوئی وضو کرے پھر کلمہ پڑھے۔ اللہ تعالیٰ ہر شرط کے عیوض ایک نرشتہ پیدا کرے۔ قیامت تک وہ کلمہ بیچ کا ذکر کرے۔ اور ثواب اس کا اس شخص کے نامہ اعمال میں درج ہوتا رہے۔ اور خدا یا کہ جو کوئی شخص سو سے وقت و دفعہ کلمہ پڑھے۔ گویا اسنے راہ خدا میں دو بردے آزاد کیے۔

اور فرمایا۔ میں جاتا ہوں اور تم کو لا الہ الا اللہ کی پناہ میں چھوڑتا ہوں جس نے اس کلمہ کی پناہ پکڑ لی عذاب دوزخ سے نجات پائی۔ اور خدا یا کہ جو کوئی فجر کی نماز کے بعد دس بار کلمہ پڑھے اور ظہر کے بعد بیس بار اور عصر کے بعد تیس بار اور مغرب کے بعد چالیس بار اور شام کے بعد پچاس بار اور وتر کے بعد اسی بار۔ اور پیغمبروں کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔ اور بہشت میں ساٹھ ہزار شہر ایسے عطا ہوئے۔ اور ہر شہر میں ساٹھ ہزار قصر ہو گئے۔

اور نافع السلین میں لکھا ہے۔ جب بندہ کلمہ شریف پڑھتا ہے۔ اس سے حق تعالیٰ ایک سیر پند پیدا کرتا ہے۔ کہ پاؤں اور پر اس کے سرخ یا قوت کے موئے ہیں۔ عرش کے نیچے جا کر اسکے لئے ستیث ہوتا ہے۔ اور حق تعالیٰ اسکی فرماؤ کو مستجاب ہے اور اس بندہ کے گناہ حق تعالیٰ بخشدیتا ہے نقل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف خطاب فرمایا کہ اے موسیٰ میرے خالص دوستوں کو جانتے ہو کہ وہ کون ہیں؟ انہوں نے عرض کیا خداوند تو ہی عالم و دانا ہے۔ فرمایا کہ امت محمدیہ سے ہونگے۔ انصاف و عدل۔ لشکر و فوج میں۔ پہاڑ کی بلند می پر۔ زمین کی پستی میں۔

برنگل و سیاہی میں اعلان کے ساتھ بلند آواز سے کہتے ہوئے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر انکی آواز سے کوہ
صحر ابل جائینگے، جانور ان وحشی الش کریں گے۔ ملائکہ انکی خوش الحانی سے وجد میں آئیں گے۔ اول ویدار
انکو دیکھاؤں گا۔ اور مثل پیغمبروں کے ثواب دوں گا۔

شَهِدَ الْمَلٰٓئِکَةُ اِنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِکَةُ عَلٰی کُلِّ نَفْسٍ طَلَاۤلَ اللّٰهِ اَکَاۤهٗوْا کَیۡنَ اَکْثَرُ نِعْمَ
اللہ شہادت دیتا ہے اس بات کی کہ بیشک سوئے اسکے کوئی معبود نہیں اور کل ملائکہ کا ہوا جان عالم جو عمل
پر قائم ہیں، انصاف کے ساتھ عقل سلیم سے کام لیتے ہیں یہی کہتے ہیں۔

ووسر کلمہ شہادت۔ فرمایا۔ اَنْخَضْتُ لَیۡلَۃً اَشْهَدُ اَنَّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِکَ لَہٗ
لَہٗ مَا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُولُہٗ۔ میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ لغیبی سوائے خدا کے
اور کوئی معبود نہیں ہے وہ یکتا و یگانہ ہے کوئی اسکا شریک نہیں ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں اس بات

کی بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسکے بندے اور رسول ہیں۔ کھول دیتا ہے حق تعالیٰ اسکے لئے اٹھو
دروازے جنت کے جس دروازے چاہے اس میں داخل ہو۔ اور فرمایا جو کوئی یہ کلمہ شہادت پڑھے
کے ساتھ میں پڑھتا ہے حق تعالیٰ اس پر دوزخ کی آبیج حرام کرتا ہے۔ اور فرمایا جو کوئی مرتے وقت

کلمہ شہادت پڑھے تمام گناہ اسکے محو کر دیئے جاتے ہیں۔ اور فرمایا کہ خدا کے پاس ایک نور کا ستون
ہے جب کوئی بندہ کلمہ شہادت پڑھتا ہے۔ تو وہ ستون چلنے لگتا ہے حق تعالیٰ اسکو فرماتا ہے۔
اے ستون سکون اختیار کر۔ وہ عرض کرتا ہے کہ میں ابھی سکون کیونکر اختیار کروں۔ ابھی کلمہ شہادت پڑھنے

والے کو کیا تو نے بخشا ہے پھر حق تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اسکو بخش دیا۔ وہ بھی سکون اختیار کرتا
ہے۔ اور جو بجد وضو کلمہ شہادت پڑھے گا۔ اٹھو اور دروازے بہشت کے اسپر کھل جائینگے۔ اور فرمایا
کہ جو کوئی سو بار پڑھے اسکے ثواب کی انتہا نہیں۔ اور فرمایا کہ جو کوئی کلمہ شہادت صبح کی نماز کے بعد

دس مرتبہ پڑھے۔ حق تعالیٰ اسکے سارے گناہ بخشے گا۔ اگر چاہے گناہ اسکے مثل کف دریا ہوں۔ اور فرمایا کہ
جو کوئی کلمہ شہادت بار بار پڑھے۔ حق تعالیٰ چالیس ہزار نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں درج فرماوے گا
اور چالیس ہزار برائیاں محو کرے۔ اور چالیس ہزار درجے بلند کرے۔ اور فرمایا کہ جو کوئی باوندو ایک

جلس میں سو مرتبہ کلمہ شہادت پڑھے۔ جو حاجت خدا سے چاہے پوری ہو۔ اور فرمایا جو کوئی کلمہ
شہادت پڑھے اور انگشت سبابہ جسکو کلمہ کی انگلی کہتے ہیں کھڑی کرے۔ جب قبر سے اٹھے گا ساری
انگلیاں کلمہ پڑھتی ہوں گی۔ حق تعالیٰ اسکے لئے بڑا حق بھیجے گا۔ کہ اس پر سوار ہو کر مرصعات میں حاضر ہو۔

اور فرمایا کہ جو کوئی غروب آفتاب کے وقت کلمہ شہادت پڑھے۔ ایک ہفتہ آزاد کرے گا ثواب دے گا
ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایک شخص کو میری امت میں سے رو بہر و ملائق
کے دن قیامت کو الگ کر کے بلائیگا۔ اور اس کے گناہ کے وقت نماز سے کھولے گا۔ اور ہر دفتر

مبتلائے بھر ہوگا۔ اور پھر فرمائے گا۔ کیا تو کسی چیز کا ان میں سے انکار کرتا ہے۔ کیا میرے کاتبین محافظین نے تجھ پر ظلم کیا ہے وہ کہے گا۔ اسے رب نہیں۔ اللہ فرمائے گا تجھ کو کچھ عذر ہے وہ کہے گا۔ نہیں۔ ابشا و رب العالمین ہوگا۔ ہاں ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے۔ اور آج کے دن تجھ پر ظلم نہ ہوگا۔ پھر ایک پرچہ کا غذا نکالا جاوے گا۔ اس کلمہ شہادت لکھا ہوگا۔ اللہ کہے کہ تو اپنی ذنن کی جگہ پر حاضر ہو۔ وہ کہے گا۔ اسے رب بھلا اس ٹکڑے کا غذا سے کیا ہوگا۔ حکم رب لعل ہوگا۔ کہ تجھ پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

پھر وہ سارے دفتر جن پر اس کے گناہ لکھے ہونگے وہ ایک پل میں سب در ایک پل میں یہ کا غذا کلمہ شہادت والا بھاری ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے نام کے مقابلے میں کوئی چیز بھاری نہیں ہوتی ہے۔ رواہ

الترمذی۔ تیسرا کلمہ توحید **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ** (ترجمہ) یعنی تسبیح پڑھتا ہوں۔ اور حمد کرتا ہوں اللہ کی اور کوئی سوائے خدا کے معبود نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے اور نہیں طاقت اور قوت سوائے اللہ کے کیسکو اور اللہ تعالیٰ بڑا اور بزرگ ہے

اسکا پڑھنے والا کبھی فقیر نہیں ہوتا۔ پیغمبر صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ جو کوئی دس بار پڑھے گا۔ اسکو رنج و غم نہ ہوگا۔ اور فرمایا کہ حول جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ اسکا خواص ہے کہ ہر رنج و غم کو دور کر دیتا ہے۔ اور جو کوئی سو بار اسکو پڑھتا ہے۔ سو حاجتیں اسکی پوری ہوتی ہیں۔ انشی عقی میں اور میں دنیا میں اور برائیاں اسکی دور کی جاتی ہیں اور بھلائیوں لکھی جاتی ہیں۔ اور جو بلند کیے جاتے ہیں حدیث مشریف میں آیا ہے۔ کہ ایک روز حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے۔ اور کہا یا

چوتھا کلمہ توحید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کہ ہر فرشتہ کے بعد تین بار یہ کلمہ پڑھ لیا کریں۔ **أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ الْمَلِكُ وَلَهُ الْقُدْرَةُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ** (ترجمہ) نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے۔ اکیلا ہے اور نہیں کوئی شریک اس کا۔ اس ہی با و شہادت ہے اسکی تعریف ہے اور وہ کل چیز پر قادر ہے۔ حق تعالیٰ اسکی نماز کو قبول فرمائے اور ہر رکعت کے بدلے انشی برس کی عبادت کا ثواب پاوے۔ اور فرمایا کہ جو بندہ مومن گورستان میں گزر کر اور چوتھا کلمہ توحید پڑھے۔ اور اسکا ثواب قبرستان والوں کو بخشے۔ حق تعالیٰ پڑھنے والے کے ہر نیکیاں لکھے اور ہر بار برائیاں دور کرے۔ اور ہر بار درجے بلند کرے۔ اور فرمایا کہ جو کوئی۔ چھہ کی رات میں چالیس مرتبہ چوتھا کلمہ پڑھے۔ حق تعالیٰ اسکو ایک حج کا ثواب عنایت فرماوے۔

اور فرمایا کہ کوئی اپنے بستر سے پر اڑے۔ اور چوتھا کلمہ پڑھے اس کے تمام گناہ کا کفارہ ہو اگرچہ گناہ اس کے مثل کھت دیا ہوں۔ اور فرمایا کہ جو سوئے وقت پر ہے شب بیداری کا ثواب اسکو ملے اور جو سو کر اٹھ کر پڑھے شربس کی عبادت کا ثواب پاویگا۔ اور فرمایا کہ جو کوئی سورج نکلنے کے وقت

وس بار پڑھے حق تعالیٰ اسکے نامہ اعمال میں سجینکیاں لکھے پڑھئے
 سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ وَمَجْدِهِ اسْتَغْفِرُ اللَّهَ
 پانچواں کلمہ تحمید رَبِّیْ مِنْ كُلِّ دُخَانٍ وَاقْتُبُ إِلَيْكَ رَجَبُہٗ پاک ہے وہ اللہ اس حشر سے کہ
 شد یک ٹھیکروں میں تیرا کسی چیز کو اور سب تعریف ترے لئے ہے۔ اسے بڑی عظمت داتے اور
 معافی گناہوں کی چاہتا ہوں میں اسے رب میرے توبہ کی میں نے طرف ترے۔

فرمایا نبی کریم ﷺ نے جو یہ کلمہ نہ کہوڑ پڑھیں گے ہر کلمہ کے عوض حق تعالیٰ ایک ایک درخت بہشت میں لگائیگا
 اور اس کے ہر پتے پر ایک ایک فرشتہ پیدا کرے گا۔ اور تسبیح کو سے گا۔ اور اس کا ثواب اس بندے کے لئے اعمال
 میں لکھا جائیگا۔ اور روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ مجھے دنیا
 سے چھوڑ دیا ہے اور میں فحشاء میں میرے لئے کچھ تدبیر نہ رہے۔ آپ نے فرمایا نبی کریم ﷺ کوڑ پڑھا کر۔
 فجر کی نماز سے پہلے سو بار تاکو خواہ تیری طرف دنیا مستوجو۔

اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولَٰئِكَ كَانَ مَسْئُوْلًا لِّرَبِّہٖ حَقِیْقَ کَانَ سَمْعُہٗ
 اور دل۔ ان تمام سے باز پرس ہوگی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے

کان

لوگوں کی بات جنت سننے کے لئے کان لگا دیئے۔ قیامت کے دن سید بھگلا کے کان میں ڈالیں گے۔
 بعض باتیں ایسی ہیں کہ انکا اثر دل پر ہوتا ہے۔ مثل دیکھنے اور سننا بھی بعض اوقات دیکھنے اور سننے کے
 برابر ہوتا ہے۔ اس لئے کان کی حفاظت مثل زبان کے اور آنکھ کے لازم سے مثلاً بخش اور غیبت و
 راگ اور فرامیر اور عشق کی کہانیاں اور اس زمانہ میں بہت سی طرح کے فرامیر نکالے ہیں جنکے سننے سے
 دل خطرے اور دوسو سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور سننا ہی دل کے خراب کرنے کا ذریعہ ہو جاتا ہے اور سننے کا
 اثر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کو بیمار کر دیتا ہے۔ اور دل میں عبادت کا خیال بھی نہیں رہتا۔ اور جوابات
 دین کا کان کے وسیلہ سے جاتی ہے۔ مثل کھانے کے کو کوئی کھانا مفید ہے کوئی مضر اور کوئی غذا ہے کوئی
 زہر قاتل۔ مگر برا سننا زہریلے کھانے سے زیادہ مضر ہے کیونکہ کھانا تو فساد نہ کر کھل جاتا ہے اور
 نئے کے ذریعہ سے پیٹ کے باہر نکال دیا جاتا ہے۔ زہر بل سننا کسی طرح دلکے باہر نہیں ہوتا بہتیر
 ناصح نصیحت کرتا ہے۔ مگر سامع نہیں ہوتی۔ اور بات کا اثر بعض عمر بھر رہتا ہے۔ پس اس سے
 بدتر کوئی چیز ہوگی۔ کہا ہے سننا کا زخم اور تلوار کا زخم تو بھراؤ مگر زبان کا زخم ہر سی رہا ہے اور
 چونکہ سننا بندہ راہ کان کے ہوتا ہے۔ اور ہمیشہ اسکے سبب آدمی بلا میں گرفتار رہتا ہے۔

بقول جامیؒ نہ تنہا عشق از دید از حسیں زد پد لباس کین دولت از گفتا حسیں زد لباس اگر کھی با توں
 سے کان کی حفاظت کریں تو سب بلاؤں سے محفوظ رہیں عشق ہے وہ چاہ اس میں جو گرا۔ پھر نہیں
 کبھی اسکا پتہ نہ جسطرح برے ذکر بر اثر کرتے ہیں۔ اچھے ذکر اچھا اثر کرتے ہیں۔

کان کی حفاظت

کان کی حفاظت

تو اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ کھانے والا جیسا ہو گا ویسا کہہ گا۔ اپنے کی صحبت میں ہو گئے تو اچھا سونے لگے۔ وگرنہ روش کے پاس جاؤ گے خوشبو میں سونگھو گے۔ اور اپنے پاس بیٹھے چاہے ناگہ پان بڑے برے پاس بیٹھے کٹاؤ گے ناگ اور کان بڑا آلاؤ گا۔ **اللہ یزک المذیظ لظلمات القلوب** اللہ کے ذکر سے دل اطمینان پاتے ہیں۔ پس انسان کو عقل اللہ نے عطا فرمائی ہے جس وہ فعل کی حقیقت اور اس کے انجام کو دیکھتا ہے۔ اور عقل دینی و دنیاوی امور میں رہائی کرتی ہے۔ اور بھلی بری بات جو سنتا ہے۔ اس میں تمیز کرتی ہے۔ اور خوشامد سی اور خود غرضی کے وعدہ کے سبب پچاتی ہے یہی عقل انبیاء علیہ السلام کو عطا ہوئی ہے۔ پس ہم کو لازم ہے کہ ہر کھانے والے کے کہنے کو سوچے کہ آیا اس کہنے سے اس کا ذاتی تعلق تو نہیں۔ اور نتیجہ یہ دھوکا تو نہیں دے رہا ہے۔ انا اوقات آدمی کا شیطان آدمی ہوتا ہے۔ جو لغویات کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اسے بچو۔ ان مجلسوں سے دور ہو جاؤ۔ جن میں غزل خوانی۔ مرثیہ خوانی۔ توالی۔ ترائی کے نقشہ اور ناچ راگ۔ ناگ وغیرہ ہیں۔

چاہیے کہ ہم سین تو قرآن شریف یا احادیث یا فقہ کے مسائل سے قیاب ہمارے اطمینان پاس اور اچھا اثر پیدا ہو کر اچھا حشر ہو۔ مجالس و عظیمین جانیں اور وعظ منین دہاں جب صبح کے نسل نسل میں گئے تو اللہ پاک عمل کی بھی توفیق دے ہی دیکھا۔ اور آدمی کو چاہیے کہ تہمت کی جگہ سے بچے تاکہ آدمی پرانہ کہیں۔ اور لوگوں کے کان آستانہ برائی کے سننے سے نہ ہوں۔ اور انہوں نے دلوں کو بدگمانی نہ بولہ ور زبان کو موقع غیبت کرنے کا نہ ملے۔ کیونکہ جو شخص کسی کی مصیبت کا سبب ہو گا۔ اس میں آپ بھی شریک ہے اور حضرت عمرؓ نے کہا ہے۔ جو شخص تہمت کی جگہ میں بیٹھے۔ جیسے شراب خانہ قمار خانہ اسکوروا نہیں کہ عداوت کرے ایسے شخص کو جو بدگمانی کرے اور جو دوسروں کے مال باپ کو گالی دیکھا وہ اپنے مال باپ کے لئے گالی سنے گا۔ سبب ہو گا۔ گویا اسنے اپنے مال باپ کو گالی دی۔

کھانا کم کھانے کے فوائد **اِذْ تَهَنُّتُمْ مِّنَ صَلَاتِكُمْ فِیْ حَقِّهَا فَاَوْفُواْ بِهَا عِلْمَ اللّٰہِ** کیا اور ان سے نفع اٹھاؤ گے۔ اس سبب سے عذاب کا بدلہ پاؤ گے۔

(ح) ادموع باب الجنة یا مجموع ہمیشہ جنت کا دروازہ کھلے گا یا کہ و بعدک سے۔

(ح) استند العمل یا مجموع بہتر و شر کار آخرت میں گر سکی ہے۔

(ح) مجموع فتح العباد کا۔ گر سکی معز و عبادت ہے۔

(ح) لا صیحت الھم الھم الشھم مع الھم۔ بہت کھانے والے کو ہرگز صحت نہیں۔

(ح) کُلْتُ لِلطَّعَامِ کُلْتُ لِلشَّرَابِ وَکُلْتُ لِلذَّكْرِ کُلْتُ لِلنَّفْسِ تہائی کھانے کے لئے اور تہائی پانی کے لئے۔ تہائی ذکر کے لئے تہائی نفس کے لئے خالی رکھ۔

اسکے سعیدہ آبرو کو نکال کر قول ہے خدا کا دشمن وہ ہے کہ کھنڈہ بہت کھائے۔ اور بہت سوئے
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دو لوگوں نے یہ کھانا کھانے پینے
سے مت مار ڈالو۔ کیونکہ دل مثل زراعت کے ہے اور بھٹی زیادہ پانی سے بگڑ جاتی ہے۔
اندریوں از طعام خالی دارینہ تا ورنہ نوز معرفت مینی:

بقول شخصے نہ چندان بخور کہ نہ ہانت برآید نہ چندان کہ از ضعف جانت برآید نہ
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ کہ جسدن سے میں سلیمان ہوا ہوں۔ پٹ بھر کر نہیں
کھایا۔ تاکہ عبادت کی عداوت حاصل ہو۔ حضرت جعفری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ شکم الب عصفو
ہے۔ کہ اگر بھوکا رہے۔ تو عصفو گناہ کی طرف سے رہے۔ اور اگر یہ بھر جائے۔ تو سب عصفو گناہ کے
بھوکے ہیں۔ اور زیادہ کھانے سے فعل لغویات صادر ہونگے۔ اور زیادہ کھانے سے عقل کم
ہوتی ہے۔ اسے سعیدہ اگر آدمی کے پٹ میں حرام کھانا ہوگا۔ تو قول اور فعل حرام پیدا ہونگے
اور ابوسلیمان و رافی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اگر دین و دنیا کے کسی کام میں مصروف ہو جانا چاہتے
ہو۔ تو کھانا مت کھاؤ۔ جب تک اس کام کو انجام نہ کر لو۔ کیونکہ کھانے سے عقل زائل ہو جاتی ہے
سعدی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے نہ فی از حکمتی لعلت آن کہ یہی از طعام تا مینی نہ اور بیت کھا
سے عبادت کم ہوتی ہے۔ اس واسطے کہ جب آدمی بہت کھا دے گا۔ تو تمام بدن مست ہو جائیگا
اور نیند کا غلبہ ہوگا۔ بھیکشی ہی کو کشش کرے گا۔ عبادت نہ کر سکے گا۔ نیند میں مروے کے مانند پڑا
رہے گا۔ اور اگر جبراً عبادت کی بھی تو حلاوت حاصل نہ ہوگی۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام نے شیطان کو دیکھا کہ اسکے ہاتھ میں پھندے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ
کیا چیز ہے۔ شیطان نے کہا کہ یہ شہوتوں کے پھندے ہیں۔ جنکے سبب سے آدمیوں کا شکار
کرتا ہوں۔ حضرت یحییٰ نے فرمایا۔ کہ انہیں کوئی ایسا بھی پھندا ہے۔ جس سے بچکے پھنسا لیوے
اس نے کہا نہیں۔ مگر اجرات آپ زیادہ کھا کر مست ہو گئے تھے۔ اس وقت میں نے نماز سے
روک رکھا تھا۔ حضرت یحییٰ نے فرمایا۔ کہ اب سرگز پٹ بھر کر نہ کھاؤں گا۔ شیطان نے کہا
کہا کہ میں بھی اب کبھی نہ کہوں گا۔ اور کسیکو نصیحت کی بات نہ بتاؤں گا۔

اسے سعیدہ انکا حال ہے جنہوں نے تمام عمر میں ایک رات زیادہ کھانا کھایا تھا۔ پس اسے
سعیدہ انکا کیا حال ہوگا۔ کہ جو تمام عمر میں ایک رات بھی بھوکا نہ رہا ہو۔

ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے۔ کہ اگر گرسند ہوں تو صبر کروں۔ اور سیر ہوں تو شکر
کروں۔ ایک بزرگ کا قول ہے جس روز خدا کے واسطے بھوکا نہ رہا۔ ضروری تھا نہ ہی حکمت سبحان اللہ
بچھ پر نازل ہوئی۔ حکایت۔ نقل ہے کہ دو بزرگ صاحب کرامت بلا لکشی دریا سے عبور کرتے تھے

الغافل ایک مقام پر ٹھہرے۔ ایک نے اٹکی دعوت کی۔ اور تم سالن سے اچھا کھانا پکرایا۔ ایک صاحب نے خوب کھایا۔ دوسرے نے کم کھایا۔ جب دریا کے کنارے پہنچے۔ جس نے کم کھایا تھا وہ پانی پر چلا گیا۔ اور جس نے بہت کھایا تھا وہ منہ نکٹا روتا چلا تا رہ گیا۔ رات کو اس نے اپنے استاد کو خراب دیکھا۔ اور اپنی سب پریشانی کا حال بیان کیا۔ فرمایا کہ تو نہیں جانتا۔ کہ جو کوئی نفس کی تابعداری اور شک پروری کرتا ہے۔ خواہش دلی سے محروم رہتا ہے۔ اور دولتِ معرفت کو نہیں پاتا۔ اس واسطے کہ جب تو شکم سیر ہوگا۔ تو مثل دیوار بیکار ٹرا رہے گا۔ اور نورِ معرفت سے خالی ہوگا۔ بھوک سے دل نرم ہوتا ہے اور بھوکہ کی حالت میں ذکر سے دل لذت پاتا ہے۔ سیری شکم سے سختی دل پیدا کرتی ہے۔ ذکر زبان ہی رہتا ہے۔ دل پر اس کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔

نقل ہے ربیعِ حتم سے کہ ایک دن بعد نماز صبح میں واسطے ملاقات رابعہ بصری کے گیا دیکھا کہ نماز پڑھتی ہیں جب نماز سے فارغ ہوئیں میں نے پوچھا کہ کچھ بات کروں اتنے میں تبصیح شدہ دے کی۔ میں منتظر رہا۔ کہ بعد فراغِ وظیفہ کے کچھ کلام کریں گی۔ اس طرح رو بقلید ذکر خدا میں مشغول رہیں۔ کہ نماز پڑھیں (یعنی نماز ظہر کا وقت) آگیا۔ نماز ادا کی اور اسی طرح نماز عصر اور مغرب اور عشاء کی پڑھ کر چار زانوں میں بیٹھیں۔ بہانہ کہ نماز صبح کی اسی وضو سے پڑھی۔ بعد اتراتی اور شربت کے چاہا کہ غصوڑا سا سو رہی مسدود تھا کر روئیں۔ اور کہا الہی میں پناہ چاہتی ہوں۔ اس آنکھ سے کہنت سوئے۔ اور اس شکم سے کہنت کھائے بھوکو یہ سنکر بہت عبرت ہوئی۔ اور میں دم بخود اٹھ کر چلا آیا۔ یہ نصیحت ہی کافی ہے کہ باوجود نہ کھانے کے پناہ مانگ رہی ہیں۔ بہت کھانے اور سونے سے کم کھانے کی عادت اس طرح ڈالے۔ ہر روز ایک لقمہ کم کرے۔ اس طرح ایک سال جب کم ہو جائے تو چند روز اس پر قیام کرے۔ پھر ایک لقمہ کم کر لے۔ اس طرح کرنے سے طاقت بنی رہتی ہے اور کمزوری نہیں ہوتی۔ اور بعض اصحاب نے یہ طریقہ بتایا ہے کہ ایک گیلی لے لے۔ اور چینی خوراک۔ اس لکڑی سے وزن کرتا رہے۔ وہ بدن سوکھتی جائے گی۔ اور کم ہوتی جائے گی۔ اسکے وزن کرنے سے خوراک بھی کم ہوتی جائے گی۔ جب وہ بالکل سوکھ جائے گی۔ تو دوسری گیلی لکڑی لے۔ اس طرح کرنے سے کم کھانے کی عادت ہو جائیگی۔ اور طاقت قائم رہے گی۔ اور ابراہیم نوذبی تین روز میں ایسا کھایا کرتے تھے۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اکثر حجہ دن تک نہ کھاتے اور سب کم درجہ یہ ہے کہ ایسا کھائے۔ اور جو دوبارہ کھائے۔ اس قدر کرنے والوں میں اہلِ ہجرت حضرت معلّم جب صبح کو کھانا کھاتے۔ تو اس دن رات کو نہ کھاتے۔ اور اگر رات کو کھاتے تو اسکی صبح کو نہ کھاتے۔ اور دل میں کسی چیز کے کھانے کی خواہش نہ ہوا اور وہ نہ کھائے۔ تو خدا تبارک اسکو خواہش کے چھوڑ دینے کی اصلاح میں بخشد تبارک ہے۔ حضرت علی کا قول ہے کہ جو چالیس دن میں

ایک روز بھی گوشت کا ناغہ نہ کرے گا۔ تو اس کا دل سخت ہو گا۔

حدیث میں آیا ہے۔ کھائے کو ذکر و نماز سے تحلیل کر۔ یعنی کھانا واسطے عبادت کے ہے بے بیانی
ثوری جب پیٹ بھر کے کھاتے تو رات کو نہ سوتے۔ بیدار رہتے اور کہتے کہ جب موی کو داند چارہ
بہت دیتا ہے۔ تو اس سخت لیتا ہے۔ نفس کو مطیع کرنے کے لئے اگر شکی سے بڑھ کر کوئی علاج نہیں
مقصود اگر سنگی نہیں ہے۔ بلکہ نفس کا درست ہونا ہے۔ اتنا کھاوے کہ معدہ بھاری نہ ہو اور معدہ
بھاری ہوتا ہے تو عبادت سے باز رہتا ہے انسان کا کمال یہ ہے کہ فرشتہ کی سی خصلت پیدا
کرے۔ اور جو سیر ہو گا وہ بھوک نہ کھول جاوے گا۔ جب اگر نہ ہو روز خدوں کی بھوک یاد کرے۔ اور
جب تشنہ ہو تو اہل بخشش کی پیاس یاد کرے۔

نقل ہے۔ یوسف علیہ السلام سے کہا کہ روئے زمین کے خزانے آپ کے پاس ہیں۔ پھر کہوں بھوکے
رہتے ہو۔ کہا کہ ڈرتا ہوں کہ بھوک نہ کھول جاؤں۔ جیسے شریر گھوڑے کو مطیع نہیں کر سکتے۔ مگر بھوک ہے
ایسا ہی نفس کا حال ہے۔ آدمی نفس سرکش کو بھوک سے مغلوب کرے۔ کیونکہ سارے گناہ ہوس
ہوتے ہیں۔ اور شہوت بھوک سے زائل ہوتی ہے۔ شہوت کا باعث سیری ہے۔ ذوالنور مصری رحمہ
اللہ نے کہا ہے۔ کہ میں جب سیری سے کھانا بے حیثیت کا ارادہ کرتا۔ حال شہوت نے کہا ہے کہ یہی عیبت
جو ہوتی ہے وہ شکم سیری ہے۔ اگر سنگی اللہ کے خزانہ کا ایک گوہر ہے۔ کم کھانے سے کم سوتا ہے یہی
سے نیند کا غلبہ ہوتا ہے۔ احتلام ایک آفت ہے اور یہ سونے سے ہوتا ہے۔ اور جو آدمی بہت کھاتا
ہے۔ اس کا وقت کھانے پکوانے اور رنج حاجت میں صرف ہوتا ہے۔ اور پھر طہارت میں۔ اور دم
جو کہ ایک گوہر شریف ہے مفت برباد ہوتا ہے۔

چالیس روز تک روٹی کے لقمہ پر اسکو کھاوے تو بھوک نہ تکلیف نہ ہو البتہ اسطرح
حَدِّ الْغَفْوَةِ أَهْرَ بِالْمَعْرُوفِ رَاغِرْ مِنْ عَيْنِ الْجَاهِلِينَ۔ اختیار کر دو
معاف کر دینے کو اور حکم کرو اچھی بات کا۔ اور نہ کو موٹر جاہلوں سے۔ اس
آیت کی شرح میں یوں لکھا ہے جب غصہ میں بدلے لینے کی قدرت نہیں
ہوتی۔ تو اسے ضبط کرنے سے اس شخص کی طرف سے دل پر دیا تم کی گرا نی ہو جاتی ہے۔ اسکو افد
یعنی کینہ کہتے ہیں۔

(ح) اَلْمُؤْمِنُ لَيْسَ بِغَفْوَةٍ۔ یعنی مومن کینہ و نہیں ہوتا۔ (ح) لَا بُتَا غَضْوًا۔ آپس میں
نہ کہو۔ (ح) كَتَاوَنَ فَإِنَّ الْكَلِمَةَ تَذِيهٌ الْقَهْرَانِ۔ ہدیہ بخیر پس میں۔ کہ ہدیہ دور کرتا
ہے دشمنی اور دل کے کینوں کو۔

(شہر مع حدیث) جب دو مومن اس طرح ملتے ہوں۔ کہ دوسرا اپنے بھائی پر ہتیار اٹھائے ہو

شکم سیری کا عیبت کو اجاگر ہے۔

ہو تو وہ دونوں کا مار چہنم میں جب ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کرتا ہے۔ تو وہ دونوں دوزخ میں چلے جاتے ہیں۔ ایک روایت ہے کہ جب دو مسلمان تلوار سے لڑیں۔ تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخ میں جاویں گے۔ کسی نے عرض کیا کہ قاتل تو بھیک ہے۔ مگر مقتول کیونکہ دوزخ میں جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ بھی اسکے قتل کا حواہل تھا۔ یہ کہنے سے ایسا ہوتا ہے۔ (کشمکش حدیث) آپس میں بغض نہ رکھو۔ اور نہ حسد کرو۔ اور دوستی اور محبت کو قطع نہ کرو اور اسے بند گان خدا بھائی بھائی نہ جانو۔ کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ تین شب سے زیادہ اپنے بھائی مسلمان سے ملنا جلنا ترک کرے۔ کیونکہ کینہ سے دور کر سکتے۔

(ایضاً) فرمایا رسول کریم نے۔ کسی مسلمان کو رو انہیں کہ اپنے بھائی کو تین شب سے زیادہ ترک ملاقات کرے۔ جب وہ دونوں ملیں وہ اس سے منہ نہ پھیرے۔ اور وہ اس سے منہ نہ پھیرے۔ ان دونوں اچھا وہ ہے جو سلام علیک کے ابتدا کرے۔ اور کینہ دل سے دور کرے۔ اور فرمایا ہے کہ تم سے کوئی شخص بھائی کی طرف اسلحہ لینے بہتیار سے اشارہ بھی نہ کیا کرے۔ کیا معلوم ہے کہ شیطان تمہارے ہاتھ کو کھکے دے اور تم آگ کے گرہے میں جا پڑو۔ بسبب کینہ کے جو دل میں ہے۔

اور فرمایا۔ کہ جس شخص کی طرف سے کینہ ہو اس سے میل ملاپ کرے۔ اور اس کا قصور معاف کر دے۔ اور اپنا معاف کر لے۔ اس کے بڑا اجر ہے۔ اور ہدی کریمو اسے کے ساتھ احسان کرنا قرب الہی کا سبب اور بہترین خلق یہ ہے کہ کوئی تجھ سے دوستی چھوڑے۔ اور تو اس سے دوستی جوڑے۔ اور جو کوئی تجھے محروم کرے۔ تو اس سے بخشش سے پیش آدے۔ اور فرمایا کہ جس کسی نے کسی کے ظلم پر بد و عادی وہ اپنا حق پایا۔ اور اللہ کے نزدیک وہ عزیز یا اسے جو باوجود بدلے لینے کی طاقت کے معاف کرے۔ کینہ کے دور کرنے کا علاج یہ ہے کہ سلام کرنے میں پیغمبری کرے۔ اور مسافحہ کیست اس سے کینہ دور ہوگا اور پیدا ہوتا ہے اگرچہ پہلے تکلف سے ہی۔ مگر آہستہ آہستہ کینہ رفع ہو جائیگا

اے سعید کینہ سے کہنے میں کسی کی خوشی سے فکین ہونا۔ اور کسی کے غم سے شام ہونا۔ اور اگر کسی پر کوئی بلا نازل ہو تو شام ہونا۔ علامت کینہ یہ ہے جس کو کینہ ہوگا وہ سلام کرنا چھوڑ دیگا۔ اور جب اس کا غلبہ ہوگا۔ تو جواب سلام بھی نہ دیگا۔ اور قدرت کی نظر سے اسے مچھلیگا۔ اور اس پر زبان درازی کرے گا۔ غیبت اور دروغ اور بخش سے اسکے بھید و کج آشکارہ کریگا۔ اور اس کا حق بجالانے میں قصور کرے گا۔ اور اس کے قربت والوں سے مروت نہ کریگا۔ اور اپنے قصور سے معافی نہ چاہے گا۔ اور جب قابو پاویگا تو مار لگا بکارتا دیگا۔ اور دوسرے کو تیر غیب و یقین۔ کہ مارے۔ اور ہر ہانگ ثوب پہنچے اپنا احسان اس کو چھڑا دے۔ اور اسکے کام میں دوسری نہ کرے گا۔ اور اسکے ساتھ نہ تریں بھی شریک نہ ہوگا اور اس کی ثنا نہ کرے یہ باتیں آدمی کی خرابی اور نقصان کا سبب ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقہ سے

کینہ کو مسجد کے دل سے دور کرے۔ حکایت۔ ایک شخص نے شیطان سے دوستی پیدا کی اور پوچھا کہ بارگاہ کو لوگ کیوں بدنام کرتے ہیں۔ اس نے کہا۔ میرا تو کچھ بھی قصور نہیں ہے صرف کینہ سے لوگ برا کہتے ہیں۔ یہ برادرِ آخرتِ حق شانِ ابرہشت بذکوتم نہیں نے نگارِ نذرست پڑا تو بارگاہ کو ایک تماشا دکھائیں مگر خاموش دیکھتے رہیو۔ ایک شہر میں لے گیا۔ اور کہا کہ آج اسکی برادری کا حکم ہے۔ جلوائی کی دوکان میں چاشنی پاک رہی تھی شیطان نے اس میں سے انگلی بھر کر لگا دی فوراً کبوتر کا جھگٹ ہو گیا چھپکلی نے انکی ٹانگ لگائی۔ جلوائی کی بلی نے چھپکلی پر داول لگایا۔ کوجھٹل مار سے۔ ناگباں ایک فوج کا سپاہی اوہر سے گذرا۔ اس کے ساتھ ہنراتیہ شکاری گنا تھا۔ اس نے جو بلی بھی دیکھی جھٹ اسکو جا بوجھا۔ بلی چاشنی کے کھونچوں میں جا گری۔ اور چاشنی میں بھنس گئی۔ جلوائی کو فضا آگیا۔ کہتے کہ سر پر ایسا پھو مارا وہیں ٹوٹ کر مر گیا۔ پھر سپاہی کو کہاں تاب تھی۔ بگڑ گیا اور جلوائی کا مار سے مار سے خون کر دیا۔ جلوائیوں نے جمع ہو کر سپاہی پر یورش کی۔ وہ بھی وہیں بھیت رہا۔ لشکر میں جو سپاہی کے قتل ہوئے کی خبر سنی تو لنگے گئے توپ خانہ تمام شہر نہ اڑا دیا جب یہ ماجرا گذر چکا۔ تو شیطان اس شخص سے متوجہ ہوا کہ بد دوست اب اس میں میرا کیا قصور ہے صرف ایک انگلی چاشنی میں نے لگا دی تھی۔ باقی بکیر کس نے کیا۔ لیکن کینہ والوں کا نام کوئی نہیں لیتا مجھ پر کوئی نثار نہ کرتا ہے۔ قرآن شریف انا لہ نوکی تینتہ کے لئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اَلْمَیْمُنِیْنَ اَللّٰهُ یُغْفِرْ لِحَسَبِہٖ اَعَدَّ اَدْوٰی وَّ اَلْبَغضَآءُ فِی الْخَمْرِ وَاَلْمَیْمِیْنَ یُغْفِرْ لِمَنْ عَفَّ وَ ذَکَرِ اللّٰہِ فَاَہْلَ اَنْتُمْ مِّنْہُمْ۔ شیطان ہی چاہتا ہے کہ شراب اور قمار بازی کے ذریعے (مکو کینہ کھال پھیلائے) تم میں عداوت پیدا کر دے اور تمکو اللہ کے ذکر سے اور نماز سے باز رکھے۔ تو کیا تم اس سے رک جاؤ گے۔

روفتہ الاصفیاء میں ذکر حضرت یحییٰ کا اسطرح مذکور ہے جس سے کینہ کرتے والے کی مذمت اور اس کا برا انجام ناظرین کو ظاہر ہو جاوے گا۔ کہ حضرت یحییٰ کے زمانہ میں ایک بادشاہ تھا۔ اور اس کے قید یعنی بیوی کے باطن نامبارک میں انبیاء و علما سے بغض و کینہ رہتا تھا۔ اور اسکی ایک بیٹی اگلے خاندان سے ہنایت جمیل و فیکل تھی۔ اور وہ بسبب بڑھاپے کے چاہتی تھی کہ میری کو بادشاہ کے نکاح میں دیوے۔ تاکہ دوسری عورت کا شرف گھر میں ہو۔ بادشاہ نے اس کا یہ ارادہ دریافت کر کے کہا میں حضرت یحییٰ سے دریافت کروں گا۔ اگر نکاح میرا اسکے ساتھ جائز ہوگا تو کروں گا۔ حضرت یحییٰ سے پوچھا۔ انہوں نے جو ابد کیا۔ کہ یہ عقد باطل اور نکاح فاسد ہے۔ بادشاہ نے جو رے کہا کہ یحییٰ میری خدا کا ہے۔ وہ اس نکاح سے منع کرتا ہے۔ اس ناچار نے اپنے دل میں حضرت یحییٰ سے کینہ پکڑا۔ ایک روز بادشاہ کے پاس تھا مستی میں اپنی بیٹی آراستہ کر کے بھیجا۔ بادشاہ نے مگر غیار سے خالی پاکر چاہا کہ نعل بد کرے۔ لڑکی نے انکار کیا۔ اور کہا جب تک تو میری حاجت نہ بر لاوے گا۔ تب تک میں تجھکو قتل نہ دوں گی۔ بادشاہ نے کہا وہ کینہ

اس نے کہا کہ یحییٰ بن زکریا کا قتل ہے۔ بادشاہ تو نشہ خروش و شہوت کے جوش سے بہوش ہی رہا تھا کہا تو مختار ہے۔ اس دختر نے فی الفور حکم بھیجا۔ اور حضرت یحییٰ کا سر مبارک تن نازنین سے جد کر کے طشت میں دھک کر بادشاہ کی مجلس میں منگوایا۔ تین بار اس سردارِ اصفیا (یحییٰ علیہ السلام) کے سر کو آرائی کی اسے بادشاہ یہ تیری بیٹی ہے۔ تجھ پر حرام ہے۔ قادر و اوجلال کی قدرت سے زمین اس بادشاہ کو معدہ دختر کے ٹھل گئی۔ بیتِ حکم و نام تجھ سے مولیٰ کرے نہ حد سے گذرے تو رسوا کرے نہ

جب وہ معصوم نبی مارا گیا۔ تو اللہ نے فارس کے بادشاہ کو نبی اسرائیل پر تسلط کیا۔ کہ اس نے حضرت زکریا۔ اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے خون کے عید میں اس کے داغ کا بھیجا نکالا۔ اور لشکر حرار لیکر تمام ملک شام کو زیر و زبر کیا۔ اور بیت المقدس کے پاس ڈیرہ کیا۔ اور لشکر کے سردار کو حکم دیا۔ کہ تیرے قتل کرو کہ خون کی نہر میرے لشکر تک پہنچے۔ اقصیٰ اس سردار نے تلوار میان سے پھینچی اور سراقشا پیوہ کی مشدوع کی۔ کہتے ہیں کہ یحییٰ علیہ السلام کا خون جبروز سے قتل ہوئے تھے۔ جوش میں تھا بند ہوا تھا جب شہر زور پیوہ قتل ہوئے تب حضرت یحییٰ کے خون کا جوش بند ہوا۔ اور اس سردار کو باقی لوگوں پر رحم آیا۔ مگر بادشاہ نے نہ پایا تھا کہ جب تک نہر خون کی نہ پہنچے تب تک قتل سے ہاتھ مت اٹھاؤ۔ پھر اس سردار نے بادشاہ کی تسلی خاطر کے واسطے چار چوبائے ذبح کئے۔ جب نہر خون کی لشکر کو پہنچی۔ تین قتل ہوئے۔ کینہ کا نتیجہ اس خراب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کینہ سے بچائے۔

مَنْ بَلَغَ بِالشَّيْطَانِ الْمُلْكَ فِي قَلْبِهِ جَنَّةُ الْمَآدِي - جو اشیانی مولیٰ میں روئے اسکے لئے جنت ٹھکانہ ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اِيْنَ الْمُنِيْن - بالتحقیق اللہ تعالیٰ گناہگاروں کی گریہ و زاری کو پسند کرتا ہے اور انکے گناہ انہیں آئندوں کے پانی سے دھو لیتے ہیں۔

اور نہ یاد کیا کہ جو کوئی خلوت میں خدا کو یاد کرتا ہے اور روتا ہے۔ وہ قیامت میں عرش کے سایہ تلے ہوگا۔ نقل ہے کہ شیخ بایزید قدس سرہ کے عہد میں۔ ایک عورت تھی۔ عبادت بھی کرتی تھی اور اکثر اوقات رویا کرتی تھی۔ شیخ اس کا حال سن کر ایک دن اسکی ملاقات کو گئے۔ اور کمال شفقت سے نہ پایا۔ کہ اسے نیک بخت بہت نہ رویا کر کہ رہا بینائی کو ضرر کرتا ہے۔ اس نے بے اختیار کہا اسے شیخ جن آنکھوں کو قیامت کے دن خدا کا دیدار بھیب ہو دنیا میں اسکے اندر سے ہونے کا کچھ علم نہیں۔ اور جو آنکھیں کہ اس نعمت سے محروم ہیں وہ اس ہی قابل ہیں۔ کہ اندہی ہو جائیں۔ جسے کچھ چشم بہو دیدار دیکھنا نہ منظور ہی نہیں مجھے بکا رو دیکھنا نہ

نقل ہے۔ کہ ابنِ اصرمت ایک بزرگ ہیں انہوں نے ایک دن اپنی عمر کا حساب کیا۔ تو سا اٹھ بیس ہوئے۔ کہ جبکے اکس ہزار چھ سو دن ہوئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اگر گناہ ہر روز ایک فرض بھیجے تو اکس ہزار چھ سو گناہ ہوئے ہیں۔ اور اس حساب نہیں کہ ایک دن میں کتنے گناہ صادر ہوئے۔

ہو گئے۔ یہ کہہ کر اتنا رونے کہ بیہوش ہو گئے۔ اور جان بحق تسلیم کی۔

نقل ہے۔ کہ ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت یحییٰ ؑ سے کہا۔ کہ تم بہت رویا کرتے ہو اے اے اَللّٰهُمَّ مَنِّ مَنِّ رَحِمَہُ اللّٰہُ۔ یعنی کیا تم رحمت الہی سے ناامید ہو گئے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے جواب دیا۔ کہ تم ہمیشہ خوش و خوش رہتے ہو اے اَللّٰهُمَّ مَنِّ مَنِّ مَنِّ مَنِّ۔ یعنی آیا تم خوف خدا سے امن میں ہو گئے ہو جان اللہ کیا خوب سوال و جواب میں پس چاہیے کہ خلق خدا کے ساتھ منہسی اور خوشی کے ساتھ پیش آئے۔ اور درگاہ الہی میں گریہ و زاری سے۔

اے سچید۔ جو آنکھ خوف خدا کے ساتھ رویا کی۔ وہ دوزخ میں نہیں چلے گی۔ اور جو شخص اپنا گناہ یاد کر کے روئے گا۔ وہ دوزخ میں نہ جائیگا۔ بحساب جنت میں جائیگا۔ کوئی قطرہ اشک سے زیادہ عزیز نہیں۔ جو خوف الہی سے نکلا ہو۔

نقل ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں زرا و نام۔ نہایت فاسق اور بدکار تھا جس دن اس کا انتقال ہوا۔ اتفاقاً حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے گئے۔ اور اسکے کنز و دفن میں شریک ہو گئے۔ جب اسکو قبر میں رکھ کر قبر کو ہموار کر دیا گیا۔ اسوقت اسکی ماں روتی ہوئی آئی۔ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا دامن پکڑ کر کہا۔ کہ مجھے میرے لڑکے کا چہرہ دکھا دو میں نے نہیں دیکھا۔ جنابیت عاجزی اور خوشحالی تو آپ نے اجازت دی کہ مٹی کو الگ کر کے اسکو میت کا چہرہ دکھایا جائے خدا کی شان جب مٹی قبر سے الگ کی تو دیکھتے ہیں کہ اسکے چہرہ کی روشنی سے قبر روشن ہو گئی جو یہ حال دیکھ کر حضرت ابو بکر تھیر ہوئے۔ اور لوگوں سے اسکا حال دریافت کیا ہر ایک نے فاسق اور بدکار ہی بتایا۔ اسحال آپ رات کو سوئے۔ تو خواب میں دیکھا کہ وہ شخص رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نہایت فرزن صورت میں بیٹھا ہے۔ حضور نے ابو بکر سے نہ پایا کہ کل تم نے اسکی قبر میں اسکے چہرہ کی چمک کو دیکھا تھا۔ عرض کیا ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ یہ شخص حالانکہ بہت گنہگار تھا۔ مگر گناہوں کے خوف سے بہت روتا تھا۔ یہاں تک کہ دونوں آنکھیں تر ہو جاتی تھیں۔ اللہ پاک نے اسکے خوف سے رونے کے سبب سے اسکے سب گناہ معاف کر دیئے۔ اور یہ منصب مرحمت فرمایا

نقل ہے کہ آدم علیہ السلام و بریں تک اپنی توبہ کی فکر میں گریہ و زاری کرتے رہے۔ ابو بکر و کفہ اپنا پیشانی پر رکھ کر اور سرد زانوئین و دیگر مشغول رونے میں تھے۔ کہ ناگاہ جبریل ؑ وارد ہوئے آدم علیہ السلام کی گریہ و زاری کی تاثیر سے جبریل علیہ السلام بھی رونے لگے۔ اور جبریل ؑ نے پوچھا کہ اسقدر گریہ و زاری تمہاری کس واسطے ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ خدا اشتعال نے بسبب امت اس گناہ کے بلند ہی آسمان سے زمین کی پستی میں ڈال دیا۔ اور نعمت کے گھر سے رنج و بلا کے گھر میں پہنچایا۔ اور مقام جاوید سے محل فانی میں لایا۔ اور کہا خداوند اس مصیبت کے شمار سے

باہر میں۔ حضرت جبریل نے بارگاہ الہی میں عرض کی حکم ہوا کہ میری نعمتوں کی محفاظ ہوئی جیسا کہ۔ اول دست قدرت سے تجھ کو پیدا کیا۔ اور پھر اپنی روح کو تیرے قالب میں پھونکا۔ پھر اپنے فرشتوں سے سجدہ کرایا۔ اور تو نے میری نعمتوں کی قدر نہ کی۔ حضرت آدم نے کہا البتہ نصیب غریب سے سزا دہوئی۔ حکم پہنچا کہ رحمت میرے غصہ پر غالب ہے۔ آواز تیری میں نے سنی۔ تضرع و زاری پر رحم کیا۔ اللہ کے یہاں گریہ و زاری مقبول ہے۔ روایت ہے کہ فرمایا۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ ایک دن میں نے جبریل سے پوچھا کبھی میکائیل کو ہتھ نہیں دیکھا۔ اس کا کیا سبب ہے۔ جبریل نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ۔ جب سے دوزخ پیدا ہوئی ہے۔ میں کبھی نہیں ہنستا۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ۔ ایک دن رسول خدا روتے تھے۔ اسے میں وحی آئی کہ کیوں روتے ہو گنا ماضی حال و مستقبل کے سبب بخشدینے اور تم کو بے خوف کر دیا۔ آنحضرت نے عرض کی خداوند تبارک و تعالیٰ سے بیخوف ہونا چاہیے۔ شاید کہ ایمن کرنا واسطے امتحان کے ہو۔ اور اس سبب سے کسی بلا میں گرفت رہو جو ادا اس کلام سے معرفت اور خوف الہی ثابت ہوتا ہے۔ یکے علیہ السلام اشارہ تے تھے۔ کہ خسار و نیکو گوشت نہ رہا تھا۔ اور کان کی ہڈیاں صاف معلوم ہوتی تھیں۔ والدہ ابھی لکڑت سفید نم سے کے ٹوم کر کہا دیتی تھیں کہ پندیر نہ معلوم ہوں۔ نقل ہے۔ کہ سلطان ابراہیم ادہم سے۔ کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے جبریل علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں ایک کاغذ سا وہ ہے میں نے پوچھا کہ اس کاغذ میں کیا لکھو گے۔ فرمایا کہ اس دستوں کا نام لکھو گے۔ میں نے کہا کہ میرا نام بھی لکھو گا۔ کہتے لگے تو اللہ کے دستوں میں رہا نہیں کیا جاتا ہے۔ اور یہ مقام محبت کا بھی تک تجھ کو حاصل نہیں ہوا ہے۔ میں بہت رویا۔ و درجناب زاری میں بہت عاجزی و گریہ و زاری سے عرض کی کہ خداوند اگر مجھ کو مقام تیری محبت کا حاصل نہیں ہوا۔ لیکن تیرے دوستوں کو میں دوست رکھتا ہوں۔ پس بعد ایک دم کے جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ حکم الہی پوری ہو ہے۔ کہ اس کاغذ میں اول تیرا نام لکھا جائے۔ یہ درجہ تجھ کو عاجزی و گریہ و زاری سے حاصل ہوا۔ نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ فتح موصلی روتے تھے۔ اور بجائے آنسوؤں کے خون جاری تھا۔ کسی نے پوچھا۔ آج خون بجائے آنسوؤں کے کیوں جاری ہے۔ فرمایا۔ ایک مدت تک خوف گناہ سے پانی۔ آنکھوں سے بہایا۔ اب جو کہ مبادا یہ رونا باخلاص نہ بچو جاوے۔ اس واسطے ہووے کہ آنسوؤں سے رونا ہوں۔

نقل ہے۔ بن المکندر سے۔ کہ حق تعالیٰ نے جب دوزخ کو پیدا کیا کشتہ روتے لگے۔ اور روتے رہے۔ جب آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ فرشتوں نے رونا متوقف کیا۔ اور جانا۔ کہ یہ دوزخ اولاد آدم کے لئے بنائی ہے۔ روایت ہے کہ جب ابلیس ملعون ہوا۔ اور میکائیل علیہ السلام اور جبریل علیہ السلام مدام روتے لگے۔

حق تعالیٰ نے اسے پوچھا۔ تم کیوں روئے ہو۔ بولے ہم تیرے غصہ سے ڈرتے ہیں۔ سنا یا
کہ یہی مناسب بیگموت رہو۔

نقل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ میں حرارت و وزخ۔ ٹپتا
ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اسکو آٹنوں سے ٹھنڈا کرو۔ کیونکہ جب کسی آنکھ پر دہتی ہے تو اسکا تن و وزخ میں
نہیں جلتا ہے۔ حکایت نقل ہے کہ ایک مرتب جن بصری کے پاس ایک بزرگ آئے۔ اور عرض
کیا کہ میری آنکھ دو برس سے برابر زار زار روتی چلاتی ہے۔ ہر چند منع کرتا ہوں باز نہیں آتی۔ تو تم ایسا
کہ روئے روئے اندھی نہ ہو جائے۔ آپ قدم رنجہ فرمایا۔ اور نا بھج کو نصیحت اور منہ سے سمجھائیے کیا
عجب ہے کہ مفید ہو جائے حضرت جن بصری اس کے کھڑکھڑائے گئے۔ اور اس خود کو گدھنہ کو سمجھانے
لگے۔ کہ کیا بات سمجھو بھائی۔ کوئی چیز ترے دلیں سمائی۔ جو تو نرات روتی چلاتی ہے اور اسنے ماں باپ کے
ناحق غم و الم کہتی ہے۔ کہا اسے تیخ نجات خدا میرے جی کو بھگا گئی۔ دل و جان میں سگائی اور روئے گھا
مز چکا گئی۔ چشم چشم سے ندی نالہا گئی۔ پس اگر دولت دیدار پروردگار بے نصیب کو نصیب ہے
تو دونوں آنکھیں یہ اور ایسی دہزار اور ہزار لقا کے پروردگار میں ورنہ ہونا نہ ہونا انکا بیکار۔
نہو نا خوشگوار۔ اگرچہ میں ہے۔ تو دولت دیدار جناب باری میں۔ گریہ و زاری میں و اللہ کوئی چیز زیادہ
مزید از فوق دیدار پروردگار سے نہیں اور اشک ترکی لذت نزدیک عاشق کے وصال یا رسے
کم نہیں یہ بالقصرع باش تا شوی وان شوی بگریہ کن تبے ویاں خندان شوی بگریہ خوشا چشی کہ اس
گریہ اونست بگریہ ہمایوں دل کہ اس بریان اوست بگریہ ہر گریہ آخوندہ الیت بگریہ و آخر میں پاک
بندہ الیت بگریہ

لوگوں کی تربیت ﴿قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ ذٰلًا﴾ بجا و اپنی جانوں کو اور اولاد کو و وزخ
کی آگ سے یحضر و تر ہے۔ اسے سعید اسلمی کو شش کر
کہ دایہ صالح اور نیک اخلاق ہو اور روزی حلال کی کھانہ والی ہو
کیونکہ خورے بد وایہ کی اور تربیت کرنے والی کی پیچ میں اثر کرتی ہے۔ جب بچہ بات کرنے لگے۔ تو اللہ کا
نام سبنا چاہیے۔ اور بچہ خدا کی امانت ہے۔ ماں باپ کی سپردگی میں۔ اور بچہ کاول ایک گو ہے۔
مصفا اور وہ مثل ایک زمین پاک کے ہے۔ جو تخم تو اس میں بوسے گا وہ اُٹھے گا۔ اگر تو نیکی کا بیج
بوسے تو دین و دنیا میں نیک نیتی کا ثمر حاصل کریگا۔ اور جناب اللہ استا و ماں باپ ثواب میں شریک
ہیں۔ اللہ نے خدا یا ہے۔ لوگوں کو و وزخ کی آگ سے بچانا ضرور ہے۔ دنیا کی آگ سے بھی زیادہ
یہ بات ادب اور نیک اخلاق کے کھلنے سے ہوگی۔ اور بد صحبت کے بچانے سے اور ساری باتیں
بد صحبت سے ہیں۔ اور اچھے کہانے اور اچھے لباس کی عادت نہ ڈالے۔ کیونکہ عادت پڑ جائیگی۔

تو صبر نہیں کیسے کیا گا۔ اور عمر زیادہ کو اسکی تلاش میں کھوے گا۔ اور جب وہ کسی سے شرمائے لگے۔ تو زنا سے
 ہے۔ اس طرف کو عقل کا نور اس میں جلوہ گر ہوا۔ اور جب وہ لپٹ ہاتھ سے کھانے لگے۔ جب ہی سے سکھائی
 کر لیم اللہ پر مدد کر شروع کر اور دایں ہاتھ سے کھا۔ اور اپنے آگے سے کھا۔ اور دوسروں کے کدے
 کی طرف نہ دیکھے۔ اور جب تاک خوب چبانے سے نہ نکل۔ بعد ازاں دوسرا نوالہ اٹھا۔ کبھی بھی بغیر سالن کے
 کھانے کا کر سالن کا خوگر نہ ہوئے۔ اور بہت کھانے کی فرمت اس کے ساتھ کریں کیونکہ بہت کھانا کھانا کھانا
 اور اتمقوں کا ہے۔ اور جب کھانا کھا چکے سکھائیں کہ کہو سے الحمد للہ۔ یا کہتے کہ شکر ہے اللہ کا۔ اور
 ادب واسے بچہ کی اس کے سامنے تعریف کریں۔ اور سفید لباس کی تعریف کریں۔ کہ سادگی بہت اچھی شے
 ہے۔ گوٹا کناری سی ٹیبلین وغیرہ کی فرمت کریں۔ اور لڑکی اور ننگین لباس کی برائی بتا دیں۔ اور کہیں۔
 آرائش مخصوص عورتوں کے لئے ہے۔ اور اپنے کو سداوار نا محفوش کا شیوہ ہے مرد و نیکو زیبا نہیں
 اور بیچ بولنے کی ہدایت کریں جھوٹ کی فرمت اور جب بچہ نے قرآن شریف پڑھ لیا۔ تو اب۔
 مادر ہی زبان میں صلحا کی حکایتیں اور صحابہ کی سیرتیں اور محمد صاحب کے اخلاق سنائیں۔ اور ایسے بڑے
 جس میں عورتوں کا ذکر ہو۔ اور دیوان غزلیں نہ پڑھائیں۔ اور زبانی کا خوش اخلاق ہوا اسکے سامنے
 اسکی تعریف بیان کریں۔ اور لوگوں کے سامنے اسکی برائی نہ کریں۔ اور اچھے کاموں کا شوق رکھو
 دلائیں اور اگر ظاہر سے تو ایک دو دفعہ ابخان شکر و گدگد کریں۔ ثالث خوار نہ ہو۔ اور اگر بار بار لوگوں کے
 پیش ہو جائے گا۔ اور علانیہ تقصیر کرے گا۔ اور جو مدد خطا کیا تو خلوت میں سزا دے کریں۔ کہیں خبردار
 ایسا فعل نہ کرنا۔ اگر ایسا کرے تو بدنام ہو جائے گا۔ اور تیری قدر و منزلت جانی بڑھ جائے گی۔ اور ہوا
 مال کو چاہئے کہ لڑکے کے سامنے بزرگی سے رہے۔ تاکہ ماں باپ کا ڈر ماننے اور دیکھ سوسنے
 نہ دے۔ دن کے سونے سے سست ہو نہ ہے۔ اور انکو بھی نرم بستر سے پر نہ سلائے تاکہ جسم
 قوی ہو اور تمام دن میں ایک گھنٹہ تفریح کا بھی دیں۔ تاکہ دل تنگ نہ ہو۔ اور غنی نہ ہو۔ اور اسکو تعلیم
 کر دو کہ ہر ایک سے تواضع سے پیش آئے۔ اور سخی نہ مارے۔ اور ہر گز اس بات کی اجازت نہ دیں
 کہ کسی سے کچھ دیوے۔ یہ اسکی اتیری کا باعث ہے۔ اور اسکو ہدایت کریں کہ لوگوں کے سامنے
 ناک ہانک نہ کرے۔ اور کسی طرف یا کسی کے سامنے۔ یا قبلہ کی طرف پیشاب نہ کرے۔ اور نہ کسی کی
 طرف تھینکے۔ اور آداب سے بیٹھے۔ اور ہاتھ تھوڑی کے پیچھے نہ رکھے۔ کیستی کی علامت جو
 اور بے فائدہ دخل و محمولات نہ دے۔ اور بیٹھا نہ ہو بلکہ اس نہ کرے۔ اور جب کوئی اس سے بات
 پوچھے۔ جب بوسے اور بخش نہ کہنے دیں۔ اور بچکن ہی سے طہارت کی عادت ڈالے۔ اور سات۔
 برس کا ہو تو نماز کی عادت ڈالیں۔ اور دس برس کا ہو تو مار کر نماز پڑھائیں۔ اور بتائیں دنیا نہ اڑ
 آخرت ہے۔ کیونکہ دنیا ہمیشہ رہنے کی جگہ ہے اور موت تاک میں کیا کیا آجاتی ہے۔

مردوں کی تربیت

اور تقلید وہ ہے کہ نیاسے زاد آخرت حاصل کرے تا بہشت میں جاوے۔ اور خدا کی خوشنودی حاصل کرے۔ اور ثواب و عقاب کی حقیقت سنائے۔ جب دل ہی سے بچے کو ادب کی پرورش کریں تو یہ باتیں نقش کا لچر ہو جائیں گی۔ اور آخرت نے فساد پایا ہوگا بخشش باب کی سیٹے کے حق میں نیک ادب سکھانے سے بہتر نہیں۔ جسکے لڑکا پیدا ہوا اس کا نام اچھا رکھے۔ اور اسکو علم اور ادب سکھاوے۔ اور جب وہ بالغ ہوگا تو اسکا تاج کر دے۔ تاکہ بعد بلوغ معصیت سے بچے۔ اور جب بچہ قریب سن بلوغ کے پہنچے تو اسکو عاشقا غزلیں اور اشعار پڑھنے اور ناول عاشقانہ پڑھنے سے روکے اس سے طبیعت بچہ کی بگڑتی ہے۔ اور جب بچہ ۱۶ برس کا ہو تو اسکا ہاتھ پکڑ کر کہے کہ تجھ کو خدا کی سپردگی میں دیتا ہوں دنیا کے فتنہ اور آخرت کے عذاب سے دور ہو سکے تو شادی کر ڈالے۔ کسی شریفانہ قوم عورت سے نکاح کر دے۔ اسطرح گرتگی ہے تو بھی کسی پرستیزگار آدمی سے بیاہ دے۔ اور بہت سا ہر مقرر نہ کرے۔ اور چھوٹے بچہ کو پیار کرنا اور بوسہ دینا سنت ہے۔ آخرت میں حضرت حسن مہکوبوسہ دیتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے جن مہکوبوسہ کرتے۔ فی الفور آپ منبر پر سے اترے۔ اور انکو آپ نے اٹھالیا۔

اور ماں باپ کو بچوں کے رونے سے تنگدل نہ ہونا چاہئے۔ یہ تقریر شدت الاسلام میں ہے کہ روتے وقت بچہ حق تعالیٰ کی حمد اور والدین کے لئے دعاؤ استغفار کرتا ہے۔ اور بعض چیزوں سے واضح ہے کہ فرزند چار مہینہ لا الہ الا اللہ کہا کرتا ہے۔ اور بعد اسکے چار مہینے تک محمد رسول اللہ کہتا رہتا ہے اور بعد اسکے چار مہینے تک اللہم افقر لی ولوالدی کا دہر کرتا ہے۔ اور کافر کا لڑکا بھی کلمہ طہتہ کہتا ہے۔ لیکن دعاؤ استغفار کی جگہ لعنتہ اللہ علی والدی کہتا ہے۔ عمل قطع گریہ و خشیت الا مسموات فلا راکا ھمسا ۛ ہرن کی جھلی پر لکھ کر بازو پر باندھے۔ بچہ کارونا بند ہو۔

روایت ہے کہ پیغمبر صاحب نے فرمایا ہے لَتَمُوتُوا بِأَسْمَى۔ یعنی میرے نام پر نام رکھو۔ جانا چاہیو کہ حضرت کے نام پر نام رکھنا مستحب ہے۔ اکثر روایتوں میں اسکی ترغیب اور بشارت واقع ہے۔ کہ جس کا نام محمد ہوگا۔ رسول خدا اسکی شفاعت کریں گے۔ اور اسکو بہشت میں لیجاوینگے۔ اور فرمایا نبی نے۔ لَتَمُوتُوا بِأَسْمَى۔ یعنی نام رکھو پیغمبروں کے نام پر یہ حضرت نے بطریق استحباب فرمایا ہے کہ پیغمبر خلاق میں افضل اور اکمل لوگ ہیں۔ انکے نام سب ناموں سے اشرف و افضل ہوئے۔ جیسے ابراہیم و اسمعیل و یعقوب و یوسف وغیرہ۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جلودہنی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ ہرگز عذاب کروں گا جن کا نام میرے نام پر ہوگا یعنی جس کا نام احمد یا محمد ہو۔

اور مولانا مولوی عبدالرشید صاحب ہلوی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ غلام جیلانی یا غلام نبی اس میں پوشدک کی آتی ہے۔ اسطرح کے نام نہ رکھے۔ اور فتنہ گنہگار کچھ کاسنت ہے۔ اور اشعار اسلام سے ہے۔ اگر بچہ توانا ہے تو پیدا ہونے ساتھ ہی فتنہ کر ڈالے ورنہ ساتویں نبی کو سکتی

اور ساتویں سال بھی۔ اور چودہ دن کے بعد بھی اور ۲۱ دن کے بعد بھی اور غرض قبل از بلوغ تک وہ اسے سعید۔ اگر تم اپنی اولاد اور چھوٹوں سے اوب کرنا چاہتے ہو۔ تو اسے بڑھکا اوبانکے سامنے کرو یعنی خو خصلت تم اپنے چھوٹوں میں بھڑنا چاہتے ہو تو تم خود نمونہ بنکر انکو دکھاؤ۔

جو لوگ خود بدیاں کرتے ہیں اور اسے خور و نوک نیک بننے پر مجبور کرتے ہیں۔ وہ ہرگز کامیاب نہیں ہوتے۔ دعا کا وہی ذہن۔ اور ترقی علم کی کسی رکابی صینی میں زعفران سے لکھے اور بجے کو بلاوے۔ اللہ پاک کشادگی ذہن عطا کرے چالیس و نیک بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَخْرِجْنَا مِنْ ظُلُمَاتِ الْقُلُوبِ وَ اَنْتَ اَعْلَمُ الْاَوْبَابِ فَضْلِكَ وَ لَيْسَ عَلَيْنَا اَخْرَاجُكَ مِنْ مَحْضِكَ سُبْحَانَكَ عَلَّمَ لَنَا الْاَحَا عَلَّمَا اَنْتَ اَعْلَمُ الْاَحْكَامِ۔ وَاَنْ يَكْفُرَ الْاَلَدَيْنِ كَفَرًا وَلَكِنْ لَقَدْ نَكَرَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا اَلْقَى كَمَوْ لَوْ لَوْ اِنَّهُ لَمْ يَكُنْ لَوْ وَ مَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّ الْعَالَمِينَ پڑھ کر دم کر دے۔

عمل برائے حفظ چھپک جب چھپک کی بیماری ظاہر ہو تو منڈانا گا لے اور اسپر سورہ رحمن پڑھو اور بتے بار کہ تو نبی الہی کا ربکا تمہارا پر پیچھے ایک گھر دے۔

اور اسپر پھونک ڈال اور مانگ کو لڑکے کی گردن میں باندھ دے حق تعالیٰ اسکو بیماری سے آرام دینگا۔

محبت یَوْمَ لَا يَنْفَعُ هَالِكٌ وَاَلَا يَنْفَعُ هَالِكٌ اِلَّا مَن اَتَى اللّٰهَ لِقَابٍ يُسَلِّمُ۔ اسدن فائدہ نہیے گا کیسکو مال نہ اولاد۔ یعنی اس دن نہ اولاد کام آویگی نہ دولت کام آوے گی۔ مگر جو کوئی آوے خدا امتیعالی کے پاس ساتھ دل سلامت کے جو اس دل میں دنیا کی چیز کی محبت نہ ہو۔ یعنی دنیا کی سب چیزوں سے بھرا ہوئے۔

آنحضرت کی یہ دعائے۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ مَحَبَّتَهُمْ وَ مَحَبَّتَكَ حُبُّكَ اَحَبُّ مَآ لِقَابِ نَبِيِّ اِلٰهِ حُبِّكَ اَنْتَ جَعَلْتَ حُبَّكَ اَحَبُّ اِلَى صِنِّ الْمَسَاكِيْنِ۔ اہی تیری محبت اور تیرے دوستوں کی دوستی اور محبت اس چیز کی جو تیری محبت کا سبب ہو روزی کر اور ایسا کر کہ تیری محبت میرے نزدیک ٹھنڈے پانی سے زیادہ عزیز ہو۔

محبت میدان طبیعت جو ایک خوش آئندہ چیز کی طرف ہو۔ اگر وہ رغبت قوی ہو تو اسکو عشق کہتے ہیں اسے سعید۔ معلوم کر کہ اسلام کے سب علماء اس بات پر متفق ہیں کہ خدا کی محبت فرض ہو اور بند سے کا پورا محال اسباب پر جو کہ خدا کی محبت اس کے دل پر کسی غالب ہو کہ اس میں ڈوب جائے۔ اگر انسان کمال نہ ہو بھلا اسقدر ہو کہ دوسری چیزوں کی محبت پر محبت الہی غالب رہے۔ اور حضرت معلم نے فرمایا کہ جینک بندہ خدا اور رسول کو ہر ایک چیز سے زیادہ دوست نہ رکھے۔ اسکا ایمان کامل نہ ہو گا۔ لوگوں نے حضرت سے پوچھا۔ ایمان کیا چیز ہے۔ فسدانے لیجئے۔

ایمان یہ ہے کہ بندہ خدا اور رسول کو ماسوائے اللہ سے زیادہ دوست رکھے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جب تک بندہ خدا اور رسول کو اپنے مال اور اہل و عیال اور تمامی علاق سے زیادہ دوست نہ رکھے وہ یقیناً نہ ہوگا۔

نقل ہے۔ کہ جب ملک الموت نے ابراہیم خلیل اللہ کی روح کو قبض کرنا چاہا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ کبھی تو نے دیکھا۔ کہ دوست نے دوست کی جان لی ہے۔ تب وحی نازل ہوئی کہ کبھی تو نے دیکھا ہے کہ کوئی دوست اپنے دوست کے ویدار سے بیزار ہوا ہے۔ یہ بات سنکر ابراہیم خلیل اللہ نے بشوق و ذوق فرمایا کہ میری روح قبض کر۔ اور قبض کرنے روح سے پہلے آپ کی روح نے اللہ کی طرف پرواز کی۔ فرشتہ بھی آپ کی روح کو نہ پاسکے۔ آپ کی روح واصل اللہ ہوئی۔

نقل ہے ہسین بن عبد اللہ تشری رح سے کہ حق تعالیٰ نے جب محبت کو پیدا کیا۔ چار ہزار برس عرض کے نیچے زور و نالہ رہی کہ خداوند تعالیٰ تو نے ہرگز کے واسطے ایک مقام مقرر فرمایا ہے جگہ میں معلوم کہ میرا مقام کہاں ہے۔ علم سوا کہ تیرا مقام میرے عاشقان خاص کا دل ہے۔ اس نے عرض کیا کہ الہی تیرے بندے میرے قتل کی طاقت نہ رکھ سکیں گے۔ خطاب ہوا کہ وہ میرے بندے ایسے ہیں کہ اگر آسمان بلا و غم ان کے سر پر گئے تو بھی راہ طلب سے قدم نہ ہٹا دیتے۔ تو اسی مقام پر مدافعت طرف اور جو صلے بر طلب کے لذت اور حلاوت بخشی ہیں۔ اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو اللہ کی محبت کا فرا آجاتا ہے۔ اسکو دنیا کی طلب نہیں رہتی۔

نقل ہے۔ کہ ایک عاشق خدا نے پچاس برس عبادت میں صرف کیے ناگاہ مرض باخوری کا اس کے چہرہ پر اس شدت سے طاری ہوا کہ تمام منہ پر ایک آبلہ ہو گیا۔ اور بسبب ہوا و فاسد کے کیرٹے پڑ گئے۔ کسی نے کہا کہ تم مستجاب الدعوات ہو جناب الہی میں دعا کیوں نہیں کرتے۔ کہ اللہ تعالیٰ تم کو اس رنج سے نجات بخشنے۔ اس نے کہا کہ خواہش دوست کی یہی ہے۔ کہ میں اس کی بلا پر صبر کروں۔ تاکہ درجہ ایوب علیہ السلام کا ہاتھ آوے۔ اور اس کی نعمت پر صبر کروں۔ کہ مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا حاصل ہو۔

نقل ہے۔ کہ آصف قیس کے پاؤں میں عارضہ جذام سے سخت شدت ہوئی تھی۔ ان کے دوستوں نے کہا کہ پاؤں کا ٹٹا مناسب ہے تاکہ تم تاجم پر سدایت نہ کرے۔ کہنے لگے کہ میرے دوست کے اختیار میں ہے۔ جو اس کی مرضی ہے جگہ وہی قبول ہے۔ مجھ کو قطع و برید کا کیا اختیار ہے بعد چند روز کے جب لوبت زانو تک پہنچی اور اسٹھنے بیٹھنے سے عاجز ہوئے۔ اور نماز پڑھنے اور دعا مانگنے لگی۔ ایک دن خوب روئے۔ اور کہا کہ اگر خداوند تو اس سے زیادہ بلانا زل کو سے تو میں اس پر بھی رہتی ہوں۔ لیکن طاقت ترک عبودیت کی نہیں رکھتا ہوں۔ جس پاؤں اور ہاتھ سے۔

عبادت تیری نہ ہوے۔ اس کا کاٹ ڈالنا مناسب ہے۔ حاضرین نے کہا کہ اگر آپ فرمائیں تو ہم حراج کو بلائیں۔ اور آپ کچھ دار و پھوشی کہالیں۔ تاکہ دروگھٹے کا معلوم ہو۔ تب انہوں نے فرمایا کہ کسی قاری خوش آواز کو بلا کر کچھ آیتیں قرآن شریف کی پڑھو او۔ اس حالت میں پاؤں کیا۔ اگر سر کاٹ دے گئے۔ تو بھی مطلق خیر نہ ہوگی۔ ان مرض ایسا ہی کیا۔ اور انکو بہ گزیر خبر نہ ہوئی۔ جب ہوش میں آئی تب پاؤں لٹا ہوا ہاتھ میں لیا۔ اور جناب باری میں عرض کی کہ خداوند! جب تو نے چاہا۔ اس پاؤںکو پیدا کیا۔ اور جب چاہا جاد کر دیا۔ میں دونوں حال میں شک کرتا ہوں۔ ابھی یہ وہ پاؤں ہے کہ روز قیامت کے گواہی دے گا۔ کہ کبھی ایک قدم تیری راہ کے خلاف نہیں چلا۔

نقل ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے دعائی۔ کہ بار خدا یا ایہ دوست! اپنا بھلو دکھا۔ الہام ہوا کہ کوہ طہ پر جا۔ وہاں اس سے ملاقات ہوگی۔ موسیٰ علیہ السلام تشرف سے گئے۔ ایک شخص کو۔ وہ یہ کہ تمام جسم اس کا زخمی ہے ہاتھ نہ لائق پکڑنے کے نہ پاؤں قابل چلنے کے نہ آنکھوں میں نہانے نہ زبان میں گویائی ہے۔ حضرت موسیٰ نے کان نزدیک لے جا کر سنا کہ شکر الہی کرتا ہے۔ پوچھا کہ شکر کس نعمت پر کرتا ہے کہ بدن میں ایک عضو تیرا درست نہیں۔ اسنے کہا کہ دو نعمتوں کا شکر کرتا ہوں ایک یہ کہ زبان شکر گزار ہی پر جاری ہے۔ دوسرے یہ کہ معرفت الہی ہر دم و لکھو حاصل ہے۔ حضرت موسیٰ نے کہا کہ کتنی مدت سے تو اس تکلیف میں مبتلا ہے۔ اسنے کہا کہ سو برس سے پوچھا کہ اس عرصہ کبھی کچھ خواہش بھی ہوئی ہے۔ کہا دو چیزیں۔ ایک یہ کہ موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ پانی ٹھنڈا پیوں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ خوش ہو کہ دونوں مرادیں تیری حاصل ہوئیں۔ موسیٰ میں ہوں اور ٹھنڈا پانی تیرے لئے لقا ہوں۔ یہ کہہ کر۔ حضرت موسیٰ پانی کی تلاش میں تشرف لے گئے۔ حق تعالیٰ نے نوزائیل کو حکم اسکی روح قبض کرنے کا فرمایا۔ جب اس بزرگ نے انتقال کیا تو جنگل کے جانوروں نے انکو چیرھاڑ کر ہلے کر دیا۔ اور گوشت کھا گئے۔ حضرت موسیٰ جب پانی لائے تو یہ حال دیکھ کر بہت روتے۔ اور جناب باری میں عرض کی۔ کہ اسے بے نیاز دوست اپنے دوستوں سے بھی معاملہ کرتے ہیں۔ خطا ہوا کہ اسے موسیٰ ممکن نہیں کہ جو ہماری محبت رکھے اور دنیا میں اپنی مراد چاہے۔

نقل ہے کہ موسیٰ علیہ السلام مناجات کے لئے جاتے تھے۔ ایک شخص نے سر رہ گھر بنایا تھا اور وہاں عبادت کرتا تھا۔ جب انکو دیکھا۔ پوچھا اسے موسیٰ کہا جاتے ہو۔ کہا واسطے مناجات کے۔ جناب باری میں گوشہ تنہائی کی طرف جاتا ہوں۔ التماس کی کہ ایک حاجت میری بھی ہے۔ جناب الہی میں عرض کرنا۔ حضرت موسیٰ نے پوچھا۔ کیا حاجت ہے؟ کہا یہ کہ اسے کارساز بیگسٹاں تھوڑی سی محبت اپنی میرے دلکو بھی عنایت ہو۔ جب موسیٰ علیہ السلام کو وہ طور پر تشرف بیگئے۔ اور

حاجت اپنی جناب کبریٰ سے چاہی، پھر نے کے وقت الہام ہوا کہ اے موسیٰ حاجت میرے بندہ کی بھول گیا کہا۔ آئی تو دانا تر ہے۔ فرمایا تجھ سے آگے میں حاجت اسکی بر لایا۔ جب موسیٰ علیہ السلام آئے اسکو مکان پر نہ پایا۔ مناجات کی اپنی یہ تیر بندہ کیا ہوا۔ فرمایا تجھ سے بھاگ گیا۔ عرض کیا خداوند مجھ سے کیوں منظر ہوا جو جگہ دوست رکھتا ہے۔ اور میں اسکو دوست رکھتا ہوں۔ پھر وہ کسی سے نہیں ملتا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ اسے کار ساز اسکی زیارت جگہ نصیب کر حکم ہوا کہ غلطی پہنچا دو وہاں جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ اپنے آپ کو پہاڑ سے گرایا ہے اور جس پتھر پر وہ گر رہا ہے۔ اور اسکی چوٹ سے اسکا عضو ٹھوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے۔ اور پہاڑ کے نیچے پڑا ہے۔ حضرت موسیٰ اس کیفیت کو دیکھ کر حیران ہوئے۔ اور جناب باری کو احساس کی۔ کہ اس میں کیا عہد ہے۔ الہام ہوا کہ اے موسیٰ جس قدر عشق اور محبت میری اسکے دل میں عاقی تھی اگر برابر دوسرے کے اس میں سے اس پہاڑ پر ڈالوں۔ تو یہ پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اڑ جائے۔ اور پڑا اسکی نہ کر سکے۔ اسے موسیٰ ٹیم اپنے عاشقوں کے ساتھ دنیا میں ایسا ہی معاملہ کرتے ہیں۔ اب دیکھ کہ عاقبت میں اسنے واسطے کیا کچھ دیا کیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے جب نگاہ کی تو دیکھا کہ گنبد یا قوت سرخ ستر حصہ دنیا سے بڑا نظر پڑا اور طرح طرح کے نقش نگار سے آراستہ۔ یہ شخص ایک تخت مرصع پر بیٹھا ہے۔ اور یورپ اور عثمان ہاتھ باندھے رو برو کھڑے ہیں۔ حضرت موسیٰ متحیر ہوئے۔ نہ نہ مان ہوا کہ اے موسیٰ اسکے واسطے فقط یہی نہیں ہے۔ دیکھ اربھی میرا ہر دم اسکو حاصل ہے۔

نقل ہے کہ بشر مانی رح سے کہیں نے ایک شخص کو دیکھا کہ زمین پر پڑا ہے۔ اور ہزاروں بیٹھیں اس پر بیٹھی ہیں۔ اور گوشت اسکا توڑ توڑے جاتی ہیں۔ اور زبان شوق سے اللہ اللہ کہتا ہے میں نے ایک شخص سے پوچھا کہ کتنی مدت سے یہ شخص اس طرح پڑا ہے۔ کہا چالیس برس سے۔ اسکا یہی حال ہے میں نے سدا کا پسینہ زانو پر رکھ کر چاہا کہ کچھ کہوں۔ ہنوز میں بات نہ کرنے پایا تھا کہ آٹھ کھول کر سدا پنا زمین پر رکھ دیا۔ اور کہنے لگا کہ کو کون ہے۔ کہ مجھ میں اور میرے دوست میں تفرقہ انداز ہوا۔ مجھ کو اسکی یاد سے غافل کیا۔ اے عزیز دوست خدا کے ایسے ہوتے ہیں۔ کہ یکدم یاد اسکی سے غافل نہیں رہتے۔

اے سید۔ انسان کو چاہیے کہ دنیا کے علائق کو قطع کرے۔ یعنی غیر اللہ کی محبت کو دل سے نکالو کیونکہ وہ جنتیں ایک دل میں نہیں ہوتیں۔ چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے کمالات اور اوصاف یاد کرے۔ اور سوچے تاکہ خالق کی محبت پیدا ہو۔

نقل ہے۔ کہ سن بصری کے زمانہ میں ایک شخص حاملی شہاب کی کرتا تھا۔ ایک دن گھر اشراب کا کسی کے واسطے لیے جاتا تھا۔ ناگاہ ناگاہ ایک لڑکی پر جو اپنے کوشے پر تھی برسی۔ اور اس پر فریفتہ ہو گیا جب اس لڑکی نے دیکھا کہ اس شخص کا دل ہاتھ سے گیا۔ بخوف اپنی رسوائی کے واپس سے کہا کہ اس شخص کو

درہم۔ سر اگر شخصہ کہ انجا کہ در صفا سے عا کا کتا

اس

بشر مانی کی ایک خدا کے در کشف لائق ہے۔

میں بھائی سے مل کر شہر کا کچھ

فریب و بیکر یہاں سے ٹال دے۔ اور اسکی تسلی کے لئے وعدہ جھوٹا سچا کر دو۔ واپس نے اس شخص سے کہا کہ اسے دیوانہ بنے۔ یہ لڑکی حاکم شہر کی بیٹی ہے۔ اگر تو اسکی ملاقات چاہتا ہے تو ایک پہاڑ کے غار میں بیٹھ اپنے کو زہندو عابد شہور کر کہ شہر کے لوگ تیری طرف رجوع کریں۔ اور شہرت تیری حاکم تک پہنچے۔ اور اسکی ماں حاکم سے التماس کرے گی کہ لڑکی خدا پرست اور فقیر دوست سے مناسب ہے کہ نکاح اس لڑکی کا اس زادہ سے کیا جائے۔ یہ شخص یہ بات سنکر بہت خوش ہوا۔ اور کپڑے رنگوا کئے۔ اور نزدیک اس شہر کے پہاڑ تھا وہاں جا بیٹھا۔ اور کئی دن کے بعد شہر میں مشہور ہوا کہ فلاں نے پہاڑ پر ایک فقیر بیٹھا ہے۔ اور مخلوق سے کنارہ کر کے گوشہ تنہائی اختیار کیا ہے۔ اکثر شہر کے لوگوں نے رجوع کیا۔ اس عرصہ میں خداوند حقیقی نے فرشتوں کو ندا کی کہ دیکھو۔ اس میر سے بندے نے ایک عورت کے حسن و جمال پر شغف پیدا کر عشق مجازی میں مبتلا ہو کر میر سے دوستی صورت بنائی ہے۔ اب میں اسکا عشق مجازی عشق حقیقی سے تبدیل کرتا ہوں۔ پس رحمت الہی اسکے حال پر متوجہ ہوئی۔ کہ لڑکی تو کیا اپنی جان و تن کی پروا نہ رہی اور روح مجرد ہو کر واصلان الہی سے ہو گیا۔

اے سعید۔ جب کہ کو جمال حضرت الوہیت اسے نظر آنے لگے۔ تو دنیا کی اچھی چیزیں اسکی نظر میں قید ہو جاتی ہیں۔ کیسے سے کیسی دنیا باہر سے مانتا ہوا اور اہلنا ہوا چہرہ اور چہرہ ہوا بھرتا۔ جو اپنی چادر کو سونٹک کر رہا ہوا کہ چہرہ خوش منظر ہو اور سپنہ دھاتوں کا کھیت جو اپنی سبزی کے سبب سے آنکھوں میں کھبھا جاتا ہو سب کی آنکھ میں حیر ہو جاتا ہے۔ اور دنیا کے حسین سے حسین کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا۔

تج ہے۔ جو خالق کا ہو گیا اسے مخلوق سے کیا کام۔

ترایت ہی۔ کہ ایک ات مجنوں تنہائی میں پروردگار عالم سے عرض کیسے لگا۔ خداوند تو نے لیلیٰ کی محبت میر سے دل میں ڈال کر کیوں مجھے مجنوں کر دیا۔ اسی محبت کی وجہ سے میں ہنایت و دروغم کھاتا ہوں۔ اسی کی طرف سے جواب دیا۔ اے مجنوں اس محبت میں تجھے اسلئے مبتلا کیا۔ کہ تو اس محبت کی وجہ سے۔ جو رات کو گھبراہٹ ہے اور یا برباد کرتا ہے۔ مجھے یہ تیری گریہ و زاری اچھی معلوم ہوتی ہے۔ اور لیلیٰ کا کام نہیں ہے بلکہ میرا ہی کام ہے۔ کیونکہ لیلیٰ کے اندر جو کچھ خوبصورتی تجھے محسوس ہو رہی ہے۔ وہ بھی تو میری ہی دی ہوئی ہے کہ مجھ پریشان دل میں جزو دست بہ ہر چہ بینی بدینکہ نظر دوست بہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو کچھ کہ لیلیٰ اس نظر آتا ہے وہ میرا ہی پر تو ہے کہ چشم دید ہست رسا بہ جلوہ یار ہیں مرعابہ اور حافظ شیرازی کا شعر ہے کہ حسن خویش از روئے خوبان آشکارا کر وہ بہ پس ز چشم عاشقان خود را تماشا کر وہ بہ

نقل ہے۔ کہ جب فرمود لے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو محبت میں تھا کہ آگ میں ڈالا۔ فرشتوں نے آواز دیا کہ جناب باری میں عرض کیا کہ ابھی دوست کو دشمن کے ہاتھ سے آگ میں کھجواتا ہے۔

ہم کو حکم کر کہ اس وقت تیرے دوست کی مدد کریں۔ خطاب ہوا کہ میرا دوست تمہاری مدد نہیں چاہتا۔
 تم بمنزلہ دربان کے ہو۔ اور وہ میرا غلام خاص ہے۔ جو راز و اسرار کے غلاموں سے کہے جاتے ہیں۔
 دربان کو کیا خبر فرشتے ادب سے چپ رہے۔ اور فرشتوں نے جبریل علیہ السلام سے کہا کہ ہم نے واسطہ
 مدعا براہیمؑ کے جناب اہی سے اجازت چاہی۔ بلکہ حکم نہ ہوا۔ تم فرشتے مقرب اور خاص ہو۔ تم اجازت
 مانگو۔ حضرت جبریل نے دعا کی۔ حکم ہوا کہ جاؤ اور میری قدرت کا تماشا دیکھو۔ حضرت جبریل آئے
 اور براہیمؑ علیہ السلام کو آگ میں دیکھ کر رونے لگے۔ حضرت ابراہیمؑ نے انکو دیکھ کر نہیں دیا۔

جبریلؑ نے کہا۔ السلام علیک یا خلیل اللہ۔ انکو ذکر اہی سے فرست جواب کی مدنی انگشت شہادت کو
 آگ کی طرف اشارہ کیا۔ ہر شے آگ زبان فصیح سے جواب سلام کا کہنے لگا۔ حضرت جبریلؑ نے کہا کہ
 خلیل اللہ میرے چچہ سوہ ہیں۔ اور ہر ایک مشرق سے مغرب تک پہنچا ہے۔ اگر کہیے تو آپ کو آگ
 سے نکال لوں۔ ف دیا کہ تم میرے اور دوست کے درمیان دخل نہ دو۔ جبریلؑ نے کہا کہ اگر مجھ سے
 مدد لینا منظور نہیں ہے۔ تو جناب کبریا سے مدد مانگو۔ فرمایا کہ وہ خود حاضر و ناظر ہے۔ کہنے کی کیا
 ضرورت ہے۔ حضرت جبریلؑ نے بہت اصرار کیا۔ تب آپ نے فرمایا کہ مدد کس لئے مانگو۔

جان ایک مستعار ہے۔ دل لگانا ملے حاصل ہے۔ اور نفس دشمن ہے۔ دشمن کے واسطے مدد مانگنا
 کب روا ہے۔ پھر فرشتوں کو حکم ہوا کہ آسمان دنیا پر جا کر تماشا دیکھو۔ میں اپنے دوست کی کیسے مدد
 کرتا ہوں۔ اور کس طرح سے بچاتا ہوں۔ اور کیسا لباس سلامتی پہنتا ہوں۔ پس آگ کو حکم ہوا کہ خبردار
 حرارت تیری میرے دوست کے بدن پر نہ پڑے۔ اور دل سے کی ٹیری جلاوے۔ اور دوست کے بدن پر
 اس کا اثر نہ پہنچے۔ گلا رہو جائے آیت کریمہ۔ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ۔ پھر
 ہاتھ غیبی نے آواز دی۔ اے خلیل اللہ آگ کی طرف نگاہ کر اگر کسی بیمار و بیمار ہی ہے۔

لَا تَقُوْا لَوْ اٰمَنُوْا لَقُتِلَ فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْ اَوَّلٰتِ اٰيٰتِ اٰلِ اٰدَمَ وَاٰلِ اٰلِ اٰدَمَ
 مُحَمَّد ﷺ یعنی ان لوگوں کو مردہ نہ کہو جو اللہ کی راہ میں شہید ہو۔
 میں بلکہ وہ زندہ ہیں۔ لیکن تم کو شعور نہیں تم نہیں سمجھتے۔

(ح) طوبیٰ لئن مات فی سبیل اللہ وکون فی کفن فی سبیل اللہ۔ یعنی بہت خوش نصیبی
 کی بات ہے۔ جو اللہ کی راہ میں مراد و بڑی خوش نصیبی ہے۔ جو اللہ کی راہ میں قتل ہوا۔ اسے شہید
 اپنے شرف بزرگی کے سبب زندہ ہیں۔ انکا دنیا میں بھی نام ہے اور اپنے رب کے پاس زندہ ہیں
 اس کی تفصیل میں یہ حدیث ہے جس راوی عثمانؓ ہیں۔ شہد للہ المحرم فتن الکفر اللہ
 بالجنة ونجا من النار۔ یعنی کہ محرم اللہ کا مہینہ ہے۔ اسکی بزرگی کروں جس نے اسکی بزرگی
 کی اللہ تعالیٰ اسکو جنت میں بزرگ قدر کرے گا۔ اور آتش و دوزخ سے نجات پاویگا۔

یہ حدیث صحیح ہے کہ اس راوی میں بیہوشی ہے۔ بہت قراں اند پر حدیث سے شریعت کیا ہے۔ یہی ائمہ ہدایت ہیں رکھا گیا ہے اگرچہ حدیث کو
 بہت آگے کے معززوں سے روایا ہے۔

اے سعید اس مہینہ کا اگر ام یہ بت کر گناہ سے ہاتھ کھینچو بچو کی عبادت میں مکر بہتہ رہو۔ رات کو قیام کرو دن کو روزہ رکھو۔ اور پیغمبر صاحب نے فرمایا ہے مَنْ صَامَ غَشْرًا آتِيَهُ مِنَ آدَلِ الْحَرَمِ فَكَأَنَّمَا عَقِدَ اللَّهُ عَشْرَةَ آلَافِ نَسِيَةٍ قَامَ لَيْلَاهَا وَصَامَ نَهَارَهَا۔ یعنی جس نے دس روزے محرم کے پہلے وہے کے رکھے اس کے لئے ایسا ثواب ہے۔ گویا اس نے دس ہزار برس ایسی خدا کی بندگی کی کہ دن کو روزہ رکھا۔ اور رات کو قیام کیا۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ کبچہ پر دوزخ کی آگ حرام کر دیجائے اسکو چاہیے کہ محرم کے روزے سے رکھے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ روزہ اس ماہ کا پہلی تاریخ محرم ہے۔ اور دس تاریخ کا اور بچھلا۔ یعنی ۲۹۔ یا ۳۰ جو شخص یہ تین روزے رکھے اور رات کو جاگے تیس ہزار برس کی عبادت اس کے ثواب اعمال میں لگی جاوے گی۔ پھر اظہار سے گزنا آسان ہوگا۔ چہرہ کا قیامت کے دن مثل چہرہ ہوں رات کے چاند کے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کو مقدم کر کے برگزیدہ کیا ہے۔ اور پیغمبر صاحب نے فرمایا ہے کہ ایک روزہ اس ماہ کا سال کی عبادت سے زیادہ ہے۔

اور فرمایا کہ جو محرم کی جمعہ کی رات عبادت کرے۔ گویا۔ اس نے شب قدر کو پایا۔

کتاب ریاض حسین میں روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا منقول ہے۔ کہ جو شخص پڑھے اول شب محرم میں آٹھ۔ رکعت نماز اور سر رکعت میں دس بار سورہ اخلاص شفاعت ہو اس کی اور اس کے گھر والوں کی۔ اگرچہ واجب ہوئی ہو ان پر آگ۔

اور کتاب الاوراد میں منقول ہے کہ جو کوئی اول روز محرم میں پڑھے۔ دو رکعت نفل اور بعد سلام کے ہاتھ اٹھا کر تین بار کہے۔ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ وَرَحِمَاتِكَ وَارْحَمِ مَنْ لَمْ يَرْحَمْكَ وَارْحَمِ مَنْ لَمْ يَرْحَمْكَ۔ وہ تمام سال محفوظ رہے سب آفتوں سے۔

اور شیخ بہاء الدین نے لکھا ہے کہ جو کوئی محرم کی اول شب میں پڑھے چھ رکعت میں گیارہ بار سورہ اخلاص۔ اور بعد ہر سلام کے کہے۔ مُبْدِيْ حَقِّكَ وَتَبَاوَدْتَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوحُ قَوْلُكَ اَبْ عَظِيْمُ مَا دَعَا جَوْشَبَ عَاشُوْرَةَ مِّنْ سُوْرَةِ نَّازِہِ رُكْعَتٍ مِّنْ سُوْرَةِ اَخْلَاصٍ تِنِّ بَارِ اور بعد فراغت کے ستر بار کلمہ تجید پڑھے گناہ اس کے بخشے جاویں۔ اگرچہ رنگ بیابان سے سیاہ ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا ہے۔ کہ جو شب آشورہ میں قریب صبح کے چار رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں آیتہ الکرسی اور سورہ اخلاص تین تین بار اور بعد فراغت کے۔ سورہ اخلاص سو بار پڑھے۔ سب گناہ بخشے جاویں۔ اور بہشت میں نعمتیں بے انتہا حاصل ہوں۔ اور جو کوئی شب عاشورہ آٹھ رکعت پڑھے اور ہر رکعت میں پچیس بار سورہ اخلاص اور بعد فراغت کے ستر بار درود شریف اور استغفار پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے دل و زبان پر شہادت جاری فرمائے اور اس کی مغفرت کرے۔ اور جو دو رکعت نماز پڑھے۔ اور ہر رکعت میں پانچ بار سورہ اخلاص اور بعد سلام

کے ستر بار کلمہ تجید پڑھتے اللہ تعالیٰ اسکی قبر کو نور سے معمور فرماوے قیامت تک۔ ایک حدیث میں آیا ہے۔ کہ جو کوئی عاشورہ کا روزہ رکھے۔ اسکو تمام کتبسمانی کے حروف کے بدلے نیکیاں ملیں۔ اور ہزار شہیدوں کا ثواب پاوے۔ اور یہ بھی آیا ہے۔ کہ جو کوئی عاشورہ کا روزہ رکھے خدا تعالیٰ اسکے پچھلے سال کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

اور جو کوئی عاشورہ کا روزہ رکھے گا وہ اپنے روزے قضا شدہ اور صدقہ فوت شدہ کو اس میں پاویگا۔ اور جو نیک کام کرے گا وہ شب قدد کا ثواب پاویگا اور جو کوئی اسدن اپنے اعضا کو برائی سے بچاؤ گا۔ حق تعالیٰ اسکے حواریہ کو دوزخ سے بچاویگا۔ اور جو کوئی اسدن حق تعالیٰ کے خوف سے روئیگا۔ تمام گناہوں سے پاک کیا جاویگا۔ اور غلبہ دینی عبادت اسے نصیب کیجاوے گی۔ اور جو شخص اپنے بھائی مسلمان سے مصافحہ کرے گا۔ فرشتہ اس سے مصافحہ کریں گے۔ اور جو شخص اپنے بھائی مسلمان کی قدر کرے گا۔ اس کے لئے قبر میں جنت کی کھڑکی کھولے گا۔

اور حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من صام لی لی ہم عاشوراء کفر تمسکنا نہ ابد یعنی جس نے عاشورہ کا روزہ رکھا۔ اسکو دوزخ کی آگ میں نہ کریگی۔ اور جو کوئی عاشورہ کے دن چار رکعت نماز ادا کرے۔ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پچاس بار پڑھے۔ حق تعالیٰ اسکے پچاس سال کے گناہ معاف کرے۔

اور پیغمبر صاحب نے فرمایا ہے۔ جو کوئی دس آیتیں شہدہ کی اسدن تلاوت کرے تمام سال قرآن خوانی کا ثواب پاوے۔ اور اسروز ہر نیکی کا ثواب ہزار نیکیوں کے برابر ملے گا۔ اور جو کوئی اسروز غسل کرے ہر قطرہ پانی کے بدلے ایک سال کی عبادت کا ثواب پاوے۔ اور گناہ سے ایسا پاک ہو کہ ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔ اور خدا تعالیٰ تمام رحمتوں سے محفوظ رکھے۔

اور جو کوئی اسروز چار رکعت پڑھے۔ اور بعد فاتحہ کے سورہ اخلاص پندرہ بار پڑھے۔ اور اسکا نوا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی روح علیہ کہ پہنچا دے۔ قیامت کو آپ اسکی شفاعت کریں گے۔

حدیث کا ترجمہ ہے۔ کہ جو کوئی عاشورہ کے دن یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے گا یا بال کے عیوض اسکے لئے جنت میں ایک درجہ بڑھایا جاوے گا۔ اور ہاتھ پھیرنا یا بار سے مروا ہے۔ اور بار بار کہے کہ چہ دیا بھی جائے اور حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ جو کوئی عاشورہ کے دن یتیم کے سر کو چرب کرے۔ میل ڈالے اللہ تعالیٰ اسکو گناہوں سے بچاوے۔ اور جو شخص عاشورہ کے دن اپنے اہل و عیال میں کھانے کی فراخی کرے گا۔ اور خدا تعالیٰ تمام سال اسکے گھر میں رزق کی فراخی کرے گا۔ اور جو ایسی فراخی کرے کہ اپنے ہمسائے کے لوگوں کو بھی اور فقیر و نکو بھی دے حق تعالیٰ قیامت کے دن پیاس سے بچاوے گا۔ اور اس دن پیاس سے زیادہ کچھ تکلیف نہ ہوگی۔

اور جو شخص عاشورہ کے دن یتیم کے ہاتھ میں کچھ دیوے وہ اپنی سرتے وقت بہشت کی بشارت پاوے۔ اور جو شخص دو سو سنو نہیں صلح کرے گا۔ حق تعالیٰ اسے لئے جنت کو واجب کرے گا۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی عاشورہ کے دن مسلمانوں کے گورستانوں کی زیارت کرے گا۔

حق تعالیٰ اس پر بصراط سے گزرنا آسان کرے گا۔ کچھ کھانا پکوا کر اسکا ثواب حسین اور شہداء کی ارواح طیبہ کو پہنچا دے۔ تاکہ وہ قیامت کے دن شفاعت کریں۔ بعضے یہ بھی کہتے ہیں کہ امر اطرح بطرح کے کھانے پکوانے کو ترک کر دے۔ اور فقر راست بخا سات طرح کا غلہ بکاتے تھے یہی سنت بناؤ ہیں۔ جو کہ پھر اپکاتے ہیں۔ کیونکہ حضرت کی رغبت فقر کی طرف تھی۔ غرض اس دن جو کچھ آئے خیرات کرے۔ اور روزہ رکھے۔ اور کلمہ کلام پڑھے بیسویں۔ بیسواؤں اور یتیم بچوں کو دیوے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اور جو شخص اس دعا کو محرم کی ابتدائی تاریخوں میں پڑھتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ اس شخص نے اپنی بقیہ عمر میں مجھ سے امن حاصل کر لیا۔ اور خدا تعالیٰ اس بندے کی حفاظت کے لئے دو فرشتہ مقرر کرتا ہے۔ جو اس بندے کی شیطان اور اس کے اعداؤں سے حفاظت کرتے رہتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْكَابِدُ نَحْنُ الْقَدِيْمُ اَلَا ذَلَّ وَعَلَىٰ فَضْلِكَ الْعَظِيْمُ وَكَيْفَ يُمْرُجُ جُودُكَ لِمَنْ جَوَلَّ وَهَذَا عَظَمُ جِدِّكَ قَدْ اَقْبَلَ مَسَالِكَ الْخَسْمَةِ فِيهِ مِنَ الشَّيْطَانِ وَادْوَالِ الْبَرِّ وَالْعَوْنِ عَلَىٰ هَذِهِ الْكُفْرِ الْاَمَارَةِ بِالْشُّوْرَةِ وَالْاَسْتِغَاثَةِ بِالْقُرْآنِ اِيْلَيْكَ رَغْبَتِي يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا جَوَّادَ الْكَوْنِ مَرْتَبَةُ آخِرِي دُلَّجْهَ يَارْشَدُ رُحْمَہِمْ فِيں پڑھتا ہے تو شیطان اس سے مایوس ہو کر کہتا ہے میرے ایک سال کی محنت۔ اس شخص نے ایک گھڑی برباد کر دی یہ دونوں وعائیں رسالہ نقیحات نبویہ سے نقل کی ہیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُمَّ مَا عَمِلْتُ فِي السَّنَةِ مِمَّا لَهْنَتُنِي عَلَيْهِ وَكَلِمَاتُ مِنْهُ وَخَلَقْتُ مِمَّا عَلَيَّ بِفَضْلِكَ بَعْدَ قَوْلِكَ عَلَيَّ عَقُوْبِي وَوَحُوْتُنِي اِلَى التَّوْبَةِ مِنْ بَعْدِ جُرْأَتِي عَلَيَّ اَمْعُضْ لَنِي فَانِي اَسْتَغْفِرُكَ لَكَ عَفْوِي وَمَا عَمِلْتُ مِنْهَا فَمَا تَرَفَضَا وَوَحَدَاتِي عَلَيْهِ اَلْعَفْوُ يَا سَالِكَ اِنْ شَفَعْتَنِي فَنِي وَلَا لَفْطُحْ رِيَا فِي مَرَاتِكَ يَا كَرِيْمُ

تہنیت شہادت جاننا چاہیے کہ جو کلمات اور خوبیاں جدا جدا اکل انبیاء علیہم السلام میں ہیں وہ سب ہمارے پیغمبر صاحب میں موجود ہیں۔ آپچ خوبیاں ہمہ وار نہ تو تہنہ دار سی۔ اور کسی نے یہ بیت لکھی ہے جدا جدا جو کلمات انبیاء میں تھے۔ وہ جدت و شہیدان کر بلا میں تھے۔ گدا ایک کمال شہادت آپ میں باقی رہ گیا تھا۔ اور اس کے حاصل نہ ہونے میں یہ مصلحت تھی کہ اگر آنحضرت نفس نفیس شہید ہوتے۔ تو شوکت اسلام جاتی رہتی اور عوام کے نزدیک میں میں وقعت نہ رہتی۔ یا اگر بطرح بعضے ظلم شہید ہوئے تھے۔ پوشیدہ شہید ہو

تو وہ شہادت کامل نہ تھی۔ کیونکہ شہادت کامل یہ ہے کہ آدمی مارا جائے مسافت و مشقت میں اور اس کے گھوڑے کی کونچیں کاٹی جائیں اور اسکی آنکھوں کے سامنے غریزہ و اقارب بار و دست سبٹل کی جائیں۔ اور مال و اسباب رکا لٹا جائے۔ اور بیبیاں اور یتیم بچے یتیم میں گرفتار ہوں۔ اور یہ سب مصائب اللہ ہی کو واسطے ہوں۔ کچھ دنیا کا لگاؤ نہ ہو۔ پس حکمت الہی نے خواہش کی کہ یہ بڑا کمال بھی بعد وفات رسول اللہ و لفظ قضائے ایام خلافت کے ذریعہ آپ کو حاصل ہو جائے اور جسکو آپ بمنزلہ بیٹوں کے سمجھتے ہوں۔ تاکہ ملجائے اسکا حال حضرت کے حال میں۔ اور داخل ہوا انکا۔ کمال حضرت کے کمال میں۔ چنانچہ گذرنے ایام خلافت کے عنایت الہی متوجہ ہوئی۔ اس کمال کے الحاق یہاں تک کہ نائب بنایا حضرت حسین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ اور دونوں کو آئینے بنائے پر تو کمال محمدی کے کمال شہادت کا ان رسول نما آئینوں میں شہادہ ہو۔ اور چونکہ شہادت کی دو تہیں ہیں شہادۃ شہیدہ اور شہادت ظاہرہ۔ لہذا دونوں شہادتیں تقسیم ہوئی ہیں دونوں حاضر و آؤ لیکن۔ مخصوص ہوئی شہادت پوشیدہ بڑے صاحبزادے حسن مجتبیٰ پر اور شہادت ظاہرہ مخصوص ہوئی چھوٹے صاحبزادے امام حسین تید شہد اکبر علیہ السلام۔ پس اولیٰ قسم شہادت پوشیدہ جو نکلام مخفی تھانہ قبل از وقت اسکا مذکور وحی میں ہوا۔ اور کسی طرح یہاں تک کہ بعد وقوع شہادت بھی شبہ رہا۔ کیونکہ یہ حرکت ایک حرم خاص سے واقع ہوئی تھی۔ جو علائق محبت سے سجھی جاتی تھی نہ عداوت سے۔ اسی واسطے کہ اس شہادت کی بنا پوشیدگی پر تھی۔ رسول اللہ نے اور حضرت علیؑ نے اسکی خبر دوسری تھی۔ اور نہ کسی دوسرے نے۔ لیکن قسم دوسری شہادت کی شہرت پر پڑی تھی۔ اس لئے قبل واقعہ بذریعہ وحی اسکا مذکور ہوا۔ اور مقام شہادت کا پتہ اور نام معلوم ہوا۔ یعنی ابتدائے سلسلہ و انتہائے سلسلہ پھر اس کا شہرہ بہت ہوا۔ اور حضرت امیر المومنین علیؑ نے سفر صفین میں بر ملا اسکا ذکر کیا۔ بعد واقعہ بھی کثرت سے شہرہ ہوا۔ چنانچہ مٹی خون ہو گئی اور آسمان سے خون برسا۔ اور آواز غیبی سے یعنی از کار تاسف اور حسرت کے سننے گئے اور جنات روئے۔ اور امام کی لاش مبارک گرد گھبائی کے واسطے درندے جانور پھر کیئے اور قاتلوں کے تنھوں میں سانپ مھے۔ علیؑ ہذا القیاس اور بھی شہرت کے اسباب تھے۔

بیان شہادت صفحہ یعنی یہ واقعہ اس طرح سے ہوا کہ آپؐ کی حرم جعدہ بنت اشعث جناب امام حسن علیہ السلام۔ بن قیس نے باغوائے یزید شعی بن معاویہ آپکو نہر دیا اور یزید پلید نے۔ اس حرکت نامعقول پر اس عورت سے نکاح کا وعدہ کیا تھا۔ اسی وجہ سے وہ مرتکب اس فعل ناشائستہ کی ہوئی۔ پھر نہروینے کے بعد امام حسن چالیس دن بیمار رہے۔ بعد اسکے آپ نے انتقال فرمایا۔ انا لایخروا نالیہ راجعون۔

بھروسہ فعل بد کی تکیہ نے یزید کو حسب وعدہ پیغام بھیجا کہ ایسا سنے محمد کرے۔ اس نے جواب دیا کہ میں رضی نہ تھا۔ اس بات پر کہ تو امام حسن کے پاس رہے۔ اب بھلا اپنی جان کے واسطے کیونکر رضی ہونگا۔ پس وہ کجخت ان لوگوں میں شمار ہوئی جو حشر الدنیا والآخرہ میں شمار کیے جاتے ہیں۔ یعنی یزید و دنیا و دنوں خراب کیے۔

روایت۔ ہے کہ حضرت امام حسن کی علالت میں بیعت تیسری زہر کے آپ کا جگر اور ہمتیں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اسہالی لینے و مستوں کے ساتھ ٹپکتے تھے۔ اور قریب منفرد آخرت امام حسین نے دریافت کیا کہ اسے براؤر ظم آپ کے پاس آیا کون تھا جس نے بیعت کی۔ آپ نے فرمایا کیا تم قصاص لینا چاہتے ہو۔ امام حسین نے جواب دیا کہ ہاں۔ اب کیا اگر وہ قاتل میرا قاتل جبر سرگمان ہے تو اللہ نخت بد لے لے لے والا شرم تبتی ہے۔ اور اگر وہ قاتل نہیں ہے۔ جبر مجھے شک ہے تو میں نہیں چاہتا کہ تم بے گناہ کو میرے واسطے مارو۔ اور آپ نے فرمایا جب کو پھر بار زہر دیا گیا۔ لیکن ایسا سخت کبھی نہ تھا۔ لکھا کہ اس وقت آپ کی عمر شریف کچھ دن کم ساڑھے سیٹالیس برس کی تھی۔ اور پیدائش آپ کی بموجب روایت صحیح ہے کہ پندرہ عید شعبان مسدہ میں ہوئی۔ اور بعض روایت میں ہے کہ۔ آپ رمضان المبارک میں پیدا ہوئے تھے۔

بیان شہادت کبریٰ یعنی [روایت ہو کہ مسدہ میں جب یزید پلید شہر دمشق کا مالک اور بادشاہ ہوا تو اسے بیعت کے واسطے۔ سب ملکوں میں نامے لکھے۔ اور ولید بن عقبہ حاکم مدینہ کو لکھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے بیعت لے۔ امام حسین نے بسبب اس کے کیزید مرو فاسق و فاجر و شذابی تھا۔ اسکی بیعت سے انکار کیا۔ تاکہ دین میں خرابی نہ پیدا ہو۔ اور چوتھی تاریخ ماہ شعبان کو مدینہ طیبہ سے۔ بجانب مکہ کو رخ فرما دیا۔ جب یہ خبر کو نے میں پہنچی تو وہاں کے چند گروہوں نے بالاتفاق حضرت امام حسین علیہ السلام کو بیا اذ مالاکلام لکھا۔ کہ آپ لشکر لین لا کر ہمارے یہاں ٹھہریں۔ ہم آپ کی مدد کو جان و دل سے حاضر ہیں۔ اسی مضمون کے بے در پے ڈیڑھ سو خط آپ کے نام آئے۔ اس پر امام عالی مقام نے اپنے چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل کو کو نے کی طرف روانہ کیا۔ اور سمجھو انکی موافقت کے لئے لکھا امام مسلم کو فہ میں پہنچے۔ مختار بن عبید کے یہاں مقیم ہوئے۔ اس وقت حضرت مسلم کے ہاں پر حضرت امام حسین کی بیعت بارہ ہزار آدمیوں سے زیادہ لے لی۔ جب یہ خبر شہر مدینہ۔ نعمان بن بشیر صحابی نے جو کوفے کے حاکم تھے۔ یہ حال سنا کر لوگوں کو خوف ہرزاس بیعت سے دھمکایا۔ اور حقیقتاً کسی سے تعرص نہ کیا۔ مگر جب یہ خبر آئے مسلم و بیعت امام غفلت نعمان کی یزید پلید کو پہنچائی تو یزید نے نعمان کو موقوف کر کے۔ اسکی جگہ عبید اللہ بن زیاد واسیے بصرہ کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا۔

علیہ السلام بن زیاد و حجازیوں کے لباس میں لصرہ سے کوئٹہ کو جنگل کی طرف سے راستہ کو فہم ہوا۔ اور اپنے تئیں امام حسین شہور کیا۔ چونکہ اندیسری رات تھی کوئٹہ میں اسے امام حسین جانا۔ اور سلام خیر کے آگے آگے چلے۔ اور رب کہنے لگے تھے۔ کہ خوب آئے آپ۔ اسے فرزند رسول اللہ تبارک ہو آپ کا شریف لانا۔ وہ مرو و خاموش رہا۔ تاکہ کوئی پہچان نہ سکے جتنی کہ دارالسمارت میں داخل ہو گیا۔ جب صبح ہوئی تو ابن زیاد نے لوگوں کو جمع کیا۔ اور اسے رو بہرو اپنی حکومت کی سند پڑھ کر مزید کی مخالفت سے روک دیا اور بہت دھمکایا۔ یہاں تک کہ سلم بن عقیل کی جماعت میں چیلے اور تدبیر سے تفرقہ والا پس سلم ہانی بن عروہ کے مکان میں چھپ رہے۔ علیہ السلام نے محمد بن اشعث کو مقرر ہی سی فوج کے ساتھ ہانی کو گرفتار کرنے کے لئے بھیجا۔ وہ اسے کوئٹہ کو ایک محل میں قید کیا۔ جب یہ خبر سلم کو معلوم ہوئی تو انہوں نے اپنے گردہ کو پکارا۔ اور اسے بلائے پر چالیں ہزار آدمی جمع ہو گئے۔ اور سبھوں نے اس محل کو ہمیں کوئے کے رئیس قید تھے گھیر لیا۔ تب علیہ السلام بن زیاد نے مقید رئیسوں کو حکم دیا کہ اپنے لوگوں کو سمجھائیں۔ اور سلم کی وفات سے خوف کریں چنانچہ اس کے سمجھانے سے۔ منافقین متفرق ہو گئے۔

منقول ہے کہ جب حضرت سلم نے کوئٹہ کی مسجد میں فرض مغرب کی نیت باندھی تو آپ کے ساتھ پانچ آدمی تھے اور جب سلام پھیرا۔ ایک بھی ان میں سے موجود نہ تھا۔ حضرت سلم اکیلے رہ گئے تو جائے امن کی تلاش میں ہوئے جتنی کہ ایک عورت کے گھر پر انکا گدہ ہوا جب کا نام طوع تھا۔ پیاس کی شدت میں آپ نے اس سے پانی مانگا۔ اس ضعیف نے پانی پلایا۔ اور سخاوت جان کر اپنے گھر میں ٹھیرایا۔ قضاے کار اس کے کھنٹ پیٹے نے محمد بن اشعث کو خبر دی۔ اور اسے علیہ السلام بن زیاد سے یہ حال کہا۔ پس اسے عمر بن حریث کو تو ال کوئٹہ اور محمد بن اشعث کو۔ حضرت سلم کے گرفتار کرنے کے واسطے بھیجا۔ انہوں نے جاکر طوع کا گھر گھیر لیا۔ اور چاہا کہ جناب سلم کو گرفتار کر لیں۔ اس وقت حضرت سلم گھر سے باہر نکل آئے۔ اور مغرب شمس سے اکثر نورانی کیا۔ اور بعض لوگوں کو بہنم پہنچایا۔ ابن اشعث نے دیکھا۔ کہ بنی ہاشم سے مقابلہ و شداد حضرت سلم کو امان دیکر انکو مع و دونوں صاحبزادوں کے۔ ابن زیاد کے پاس لے گیا۔ اس شقی نے ملاقات سے پہلے یہاں تک حکم دیا کہ کھانا کھا کر۔ اور سلم و رواڑے میں داخل ہوں۔ انکا کھانا لینا۔ چنانچہ رواڑے کے دونوں طرف لوگ کھانا کھینچے ہوئے کھڑے ہوئے تھے۔ کہ حضرت سلم۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا اَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ۔ پڑھتے ہوئے آئے رواڑے کے قدم کھاتا تھا۔ کہ معان لیکنو تھے ہاتھ سے جام شہادت نوش فرمایا۔ بعدہ حمزہ و ابراہیم آپ کے صاحبزادوں کو شہید کیا۔ اور ہانی کو سولی دی۔ اور ان کے سر و ٹخنوں پر رگڑ کر دہر کوئے میں پھرایا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ یہ واقعہ تیسری ذی الحجہ ۶۱ھ میں ہوا۔

روایت ہو کہ جس دن کوئے میں حضرت سلم شہید ہوئے۔ امدان تیسری ذی الحجہ کو جناب امام حسین علیہ السلام

پڑھ کر ہاتھ سے ڈال دیا۔ اور فرمایا۔ صَاحِبُ عِنْدِ حِیْ جَوَابٍ۔ یعنی میرے پاس اسکا کچھ جواب نہیں
 قاصد نے جب جا کر ابن زیاد سے یہ حال بیان کیا تو وہ مروود فرط غضب سے بھڑک اٹھا۔ اور نو عین تیار
 کر کے انکا سپہ سالار عمر بن سعید کو بنایا۔ عمر بن سعید ملک رے کا حاکم تھا۔ اسنے اس خدمت سے فی الجملہ پہلو
 تہی کی۔ تو ابن زیاد نے کہا کہ یا تو لڑنے کو جا یا حکومت رے سے دست بردار ہو گے گھر میں بیٹھ رہو۔ اس
 بکثت ازنی نے حکومت رے کی اختیار کی۔ اور امام علیہ السلام سے لڑنے کو فوج لیکر داخل کر بلا ہوا۔ عمر
 اور ابن زیاد وہے تعداد نو عین بھیجتا گیا۔ یہاں تک کہ عمر بن سعید کے پاس یا عیس ہزار سوار و پیادے جمع ہو گئے
 ابن سعید نے مع لشکر کے ملائیں بھیج کر فرات کے سامنے ڈیرہ کیا۔ اور امام حسین علیہ السلام کے لشکر کو پانی پی
 منے سے مانع ہوا۔ یہاں تک کہ پیاس کی شدت سے اہل بیت اظہار پر عرصہ زندگی کا تنگ ہوا۔ اسوقت
 یزید ہمدانی امام صاحب سے اجازت لیکر عمر بن سعید کے پاس گیا۔ کہ وائے اس اسلام پر کہتے اور سورتوں
 فرات کا پانی نہیں اور زن و فرزند اہل بیت ساقی کو ٹرکواں سے مانع آئے۔ اور انکے قتل پر کرباںد ہے
 ابن سعید نے کہا کہ یہ سچ ہے۔ مگر حکومت رے کی مجھ سے چھوڑی نہیں جاتی۔ اچھی سچ ہے یہ کلیم بخت
 کسی را کہ بافتند سیاہ پد آب ز مرغ و کوثر سفید نتوان کروند کہتے ہیں کہ جب شدت تشنگی سے کسی کو با
 کرنے کی طاقت نہ رہی۔ اور اہلیت کا حال غیر ہوا تو۔ امام نے حضرت عباس علیہ السلام کو پانی لانے کے
 واسطے بھیجا۔ لیکن یزیدیوں نے پانی نہ دیا۔ اور حضرت عباس کو زخمی کیا۔ عمر سعید کے ساتھی اکثر وہی تھے
 جنہوں نے خطیبہ بھیجے تھے۔ اور امام مسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ جب کہ عمر بن سعید نے امام کے خیمے میں
 پانی نہ جانے دیا۔ تب آپ نے اسکو لکھا۔ کہ تین کام میں ایک کام کر۔ یا مجھے چھوڑ دے۔ یا یزید کے پاس
 بھیج دے۔ یا مکہ پہنچا دے۔ ابن سعید نے یہ باتیں ابن زیاد کو لکھ بھیجیں۔ اس بکثت نے ابن سعید کو دھمکیا
 لکھا کہ اگر امام حسین بیعت یزید کی کریں تو بہتر ہے ورنہ تو بے وقت قتل کر ڈال کیونکہ میں نے مجھے لڑنے
 کو بھیجا ہے۔ نہ صلح کرنے کو۔ اور اگر تو نے ذرا بھی سستی کی تو اپنی جگہ دوسرے کو پہنچا ہوا جان۔

ابن سعید نے یہ خطیبہ دیکھتے ہی اپنے لشکر کو طیار کیا۔ اور امام علیہ السلام سے کہا بھیجا۔ کہ میں نے رجز
 چاہا۔ مگر آپ نے یزید کی بیعت نہ کی۔ آپ لڑائی کے لئے آمادہ ہو جائے۔ جب امام علیہ السلام کو
 یقین ہو گیا۔ کہ یہ لوگ بغیر لڑے نہیں رہیں گے۔ تو اپنے اچھا بھلا حکم دیا۔ کہ لشکر کے گرو ایک خندق
 کھودی جائے۔ پس وہ خندق تیار ہوئی۔ اس میں ایک دروازہ آمد و رفت کے لئے رکھا گیا۔ اور
 خندق میں آگ لگا دی۔ تاکہ کوئی شقی وہاں تک نہ جاسکے۔ الغرض دسویں محرم الحرام کو۔ علی الصبح
 آپنے نماز صبح ادا کی۔ اور ابن سعید نے لشکر تیار کیا۔ اور ہر سید الشہداء ائمہ اہل بیت کو فرار ہوئے۔ اور
 بے قصور ہی اپنی بیان فرمائی۔ پھر سب مقابلہ کا پوچھا۔ جب کسی سے سوائے سکتی کے کچھ
 جواب نہ ملا۔ ناچار مقابلہ کا ارادہ کیا۔ اسوقت سب اعزاء اور رفقاء نے عرض کیا کہ یا امام۔ جب تک ہمیں

سے ایک بھی ہے۔ آپکو مقابلہ کے لئے نہ جانے دینگے۔ پس ایک ایک نے ٹھکر مقابلہ کرنا شروع کیا۔ اور فوج اشقیاء سے جو مقابل آیا۔ اسکو تہ تیغ کیا۔ ان مردوں نے دیکھا کہ یہ سب جان نثار کر رہے ہیں اور وہ ہیں ایک پر دس دس ملعون تیر رہے۔ یہاں تک کہ امام کے لشکر سے جو جانا تھا۔ زندہ بچ کر نہیں آتا تھا جب یہ لوگ پہنچی کہ پچاس آدمیوں سے زیادہ شہید ہو چکے۔ تب امام حسین نے ازراہ قطع محبت کے کہا۔ کہ کوئی ایسا ہو کہ خدا کے واسطے ہماری مدد کو پہنچے۔ یہ آپکا فرمانا۔ ازراہ نبی کے نہ تھا۔ بلکہ اسواسطے تھا کہ کوئی ان شوقیوں میں سے سعید بننا چاہتا ہے۔ ہماری مدد کرے۔ اور کہا کہ کوئی ایسا ہے کہ خدا کے لئے حرم رسول اللہ کو بچائے۔ یہ فرمانا اسوجہ سے تھا کہ دعویٰ اسلام کا کرتے ہیں۔ پس انہیں ابن زبیر یا ماتی جیسا ذکر آگے ہو چکا ہو گھوڑا بڑھا کہ امام علیہ السلام کے آگے آئے۔ اور عرض کیا۔ کہ اے فرزند رسول اللہ سب سے پہلے میں ہی آپ سے لڑنے نکلا تھا۔ اور اسوقت آپکے حضور میں اس غرض سے حاضر ہوا ہوں کہ مخالفین اور آپکے اعداؤ کا مقابلہ کر کے۔ اپنی جان آپ پر تصدق کروں۔ شاید اس جان نثاری سے۔ آپکے جلا مجد کی شفاعت روز قیامت مجھے نصیب ہو۔ یہ کہہ کر لشکر اشقیاء پر حملہ کیا۔ اور خوب بہادری سے لڑ کر آخر کار گروہ بے دین کے ہاتھ سے مع اپنے بھائی اور بیٹے اور غلام کے شہید ہوا۔ سبحان اللہ۔ عنایت نبوی نے جو کچھ ذلالت سے نکال کر طفیل رفاقت امام حسین علیہ السلام اور عزت پہنچایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

روایت ہے کہ جب سب غرہ ورفقا آپکے یہاں تک کہ عاجز ہو گئے۔ اور بھائی بھی شہید ہو چکے اور آپ تنہا رہ گئے۔ خود اعدا کے مقابل میں آئے۔ اور شمشیر بہنہ لے کر یہاں تک اشقیاء بے دین کو قتل کیا۔ کہ گشتوں کے پٹے لگ گئے۔ تب نابکاروں نے۔ اس نو بہال گلشن مصطفوی پر تیر و نکالینہ برسانا شروع کیا۔ اور آپ کا جسم اظہر زخموں سے چور ہو گیا۔ شمر ذی الجوشن کوئی چمنی نے خیمہ اظہر کیٹن جڑھنے کا قصد کیا۔ یہ دیکھ کر امام علیہ السلام نے لکھارا۔ کہ برا ہو تمہارا۔ کہ وہ شعیاطین میں تم سے لڑتا ہوں میمیاں تو نہیں لڑتیں۔ تم کو گھروالوں سے کیا کام یہ سن کر شمر نے لوگوں کو منع کیا۔ اور کہا کہ انہی سے سمجھ لو۔ پس ظالموں نے نرغہ کیا۔ امام تنہا مظلوم پر تیر اور نیزے سے لیکر حتیٰ کہ ایک شقی کا تیرا لوہے مبارک سے پار ہو گیا۔ اور امام علیہ السلام گھوڑے سے گر پڑے۔ اس حال میں شمر نامور نے چہرہ النور پر تلوار مار دی۔ اور کستان بن حاس بنحی نے نیزہ مارا۔ اگرچہ امام علیہ السلام کے قتل میں بہت سے کفار شریک تھے۔ لیکن پروا نہ ویرج اقدس کا شمر کی تلوار سے اور کستان کے نیزہ سے ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

روایت ہے کہ بعد شہادت خورشید امامت کے سربارک کوثر اقدس سے خلی پر نیر پیلید نے جدا کیا۔ اور خسر الدنیا والآخرة ہوا۔ روایت ہے کہ بعد شہادت کے ختم خیمہ اہل بیت میں۔

داخل ہوئے اور سب بیبیوں اور بارہ لڑکوں کو کہ بنی ہاتھ سے تھے قید کر لیا۔ بعد اس کے ابن سعد بدبہاد اور شمر بن ذی الجوشن کے حکم سے امام علیہ السلام کی لاش اطہر کوٹھڑکی ناپلوں سے روند دی گئی۔ اور سر مبارک بشیر بن مالک بن نوہل بن زید کے ساتھ ابن زیاد کے پاس روانہ ہوا۔

روایت ہے کہ جب اشیقہ نے خیمہ اطہر لوٹ لیا۔ تو شمر کی نظر امام زین العابدین بیمار پر پڑی اور چاہا کہ انھیں بھی شہید کرے۔ کہ ایک شخص نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور کہا کہ اسے ناشدنی کافر کے لڑکے کو بھی نہیں مارتے ہیں۔ اور یہ مسلمان اور بیمار ہیں۔ شمر نے کہا۔ کہ بن زیاد کا حکم ہے کہ کوئی لڑکا آل عبا کا باقی نہ رہے۔ اُسے کہا کہ تو سب کو ابن زیاد کے پاس بھیج دے۔ وہ جو چاہے گا کرے گا۔ غرض کہ شمر نے بیبیوں کو بے پردہ اونٹوں پر سوار کیا۔ اور امام سجاد کو ایک اونٹ پر ڈال کر کوٹھڑکی کو روانہ کیا۔ اور اس کے بعد جو لوگ مارے گئے تھے۔ انکو دفن کیا۔ لیکن شہد کی نعشیں تین دھنک دیسی سی پڑی رہیں۔ تیسرے دن موضع حاضر کے لوگوں نے امام کے جسد اطہر کو ایک قبر میں دفن کیا۔ اور باقی گنج شہد کو ایک اور جگہ۔

۱۵، ہمارا گرامی جو کہ قارب و اغرہ۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ و وجہ شہادت کو پہنچے۔

۱۶، بیٹے حضرت علی مرتضیٰ کے۔ جنکے نام یہ ہیں۔ عثمان۔ عباس۔ محمد۔ عبداللہ۔ جعفر۔

۱۷، بیٹے حضرت امام علیہ السلام کے جنکے نام یہ ہیں۔ قاسم۔ عبداللہ۔ عمر۔ ابو بکر۔

۱۸، بیٹے حضرت امام حسین علیہ السلام کے جنکے نام یہ ہیں۔ علی اکبر۔ عبداللہ۔ یعنی علی اصغر۔

۱۹، بیٹے جعفر تیار کے۔ عبداللہ اور عبدالرحمن۔

۲۰، بیٹے عقیل بن ابی طالب کے جن کا نام حضرت مسلم۔ جو حضرت امام حسین کے کربلا میں تشدید لائے

سے پیشتر شہید ہوئے۔ مع دونوں صاحبزادوں کے۔ اور ایک کا نام ابراہیم۔

۲۱، سید الشہد حسین رضی اللہ عنہ۔

مرثیہ شہادت امام حسین علیہ السلام۔ از دیوان ظفر۔

اے مجھنی شفاعت امت کے واسطے
جو اے گمراہوں نے ہدایت کے واسطے
وہ تم مجھ امامت کے واسطے
کوئی نہیں ہے جاؤ اقامت کے واسطے
شیر قتل گاہ میں عبادت کے واسطے
ہے لاشہ شہ کے گرد حفاظت کیواسطے

باندھی کر ہے شہ نے شہادت کیواسطے
سدا کا اس جناب ہدایت تاب کا
زین العباد آبرو کے دو جہان ہے
جانا ہے ہائے دیوب میں پیاسا بہنہ پا
کرتے تھے آبِ حجاز و شمر سے وضو
روح ہی روح علیؑ روح فاطمہؑ

آیا جو یہ غلام بھی خدمت کے واسطے
حاضر و جان تک مری حضرت کیواسطے
مشہد ہو لشکرِ قیامت کے واسطے
شاہ جناب شاہ ولایت کے واسطے
وہ کیا حیدر و نیک شہادت کے واسطے

شہیر سے یہ عوض کی خریدنے کو یا امام
 اگر حکم ہو تو پہلے ہوں میں آپ پر ۔۔ خدا
 احوال غم حسین میں شور را بہ شد شک
 رکھو قفسہ لطف و عنایت کی غم نظر

۴۰ کھوئے اپنے دولت ایمان و دین بعین

مستی { اِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَعِيمٍ - جو ثور والے ہیں باغوں میں اور نہت میں - اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ - وہ حق تعالیٰ میں زیادہ عزت والا نزدیک اللہ کے وہی ہے - جو زیادہ مستی ہے - وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ

[illegible]

یَا یَحْیٰی اِنَّا خَلَقْنٰكَ مِنْ ذَکْرٍ وَّ اُنْثٰی شَعَبًا وَّ اَوْقَبٰ اِلٰلَیْكَ اَطْرَافَ اَکْثَرِ مَکَرٍ فَعِنْدَ اللّٰهِ اَلْقَتْلُ
اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ مُّخْتَصِرٌ۔ اسے لوگوں نے نسب کو ایک مرد (آدم) اور ایک عورت (حواء) سے پیدا
کیا۔ اور پھر تبار سے گروہ اور گھنے پیدا کیے۔ تاکہ تم ایک دوسرے کو شناخت کرو ورنہ اللہ کے نزدیک
تم میں بڑا شدید وہی ہے۔ جو شتم میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ خوب آگاہ اور
خبردار ہے اسے سعید۔ متقی وہ ہے کہ ممنوعات و شبہات سے بچے اور امور اکی بجالا دے
تقویٰ۔ یعنی پرہیز گاری کے کئی مرتبے ہیں۔ اول شہد خفی و جلی سے بچنا۔ شہد جلی ہے۔
زبان سے اقرار تو جید کر کے ولو غیر اللہ میں مشغول رکھنا۔ مگر عوام کا شہد خفی خواص کے حق میں
شرک جلی ہے۔ ووم حرام۔ اور شبہ کی چیزوں سے الگ رہنا۔ سوم جمیع ماسوی اللہ سے پرہیز
کرنا۔ لیکن شرک خفی و جلی کے مراتب الگ ہیں (۱) ترویج کار بائیں بود حیرانی نہ جو خدا کے خوف
سے شہد نہیں کرتے موت کے وقت فرشتے یہ کہتے ہیں۔ کہ تم عذابِ خرت سے نہ ڈرو۔ او دنیا کی
مال و اولاد کا غم نہ کھاؤ۔ اور شاراتِ بہشت سے خوش ہو جاؤ۔

نقل ہے کہ بخارا میں ایک بزرگ کو بہتا ہوا سیب ملا۔ یہ خیال کر کے کہ پانی میں گل جائیگا کھا لیا۔ کھانے کے بعد خیال آیا کہ خبر نہیں رنگا ہے مالک سے معاف کرالوں۔ اس ہی سمت کو چلے تو ایک رخت سیب کا دیکھا۔ باغبان سے جا کر کہا۔ کہ میں نے ایک سیب کھا لیا ہے۔ معاف کر دیجئے۔ اسنے کہا وارو غم باغ کا دوسرے باغ میں ہے۔ اس سے ملے تو اسنے کہا

مجھے صحت کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ وہ ایک بزرگ کی ملکیت ہے۔ اور وہ بلخ میں ہے۔ سوچے بلخ کا جان آسان ہے ووزخ کے جانے سے بلخ کو روانہ ہوئے۔ اور مالک بارع کو تلاش کے کے عرض حال کیا۔ وہ یہ حال معلوم کے کے متعجب ہوا۔ کہ اتنی تکلیف کو گوارا کیا۔ اسکا ہاتھ پکڑنے کے اپنے گھر لایا۔ اور بیت عظیم سے پیش آیا۔ اور کھانا لاکھا کھار کیا۔ انہوں نے کہا کہ جب تک سب کو نہ بخشو گے کھانا نہیں کھاؤنگا۔ کہا مالک اس بارع کی میری دختر ہے۔ بہت اصرار کے بعد کھانا کھایا۔ پھر اسنے اپنی گھر والی سے ذکر کیا۔ اور سب حال بیان کر کے کہا۔ کہ میں عہد کیا تھا کہ اس لڑکی کا نکاح کسی مرد صالح نیکو کار سے کرونگا۔ اس سے بہتر اور کوئی کہاں سے ملے گا۔ مناسب ہے اس لڑکی کا عقد اس شخص سے کرووں۔ اسکی عورت نے کہا کہ ہم سے متمول اس شہر میں دوسرا نہیں۔ اور لڑکی بھی حسن و جمال میں شہرہ آفاق ہے۔ سب لوگ طعنہ دینگے۔ کہ اسنے اپنی لڑکی ایک فقیر مسافر کے حوالے کر دی۔ سو وہ اگر نے کہا۔ کہ میں اپنے عہد کو نہ چھوڑوں گا۔ اور اس جیسا آدمی کہاں میرا بیٹا۔ یہ کہہ کر باہر آیا۔ اور ان سے کہا۔ لڑکی کہتی ہے۔ کہ میں اس شخص سے صحت کرنی ہوں۔ کہ وہ شخص میرے ساتھ نکاح کرے۔ نہیں تو معاف کر دوں گی۔ اور سنو کہ اس لڑکی میں چار عیب ہیں۔ ایک یہ کہ لہجہ ہی ہے۔ دوسرے یہ کہ پیری ہے۔ تیسرے یہ کہ ہاتھوں لمبی اور پاؤں سے لوی ہے۔ یہ بزرگ اس حال کو سنکر اپنے دل میں سوچے کہ بہر کیف اس عذاب میں گرفتار ہوتا۔ عذاب ووزخ سے ہزار درجے بہتر ہو قبول کر لیا۔ بہت اس سے کہا۔ کہ وہ سب عیب بند سے تو مجھے قبول ہے۔ وہ مالدار کا ہاتھ پکڑ کر گھر میں گئے گیا اور قاضی جی کو بلا کر اپنی لڑکی کا عقد اس کے ساتھ کر دیا۔ جب تکچا ہوئے تو دیکھا کہ لڑکی آنکھ کان ہاتھ پاؤں سے۔ تند رست اور جن و جمال میں بی مثال ہے نتیجہ ہوئے اور سب جھکا کر ٹیڈ رہے۔ تب اس لڑکی کی ماں نے پوچھا کہ کیوں طول بیٹھے ہو۔ وہ بولے کہ تم کو است گو سمجھتا تھا۔ اور جھوٹ بولنے سے زیادہ کوئی بات بری نہیں۔ اس لڑکی کو خلاف تمہارے قول کے دیکھتا ہوں۔ کہ سب طرح سے صحیح و سالم ہے۔ اسکی ماں نے کہا کہ ہر کچھ اسکے باپ نے کہا تھا۔ وہ سب صحیح ہے۔ وہ جھوٹ نہیں بولے۔ یہ سن لو کہ ہماری لڑکی واقع میں آنکھوں سے اندھی ہے۔ یعنی کسی نامحرم کو نہیں دیکھتی۔ اور کانوں سے بہری ہے۔ یعنی کلام ناہن اور لغو نہیں سنتی۔ اور ہاتھوں سے بھی ہے۔ کہ کسی چیز ناروا کو ہاتھ نہیں لگاتی۔ اور پاؤں سے لوی ہی کہ ناروا بات کی طرف نہیں جلتی۔ یہ بزرگ اس بات کو سنکر بہت خوش ہوئے۔ اور دو رکعت نماز شکر یہ ادا کی۔ اور آواز غیب سے آئی۔ اے فقیر تو نے جو اس قدر محنت اور سفر کی تکلیف اٹھائی ہے۔ ہماری خوشنودی کے واسطے۔ یہ اسکا عیوض دینا میں چلو دیا۔ اور آخرت میں بہت کچھ جھکو ملے گا خداوند صدقہ اپنے حبیب کا اس سعید کو بھی منی کر دے۔ آمین۔ اِنَّ اللہَ یُحِبُّ الصَّافِیْنَ اللہ منشی کو دوست رکھتا ہے۔ اور ارشاد ہے وَلِبَاسُ التَّقْوٰی خَیْرٌ۔ تقوی کا لباس اچھا ہے نقل ہے کہ ایک دفعہ دریا نے نیل خشک ہو گیا۔ (یہ زمانہ حضرت عمر فاروق کا تھا) ہمیشہ چڑھا کرتا تھا

اسکے آپا بپاشی ہوتی تھی۔ اس وقت طغیانی پر نہ ہوا عمرو بن حاص یا عبد اللہ بن عمر بن العاص مصر کے عامل تھے۔ لوگوں نے اگر عرض کیا آپ نے فرمایا کہ کبھی پہلے بھی ایسا ہوا ہے۔ تو تم نے کیا کیا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ جب ایسا ہوتا تھا۔ تو ہم ایک جوان حرمین لڑکی بھیت دیتے تھے۔ اس سے وہ جاری ہو جاتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ جاہلیت کی رسم تھی نہ ہوگی۔ میری خلیفہ کو لکھتا ہوں۔ انہوں نے حضرت عمر کو لکھا۔ حضرت عمر نے نیل کے نام ایک نالہ لکھا۔ جب کا مضمون یہ تھا۔ اسے نیل اگر تو خدا کے حکم سے جاری ہو تو کسی طغیانی کے تصرف سے بند ہونے کے کہا معنی۔ اور اگر یہ بند نہیں ہے۔ تو ہم کو تیری کچھ پروا نہیں۔ خدا تعالیٰ ہمارا رزاق ہے۔ آپ نے اس لکھنے پر مخالفین سننے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ دریا پر بھی حکومت کرتے ہیں۔ آپ کو شبہ بھی نہ ہوا کہ ایسا نہ ہو تو عمرت کر کر ہی ہوگی۔ حضرت عمر بن العاص اس رقعہ کو نوٹنے کی چوٹ لیکر چلے اور مخالفین کا گردہ وہ بھی آپ کے پیچھے چلا۔ ہنستے تھے اور کہتے تھے۔ کہ اس رقعہ سے۔ اور دریا نے نیل کے جوش سے کیا نسبت۔ مگر وہ رقعہ دریا کے نیل میں ڈالنا تھا۔ کہ دریا کو جوش آیا۔ اور لبریز ہو کر چلنے لگا۔ یہ ان اصحاب کا لغوی تھا۔ کہ جسکی بدولت دریائی بھیت کی رسم جاتی رہی۔ اور اس دن سے اجتناب دیا تو نیل انہی طغیانی سے جاری ہے۔ یہ لوگ تھے متقی۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللّٰهِ يَتَّبِعُونَ۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ جو پرہیزگار ہوتے ہیں۔ اور جو نیک کردار ہوتے ہیں۔ نقل ہے۔ کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب کمان حملہ کرتے کرتے رومیوں کے محل تک پہنچے۔ اور باوجودیکہ رومیوں نے تمام شہر کے بند توڑ ڈالے تھے حملہ آور آگے ہی بڑھتے گئے۔ تو دریائے نیل نے انکی یہ جواں مردی دیکھ کر صلح پر آمادگی ظاہر کی۔ اور اسلامی سفیر طلب کیا۔ چنانچہ معاویہ بن جہل بحیث سفیر رومیوں کے پاس گئے۔ یہ رومیوں کے لشکر میں پہنچے۔ تو دیکھا کہ حید میں زرین فرش بچھا ہوا ہے۔ آپ وہیں ٹھہر گئے۔ ایک عیسائی نے آکر کہا۔ کہ آپ دوبار میں تشہد لیں لے چلیے۔ آپ ٹھوڑا میں بٹھا مے لیتا ہوں۔ معاویہ بزرگی و تقدس کا عام چرچہ تھا۔ اور دشمن بھی اس سے ناواقف نہ تھے۔ اس لئے وہ آپ کی عزت افزائی کرنا چاہتے تھے۔ اور ان کا اس طرح باہر کھڑا رہنا انہیں پسند نہ تھا۔ مگر معاویہ نے کہا کہ میں اس فرش پر بیٹھنا نہیں چاہتا۔ جو غریبوں کا حق چھین کر بنایا گیا ہو۔ یہ کہا کہ آپ میں پرہیز گئے۔ یہ آپ کا تقدس تھا۔ رومیوں نے افسوس کے لہجہ میں کہا کہ ہم آپ کی عزت کرنا چاہتے تھے۔ مگر افسوس آپ کو اپنی عزت کا خیال نہیں۔ معاویہ نے تلخ لہجہ میں گلہ مندوں نے کے بل کھڑے ہو کر کہا۔ کہ جس کو تم عزت کہتے ہو۔ اسکی جگہ پر وہاں نہیں۔ اگر زمین پر بیٹھا غلاموں کا شیعہ ہے۔ تو مجھ سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے۔ عیسائی انکی بے پروائی۔ اور آزدوش ہونے پر انکشت بدلتا تھا۔ ان میں سے ایک نے پوچھا۔ مسلمانوں میں تم سے بڑھ کر کوئی اور بھی ہے۔ معاویہ نے جوابدہ معاذا اللہ میں تو ان سب میں بدتر اور نا کارہ ہوں۔ انہوں نے کہا تھا راہ مطرو

آنے سے کیا مطلب ہو۔ ابی سینا تم سے قریب ہے۔ فارس کا بادشاہ چکا ہے اور سلطنت عورت کی ہے۔ اسکو چھوڑ کر تم ادھر آئے ہو حالانکہ ہمارا بادشاہ زبردست ہے۔ اور تم اعدا و میل آسمان کے ستاروں اور زمین کے دروں کے برابر میں۔ معاوضے کہا کہ ہمارے یہاں خوشی یہ ہے کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔ اگر تم ایسا کرو تو تم ہمارے بھائی ہو۔ اور تمہارے حقوق برابر ہونگے۔ اگر یہ نہیں تو جزیرہ دینا ہوگا۔ اگر اس سے بھی انکار ہے۔ تو پھر آگے تلوار ہے۔ مانا کہ تم تعدا و میل آسمان کے ستاروں کے برابر ہو۔ لیکن ہمیں قلت و کثرت کی پروا نہیں۔ اگر خدا چاہے تو فقور و کوا کو بہت پر فتح دے سکتا ہے۔ تم کہتے ہو کہ ہمارا بادشاہ زبردست ہے۔ تمہیں اپنے ہتھکڑیاں پرناز ہے کہ جس کے اختیار میں تمہاری جان ہے۔ اور مال ہے۔ لیکن ہم نے جس شخص کو تمہاری اصطلاح کے مطابق بادشاہ بنا رکھا ہے۔ اگر وہ بادشاہ زنا کرے۔ تو درے لگائے جائیں۔ چوری کرے تو ہاتھ کاٹا جائے۔ وہ پروہ میں نہیں بیٹھا۔ اپنے کو ہم سے برتر نہیں سمجھتا۔ مال و دولت پر کوئی ترجیح نہیں۔ یہ لوگ غصے متقی زبان ہی کی شان میں۔ حدیث قدسی میں آیا ہے۔ لَا یَسْتَنْفِضُ الْأَرْضَ وَ لَا سَمَاءَ وَ لَکِنْ یُغْثِیْ غُلْبَ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ الْمُتَّقِیْ۔ یعنی زمین و آسمان میں میرے رہنے کی گنجائش نہیں۔ لیکن میں اپنے بندہ پر میر گار کے دل میں رہ سکتا ہوں۔ اور حدیث میں یہ بھی ہے کہ میں ٹوٹے ہوئے دلوں میں رہتا ہوں۔ جو بطریق فوق و شوق رونا ہے۔ تو آسمانوں کے فرشتوں میں اضطراب واقع ہو جاتا ہے۔ بلکہ عرش الہی بھی کانپ جاتا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن یَشْرِیْ اَنْفُسَہُمْ بِالْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ لوگوں کی بات تم اس خیال میں مکن ہو رہے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار پیدا کیا ہے۔ ہوا الحدیث سے مراد۔ راگ۔ بربط۔ ستار۔ طنبور۔ وغیرہ کا بجانا مراد ہے۔ اور یہ تمام چیزیں اس نفع کو جوہ سے قطعاً حرام ہیں۔ اور جو شخص انہیں حلال سمجھ لگا۔ وہ بلاشبہ کافر ہو جاوے گا۔ اور گناہ سمجھ کر سنے گا تو گناہگار ہوگا۔ اور ثواب سمجھ کر سنے گا تو آگے کہنے کی بات نہیں ہے (یعنی کافر ہو گیا)

حکایت۔ نظام الدین تدریس کے واسطے عبادت مولانا شاہ نور الدین صاحب کے تشریف لے گئے۔ آپ نے فرمایا میں ایسے بدعتی کی عیادت قبول نہیں کرتا ہوں۔ شاہ نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ میں سماع سے توبہ کر کے آیا ہوں۔ تو اپنے بنیاد تعلیم سے آپ کے ملاقات کی۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ شاہ نظام الدین اپنے سماع سننے کو گناہ جانتے تھے۔ اب جو کوئی اسکو ثواب سمجھ کر سننا ہے۔ وہ گناہ گار ہوتا ہے۔ اور قرآن شریف میں ہے۔ اَلَمْ یَشْعُرُوْا اَنَّہُمْ یُکْفَرُوْنَ۔ یعنی اللہ منع کرتا ہے یہ یادوں اور خلاف شرع

مراوے۔ اور یہ تمام چیزیں اس نفع کو جوہ سے قطعاً حرام ہیں۔ اور جو شخص انہیں حلال سمجھ لگا۔ وہ بلاشبہ کافر ہو جاوے گا۔ اور گناہ سمجھ کر سنے گا تو گناہگار ہوگا۔ اور ثواب سمجھ کر سنے گا تو آگے کہنے کی بات نہیں ہے (یعنی کافر ہو گیا)

حرام نہیں۔ یہ ان شخصوں کا جنکی نفسانی خواہش ابھرتی ہے۔ ہاں اگر کوئی کسی نامحرم عورت یا لونڈی کو چاہتا ہو۔ اور ایسے اشعار پڑھے یا سنے وقت اسکا خیال جبار ہے۔ تو یہ حرام ہے۔ ایسے شخص کو جو جنہیں زلف و خال کے سننے سے خواہش نفسانی ابھرتی ہے۔ انہیں حرام ہے۔ وہ سننے والا جو ان اور مغلوب شہوت۔ خدا کی محبت سے ناواقف ہو۔ اس حالت میں سماع حرام ہے۔ اور سماع کو ہمیشہ کا شغل بنا لیا جائے اور گائیو والا اینا پیشہ پھر اسے ایسی حالت میں سماع حرام ہے۔

تقل ہے۔ کہ حضرت شیخ ابوالقاسم گرجانی قدس سرہ نے مرید علی علاج لئے سماع کی ایجاد چاہی۔ شیخ مذکور نے فرمایا۔ کہ تین دن تک کچھ نہ کھا پھر عمدہ عمدہ کھانے پیرے سانسے لائے جائیں۔ اس حالت میں اگر تو کھانے کو چھوڑ کر سماع کی جانب رغبت کرے تو یہ سماع خواہش بہت ہے۔ اور تجھے سماع کا اختیار ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا۔ کہ اگر خواہش نفس امارہ موجود ہے تو سر کو واجب ہے کہ مرید کو سماع سے منع کرے اور جو خواہش امارہ موجود نہیں۔ پس جو اس طرح سماع سے اسے منع نہ کرنا چاہیے۔

عدویوں کا قول ہے کہ خوش آوازی دل میں ایک حرکت اور شوق پیدا کر دیتی ہے۔ جس طرح آگ پھونکنے سے اور بھڑکتی ہے۔ اب جس کے دامن شوق رب غفور ہے تو سماع اسکو مضرب نہیں۔ بلکہ ضرور ہے۔

سماع کا حکم دل سے ہے۔ اور جو دل میں نہ ہو۔ سماع اسے پیدا نہیں کرتا۔ بلکہ جو کچھ دل میں ہوتا ہے اسکو حرکت دیتا ہے۔ پس جس شخص کے دل میں ایسی چیز ہے۔ جو شمع میں محبوب ہے۔ تو اسکا قوی ہونا مطلوب ہے۔

وہ درد جسکے سننے سے رونا آوے۔ اور غم زیادہ ہو اس میں ثواب حاصل ہے اور حرج کمال برائی اور بھلائی سے خالی ہے۔ یعنی نہ اسکو عشق خدا ہے نہ کسی عورت اور لڑکے سے تعلق ہے گاہ بگاہ قفر مزج کے طور پر بنتا ہے۔ اسکے لئے سماع مباح ہے۔ دل میں بری صفت ہونے کی مثال یہ ہے۔ کہ کسی کے دل میں کسی نامحرم عورت یا لونڈی کی محبت ہو۔ اور اسکی دین نیچے شغل سماع ہو یہ حرام ہے۔ لیکن اگر کسی کو اپنی بیوی کے ساتھ یا شرعی لونڈی کے ساتھ عشق ہے تو سماع مباح ہے۔ اچھی صفت ہونے کی یہ مثال ہے۔ مثلاً گعبہ کی صفت میں اشعار گائے جائیں تاکہ خانہ خدا کے شوق کو دل میں جنش ہو۔ ان کا راگ سننا باعث ثواب ہے۔ ایسے ہی غانیوں کا سر و بھی قریب قریب اس ہی کے ہے۔ کہ خدا کی محبت میں پیشانی پر جان رکھنے کی آرزو رکھتے ہیں۔ سماع و دل میں آگ لگا دیتا ہے۔ اور تمام دلکی کدورتوں کو دفع کرتا ہے۔ وہ حرارت جو سماع کا حاصل ہوتی ہے۔ بہت سی ریاضتوں سے حاصل نہیں ہو سکتی۔

حالت سماع میں صوفی کو عالم دنیا کی مطلق خبر نہیں ہوتی۔
 باہمہ نام غرائی نے لکھا ہے۔ کہ عورت یا لڑکے مرو سے ہرگز نہ سنے۔ اگرچہ سننے والے کا
 دل خدا کے کام میں مستغرق ہو۔ سماع حرام ہے۔ اور جسے زیادہ چھان بین منظور ہے احیاء العلوم
 کو دیکھئے۔ اس زمانہ میں گائے بجانے کے حق میں زنان عوام الناس واقوام غیر پر وہ دار کا لڑکیا
 ذکر ہے بلکہ پر وہ شہیدان عورات خاندان شرافت نشان نے طوائف و طویلندہ نکومات
 و بیکر درجہ اول میں پاس کیا ہے۔ راکٹ ٹک باجے گراموفون تو کوئی میجرٹ گناہ ہی نہیں سمجھا
 جاتا ہے۔ بلکہ کہہ دیتے ہیں۔ اسے میاں اس سے تو بیاہ شادی کی رونق ہے۔ اور یہ نہ ہونو
 خوشی معلوم ہی کیے ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم کو توفیق دے۔ توبہ کی۔ بہت بُرے عیب ہم میں پڑ گئے ہیں
 عمدۃ النصارح میں ہے۔ کہ اگر کسی نے کہا گائینوالی نے خوب گایا۔ بتایا۔ وہ کافر و جاحل تھا۔
 کیونکہ اس کا سماع حرام ہے۔ ہو شیطان دشمن اولاد آدم پڑ سکھاتا ہے وہی راہ جہنم پڑ سکھوت
 پرستی ہے سکھاتا ہے کسی کو وہ قبروں پر جھکاتا نہ غرض اللہ سے دونوں کو روکا جائے بھلا کر راہ
 جاحل و حق میں جھوٹا نکات

منافق { يَقُولُونَ يَا لَسَنَتِهِمْ مَّا كَيْسٌ فِي دَقْدُقِهِمْ۔ یعنی منافق زبان سے
 ایسی باتیں کہتے ہیں جو دلوں میں نہیں ہوتیں صرف زبانی خرچ کرتے ہیں

اور دل انکے بہرہ ور نہیں ہوتے۔ اور زبان سے دل کا موافق نہ ہونا منافقوں کا کام ہے۔

قَالُوا الَّذِينَ شَفَعُوا أَفْنَى النَّارِ وَ أَهْلُ الَّذِينَ سَعِدُوا وَ أَفْنَى الْجَحِيمِ۔ شفی دوزخ میں ہوں

گئے۔ اور سعید جنت میں۔

(رح) جَاهِدُوا الْكُفَّارَ وَ الْمُنَافِقِينَ وَ اعْلَظْ عَلَيْهِمْ۔ یعنی کفار اور منافقین سے جہاد کرو

اور ان پر سختی کرو۔ اے سعید۔ منافق وہ جو دین کو دنیا پر فدا کرتا ہے۔ منافق معصیت کرتا

ہے۔ اور بہتسا ہے۔ اور منافق اس کو بھی کہتے ہیں کہ ایک بات دوسرے کیسے کہے۔ کہیں تیرا خیر

خواہ ہوں۔ اور ہو نہیں۔ چاہے کہ جب کسی سے ایک بات سنے خاموش ہو جائے۔ جو لوگ

علائہ شریعہ شریف کے برخلاف چلتے ہیں۔ منافق سے بھی بدتر ہیں۔ کیا وہ دوزخ سے نہیں

ڈرتے۔ اور منافق سب سے امیدوار بہتسا ہے۔ اور خدا اسے مایوس۔ اور بہتسا ہے کہ کثرت

واسطے کھانے اور پینے کے ہے۔ سعدی نے کہا ہے کہ خود دن برائے زلیتن و ذکر

کردن است۔ نہ تو معتقد کہ زلیتن از بہر خوردن است۔ نہ ضرورتاً علی التیاق سرگشتی کہتے

ہیں اور بر نفائق کے۔

اُسے سعید۔ جو کوئی کسی کے مقدمہ میں و دونوں طرف باتیں ملاحظہ و دونوں فریق کو عقد میں لگا

وہ منافق سے بھی بدتر ہے۔ بعض آدمی گواہوں کو توڑ لیتے ہیں۔ اور جو گواہ ہو کہ فریق ثانی سے ملکر کسی کا مقدمہ بگاڑے گا۔ اسکو منافقوں کا عذاب ہوگا۔

شب معراج میں آنحضرت نے ایک گروہ کو دیکھا۔ اٹے ہوا میں لٹکے ہوئے۔ اور فرشتے بد شکل آگ کے گزروں سے انکو مار رہے ہیں۔ آپ نے پوچھا۔ حضرت جبریل علیہ السلام سے

انہوں نے کہا کہ یہ منافق ہیں۔ خواجہ حضرت حسن بصری نے کہا ہے۔ اگر تجھے یقیناً معلوم ہو کہ تجھ میں نفاق نہیں۔ تو مجھے دولت دینا سے یہ بات عزیز ہوگی۔ اور حسن بصری نے کہا

ہے کہ جب آدمی کا ظاہر ایک اور باطن دوسرا اور دل و زبان مختلف ہوں یہی نفاق کی علامت ہے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین چیزیں ہیں جس کسی میں ایک ان

میں سے پائی جاوے وہ منافق ہے۔ اگرچہ ہنا نپڑ ہے اور روضہ رکھے۔ ایک یہ کہ جھوٹ بات کہتا ہو۔ دوسرے یہ کہ وعدہ خلافی کرتا ہو۔ تیسرے یہ کہ امانت میں خیانت کرتا ہو۔ اور جو کوئی۔

شخص اپنے واسطے خفا ہو۔ اور خدا کے واسطے خاموش اس ہی کو نفاق کہتے ہیں۔ آنحضرت کے وقت میں جو نفاق کرتے گئے وہ اندھے ہوئے۔ اور کوئی کوڑھی۔ اور کسی کے پیپ پڑی۔

بعضے حضرت کی وقت میں منافق تھے۔ اور دل سے یہود سے ملنے تھے۔ اور بعضے یہود تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے جاتے رہتے تھے جبکی نسبت قرآن شریف میں وارد

ہے۔ کہ یہ لوگ جاسوسی کے لئے آتے ہیں۔ کہ تہار سے دین میں سے کچھ عیب چیکر لجاویں۔ اپنے سرداروں کے پاس جو یہاں نہیں آتے۔ اور فی الحقیقت دین میں عیب کہاں ہے۔ بات کو غلط

تقریر کر کے ہنر کو عیب کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت کو آگاہی دی۔ پھر انکی عورتیں اسنے الگ ہو گئیں اور حضرت اور سلمان ان سے کلام نہیں کرتے تھے۔ پھر انہوں نے اپنے جرم کا

اقرار کیا۔ اور انکو اب دین کو بچاؤس و ن و عییل میں رکھا۔ اور جب انکے دل خوب پشیمان ہوئے تب معافی کی آیتیں نازل ہوئیں۔ اور انکی خطا معاف ہوئی۔

نقل ہے۔ کہ کوئی شخص غلام فروخت کرتا تھا۔ اور یہ کہتا تھا کہ اس میں کوئی عیب نہیں مگر حق نفاق ہے اور فقہ انگریزوں۔ ایک شخص بیوقوف شامت کا مارا خریدا۔ اور کہا کہ کیا مضائقہ ہے

اور اسکو خرید کر اپنے گھر لے گیا۔ وہ رہتا رہا۔ ایک روز غلام مالک کی عورت سے بولا کہ تیرا شوہر تمکو نہیں چاہتا۔ وہ کنیز مول لینے کو کہہ رہا ہے۔ اور اگر تو اسنے خاوند کے دائرہ ہی گئے

بال استر سے صاف کر کے مجھے لاوے۔ تو میں ایک منتر پڑھوں گا۔ کہ وہ تیرا مطیع ہو جائیگا اور خاوند سے کہا کہ تیری عورت نے ایک مرد سے تعلق پیدا کیا ہے۔ وہ مجھے موقع پا کر مار ڈالے گی۔ مرد نے مکر سے یہ ظاہر کیا کہ سودا ہا ہے۔ اور ناکس عورت نے سوتا جا کر اپنے خاوند

دائرہ ہی کے بال موٹے سے شروع کیے۔ مرنے فوراً آگیا بچھا نہ سوجھا۔ اور حال جستجو نہ کی اور
 عورت کو طیش میں آکر مار ڈالا۔ عورت کے درٹانے اور شیخ نے سوچنی اور معاملہ کی تحقیق نہ کی اور
 اس مرد کو مار ڈالا غرض یہ کہ یہ ایسا فعل بد ہے۔ کہ اس سے جو چہ نہ ہو جو اسے کم ہے۔ یہ ایسی
 بری عادت ہے۔ منافقوں کی مثال ایسی ہے۔ جیسے شیطان کہ پہلے تو انسان سے یہ کہتا ہے کہ تو
 کافر ہو جا۔ اور جب وہ کافر ہو جاتا ہے۔ تو یہ کہہ دیتا ہے۔ کہ میں تجھ سے الگ ہوں۔ اور میں خدا
 ڈرتا ہوں۔ **وَإِذَا قَالُوا هَذَا إِلَى الْفَلُولِ قَالُوا لَمْ نَكُنْ لَكَ بَلَدًا**۔ یعنی بے رغبتی اور بد دلی کے
 ساتھ ہمنامیوں سے ہوتے ہیں۔ اگرچہ ظاہر حرکات و سکنات میں مومن و منافق کی نماز روزہ اور
 حج و زکوٰۃ یکساں معلوم ہوتی ہیں۔ مگر باطن میں فرق عظیم ہے۔ مومن خالص نیت سے عبادتوں کو
 میں جانتا زہمی کرتا ہے۔ اس لئے میدان حشر میں بلطراط سے اتر جائیگا۔ اور منافق دوزخ میں
 جائیگا۔ کیونکہ منافق مومن کے ساتھ جنگ و عداوت کی نیت سے نماز میں شریک ہوتا ہے۔ تاکہ
 ہر کام کا مسلمانوں میں فساد اور لڑائی عبادتوں میں خلل ڈالے۔ یا نماز کی حرکات و سکنات کو
 متعلق کوئی عیب نکالے۔ منی اڑائے۔ یا اہل اسلام میں لڑائی کر دے۔ **فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُّوا فُضِّ
 التَّارِدَ أَمَّا الَّذِينَ سَعِدُوا فُضِّ الْجَنَّةِ**۔ یعنی دوزخ میں ہونگے (منافق) اور سعید جنت میں
 حکایت۔ روایت ہے کہ زید بن حارثہ ایک منافق کے ہمراہ مکہ سے طرف طائف کے گئے پس
 جسوقت پہنچ ایک جنگل میں منافق نے کہا یہاں آ اور آرام کر۔ پس دونوں اس جنگل میں داخل ہوئے
 اور سو گئے۔ پھر منافق نے اٹھا انکو خوب مضبوط باندھ لیا۔ اور اس بات کا ارادہ کیا کہ انکو مار ڈالوں
 زید بن حارثہ نے کہا کہ کس واسطے جھگڑتا رہا ہے۔ تو اس منافق نے کہا کہ محمد کو ورسٹ رکھتا ہوں
 میں جھگڑا اور اسکو دشمن رکھتا ہوں۔ پس کہا زید بن حارثہ نے۔ اسے چھوڑ دے کو پہنچ میری پھر
 منافق سے ایک وار غیب سے سنی۔ کہ ہلاکت ہو تجھکو۔ مت قتل کر اسکو۔ وہ منافق جو گھٹنا ہوا اور
 ویجا تو وہاں کوئی نہ تھا۔ پس دوبارہ ارادہ ان کے مارنے کا کیا۔ پھر ایک آواز غیب سے سنی
 کہ کوئی کہتا ہے۔ مت قتل کر اسکو۔ پھر دیکھا کہ اس جنگل کوئی موجود نہ تھا۔ پس تیسری بار ارادہ کیا
 پھر اس سے بھی نزدیک کی آواز سنی کہ کوئی کہتا ہے۔ مت قتل کر اسکو۔ اور ناگاہ ایک ستار
 ظاہر ہوا کہ اس کے پاس ایک نیزہ ہے۔ پس اس سوار نے ایک ضرب سے ماری کہ مر گیا۔ اور
 زید بن حارثہ کو کھول دیا۔ اور کہا کہ مجھ کو نہیں پہچانا۔ میں جبریل ہوں۔ جسوقت دعا کی تو نے میں
 ساتویں آسمان پر تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پہنچ تو پاس میرے بندے کے۔ اور دیکھا
 و ندیم میں آسمان پہلے پر تھا۔ اور تیسری دفعہ میں منافق کے پاس پہنچ گیا۔
 قرآن شریف میں تیرہ آیتیں منافق کے لئے آئی ہیں۔ سورہ بقرہ میں شروع میں ہیں۔

ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ لَکھُم عَذَابٌ أَلِيمٌ کا فواید کثرت سے لینے ان کے لئے عذاب ہے ورنہ دینے والا بسبب اس کے کہ جھوٹ کہتے ہیں۔ اس واسطے قرآن مجید کی تکذیب کرتے تھے۔ بغیر دلیل کے۔ بلکہ باوجہ ظاہر ہونے والیوں صدق اس کے اور اعجاز اس کے کے انکار سے دست بردار نہیں ہوتے ہیں۔ اور اس نے کو میں متغی ظاہر کرتے ہیں۔ اور حال یہ کہ زبانی خروج کے سوا کچھ اثر نہیں رکھتے۔ اور لفاظ کی کمی نہیں ہیں۔ اعلیٰ اور کامل ہے۔ ایمان اپنا ظاہر کرے۔ اور باطن میں منکب ہو۔ اور وہ کہ ظاہر میں بھی متروک دونوں طرف کفر کی جانب بھی ہو۔ اور دونوں میں اس کا وقار نہ ہو۔ اور وہ کہ ظاہر تو مسلمان ہو اور کثرت گناہوں سے اور زیارتی برائیوں سے اور محبت دنیا سے اور جمع ہونے اخلاقی مذمومہ کے ایمان اس کا چھپ چکا اور آخرت کے نقصان کو دنیا کے نقصان سے برا نہ جانتا ہو۔ ایسے کا ایمان ہونا نہ ہو نا برا ہے

مراقب اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا۔ بیشک اللہ ہے ہر چیز کا نگہبان اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اَلَا حَسْبُكَ اَنْ تُكْفِرَ اللّٰهَ كَانَتْ تَرَاہُ فَاِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاہُ فَاتَّهَ بِرَاٰتِہٖ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ دَلٰیجِ عَمْرَاۃ دُوْر قَلْبِیْ یٰ دُوْر مَحْرَمِیْ اَیَا اللّٰهَ یَا اللّٰهَ یَا اللّٰهَ۔ میں باریا سات بار تکرار کرے۔ اور گیارہ بار استغفار اور گیارہ بار دوشادین پڑھ کر چار زانو بیٹھے۔ اور اپنے پاؤں کے انگوٹھے سے۔ اور جو انگلی اسکے پاس ہے اس سے رگ کیاس کو کہ بائیں زانو کے اندر ہے حکم پڑے اور کر سید ہی رہے۔ پھر و محبتی سے نہایت تعظیم سے خوش الحانی سے ذکر شروع کرے بعد ازاں اللہ من الشیطان الرجیم کے باخلاص تمام تین بار کلمہ طیبہ اور ایک بار کلمہ شہادت پڑھ کر سر کو قلب کی طرف کہ زیر پستان چپ بافصلہ دو انگشت کے واقع ہے جھکا کر کلمہ لا کو قوت اور سختی سے دل کے اندر سے پیچھے اور آگ کے واسطے موند ہے پھر لجا کر سر کو پشت کی جانب مائل کر کے تصور کرے۔ کہ خیر اللہ دلیں سے نکال کر پشت کے پیچھے ڈال دیا۔ اور دم کو چھوڑ کر لفظ لا الہ الا اللہ کو زور و سختی سے دل پر ضرب مارے اور تصور کرتے ہو عشق اور نور الہی نمودار میں داخل کیا۔ اسی طرح اس لفظی و اثبات کو فکر اور ملاحظہ اور واسطے کے ساتھ دو سو بار کہے اور اس ذکر میں نوبار لا الہ الا اللہ اور وسوسین بار محمد رسول اللہ کہے۔ بعد اسکے بطور سابق تین بار کلمہ طیبہ اور ایک بار کلمہ شہادت کہے۔ لیکن مبتدی کلمہ لا الہ الا اللہ محبوبہ اور متوسطہ و اور منہتی لاموجود ملاحظہ کرے۔ اسکے بعد لمحہ و لمحہ مراقب ہو کے تصور کرے کہ فیضانِ آہی عشق سے میرے سینہ میں آتا ہے۔ اور یہ دور تہجد کی نماز کے بعد کرے۔ تو نیا دہ بہتر ہے۔ پھر دو زانو بیٹھے۔ اور کر سید ہی کرے اور سر کو داہنی

موند ہے پر لیجا کر لفظ لا الہ کو زور اور سختی سے دل پر ضرب کرے اور اسکو چار سو بار وادوم کرے پھر بطور سابق تین بار کلمہ طیبہ اور ایک بار کلمہ شہادت کہے۔ اور لمحہ و لمحہ مراقبہ رہے۔ پھر وکرایم ذات اللہ اللہ کرے۔ اس طرح سے کہ دل حرف ہائے لفظ اللہ کو پیش اور دوسرے ہائے لفظ کو ساکن کرے۔ یعنی جزم دے۔ اور آنکھیں بند کرے۔ اور سر کو دھتے موندھے پر لا کر لفظ مبارک اللہ اللہ کی دونوں ضرب چہرہ اور قوت سے دل پر مارے۔ اس ذکر اِکرام ذات ووضو فی کوچہ سو بار وادوم کرے۔ دسویں گیارہویں بار اللہ حاضر فی۔ اللہ ناظر فی۔ اللہ معی مع ملاحظہ مضمون کے کہتا رہے تاکہ کیفیت اور لذت ذکر کی۔ اور دفعہ غفلت و خواب حاصل ہو۔ بعد اسکے بطور سابق تین بار کلمہ طیبہ اور ایک بار کلمہ شہادت کہے۔ پھر ایک ضرب فی۔ اسی طرح سر کو دھتے موندھے کی طرف کم کر کے لفظ مبارک اللہ کو دل پر سو بار وادوم ضرب کرے۔ بعد کلمہ طیبہ تین بار۔ اور کلمہ شہادت ایک بار۔ باکرو ورو وشریف اور استغفار گیارہ گیارہ بار پڑھتے و غامنگے۔ اور مناجات کرے۔

نفی اور اثبات کو جس و م کرتے ہیں۔ یہ کہ آنکھیں بند کر کے زبان کو تالو سے لگائے۔ اول م کو نمان ست پھینچ کر دل میں قرار دے۔ پھر اسی طرح کلمہ لا الہ کو۔ دل سے نکال کر اور دھتے موندھے پر لے جا کر لا الہ کی ضرب دل پر مارے۔ اس طرح اول روز و دوم ہر دم میں تین تین بار مشغول ہو۔ پھر ہر روز ورجہ ورجہ ایک بار زبیا وہ کرتا رہے۔ تا حرات باطن پیدا ہو کر تمام بدن میں سرایت کرے۔ اور خطرہ دفع ہو کر ذکر تمام اعضا میں جاری ہو۔ اور محبت اور عشق الہی ظہور کرے۔ اور یہ شغل بہت کھا کر نہ کرے۔ کیونکہ معدہ پر ہو گا تو الکساہٹ ہوگی۔ اور کالی ہوگی۔ اور ذکر سرایت نہ کرے گا۔ اور زیادہ بھوکا ہو کر نہ گئے تو جسم لاغر ہو جائیگا۔ اور تالو سے زبان لگا کر ہر وقت تصور کلمہ کا کیا کرے۔ تا پختہ ہو کر بے تکلف جاری ہو جاوے۔ اور پورا بھی کلمہ کہتا رہا کرے۔ اور ہر وقت لو اس سے لگائے رہے۔ اور چلنے کو وہ مجھے دیکھ رہا ہے اگرچہ میں سبب آؤ دوگی کے اسکو دیکھ نہیں سکتا :

حکایت۔ نقل ہے کہ کسی پیر کا ایک مرید تھا۔ دوسرے مریدوں کی نسبت پر زیادہ اسکے چہرہ تھا۔ دوسرے مریدوں کو اس بات سے غیرت آئی۔ تب امتحان کی خاطر مرشد نے ایک ایک پرندہ ہر ایک کو دے کے کہا۔ کہ ایسی جگہ میں کہ جہاں نہ دیکھیں انکو ذبح کر دو۔ ہر ایک مرید نے خالی جگہ میں جا کر ذبح کیا۔ اور وہ لائق مرید اس پرندہ کو زندہ لاس کے کہنے لگا۔ مجھے ایسی جگہ نہ ملی جہاں کوئی ناظر نہ ہو حق تعالیٰ ہر کہیں دیکھتا ہے۔ تب پیر دوسرے مریدوں سے بولا کہ اسے یا ر و تم دیکھو کہ یہ کس منصب کا شخص ہے مدام مشاہدے میں رہا کر دوسروں کی طرف التفات نہیں کرتا حکایت۔ شبلی علیہ الرحمۃ لکھا۔ نور سی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے۔ اور انکو مراقبہ میں دیکھا۔

اور وہ دو سفید و سیاہ جالور جو درخت کو قطع کر رہے ہیں وہ رات دن ہے جتنے گزرتے سے ہر ایک شخص کی عمر کا درخت فنا ہو جاتا ہے۔ اور وہ آڑ دھا جو ہر وقت منہ کھولے بیٹھا ہے کہ کب کوئی مرے اور میں اسکا لقمہ کروں۔ وہ قبر ہے۔

حکایت۔ ایک شخص اپنے صغیر بچہ کو بدھ کی رات کو دیکھتا ہے۔ کہ وہ ہائے ہائے کرتا ہے اور سوتا نہیں۔ باپ نے بچہ سے پوچھا۔ کیا آج تیرے کہیں درد ہے جو تو نہیں سوتا بچہ نے کہا میرے کہیں درد تو نہیں۔ مگر مجھے یہ غم ہے۔ کہ کل جمعرات کا دن ہے کل مجھ سے میرے استاد ڈاکٹر کا پڑھا ہوا سبق سنیں گے۔ پھر دیکھنے میں یاد دہانا ہوں یا بھولا۔ اگر بھول گیا تو پھر دیکھنے میں کس قدر پشیمان ہوں۔ اس سے مجھے غم نہیں آتی۔ باپ نے بچہ سے یہ بات سنا کر کہا۔ کہ ہائے محض بچہ اپنے استاد کے پٹنے سے اتنا ڈرتا۔ اور روتا اور رات بھر جاگتا ہے۔ مگر ہم نالائق مولہ کے سامنے جانے خدا کی حضورِ اقدسؐ سے کچھ نہیں ڈرتے۔ برابر موت سے غافل ہو کر پڑے سوتے ہیں۔ ایک بچہ کی ایک ہفتہ کی پڑھائی سات دن کے پڑھے ہوئے کی پڑتال سے ممکن ہے۔ مگر ہم ساری عمر کی پڑتال سے اور پڑتال بھی خدائے تمہارے دیکھ کر کے سامنے قیامت کے میدان سے کچھ نہیں ڈرتے۔ اسے سید ہم ایسے سوتے ہیں کہ صبح کی نماز کو بھی نہیں اٹھتے۔

نقل ہے۔ ایامِ مرض میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاج کے لئے ایک طبیب لگے بلا کر دکھایا۔ طبیب نے بہت عرصے آپ کو دیکھ کر کہا۔ کہ مریض کسی کھانسی میں۔ اور انکا محبوب ان سے جدا ہے اس کے غم میں یہ بیمار بچے ہیں۔ انکا علاج ویداریا کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ جہاننگاہ ہو سکے جلد ہی انکے محبوب کو انہیں دکھا دو۔ ورنہ بہت جلدی مر جائیں گے۔ لوگ یہ بات سنا کر روئے۔ انہوں نے کہا جی جی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جہان سے تشوین لے گئے۔ آنحضرت کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا تھا کہ خواہ آپ دنیا میں رہیں یا اللہ کے پاس جائیں مگر آپ نے وصالی مولیٰ کو پسند فرمایا۔

نقل ہے۔ کہ ایک دن حضرت علیؑ نے خطبہ فرمایا۔ میں یہ بھی فرمایا۔ کہ لوگو! آج رات کو میں نے۔ جناب رسول اللہ کو خواب میں دیکھا۔ اور یہ عرض کیا۔ کہ آپ کی امت سے سخت تکلیف پہنچی ہے۔ یہ سنا کر فرمایا کہ اچھا اس وقت جو کچھ دعا مانگو گے قبول ہوگی۔ کہا کہ الہی مجھے تو ان لوگوں سے بہتر لوگ دیدے اور انکو مجھ سے بدتر عالم صبح کو یہ خواب بیان کیا۔ دوسرے دن حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ نے حسب عادت اندھیرے سے صبح کی نماز کو شروع کیا۔ چلے۔ راستہ میں یعنی مسجد و مکان کے درمیان میں ابنِ طلحہ اپنی زہر بھری تلوار کیلئے بیٹھ گیا۔ جس وقت حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ ابنِ طلحہ کے قریب آئے فوراً ابنِ طلحہ نے اس کے اٹھنا آپ کے تلوار مانگی اور آپ نے تلوار کا شدید زخم کھا کر ایک نعرہ مارا اور فرمایا۔ لوگو! خدا کی قسم میں اپنی مروہ کو پہنچا۔ اسے مولا وہ کیسے لوگ تھے جتنے نزدیک تیری راہ میں جان

دنیا اعلیٰ درجہ کی مراد کو پہنچا تھا۔ یہ مرجانا زندہ ہونا سمجھتے تھے۔ اور بڑے نابھار سے وہ لوگ جو غور و نظر کی ناپاک جگہ دیکھنے کے لئے بزرگوں کو قتل کر کے خوش ہوتے تھے۔ اسے اللہ تیری وہ قدرت ہے تو نے، انہیں سے کافروں و سید المرسلین سے سید الانبیاء کو ایک ہی جگہ پالا۔ ایک کو آفتاب بنایا دوسرے کو جنم کا کوئلہ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ میرے قاتل کی خاطر داری کرو۔ جیسے ہمیں کی مدارشہ کرتے ہیں۔ غرض کہ آپکا وصال ہو گیا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

نقل ہے۔ کہ ایک روز داؤد علیہ السلام جلد جلد جا رہے تھے۔ کسی نے پوچھا کہ آج اتنی جلدی کیوں جاتے ہو۔ بولے کہ ایک لشکر شہر کے باہر میرا منتظر ہے۔ جتنا کہ میں نہ جاؤں گا۔ وہ نہ انھیں گے اسنے کہا کہ تم کو کوئی نظر نہیں پڑتا۔ کیا تم دیوانے ہو۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں گورستان کے دروازے کو کہتا ہوں۔ اور اسے مسجد جو خدا کی بھیجی ہوئی مصیبت کو نعمت سمجھتا ہے۔ تو اللہ نے اس پر جانگزی موت کو آسان کر دے گا۔

حکایت۔ ایک دن حضرت دانیال علیہ السلام جنگل میں پیچھے جاتے تھے۔ آپ کو ایک گنبد نظر آیا۔ اور آواز آئی۔ اے دانیال اوہر آؤ۔ حضرت دانیال اس گنبد کے پاس گئے۔ مگر کس مقبرہ کا گنبد ہے۔ جب آپ مقبرے کے اندر تشریف لے گئے۔ تو ایک لہنی چوڑی تلوار مردہ کے پسو میں رکھی دیکھی۔ اور یہ عبارت اسپر بھی دیکھی۔ کہ میں قوم عاد سے ایک بادشاہ ہوں۔ خدا نے تیرے رسول کی عمر عطا فرمائی بارہ ہزار میں نے شادیاں کی آٹھ ہزار بیٹے ہوئے۔ بت تعدا بیٹے خزانے عطا کیے گئے اس قدر نعمتیں دیکھی میرے نفس نے خدا کا شکر کیا۔ اٹھا کفر کرنا شروع کیا۔ اور خدائی وعوی کر نے لگا۔ خدا نے ایک پیغمبر کو میری ہدایت کے لئے بھیجا۔ ہر چند انہوں نے سمجھایا۔ مگر میں نے کچھ نہ سنا۔ انجام کار وہ پیغمبر مجھے بڑا عاویہ کر چلے گئے۔ حق تعالیٰ نے مجھ پر اود میرے ملک پر قہر مسلط کیا جب میرے ملک میں کچھ پیدا نہ ہوا۔ تب میں نے دوسرے ملک میں حکم بھیجا۔ کہ ہر ایک تم کا غلہ اود سیدہ میرے ملک میں بھیجا دے۔ بموجب میرے حکم ہر ایک تم کا غلہ میرے ملک میں آئے لیگا۔ جو قوت وہ مہوہ یا قدیرے شہر کی حد میں داخل ہوتا تو فرد امشی بن جانا۔ اود وہ ساری محنت بیکار بجاتی۔ اور وہ کوئی مجھے نصیب ہوتا اس طرح سات دن گذر گئے۔ میرے قلعہ سے سارے حملی مرالی۔ بیویاں بچے سب بھاگ گئے۔ میں ہی تنہا قلعہ میں رہ گیا۔ سو اسے قلعہ کے میری کوئی غذا نہ تھی۔ ایک دن میں نہایت مجبور تھا۔ قلعہ کی تکلیف میں قلعہ کے دروازہ پر آیا۔ وہاں ایک شخص آیا جس کے ہاتھ میں کچھ غلہ کے دانے تھے۔ جنکو وہ کھاتا جاتا تھا۔ میں نے کہا۔ کہ ایک بڑا برتن بھرا ہوا موتیوں کا مجھ سے لے لے۔ اور یہ دانے آناج کے بجائے دوسرے۔ خدا اس نے نہ سنا۔ اور جلدی تہ ان دانوں کو کھا کر میرے شکر سے چلا گیا۔ انجام یہ ہوا۔ کہ اس قلعہ کی تباہی سے مر گیا۔ یہ میری سدا گشت ہے۔ جو شخص میرا حال نے

وہ کبھی دنیا کے قریب میں نہ آوے۔

اسے سیدہ جاکے غور ہے۔ کثیرہ سو سال کی عمر۔ تیرہ سو سال کی بادشاہت بادشاہت ہزار بیجا
آہ ہزار بیٹے بیٹیاں ترخانے کچھ بھی کام نہ آئے۔ اوکس پر تہ پر دنیا میں دل لگائے۔ اور موت سے غافل
رہے۔ اسے سیدہ دنیا کے وہو کے ہیں اگر خدا کی یاد سے غافل نہ ہو۔ موت کسی کو نہ چھوڑے گی۔ امیر ہو یا غریب
گدا ہو یا بادشاہ۔ فاسق ہو یا خدا۔ اسے سیدہ موت ایلو سے زیادہ قہر ضرور ہے۔ ویدار دہلی بغیر
موت کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ حکایت کہو اللہ باریں لہا ہو ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شام کے
جنگل میں ایک سہرہ بوسیدہ کی ہڈی ملی جناب باری میں التماس کی۔ اسکو زندہ کر مجھ سے باتیں کرے
تب عیسیٰ کو حکم ہوا کہ کلام کو جواب دے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ مرو تھا یا عورت۔ سخی تھا یا خلیل۔ اور تیرا
نام کیا تھا۔ سہرہ بوسیدہ نے کہا۔ میں مرو تھا بادشاہ سخی میرا نام حجاجہ شاہ اور کئی بادشاہ میرے زیر
فرمان تھے۔ اور ہر روز ہزار فقیر محتاجوں میں ہزار دینار دیتا۔ اور ہر روز چھوٹو لکھنؤ لکھنا کھانا۔ اور ہر روز
تنگو لکھو کپڑا پہناتا۔ مگر خداوند عزوجل کو نہ جانتا تھا۔ بت پرستی کرتا تھا۔ چھتیس سہرہ بوسیدہ کے
پوچھا۔ تیرے مرینو آج کتنا عرصہ ہوا اوکس حال میں تو ہوا۔ ملک الموت کی شکل۔ اور ہیبت تو نے کبھی
وہ کیسی تھی یا نہ کہو۔ کہا جھکو آج جھکو مرے سو برس ہوئے۔ یکایک بیان ہوا۔ ہزار طبیب میرے ٹوکے تھے
کسی کی دوائے فائدہ نہ کیا۔ بہوشی ہو گئی۔ اور اس حالت سکوت میں۔ میں نے ایک آواز سنی کہ
روح حجاجہ کی قبض کر کے دوزخ میں لے جاؤ۔ پھر ایک لمحہ کے بعد ملک الموت ہیبت کل سہنا لے گیا کہ سہ
اس کا آسمان پر ابد باؤں تخت انشری میں میرے سامنے آکھڑ ہوا۔ اور کئی منہ اسکے تھے۔ میں نے
دیکھا اور مارے ڈر کے اس سے بہت زاری کی۔ نہ سنا۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا۔ کہ سکوت تم پر
کیسی گذری تھی۔ اسنے کہا۔ میں نے حضرت عزرائیل کو دیکھا۔ کئی فرشتے اسنے ساتھ ہیں۔ کسی کے
ہاتھ میں چھری اور تلوار اور کسی کے ہاتھ میں شعلہ آتش لے کر آئے۔ اور میرے بدن پر ڈال دیے۔
جھکو ایسا معلوم ہوا کہ آہن زیادہ تر آتش نہو گی۔ کہ وہ اس میں سے زمین پر گرے تو ساری زمین کو جھلا کر
خاک کر دے۔ تمام بدن کا رنگ وریشہ پڑ کر جان تن سے پھینٹنے لگی۔ میں نے ان سے کہا
اسے فرشتوں جھکو چھوڑ دو اور میری جان کے بدلے۔ میری سب دولت لیلو۔ ایک ٹانچہ میرے مارا
اور کہا۔ حق تعالیٰ بعض گناہ کا فروں سے مال لیتا ہے۔ (دہنیں لیتا) میں نے کہا۔ مجھے چھوڑ
وو۔ فرزند خدا کی راہ میں قربان کرونگا۔ کہا خدا اتنے رشوت نہیں لیتا۔ اسے پیغمبر خدا جانا
نکلتے ہیں مجھ پر ایسی تکلیف گذری۔ کہ مجھ پر ہزار شمشیر مارین۔ جان میری قبض کر کے لے گئے
بعد اسکے مجھ کو دفن پہنا کہ قبرستان میں لے گئی اور تنگ گھر جو دنیا میں میرے ساتھ تھے آئے۔
جہر سے کہنے لگے۔ کہ جو تم نے دنیا میں برا بھلا نیکی بدی کی تھی۔ لکھو۔ اور مرا اس کا پتہ ہو۔

دوسرا کھو رہا کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام

لا چاری ناچار میں نے کفن کا کاغذ بنا کر۔ اعمالنا را اپنا بدست خود لکھا۔ فلاں روز فلاں گھڑی کا میں نے کیا تھا۔ جو کر کے بھولا تھا۔ وہ یاد آگیا۔ منکر نکیر بصورت زشت میرے پاس آئے۔ انکو دیکھ کر میرے ہوش جاتے رہتے میں نے ایسا کر کے دیکھا نہیں تھا۔ اُنکے آنے جاتے میں نے شگاف ہو جاتی تھی۔ اس ہدیت اور ہدیت سے مجھے قبر کے اندر بیٹھا گئے۔ دریافت کر کے دیکھ کر کہ من زبک۔ یعنی تیرا کون خدا ہے۔ میں نے کہا کہ تم خدا ہو۔ یہ سن کر ہی گزرا اپنی سے بھگوار نہ لگے۔ اور اسکی ہدیت اور دھوکے سے تحت اشری ہلکی۔ پھر پوچھا۔ کہ تیرا دین کونسا ہے۔ یہ سن کر میرے عقل و ہوش جاتے رہے۔ زبان بند ہو گئی۔ پھر دوبارہ پوچھا۔ اسے دو رنگ تیرا خدا کون ہے۔ میں نے کہا تم ہو۔ پھر انہوں نے ایک گزرا آتش مجھ پر مارا۔ میں اس سے تار تار ہوا۔ اور کہتا تھا کہ کاش پیدا نہ ہوتا۔ تو اچھا تھا۔ کہاں جانوں اور کس سے فریاد کروں۔ کوئی سنتا نہ تھا۔ (مگر خدا۔ الرحمن جو سیم ہے) اور ہزار برس کی بادشاہی۔ اور دنیا کی خوشی اس گور کے خدایا و سوال و جواب سے جیسے تلخ تھی۔ اور کہا خدا کا غضب اس پر موجود خدا کی نعمت پاوے۔ اور غیر کو پوسے۔ پھر بعد ایک خطبے کے مشرق و مغرب کی زمین آگے بھگو دیا۔ لگی۔ ایسا کہ تمام بدن کی پیدائش دہم و برہم کو ٹوٹنے لگیں۔ پھر زمین نے کہا کہ اے زمین خدا۔ تو میری پشت پر تھا۔ اور کھڑک رہا تھا۔ اب تو میرے پیٹ کے اندر آیا۔ اب تم خدا کی تجھ سے حق اللہ کا سمجھو گی۔ اور پھر دوفرشتے آئے سیاہ پوش چٹناک۔ ایسا کسی کو میں سے نہیں دیکھا۔ جہاں وہاں سے عرش کے نزدیک لے گئے۔ بجائے بھروسہ ہو اکیس خدا کی رحمت کی جگہ لیا۔ اتنے میں عرش کے کنارے سے ایک آواز آئی۔ کہ قشتی کو دوزخ میں بھیجا عرش کے پاس چار کرسیاں جو اہر کی ہیں۔ ایک ابراہیم خلیل اللہ دوسری موسیٰ کلیم اللہ۔ تیسری پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور چوتھی بر ایک مرد شہناک بیٹھا زنجیر اسکے پاس موجود ہے۔ نام اسکا مالک۔ جو میں جہکو اسکے پاس لے گئے۔ اس نے بھگو دیکھتے ہی ایک جھڑکی دی۔ میرے تمام بدن پر لرزہ آگیا۔ وہ بولا اس کجبت کو اس لوہے کی زنجیر سے باندھ کر رکھو۔ جہکو قید شدید میں رکھا۔ پھر میرے بدن سے کھال نکال کر سانپ بھگو کے منہ میں اور دوزخ کے اندر ڈال رکھا۔ اسے حضرت اگر اس زنجیر کا ایک حلقہ زمین پر آجائے تو تمام خلایق رو سے زمین ہلاک ہو جائے۔ اور میری زبان پر مہر کر دی۔ کچھ بات نہیں کر سکتا تھا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ اے جہاد آتش دوزخ کیسی تھی۔ وہ بیان کر۔ اس نے کہا۔ اسے پتھر خدا دوزخ کے دھات سات ہیں۔ ہادیہ۔ بیٹھ۔ سقر۔ جہنم۔ نفی۔ خطبہ۔ یہ رب کے پیچھے ہے۔ اے پتھر خدا۔ اگر آپ اہل دوزخ کو دیکھتے تو کہتے۔ اپنا خدا کا غضب ہے۔ کہ انکو پیچھے اور۔ دہانے بانیں۔ آگے پیچھے شعلہ آگ ہے اند بھگو کے پیاسے لوگ جل رہے ہیں۔

وہاں کھانا پینا اور سایہ نہیں ہمیشہ سوائے غم کے خوشی اور راحت ندر رہے۔ منہ انکا مانند سیاہ انگارے کے۔ اور ہمیشہ گریہ و زاری میں رہتے ہیں۔ اور توبہ وہاں قبول نہیں۔ اور ہر لحظہ آواز آتی ہے۔ اسے اہل دوزخ۔ تنہا اور طعام ہمیشہ آتش دوزخ ہے۔ تم ایندھن دوزخ کے ہو۔ جلتے ہو پھر سکو وہاں سے ایک درخت کے پاس دوزخ کے اندر لے گئے۔ اسکا نام شجر قوم ہے پس میں نے وہاں کھانیکو مانگا۔ وہ درخت جس کو ہندی میں سینڈھ اور تھور کہتے ہیں۔ اسے کھانے کو دیا۔ حلق بند ہو گیا۔ زوہ نیچے اترتا ہے نہ اوپر اٹتا ہے۔ مارے در و دوسو دیش کے میں چلا تا رہا کہ عجوبائی ملے۔ لقمہ حلق سے اترے۔ تب قدر بھر کے گرم پانی جہنم سے لا دیا۔ جب میں نے اس کو پیا۔ گوشت پوست ہڈی تک جھلکے خاک ہو گئی۔ زراں بعد ایک جھڑکی کی آواز آئی۔ ایسی کہ جملہ گوشت پوست ہڈی رگیں جسی بغیر ولسی ہو گئیں جسم ٹپک گیا۔ اور پھر پاؤں کے تنوے سے سرتک میرے آگ لگ گئی۔ جلتا رہا اور فریاد کرتا رہا۔ کہ اے قوم مجھ کوئی چیز پیسنے کو دو۔ کہ آتش دوزخ سے امان پاؤں۔ تنوے آگ دوزخ سے میرے جل رہے ہیں۔ پھر جھک بغلیں آتش لاکر ہنا دی۔ اور کہا کہ اے بد بخت۔ جزاعس کی چکتو۔ اب سوا عذاب کے اور کچھ نہیں ملے گا۔ کیوں دنیا میں مکمل بد کیا تھا۔ اور خدا کو نہیں مانا تھا۔ اور اسکے عذاب سے نہیں ڈرا تھا۔ اسے خالق سے شرم نہ کی۔ اور اسکی عبادت نہ کی۔ اور اسکی نعمت کا شکر بھی نہیں کیا لایا تھا۔ پس پش تغلیں سے میرا مغز کاں اور ناک سے نکل پڑا۔ اے روح اللہ میرے کھانے کی چیز سوا آگ اور دو دو تھوڑے کے اور کچھ نہ تھی۔ پھر وہاں سے جھکو ایک پہاڑ پر فرشتہ سے گیا۔ اس پہاڑ کا نام سکرات ہے۔ لمبا کی اسکی تیس ہزار برس کی راہ۔ اور اس میں ستر چار آتشی تھے۔ اور اس میں سانپ و بچھو تھے جب دانت نکالتے تو انکے دانت کی کٹ کٹا ہٹ کی آواز سو برس کی راہ تک جاتی تھی۔ جب کیو کا ٹٹا۔ تو وہ خاک ہو جاتا۔ اگر اسکے دانت کے زہر کا ایک قطرہ زمین پر گر جائے تو زمین جھکے راہ ہو جاوے۔ ہر روز زمین سو مرتبہ سکرات ہوتی ہے۔ پھر جھکو وہاں سے۔ ایک چشمہ میں لے جا کر ڈال دیا جہنم میں دوزخیوں کے پاس جا پہنچا۔ اور اس چشمہ کی لمبا تیس سو برس کی راہ تک جاتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا۔ اس چشمہ کا کیا نام ہے۔ کہا۔ اسکو غضبناک کہتے ہیں۔ وہ ہمیشہ غضبناک رہتا ہے۔ جب عیسیٰ علیہ السلام نے ثابہت روئے۔ اور ہوش آئے جاتے رہے۔ کہا۔ اس چشمہ کا کیا عذاب تیرا گذرا۔ بیان کرو۔ کہا جب میں نے پاؤں۔ اس چشمہ میں رکھا۔ ہفتاد اعضا جسم کے جل گئے۔ مالک دوزخ نے ایک جھڑکی دی۔ اس چشمہ میں گر پڑا۔ یا روح اللہ عذاب اس چشمہ کا۔ عذاب اکبر ہے۔ ایسا کہ ہڈیاں جھک کر خاک ہو گئیں۔ اور اول جو عذاب گذرا۔ وہ اصغر تھا۔ اگراں عذاب کی کیفیت سو برس بیان

کروں تو یہاں نہ ہو۔ پھر ننگو اسی چشمہ سے نکال کر ایک چاہ میں ڈال دیا۔ ایسا لمبا چاہ ہے۔ کہ اسکی ہزار برس کی راہ ہے۔ اسکو بیت الاخوان کہتے ہیں۔ پھر ننگو ایک تابوت میں رکھا۔ کہ طویل اسکا تین کوس کا ہے۔ اور جو شیطان سنہ ننگو دنیا کے اندر خدا کی راہ سے ٹھکرا کر گمراہ کیا تھا۔ اور غرور میں ڈالا تھا۔ پھر پر مٹو گیا۔ آج چار برس سے اس تابوت کے اندر ہوں۔ اسوقت ایک آواز آئی کہ حجہ کو آج دنیا میں برس رہا۔ عیسیٰ علیہ السلام کے والدہ۔ کیونکہ اس نے حجہ ثواب کا کام کیا تھا۔ دنیا میں بہت غلام اور نوکری آزاد کئے تھے۔ اور بھوکوں کو کھانا کھلایا۔ اور سیاسے کو پانی پلایا تھا۔ اور ننگو کو پڑا دیا تھا۔ اور غریب غریب پر مہربانی کی تھی۔ اور مسافروں کی خبر گیری کی تھی اور دوزخ میں لے لکھا ہے کہ حجہ کو عذاب آخرت سے رہا کر کے دنیا میں بھیج دوں گا۔ یہ کہنا سنئے۔

مشنا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے حجہ سے پوچھا۔ تم کس قوم سے ہو۔ وہ بولائیں قوم الیاس نبی کی ہوں۔ تب عیسیٰ نے فرمایا۔ تم نہ سے کیا جاتے ہو۔ اور خدا سے کیا پھرتے ہو۔ ہجہ نے کہا یا نبی اللہ تم کو خدا کی قسم حجہ یہ بچارہ گناہ گار کے لئے آب دعا کریں۔ ننگو اللہ اس عذاب سے نجات بخشے۔ زندہ کر کے پھر دنیا میں بھیج دے۔ میں اسکی بندگی کر دوں گا۔ اور اسی سے مدد مانگوں تب عیسیٰ علیہ السلام نے اسکے حق میں اللہ سے دعا مانگی۔ خدا ایا تو پیشل بے مانند سب دشمنوں کا با و شاہ ہے۔ اور تو سب کا پیدا کنندہ اور مارنے والا سب کی فریاد سننے والا ہے۔ میری دعا قبول کر کے اس بچارہ حجہ کو زندہ کرنا کہ دنیا میں تیری عبادت کرے۔ اور حق عبودیت تیرا بجا لاوے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ اے عیسیٰ میں نے روز ازل میں لکھا ہے کہ تیری دعا سے حجہ کو زندہ کر کے پھر دنیا میں بھیج دوں گا۔ اسکی توبہ قبول کر دوں گا۔ عذاب سے خلاصی دوں گا۔ کہ دنیا میں وہ سخی اور دوستدار فقیر و مسکین کا تھا۔ پس عیسیٰ علیہ السلام نے یہ کلام شکر شکر خدا اور کیا۔ اور خوش ہو کر حجہ کی ہڈیوں پر کیا۔ اسے ہڈیوں گوشت پوست پر لگندہ ہوئے۔ ہوئے خدا کے حکم سے جمع ہوئے۔ تب خدا کے حکم سے اسوقت جتنی ہڈیاں اور گوشت پوست حجہ کے تھیں۔ ہیئت اعلیٰ جسم مرکب بن گیا۔ اور زندہ ہو کر یہ کہہ گیا۔ اشہد اللہ لا الہ الا اللہ و اشہد ان عیسیٰ رسول اللہ۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ خدا واحد ہے۔ اور عیسیٰ رسول اللہ برحق ہیں۔ اور بہشت اور دوزخ اور بعث و نشو و نما ہے۔ پھر حجہ نے دنیا میں انہی بار زندگی کی۔ اور خدا کی عبادت میں بسر گرم رہے تو دنیا کا کام نہیں کرتے۔ آخر حجہ کو مسلمان پروردگار شریعت موت کا پیا اور خدا نے کہیم و رحیم نے فضل و کرم سے گناہ اسکا عفو کر کے جنت عطا فرمائی۔

(یہ وہ جن جنہوں نے جنت اور دوزخ دونوں کا مشاہدہ کیا) انہ غفور و رحیم۔ فقط مشکوۃ شریف میں لکھا ہے۔ کہ جو وقت بندہ مومن با ایمان مقرر ہے۔ فرشتے رحمت کے۔

نازلی ہوتے ہیں۔ کفن اور خوشبو جنت سے لاتے ہیں اور اسکے سامنے بیٹھتے ہیں۔ بعد اس کے۔ ملک موت سامنے آکر بیٹھتا ہے۔ اور کہتا ہے نفس پاک نکل اور صل طرف رحمت خدا لاتے ہیں کہیں روح جسم سے نکلتی ہے۔ پھر اس روح کو آسمان پر لے جاتے ہیں۔ پھر فرشتے کہتے ہیں کہ یہ کس کی روح ہے۔ کہ تمام آسمان معطر ہو گیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ میت کو قبر میں اتار دیتے ہیں۔ قبر کھدائی ہے تیرا بھدا ہو چکے بھول گیا تھا۔ میں اندھیری جگہ اور تہائی کا مکان ہوں اگر مردہ نیکی کرنے والا ہو تو۔ کوئی اسکی طرف سے جو ابدیتا ہے۔ اسے قبر تو کیا کہتی ہے۔ یہ شخص صلح تھا۔ جو کوئی کام کرنے کا تھا۔ اور جو نہیں کرنے کا تھا۔ قبر کہتی ہے۔ ایسا تھا تو میں گلشن ہو جاؤنگی تب اسکا مکان نور ہو جاتا ہے۔ پہلے سے جو مر گئے ہیں کہتے ہیں۔ تو ہم سے کیوں عبرت نہیں لی۔ کہ ہمارے اعمال موقوف ہو گئے۔ اور تو نے مہلت پائی تھی۔ جو کام ہم سے نہیں بن آئے۔ تو نے کیوں نہ کیئے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جب نیک بندے کو گور میں اتار دیتے ہیں اسکے نیک اعمال اسکو گھیر لیتے ہیں اور چمکے ہیں۔ جب عذاب کے فرشتے پاؤنگی طرف سے آتے ہیں نماز سامنے آکر کہتی ہے آئے نہ دوںگی یہ شخص حق تعالیٰ کے واسطے نمازیں بہت قیام کیا کرتا تھا۔ جب سر کی طرف سے آتے ہیں روزہ کہتا ہے آئے نہ دوں گا۔ یہ شخص بہت بھوکا اور پیاسا بہا رہا تھا۔ اور جب بدن کی طرف سے آتے ہیں۔ حج اور چہاؤ کہتے ہیں ہم آئے نہ دینگے۔ کیونکہ اسے تن پر بہت محنت اٹھانی ہے۔ اور جب ہاتھ کی طرف سے آتے ہیں۔ خیرات کہتی ہے اسے عذاب نہ دو کیونکہ اس ہاتھ سے صدقہ دیا ہے۔ تب فرشتہ کہتی ہیں تجھے مبارک ہو۔ پس رحمت کے فرشتے آتے ہیں۔ اور اسکی قبر میں بہشت کا فرش لا کے بچھاتے ہیں اور گور کو اسپر کشادہ کرتے ہیں جہانمک نظر جاوے اور بہشت کی ایک قدیل لاتے ہیں۔ روز قیامت تک اسکے نوز میں رہتا ہے۔ اور جو جنازہ کے ساتھ آئے ہوں۔ بنتا ہے۔ اور کوئی اسکو بات نہیں کرتا۔ مگر قبر بولتی ہے۔ کیا میری ہول اور تنگی کی خبر لوگ بارہا نہ کہتے تھے۔ میرے داؤد تو نے کیا تیار ہی کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص موت کو بہت یاد کرے گا۔ اور توشہ آخرت کے سامان میں مشغول رہے گا۔ بعد مرنے کے اپنی قبر کو باغ یا بیگا باغبانے جنت سے۔ اور وہاں ایک چہرہ نورانی نظر آئے گا۔ چاند سے زیادہ خوبصورت اور شک سے زیادہ معطر یہ شخص پوچھے گا۔ کہ تو کون ہے۔ وہ کہیگا میں تیرا نیک اعمال ہوں۔ اور اخلاق حمیدہ دروازہ آسمان کا کھول دیتے ہیں۔ اس طرح ساتویں آسمان پر لے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس میرے بندے کا نام علیین میں لکھو اور لیجاؤ اسکی روح کو اسکے بدن میں۔ پھر اس سے سوال و جواب ہوتا ہے۔ پھر کہتے ہیں کیا جانتا ہے۔ اس شخص کو کہ تم میں پیدا ہوا تھا۔ ہدایت کیواسطے وہ کہتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کیونکہ جانا۔ کہتا ہے۔

کتاب اللہ انہوں نے پہنچائی۔ اور سنائی۔ میں نے اسکی تصدیق کی۔ پھر آسمان سے ایک آواز آتی ہے۔ کہ سچ کہتا ہے میرا بندہ۔ اور ایک دروازہ بہشت کا اسکی قبر کی طرف کھل دے۔ کہہ کر خوش بہشت کی اسکی قبر میں آیا کرتے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آخرت کے سفر کی بہت سی منزلیں ہیں۔ انہیں سے منزل اول قبر ہے۔ اگر یہ منزل آسانی سے گئی تو سب منزلیں آسان ہو جاتی ہیں۔ اور اگر اول منزل دشوار ہو گئی تو اور سب بھی دشوار ہو جاتی ہیں۔

(ترجمہ حدیث)۔ روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آپ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب سے آپ نے مجھ سے ذکر منکر نکیر کی آواز اور قبر کے دہانے کا حال فرمایا ہے۔ کوئی چیز مجھ کو نفع نہیں ہوتی۔ آپ نے فرمایا اسے عائشہ منکر نکیر کی آواز اہل ایمان کے کان میں ایسی ہوگی جیسے سرور آنکھ میں لذت بخش ہوتا ہے۔ اور قبر کا دہانا مومن کے حق میں ایسا راحت بخش ہوگا جیسے ماورائے قاف سے اسکا بیٹا دروس کی شکایت کرے۔ اور وہ اس کے سر کو نرم نرم دبائے۔ مگر خرابی ان کے لئے ہے جو احکام کے باوجود شک رکھتے ہیں۔ وہ قبر میں دبائے جائیں گے۔

روایت ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس حضرت عزرائیل آئے۔ اور نبی روح کا ارادہ کیا۔ آپ نے پوچھا کہ مجھ کو کہاں لئے جاسکتے ہو۔ انہوں نے کہا۔ میں آپ کو درودت جس داسر مرفوعہ ہے دارسور کی طرف لئے جاتا ہوں۔ اور درودت سے دارنہمت کی طرف لئے جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا مجھے پہلے دکھا دو۔ جب چلتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا یہ ہونہیں سکتا۔ موسیٰ علیہ السلام نے انکار کیا۔ حضرت عزرائیل نے کہا۔ میں آپ کو زبردستی لے جاؤں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو غصہ آگیا۔ اور ایک مایچہ مارا۔ انکی ہاتھ پائی آپ لوٹ گئے۔ اور رب بعثت سے فرمایا کہ حکم ہوا ہمارے شفاعت سے تہیتی سنو۔ وہ لو اور آنکھ میں لگاؤ۔ شفا پاؤ گے اور دوبارہ جاؤ اور ہمارا حکم نامہ لے جاؤ۔ اور یہ کہو اذ عنی الیٰ مولیٰ کہ الیٰ من ہذا کہ چنانچہ حضرت عزرائیل پھر آئے اور کلمات کہے۔ آپ یہ کلمات سنکر وجد میں آ گئے۔ اور فرماتے لگے جلدی کرو جلدی کرو۔ کہ میں تو اس کے ویدار کا شائق ہوں :-

لکھا ہے کہ جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی وفات کا وقت قریب آیا۔ اور عزرائیل علیہ السلام آئے۔ اور لوہہ تمام سالکان بہشت کو حکم ہوا کہ ہمارے خلیل اللہ کے استقبال کو جاؤ۔ آپ ہنایت بلول ہوئے اور ایک نعروں مارا۔ حضرت عزرائیل بولے۔ اے خلیل اللہ یہ تو شہد وصال ہے۔ نہ جائے رنج و ملال۔ آپ نے فرمایا۔ اے انجی مجھ کو خلیل کہا جائے۔ اور میرے لینے کے لئے اختیار کو بھیجا جائے میں اس سبب سے تنگستہ خاطر ہوں۔ بیچکی دیکھ۔ اس کے رب نے جلوہ دکھا دیا۔ پس لقائے دوست سے شرف ہوئے ہی۔ آپ کی روح معشوق حقیقی کی طرف پرواز کر گئی حضرت عزرائیل م حیرت میں رہ گئے۔ پھر آپ اور فرشتہ اڑ گئے۔ مگر انکی پرواز کو نہیں پہنچ سکے۔ ہر بار ندا آتی تھی

رکعت کا حلق سے نیچے اترے گا۔ ممکن ہے کہ خدا رکھتا ہے ہی اچھوڑ جائے۔ پسند النجائے۔ اور وہ مکمل جائے۔ لوگوں تم کو غفل ہو تو آپ کو مردوں میں شمار کرو۔ قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضہ میں محمد کی جان ہے۔ جو کچھ کہ وعدہ کیا گیا ہے۔ وہ ضرور آئندہ لائے۔ اور جو آئیوا لائے۔ وہ بہت قریب ہے۔ اگر تم کو جنت میں جانے کی خواہش ہے تو دنیا کی یہودہ امید و نیکو کم کرو۔ اور موت کو پیش نظر رکھو۔ اور اللہ سے شکر لاؤ۔ جیسا کہ شکر اسے کا حق ہے۔ انشاء اللہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے کشف قبور۔ اول اکیس بار کیا دُف کہو۔ اور بطرف آسمان یا اُفح او بقرہ یا زوہر اور برسوں یا زوہر الزوہر ضرب کرے۔ حال بیت معلوم ہوئے علانیہ خواب میں ویسے نہویک قبر پر بیٹھے دل فاتحہ میت پر پڑھے اسکو لحد آسمان کی طرف یا لُؤ لُؤ پھر دلیہ ضرب کرے انکشف یا نور بعدین قبر پر ضرب کرے عن تحالہ و متوجہ قلب ہوئے۔

نقل ہے۔ کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ حاجہ کا انتقال ہوا اپنا پیر میں انکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنایا۔ اور قبر میں انکے برابر لیٹ کر ایک ہاتھ اوپر لپ گور پر رکھا۔ اور دوسرا ہاتھ اوپر لپ گور پر رکھا۔ طہری بھرا میطرح رہے۔ بعد کو باہر تشریف لائے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے جو انکے ساتھ کیا وہ کسی کے ساتھ نہ کیا۔ اور آپ نے فرمایا کہ بہت حقوق انکے میری گردن پر تھے۔ انہوں نے بہت میرے ناتر اٹھائے۔ اور میرے کہنے سے ایمان لائیں۔ اور ایمان لانے پر ابوطالب مجھ سے خفا ہو گئے۔ یہ اس واسطے کیا عذاب گور نہ ہو یا تک اللہ نے بخش دیا۔ تب میں باہر چلایا۔ کہا یا رسول اللہ گور کا مناسب کئے ہو گا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں یہ سنکر رونے کا شروع ہوا میں ہوا۔ اور چارہ لطف سے رونے کی آواز آنے لگی۔ اور عرض کیا کہ اسے سسرہ اور عالم بر شخص کی قبر میں آپ نہیں جلا دینگے۔ اور ہر شخص کو اپنا پیر میں نہیں پہنا دینگے۔ ہمارا کیا حال ہو گا۔ سبے سب ملین تھے۔ اور کھانا پینا چھوڑ دیا۔ حضرت جبرائیل نے خداوند جلیل کا حکم پہنچایا۔ اور فرمایا۔ اسے احمد کیوں بندہ نیکو غناک کرو یا۔ اور انکے دل کیونکر نہ کرو سیے۔ اگر تو نے فاطمہ کو پیر میں اپنا پہنایا اور انکو ہم جلا نہ دینگے۔ اور اگر تو اپنی دایہ کے ساتھ قبر میں آیا تو ہماری رحمت انکی موتیں ہوگی۔ اپنی امت کو فرماؤ کہ اگر رات میں چار رکعت نماز پڑھیں پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد انشی وفد سدرہ اخلاص پڑھیں اور دوسری رکعت میں ساتہر بار اور تیسری رکعت میں چالیس بار اور چوتھی رکعت میں بیس بار۔ اسی محمد صلعم جو کوئی یہ نماز پڑھے۔ جن تقالے اسکو عذاب قبر اور بھیجے قبر سے محفوظ رکھے صحابہ وغیرہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ وہ عابینے کحق تعالیٰ اپنی امت پر عذاب قبر کو آسان فرمائے۔ جبرائیل علیہ السلام آئے۔ اور کہا۔ یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ نے آپکی امت کی رحمت میں فاتحہ کے لئے ایک ہدیہ بھیجا ہے۔ کہ جو کوئی جمعہ کی رات میں دو رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیتہ الکرسی ایک بار۔ اور اذان ثلاث لایں

تین بار پڑھے۔ تو حق تعالیٰ اسکو عذاب قبر سے محفوظ رکھے۔ اور جو کوئی ہر روز ایک صد مرتبہ سورہ
 اخلاص پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اسکو عذاب قبر اور عذاب کیڑوں سے محفوظ رکھے۔ قبر کے عذابوں میں
 سے ایک عذاب یہ ہے صورت سچ کر کے سدا کا گدھے کا سا۔ اور صورت اسکی سودی مانند ہوگی۔
 یا اللہ تیری پناہ چو کوئی ہر نماز کے بعد اسکو پڑھ لیا کرے۔ وہ دنیا سے انشاء اللہ تعالیٰ ایمان
 آئے۔ اور عاقبت بخیر ہوگا۔ قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ
 وَتُعْزِزُ مَنْ تَشَاءُ وَتُزِيلُ مَنْ تَشَاءُ يَبْدُلُكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
 نماز جنازہ۔ مرد مسلمان کو غسل دینا۔ اسکی تمیز و تکفین کرنی اور اسکی نماز پڑھنی فرض کفایہ ہے یعنی
 چند آدمی یہ کام کر لیں گے۔ تو سب سے فرض اترا جائیگا۔ ورنہ سب کے سب گنہگار ہونگے۔ جب کوئی شخص
 نزع کجالت میں ہو اسکا منہ قید کی طرف کر دینا چاہیے۔ اور اسکے پاس ٹھیکہ لگا دیا جائے۔ تاکہ وہ
 بھی پڑھے۔ اس سے یہ کہنا نہ چاہیے کہ چرمو۔ بسا وہ گھبراہٹ میں وہ انکار کر دے۔ مرنے کے بعد
 کفن ویکر نماز جنازہ اس طرح پڑھیں کہ تکبیر کہہ کر کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور باندھ لیں پھر سبحانک اللہم
 پڑھیں۔ مگر ولا الہ الا انت کہہ کر زیادہ کریں پھر تکبیر کہہ کر دو دست دین پڑھیں۔ پھر تکبیر کہہ کر
 یہ دعا پڑھیں۔ اَللّٰهُمَّ اَعْزِزْنَا وَاجْعَلْنَا شَهِيدًا وَفَاعِلًا وَمُنْعِيًا وَفَاعِلًا وَكَرِيمًا وَكَرِيمًا وَفَاعِلًا
 اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهُ مَتَّعْنَاهُ حَيَاتِهِ عَلٰى الْاَسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مَتَّعْنَاهُ قَلْبًا عَلٰى الْاِيْمَانِ۔
 ترجمہ۔ اے جی جنت سے ہمارے زندہ تو نکال اور مردو نہ کر۔ اور حاضر و غائبوں کو اور چھوٹوں اور بڑوں کو اور
 مردوں اور عورتوں کو۔ یا اللہ تو ہمیں سے جو زندہ رکھے اسکو اسلام پر زندہ رکھ۔ اور جو ہم سے وفات
 دے۔ تو اسکو ایمان کے ساتھ اٹھا۔ اور مردہ کچھ نہ بایغ۔ جو تو یہ دعا پڑھیں۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا
 قَرِيبًا وَاجْعَلْهُ لَنَا اَحْمَدًا وَادْخُرْهُ اَدْخُرًا اَوْ اجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَمُشَفِّعًا ترجمہ۔ اے اللہ
 اسکو ہمارے واسطے منزل پر آگے پہنچنے والا بنا۔ اور اسکو ہمارے لئے اجر و ذخیرہ بنا اور اسکو ہمارے
 لئے شفاعت کرنے والا اور شفاعت قبول کیا ہو بنا۔ اگر میت لڑکی کی ہے تو اسکے لئے یہ دعا ہے۔
 اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا قَرِيبًا وَادْخُرْهَا اَدْخُرًا اَوْ اجْعَلْهَا لَنَا شَافِعًا وَمُشَفِّعًا
 یہ دعا پڑھ کر پھر تکبیر کہیں۔ اور سلام پھیر دیں۔ ہاتھ صرف اول تکبیر میں اٹھائے جاتے ہیں باقی میں بند
 ہیں زبان سے تکبیر کہہ دیتے ہیں اور اشارہ کر دیتے ہیں کہ ملک پناہ کا فانی ہے پڑھ ہم باطل کی زندگی
 سے کوئی دنیا میں جو بصورت ہو پڑھ کر جو حور و پری کی صورت ہو پڑھ موت اس کا سنگار تو دے ہے
 جب تو توڑے تو کوئی جوڑے ہے پڑھ گلزار پر ہے پڑھ گچہ بیارہ اس کے ورپے ہے پڑھ خزاں کا خار پڑھ
 نہ ہا آہ یوسف کنعان میں مر گئے اور لا کھول ہی خواب پڑھ نہ کیسی بیارہ ہے باقی پڑھ نہ محافل نہ مطرباتی پڑھ نہ کو
 یار یادگار نہ ہو پڑھ نہ جان اس غم میں تیرا رہے پڑھ خدا کی کاسحت تر ہے وصال دے کس سے ہوے بیان اس کا حال

نہ چاہیے

نہ چاہیے

نہ چاہیے

تفاق { لَا تَكْرِهُوا آلَهُنَّكُمْ وَلَا تَبَايَعُوا بَيْنَهُمْ لِقَابِ } آپس میں ایک دوسرے کو طے
 نہ دے اور نہ ایک دوسرے کو نام رکھو۔ لَا تَحْتَسِبُوا وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم بَعْضًا وَاجِبُ
 أَحَدِكُمْ إِلَى الْآخَرِ نَحْوُ أَخِيَاءِ قِيَتَا فِكْرُهُمْ۔ یعنی ایک دوسرے کی مثالیں نہ رکھو اور نہ ایک
 دوسرے کی غیبت کیا کرو۔ کیا تم میں کاکوئی شخص اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے
 بھائی کا گوشت کھائے۔ اسکو تو تم ضرور ہی ناپسند کرو گے۔ غیبت کا بیان دیکھو۔ لَا تَقَاطِعُوا
 وَلَا تَكُنْ أَبْرَدُ وَلَا تَبْتَاعِيضُوا وَلَا تَحْأَسِدُوا دَاوُدَ كَوْنًا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا۔ یعنی آپس میں
 قطع محبت نہ کرو۔ اور نہ ایک دوسرے کو پیچھے برا کہو۔ یعنی غیبت نہ کرو۔ اور نہ آپس میں عداوت
 رکھو۔ اور نہ حسد کرو۔ بلکہ خدا کے بندے آپس میں بھائی بن کر رہو۔ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ۔ یعنی
 مسلمان تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَلْمُسْلِمُ أَخُو
 الْمُسْلِمِ۔ یعنی ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ پھر کیا حق اخوت اسی کا نام ہے کہ سب پس
 میں لڑتے جھگڑتے اور مرتے کھتے ہیں۔ حق اخوت تو یہ ہے کہ ایک دوسرے سے محبت اور نرمی
 کا برتاؤ کرو۔ کسی سے ایسا سخت کلمہ نہ کہا جاوے کہ جس سے اسے رنج پہنچے۔ اگر کوئی مشورہ طلب
 امر ہو تو وہ ہر ایک کے مشورہ سے ہونا چاہیے۔ اس سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اگر بیماری رانی
 غلطی پر ہوگی تو اصلاح ہو جائیگی۔ اور اس سے تفاق دور ہوگا۔ فرمان اللہ تعالیٰ کا ہو۔ وَاعْتَمِدُوا
 وَتَحْتَمِلُوا لِلَّهِ حِمْلًا وَلَا تَقْتُلُوا نَفْسًا ۖ وَارْزُقُوا اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کو اس طور پر کہ باہم متفق ہی ہو
 اور باہم نا اتفاقی نہ کرو۔ شاید یہی کوئی خاندان ایسا ہو گا جو اس بلائے نفاق سے محفوظ ہو۔ جہاں اس
 کا قدم آیا۔ آرام چین اور اتفاق و مصالحت سب بے کنہ رہ گیا۔ مگر عام طور پر تو ہر شخص ہی اس بلا میں
 مبتلا نظر آتا ہے۔ دے اتفاق عیساکہ چاہیے بہت کم نظر آتا ہے۔ یہاں تک کہ حقیقی بین بھائی میں
 بھی اکثر نا اتفاقی دلچسپی جاتی ہے۔ گو بظاہر مل گئے۔ اور ہنس بول بھی لیا۔ مگر جب دلی مکر ہے تو یہ اور
 کا ہنس بول لینا۔ اتفاق ہرگز نہیں کہا جاسکتا۔ اور یہ سوا آخر کار ایک نہ ایک روز ضرور ہی بھٹ کر لڑنا
 پس نا اتفاقی جیسقدر بری شے ہے۔ اسقدر یہ وہائے عام کی طرح ہر جگہ کثرت سے پھیلی ہوئی ہے۔ اتفاق
 ہی ایک ایسی شے ہے۔ کہ اس کے ذریعہ مشکل سے مشکل اور آہم سے آہم کام بھی آسان ہو جاتے ہیں۔
 اور جہاں یہ ہنود ہاں ذرا ذرا سے کاموں کا بھی انجام دینا پہاڑ ہو جاتا ہے۔ خدا نے ہمارے ضرورتیں
 ایک دوسرے سے وابستہ رکھی ہیں۔ قریب قریب ہمارے سر کام میں دوسروں کی مدد کی ضرورت
 ہے۔ خیال کیجئے تو کوئی کام بغیر دوسروں کی تقدری بہت مدد کے ہم تنہا نہیں کر سکتے۔ تقریباً ہر
 ایک کام میں ہم دوسروں کی مدد کے طلب گار ہوتے ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ ہمیں آئندہ کونسی ضرورت
 یا مصیبت پیش آئیگی ہے۔ اور کس مدد کی ضرورت ہوگی۔ اس لئے اگر ہم ہر ایک سے متفق نہ ہیں تو

اور ہر ایک سے حسن اخلاق سے پیش نہ آئیں گے تو لوگوں کے دلوں میں ہماری جگہ اور عزت و وقعت نہ ہوگی۔ اور اس حالت میں لوگ بروقت مدد و کام سے مدد و کام بھی نہیں ہو سکتے۔

بشر کو چاہیے ملتا رہے سب سے زمانہ میں بڑا کسی دن کام یہ صاحب سلامت آ رہی جاتی ہے اتفاق میں جو راحت اور خوشی ہوتی ہے۔ وہ نا اتفاقی کی حالت میں ہرگز نہیں ہو سکتی۔ جن دو دلوں میں اتفاق ہوتا ہے۔ انہی زندگی کی خوشی و آرام و راحت سے لبر ہو رہی ہے۔ اور بظاہر اس کے نا اتفاقی میں ہزاروں مصیبتوں کا سامنا ہوتا ہے۔ اصلی خوشی کبھی نصیب ہی نہیں ہوتی۔ ذرا اول سہی باتوں میں آئے دن جھگڑے۔ اور فساد قائم ہوتے رہتے ہیں۔ جن سے زندگی تلخ اور جہنما جالی معلوم ہونے لگتا ہے۔ اور اس حالت میں کسی خوشی میں بھی کوئی لطف نہیں آتا۔

آپس کے طعنہ و غیرہ یہ بھی نفاق کا نتیجہ ہے۔ ہمیں ہر ایک سے خواہ وہ اپنے عزیزوں یا غریبوں اور اخلاق حسد کے ساتھ برتاؤ کرنا چاہیے۔ اور ہمیشہ شہر میں کلامی سے پیش آنا چاہیے۔ تاکہ۔

لوگوں کے دلوں میں بھی ہماری عزت و وقعت اور محبت پیدا ہو۔ زبان شیریں ملک گیری زبان طیر بھی ملک بانگاہ۔ ہیں اصلی خوشی و راحت جب ہی مل سکتی ہے۔ جب سب ہم سے خوش نظر آئیں ورنہ چاہے کتنا ہی آرام خوشی ہو سب بچ ہے۔ نفاق لڑائی جھگڑے۔ اور فساد و شر کی باتوں سے ہمیشہ علیحدہ رہنا چاہیے۔ نفاق میں بچڑا سکے کہ دوسروں کو۔ اور خود اپنے کو بھی۔ بچ ہو تو کھیت پیچھے۔ اور گتہ کار بھی ہوں۔ اور کچھ حاصل نہیں ہوتا ہمیشہ یہی کوشش کرنی چاہیے کہ ہم سے کوئی ایسا فعل نہ ہو جو دوسرے کو برا معلوم ہو۔ اور نہ ہماری زبان سے کوئی ایسی بات نکلے پائے جو کہ لوگوں کو دل پر برا اثر ہو۔

جہاں احاطت البسینان لہما التیام بذکرہا یکتام صاحب حر الاکسٹا یعنی بچہ کی کاظم تو بھجواتا ہے۔ مگر زبان کا زخم کبھی نہیں بھجواتا اگر اوروں کی طرف سے کوئی ایسی بات ہو بھی جائے۔ کہ جس سے آپس میں نفاق پیدا ہو۔ تو چشم پوشی کرنی چاہیے۔ اور یہیں صبر و تحمل کرنا چاہیے۔ اور حتی الامکان اس کے اندر اس کی کوشش کرنی چاہیے۔ یہ نہیں کہ خود بھی کشتی کر لی جائے۔ اس سے رفتہ رفتہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بلکہ فساد بڑھتا جائیگا۔ اور اگر نفاق اور بھی مضبوط اور ستم ہو جائیگی۔ اگرچہ غصہ کے وقت تحمل اور غصہ کا روکنا بہت مشکل امر ہے۔ مگر اس قول کو کبھی بھولنا نہیں چاہیے (دع) صبر تلخ است ولیکن بر شرس واروہ اور ہمیں توشہ عابھی تین روز سے زیادہ ترک گفتگو کی اجازت ہی نہیں دی گئی۔ لَا یَحِلُّ لِلْمُسْلِمِ أَنْ یُحِجَّ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَ یَلْتَقِیَانِ فِیْ صَمْتٍ هَذَا وَ یَصِدُّ هَذَا وَ خِیْرٌ لِّمَا لَدُنَّیْ یَبْذُرُ غَرَابَ السَّلَام۔ یعنی یہ کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں ہے کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ علیحدہ رہے۔ کہ جب دونوں ملیں تو وہ اس سے منہ پھیر لیتا ہے۔ اور وہ اس سے منہ پھیر لیتا ہے۔ اور دونوں میں کا بہتر

وہی شخص ہے جو سلام کے ساتھ بولنے کی ابتدا کرے۔

اسے سعید۔ ہم نے نفاق مولیکر حکومت کی باگ دوسروں کے ہاتھ میں دیدی اسی باب سے ایک فرنگی کا قول ہے۔ میں ہندوستان کے سیوہوں میں پھوٹ بہت پسند ہے۔

نماز [وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُّكْرَّمُونَ] جو لوگ اپنی نماز کی نگہبانی رکھنے والے ہیں وہ جنتوں میں بزرگی دے گئے ہیں یعنی

برشت کی نعمتوں سے۔ فرار بہرہ مند ہونگے۔ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي فِيهَا يُدْخِلُ اللَّهُ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ۔ یعنی خرابی ہے ان نمازیوں کے لئے جو نماز اول وقت مستحب میں ادا نہیں کرتے آخری

وقت مکروہ میں پڑھتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ دلیل و دوزخ میں ایک وادی ہے اور وادی اگر ہی کو کہتے ہیں۔ اس وادی سے تمام دوزخی ہر روز سات و دوپناہ مانتے

ہیں۔ کہ اس وادی کی حرارت و گرمی جکو نہ پہنچے بغرض وہ وادی جو اول وقت مستحب میں نہیں پڑھتے آخری وقت ادا کرتے ہیں۔ انکے واسطے ہے۔ اور جو نماز اصل نہیں پڑھتے انکا حال کیا ہوگا۔

خدا انیساعالیٰ سب مسلمانوں کو توفیق دے۔ اِنَّ الصَّلَاةَ فَتْنًا عَنۡ اَفْحَشَاۤءِ دُمُكُوۡمُ حَقِیْقِی نماز بدیوں اور گناہوں کے کامنکو دور کرتی ہے حَافِظُوۡا عَلَی الصَّلَاةِ وَ الصَّلَاةُ اَنْتَظِرُ

وَقُوۡمُوا لِلّٰہِ قَنِیۡنِیْنِ۔ محافظت کرو سب نمازوں کی عموماً درمیان والی نماز کی خصوصاً۔ درمیان والی نماز عصر ہے۔ کہ دن و رات کے درمیان ہے اسکی تاکید زیادہ ہے۔ اور اسواسطے تاکید

زیادہ ہے۔ کہ اسوقت میں دنیا کا شغل زیادہ ہوتا ہے۔ اور کھڑے ہوا کرو اللہ کے سامنے عاجز بنے ہوئے۔ وَتَسْتَآرِحُونَ فِی الْخِیْرَاتِ وَاُولَٰئِكَ مِنَ الصَّٰلِحِیۡنِ نیک کاموں میں ورتے

ہیں (نماز کے لئے) اور یہ لوگ شالستہ لوگوں میں سے ہیں۔ اَقْرِضِ الصَّلَاةَ لِیَدُلُّکَ الشَّمْسُ اِلَی غَسِّیۡنِ الْبَلْبَلِ وَفَرَّ اِنَّ الْفَجْرَ اِنَّ تَرٰنَ الْفَجْرَ کَانَ مَشْهُوۡدًا۔ آفتاب چلنے کے

بعد سے۔ رات کے اندھیرے ہو سے تک نماز ادا کیا جائیے۔ اور صبح کی نماز بھی بدیشک صبح کی نماز زفرشتوں کے، حاضر ہونے کا وقت ہے۔ اس آیت سے مفسرین نے پانچوں وقت کی نماز ثابت

کی ہے۔ وَاَمَّا اَخْلَکَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْہَا۔ مومنین کو بھی نماز کا حکم کرتے رہئے۔ اور خود بھی اسکے پابند رہئے۔ اِنَّ اَكْثَرَ کَلَمٍ عِنْدَ اللّٰہِ اَتَقَلُّوۡا اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ مَّخْیُوۡنٌ۔ اللہ کے

نزویک تم میں بڑا شہدین وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ اور پرہیزگار وہی ہے۔ جو (صوم و صلوة کا پابند ہو)۔ اللہ خوب جاننے والا۔ اور اخیر و ارس ہے۔

وَاَقْرِضِ الصَّلَاةَ طَرَفَیۡنِ الْفَجْرِ اِنَّ الْفَجْرَ اِنَّ تَرٰنَ الْفَجْرَ کَانَ مَشْهُوۡدًا۔ اسے محمد آپ نماز کی پابندی سکھیے۔ دن کے دونوں سر و سپر (یعنی اول وقت میں اور آخر وقت اور رات کے کچھ حصوں میں سے یعنی

صبح کی وقت و مغرب کے وقت اور عشاں کی وقت نماز پڑھو۔

۱۰ یُحْفَظُكَ اللَّهُ بِحِفْظِكَ الصَّلَاةِ۔ اگر تو نماز کی حفاظت کریگا۔ اللہ تیرے حفاظت کریگا۔ طُولُ الْقُنُوتِ فِي الصَّلَاةِ يُخَفِّفُ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ۔ لہذا قیام کتنا نمازیں موت کی سختی کو دور کرتا ہے۔ حَقِيقَةُ الْجَنَّةِ الصَّلَاةِ۔ جنت کی کبھی نمازیں ہے۔ طُولُ الْقِيَامِ أَمَانٌ عَلَى صِرَاطٍ۔ نمازیں قیام طویل طویل کرنا باعث ہوتا ہے بصراط پر آسانی سے گزر جائے گا۔ الصَّلَاةُ عَمَّا الدُّنْيَا مَنْ أَقَامَهَا فَقَدْ أَقَامَ الدِّينَ وَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ هَدَمَ الدِّينَ۔ نماز دین کا ستون ہے۔ پس جس نے قائم کیا نماز کو پس قائم کیا اپنے دین کے ستون کو۔ اور جس نے ترک کیا نماز کو پس خراب کیا اپنے دین کے ستون کو۔

لَيْلِي شَيْءٌ عَظِيمٌ، وَعَلِيمُ الْإِيمَانِ الصَّلَاةُ بِرَجَبِکَ لَمْ تَنْشَأْ بِہِ۔ اور نشانی ایمان کی اور کتنا نماز کا ہے۔ اِنَّ اقْرَبَ مَا يَلِکُمُ الْوَعْدُ مِنْ رَبِّکُمْ وَهُوَ سَاجِدٌ۔ بندہ سجدے کی حالت میں اپنے اللہ کی بہت نزدیک ہوتا ہے وَجَعَلَتْ شَرَفَ عِثْنِیْ فِي الصَّلَاةِ۔ میری آنکھ کی ٹھنڈک نمازیں ہے۔ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ نماز سے زیادہ کسی فرض کی تاکید نہیں ہے۔ زکوٰۃ غنی اور آدا پر واجب، اور حج بھی غنی اور آدا پر واجب

لیکن نماز غلام آزاد و نوکر۔ فقیر۔ مسافر۔ مقیم۔ حج۔ رخصت۔ سب پر فرض ہے۔ اور قیامت میں اول نماز کی پرستش ہوگی حدیث میں ہے کہ بعد از حمد کے اول نماز کا ہی حساب دیتے ہیں بندہ سے ہوگا پہلے فرض نماز کا شمار ہوگا۔ اگر کم ہوں تو واجب پھرتی کیا ہوگی۔ اگر کم ہوگی تو سنتوں سے پھرتی کیا ہوگی۔ پھر اگر کم ہوگی تو نوافل سے پھرتی کیا ہوگی

مگر اگر میں شہر یا دیہات کی نیت کرے تو نوافل اور سن میں کہے کہ واسطے پورے ہونے فرض کے پڑھتا ہوں۔ تاکہ قیامت میں اس کے فرض پورے ہو جائیں۔ اگر فرض پورے ہو جائیں گے تو سن بچ رہیں گے۔ اور روزہ نفل میں بھی فرض کی قضا کی نیت کرے تو اگر روزے میں کمی ہوگی۔ تو ادا ہو جائیگی۔ کیونکہ اعمال نیت پر مشروط ہیں۔ کیونکہ فرض اسلام اور نوافل فرع ہے۔ اور حق تعالیٰ فرماتا ہے میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔ اور یاد رکھو نماز میں شروع سے آخر تک خلوص اور حضور قلب نہ رکھو۔ جو الفاظ زبان سے کہتے ہو یا جو کام اعضاء سے کرتے ہو۔ انکا اثر دل میں بھی ہو

اور وقت کھڑے ہونے نمازیں زمرن قبلہ کی طرف نہ کرے بلکہ انکو بھی سب چیزوں سے پھیر کر اسکی طرف پھیرے۔ اسواسطے ظاہر کے افعال باعث باطن کے افعال ہیں۔ اور مقصد بالذات افعال باطنی ہیں۔ پس جیسے کہ متبتک اور طرف نہ پھیرے۔ قبلہ کی طرف متوجہ نہ ہوگا۔ ایسے ہی دل کو جب تک ماسویٰ سے خالی نہ کریگا۔ اسکی طرف کیونکہ شوجہ ہوگا۔ اور ایسا یقین کرے کہ اللہ تعالیٰ ظاہر و باطن۔ میرے کو دیکھ رہا ہے۔ اور ادنیٰ درجہ ہے اس سے کم نہ ہو۔ جیسے کسی بزرگ کے دروبر و محافظ کے بارے اور رُو ہر نہیں دیکھتا ہے۔ اور اسکی حیا اور وقار میں

بیمتی ہوئی ہوتی ہے۔ بعد اسکے ادا کرے اس بات کا کہ میں نماز پڑھتا ہوں۔ واسطے بجالانے حکم اسکے کہ ادا اسکے ثواب کی امید رکھے۔ اور اسکے مذاب کا خوف کرے۔ اور یہ بھی خیالی کرے کہ وقت مناجات کا ہے اور کہے کہ مالک سے مناجات کروں لگتا ہوں میں سزا رہوں۔ اور اسوقت ملائق ہے کہ شرمندگی کے مانے

اور کہے کہ مالک سے مناجات کروں لگتا ہوں میں سزا رہوں۔ اور اسوقت ملائق ہے کہ شرمندگی کے مانے

نماز کے بارے میں

عرق پیشانی پر آ جاوے۔ اور رگیں گردن کی پھڑکنے لگیں۔ اور خون کے مارے رنگ چہرے کا زرد ہو جاوے اور ہاتھ
 میں دونوں ہاتھ اٹھانا۔ حق تعالیٰ اور بندہ کے درمیان سے پردہ اٹھانے کا اشارہ ہے۔ اور بعد نبوت کے ہاتھ پیر
 کو اٹھاوے۔ اور دونوں ہاتھوں کے اٹھانے سے اشارہ اس طرف کیجئے کہ رحمت کرتا ہوں۔ دونوں جہان کو اور ہاتھ
 اٹھا کر اللہ اکبر کہے۔ اور مرو اللہ اکبر سے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی یہی ذات ہے۔ کہ تمام ان چیزوں کو اسی نے پیدا کیا۔ واللہ
 کے یہ معنی ہیں اللہ بڑا ہے۔ اس بات سے کہ عقل اور ہم خلق کی اسی طرف چپٹے اللہ بڑا ہے۔ اس بات سے
 کہ بندے حق بندگی اسکا ادا کر سکے۔ اور تباہی و فساد میں ایسا ہوں کہ کاذب بناوے۔ پس تہذیب و تہذیب نے
 اللہ اکبر کہا۔ عقل الہی کے ادراک کرنے سے عاجز ہوئی۔ اللہ اکبر کے ساتھ کیوں ہاتھ اٹھا سکتے جانتے ہیں تاکہ قول و
 فعل دونوں مطابقت ہو جائیں۔ زبان سے اللہ اکبر کہہ کر خدا کی بلند شان بیان کی۔ پھر دونوں ہاتھ اوپر بڑھا کر
 کرا سکے عالی شان و عالی مکان کو اشارہ سے بتایا۔ یعنی وہ مولیٰ عالی شان و عالی مکان ہے۔ سبحانک اللہم کہے
 اس مقام میں تجلی انوار جلال الہی کی ہوئی۔ بعد اسکے تسبیح سے طرف تہذیب کے انتقال کرے۔ اور تہذیب کے تبارک تک
 کہے اور اس مقام میں انوار ازلی وابدی منکشف ہوا اس واسطے کہ تبارک تک اشارہ ہے طرف و دام کے دوام کا تعلق
 ہے ساتھ انزل و رابد کے۔ اور بعد اسکے کہ حق تعالیٰ جہدک۔ اس میں اشارہ ہے طرف اس بات کے کہ صفیہ جلال و
 کمال الہی نہ صرف کسی حد میں نہیں۔ پھر لا الہ الا اللہ کہے۔ یہیں اشارہ طرف اس بات کے ہے کہ حق تعالیٰ صفیہ جلال کمال
 کی ہیں۔ اسی کے واسطے ثابت ہیں غیر کے واسطے نہیں۔ بعد اسکے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہے۔ جس نے شیطان برا
 دشمن ہے۔ اللہ تعالیٰ میرا دل اسکی طرف سے پھیر دے۔ اور شیطان جسد کرتا ہے کہ شخص خود کرنے کیلئے مستعد ہے
 اور میں بسبب ایک بندہ نمونے کے ملعون ہو گیا۔ اور پناہ اسوجہ سے اللہ کے ساتھ پکڑے۔ کہ جس چیز کو شیطان چاہتا
 اسکو چھوڑ دے۔ اور جس چیز کو اللہ طلب کرتا ہے بجا لاوے۔ پس چاہیے دل سے مشورہ ہو کر اعوذ پڑھے۔ اور شیطان کو
 بچنے کے لئے اللہ کے قلعہ میں آوے۔ اور قلوا سکا لا الہ الا اللہ ہے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نہ مانا ہے لا الہ الا
 اللہ حصنی فمن دخل حصنی امن من عذابی۔ اور اللہ کے قلعہ میں وہی شخص رہنے والا ہے جو کہ اللہ کے سوا کسی کو
 معبود و پناہ نہ پھیراوے۔ بعد اسکے بسم اللہ پڑھے اور اسکے پڑھنے کے وقت یہ سمجھو کہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی قضا
 کے سبب ہیں و چیزیں اللہ ہی طرف سے ہوتی ہے مستحق حمد کا بھی وہی ہے۔ الحمد للہ پڑھے۔ اور اسکے معنی ہیں
 کہ شکوہ اللہ کے واسطے ہو۔ اور تمہیں اسکی طرف سے ہیں۔ الحمد للہ اے اللہ تعالیٰ۔ سب تعریف واسطے اللہ کے
 پروردگار و خالق و مالک۔ آخرت کا علم اس سے نکلتا ہے جیسا کہ دوسری جگہ آیا ہے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ۔ رب
 العالمین۔ یعنی عالم آخرت کا علم بندہ کو حاصل ہو گیا۔ اور جبروت۔ اَلْوَ حِیْنُ الْوَحِیْمُ پڑھتے۔ یعنی بخش کر دیا اہل ربان
 کہا اسکے ساتھ ملاحظہ عالم جمال رحمت و فضل اور احسان کا ہو گیا۔ اور جبروت صلا اللہ علیہم اجمعین۔ یعنی مالک
 ہے قیامت کے دن کا۔ تو اس سے عالم حلال اور ہول اسکے کا تصور ہو گیا۔ اور جبروت اَیَاتُ الْغَیْبِ۔ یعنی غیبات
 تیری عبادت کرتے ہیں ہم عالم شہادت پیش نظر ہوا اور جس وقت و اَیَاتُ الْغَیْبِ یعنی خاص غیب سے مدد ملے

ہیں ہم کہا۔ گویا طریقت کا راستہ معلوم ہوا۔ اور جو وقت اہل نالہ صبر اٹھا مستقیم کہا۔ یعنی دکھا ہکدو راہ
 سید ہی گویا حقیقت کی طرف عقل نے سیر کی اور جو وقت صبر اٹھا الذین انعمت علیہم کہا۔ یعنی راہ انجمن
 پر الغام کیا توئے گویا ورجہ الحین اور اہل کرامت کے اور مثل انبیا اور صدیق اور شہداء کے ظاہر ہوئے اسباب
 وقت خیر المعضوب علیہم کہا۔ یعنی سوائے کہ عقد کیا ہے۔ توئے گویا مشاہدہ ہو گیا۔ مرتبہ فساد کے اور جس
 وقت ولا الضالین کہا۔ یعنی اوپر اس کے اور راہ گمراہ ہو گئے۔ تو گویا کافروں اور منافقوں کے درجہ ہیں
 میں آئے۔ یہ ساتوں آیتیں مع انھو کے کئی آیاتھوں بہشت کے دروازوں کی ہو گئیں۔ اور نمازی کے واسطے
 آٹھوں دروازے جنت کے کھل گئے۔ اور جو وقت احوال و مراتب بڑے بڑے منکشف ہوئے۔ اس کے دل میں عظمت
 خالق کی ٹھہر گئی۔ اور گویا اس خوف کی عظمت کا اس کے دل میں سمایا۔ کہ کتاب کھڑے رہنے کی نہ ہی اور بہشت اس کی
 جھلک گئی۔ اور اپنے کو ذلیل اور عاجز سمجھ کر کبریا کی میان کرنے کے واسطے اللہ اکبر کہہ کر کوع میں جاوے
 اور سبحان ربی الاعلیٰ کہے اور اس جگہ بار بار عظمت سے اس کو یاد کرے۔ تاکہ بسبب تکرار کرنے کی عظمت
 اس کی دل میں قرار پڑے۔ بعد اس کے اسرا پناہ کوع سے اٹھا کر امیدوار اس کی رحمت کا ہو۔ اور اپنی امید محکم کرنے
 کرنے کے واسطے سمع اللہ لمن حمد کہے۔ یعنی سن لیا اللہ نے جس شخص نے اس کی حمد کی مراد یہ ہے کہ اس
 نے شکر اس کا قبول کیا۔ اور اس میں شکریہ ہے کہ اس جگہ ابوصلی نے اپنی حمد کا خاص کیے ذکر کیا۔ بلکہ سب حمد کیوں
 کا ذکر کیا ہے۔ اس واسطے جو مسلمان اپنے بھائی کے واسطے دعا مانگے اللہ تعالیٰ وہ جزا کے مانگنے والے کو عطا
 کرتا ہے۔ لا یزال اللہ فی عون الرجل مادام الرجل فی عون אחیه المستعین یعنی ہمیشہ
 رہتا ہے پیچہ مدد آدمی کے جب تک وہ آدمی پیچہ مدد بھائی مسلمان اپنے کے ہے۔ اور بعد اس کے سجدہ میں گرے
 اور یہ عالی درجہ عاجزی کا ہے۔ اس واسطے کہ جو اللہ تعالیٰ کا بدن میں ہے اس کو خاک پر کر سکتا
 ذلیل ہے کہہ دیا۔ اور اس جگہ بھی نہایت عظمت اللہ تعالیٰ کی بیان کرے۔ یعنی سبحان ربی الاعلیٰ کہے
 اور اپنے کو یہ سمجھے اور خیال کرے کہ اسی زمین سے پیدا ہوا ہوں اور اسی میں پھر جھک جانا ہے بعضی روایت
 میں آیا ہے کہ ایک فرشتہ عرش کے نیچے کہ نام اس کا قرقل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو امر کیا کہ تو میں ہزار برس
 وہ اڑا پھر میں ہزار برس تک اڑا لیکن ایک کنارے عرش سے دوسرے کنارے تک نہ پہنچا۔ اس وقت فرشتہ فی
 کہا۔ سبحان ربی الاعلیٰ۔ بعد اس کے سجدہ سے اٹھا کر دوبارہ توضیح بجا لاوے۔ اور سجدہ میں گرے
 اور سجدے والے کے کوئی نہیں اور پیچھے اس کے کوئی نہیں اور اس طرح باقی نماز ادا کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جب بندہ احمد لہ رب العلیٰ کہتا ہے۔ تو سوائے فرماتا ہے۔ کہ بندہ نے میری تعریف
 کی۔ جب الرحمن الرحیم کہتا ہے تو فرماتا ہے۔ کہ بندہ نے میری شاکہ کی۔ جب بندہ مالک یوم الدین کہتا ہے
 سوائے فرماتا ہے۔ کہ بندہ نے میری بزرگی بیان کی۔ جب ایک ایک بندہ دیا کہ تین کہتا ہے تو سوائے
 فرماتا ہے کہ میرا بندہ جو کچھ مانگے میں وہی دوں گا۔ اس طرح جب بندہ اذکار استغفرم آخرت کہتا ہے

حکم ہوتا ہے بندے کی دعا قبول ہوئی اور جو کچھ مانگتا ہے وہ دیا جاوے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ دروازہ کبھی ذکر کی ہے۔ اور اَحْمَدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہ کبھی دروازہ شکر کا ہے اور الرَّحِیْمِ کہ کبھی دروازہ رجا اور امید کی ہے اور مَا لَیْتَ یَوْمَ الَّذِیْنَ کہ کبھی دروازہ اخلاص کی ہے۔ اور اخلاص پیدا ہوتا ہے معرفت رب و بیت سکے سے اور اَهْلُ الصِّغَرِ اَطَاعُوا الْمُتَّقِیْمِ کہ کبھی دروازہ دعا کی اور تضرع کی ہے۔ اور صِغَرِ اَطَاعُوا الَّذِیْنَ الْعَمَتْ عَلَیْهِمْ غَیْرُ الْمُغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَکَلَّ۔

اَلْضَّالِّیْنَ کہ کبھی دروازہ انسیت کی ہے۔ اور اقتدار کرنے کے ساتھ ارواح طیبہ کے اور طلب کرنے کے نزول پر کتوں کے کہ لیب اسکے سالک کو۔ اور طرف جانے سے امن حاصل ہوتا ہے اور موافق مضمون آیت کے وَاَقْرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَوِزْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ کلمہ آٹھیں کو کہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ ان ساتوں آیتوں کے ساتھ ملایا جاوے۔ آٹھ کنجیاں روحانیہ واسطے آٹھ دروازوں بہشت کے حاصل ہوئیں۔ انہی آیتوں سے نام اسکا قرآن عظیم ہے۔

تَقْل ہے کہ جنت میں ایک ندی کے کنارے ایک درخت ہے اسکے اوپر ایک پرندہ جالور کا نام تیات ہے اس درخت کا نام طیبات ہے جو وقت بندہ نمازیں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوٰتُ وَالطَّیِّبٰتُ پڑھتا ہے وہ پرندہ اس درخت سے اتر کر اس نہر میں غوطہ ماسک نکلتا ہے اور اسے پروں کو جھٹاتا ہے پس جو خطر اسکے پروں سے گزرتے ہیں۔ اسکی گنتی کے برابر حق نہ سنا ایک لکھ نفر شہید پیدا کرتا ہے۔ وہ فرشتے اس نمازی کے واسطے قیامت تک محفوظ رہتے ہیں۔

حضرت حذیفہ روایت کرتے ہیں کہ میں آیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے زیادہ پیاری بات بندہ کی اللہ کے نزدیک یہ ہے کہ بندہ سجدہ میں پڑا ہو اور اسکا منہ خدا کے سامنے خاک پر دھرا ہو۔ جب آدمی سجدہ کرتا ہے۔ تو شیطان روتا ہوا بھاگتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ انسان کو سجدہ کا حکم ہوا۔ اسنے سجدہ کر لیا۔ اور جنت خرید لی۔ مجھے سجدہ کا حکم ہوا میں نے انکار کیا جہنم کو مول لے لیا۔ آدم کی پیدائش کے بعد سجدہ کی ابتدا اٹانک سے ہوئی۔ اور اٹانک نے آدم کو سجدہ کا حکم آہنی سے کیا۔ اور رحمت آہی کے

ستغنی ہوئے۔ اور اتہا سجدہ کے انسان پر ہوگی یہ
معنی مفصل چند کلمات التَّحِیَّاتُ - اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوٰتُ وَالطَّیِّبٰتُ اَلْسَلَامُ
عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہُ اَلْسَلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِیَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ - یہ وہ۔
نقرات ہیں۔ جو ہر مسلمان مرد و عورت ہر دو رکعت کے بعد نمازیں پڑھتا ہے۔ جو شخص دن رات میں چالیس
رکعت نماز ادا کرتا ہے۔ وہ ان نقرات کو میں مرتبہ پڑھتا ہے۔ تین رکعت نماز میں بھی یہ کلمات دو مرتبہ پڑھ
جاتے ہیں۔ فرائض سنن۔ نوافل۔ سب میں الکاثر پڑھا جانا ضروری ہے۔ قرآن شریف میں اور احادیث
میں نماز کو سدا کر اور سجدہ کر پڑھنے کی نیت تاکیدی گئی ہے۔ حتیٰ کہ سوچ سجدہ کر پڑھنے والوں کی نماز۔

نماز ہی نہیں بھلائی۔ اور نہ اسکو قبولیت کا درجہ عطا کیا جاتا ہے۔ طوطے کی طرح الفاظ کا رشتے رہنا۔ اور حقیقت سے بے خبر ہونا مفید نہیں ہے۔ اور نہ یہ خدا اور اس کے رسول کی منشا ہے۔ غرض قرآن شریف اور آنحضرت کے قول و فعل میں غور کرنے سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ نماز ہی کے واسطے نماز کے مطالب خوب اچھی طرح سے ذہن نشین ہونے لازمی رکھے گئے ہیں۔ پس انسان کو لازم ہے کہ نماز کے مطالب اور معانی کے سمجھنے کی کوشش کرے ۛ

تَحِيَّاتٌ - عربی میں کسی کی تعریف۔ مدح۔ مستائش۔ بڑائی۔ اور اسکی ہر باتوں اور انعامات کے بیان کرنے میں اور اسکی شکر گزاری کی واسطے اس کے حسن احسان کو یاد کر کے۔ اس کے گرویدہ ہونے کے بیاں کو کہتے ہیں۔ اور بعض نے تو فی عبادت بھی اس کا ترجمہ کیا ہے۔

عِبَادَتٌ - فرماں برداری اور تعظیم کا نام ہے اس واسطے زبان سے جو کچھ عبادت اور فرمانبرداری کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اس کا نام تَحِيَّاتٌ ہے۔ چونکہ کل انعامات اور فیوض کا سچا اور حقیقی سہ پہہ اللہ تعالیٰ ہی ہے اور ہر جزا کے خاص فضل کے ہم و دنیا و مافیہا کے کل سامان آرام و تسکین سے متبع نہیں ہو سکے اسلئے صرف اسی کی حمد و ستائش کے گیت گانے اور ایسی فرمانبرداری کو سب پر مقدم کرنا چاہیے۔ دیکھو اگر کوئی ہمارا محسن ہیں ایک علی اور ہر کی عمدہ اور نفیس پوشاک دے۔ مگر اللہ کا فضل شامل حال ہوا ہوں سخت محروم رہتا ہوں تو وہ لباس ہمارے کس کام آسکتا ہے۔ اور اگر ہمارے سامنے اعلیٰ سے اعلیٰ مرغین کھائے قسم قسم کے۔ کہے جائیں مگر ہم کیسے کامرض لاحق ہر توجہ ان کھانوں کی لذت کیسے اٹھا سکتے ہیں۔

غرض غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آسائش و آرام کے کل سامانوں کے ماوے پیدا کرنا بھی بطرح اللہ ہی کا کام ہے اس طرح اسلئے متبع اور باور ہونا بھی محض اللہ ہی کے فضل پر موقوف ہے۔ صحت عطا کرنا۔ و اللہ بخشنا۔ فوت ہاضمہ کی بیماری رکھنا سب اللہ کے فضل پر موقوف ہے۔ اسلئے حکم ہوا ہے۔ وَ أَكْبَرُ تَعْبَادِيكَ تَحِيَّاتٌ - تحریف نعت کرتا۔ اور خدا کے انعامات کا شکریہ ادا کرنا زیادہ انعامات کا باعث ہوتا ہے۔

لَكُنْ شَكْرُكَ تَحِيَّاتٌ وَ تَعْبَادِيكَ تَحِيَّاتٌ - اس طرح سے تحدیث نما اور عطا یا ئے آہی اور شکو کا اظہار زبان سے کرنے کا نام تَحِيَّاتٌ - صلوات - اس تعظیم اور عبادت کا نام ہے۔ جو زبان دل اور اعضا کے اتفاق سے ادا کیا جاوے۔ کیونکہ ایک منافق کی نماز جو ریاء اور دکھاوے کی غرض سے ادا کی گئی ہو نماز نہیں ہو نماز بھی ایک تعظیم ہے جبکہ تعلق بدن سے ہے۔ بدن کا بڑا حصہ دل اور دماغ ہیں۔ چونکہ نماز کے الفاظ ادا کرنے میں۔ اور دل و دماغ اس کے مطالب معانی میں غور کر کے توجہ الی اللہ کرنے میں اور ظاہری اعضا ہاتھ پاؤں وغیرہ ظاہری حرکات تعظیم کے ادا کرنے میں مشدیک ہوتے ہیں اور ان سب کے مجموعہ کا نام بدن یا جسم ہے۔ اسلئے بدنی عبادت کا نام عبادۃ ہے۔ دل و دماغ خدا کی بزرگی اور حق سبحانہ کی عظمت کا جوش پیدا کرتے ہیں۔ بذریعہ اس کے انعامات اور حسن احسان

میں غور کرنے کے اور پھر اس جوش کا اثر زبان پر یوں ظاہر ہوتا ہے۔ کہ زبان کلمات تعریف و شائش کہنی شروع کر دیتی ہے۔ اور پھر اس کا اعصار اور ظاہری جوارح پر پڑتا ہے۔ اور ادب و تعظیم کے لئے کمر بستہ ہونا رکوع کرنا بجز و غیرہ ظاہری حرکات تعظیم بجالاتے ہیں۔ پھر یہ اثر اسی جگہ محدود نہیں رہتا بلکہ انسان کے مالی پر بھی اثر پڑتا ہے۔ اور اسی طرح سے انسان اپنے سزیرا و طبیب مانو کو خدا کی رضا جوئی اور خوشنودی کے واسطے میدرخ یخ خراج کرتا ہے۔ اور مال کو بھی اپنے دل و دماغ زبان اور ظاہری اعصار کے ساتھ شامل و متفق کر کے عبادتِ آہی میں لگا دیتا ہے تو اس کا نام ہے الطبیعیات۔ جسکو بالفاظ دیگر یوں بیان کیا گیا ہے۔ مالی عبادت اور یہ بھی صرف اللہ جل شانہ کا حق ہے۔ غرض۔ انشیات۔ الصلوٰۃ الطبیعیات۔ تینوں طرح کی عبادت اللہ جل شانہ کا حق ہے۔ کسی قسم کی عبادت میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بات سے غنی ہے۔ کہ کوئی اس کا شریک اور ساجھی ہو۔

اَللّٰهُمَّ عَلَيكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ۔ قاعدہ کی بات ہے کہ برحق اور مربی کی محبت کا اثر انسان کے دل میں نظر ثانیہ ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم پر کیسے کیسے احسان ہیں۔ وہی ہیں جنکے ذریعہ ہم نے خدا کو جانا۔ اور پہچانا۔ اور مانا۔ وہی ہیں جنکے ذریعہ سے ہیں خدا کو اور وہی انہی اور اسکی خوشنودی حاصل کرنے کی راہیں بذریعہ قرآن شریف معلوم ہوئیں۔ وہی ہیں جن کے ذریعہ سے خدا کی عبادت کا اعلیٰ سے اعلیٰ طریقہ اذان۔ اور نماز میں میسر ہوا۔ اور وہی ہیں جنکے ذریعے سے ہم اعلیٰ اعلیٰ مباح نیک نرتی کر سکتے ہیں حتیٰ کہ خدا سے مکالمہ و مخاطبہ ہو سکتا ہے۔ وہی ہیں جنکے ذریعہ سے لا الہ الا اللہ کی پوری حقیقت ہم پر آشکار ہوئی۔ اور وہی ہیں جو خدا تعالیٰ کا اعلیٰ ذریعہ ہیں۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اتنے احسانات و انعامات ہیں۔ کہ ممکن تھا کہ جس طرح اور قومیں اپنے محسنوں اور نبیوں کو بوجہ انعامات کثیرہ کے غلطی کے بجائے اس کے انکو خدا تعالیٰ اور خدا شناسی کا ایک آلہ سمجھتے انہی کو خدا بنالیا۔ اور توحید نکھانے والے لوگوں کو واحد و یگانہ مان لیا۔ اور انکی تعلیمات کو۔ جو کہ ہنایت خالص کا اور عبودیت سے بھری ہوئی تھیں۔ بحد لکڑی ترک کر دیا۔ اور انہی کو معبود و یقین کر لیا۔ ہم مسلمان بھی ممکن تھا کہ ایسا کر بیٹھتے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے بعض اپنے فضل و کرم سے اس امت مرحومہ پر رحم کرنے اور خطرناک ابتلا سے بچانے کی غرض سے محمد آجندہ و رسول کا فقرہ ہمیشہ کے واسطے توحیدِ آہی لا الہ الا اللہ کا جز بنا کر مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے مشرک سے بچا لیا۔

بلکہ اسی باریک حکمت کے لئے آنحضرت ص کی قبر بھی مدینہ منورہ میں بنوائی۔ کہ معظمہ میں نہیں رکھی کیونکہ اگر مکہ معظمہ میں آپکی قبر ہوتی تو ممکن تھا کہ کسی کے دل میں خیال پریشانی آجاتا۔ یا کم انکم دشمن اور مخالف ہی اس بات کا استراض کرتے۔ مگر اب مدینہ میں قبر ہونے سے جو لوگ مکہ معظمہ میں جانب شمال سے جانب جنوب منہ کر کے نماز ادا کرتے ہیں۔ تو انکی پیچھے آنحضرت کی قبر کی طرف ہوتی ہے۔ اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے

قیامت تک لے لئے یہ ایک راہ آپکی قبر کے نہ پوجا جانے۔ اور مسلمانوں کے شرک میں مبتلا ہونے کے واسطے بناوٹی۔ غرض اسی طرح سے جن باتوں میں اس بات کا حکم و گمان بھی ہو سکتا تھا۔ کہ کوئی انسان آپکو خدا بنا لے گا۔ یا آپکے شریک فی الذات یا صفات ہونے کا گمان بھی جن باتوں سے ممکن تھا۔ انکا خوف اللہ تعالیٰ نے اسلام کی بھی ادب پاک تعلیم میں ایسا بندوبست فرمادیا کہ یہ ممکن بھی نہیں کہ کوئی مسلمان اس امر کا مرتکب ہو۔ اگرچہ کچھ محسن سے محبت کرنا۔ اور گرویدہ احسان ہونا۔ انسانی فطرت کا تقاضا تھا۔ اس واسطے ایک راہ کھولنا کہ ہم آپکے لئے دعا کیا کریں۔ اور اس طرح سے آنحضرتؐ کے مدارج میں ترقی ہو کر رہے۔ چنانچہ ہر مسلمان نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اَللّٰهُمَّ عَلَیْکَ یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہُ کا پاک تحیتہ پیش کرتا ہے۔ اور درودِ دل سے گزرتا ہے کہ گویا کہ آپکے احسانات اور مہربانیوں کے خیال سے آپکی ایسی محبت پیدا کر لیتا ہے۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے موجود ہیں۔ آپ کے حسن احسانات کے نقشے اور مہربانیوں سے آپکا وجہ و حاضر کی طرح سامنے لاکر محض طب کے رنگ میں دعا کرتا ہے۔ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

بَرَکَاتُہُ عربی میں ثلاث کو کہتے ہیں۔ اس ثنید کا نام ہے۔ جہاں اوپر اوپر کا یا فی جمع ہو جاتا ہے۔ مبارک بھی اسی سے نکلا ہے۔ اور برکت بھی اسی میں سے ہے۔ مطلب یہ کہ آنحضرتؐ کی امت میں ہمیشہ کچھ ایسے پاک لوگ پیدا ہوتے رہیں گے۔ جو آنحضرتؐ کے اصلی حقیقی مذہب اور تعلیم توحید کو قائم کرتے اور شرک و بدعات کا جو کبھی انداز و زمانہ کبوجہ سے اسلام میں راہ پائیں جائیں انکا قلع قمع کرتے رہیں گے۔ اور یہ ضروری ہے۔ آپکی سچی تعلیم و تربیت کا نمونہ ہمیشہ بعض ایسے لوگوں سے ظاہر ہوتا رہے۔ جو امت مرحومہ میں ہر زمانہ میں موجود ہو سکیں۔ چنانچہ قرآن شریف میں ٹری صراحت سے اس بات کو الفاظ ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَکَلَّوْا الصَّٰلِحِیْنَ لَسَخِّلْہُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اَسَخَّلْنَا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہُمْ وَیُؤْتِیْہُمْ مِّنْ الذَّیْنِ الَّذِیْ اَرٰیْہُمْ لَکُمْ وَیُؤْتِیْہُمْ مِّنْ اَرْضٍ مَّوَدَّعَہُمْ یَعْبُدُوْنِیْ لَا شَیْئَہُمْ کُوْنَتْ فِیْ شَیْئَہُمْ وَہُمْ یَعْبُدُوْنَکَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ مُعْتَمِدُ الْقِسْقُوتِ ذٰلِہٖ اَرَادَ اللّٰہُ کہنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپکے دین کے سچے خاندانوں جو صحابہ۔ اولیاء۔ اصفیاء۔ اقیار۔ اور ابدال کے رنگ میں آئے اور قیامت تک آتے رہیں گے۔ انکے واسطے بھی بوجہ انکے حسن خدمات کے جن کو جو سے۔ انہوں نے بعد رسول کریمؐ کو ہمہ پہنچ ترے بھاری احسانات اور انعامات کیے۔ انکے واسطے بھی دعا کرے۔ خدا تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جو کوئی اس گروہ پاک کی مخالفت کرے گا۔ اور انکو عزت کی نظر سے نہ دیکھے گا۔ اور انکے احکام اور فیصلوں کی پرواہ نہ کرے گا۔ تو وہ فاسق ہوگا۔ بلکہ وہاں تک جہاں تک تعظیم نامی۔ اور تعظیم کتاب اللہ اور تعظیم رسول اللہ اجازت دیتی ہو اس گروہ کا۔

اوب اور عزت کرنی۔ اور اس خیال پاک کے حق میں دعائیں کرنے کا حکم قرآن مشریف سے ثابت ہے۔ چنانچہ آیت ذیل میں۔ اِسْـمٰى بَصُوْنِ کُوْبُوْنَ اَدَا کِیَا هَے۔ وَ الَّذِیْنَ جَاوَزُوْا مِنْ اَعْدِیْهِمْ یَقُوْلُوْنَ اِنَّا اَعْفَوْنَا وَ لَوْ اَنَّ اَکْثَرَ اَکْثَرِ الْاِیْمَانِ اَلَّذِیْنَ یَسْقُوْنَ اَمَّا کَیْمَانٍ وَ لَا یَجْعَلْنَ فِیْ قُلُوْبِنَا مَلَأًا یُّذِکِّرُنَ اَهْلُوْ دَرَبِنَا اِنَّکَ رَکُوْبُ الرَّحْمٰتِ (پارہ ۸، رکوع ۴)۔ غرض اپنے پہلے بزرگوں اور خدا ومان اسلام و شریعت محمدیہ کے واسطے دعائیں کرنا۔ اور انکی طرف سے کوئی بغض و کینہ غل و غش دل میں نہ رکھنا۔ یہ بھی ایمان کی سلامتی کا ایک نشان ہے۔ پس انسان کو مرتبہ اور مرتبہ ان ہونا چاہیے۔ اور خدا کی باریک بہاریک حکمتوں اور قدرتوں پر ایمان لانا چاہیے۔ اور کسی سے بھی بغض و کینہ دل میں رکھنا نہ چاہئے۔ خدا کی شان ستاری سے ہمیشہ فائدہ اٹھاتے رہنا چاہئے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ جسکو تہا رسی نظرسن برا اور بد خیال کرتی ہیں۔ اسے توبہ کی توفیق پہنچائے۔ اَفْصَحَ اللّٰهُ مِنْ تُوْبَةِ الْعَبْدِ۔ خدا اپنے بند کی توبہ سے خوش ہوتا ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر جس کسی ویران اور بھیانک وسیع جنگل میں سامان خور و نوش موجود ہوگا اور اس لئے اسے ہلاکت کا اندیشہ ہو۔ مگر پھر اسے سامان میسر آجاوے۔ جس طرح وہ شخص خوش ہوگا۔ اس سے بھی کہیں بڑھ کر خدا اپنے بندہ کی توبہ سے خوش ہوتا ہے۔ پس کسی کو حقارت کی نظر سے دیکھو خدا انکو نواز بھی ہے۔ اور نکتہ گیر بھی۔ ممکن ہے جسے تم حقارت کی نظر سے دیکھتے ہو۔ اُسے توبہ کی توفیق پہنچا دے۔ اور دوسرے اپنے کبر کی وجہ سے راند و درگاہ اور ہلاک ہو جاوے۔ بعض بدیاں جہاں اعمال کا موجب ہو جاتی ہیں۔ اور بعض اعمال جہم میں لجا تے ہیں۔ تمام صاحبین کے واسطے دعائیں کرتے رہنا چاہئے انکے احسانات اسلام اور مسلمانوں پر بہت کثرت سے ہیں۔ خود کا مقام ہے۔ کہ انہوں نے یہ دین۔ اور یہ کتاب یہ سنت یہ نماز اور یہ روزہ ہم تک پہنچانے کے واسطے کس طرح اپنی جائیں خرچ کر دیں۔ خون پانی کی طرح بہا دیئے۔ اپنے نفسوں پر آرام اور عیند حرام کر لی۔ لکتے بڑے بڑے سفر یا پیا و اس شکلات کے زمانہ میں گئے۔ ایک ایک حدیث تحقیقات اور اسکے راوی کے منہ سے سننے کے واسطے کھڑا کو سوں کے ناقابل گذار اور دشوار و دور از سفر انہوں نے کئے پس انکے احسانات انکی مساعی جلیلہ کو ششوں اور محنتوں اور جانفشانیوں کو نظر کے سامنے رکھ کر انکے واسطے درود مندوں سے ترتیب کو دعائیں کہہ۔ اگر انکی ایسی محنتیں اور کوششیں نہ ہوتیں۔ اور وہ بھی ہماری طرح سست اور کابل ہوتے تو فوراً کر دیا اسلام موجودہ حالت میں ہو سکتا تھا۔ اور ہم مسلمان کہلانے کے مستحق ہو سکتے تھے۔ ہرگز نہیں۔ پس انکے واسطے دعائیں کرنا۔ اور نماز میں انکے حقوق ادا کرنے کا جبرو ہونا بھی لازمی اور ضروری تھا۔ بلکہ از بس ضروری تھا۔ کیونکہ مَن کَفَرَ بِشَکْرِ النَّاسِ کَفَرَ بِشَکْرِ اللّٰهِ۔ یہ کہ حق تعالیٰ سبحانہ کی عبادت کرینا لا۔ اور اسکے مقابلہ میں کسی ورسکی کی پرواہ نہ کرنے والا ہونا اور پھر تبت اور کتب پر ایمان لانے والا ہونا چاہیے۔

اکثر تفسیروں میں لکھا ہے کہ جب ہر ایک قوم بت پرست، آتش پرست، عیسیٰ پرست، غزیر پرست، عجائب پرست، اپنے اپنے معبودوں کے ساتھ جہنم میں پہنچ چکے گی۔ مگر صرف خدا پرست لوگ عرش کے مدین میں کھڑے رہ جائیں گے۔ ارشاد عالی ہوگا ہر ایک قوم اپنے خدا کے ساتھ گئی، تم کس کے انتظار میں کھڑے ہو۔ یہ لوگ عرض کریں گے۔ حضور ہم اپنے خدا اور معبود ہر حق کے انتظار میں کھڑے ہیں ہم ساری عمر اسی جگہ کھڑے رہیں گے۔ جب تک اپنے مولیٰ کا دیدار نہ دیکھ لیں گے۔ ارشاد ہوگا تم اپنے رب کی چہرہ شناخت اور پہچان رکھتے ہو۔ عرض کریں گے ہم ضرور اپنے رب کو جانتے اور پہچانتے ہیں۔ حکم ہوگا حضرت جبرائیل کو اسے نشانہ آؤ۔ حضرت جبرائیل نہایت روشن چہرہ لیکر لوگوں کے سامنے آئیں گے۔ سب کے سب اٹھ قدموں میں گئے۔ اور نعوذ باللہ نعوذ باللہ منہ سے نکالیں گے۔ اے بعد خاص تخی آہنی نظر آئیگی۔ سب کے سب سجدہ میں گرینگے۔ اور کچھ حالت اور کیفیت ہوگی۔ وہ اللہ خوب جانتا ہے۔ ساری عمر غائبانہ سجدہ کیے تھے۔ آج حضور کی کا سجدہ نصیب ہوا۔ اے اللہ سعید کو بھی حضور کی کا سجدہ نصیب ہو جائے تیرے کرم و فضل سے پس سجدہ وہ عبادت ہے۔ جسکی ابتدا ملائک سے تھی۔ اور خاتمہ انسان کو رہا اور جب خاص الخاص سجدہ اللہ کو کر کے ہمیشہ کے لئے سجدہ معاف کرائے گا۔

بخاری شریف میں روایت ہو کہ حضرت مصیٰ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مثال نمازی مثل نہر کہو جو ہر مسلمان کے گھر کے آگے جاری ہے۔ پھر جو شخص یہ پانچ نمازیں پڑھیں گا۔ گویا اسنے پانچ دفعہ نہر میں غسل کیا۔ جس طرح روز پانچ دفعہ نہانے والے کے بدن پر سیل باقی نہ رہے گا اسی طرح نماز پڑھنے والے کے گناہ باقی نہ رہیں گے۔ جس نے پنجگانہ نماز کی حفاظت کی۔ رب عالمین پانچ باتیں اسے کریگا۔ اول موت کی سختی سے بچا کرے گا۔ دوسرے قبر کے عذاب سے محفوظ رکھے گا۔ تیسرے حشر کی بدنہایت امن کے ساتھ رہیگا۔ نامہ اعمال واپس ہاتھ میں ملے گا۔ چوتھے پھر اظہر پر بجلی کی طرح گزر جائیگا۔ پانچویں جنت میں بلا حساب داخل ہوگا۔ لوگو قیامت میں تم اپنے رب کی زیارت سے شرف کیے جاؤ گے۔ لیکن دیدار الہی کے حاصل کرنے کا مجرب عمل صبح کی نماز ہے۔ اسے کبھی نہ چھوڑنا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ جنت میں رات ہوگی نہ دن ایسا نورانی وقت ہوگا۔ جیسے دنیا میں صبح کا وقت۔ اسوقت کی نماز بالخصوص دیدار کی وادہ ہے۔ جب دیدار کا شاہ وقت بین نماز اور محاضری کے لئے ملا تو ضرور ہی کہ اسے صلہ میں دیدار اور اصلی محاضری بھی ملے گی جس طرح نمازی بے نمازی لوگوں کو سقا چھوڑ کر مسجد میں گئے۔ عبادت الہی بجالائے۔ قیامت کے دن ان لوگوں کو روتا چھوڑ کر جنت میں جائیں اور دیدار آجی سے مشرف ہوں گے۔ جب حضرت آدم جنت سے دنیا میں آئے۔ تو رات کی صورت دیکھ کر ڈرے۔ ساری رات خوف سے روتے رہے۔ جب صبح ہوئی آپکی وحشت دفع ہوئی۔ آپنے آسکے شکر میں دو رکعت پڑھیں۔ حق تعالیٰ نے اس اُمت پر وہی دو رکعتیں فرض کر دیں۔ تاکہ آدمی پہلی گھنٹی

قبر کی اندھیری سے نجات پائے۔ خالق و لیائے الٰہی کو نظر نماز و اندھی تھا جہاں میں ہوتی اگر نماز
فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لوگوں تم اپنے گناہوں کی آگ میں جلتے ہو۔ مگر جب تم نے صبح کی نماز
پڑھ لی تو وہ آگ بجھ گئی۔ پھر صبح سے ظہر تک تم اپنے گناہوں کی آگ جلا رہے ہو۔ اور اس میں خود جلتے رہتے ہو
مگر ظہر کی نماز سے آگ گناہوں کی بجھ جاتی ہے۔ پھر ظہر سے عصر تک تمہارے گناہوں کی آگ تیر ہو جاتی ہے۔ اور
تہیں جلاتی ہو۔ جب تم عصر کی نماز پڑھتے ہو۔ وہ آگ بجھ جاتی ہے۔ مغرب تک گناہوں کی آگ بہت تیز ہو کر
جلتی ہے۔ جب تم مغرب کی نماز پڑھتے ہو۔ وہ آگ نماز کے سبب کھل ہو جاتی ہے۔ پھر مغرب سے عشاء تک جب
گناہوں کی آگ بھڑکائی جاتی ہے۔ جب عشاء کی نماز پڑھ لیتے ہو۔ وہ آگ بجھ جاتی ہے۔ تم پاک صاف ہو کر
سو تے ہو۔ ارشاد فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ جب نماز کا وقت آتا ہے تو رسول اللہ ایک
فرشتہ سے ندا کرتا ہے۔ اے لوگو! اٹھو آگ تم نے گناہوں کی جلائی ہے۔ اسپرانی ڈالو لوگ اٹھو وضو کرو
نماز پڑھتے ہیں۔ اس نماز کے سبب سارے گناہ بخشے جاتے ہیں۔

روایت ہے کہ جب خدا کا بندہ نماز کے لئے تیار ہو کر اللہ اکبر کہتا ہے۔ تو یگانہ اس طرح ہو جاتا ہے
جیسے کہ ابھی پیدا ہوا ہے۔ جو وقت اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہتا ہو۔ اس کے بدن کے بال کے شمار
کے برابر نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ جو وقت سورۃ احمد پڑھتا ہے۔ گویا حج و عمرہ کجا لاتا ہے۔ یعنی اس کا ثواب حاصل
کر لیتا ہے۔ جو وقت زور کرے کہتا ہے۔ گویا اپنے بدن کے وزن کے برابر سونا چاندی خدا کی راہ میں دیتا
ہے۔ جو وقت سبحان ربی العظیم کہتا ہو جو کتابیں خدا کے پاس سے نازل ہوئی ہیں۔ گویا وہ سب سے عطا
ہے۔ جو وقت سبح اللہ کہتا ہو حق تعالیٰ رحمت کی نظر سے اس کی طرف دیکھتا ہے۔ جو وقت سبحو کہتا
ہے۔ انسان اور جنات کی گنتی کے برابر نیکیاں خدا تعالیٰ بخشتا ہے۔ جو سبح سبحان ربی الاعلیٰ کہتا ہو بقدر ہر ایک
سورۃ اور آیت کے گویا سونامی خدا کی راہ میں آزاؤں۔ جو وقت اتحیات پڑھتا ہے۔ تمام صبر کرنے
کا ثواب اور اجر پاتا ہے۔ جو وقت سلام پھیرتا ہے۔ جنت کے تمام دروازے اکیسوا سطے کھل جاتے ہیں۔
جس دروازے سے چاہیگا بہشت میں داخل ہوگا۔

نفل سے۔ علقم بن السوس سے کہ جو لطف نمازیں عامرین قیسن کو حاصل تھا ایسا کسی دیکھا نہ
بارہا شیطان علیہ اللعنت بصورت کالے سانپ کے مجھ میں آیا۔ اور سب نمازیں تو کر چکا گو لیکن
عامرین قیسن دیسے ہی مشغول رہے۔ اور جنبش بھی نہ کی۔ پھر وہ حدیث عاجز ہو کر جھک مار مار کر اٹھ کرتے
میں گھسے گریبان سے سد نکالتا۔ اور انکو ڈراتا۔ تب بھی آپ کو خیال نہ ہوتا کہ کیا ہے۔ اور کون جھک
مارتا ہے۔ آپ بدستور ویسے ہی عبادت الٰہی میں مشغول رہتے۔ آخر کہ وہ ملعون ناچار ہو کر جلا جاتا
کسی نے کہا حضرت۔ آپ میں کالے سانپ سے نہیں ڈرتے۔ فرمایا۔ ہم سوائے خدا کے کسی سے
نہیں ڈرتے۔ اِنَّ کُمْ مَعَنَا اللّٰہُ اَلْقُلُوبُ

کھڑے ہو جاؤ کہ کر کے سارے جو زمانہ ہو جائیں پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے میں جاؤ۔ اچھی طرح طہارت سے سجدہ کرو۔ پھر سجدے سے اٹھ کر سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ اور باقی ماندہ رکعتیں بھی اسی طرح پڑھو ورنہ کوئی کراہتیں پڑھو اور دو رکعتیں پھر سلام پھر وجب تم اس طرح اپنی نماز پڑھو گے اس وقت ادا ہوگی اور اگر اس طرح سے کچھ کم کرو گے۔ تبہا ہی نماز ناقص رہی کامل نہوگی۔ یہ نماز عوام الناس کی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس زمین پر نماز پڑھی جاتی ہے۔ وہ ٹکڑا زمین کا اپنی چاروں طرف والی زمین کے ساتھ فخر کرتا ہے۔ اور نہایت خوش ہو کر اس نعمت کا اظہار کرتا ہے۔ پھر اسی طرح یہ زمین کچھ چھان نماز پڑھی گئی یہاں سے لیکر ساتویں زمین تک اپنے پاس والی زمین پر فخر کرتا چلا جاتا ہے۔ اس زمین سے لیکر ساتویں زمین تک یہ ٹکڑا معزز اور مکرم ہو جاتا ہے۔ زمین زمین تو سب برابر ہوتا ہے۔ یہ بات پیدا ہو گئی ہے۔ اسے سعید۔ غور کہ جس زمین کے ٹکڑے پر نماز پڑھی گئی۔ وہ ایسا برکت والا ہوا تو اصل نماز ہی آدمی جسے سبب زمین متبرک ہوئی وہ کس قدر مبارک ہو جائیگا۔

احصا اور تندرستی میں جو شخص نماز نہ پڑھتا ہے اس کی طرف نظر رحمت سے دیکھنا۔ اور کونٹ عطا ہوگا۔ مگر یہ کہ توبہ کرے اور کبھی نماز نہ چھوڑے اور جو نماز ادا نہیں کی ہے۔ اسکو ادا کرے تب حق تعالیٰ انکی توبہ قبول کرے گا۔ نقل ہے۔ کہ جو وقت نماز کا وقت ہوتا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا رنگ زرد ہو جاتا اور متغیر ہو جاتا۔ لوگ پوچھتے یا امیر المؤمنین یہ کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں وہ امانت کے اٹھانیکا وقت ہے کہ حق تعالیٰ نے تمام آسمان وزمین اور پہاڑ و ٹھکانا اس امانت کے اٹھانیکا حکم فرمایا تھا پس آسمان وزمین اور پہاڑ سب ڈرے اور مارے خوف کے عرض کیا کہ ہم سے اٹھانا اس امانت کا نہ ہو سیکے گا۔ انسان سنا اس امانت کو اپنے سر پر اٹھالیا۔ ڈرتا ہوں کہ وہ امانت اچھی طرح ادا ہوتی ہے یا نہیں اس ڈر سے میرا رنگ متغیر ہوتا ہے۔

حکایت۔ ایک شخص ایک عورت پر عاشق ہوا۔ اس عورت کا مرد سجد کا امام تھا۔ اس عورت نے اپنے اپنا عشق ظاہر کیا۔ اس نے کہا یہ میرے کچھ چالیں دن بلانا تو نماز پڑھا کرے۔ تو میں اپنے نفس کو تیرے لئے بخشنی ہوں۔ اسنے موافق اسے کہنے کے چالیں روز اسکے مرد کے پیچھے نماز پڑھی۔ بعد ازاں اس کو عورت نے بتایا۔ اس نے قبول نہ کیا۔ اور کہا میں نے توبہ کی۔ یہ کیفیت اپنے مرد سے کہی اس مرد نے کہا اللہ تعالیٰ نے حق کہا ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْتَلِيْ مِنْ الْخَشَاعَةِ وَالْمَيْكِرَةِ

اح ۱ امام رازی کہتے ہیں کہ فجر کی نماز حضرت آدم علیہ السلام۔ اور ظہر کی نماز حضرت داؤد علیہ السلام اور عصر کی نماز حضرت سلیمان۔ اور مغرب کی نماز حضرت یعقوب علیہ السلام۔ اور عشاء کی نماز حضرت یونس علیہ السلام ادا کرتے تھے۔ پانچوں وقت کی نماز کو ہمارے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اور انکی امت کیوں سطر حق تعالیٰ نے مقرر اور فرض کیا۔ تو تمام نیکی و ثواب اور اجر ان سب کا حاصل ہوا۔ اور ہمارے پیغمبر

اور انکی است کی بزرگی و تعظیم زیادہ ہوئی۔ ان نمازوں کو جیسا کہ اسکے سجود و رکوع کا حق ہے ویسا اور کریگا۔ تو خدا کی حفظ و امان میں رہیگا۔ اور حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے انکو ساقیوں اور پیغمبروں کے ساتھ جنت میں داخل کریگا۔ روایت ہے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو قوت بندہ نماز کے لئے تیار ہو کر اٹھ کر کھڑا ہو جیسا کہ اپنے مان کے شکم سے پیدا ہوا ہے۔ ہو جاتا ہے یعنی گناہوں سے پاک جو قوت و عفو باللہ من الشیطان الرحیم کہتا ہو اسکے بدن کے ہر ایک بال کے شمار کے برابر نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ جو قوت سورہ الحمد پڑھتا ہے گویا حج اور عمرہ کیا لاتا ہو دیکھئے اس کا ثواب حاصل کرتا ہے۔ جو قوت رکعت کرتا ہے۔ گویا اپنے بدن کے برابر سونا چاندی خدا کی راہ میں دیتا ہے جو قوت سبحان ربی العظیم کہتا ہے۔ جو کہ میں خدا کے نزدیک سے نازل ہوئی میں۔ گویا سب پڑھتا ہو جو قوت سبحان اللہ لمن حمد کہتا ہو حق تعالیٰ رحمت کی نظر اسے دیکھتا ہے جو قوت سجدہ کرتا ہے۔ انسان اور جنات کی گنتی کے موافق نیکیاں خدا تعالیٰ بخشتا ہو۔ جو قوت سبحان ربی الاعلیٰ کہتا ہے بقدر ہر ایک سورۃ اور آیت کے گویا سرفلام خدا کی راہ میں آذوائے جو قوت التحیات پڑھتا تمام صبر کر نیو انکا ثواب و اجر پاتا ہے۔ جو قوت سلام پھرتا ہے۔ جنت کے تمام دروازے اسکے واسطے کھل جاتے ہیں۔ جس دروازے سے چاہیگا بہشت میں داخل ہوگا۔ منقول ہے۔ کہ جو قوت سلمان خدا کے واسطے سجدہ کرتا ہے حق تعالیٰ اس کا درجہ بلند کرتا ہے۔ اسے بندہ نمازی اگر تو دیکھ لے کہ تیرے سامنے کون ہے۔ اور کس سے باتیں کرتا ہے۔ تو اللہ قیامت تک نماز کا سلام نہ پھیرے گا۔ نمازی ہیں رہتے رہتے مرجائے اور کبھی بس نہ کرے۔ منقول ہے کہ عورت جب پڑھ کر پڑھ کر مرو کے حق میں دعا کرتی ہے۔ وہ نماز مقبول ہوتی ہے۔ (از رواجہ منہدی)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک لڑکا اپنے ساتھ رکھا کرتے تھے جو نماز کے وقت پکے پکی ہو کر پکڑ کر مسجد لٹا۔ اور آپکو روبرو قیام پکڑ کر گھروٹیا۔ ایک دن وہ بچہ نہ آیا۔ نماز کے وقت اسے پکارا وہ حاضر نہ تھا آپ نے نماز کے شروع میں پچھن ہو کر جناب الہی میں دعا کی۔ یہ نابینا ہونا مجھے قیامت میں رسوا کرے مجھ کو قیامت کی رسوائی سے بچالے۔ فوراً آپکی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ آپ نے آپ مسجد میں چلے گئے پھر ایسا ہوتا کہ جب نماز کا وقت ہوتا آپکی آنکھیں روشن ہوتیں۔ جب نماز سے فارغ ہو کر اپنے گھر میں جاتے تو پھر نابینا ہو جاتے ہر روز یہ حال ہوتا۔ **حکایت**۔ عاصم بن قیسؓ ایک بار سامنوں کے جنگل میں پہنچے۔ اور نماز پڑھنا شروع کیا۔ جب سورج ڈوبنے کے قریب پہنچا۔ تو ایک عابد نصرانی انکے پاس آیا۔ اور کہا کہ آپ کون ہیں۔ کہا میں مسافر ہوں۔ بولا رات کو میرے مکان پر رہنا کہ جنگل میں نپوں کا ہے۔ تم کو اسے ایذا پہنچے گی۔ اور مکان کو سہے کا بہت مضبوط ہے۔ کہا میں خلاف مذہب کی پناہ نہ لوں گا۔ وہ مجبور ہو کر چلا گیا۔ اور اپنا مکان بند کر کے سو رہا۔ جب آدھی رات ہوئی بیدار ہوا اور حقیقت پر سے دیکھا۔ کہ حضرت عاصمؓ نماز میں مصروف ہیں۔ اور ایک شیر گرد اسے پہرے والے سپاہی کی طرح ٹہکتا ہے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے شیر کے کہا کہ تجھ کو کچھ کہنا ہو تو کہہ ورنہ رخصت ہو۔ تاحق خلی انداز نہ ہو وہ مسلمان کر کے دم بٹاتا ہوا چلا گیا۔ نصرانی عابد یہ دیکھ کر حیران ہو گیا۔ اور کہا آپ کیا مذہب رکھتے ہیں۔

شخص زمین پر لیٹا ہوا ہے۔ اور ایک دوسرا شخص ہاتھ میں پتھر لیے کھڑا ہے۔ پھر روز سے اس پتھر کو اس شخص والے کے سر پر مارتا ہے۔ پتھر دوڑ بکھجتا ہے۔ سر چوڑ ہو جاتا ہے۔ یہ شخص اپنے پتھر کو لے کر گیا ہے۔ کہ اس شخص کا سر پھر ٹپتا ہوا۔ آتے ہی پھر دوبارہ پتھر مارتا ہے کہ سر چوڑ ہو گیا۔ اس طرح کیے جاتا ہے۔ میں کان فرشتوں سے پوچھا یہ کون ایسا گنہگار ہے جس کا سر کچلا جاتا ہے۔ فرشتوں نے کہا کہ یہ فرض نماز چھوڑ کر سو جاتا۔ نماز نہیں پڑھتا تھا۔

دنیا میں مال حاصل کرنے کے جائز طریقہ چار ہیں۔ بادشاہت ریاست یا نوکری عہدہ وزارت وغیرہ یا پیشے زراعت صنعت و دستکاری اور تجارت پس جو شخص ریاست کے سبب نماز سے غافل رہا۔ اس کا حشر فرعون کے ساتھ ہوگا۔ جو شخص نوکری عہدہ ملازمت کے سبب نماز چھوڑ بیٹھا۔ وہ ہمان وزیر کے ساتھ ہوگا۔ جو شخص دستکاری پیشے کے سبب نماز سے غافل رہا وہ قارون کے ساتھ ہوگا۔ کیونکہ قارون دستکاری تھا۔ جو شخص تجارت زراعت کے سبب نماز چھوڑے گا۔ وہ ابلی خلیفہ سوداگر کے ساتھ دوزخ میں جائیگا۔

جو شخص دنیا میں ریاست سلطنت میں مشغول رہ کر نماز سے غافل رہا ہوگا۔ اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے نماز چھوڑنے کا عذر کہیگا کہ آجی تو نے مجھے سلطنت دی تھی اس کے سبب میں نماز سے غافل یا حکم ہوگا کہ حضرت سلیمان کو حاضر کرو۔ جب یہ حاضر ہوئے۔ فرمایا کہ دیکھو یہی تو بادشاہ تھے۔ انہی بادشاہت نے انہیں نماز سے کیوں نہیں روکا۔ کسی بادشاہت سے نماز نہیں رکتی۔ بلکہ خود غافل تھا۔ ملائک لے چلتے ہیں ڈالو۔ اگر کوئی اپنی سیاری کا عذر کرے گا۔ تو حضرت ایوب بلائے جائیں گے۔ اور اس طرح حکم ہوگا۔ اور اگر کوئی اولاد کی پرورش کا عذر کرے گا۔ حضرت یعقوب کو بلا جائیگا۔ اور پھر حکم ہوگا۔ اور اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے ظلم یا مرد اپنے اٹھائے ظلم کو ستم کا عذر کرے گا۔ بی بی آسیہ فرعون کی بی بی کو کہا جائے گا۔ بلا وجہ وہ حاضر ہونے کو تیار ہوگا۔ کہ تیرا خاوند یا بادشاہ زیادہ ظالم نماز سے روکنے والا تھا یا یہ اس بیوی کا خاوند فرعون زیادہ ظالم تھا ظلم کسی کو روکتا تو آسیہ کو ضرور روکتا۔ اسے بے نمازیہ خاوند کا یا حاکم کا عذر غلط ہے۔ تو خود اپنے اللہ کی عبادت سے غافل تھا۔ اسلئے تو نے نماز نہ پڑھی۔ ملائک لے جاؤ دوزخ میں ڈالو

روایت ہے کہ جو کوئی ایک وقت کی نماز عذر چھوڑے گا۔ اس ایک آنکھ کے لئے تین حقہ دوزخ میں عذاب پاوے گا۔ انہی ہزار برس کو حقہ کہتے ہیں۔ تین حقہ بننے دو لاکھ چالیس برس ہوئے۔ ایک وقت کی نماز کے وسط دو لاکھ چالیس ہزار برس دوزخ میں جلتا ہے۔ خواہ مرد خواہ عورت افسوس انکے حال پر ہے۔ جو عمر بھر نماز نہیں پڑھتے۔ انکو لاکھوں برس دوزخ میں جلتا ہے۔ اسباب میں خوب فکر کرو اور توبہ کر کے جلد نماز پر قائم ہو جاؤ۔ اور چھوٹی ہوئی نماز کو ادا کرو۔ جب حق تعالیٰ تمہاری توبہ قبول کریگا۔

منقول ہے کہ قیامت کے روز گنہگاروں کا منہ کالا ہوگا۔ اس میں بے نمازیوں کا زیادہ کالا ہوگا۔ روایت ہے کہ جہنم میں ایک داووسی اسکا نام لہم ہے۔ اس میں سانپ کچھ بھرتے ہوئے ہیں۔ ہر ایک سانپ کی زبانی

نیکو کاروں کی طرف اشارہ ہے۔

ایک مہینہ کی راہ ہے بچہ بھی ایسی طرح ہیں۔ سب سے نماز کو کاٹتے ہیں۔ ان کے ایک نذر کاٹنے کا نہ ہر ستر برس تک جوش کرے گا۔ بعد اسکے جس سے تمام گوشت ہڈی سے جدا ہو کر گر پڑے گا۔

عمل شوق نماز شب خستہ میں نصف شب کی وقت اہلک و ضلک کے دور رکعت پڑھتے اور آیت۔ قُلْ اَعْبُدُوا اللَّهَ اَيُّ دَعْوَا الرَّحْمٰنِ سے تکبیر تک شیشہ کے برتن میں زعفران و گلاب سے لکھ کر اور برتن کو پانی دھو کر پھر ان آیت کو اس پانی پر پڑھ کر بعد نماز صبح اس پانی پر اہل شجر و درختوں کو دے۔ انشاء اللہ تعالیٰ مقصود حاصل جاتی رہے۔ اور ایک کاموں کا۔ اور نماز کا شوق ہو جاوے پانی پی لے دے۔ انشاء اللہ تعالیٰ مقصود حاصل ہوگا نماز و آخر میں۔ جو شخص اس نماز کو پڑھتا ہے۔ جن نفل کی قیامت کے دن واکروں میں تھا اور جو حاجت چاہے گا اور ہوگی۔ اور سعید ثواب پاویگا۔ ترکیب یہ جو چار رکعت کی نیت کرے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پندرہ بار پڑھ کر تین بار لا الہ الا اللہ کہے اور قومہ و جملہ رکوع و سجود میں یہ درود نذر کرے پانچ پانچ دفعہ پڑھے۔ ذکر کر دے اور بعد سلام کے تین سو بار تھہرے لا الہ الا اللہ یہ نماز کبھی بھی ضرور پڑھے۔ اور اگر بھر میں ایک دفعہ ضرور پڑھے۔

قصائد نماز و نیکو کفارہ کے لئے چار رکعت پڑھتے۔ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی ایک بار سورہ کوثر پندرہ بار بعد سلام کے کلمہ تجید اور دو و شریف اور استغفار سو سو بار پڑھے۔ یہ نماز دس دس برس کی نماز و نیکو کفارہ کا ثواب رکھتی ہے۔ یہ نماز شروع ماہ کے جمعہ کو پڑھے۔ تو نیا دہ اولیٰ ہے۔ اور اصل کفارہ نماز کا ایجوکت کے پونے دو سو گز ہیں۔ اور ترمذی نماز کا کفارہ مثل ایک وقت کی نماز ہے یعنی فرض پر کفارہ اور ترمذی پڑھتا

نفل ہے کہ حضرت سے کوئی اس دعا کو پڑھے اس کی نماز فوت شدہ کا کفارہ ہو جاوے گا مگر ایسے ترک نماز نہ کرے۔ غرض کہ بسیار ثواب ہے۔ اس دعا کے پڑھنے کا بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین میں اول الدنیا الیٰ فناء ہدین الاول والاخرہ الیٰ نقاہا۔ الحمد للہ علیٰ واستغفر اللہ من کل ذنب و التوب لہ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

بعد نماز فجر کے جو کوئی سات مرتبہ اَللّٰهُمَّ اجْزِئْ عَنِّي النَّارَ پڑھے۔ اور اگر اس روز مرے گا اللہ اس کو بچا دے گا۔ آتش و دوزخ سے اور جو مغرب کے وقت یا عاشا کی نماز کے بعد پڑھے۔ اس رات کو مرے تو بھی آتش و دوزخ سے نجات پاویگا

بعد نماز فجر کے سو مرتبہ ہر روز لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِکُ الْحَمْدُ اَلْبَیِّنُ پڑھے عقیقہ کے عذاب سے نجات اور دنیا میں کشائش رزق کی حاصل ہو۔ اور بعد نماز ظہر کے پانچ سو بار حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ پڑھے اگر فحش کم پڑے سو مرتبہ ضرور پڑھے۔

اور بعد نماز عصر صبح فاطمہ رضی اللہ عنہا کی پڑھے۔ کہ اسے کشائش امور دینی اور دنیوی کے بہت فائدہ

مند ہے اور حضرت نے اپنی صاحبزادی کی تعلیم فرمائی تھی اور وہ تنقیح بالبحان اللہ اور تنقیح بالکلمۃ اللہ اور تنقیح باللہ والہ رب العالمین کے سوا برا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نہ پڑھا اور بعد نماز عشاء کے سو باوردو شریف پڑھتی اور دوکی بہت تکیں میں ایک قسم اختیار کر لے۔

بعد ہر نماز کے آیۃ الکرسی ادا کرے اور چاروں طرف ایک ایک بار پڑھنا خجالت دیتا ہے تو رخ سے کیا کرے
دوسری نماز تک سکا پڑھنے والا اگر اس درمیان میں سر جھکا جتنی ہوگا۔

جو نماز میں سلام پھیرنے سے پہلے کہے اللھم انی ظلمت نفسی ظلمت کثیرہ اولا یعفہ الذنوب الا انک
فاغفر لی مغفیرا من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم:

نماز تشریع کا ایک اور بہت بڑا ثبوت ہے کہ اس کے ساتھ بعد فرض نماز پڑھنا اور اس سے پہلے جماعت سے پہلے اور بعد رکعت کے بعد سلام پھیرنے اور ہر رکعت کے اختتامیہ اور پہلے گناہ اور اوپر سے ہر رکعت میں تھیں۔ اور یہ بھی ہے۔ وعاظ میں سُبحانَ ذی الملک والملكوت مُستحاکم ذی الفیض والعطیۃ والنجوت سُبحانَ الملک القدوس سُبحانَ الملک الحق الذی لا یموت ولا یموت کہ جو نماز اور جماعت

سے صرف رمضان شریف میں جائز ہے۔ تراویح رمضان بھر میں یکا بار کلام تحمیدیں لینا مسنون ہے۔ اگر تراویح کی نیت وہی ہے جو اور نوافل اور سنتوں کی ہے۔ نماز تحمیدین سال میں عیدین ہوتی ہیں ایک رمضان کے بعد ایک عید الفطر و فطر کے معنی میں وہ کھلونے جو بچہ عید روزے ختم ہونے پر ہوتی ہیں اسے اس کا نام لکھا گیا کہتے ہیں۔ اور دوسری کو بقرعید۔ نماز عید سے غسل کرنا مسنون کرنا بھی کفر سے بھیننا۔ خوشبو لگانا مستحب۔ عید کا کھڑن تحمید اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر واللہ اکبر واللہ اکبر واللہ اکبر واللہ اکبر کہتے ہو جانا چاہی عید الفطر میں آہستہ کو بقرعید کے روزہ روزے عید طریں نماز سے پہلے کھا کر جانا چاہی اور بقرعید میں نماز سے آگے کھا چاہی تو جب آفتاب بقیہ ایک نہر ملندہ ہو وقت عید کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے اور وہ بہت ہنسنا ہے لیکن بقرعید کی نماز عید الفطر کی نماز سے پہلے سوچنی چاہیے تاکہ قربانی کیلئے کافی وقت مل سکے نماز عید و نیتیں جماعت سے پڑھنی چاہئیں۔ اول کعت میں کھیر تحریر و رشتہ کے بعد نیت تکبیریں کہے ہر تحریر میں اللہ اکبر کہنے کو بعد دونوں ہاتھ کاٹوں تک ٹھاکر چھوڑ دے باندھے نہیں اس کے بعد دونوں ہاتھ ماندھوئے۔ ہاتھ ماندھو کر امام فاتحہ اور سورۃ بقرہ کو رکعت کر کے اور دوسری کعت میں فاتحہ

وہ سورتہ کے بعد تین تکبیریں کرنی چاہئیں۔ ان تکبیروں میں بھی ہاتھ نہ باندھنا چاہئے چوتھی تکبیر کو کہہ کر کوع میں جاؤ۔ یہ تین تکبیریں عید کی واجب ہیں عید کا نماز کی نیت سے اُڑیں اُن اُمّی صَلَوة الْعید دینت کرتا ہوں میں ناز عید کی اَعطَلات نماز۔ تکبیر تحریمہ۔ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللہ ربّ کے زیادہ بزرگ ہو۔

ثُمَّ تَبَعْنِي فَانْتَ اللَّهُمَّ رَحْمَدُكَ وَلَعَالِي جَدِّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ۔ اے خدا تو تمام افعال نص کے پاس کو

ہم تیری حمد کرتے ہیں تیرا نام بزرگ والا ہو تو بڑی عظمت الہی (تیری بزرگی بڑی ہے) بجز تیرے کوئی۔

ॐ

میں نے

جان
ساز

پریش کے قابل نہیں تھوڑا تھوڑا باللہ عن الشیطان الرجیم۔ ہر خدا کے وسیلے سے ماندے کو شیطان سے پناہ مانگتے ہیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ میں خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہان ہو پیراجم والا۔ تسمیع بِسْمِ اللّٰهِ لَکِنْ حَمْدُہٗ۔ خدا تعالیٰ نے اسکی بات سن لی جسکی شناودھوت کی۔
 تحمید۔ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ۔ اسے ہمارے پروردگار پر ہے ہی تعریف ہو۔ رکوع کھنڈ پر پناہ کہہ کر
 جھکنا اور دعا پڑھنا مَبْحَاحٌ رَبِّیْ اَعْظِیْمُ۔ میرے بزرگ پروردگار تمام برائیوں سے پاک و سچہ۔ مانتا یعنی
 پیشانی اور ناک کو زمین سے لگا دینا اور ہاتھوں کو کانوں کے پاس رکھنا۔ اور یہ پڑھنا۔ مَبْحَاحٌ رَبِّیْ اَعْلٰی
 میرا پروردگار میرے رب برائیوں سے پاک و تشہد التَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالطَّیَّبٰتُ السَّلَامُ عَلَیْکَ
 اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ السَّلَامُ عَلَیْکَ وَحَلٰی عِبَادَ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَشْہَدُ اَنَّا لَا اِلٰہَ اِلَّا
 اللّٰہُ وَ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ تمام کئے اور رحمتیں دیا کیرہ جنس خدا کے لئے ہیں۔

اسے نبی آپ پر سلام اور خدا کی رحمت اور اسکی برکتیں ہوں ہم پر سلام اور خدا کے تمام نیک بند و پیغمبر میں
 اسکی گواہی دیتا ہوں۔ کہ سوائے خدا کے کوئی پریش کے قابل نہیں۔ اور میں اپنی دیتا ہوں۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 اسے بندے اور پیغمبر میں پور و شریف اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد صفا صلیت علی
 ابراہیم وعلی آل ابراہیم اِنَّکَ حمید مجید اللّٰہم بارک علی محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلی
 آل ابراہیم اِنَّکَ حمید مجید۔ اے خدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی اولاد پر رحمت کر جیسے کہ تو نے۔

حضرت ابراہیم اور انکی اولاد پر رحمت کی بیشک تعریف کیا گیا۔ اور بزرگ ہو۔ اے خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم اور انکی اولاد پر رحمت کر جیسے تو نے حضرت ابراہیم اور انکی اولاد پر رحمت کی بیشک تعریف کیا گیا
 وعا۔ اللّٰہم اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِرَبِّیْ عَلٰی کُلِّ ذَا لَہٗ لَا یَغْفِرُ الذَّنْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِّیْ غَفْرًا
 مِنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ وَاَعْلَمُ مَا تَعْلَمُ اَللّٰہُمَّ اَنْتَ السَّمِیْعُ
 وَهَلْ لَکَ السَّمْعُ تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔ وعا حضرت فاطمہ مَبْحَاحٌ اللّٰہُ سُبْحٰ
 الْحَمْدُ لِلّٰہِ سُبْحٰ لِلّٰہِ الْکَبِیْرُ سُبْحٰ لِلّٰہِ۔ وعا اے قنوت۔ اللّٰہُمَّ اِنَّا اَسْتَغْفِرُکَ وَ
 نَسْتَغْفِرُکَ وَلَمْ نَمْسِکْ بِکَ وَتَمْسِکْ عَلَیْکَ وَنَسْنِیْ عَمَلِکَ الْخَلُوْ وَنَشْکُرُکَ وَ لَا نَقْصُرُکَ
 وَنُحْنِیْکَ مِنْ تَجْہِیْکَ اللّٰہُمَّ اِنَّا اَتَعُوْذُ بِکَ لِنَفْسِیْ وَنَسْجُدُ وَ اَلِکَ لِسْتَعِیْذُ وَنُخْفِیْ
 وَنَرْجُوْ رَحْمَتَکَ وَنَحْشِیْ عَذَابَکَ اِنَّا عَذَابُکَ بِالْکُفْرِ وَنُحْنِیْ۔ اے خدا ہم تجھے مدد دیتے ہیں
 اور تجھے بخشش کے خواستگار ہیں تجھ پر ایمان لانے میں تجھ سے کُل کرتے ہیں۔ تیری اچھی تعریف کرتے ہیں تیری
 اچھے شکرت کرتے ہیں۔ تیری نافرمانی نہیں کرتے۔ اور طبعی ہوئے ہیں اور چھوڑتے ہیں انکو جو تیری نافرمانی کرتی
 ہیں۔ اے خدا تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ تیری ہی قنوت پڑھتے ہیں تجھ کو بخندہ کرتے ہیں۔ تیری ہی عزت
 بھجوا کرتے ہیں۔ اور دوسرے میں اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں۔ تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں اور خدا کا کفر نہ کرنا چاہتے ہیں

فرائض نماز

نماز میں فرض تیرہ ہیں ۱۰ نمازین شروع کرنے سے پہلے انکو نماز کے شرائط کہتے ہیں اور ۳ نماز کے اندر ہیں انکو نماز کے ارکان کہتے ہیں **شرائط نماز** (۱) بدن کا پاک ہونا (۲) کپڑوں کا پاک ہونا (۳) جہاں نماز پڑھی جائے اسجگہ کا پاک ہونا (۴) نماز سے زانو تک من کا دھوا ہونا (۵) قبلہ کی طرف منہ کرنا (۶) نماز کی نیت کرنا۔ اگر فرض ہو تو یہ نیت عربی میں۔ **اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیدُ فَرْضَ النّٰوْتِ فَلِیْسَ لَیّ وَ لِقَبْلَہُ مَیّ** جب فرض یا جماعت امام کے پیچھے ادا کرے۔ تو فرض الوقت کے بعد یہ الفاظ بھی کہے متاثر ہوتا امام۔ یعنی اس امام کے پیچھے یا اللہ میں اسوقت کے فرض ادا کرتا ہوں۔ تو میرے لئے اسکو آسان کر دے۔ اور اسکو میری طرف سے قبول فرما۔ اگر تو میرا تو یہ نیت کرے **اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیدُ اَوْتَر فِلِیْسَ لَیّ وَ لِقَبْلَہُ مَیّ** سنت یا نفل ہو تو یہ نیت کافی ہے۔ **اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیدُ الصَّلٰوۃَ فِیْسَ لَیّ وَ لِقَبْلَہُ مَیّ** اور میں نیت اسطرح کرتا ہوں۔ نیت کرتا ہوں کہ وقت یا چار رکعت نماز فرض یا سنت یا نفل اسطرح اللہ کے۔ منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔ **ارکان نماز** (۱) نماز کے شروع میں اللہ اکبر کہنا۔ انکو تخریم کہتے ہیں۔ (۲) پہلے بھی لکھ چکے ہیں (۳) کھڑا ہونا اسوقت کہ تہن ہیں (۴) قرأت یعنی چھ قرآن مجید پڑھنا (۵) رکوع (۶) سجود (۷) قعدہ اخیر یعنی نماز کے اخیر میں قعدہ (۸) قصد آخر ختم کرنا۔ **شرائط نماز کے مسئلے** (۱) اگر زخم سر سے وقت خون غیر نکلتا ہو یا بد وقت کھیر چلی ہو یا پیشاب کے قطرے آتے ہوں تو اسوقت میں نماز ترک کرنی چاہیے نماز کے وقت وضو کر کے پڑھ لینا چاہیے۔ (۲) مرد کا ستر ناف کے نیچے سے زانو تک ہو اور زانو بھی ستر میں داخل ہے۔ اور عورت کے لئے سواد دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں اور منہ کے تمام بدن ستر ہو اور اگر ستر کے حصہ میں سے چوہا یا کھلی یا کچھ نماز غائب ہو جائیگی۔ (۳) اگر گھر سے پاک نہوں۔ اور لئے دھو نہ کا بھی کچھ مان نہ ہو تو پاک کپڑوں ہی سے نماز پڑھ لے نماز کو ترک کرے (۴) اگر نمازی ایسی جگہ ہو کہ قبلہ معلوم نہ ہو سکے یا شب کی تاریکی ہو یا کوئی آدمی بیٹھ جس سے جگہ کا رخ پوچھ تو ایسے وقت میں لین سوچے کہ قبلہ کطرف ہوگا جس طرف ارکان و شہادت کا محیط نماز پڑھ لے اور میں بھی ہو تو جس طرف موقع طے اسطرح نہ کر کے نماز ادا کرے خواہ قبلہ کی طرف بلوغہ طرف ہو نماز ادا کیو جائے اسکی قصد نہیں ملے گی۔ **ارکان نماز کے مسئلے** (۱) اگر نماز کسی جگہ سے کھڑا ہو تو قعدہ کے بعد نماز ادا کرے اور قعدہ نماز پڑھ لے ہمیشہ جائز ہے اور اولی کھڑے ہو کے پڑھتا ہے (۲) قرأت میں کم از کم ایک ہجری بیت یا چھوٹی تین ہیں ہونی چاہئیں (۳) قعدہ میں سجدہ پڑھنا فرض ہے جس میں ویل تین یا چھ سجدے۔ **واجبات نماز**۔ نماز کے واجبات تین (۱) اُمید پڑھنی (۲) الحمد بعد کوئی سو قے یا ایک ہجری بیت یا تین چھوٹی تین آیتیں پڑھنی (۳) تمام ارکان نماز کو ظہر عصر کو ادا کرنا اسوقت بعد از ارکان کہ تہن ہیں۔ (۴) چار کوئی یا سہ کوئی نمازین در رکعت کے بعد تین اسکو تھرا دلی کہتے ہیں (۵) دونوں قعدہ نہیں قعدہ اولی ہو یا قعدہ اخیرہ امتحان پڑھنا (۶) جہہ در خرقہ عشا۔ اور صبح کی نماز میں امام قرأت کو اواز سے پڑھتا جو شخص ہوتا نماز پڑھو اسکو اختیار ہے کہ ان وقت میں قرأت تہن بھی پڑھاؤ اور نہ تہن ظہر عصر میں قرأت کو تہن پڑھنا (۷) جو فرض تہن پڑھاؤ یا بار بار رکعت میں آتے ہیں انکو ترتیباً ادا کرنا (۸) ہر شخص کی ویل

راکتوں میں قمرات پڑھنا آخر نمازیں سلام پھرنا یہ فرض واجبات عمدہ ثابت ہوئے ہیں ان کے علاوہ تورو کی کسرت
 میں نہ تقوت کا پڑھنا بھی واجب ہے۔ اور نیز عیدین عید الفطر اور عید الفی (بقر عید) میں جب بارگاہ الکریمہ جب (کوئی بھی کثرت میں
 قمرات پہلے تین بار و دوسری کثرت کے بعد تین بار۔ نماز کی کثرت۔ نماز کی کثرتیں سو کثرتیں بارہ میں (۱۱) دفعہ پڑھیں
 یعنی نماز کے شروع میں و نوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھانے اور طرح کرانے کو کانوں کی نوٹس ملانے اور باقی کھیاں نہ بہت کشاویہ
 ہوں۔ نہ بند (۲) دونوں ہاتھ بند کرنا نیز ہاتھوں میں کثرت کرنا ان کے نیچے و ان کے اوپر کو بائیں ہاتھ کے اوپر کرنا کہ انہیں ہاتھ سے
 بائیں کو پھینکیں (۳) نماز کے شروع میں میں سبحانک اللہم و بحمدک و ربنا انک انتک و تعالیٰ اجڈ لک
 قل لا الہ غیرہ لک پڑھنا اس کو رکعت میں دم اٹھانے کے بعد غروب النہر النہر الشہان (۴) نیز پڑھنا اس کو نعوذ بکتہ میں۔
 (۵) ہر رکعت کے شروع میں ہم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا (۶) الحمد کے بعد میں ہاتھ ہاتھ بالہزم (۷) ایک کن سے دوسرے
 کن کی طرف جائے وقت اللہ الکریم اس کو تکبیرات انتقالات ثبت میں ۱۰۰ رکعتیں جس کا ربی العظیم عن یا یا ناچ
 یا سات لکھنا (۹) رکعت سے کھڑے ہو کر (۱۰) سبح اللہ لک تہدہ پڑھنا اس کو تیسری میں اور عقیدہ کو ربنا لک تہدہ اور
 تہنا نماز پڑھنے والی کو فقط سبح اللہ یا دونوں لکھنا (۱۰) آجہ میں بجان ربی لا ین الی یا سات بار نو یا کیا بارہ یا کھنا۔
 البقیہ کے بعد و روشد لک پڑھنا (۱۲) و روشد لک کے بعد کئی دعا پڑھنا مسدسات نماز اور ذیل سے نماز ماند
 ہو جاتی (۱۳) بات کرنا اگر بھول کر ہو یا چند میں (۱۴) دریا رعیت کیونکہ آواز سے رونے اگر خدا کے دے سے و بیگنا
 تو نماز جاری (۱۵) اپنے نام کے سوا کوئی اور تہان پڑھنا جس سے تو کو تہان پڑھنا نام کو بتا دینے سے فائدہ نہیں جاتی
 (۱۶) نمازیں چھ لکھنا یا پڑھنا بہت سا کام وہی جو دونوں ہاتھوں سے کیا جائے یا جو دیکھ کر کوئی سمجھیں یہ شخص نماز
 میں نہیں بہت اسو ذیل کا نماز میں کرنا مکروہ ہے ان امور سے نماز کا ثواب کم ہوتا ہے۔
 مکروہات کھانا (۱۷) چادر یا صفائی کو کسیہ یا کندھے پر اس طرح ڈالنا کہ اسے کندھ سے شکے میں لکھو اور بسا
 کو بغیر تین میں ہاتھ ڈالے سر سے (۱۸) پڑھنا (۱۹) مٹی کو پشانی سے صاف کرنا یا سات نمازیں (۲۰) کپڑے کو مٹی
 سے بچانے کے لئے میٹھا اٹھانا (۲۱) ننگے سر نماز پڑھنا (۲۲) پریشانی کے سامنے سے بلا ضرورت کٹری یا پٹی کو
 ہٹانا (۲۳) اگر مجروح ہو سکے تو ہٹانا ورنہ سب (۲۴) اٹھینے کو نمازیں چھانہ (۲۵) نمازیں و انہیں میں طرف یا اتھان کی
 طرف دیکھنا (۲۶) نمازیں انگریزی یا جمالی پینا (۲۷) آجہ سے کی وقت دونوں بازو کو زمین پر بچھا دینا یا بہت کوران
 سے ملانا (۲۸) بلا ضرورت کھانا ہٹانا اگر کھانا کسی رنگ کے تو مصلحت نہیں (۲۹) پیٹیا یا پاشانہ کی ضرورت کی حالت
 میں نماز مکروہ ہوئے فارغ ہو کر اطمینان کے ساتھ نماز پڑھنی چاہئے۔
 اذ ان و دعا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر
 اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان محمد رسول اللہ اشھد انک محمد رسول اللہ
 حتی علی الصلاۃ حتی علی الصلاۃ حتی علی الصلاۃ حتی علی الصلاۃ حتی علی الصلاۃ حتی علی الصلاۃ
 الصلاۃ خیر ما یقرن النعم الصلاۃ خیر ما یقرن النعم اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر

وَعَالِجِدْ اَوَّلَانِ اللّٰهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ النَّاهِيَةُ وَالصَّلَاةُ الدَّائِمَةُ اِنَّ مُحَمَّدًا لَوْ يَسْئَلُكَ
وَالْفَضْلُ وَالْكَرَامَةُ الرَّفِيعَةُ وَابْتَعَتْهُ مَقَامًا مَّحْمُودًا لَدَيْكَ لَوَدَّ اَنْ رَّزَقْنَا شَفَاعَتَهُ
لَكُنَّ الْقِيَمَةُ اِنَّكَ لَا تَخْلُفُ الْمِيَادِ

اقامت - اقامت کے کچھ ہی کلمات میں ہر منی علی الفلاح کے بعد فعل قَامَتْ الصَّلَاةُ وہاں زیادہ ہو
جب وہاں سے تو دل سے توجہ ہو کر سنا جائے اور اس طرح دے کہ جو الفاظ موزون کی زبان سے نکلیں سنا کر بہت توجہ ہو کر سنا
جائے جبہ علی الصَّلَاةُ کہے تو یہ لاجل لا قوۃ الا باللہ یعنی ہمیں ہی تو توفیق اور قوت مگر خدا کی مدد سے اور جب
حی علی الفلاح کہے تو یہ لاجل لا قوۃ الا باللہ علی العظیم کہے - اوقات نماز و رکعات و نماز کا وقت صحیح
صادق سے طلوع آفتاب تک و ظہر کا وقت طویل جانے کے بعد سے شروع ہو کر چوبیس تک یا کچھ ہونے
تک ہوتا ہے۔ دو چاند سایہ سے مراد اصلی سایہ کے علاوہ ہوا یا آبی وہ ہوجو عین زوال کے وقت ہوتا ہے۔
ظہر کے وقت کے بعد سے عصر کا وقت شروع ہو کر غروب آفتاب تک ہوتا ہے۔ لیکن آفتاب روہونیکے بعد پھر وہ وقت
رہتا ہے۔ مغرب کا وقت غروب آفتاب کے بعد شفق کے غروب ہونے تک ہوتا ہے۔ اور شام کا وقت غروب شمس سے
صبح تک ہے۔ لیکن نصف رات کے بعد ذکر رہا ہے۔ وتر کا وقت شام کی مانند ہے۔ بعد صبح تک ہے عیدین کا وقت دنیا
کے بقدر امکان بلند ہو جانے کے بعد سے زوال تک فجر کی دو رکعت سنت اور دو فرض میں فجر کی چار رکعت فرض
سے پہلے چار رکعت سنت۔ اور بعد دو سنت میں عصر کے صرف چار رکعت فرض میں۔ ہاں فرض سے پہلے
چار رکعت بھی ہیں۔ اس کے پڑھنے والوں کی جان بخشی میں سہولت ہوگی۔ کعبہ مغرب کی تین رکعت فرض میں اور پھر دو رکعت
سنت عشاء کے چار رکعت فرض اور پھر دو رکعت سنت اور تین و چوبیس کے فرض سے پہلے چھ رکعت
بھی ہیں۔ پڑھو تو تواتر پڑھو تو عذاب نہیں۔ واضح باد کہ وتر کی تین رکعت واجب ہیں تیسری رکعت میں دعا
پڑھی جاتی ہے جو اوپر تحریر ہے۔ جب تم گناہ کے فرائض اور واجبات معلوم ہو گئے تو اب سمجھ لو کہ اگر ان نماز
میں سے کوئی رکعت نہ پڑھو گے تو ترک کر دو گے۔ یا واجبات نماز میں سے کوئی واجب بھڑک کر دے گے تو نماز باطل
ہو جائیگی۔ اسکو بہر طریقہ چاہیے۔ لیکن اگر کوئی واجب پڑھوے سے ترک ہو جائیگا تو پھر عیب ہو کر رہا ہوگا۔ مثلاً (۱)
نماز کا رکعت نہ پڑھوے سے ہٹ جائے (۲) کوئی واجب ترک ہو جائے مثلاً آتھہ اولیٰ میں نہ بیٹھے (۳) قرأت
آواز کی جگہ آہستہ پڑھے (۴) کوئی رکعت پڑھ جائے مثلاً دو رکعت کرے یا تین تکبیر سجہ ہو کر کا طریقہ ہو کہ قعدہ
آخر میں استیثات پڑھ کر ایک سلام پڑھے۔ اس کے بعد دو سجہ کرے سے التیمات پڑھے اور دو وغیرہ پڑھ کر دو رکعتوں
طرف حسب معمول سلام پڑھے۔ واضح ہو کہ نہ وہاں کثیر ہو جسے نماز میں نہ پڑھوے گا اندیشہ ہے۔
مسافر کی نماز - جو شخص تین منزل کا قصد کرے گھر سے نکلے وہ مسافر سمجھا جاتا ہے۔ اپنی طبیعت
نکلتے ہی احکام مسافر ہو جاتے ہیں چار رکعت والی نماز دو رکعت پڑھی جاتی ہے۔ اسے قصر کہتے ہیں۔ تین منزل
سے ہم کو ملے اور بعض علماء کہتے نزدیک ہم میل مراد ہے۔ پندرہ دن کے قیام پر پوری نماز پڑھنی چاہیے

مسیبیت ہو سکتے ہیں کہ روایات کے ساتھ طریقہ کافروں کا ہے اور ہر اس طریقہ پر عمل کرے وہ کافر ہی کہلائے گا۔
 کے لئے دوزخ ہے اور یہ باعث اللہ اور رسول کے خلاف منشاء ہے اور یہ مطرحت اور ناقضا و قدر کی نیت ہے نہ راضی کا اظہار
 ہے بقیامت کیوں کہ ان کو ان کے قبر سے اٹھیں گے بال پریشان اور سہ پہر ہوا میں اڑی ہوگی۔ اور اسے قسرتا کہی ہوئے
 اور جو درد کے سہ کو پیٹنے کا جو کہ کم ہونے کی بجائے اللہ کی لعنت ہو۔ اور فرمایا رسول اللہ نے اللہ کی لعنت ہو اس پر
 جو کہ شادی کے موقع پر ناچ جاوے کہ میں درمے پر نوہ کرتے ہیں اور جو مصیبت میں لباس بچاڑتے ہیں اور بالوں کو نوچتے
 ہیں۔ اور خسار و پیر ناچنے مارتے ہیں خدا تعالیٰ انہیں عجز و حقارت کی نہیں کرتا۔ انہی حالت میں کافرانہ اور نہ بعد مرنے کے۔
 مصیبت پر صبر کرنے کی فضیلت صبر کے بیان میں دیکھو۔ اور مصیبت پر صبر کرنے کے لئے نورجہ تو اب پہن اور حلال نہیں
 کسی عورت کو کہ بال کھڑکی کھڑکی اور کھڑکی بند کرے۔ اس حالت میں کہ وہ نوہ کرتی ہو اور اپنے کھڑکی کو نوچو
 جو ایسا کرے اس پر اللہ کی لعنت اور اس کے فرشتوں کی اور اس کے پیغمبروں کی۔ اور ایک حدیث کا مضمون ہے۔ نوہ
 کرنا اے کہ جتنے اسکے کمال ہیں اتنی ہی داغ دینے کے۔ اسے ہفت اندام پر قیامت کی عین۔ ناظرین اس شہرہ علی
 میں کیسیاں شرم میں تھریں گے آگے برہنہ سر ہو کر ماتم کوئی میں کہ کبھی سر پر ہاتھ لے جاتی ہیں اور کبھی سینے پر اور درو
 سینہ کوئی کرتے ہیں ہاتھوں کے علاوہ زنجیروں سے یا باعث اور زیادہ عذاب کا ہو۔ طرفہ اجزاء جو کثرت ثواب کی رکھتے ہیں
 اللہ ہدایت دے اور کوشیطان سے بچا دے اور بچو نکلیا۔ دستور ہے کہ کنگے سر ہو کے اوبال کھدے سر کے بالوں
 سے ماتم کرتے ہیں اور بالوں کو زمین سے چلاتے ہیں اور نہ ہے ہو ہو کے۔ اللہ انکو ہدایت دے۔ اور کوشیطان سے بچا دے
 اور آنحضرت نے فرمایا ہے۔ کہ جو مصیبت میں نوہ کرتا ہے یا آواز سے چلاتا ہے تو اس کے معاملہ میں سو برس کے
 گناہ لکھتے ہیں۔ اور اگر صبر کرتا ہے تو سو برس کی عبادت لکھتے ہیں اور اگر تو نہیں کرتا ہے تو شیطان کے ساتھ دوزخ
 میں جاوے گا۔ اور آنحضرت نے فرمایا ہے۔ عورت نوہ کرنا الیٰ بہشت کی بونٹوں کے کی۔ نوہ کرنے کا گناہ مثل قتل کرنے کا
 ہے۔ اور اس کی قبر میں رکھی نہیں ہوگی۔ اور سب سے سخت ہوتا ہے اور چیلنا پل صلیب پر شکل ہوتا ہے۔ اور جو مصیبت ہو
 صبر کرتا ہے خداوند تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔ اور گناہ اس کے خدا بخشت دیتا ہے۔ اور فرشتے اس کے لئے دعا کرتے رحمت
 کرتے ہیں اور وہ ہزار و رحمت اللہ اس کو بیش میں عطا کریگا۔ اور خداوند تعالیٰ دوزخ کی آگ سے حرام فرماتا ہے
 اور وہ ثواب صلیب کا ہونگا۔

نیت وَلَا تَنْظُرْ إِلَىٰ مَنْ يَدْعُوكَ رَفْعَهُ بِالْفَعْلِ وَالْعَشْيِ يُرِيدُ ذَنْبًا وَفَعْلًا الْخ
 یعنی رت و دعا کا روئے محمد انکو چمکا رہے ہیں (ابھی نیت ہے) اپنے رب کو صبح و شام یعنی ہر وقت چاہتے
 ہیں خاص ذات باری تعالیٰ کو اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا اِلَى الْمُؤْمِنَاتِ وَلَكِنْ يَنْظُرُ اِلَىٰ اَعْمَالِهِمْ
 یعنی بیشک خداوند کریم تمہاری صورتوں و عملوں کی طرف نگاہ نہیں کرتا بلکہ تمہاری نیتوں اور اولوں کو دیکھتا ہے
 ہر عمل میں خدا بندے کی نیت دیکھتا ہوا اس لئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حق تعالیٰ تمہاری صورت اور
 کاموں کو نہیں دیکھتا بلکہ دل و نیت کو دیکھتا ہے اور دل کو اس لئے دیکھتا ہے کہ دل نیت کی جگہ ہے علماء نے کہا ہے کہ

وضو کر لیا جس چیز سے خوف اور ڈر رکھتا ہو اس سے خدا کی حفظ و امان میں رہیگا۔ اس واسطے میں نے بھی خوف کر کے اور میرے سب لوگوں نے وضو کیا۔ اس سبب سے دروازہ کھولنے میں دیر ہوئی۔ منقول ہے کہ مولیٰ علیہ السلام کو ارشاد بارئ تعالیٰ ہوا۔ اے مولیٰ ہمیشہ وضو کے ساتھ رجوعت میں ضرور بیگا۔ اس وقت اگر بلا اور مصیبت تھوڑی ہو تو کسی کو علامت نہ کرانی بخیر کو علامت کر لینا ضرور ہونے کے سبب سے بلا و مصیبت پہنچتی ہے۔ با وضو ہونے میں وہ فوائد ہیں ہر ایک فرشتے اس سے محبت کرتے ہیں۔ دوسرے تکیا والی اس سے نفرت نہیں ہو سکتی۔

وضو کی دعائیں۔ یہ دعائیں وظائف الہی اور شکوۃ شریف سے نقل کی گئی ہیں۔ قبل وضو پڑھے بسم اللہ العظیم والحمد لله علی اذین الاسلام میر وضو میں ہاتھ دھوئے کیوقت پڑھے۔ اللھم غفر لی ذنوبی و ذنوبی فی دارئ و بارئ فی فی رزقی۔ اور پکی کرتے وقت پڑھے۔ اللھم اعینی علی تلاوة القرآن و ذکرک و حصنی عبادک اذناک میں پانی دے وقت پڑھے۔ اللھم ارحنی راحۃ الجنۃ و لا ترخنی عن الرحۃ النار۔ اور سوندھوتے وقت پڑھے۔ اللھم یغفر لی ذنوبی و ذنوبی و ذنوبی و ذنوبی و ذنوبی ہاتھ دھوئے وقت پڑھے۔ اللھم اعطینی کتابی یتذنی و حاربتی حسا یا سیدنا۔ اور بائیں ہاتھ دھوئے وقت پڑھے۔ اللھم لا تعطینی کتابی و لا حق راہ ظہری۔ اور سر کا مسح کرتے وقت پڑھے۔ اللھم تحریم شجرہ فی و شجرہ فی النار و اظہری تحت ظل عرشک یوم لا ینال الا بخل عرشک اور کانوں کا مسح کرتے کیوقت پڑھے۔ اللھم اجعل لی من اللذین ینسمعون القول یتقون اجسمۃ اور گردن کا مسح کرتے وقت پڑھے۔ اللھم اعمق رقبۃ من النار۔ اور دھیر پاؤں کے دھوئے کیوقت پڑھے۔ اللھم ثبت قدحی علی الصراط یوم تزل الاقدام۔ بائیں پاؤں کے دھوئے وقت پڑھے۔ اللھم اجعل ذنبی مغفورا و سببی مشکورا و تجار فی کتب تبارک و تبارک یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی پورا کیے وضو اور بعد وضو پڑھے۔ اللھم اجعل لی من المتطہرین متجاہداک اللھم و یحمدک أشھد ان لا اله الا انت متعظراک و انک رب العالمین۔ کلمہ جناب مولانا و بالفصل اولنا مولوی محمد حسین صاحب مرحوم مخلص فقیر۔ مداح شہر و نذر علیہ رحمۃ اللہ القدیر ہے:

شکین دل و راحت جانی وضو میں ہے یہ نور نظری نور بنانی وضو میں ہے جسے سبب ہاں ہے ہمیشہ کی زندگی آب حیات ہو چو پانی وضو میں ہو یہ سبب نرس ہے جو چین ہر ناکا بہ ہکمو نید بارغ جانی وضو میں ہے۔ روشن چین شمسے و روشن میں ہاں ہاں روشن نماز یونکی اشانی وضو میں ہے و سوتا ہوئے ارغٹا ہوئے لے فقیر نے سمنوں یہ جو کر زبانی وضو میں ہے یہ فضیلت مسواک الصلوۃ بالتخلیل و السواک افضل من سبعین صلوۃ من غیر التخلیل و السواک نماز ساتہ خلل اور مسواک کے زیادہ فضیلت رکھتی ہو ستر ناز و سنے جو بغیر خلل اور مسواک کے اویجاے۔ تسو کو افان السواک تطہیر الفم و ہر عنات الوب تم مسواک کرو اس سے خوشبودار ہوتا ہو اور مرض دفع ہوتے ہیں۔

ثَلَاثَةً أَشْيَاءَ وَاجِبَاتٍ عَلَى كُلِّ قَسَمٍ لَكُمْ الْبُحْبُوحَةُ الْغُسْلُ وَالْبَسْمُوكُ وَمَسَّ الطَّيِّبِ تَيْنِ جَنِينٍ
 وَنَجْوَى جَمْعُ كَيْدٍ وَاجِبَاتٍ مِثْلُ بَسْمُوكِ كَرْنَا اُور سَمُوكِ كَرْنَا اُور خُشْبُو لُگَا لَعْنِي عَطْر مَنَا۔
 صَلَوةٌ بِالْمَسْمُوكِ اَفْضَلُ مِنْ خَمْسِينَ صَلَوةً بِعَبْدِ الْمَسْمُوكِ۔ مَنَازِلِ مَسْمُوكِ كَسَا تَحْتِ بَشِيرِ
 پچھتر نماز سے جو کہ بغیر مسواک پڑھی ہو۔ اور فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ بجکو و بسمت کی جبرائیل علیہ السلام
 سے واسطہ کھنے مسواک کے یہاں تک کہ خواہش کی میں سے کہ اپنا دانتوں کو ٹکھیل کر دوں مگر ترجمہ حدیث (اسے نہ
 کو پاک کر مسواک سے اسے نہ کدہ راہ گذر ہی قرآن مجید کا۔ (ترجمہ حدیث) اللہ کی رحمت جو تیسرا چیز جو کہ وقت وضو
 اور وقت کھانا کھانے کے خلال کرتے ہیں۔ یعنی بعد کھانے کے خلال کرتے ہیں میری امت سے۔ (ترجمہ حدیث)
 چھ چیزیں سنتِ پیغمبر دینی میں ہیں۔ برو باری۔ حیا۔ اور مسواک کرنا۔ اور خوشبو لگانا۔ عطر لگانا۔ عورتوں کو بہت نکاح
 میں لانا۔ اور حیا کرنا۔ یعنی پچھنے لگانا۔

وفا سیوفا { وَ احْفَظْ جَنَاحَكَ لَكِنِ اتَّبِعْكَ مِنَ الْمُغْيِ مَنِقَتَيْنِ۔ اونیٹہ جھکا بازو اپنے
 اپنے مہربانی کر کے واسطہ جو تا بعد اسی کر تا ہو تیری زبان لاسے والوں سے۔ مہربانی کر جو

تجربہ مہربانی کرنا ہے۔ یعنی وفاء۔ وفادار و نہ پھر بعد ہی سے کہا ہو

دلاور وفا باش ثابت قدم ہے کہ بے سکہ رائج نباشت و درم ہے ذراہ وفا گریہ بی غناں ہے
 شادی و دوست اندر ویل و دشمنانہ ملکہ و ان زکوٰۃ وفاء و فی ل ہے کہ در روی جانان نباشی مجمل ہے
 منہ پاسے بیرون نہ کوئی وفا ہے کہ از دوستان نیر ز جفا ہے جراتی ز اجاب کہوں خط سست ہے
 بُریدن ز باران خلاف وفاست ہے حکایت۔ روایت ہو کہ رحمتہ روج حضرت ایوب علیہ السلام پوتی
 حضرت یوسف علیہ السلام تھیں۔ اور جن میں بھی حصہ اپنے داو یوسف علیہ السلام سے لے ہوئے تھیں۔ یہاں
 حسین و جمال تھیں۔ ان سے بارہ بطن میں ہو میں بچے ہوئے۔ یعنی ہر بطن میں دو بیٹے ایک لڑکا اور ایک لڑکی
 پیدا ہوتی تھی۔ آپکی وفاداری ظہر من الشمس ہے۔ آپ نے اسے خاندان کا ساتھ جبکہ آپ کے جیسے موشی اور
 اولاد و خدائی آزمائش میں مگر۔ اور حضرت ایوب کے بدن میں بھی مگر موشی ناخن گر گئے۔ مگر موشی اور دوسرے سے بھلائی
 تھی۔ اور بدن میں سے بد بو آئے لگی۔ شہر والوں نے نکال دیا۔ مگر آپ نے نکالنا سہہ نہ چھوڑا۔ اور آپ ہی کی
 خدمت ملکہ اور ہی۔ بی بی رحمتہ ایکن کہیں چار ہی تھیں شیطان نے آگے آگے کہا کہ تو مجھے جانتی ہے میں کین کا بیٹہ
 ہوں۔ ایوب آسمانی معبود کی پرستش کرتے ہیں۔ میں نے انہیں غصہ سے اس حال پر پہنچایا۔ بھو ایک بار بیکہ کر کے
 تو تندہست ہو جائے۔ پھر ایک بچہ بکری دیکر کہا کہ اسے میرے غلام پر فروغ کر دینا۔ بی بی رحمتہ آئیں تو وہ واقعہ بیان
 کیا۔ آپ نے فرمایا۔ ابی بی رحمتہ یہ دشمن خدا شیطان تھا۔ بتا یہ سب مال و عیال کس کا دیا تھا۔ بی بی رحمتہ نے کہا
 اللہ کا دیا تھا۔ فرمایا کہ اب یہ بتاؤ کہ اس عیش و نعمت میں کتنے دن گزرے۔ بولیں اتنی برس۔ فرمایا کہ رحمت
 سعیدت میں لکنا زمانہ ہوا۔ عرض کیا کہ سات برس فرمایا کہ رحمت تو نے حضرت رحمتِ رحیم کے حق میں انصاف نہ کیا

بھلائی میں تو صبر کیا سوتا۔ اور بہت غصہ ہو کر سید فرمایا کہ سو کوڑے مارو لگا جب حضرت ایوب علیہ السلام چھو ہوئے اور چاہا کہ اپنی قسم پوری کریں تو اللہ پاک نے بی بی رحمت کی سفارش کی اور کہا کہ جھاڑو لگا لٹھا ایک خدا کی جسم ٹھہرے چھو اور ہتھارے تم پوری ہو جائیگی۔ وفا داری کا سبب تھا کہ خداوند تعالیٰ آپ کا سفارش ہو جانے والا وہاں بہت اچھی فصلت ہے۔ **حکایت** شاہپور بادشاہ ساسانی کے عہد میں درمیان وجہ وفات ایک شہر تھا حضرت شہر چند دوسرے شہروں کے ساتھ امیر خیرن کے تحت حکومت میں تھا۔ خیرن نے بہت سپاہ خرگہ کر کے اور ایک مضبوط و محکم قلعہ قائم کر کے خود مختار بادشاہ ہونے کا علم چانداری میں بند کیا۔ اور خراج دینے سے انکار کیا۔ شاہپور کو جو خیرن بھی کہ امیر خیرن باغی ہو گیا۔ سپاہ جزا لیکر دوڑا۔ یسکریڈن خیرن تا بقیہ نہ لاکر قلعہ ہو گیا۔ شاہپور نے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ قلعہ کو خیرن نے سختی کر بنایا تھا۔ اور ہتھوڑے کے سامان رسد وغیرہ کے قلعہ میں فراہم کر رکھے تھے۔ شاہپور قلعہ والوں کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ مگر محاصرہ کیے رہا۔ امیر خیرن کی ایک لڑائی تھی جو حسن و جمال میں شہور روزگار تھی۔ شائے محاصرہ میں وہ ایک روز قلعہ کے اوپر چڑھ کر بھڑکناظرہ کرنے لگی حالت نظارہ میں اس کی نظر شاہپور کی وجہ جمیل صدمت پر جا پڑی۔ آنکھوں کا قصور تھا جو چھری دل چل گئی۔ اور اب شاہپور کی لاڈلی ناتخت بیٹی شاہ پور کے وام محبت اور عشق کے سلاسل میں گرفتار تھی۔ اس ہی نئی پردہ مرو اور عورت و دونوں کے عام حکم جو کہ کسی ناخوگام کو نہ دیکھے۔ دوسرے روز شاہپور کی خدمت میں خفیہ پام بھیجا۔ کہ اگر بادشاہ مجھ کو اپنی حرم بنائے گا وعدہ کرے تو قلعہ بہرہ و استیلا فتح کر دوں کیس کا قول ہو۔ عورت رہے آپ سے۔ نہیں جائے گے باپ سے۔ شاہپور اس فریبی لطیف سے بہت خوش ہوا۔ فوراً نکاح کا وعدہ کر لیا۔ قاصد فائز المرام لکھا گیا۔ آدمی رات کی وقت منتظر تھا۔ کچھ سپاہی قلعہ کے دروازے کے اوپر اور مخفی طور پر پھر سے قلعہ کی ایک قلعہ کا دروازہ کھلا۔ پھر کیا تھا شاہپور کی فوج قلعہ کے اندر تھی چشم زون میں قلعہ فتح ہو گیا اور امیر خیرن قتل کیا گیا۔ دوسرے روز شاہپور نے امیر خیرن کی جھیل مٹی کو اپنے حرم میں داخل کیا۔ اور اس رات کو شہ پور نے دوسرے قلعہ کا رت فتح کیا۔ لیکن باوجود ہر طرح کے عیش و عشرت اور سامان راحت کے خیرن کی بیٹی نے کوہ لہرہ کو راہ کاٹی۔ صبح کو قلعہ میں سے جو اہمیتا کے ساتھ بستر کو دیکھا۔ کہ آخر شاہپور ہی کی وجہ سے رات بھر کو اپنی رہی۔ تو بستر پر دو پھوٹن کی پتیاں مچھالی ہوئی جو کس قدر خفاک عین نکلیں۔ رفتہ رفتہ عجیب نزاکت واقعہ شاہپور کے بھی گوش زد ہوا۔ شاہپور کو سخت حیرت ہوئی۔ اب شاہپور شاہپور کے نزدیک آیا۔ اس سے پوچھا۔ کہ انما ز افرس آخر تیرے باپ نے کئی رام اگلی آسائش میں رکھا جو پھول کی پتی تیرے نازک جسم پر کانٹے کا کام کرتی ہے عذر شاہپور نے جواب دیا کہ بادشاہ سلامت میری غذا بکری کی پی کا گوشت اور قند کر تھی۔ یا تو ت سال و ستر خوار رکھا جاتا تھا اور سونے کے لئے ستر تازہ پھول بچھائے جلتے تھے۔ یہ سب کچھ سپوہ حیرت کی انجلی غضب کے انتوں میں باقی۔ پھر کہا کہ کجنت شہوت پرست لڑکی جب ایسے لہریان ناز بردار باپ کے ساتھ تو نے ایسی بدسلوکی بیوفانی کی جو گناہ کبیرہ ہے۔ اگرچہ وہ وفا کی امید رکھی جائے تو سزا دہانی ہوگی۔ امیر خیرن نے حکم دیا کہ بادشاہ شاہپور کی دونوں

لیس ترک کیلئے۔ سپاہ و تین باند و قترہ بپیرا بن کہ بیرونانی کاشتر و امی سعید سیوفانی بہت ناماں کھلتا
 اہل قتل خوب بختی میں لکھو اپنوں اور اپنے خیر خواہوں کو اس تہہ برائی کرے کہ نہیں چوکانا وہ غیر و نکے ساتھ ٹپٹ فاکر لکھ
 خسر الدنیا و الآخرہ میں داخل ہوئی۔ امی سعید عورت کا خاصہ ہو کہ وہ دنیا و دوسا مانکی طرف رجوع ہوتی ہو
 ابتدا ہی بی رحمت کی خاطر اللہ سے سوچتی نہ کیا لکھی۔ روزہ بامیں درانگی رہنے لاکو نہ دیکھا اور سب دلوشیاں اور
 سامانیں دس گنا زیادتی کی۔ بیشتر مٹی کی سیوفانی کا یہ اثر ہے کہ کثرت و غیرت بھی قتل ہوئے اور انکی فوج بھی کام آئی
 اور شاہہ غیرت کی بیٹیاں کو بھی اس کی سولی سے جان بڑی پڑی۔ بہت بڑی شخصیات ہی سیوفانی۔ اللہ اس سے سبکو بچائے
 اور وہ فارسیہ نوکارتے۔ اسکی کیا خوب تھا جو نہایت ہر مروت و سادہ لفظ و جنت ازہر کپسندیدہ و تریہ دست و خداد
 کمرہ بکرن بنا تھا۔ یہی غمہ کن جہنم۔

وقت

بناؤ افسر غنت فا نصبت و الی ربک فارغب۔ پس جب فانی ہو تو پس منت کر عبادت میں
 اور رب اپن کے پس رفت کر۔ یہ حضرت کریم کی طرف اشارہ ہو کہ جب تبلیغ کے کام سے فرصت پاؤ تو
 اللہ کی عبادت کی طرف رجوع کرو جو ہم عام کی جب عبادت کے کام سے فرصت پاؤ تو عبادت الہی میں مصروف ہونے میں غافل
 بہت کو احتیاط میں مصروف نہ ہو کہ افسس میں ان میں۔ جیسے پانے سکوب تھیر۔ تاش۔ کجندہ شطرنج وغیرہ۔ وہ حدیث تمہاری
 نظر سے گزری ہوگی کہ قیامت کو ہر بندہ کو آگے رفتن سے ہم مند و قی کو حوا و شے اور اس کے کھولنا کا حکم ہوگا جب
 حکم سے گا۔ تو کوئی نور سے پرہیز نہ کرے۔ اور کوئی غالی ہوگا۔ فہر ان ہوگا جس ساعت میں تو نے نیک کام کیا ہو اس
 ساعت کا۔ مند و قی تو نور سے بھرا ہوا ہو۔ اور جس ساعت میں یہ کام کو وہ آگ سے نہیں۔ اور جس ساعت کو بیکار
 گذر ہو وہ غالی ہو۔ امی سعید احتیاط نفس سے غافل ہو کہ احتیاط نفس یا نفس مباحہ یا شاید میں
 نفس نفس واپس بودہ۔ اس کے سعید اسلام میں وقت ہر کام کے اور قدر ہو۔ مثلاً اوقات نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ
 وقت شادی وغیرہ وغیرہ۔ انسان کو اپنی وقت کی از حد قدر کرنی چاہیو جو لوگ اپنی وقت کی قدر نہیں کرتے وہ لوگ یونہی
 بر باد کر دیں وہ آخر میں ضرور پختہ میں شامل نہ ہو۔ پھر کیا بہت جب چاہیاں جاگائیں حکمت غنیمت وقت کو جو لوگ دنیا میں
 سمجھتے ہیں وہ باقبال ہوتے ہیں نصیب شو لکھتے ہیں۔ وقت کی جب گھڑی ٹھکانی ہے پھر نہیں پہنچتا کہ کیا وقت پھر ماہ
 آتا نہیں بے سدا دور و سدا دکھانا نہیں بے اگر کوئی کام ہم کرنا چاہتے ہیں۔ تو اس کو ایک دم شروع کر دینا چاہیو جو حکم کا کام۔
 (رع) اور کا رخ حاجت پختہ اختارہ غنیمت ہے جو کام ہم صبح کرتے ہیں۔ اس کو شام پر ہرگز نہ کرنا چاہیو۔ سستی اور بی انسان
 کی ایک سخت دشمن جو اس کو موزی و شین بن کر لیا۔ اسے دولت و عزت جو کہ عیوض میں پائی۔ دنیا میں کی تعمیر
 ہی تعریف ہوتی رہی۔ جیسے جلد تھو اور رات کو وقت پر آرام لیتا اور اپنا وقت اچھو کا سر میں صرف کرتے اور اسکی قدر کو
 میں قابل و درست لوگ جی کے ایسے دشمن ہوں کہ اس کو پاس بچھنے بھی ہندی تیرے منت کی انجام بھی معین صبری موم ہوتا ہو
 بیکار کی وقت بھی شکل سے گذرے جو لوگ اپنی فضول توہین وقت ضائع کرتے ہیں یا شرور و بڑی طرح انگریزیاں لیا
 ہیں انکا کوئی کام وقت پر نہیں ہوتا۔ اگر غور و نظر ہو تو جتنا کہ تین تین سٹیشن پر میریں پہنچنے کے باعث دیکھو

سافر بن نہیں پڑتی۔ غرضکہ اس طرح ہر کام میں ان کے خلل تار تار بنی۔ جس اہرام آخری چار مہینے پر لگا کر یہ لوگ گناہ پر ہاتھ دھر رہے تھے۔ ہر شے میں ہنگامی زندگی انہیں اچھی معلوم نہیں ہوتی۔ کابل و ولایت پورے کی قدر میں کسے جیتک کہ وہ اسے نکل نہ جائے اور یہی حال اس کے وقت کا ہوتا ہے۔ وہ اپنی وقت کے ہر لمحہ میں غصہ پورے ہی بڑا کر دیتے ہیں۔ کس کا قتل ہے۔ کہو بات پھر باز نہیں آتی۔ یہ جڑ نہ کھائیں۔ واپس نہیں آتا۔ جو وہ پستان سے نکل کر پھر باز نہیں آتا ہے۔ گیا وقت پھر نہ نہیں آتا۔ جب ماز کا شیبہ فرازا نہیں اس خواب غفلت سے جگا دیتا ہے۔ پھر وہ اپنی زندگی کے باقی رہے۔ جو وقت کو کچھ طرح کام میں لانا چاہتے ہیں۔ وہ وقت پر ایک نظر ہو۔ جسے اب خوش ہو گا۔ کام کا یہ بھگت جس گیا بس لوگوں کام کا۔ لیکن فسون ایک مدت تک کالی کے غلام بنے۔ بڑے کے باعث وہ اپنا رومہ میں کیا۔ اب ہو نہیں سکتا۔ جیسے طالب علم تمام سال پھر پونہ پھیل کر گذار دے۔ ورنہ یہ دم پہلے استخوان کے جان بھیا کے غمت کرے۔ تو وہ کامیابی کا منہ دیکھ سکتا ہے۔ نسبت اس کے جس نے ہر وقت کی قدر کی ہو۔

حکایت۔ کسی تالاب میں تین چمیلیاں تھیں۔ اور ایک طرف نالہ سے بڑھ کر دیا کا راستہ تھا۔ اس تالاب پر دو شکاریوں کا گذر ہوا۔ انہوں نے نالہ کو اس میں چمیلیاں ہیں۔ کہا کل حال داکر پکڑے۔ جو چمیلی اپنا کام قبل از وقت کرتی تھی۔ وہ جوتوں غمت و مشقت سے اس تالاب سے نکل کر دیا میں جا پہنچی اور جو وقت کے وقت کام کرتی تھی اسے جب شکاریوں کو دیکھا اپنے کو مروہ ظاہر کر کے پانی پر تیرنے لگی۔ شکاریوں نے اسے مروہ سمجھ کر نالہ میں ڈال دیا۔ تیسری جو قبل از وقت نہ ہو وقت کام کرتی تھی وہ شکاریوں کے حال میں بھنس گئی۔ یہی حال انکا ہے جو قیمتی وقت بیکار ضائع کرتے ہیں۔ انکو جو فسون کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ گئی ہوئی دولت پھر بھی ہاتھ آ سکتی ہے۔ بھولہ ہوا علم پھر بھی حاصل ہو سکتا ہو۔ لیکن کیا ہوا وقت ہمارے ہاتھ سے ہمیشہ کے لئے چلا جاتا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ وقت کی قدر کرنے والے کیا کیا کام دکھا رہے ہیں۔ آخر وہ بھی آدمی ہیں۔

حکایت۔ ایک فوج کا رخانہ کا منصرم ولایت میں پانچ منٹ دیرو اپنی وقت میں گیا۔ مالک کا خانہ نے دیرو کا کاسبب دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ منصرم کی گھڑی پانچ منٹ چھٹی تھی۔ مالک کا رخانہ نے کہا کہ آپ کو اپنی گھڑی ایک دم بدل دینا چاہیے۔ ورنہ مجھے آپ کو بد لکنا ہوگا۔ دیکھو ولایت والوں کو اپنے وقت کے ایک منٹ کا کتنا خیال ہے۔ اور ہم میں کتنے انہوں نے غصہ پورے ہی بڑا کر دیتے ہیں۔ اور ہم کو دیا بھی غم نہیں ہوتا ہے۔

غالباً اس دنیا میں سب سے پہلا سبق جو بچے کے لئے ہو سکتا ہو۔ وہ پابندی اوقات کا ہو۔ لیکن ہندی میں اسے خلاف سبق دیا جاتا ہے۔ ماں کا سب سے پہلا کام سونا چاہیے۔ کہ وہ اپنے بچے کے دودھ کے وقت مقرر کر دے اس کے خلاف وہ کہی دودھ نہ دے۔ بچہ بھی رفتہ رفتہ انہیں اوقات کا عادی بنیگا۔ جسے فائدہ کا اندازہ وہ اپنی آئندہ زندگی میں کر سکتا ہو۔ علاوہ انہیں وقت مقررہ پر دودھ دینے سے بچے کی صحت اچھی رہتی ہے اور ہا صمد بگڑے نہیں پاتا۔ یہ سعدی رحمت اللہ علیہ ایک حکایت لکھتے ہیں۔ کہ کوئی بادشاہ تھا کہ ملک گیری کے لئے آٹھ چھاپہ روانہ کی تھی۔ اور جب وہ ملک سپاہ نے فتح کر لیا۔ تو کچھ آکر اس کی خوشخبری سنائی تو اس وقت

بادشاہ نے کہا کہ اسید بے شہر آمد واپس چلائے نہ انکہ اسید نیست کہ عکبر شہر باز آمدت نہ
ایک سراج نکلتا ہے کہ یہ عورت میں چہ از میں سوار تھا کہ یکایک چہاں طوافیں آگیا اور ہم سب پریشان ہو کر توبہ و استغفار
کرتے تھے اور اس چہاں میں دو انگلیں بھی سوار تھیں۔ مگر وہ باطنیان اخبار میں ہی مصروف تھے۔ میں نے اسے کہا کہ آپ
اقتوت بھی اخبار میں ہی مصروف ہیں۔ ہاتھوں نے کہا کہ ہمارا کام ہو کہ معلولت کا ذخیرہ حاصل کرتے ہیں ہماری زندگی کا کوئی
منٹ اس سے غالی نہ بننا چاہیو جو زندگی پر وہ معلولت حاصل کرے میں رہو تا آخر و مہلت لوگ میں پابند اوقات۔
سنایو کہ نندہ کیام میں جب کہ سپاہی سیر نہیں آتے تھو تو حافظ امیر لدین عموں امام جہان مجتبیٰ جو کہ خوشنویس
خط نسخ کے تھے پانی سے بجائے سیاہی کے شق کرتے تھے۔ اب بھی اس کے یہاں پانی سے شق کرنا رائج ہے اپنا وقت
اس شغل میں گزارتے تھے۔ یہ پابند وقت کے تھے۔ آخر ہی بادشاہ خاندان مخدجہ کے نظریں ہو گئے تو کوئی سے
دیو اور پندرہ شعلہ لکھتو بہت بے غماہ اپنے شغل سے باز نہ آتے۔ اسی طرح ایک شاعر کی لڑکی سے عین نصیحتی کے وقت
وینا سے فانی سے رحلت کی انہوں نے نظم میں اس ضمنوں کو ادا کیا ہے۔ کذب چھب میں سنہ دیا تھا مگر گفن نہیں دیا
تھا۔ وہ بھی ایک نکل ہے۔

ایک خوشنویس کے تذکرے میں ہے۔ کہ لڑکی کی رحلت نے ان میں شق کی و صلی سیاہ کی۔ اس پابندی سلف کے
لوگ اپنی اوقات کے پابند رہے ہیں۔ انکو سید بے شہر بھی پابندی اوقات ضروری ہے خوش الحیب نے جو پابندیم
صلوہ ہے۔ **ہدایت** من تجدد ہی للہ فلا مضل لہ جسو ہدایت اللہ ہے نہیں کوئی گمراہ کر
والا اس کا۔ اور فرمایا۔ **وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ**۔ اللہ ہدایت کرتا ہے جو چاہتا ہے اور
راست بتلا دیتا ہے سید ہی سے کہا ہے مہ نگہ دار مارا زماہ خطا خطا و گنہار و صدام تمام
فرمایا نبی کریم نے۔ **لَا يَزَالُ مِنْ أَتَقِيْ اَمَةً تَأْتِيْهِ اَللّٰهُ لَا يَضِلُّ شَيْءٌ مِنْ خِيَرَتِهِمْ وَلَا يَمُوتُ**
حتیٰ یأتی اَہْمُ اللّٰہِ وَہُمْ عَلَى ذَلٰلٍ۔ ہمیشہ رہیگا امت میری سے ایک گروہ قائم رہا ہے حکم اللہ کے
نہیں ضرر کرے گا۔ انکو وہ شخص کہ ترک کرے مدد گاری انکی اور نہ وہ شخص کہ مخالفت کرے انکی یہاں تک کہ آدمی
خدا کا اور وہ اوپر اسی کا راہنے کے ہو سینگے ہدایت کے۔

اسے سید۔ طلب صادق ہونی چاہیے۔ اور بے طلب صادق اور عشق حقیقی کے کوئی نہ بنائی ہو سکتا
اور یہ ظاہر ہے۔ اگر عشق و طلب صادق ہند تو خدا ہمنائی کرے گا۔ اور نہ مرشد۔ اور اگرچہ خدا متعالیٰ ہر شخص کی
ہدایت کے لئے بہت کافی ہے۔ مگر اسٹیج میں واسطہ ہدایت کا پیہر ہوں گا دکھا ہے وہ پیہر و تلو بھی بلا
واسطہ یعنی اپنی ہی آپ اپنا راہم کرے گا تھا۔ گویا نہیں کیا۔ پیچ میں جبرائیل امین کو مالا ہے واسطے
ہدایات کے اگرچہ خداوند تعالیٰ میں یہ قدرت تھی کہ وہ بدوئی جبرائیل کے آنحضرت پر کلام مجید
نازل کرتا۔ اور بغیر آنحضرت کے خدا کی قدرت سے ممکن تھا۔ کہ سب لوگوں کو ہدایت کرو دیتا۔ مگر جو کچھ عالم
اسباب میں سبب اور وسیلہ کی ضرورت ہے۔ اس وجہ سے اسے رسول کے درمیان فیصلہ کا واسطہ قرار دیا

اسی طرح رسول اللہ سے بہتر کوئی اور ذریعہ خدا اور اس کے بندوں کے تعلقات وسیع کرنے کا نہ تھا۔ کیونکہ رسول یا اعتبار بشریت بندوں کے متعلق اور بظاہر وحانیت خدا سے داخل اسی طرح سے اللہ تعالیٰ نے ہناری ہدایت کا ذریعہ رکھا ہے۔ اور دوزخ اور جہنم کی عالم زبانی کے ذریعہ سے قیامت تک قائم رہے گا۔ اسے معجزہ جو کوئی آزمائی کرتا ہو کسی کو بھی بات کی۔ تو اس کو بھی ثواب کیسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ نیکو ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شخص نے کسی سے کسی کو کچھ دلوایا۔ یا کسی کو ظالم کے ظلم سے بچالیا۔ یا خلاف شرع یا قورسے باز رکھا یا کسی کا قصور کسی سے معاف کروایا تو اس کو بھی کیسا ہی ثواب ہو گا۔ جیسا اس کے کرنے والے کو ہو گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: سے کہ میرے پاس لوگ جہنم کے طلب کرنے کے لئے آتے ہیں اور سوال کرتے ہیں اور تم میرے پاس ہوتے ہو پس سفارش کیا کرو تا ثواب پاؤ۔ جڑا نادان ہے کہ جسکی ذرا اسی زبان ہلانے سے کسی کی حاجت رفع ہو۔ اور وہ خاموش رہے۔

ہمبستری { اللہ کا و اعلم انکم قلاق و کثیرا لم یؤمن۔ یعنی عورتیں تمہاری بھتیجی ہیں۔ جسے تم اولاد حاصل کرتے ہو۔ پس نبی بھتیجی میں جطر ج پرچا ہوا قدرت کرو۔ ان سے جیسے چاہو۔ مساس کرو۔ بوس و کنار کرو۔ محبت آمیز باتیں کرو۔ رعیت کی وقت جماع کرو۔ مگر یہ تمام فعل ایسے طریق سے کرو کہ ہر ایک حرکت آئندہ کی واسطے ہنرم کی خیر و برکت کا باعث ہو۔ و عاشر منہن بالمکفر مؤمن۔ عورتوں کے ساتھ ایسے طریق سے معاشرت کرو جو فطرتی عقل اور نہک تقاضوں کے موافق ہو۔ عورت بھی مرد کے لئے ایسا بھتیجی ہے جیسا کہ اوپر لکھا ہے۔ لہذا کھر کھر کھر کھر مرو کا لفظ بچائے تخم کے ہے رحم اور انہیں بچانے زمین کے۔ مناسب وقت پر جماع کرنا مناسب کی کاشت یعنی عورت جب حیض و نفاس سے عہد حاصل کر لے۔ اس وقت جماع کرنا مناسب موسم کی کاشت ہے۔ اور ایام حمل کی نگرانی مابعد کی نگہداشت ہے۔ پس جب قدر یہ تمام جزا کامل اور صحیح ہونے کے اسی قدر نسل عمدہ ہوگی اور مرد و عورت میں باہم گہری محبت اور الفت رہے اور انکی محبت اعلیٰ درجہ پر ہو اور اخلاقی اور روحانی اور روحانی حالت عمدگی اور بہتری پر رہے تو اولاد حسین جمیل اور صحیح القویٰ۔ کامل الفطرت اور مبارک پیدا ہوگی۔ برعکس اس کے جب قدران میں باہم تنفر اور مخالفت ہو جب قدر انکی صحت خراب ہو۔ اخلاقی و روحانی حالت اترے اور مرد و عورت اس قدر اولاد بد صورت کرے منظر ناقص القویٰ۔ بد اطوار اور بد بخت پیدا ہوگی جبکہ کچھ کم ماور میں ہو ایسی حالت میں عورت کی نگہداشت کرنی چاہیے۔ اسکی پروا دخت بچہ کی پروا دخت ہے۔ ورنہ کچھ واکم المراض ہو گا۔ اور پیش از وقت گر جائے گا۔

اور ارشاد فرماتا ہے خیراً لکم الذی انما یحبہ۔ یعنی تم میں ایک لوگ وہ ہیں جو اپنی عورت کو شک سے باہر نہیں
 یعنی ان کے ساتھ بیٹھ کر محبت و شفقت زہم اور سزاقت سے سب سے بے پروا کرتے ہیں۔ اور غلبہ و شرف و تکریم
 کی قسم کی زبردستی یا بجا کرکٹ نہ ہر نہیں کرتے اور اس عورت کے لئے تاکید فرمائی کہ ہر حالت میں
 مرد کے ساتھ تابع رہا ہو کر رہیں۔ تمام ہشتاد و اربوں اور محسنوں کی نیت ایسے خداوند کی۔ اب سے زیادہ
 عورت و ادب کریں جب مرد اپنی شہوت پروردی کے لئے سنے سنے بلا و سنے کو فوراً بلا کریں بخدا تعالیٰ کے فضل
 ہو جائیں۔ اور فرمایا۔ انکھضت من الذینا متاعہم و خیر منہا عھا انما آتھا الصالحۃ۔ دینا ایک عارضی
 عیش و آرام کا سامان ہے۔ اور اس کے تمام سامان میں نیسا عورت سب سے بڑھ کر عیش ہے۔ یہ بھی یاد
 رکھنا چاہیے کہ تمام خاتون اس لذت جمیع۔ خوبی اولاد اور محبت مرد و عورت اسی ایک سلسلہ پر مبنی ہے
 کہ عورت ہر طرح مرد کی فرمانبرداری ہے۔ اور طبی سلسلہ ہے کہ جماع بیٹھنا ایسے وقت میں کیا جائے جبکہ
 وہ خود بخود پوری خواہش اور رغبت ہو۔ اور دونوں کی جسمانی۔ اخلاقی۔ روحانی اور روحانی حالت اعلیٰ درجہ پر
 قائم ہو۔ دراصل نیک اور فرمانبردار عورت کے برابر دنیا میں کوئی لذت اور عیش نہیں۔ چنانچہ ارشاد
 نبی ہے۔ لا تمھربا نیک فی الاکھلاص۔ اخر من جو ان مرد کا بخیر و بد ہند و خوار آئیں یا بیٹھنا
 ہر میان کھڑا ہونا ہو۔ کہ وہ ضرور اس کو تباہ کرے گا۔ بخیر و آئی ان پاک انسانی جذبات اور انسانی کی
 تکمیل کے بھی بے پیرہ ہونا ہے۔ جواب واد اور نانا وغیرہ بشری حیات میں حاصل ہوتا ہے۔
 قہر لباس عمدہ خوراک عمدہ مکانات و عمدہ باغات وغیرہ ان کے لئے دنیا میں باعث اطمینان اور
 فرحت ہوتے ہیں۔ مگر یہی صورت میں نیک عورت اور نیک اولاد کا ہونا نہایت ضرور ہوتا ہے۔ ورنہ
 تمام سامان قائم اور اداسی کا ساما ہو جاتا ہے۔ اور اگر جائز طریقوں سے استعمال کیا جائے۔ تو
 کمال خوبی میں شمار ہوتا ہے۔ یہی قوت شہوت کا کمال ہے۔ اسکو دراصل باطل سمجھنا اور عمدہ ہلاک
 کرنا سخت غلطی ہے۔ اگر سیدہ طور پر برے طریقوں مثلاً حلق۔ زنا۔ لواط۔ وغیرہ میں استعمال
 کیجئے تو سخت ظلم اور گناہ ہے۔ اگر معروف طریقوں کے کام میں لایا جائے۔ تو اعلیٰ درجہ کی لذت
 اور نیک ہے۔

جمہوری سے مقصود اولاد اور دنیا سے بچا نہیں اور کردار نیک و شریف سے بچنا چاہئے
 آقا سے نامدار سے فرمایا ہے انکھضت من الذینا۔ اور عورتیں جو ان مرد کے واسطے ایک
 حفاظت کر دیا ہیں۔ یہ قرآن مجید میں نکاح کرنے کا حکم۔ اور اگر کوئی شخص افلاس کی وجہ
 سے عورت کے اخراجات برداشت کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ تو اس کے لئے صبر کرنے اور
 روزہ نہ کھانے کا حکم ہے۔ اور عورت کو مرد کا لباس اہم مرد کو عورت کا لباس فرمایا گیا ہے۔ امین کوئی
 شہ نہیں۔ کہ عورت اعلیٰ درجہ کے سامان اور دنیائی دولت میں سے ہے۔ اس لئے اسکو پردہ میں

رکنا مناسب ہے۔ نفس کی تہوانی خواہشیں اس سے پوری ہوتی ہیں بسلسلہ اولاد کا اس سے جاری ہوتا ہے۔ اور عورت سے صحت جسمانی و دماغی ہے۔

یکلیہ قاعدہ ہے کہ اگر کوئی عضو کچھ عرصہ کے لئے بیکار رہے تو دفعتاً وہ خراب ہو کر بیکار ہو جاتا ہے۔ جیسے اہل ہندو کے ہاں۔ کوئی ہاتھ کو سکھا لیتا ہے۔ کوئی پیر کو پھر وہ جس و حرکت نہیں کر سکتا۔ یہی حال اعضائے ولادت کا ہے۔ یعنی اگر کوئی خداترس مرد یا عورت عدم موجودگی تو وچ کیوجہ سے انکو بیکار رکھے تو آخر کار یہ عضو ضعیف اور بیکار ہو جاتا ہے۔ اور اسکے زوال کے ساتھ دیگر اعضاء جسمانی و دماغی بھی خور پذیر ہو جاتے ہیں۔ قوائے عقلیہ نا تھیں ہو جاتے ہیں یہ انفرادی اور ہمت کی بجائے بزدلی اور کافئی آجاتی ہے۔ اور قوت فکر اور غور میں خور و واقع ہو کر انسان۔ محن و کوحاس اور سادہ لوح بن جاتا ہے۔ اور مٹی جیسا بے بہا تخم بچان اور بیکار ہو جاتا ہے۔ اس لئے بیواؤں کا نکاح کرنا ضروری ہے۔

اے سرعید یا دیکھ حیض کی حالت میں جماع کرنا سخت المذیثہ ناک ہے مضر صحت ہے جب خون بند ہو کر سفیدی کا تاج بھی موقوف ہو جائے اسکے بعد ہمبستری کرنا جائز ہے۔ شہوت صادق اور کاذب میں امتیاز کرنا ایک ہنر ہے ضروری امر ہے۔ شہوت کاذب کی پہچان ہے۔ اول تو اس میں، علی شہوت کے برابر جوش و قیام نہیں ہوتا۔ بلکہ ضعیف اور ناپائدار ہوتی ہے۔ اعضائے غنہ عرصہ کو اسکی اور حرکت پورے زور کے ساتھ حاصل نہیں ہوتی۔ دوم۔ یہ خود بخود برائے خجستہ نہیں ہوتی عضو خاص کو کھیلنے پھیلنے سے پیدا ہوتی ہے۔ یا عورت کے پاس جاتے سے۔

واضح ہو کہ اصل جماع کے لئے بہترین وقت اور حالت وہ ہے جبکہ مرد اور عورت دونوں صحت کی حالت میں ہوں۔ تمام جسمانی و دماغی قوائے صحیح و سالم اور ہر قسم کے فساد و ضعف سے پاک ہوں کھانے کے بعد اس قدر وقت گزر چکا ہو کہ معدہ کا فعل باہمہ قریب الاقترام ہو یعنی کھانے کو بعد قریباً تین گھنٹہ یا زیادہ وقت گزر چکا ہو۔ شہوت خود بخود تیزی اور جولانی پر آئے۔ پہلے ویرنگ عورت کے ساتھ بوس و کنار کیا جائے۔ بلکہ عورت منوریات اور پیشاب کے فاسخ ہو اور مرد و بیکار ہونے کے پیشاب کرے اور محبت آمیز باتوں سے تالیف قلوب کا مل طریقہ حاصل کیجائے قوت شہوت اس سے مستثنیٰ نہیں۔ ایک جہان صحیح القوی اوسطاً۔ ایک با و دفعہ ہفتہ میں جماعت کر سکتا ہے اکثر کے لئے۔ ایک دفعہ اور بعض کے لئے ایک دفعہ مہینے میں کافی ہوتا ہے۔ اور بعض کے لئے ہفتہ میں ایک دفعہ اور بعد ہمبستری کے دو تول کچھ کھالیا کریں۔ یا دو دفعہ فی یس۔ اس سے طاقت بنی رہتی ہے۔ یہ حکم محمود خان کا قول ہے۔ حدیث ہو۔ **الجمعة راجب علی کل مسلم بخم**۔ جمعہ کا غسل واجب ہے۔ مسلمان بالغ کو۔ اور جمعہ کے دن اپنی بیوی سے جماعت کرے۔

ناکہ وہ غسل کا متقاضی ہو اور دونوں ثواب کے تحتی ہوں اور حضرت نے فرمایا ہے کہ جو شخص جمعرات کو اپنی بیوی سے مجاہدت کرتا ہے اسکو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے (اور جمعہ کو غسل کرنا ہوتا ہے)۔ پس جو شخص امور بالا میں ذکرہ سے سجاوڑ کرتا ہے۔ و عموماً شہوت صادق پر عمل نہیں کرتا ہے۔ بلکہ شہوت کا ذب ہی حالت میں مصروف ہو کر اپنے نہایت بیش قیمت مادہ۔ جو بولیت کو ضائع کرتا رہتا ہے۔ اور آخر کار اس بے اندازی کا نتیجہ اسکو جھگڑنا پڑتا ہے مشابہہ سے یہ اصرار ہے کہ تمام نباتات ایک موسم میں پھل لاتے ہیں اور ایک موسم میں آرام کرتے ہیں اور زمین بھی ایک وقت سبزی اپنے اندر سے اگاتی ہے۔ اور ایک وقت ضرور آرام کرتی ہے۔ تمام حیوانات کی طرف غور کرو کہ وہ ایک سال میں یا ہمدین میں کتنی دفعہ جفتی کرتے ہیں اور بقدر عرصہ اس فعل سے بالکل علیحدہ اور بے خیال رہ کر اپنے اعضاء مخصوصہ کو آرام دیتے ہیں۔ اسے نادانوں کی تلمیح اپنے اعضاء کی نسبت۔ یہ خیال کرتے ہو کہ وہ دن رات جماع کے لئے مستعد رہتے۔ اور کبھی اسکو مہلت اور آرام کی ضرورت نہ پڑے۔ اس خیال کو پورا کرنے کے لئے عجوبین اور کشتہ کھاتی ہیں جس کا نتیجہ ایسا اوقات یہ ہوتا ہے کہ خود کشتہ ہو جاتے ہوتے (۴) اس خیال است و مجال است و جنوں بے تمام تہذبات اپنی فطری عقل سے کام لیتے ہیں جب تک خود بخود شہوت ان پر غالب نہیں ہوتی۔ اور خود جفتی کا ارادہ نہیں کرتے۔ اور کسی قسم کی بیہودہ حرکات سے اس مادہ لذت و بقا سے نوع کو خراب نہیں کرتے۔ مگر انسان پیراؤس سے کہ اسنے فطری عقل سے کام نہ لیا۔

ہر خاوند کے لئے خاص محبت اور شفقت کے ساتھ عورت کے رکھنے اور پرورش کرنے کا حکم ہے یہی مسئلہ تمام حسن معاشرت کی بنیاد ہے۔ چنانچہ اس بارہ میں قرآن شریف اس طرح ہدایت فرماتا ہے۔ **اَلرِّجَالُ نَوَافِلٌ عَلٰی النِّسَاءِ مَا قَدَّمْنَاللّٰهُ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰضِلُونَ** (تائیدات حافظات بالغیب بہا حفظ اللہ) یعنی مرد عورتوں کے محافظ اور سردار ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خاص خاص تو ان کے میں بعض مردوں کو بعض عورتوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے اور وہ اپنے مال عورتوں کی پرورش میں صرف کرتے ہیں۔ پس چونکہ مرد عورتوں پر فضیلت رکھتے ہیں۔ اور انکی پرورش کرتے ہیں۔ اس لئے نیک بخت وہی عیال ہیں جو اپنے خاوندوں کی تابعدار ہیں۔ اور اس پر وہ انکے مال و متاع کی حفاظت کرتی ہیں۔ اور اس چیز کی حفاظت کرتی ہیں جسکی حفاظت کا خدا نے حکم فرمایا ہے۔ اور ایک حدیث میں وارد ہے کہ کسی کو دوسرے شخص کے لئے سجدہ کرنے کا حکم کرنا۔ تو عورت کے لئے یہ حکم کرنا۔ کہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے۔

اسلام میں سجدہ کرنا۔ اپنی انتہا درجہ کی ذلت اور دوسرے اعلیٰ درجہ کی عظمت ظاہر کرتا ہے
اپنی ساری قوتوں اور طاقتوں سے اسکے آگے جھک جانا ہوتا ہے۔ اس لئے سوائے
ذات باری کے اور کسی کے واسطے سجدہ جائز نہیں۔ اس سے یہ ظاہر ہوا کہ عورت کے تابع ہونا
اور خدمت گذاری اپنے خاوند کے لئے واجب ہے۔ دوسرے کسی شخص کے لئے حاجت نہیں
﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا وَذُرِّيَّاتُ الْقُرَىٰ وَالْقُبَايِ وَأَعْلَانُ الَّذِينَ دُونَكُمْ
السَّبِيلِ﴾ جمیع عیدین۔ زکوٰۃ۔ حج کے فرض اور کرنے میں بھی ہمدردی
و بھید ہے۔ کہ آپس میں ہمدردی اور اخوت پیدا ہوتا کہ اسلام وحدت کی صورت میں نظر
آوے۔ اور ایک ہی جم و کھائی و سہ کے ایک عصارہ میں دروہونے سے تمام بدن میں اتحاد
و دروہو اور خوشی ہونے سے تمام بدن پھول نہ سگائے۔

۱۔ اے ربیعہ۔ ہمدردی اگرچہ ایک چھوٹا سا لفظ ہے۔ مگر معنی اسکے بڑے وسیع ہیں۔ یہ وہ
جو ہر لطیف ہے جس نے انسان کو بہائم پر فضیلت دیکر انشد المخلوقات کے بلند مراتب پر پہنچایا
خداوند ارض و سما نے انسان کو دنیا میں اپنے ہم جنسوں سے ہمدردی کرنے کے واسطے پیدا
کیا۔ اور جس انسان کے دل میں بنی نوع کی محبت اور قومی دروہی ہو نہیں۔ اسے قرآن شریف
نے پتھر سے بدتر مذہب دیا ہے۔ ﴿وَأَن تَقُولُوا نَحْنُ خَيْرُ الْبَنِيَّةِ﴾ کہ انہوں نے کہا کہ ہم
خیر بنو آدم ہیں۔ بعض پتھر ایسے بھی ہیں۔ کہ انہیں نہیں پھوٹ نکلتی ہیں۔ جن سے دوسرے
کو فائدہ پہنچتا رہتا ہے۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ انسان کو بھی کم از کم ایسا اند
ہونا چاہیے کہ وہ اور کو نفع پہنچا دے۔ جیسا کہ پتھروں سے نہیں چسپے نکلتے ہیں۔ حیث ہواس
اولاد آدم پر جس سے کسی کو نفع نہ پہنچے۔ بے فیض اگر یہ صفت ثانی ہے تو کیا ہے بد جو بندہ نوا
کرے جاں اس پر فدا ہے۔ اور شاعر نے کہا کہ دروہی کے واسطے پیدا کیا انسان کو بد
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کہ وہ بیاں بد صالح عالم نے شروع سے ہی تھے کچھ کے
ولیں ہمدردی کا بیج بویا ہے۔ سب سے اول وہ انبی و المرسلین سے محبت کرنی سیکھنا۔ جسے حق
اور پھر جوں جوں عقل سلیم بڑھتی جاتی ہے۔ انکی ہمدردی اور محبت بھی وسیع ہوتی جا
مثلاً۔ اسکو اپنی سگی بہنوں۔ بھائیوں اور دیگر رشتہ داروں سے پیدا ہوتی ہے۔ پھر رفتہ
رفتہ شہر اور وطن سے ہو جاتی ہے۔ اس سے آگے چلکر۔ اس میں ایک اور ہمدردی کا احساس
پیدا ہوتا ہے۔ جس کا تعلق مذہب سے ہے۔ بعض اوقات یہ جوش اور محبت یہاں تک بڑھ جاتی
ہے۔ کہ انکی خاطر عزیز سے عزیز جانیں قربان اور فدا کر دی جاتی ہیں۔ ہر ایک مذہب ہمدردی
سبق دیتا ہے۔ مگر سب سے زیادہ پھر اس امر میں مذہب اسلام کو ہے۔ جسکی نظیر اور کوئی

مذہب پیش نہیں کر سکتا۔ بعض اوقات تو اسلامی معاہدہ آریوں اور جنگوں میں یہاں تک اسکا
 چہرہ دیکھا گیا ہے۔ کہ ایک شخص جان بخشی کی نازک حالت میں پانی کے واسطے پکار رہا ہے۔ اور
 پانی پانی اس کے ساتھ پیش کیا گیا۔ اسے دوسرے بھائی کی آواز پانی مانگنے کی کشتی
 تو ایک حالت دوسرے سے بھائی کی ضرورت نہ پہنچ رہی۔ جبکہ ہم عداوت میں لکھ چکے ہیں (اگر
 پانی پانی سے جاننے کے لئے اشارہ کیا۔ سبحان اللہ! من تقدس ذات کی قوت قدسی میں کیا ہی
 غضب کا اثر تھا۔ جس نے انسان کو جیروں کی سیلرٹ سے کٹا۔ اس نے گھبرا۔ اس لئے اس نے اور بچہ ایشیا
 کر سنے کے آمادہ کر دیا تھا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو یہاں تک نعمتوں خدا کے ساتھ ہمدردی تھی کہ شب و
 روز بندہ رگاہ فاضلی کا حجاب پہن دے۔ اور اللہ تعالیٰ کے یارب العالمین انکسار راست دیکھا اور
 ہدایت دے۔ جب کفار مشرکین ہندو مت کی طرف متوجہ ہوئے تو آنحضرت یہاں تک غم و الم
 کو سہ کر کے مر گئے کی نوبت پہنچ جاتی اور خدا ایتعات کی طرف سے تعلق سے پیغام اور وحی آتی اسے
 عطا تو۔ قدر آدیسوں کے صراط مستقیم سے ہٹنے کا تم کہتا ہے۔ بیک ڈور ہے کہیں خود کشی نہ کر
 بیٹھ۔ اس پاک باطن مجس اور خود راہ بند و مخلوق نہ۔ انا بنو ہمارک اور تعلیم ہی جامع اخوت علی
 جس نے وہ ب کے وحی اور خود راہ بند و مخلوق نہ۔ انا بنو ہمارک اور تعلیم ہی جامع اخوت علی
 تفاوت نہ اپنے پر اسے میں سمجھو کہ کافی ہے چونکہ اسلام تم کو نہ۔ اور ہم کو حکم ہے ثقہ خلق اللہ
 و تعلیم امر اللہ۔ پس کامل انسان اور کامل ایمان ہونے میں نہ۔ بہت کم کہنی لڑائی ہمدردی
 پیدا ہو۔ سعدی نے فرمایا ہے بنی آدم اعضای بدنیک اندہ کہ دور آفرینش نہ یک جوہر اندہ

و جماعہ و بلیغہم۔ حضرت کے اصحاب جیم تھے۔ آپس میں الفت
 یاری و دوستی { رکھتے تھے۔ یہ جامع ہے۔ بخوارسی کی سب سمجھو کہ یہ ہو گا تو سب
 حق اس او ہونے اور نہیں تو نہیں $\text{مُحَمَّدٌ وَ مُحَمَّدٌ وَ مُحَمَّدٌ}$ ۔ اللہ انکو دوست رکھتا ہے اور وہ
 اسکو دوست رکھتے ہیں۔ $\text{إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَلَكُمُ الْبَيْتُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى}$ اللہ تمہارا رفیق ہے اور
 بہت اچھا رفیق ہے۔ اور بہت اچھا دو گار ہے۔

اسے سعید و حقون یارانہ یہی ہے۔ کہ ساکت ہمارے عیدوں سے عائد و غائب میں آتے ہیں
 راہ میں دینچہ یہاں کسی کام میں پاوے تو نہ پوچھے کہ کہاں تھا شاید۔ کہ وہ اپنے کام میں ہو
 کہ اس کے ظاہر کرنے سے حجب کہ نہا ہوا اور جو ٹھہرے ہوئے۔ جو باعث ہو سکی گناہکاری کا اور
 کسی سے اس کے بھید ظاہر نہ کرے۔ یہ علامت بدیہی کی ہے۔ اور دوستوں کے عیب ظاہر کرنے
 سے دور ہے۔ کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیب کسی کا اس کے منہ پر نہیں کہا

آپ ایک شخص زعفرانی کپڑے پہنے ہوئے آنحضرت کے روبرو بعد اگلے آپ نے فرمایا کہ اسکو کہیں کہ یہ نیک کپڑے سے دور کرے تو اترے۔ اور اگر کسی سے عیب یا رکاس ہو تو اس کے منہ پر آنکھ نہ کہے کہ حقیقت میں آپ عیب کرتا ہے۔ اور اگر کسی سے اسکی تعریف سے تو اس سے کہہ دے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا کرتے تھے۔ یعنی ترجیح دیتے تھے اپنے صحابہ کو چیزوں میں اپنے برابر۔ حقیقی یارانہ سے یہ ہے کہ مال سے دوستی نہ کرے۔ اور علماء کرام کا قول ہے کہ جب تو نے حاجت اپنی کسی یار کے آگے کہی اور سعی نہ کی اسنے تیری حاجت رد فرمائی۔ تو کہہ اس پر چار تحکیریں جیسے کہ جنازہ کی نماز میں کہتے ہیں (یعنی وہ مروہ ہے لائق دوستی کے نہیں)

حکایت - ایک شخص ابو ہریرہ کے پاس آیا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم سے یارانہ کرو واسطے خدا کے آپ نے کہا کہ نہیں کر سکتا تو کہ حقیقی یارانہ کے مشکل میں۔ کہا اس شخص نے لکھا کہ میں۔ کہا یہ کوئی چیز زیادہ ہو عزیز دوست سے کہ۔ اسنے بخدا میں ابھی اس مرتبہ کو بند بچھا بیٹھنا مقول ہے کہ ایک کشتی کے واسطے قتل کرنے ایک جماعت صوفیہ کے حکم کیا۔ اور ان میں شیخ ابوالحسن نورزی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ جلاوطن چاہا کہ تلواریں جلاوٹے شیخ ابوالحسن آگے آئے اور کہا کہ پہلے حکم مار دو دوست رکھتے ہوں کہ بشارت کرو اسنے بھائیوں کو ساتھ زندہ رہنے کے۔ جب یہ خبر بادشاہ کو پہنچی تو سب کو چھوڑ دیا اور لکھا کہ آگے بڑھ گئے۔ کہ جب کوئی کام کے کہ اپنے مال میں سے بچھ دے۔ اور وہ مال والا پوچھے کہ کتنا مال چاہتا ہے۔ وہ لائق دوستی کے نہیں یعنی چاہیے تھا کہ سب مال آگے لائے کہ دیتا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حال و وہ جائیداد کا مانند وہاں مقول ہے۔ کہ وہو تاسی ایک واسدیکو۔ غرض یہ ہے کہ ہر ایک مددگار دوست کا ہو۔ اور آپس میں شریک منافع میں اور کم درجہ یا بری کا یہ ہے۔ کہ جو حاجت سے زائد ہو اسکی اس سے مدد کرے۔ اور چاہیے کہ انتظار سوال نہ کرے۔ اور چاہیے کہ اسکو شریک اپنا کرے اور آدھا بانٹ دے۔ اور یہ مرتبہ اوسط کا ہے اور اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ شیعہ ایثار کا اختیار کرے۔ یعنی اسکی حاجت مقدم رکھے۔ اپنی حاجت پر اور یہ مرتبہ صدیق کا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت کے بار غار نے کیا۔ اور پوچھا کہ آنحضرت نے کیا چھوڑا تو صدیق نے عرض کیا۔ اللہ و رسول یعنی اپنے اللہ اور رسول میں ہے اسبابہ ماسورہ توبہ رکوع ۵۰ اَلَا تَتَذَكَّرُ فَاِنَّ نَفْسَكَ لِلّٰهِ اِذَا اُخْرِجْتَ الْخُرُوجَ۔ اگر تم رسول اللہ کی مدد نہ کرو تو اللہ آپکی مدد و مسوقت کر چکا ہے۔ جبکہ آپکو کافروں نے جلاوطن کر دیا تھا جبکہ وہ آدمیوں میں ایک آپ تھے۔ جسوقت کے دونوں غار میں تھے۔ جبکہ آپ ہر اسی سے فرمایا تھا کہ تو دیکھ غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

فصل ہفتم کہ جب مدینہ والوں کے اسلام کا حال بدش کے مہاجرین کو پہنچا تو بہت لوگ حبش سے

مدینہ کی طرف مندرجہ ہوئے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے نبیؐ کی اجازت نہت چاہی کہ مدینہ کی طرف ہجرت کر جائیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب کو رشتہ دار ہی ہمارے ہی رشتہ دار ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ خوش ہوئے۔ اور دو اونٹ لیکر پانچ سو روئے کے کجلہ تیار ہو جائیں۔ اور وہیں اپنا بونکر جاسے۔ اس نکتہ سے نزدیک سے سر پہنچی اور اپنے اقربائے کی خدمت سے زیادہ گذری مروی ہے غریب غریب اصحاب حضرتؓ کی ایوانت سے دینے کو حیرت کرتے۔ بعد اسکے حضرت عمرؓ بھی جیسے جوان لیکر مدینہ کو گئے۔ قریش کے منافقوں نے دیکھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسی بونکر رہنے کا ٹوکنا ملا انکو وہ پیدا ہو گیا کہ ایسا بونکر تمہاری اس کے ساتھ جا ملیں۔ سب نے وارالندہ میں جو انکی نشست گاہ تھی مصلحت کی ریشطان ہی بڑے آؤتی تھی جسے بنگرہ آیا اور وزیر بخیر کو بلایا تمہارے بونکر سے پوچھا کہ تو کون ہے۔ بولا کہ میں سب سے پہلے ہوں قبیلہ بنو سہمہ سے۔ تمہارے ارادے سے وہاں آؤں تو گویا ہوں۔ کہ اس سے مقدمہ میں تمہاری مدد کروں یہ لوگ اسکے ممنون تھے۔ وہ ملعون شیخ مجلس بنکر بیٹھا۔ ہر ایک شخص کی خاطر میں جو صلاح گذرتی تھی وہ شیخ کے حضور میں بیان کرتے تھے۔ ایک نے کہا کہ پوچھنے کو تیار کرو۔ دوسرے نے کہا کہ اس ملک سے نکال دو۔ شیخ نے کہا کہ یہ دونوں تجویزیں پسند نہیں۔ اب اس ملعون بولا۔ کہ ہر ایک قبیلہ سے ایک ایک نوجوان منتخب کیا جائے۔ اور یہ سب ملکر حضرتؓ کو خواب گاہ میں قتل کر دیں۔ یہی ہاشم سب قبیلہ نکال کر قتل کر دیں گے۔ اور پانچ سو کر تو ہوا لیکن پر رشتہ ہو جاؤں گے۔ پیر بخیر ہی کی یہ صلاح بہت پسند کی اور اس سب کا اتفاق ہو گیا منصور نے پاس حضرت جبریلؑ کو بلانے سے کہا۔ اور اس واقعہ سے آپ کو آگاہ کر دیا۔ اس کا بھی بیٹہ کہ اپنی جگہ علی رضی اللہ عنہ کو سلاوا اور خود مدینہ روانہ ہو جاؤ۔ آپ نے ایسا ہی کیا۔ اور کافر اپنے مکان گروہات میں بیٹھے۔ اور موقع کا انتظار کرتے تھے۔ صبح کے نزدیک شیخ بخیر اپنے پاس آیا۔ اور کہا کیا خبر ہے۔ انہوں نے کہا کہ موقع کے تاک میں ہیں۔ اس نے کہا محمدؐ تو صاف نکل گئے۔ اور تمہاری آنکھوں میں خاک ڈال گئے۔ کافر نے سکر گھر میں گئے۔ آپ کی خواب گاہ میں حضرت علیؓ کو سوتا پایا۔ پوچھا۔ محمد کہاں ہیں۔ انہوں نے کہا۔ میں نہیں جانتا وہاں سے چلا گیا ہو کر واپس گئے اور اسکے آگے اطراف میں تلاش کر رہے تھے۔ اب رسول اللہؐ کا حال سننے کے آپ حضرت صدیقؓ کے مکان پر پہنچے۔ ابو بکر نے دو اونٹ پہلے ہی سے تیار کر رکھے تھے۔ ایک اونٹ آپ کو دیا۔ دوسرا اپنے لئے رکھا۔ صاحبزادوں نے قوسمہ راہ تیار کیا۔ باندھنے کو کوئی چیز نہ تھی۔ اسے رشتہ ابی بکرؓ نے اپنا ازار بندھا لکھا باندھا۔ حضرتؓ اس کا خطاب دیا۔ انطاقیں رکھا۔ پھر عبداللہ بن ارقیط کو جو ایک ہوشیار رہبر تھا۔ دینے تک پہنچا۔

کے لئے نوکر رکھا۔ اور اس سے کہا تین دن کے بعد غار ثور پر اونٹ لیکر حاضر ہونا یہ نظام
 کہہ کے آپ غار ثور میں تشریف لے گئے۔ عبداللہ بن ابی بکر تمام دن کئی قریش کی خبریں رات کو
 جا کر آپسے عرض کر دیتے تھے۔ آپ دو شنبہ کے دن ۲۸ عصفرو غار ثور پر تشریف لے گئے
 تھے۔ پہلے ابو بکر صدیق نے اندر جا کر غار کو صاف اور اس کے تمام سوراخ اپنے کپڑے
 پہنا کر بند کئے پھر حضور تشریف لینگے۔ ایک سوراخ بوجہ کپڑہ ہونے کے باقی رہ گیا تھا۔
 وہاں آپ نے اپنا انگوٹھا لگا دیا۔ اندر سے سانپ نے کاٹا۔ حضور اللہ کو معلوم ہوا تو لعاب
 دہن مبارک لگا دیا۔ اور فوراً آرام ہو گیا۔ مکہ صبی کو الہام ہوا۔ اس نے وہیں غار پر جالٹا۔ اور
 ایک جنگلی کبوتر نے اگر اندر سے دیدیئے۔ دوسرے دن صبح کو کفار نے تلاش شروع کی
 اور قائف کو جو نشان قدیم پہچانتے ہیں بڑا ماہر تھا۔ ہمراہ لیکر روانہ ہوئے۔ اس نے نشان قدیم کا
 کھونٹ لگا کر غار کے منہ پر لا کر ٹھکرا کر دیا۔ اور کہا کہ یہاں سے کوئی آگے نہیں گیا ہے۔ مگر کفار کو کھڑکی
 کا جالا۔ اور کبوتر کے اندر سے دیکھ کر یقین نہ آیا اور واپس چلے آئے۔ حضور ان کے شر و مشا
 و سے بخیر نظر ہے۔ تین دن کے بعد صدیق اکبر کا غلام عاص بن ہبیرہ اور عبداللہ رقیط اونٹ
 لیکر آ گئے۔ اور سوار کر کے مدینہ کو روانہ ہوئے۔ دوسرے دن قیدی کی منزل میں آم معبد کے
 خیمہ پر گزرے وہاں مقام کیا یہ بی بی سخاوت میں مشہور زمانہ تھی۔ مگر سبب خط سالی نہایت تنگی
 میں مبتلا تھی ہمالوں نے گوشت اور خندہ مطالب کیا۔ اسے معذرت کی حضور کے خیمہ میں اس کی ایک
 چڑی تھی نہ پایا۔ اس میں کچھ دودھ ہے۔ اس نے کہا یہ تو اپنی جان سے مر رہی ہے۔ حضور نے
 دست مبارک اس کے گلہ پیر پھیرا۔ فی اللہ حکم خدا تعالیٰ ابھر آئے۔ حاضرین نے سیر ہو کر دودھ
 پیا۔ اور ایک بڑا برتن بھر کر آم معبد کو دیا وہاں سے آگے روانہ ہوئے۔ اچھی روانگی کے بعد
 اس کا خاوند آیا دودھ دیکھ کر بڑا متعجب ہوا عورت نے حقیقت حال بیان کی۔ اس نے آپ کا حلیہ
 مبارک دریافت کیا۔ ام معبد نے بتایا تو۔ اس نے کہا وہی پیغمبر نبی ہاشم کے ہیں۔ افسوس میں نہ
 ہو کہ ان کی خدمت نصیب ہوئی۔ کتنا قریش نے اشتہار دیا تھا کہ جو کوئی محمد رسول اللہ اور صدیق
 اکبر کو کچھ کر لائے گا۔ نثار اونٹ انعام دینگے۔ ان اطراف میں سداقہ بن مالک ایک مشہور رہا اور
 شخص تھا۔ اس کو یہ خبر معلوم ہوئی۔ تو بہت للچایا۔ اس اثنائیں کسی نے۔ اس سے آکر کہا کہ تو۔
 شخص اس وضع کے اونٹ پر سوار مدینہ کی طرف جا رہے ہیں۔ سداقہ سن کر فوراً اپنے
 مکھڑ میں آیا۔ لونڈی سے کہا کہ میرا گھوڑا لا۔ اور خود ہتیار لگا کر سوار ہوا۔ سر پٹ حضور
 دوڑاتا ہوا۔ حضور تک جا پہنچا۔ اور حملہ کارا دہ کیا۔ گھوڑا اس کے بل گر پڑا پھر بھینچل
 کہ سوار ہوا اور آپ کے قریب جا پہنچا۔ حضور نے یہ دعا پڑھی۔ اَللّٰهُمَّ اِنْفِثْ شَرَّ کَاِبِمَا شِئْتَ

حکیم لقمان کا قول ہے جس سے دوستی کا ارادہ ہے اُسے غصہ ولا کر آتما۔ اگر اس نے الصفا ہاتھ سے نہیں دیا۔ اور حق سے نہ گذر دوستی کے قابل ہے۔ ورنہ اس سے دور رہی بہتر۔ اور کہا ہے کہ بدگمانی کی عادت نہ ڈال کہ دوستوں سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔

شکایت۔ نقل ہے کہ اتفاقاً ایک شخص بہت قرضدار ہو گیا۔ بہرچند اگر اس نے قرض کی لین ادانہ ہو سکا قرض خواہ اسکی آبرو کے خواہاں ہوئے۔ جیب جان سے عاجز آیا اور کہیں ٹھکانا نہ لگا۔ ناچار ہو کر ایک دوست کے پاس گیا وہ محبت اور غماز اور تواضع سے پیش آیا اور چل پوچھنے لگا کہ ان دنوں کیسی گذرتی ہے۔ کہا کیا کہوں بہر حال شکریہ ملے گا جبکہ چار سو درم قرض کی بہت فکر ہے کہ قرض خواہ رات دن چین نہیں لینے دیتے۔ جان سے عاجز ہو کر نہیں دوست جان کر آیا ہوں کہ خانہ دوستاناں بروہ و دروشت منان ملکوب۔ مثل مشہور ہے۔ دو سونے ہی عرق نہ امت میں بنتی ہو گیا۔ جی جان سے کھو گیا۔ نیرت کھا کے اندر اٹھ کر گیا۔ جلد ہی چار سو درم لے آیا۔ کہا جانیے اور فرض خواہوں سے اپنا چھپا چھپا کر لے آیا۔ پھر گھر میں جا کر زار زار رونے لگا۔ اسکی عورت نے کہا۔ خیر ہے۔ کیوں روتے ہو۔ جائے شکو گذاری۔ جناب باری ہے۔ نہ مقام نگریہ و زاری کہ دوست ولی کی حاجت تم سے روا ہوئی۔ پس اب تم کو غم و ہم ہے۔ یا غم بھدہم ہے۔ برائے خدا ایچہ بتائے۔ اور اس عذیدہ کو غم سے چھڑا دے۔ کہا۔ احو عورت نا۔ ان غم و ہم بندہ درہم کو روز ناتا ہے۔ اور طالب وینا کو بقیہ رکھتا ہے۔ بلکہ میں اس واسطے روتا ہوں۔ کہ میں اس کے حال سے ایسا کیوں غافل رہا۔ جو اس بلدی میں مبتلا ہو کر عاجز ہوں اور فقیہ و فکی طرح میرے پاس آیا۔ تب میں نے اسکو اس بلا سے چھڑایا۔ پس کچھ حق دوستی ادانہ ہوا۔ بلکہ محتاجوں کا سادینا ہوا حقیقت میں اسکی نہ تھی۔ پس اتنی غفلت کی زندگی پر تفت ہے۔ جو میں چین اڑاؤں اور دوست بے چین رہیں۔ تحقیقت یہاں سچے دوست وہ ہیں کہ ہر حال میں خیال دوست رکھتے ہیں۔ حتی المقدور دوست کو وہیہ درو کی ہوا نہیں لگنے دیتے۔ اور بدے کی امید نہیں۔ کہتے۔ کہ یہ سوداگر سی ہے نہ دوستی اور اگر کوئی غیرت کو اس غرض سے دوست رکھتا ہے۔ کہ تباہی کار سے بچا دے۔ یا اس غرض سے کہ اس سے کوئی لڑکا پیدا ہو تو اس کے لئے دعا کرے۔ یا اسکے نیک عمل ہونے سے سمجھے کہ میری مغفرت ہو جاوے۔ یہ سب نیکی ہیں۔ لیکن بزرگ تہ اور عظیم تر درجہ یہ ہے۔ کہ جس کسی کو دوست رکھو۔ اس سے طبع دینی اور دنیوی کچھ نہ ہو۔ بلکہ صرف اس غرض سے محبت ہو کہ وہ خدا کا مطیع ہے۔ اور خدا کا مخلوق ہے۔ یہ دوستی خدا کی برکتی۔ اور ثواب اس میں حاصل ہو گا۔

يُؤَسِّتَ حَتَّى تَكُونَ حَرَمًا أَوْ تَكُونَ مِنَ الْمَالِكِينَ إِيهَانًا لِّمَا طَامَسْتُمْ بِهِ
 يَا رَبِّ يَا رَبِّ يَا رَبِّ (۱) فلاں بنت فلاں کے دوست و یا دول و سینہ محبت کے ساتھ میرے
 ہوا کہ دے (۲) فَمَا رَحِمُوا مِنَ اللَّهِ لَيْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ قَطًّا عَظِيمًا فَلَقَدْ لَا تَفْقَهُوا
 مِنْ حَوْلِكَ فَأَعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَانصَبْ لَهُمْ وَشَاوَهُمْ فِي الْأُمْرِ قَدْ آتَى
 عَنْهُمْ مَتَّ قَوْلُكَ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ بِحَسْبِ كَيْفِمْ وَطَلَهُ وَطَلَسْتُمْ
 وَحَسْرَةً عَسَى أَنْ يَكُونَ الْقُرْآنُ الْحَكِيمُ وَالْقَلَمُ وَمَا يَسْطُرُونَ (۳)
 دل و جان اور ہفت اندام فلاں بنت فلاں کا محبت و دوستی سے س کے پکڑ لیا۔
 بِحَسْبِ وَالْقَبِيْتُ عَلَيْكَ حُجَّةٌ رَبِّیْ وَلِيُضَمَّ عَلَى عَنِّي إِذْ تُقْبَلُ احْتِكَ تَقُولُ
 مَنْ يَكْفُلُهُ فَرَجَاكَ إِلَى أُمِّكَ فَتَعْبَسُ وَلَا تَحْزَنُ اللَّهُمَّ إِنِّي بَشِيرٌ
 وَمُكَايِلٌ وَإِسْرَافِيْلٌ وَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ بِحَقِّ نَبِيِّكَ وَسَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
 عِيسَى وَرَبِّكَ دَاوُدَ وَفَرَّاقَانَ مُحَمَّدٍ مُحَمَّدٌ سَوَّلَ اللَّهُ سَيِّءًا وَسَكَّرَ الْجَمْعَيْنِ
 صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ فلاں بنت فلاں کا دل و جان و ہفت اندام
 محبت سے میں نے پکڑ لیا (۴) بِحَقِّ آدَمَ وَحَدِّهِ وَهَارِ بَيْلَ وَشَيْثَ وَأَدْرِشَ
 وَلَوْحِ وَإِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَيُوشَعَ وَيُوسُفَ
 وَهُودَ وَشُعَيْبَ وَمُوسَى وَهَارُونَ وَخَضِرَ وَالْيَاسَ وَذَو الْقُرْبَيْنِ
 وَلُؤْلُوسَ وَأَذَمِيَالَ وَدَابِيَالَ وَهَبْرِيَزَ وَعِيسَى وَشَمْعُونَ وَجَرَجِيْسَ
 وَخَضِرَاتِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا رَبِّ يَا رَبِّ يَا رَبِّ
 فلاں کے دل کو بھر پر میرا کہ دے یا معشر الجحیم وَالْأَنْسِ إِنْ سَطَعْتُمْ
 أَنْ تَنْفُذَ وَمِنْ أخطائنا السُّبُوحَاتِ وَالْأَسْرَافِ قَانَسُفُ وَلَا تَنْفُذَ وَنَ
 الْأَيْسُلُطَانِ يَا بِي الْأَعْمَى يَكَمَا تَكُنِي بَانَ دَالِے فرشتوں دالے پر یوں
 میری بات سنو اور مطلع رہو اور میرا فرمان لے جاؤ اور فلاں بنت فلاں کے دل میں
 میری محبت بیاؤ اور بہب برکت ان آیات کلام الحمد کے فیض لایا ہوں
 میں فلاں کا دل و جان اور ہفت اندام فلاں کی محبت کے لئے میں نے پکڑ لیا۔
 بِحَقِّ أَمَلْنَا لَهُ مِنْ دَحَى اللَّهِ كَالْوَيْسَارِ هَوْنٌ فِي اسْتِزَابَاتِ وَ
 يَدُ عَوْلَانِ غَيَا وَرَهْبَا وَكَالْوَيْسَارِ غَيَا وَكَالْوَيْسَارِ غَيَا وَكَالْوَيْسَارِ غَيَا
 لَكِنَّ اللَّهَ أَلْفَ بَلِيغُهُمْ إِنَّهُ عَنِ بَرِّ حَكِيمٍ مِنَ النَّاسِ مِنْ بَنِي إِسْرَافِيلَ
 دُونَ اللَّهِ أَلْفَ أَدِيجِيُونَ هُمْ سَحَبٌ اللَّهُ وَالْأَنْسِ إِنْ سَطَعْتُمْ

يَا رَبِّ يَا اللَّهُ يَا مَنْ جِئْنَا بِكَ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ (۱) اور پھر مَت دَاوُد علیہ السلام
اور اودن کی زبور کے جس طرح وہے کو ان کے ہاتھ میں موم کیا تھا تو نے موم کر دے یا رَبِّ
يَا رَبِّ يَا رَبِّ فلاں کی جان و دل کو اس طرح مجھ پر نرم کر دے (۲) یا اللَّهُ یا اللَّهُ یا اللَّهُ
(۳) بحسب امت اس نام کے حضرت سلیمان کی آنکھوں پر لکھا ہوا اس کی برکت سے تو نے جن دامن کو
سخر اور مطیع کر لیا تھا اس طرح فلاں کے دل کو میرے عشق میں کر دے (۴) یا اللَّهُ یا اللَّهُ یا اللَّهُ
بحرمت و عظمت اس نام کے کہ قرآن مجید میں لکھا ہے یا شَافِي الْمَغْضُوطَاتِ وَ تَوْفِي الْأَفْصَلِ
مَخْلُوقَاتِ سِرِّ وَ رُكَايَنَاتِ مُحَمَّدٍ مَعْظَمِ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی امت کی طرف
پھیر دیا ہے یا مُنْقَلِبِ الْقُلُوبِ وَ الْأَبْصَارِ (۵) فلاں کی دل کو میرے عشق و محبت اور
الفت میں مجھ پر جہان کر ایا کہ ایک لمحہ بھر قرار نہ پکڑے (۶) یا اللَّهُ یا اللَّهُ یا اللَّهُ
پھر مَت وَ بَرَكَتِ سَيِّدِ الْوَالِدِ السَّيِّدِ وَ مُنْفِعِ الْمُنْزِيلِ وَ حَالِمِ الْبَيْنِ وَ حَاجِمِ الْبَيْنِ وَ حَبِيبِ
رَبِّ الْعَالَمِينَ وَ يَدِ وَسْطِي جَاوِزِ الْكِبَارِ بَرْكَوَمَا وَ سَيِّدِ الشُّهُدَاءِ مَعْظُمِ
وَ جَمِيعِ مَشَائِخِ عَظَمَائِ بَرِيٍّ وَ بَرِيٍّ مِثْرِي يَا حَبِيبِ دُنْيَاوِی پوری کر یا
ذُو الْجَلَالِ وَ الْإِكْرَامِ بِرَحْمَتِكَ يَا أَلَمَّ حَمَلِ الْجَوْنِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
مُحَمَّدٌ الْمَرْسُولُ اللَّهُ

(نوٹ) عربی الفاظ کو نہایت تصحیح کے ساتھ پڑھنے ورنہ عمل نہ ہوگا (عبدالحیضال)



بالکل آسان اردو میں وعظ کی ایک بے نظیر کتاب

بارہ مجالس

یہ وعظ و مجالس کی طلسمی کتاب ابھی حال میں شائع ہوئی ہے اور یہ دعویٰ ہے کہ اس مؤرخ پر یہ کتاب نبی انطیم آپ سے جو تکریم و عنایت کی مجالس ہندوستان کے چھ صدیوں میں موعظ ربیع الاول، بین النہی اور یسب میں منعقد ہوئی ہیں اور ان میں خاص طور پر یہ پنجت کے وعظ و اشکال فرما کر لکھے جاتے ہیں اس نے یہ کتاب بت برہیل اور میں تیار کر لی ہے تاکہ ہندوستان کے چھ صدیوں کی تاسانی بنیاد پر اسے اور اپنی اپنی مجالس میں یہ مجالس اس کی رہنمائی کی جائے اور اس طرح علاوہ اجرت و خدمت کے بڑے بڑے والا اچھے مسافر اور شیریں زبان وعظ ہو سکتا جو اس کتاب نے نبی مجالس میں پہلی مجلس یعنی ابتدائی کا قیام دیا وہ نہایت طرز ہی نہ تاکہ وہ نہ صرف لفظی قول آسانان کی نہ میں بلکہ خدائی ہی کو خوب سمجھا دے مجبور ہو کر ان غامض و دوسری مجلس ترویج الہی یعنی نبوت اسلام کا مابلا امتیاز ہے اور عقلی دلائل سے ثابت ہے کہ

کذا ایک ہی جگہ لکھا ہے کہ ہر روز داں باپ بیانات القدس اور روح و دیوتاؤں کی جنہوں سے خدا پاک ہے۔ تفسیر میں مجلس شمع توحید کے پروانے میں مجلس بہت روشن انبیاء اور اولاد میں ہے اس کے ذیلی سے روح سلیم تازگی پیدا ہوئی ہے اور مومن، مسلمان کے کارنامے معلوم ہوتے ہیں جو توحیدی مجلس نبوت و رسالت اس میں نبوت و رسالت کی تحقیق کے ساتھ نبی کریم کو رحمتہ العالین اور دنیا کا آخری مصلح ثابت کیا ہے پانچویں مجلس ختم نبوت اس میں ہزار ہا دلیلوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ رسول کریم کے ساتھ خدا کی پیام رسانی کا سلسلہ دنیا میں ختم ہو گیا "الیم آلمت لکم کی تفسیر ہے چوتھی مجلس فضائل رسول اس میں رسول اعظم کا تعقیق و غیر انبیاء پر بتلایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ آپچو خاں ہر دارند و تہنہ دار ہی ساتوں مجلس اس میں رسول ختم نبوت انسان نے حقیقتاً کمال بندہ کی پیر پزی پر حجاب ہے اس کی نشانی اس فقر میں ہے۔ آٹھویں مجلس نبوت رسول اس میں محمدؐ کے ہزار اوصاف ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک طمان کی نجات ہی رسول کی اطاعت و محبت میں ہے۔

نویں مجلس فضائل اخلاق اور جن معاشرت اس میں ہر دو عنوان پر بہت ہی عجیب انداز میں ایک مسلمان کی زندگی کا نقشہ کھینچا گیا ہے جو ہر مومنی ایمان کے لئے قابل تقلید ہے۔ دسویں مجلس اسلامی وحدت اور اسلامی مساوات اس میں دوسرے احکم مذاہب اسلام کی وحدت و مساوات کا موازنہ بہت لطیف اور سوتر پیرا میں ہے گیارہویں مجلس اسلام میں عورتوں کے حقوق و دینی تہذیب جو عورتوں کے حقوق کے سب سے بڑے علموائیں اسلام میں عورتوں کے حقوق کیا ہیں معلوم کریں۔

بارہویں مجلس واقعات کہ چالیس ہستی درونک انداز میں مرتب کی گئی ہے واقعات انہیں کے ساتھ ہیں جو ہیں کوئی شخص یا آنسو بہات و دس طرح میں دیکھتا غصہ و دوسرے غمات کتاب جلد ہے قیمت عاریتی مہربانہ مقررہ

مستطی کا پتہ انہی محمدیہ مدرسہ دینی